شرح ترمذی شریف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی دامت برکاتہم



علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل کرنے کے لئے

"فقہ حنفی PDF BOOK"

چینل کو جوائن کریں

http://T.me/FiqaHanfiBooks

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زوہیب حسن عطاری

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ



شرح جامع ترمذی شریف

مترجم ______ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر

شرح ______ محمد یسین قصوری نقشبندی

کمپوزنگ ______ ورڈز میکر

باہتمام ______ ملک شبیر حسین

سن اشاعت ______ فروری 2016ء

طباعت ______ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ______ روپے فی جلد

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006



ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

الاھداء

(۱)

عالمی مبلغ اسلام، عاشق رسول، فاتح مرزائیت، قائدِ ملت اسلامیہ، امامِ انقلاب

قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲)

منبع فیوض و برکات، مظہر شیر ربانی، منظورِ نظر ثانی لاثانی

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف)

(۳)

منبع فیوض و برکات، محورِ شفقت و محبت، مرجع العلماء

حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

(بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ لاہور)

کی خدمت میں جن کی روحانی توجہ سے یہ خدمت انجام دے سکا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد یسین قصوری نقشبندی

الانتساب

(۱)

مخدوم اہل سنت، مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، فقیہ عصر

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناظم اعلیٰ: جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

(۲)

بقیۃ السلف، رئیس المدرسین، جامع منقول و معقول، شرفِ اہل سنت

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

صدر مدرس و شیخ الحدیث: جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

(۳)

یادگارِ اسلاف، پیشوائے شریعت و طریقت، سراپا شفقت و محبت، استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی محمد یونس امجدی قصوری دامت برکاتہم العالیہ

بانی و ناظم اعلیٰ: جامعہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (بگری) قصور

کے نام انتساب کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ترتیب

كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اذان سے متعلق ابواب

كِتَابُ الْجُمُعَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اَبْوَابُ الْعِیْدَیْنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کے لیئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے' جس نے ہمیں یہ ہمت' توفیق اور نعمت عطا کی ہے کہ ہم اُس کے سب سے محبوب اور برگزیدہ پیغمبر کے لائے ہوئے دین کی تعلیمات کی نشر واشاعت کے حوالے سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ پر بے حد وشمار درود وسلام نازل ہو! آپ ﷺ کے ہمراہ' آپ ﷺ کی اُمت کے تمام افراد پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' جنہوں نے آپ کی تعلیمات کو اپنایا' اُن پر ایمان لائے' اُنہیں دوسروں تک پہنچایا۔

•••——•••——•••

اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کے فضل وکرم کے تحت آپ کا ادارہ شبیر برادرز ایک طویل عرصے سے اسلامی کتب کی نشر واشاعت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے' ہمارے ادارے کی طرف سے اب تک جو مطبوعات برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں' ان میں اسلامی تعلیمات کے موضوع اور ہر پہلو سے متعلق علوم ومعارف سے متعلق متقدمین ومتاخرین کی تصانیف' ان کے تراجم' ملفوظات وغیرہ شامل ہیں۔ چند سال پیشتر ادارہ کی انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ دیگر علوم وفنون کے ساتھ بطورِ خاص احادیثِ مبارکہ سے متعلق کتب کے تراجم وشرح کے حوالے سے بطورِ خاص اہتمام کے ساتھ کوئی خدمت کی جائے' اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ادارہ کی طرف سے علمِ حدیث سے متعلق بہت سی کتب قارئین کی خدمت میں پیش کی گئیں' جن میں سے چند ایک کے اسماء قابلِ ذکر ہیں:

i-صحیح بخاری ii-صحیح مسلم iii-جامع ترمذی iv-سنن ابوداؤد v-سنن نسائی vi-سنن ابن ماجہ vii-صحیح ابن حبان viii-صحیح ابن خزیمہ ix-مستدرک x-سنن دارقطنی xi-مؤطا امام مالک xii-مؤطا امام محمد xiii-سنن دارمی xiv-معجم الصغیر xv-اللؤلؤ والمرجان xvi-مسند امام زید xvii-مسند امام شافعی

•••——•••——•••

ادارہ کی جانب سے شائع شدہ ''جامع ترمذی'' کا ترجمہ اس کتاب کے دیگر تراجم سے زیادہ مقبول' عام فہم اور مستند ہے۔ بازار میں موجود جامع ترمذی کے تمام تراجم سے ممتاز ہونے کی ایک وجہ عربی اور اُردو عبارات کی جدید پیرابندی ہے' جس سے مفاہیم ومطالب سمجھنے میں قارئین کے لئے آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ اس خوبی کی وجہ سے نہ صرف قارئین ہمارے ترجمہ کو پسند کرتے ہیں' بلکہ اس کی قیمت قدرے زائد ہونے کے باوجود اسے خریدنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ چند سال تک مسلسل متن کے ساتھ صرف ترجمہ شائع ہوتا رہا۔ تاہم دل میں یہ خواہش موجزن رہی کہ اس ترجمہ کے ساتھ جامع ترمذی کی شرح بھی ہونی چاہیے۔ حسن اتفاق ہے کہ محترم

حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی سے ہماری ملاقات ہوئی اور جامع ترمذی کی شرح کے حوالے سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے یہ ذمہ داری نبھانے کا وعدہ کرلیا۔

•••——•••——•••

''انوارِ نبوی شرح جامع ترمذی'' مولانا علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی کی شب خیزیوں' ہمہ وقت کاوشوں اور حقیقت پسند قلم کا شاہکار ہے۔ شرح عام فہم' مطلب خیز' مختصر مگر جامع اور معیاری ہے۔ شرح میں اسلوب تدریس اختیار کیا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر سوال و جواب کا انداز بھی اختیار کیا گیا ہے جو خواص وعوام کی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ اس میں فطین' متوسط اور غبی طلباء کے علاوہ عوام کے فہم وادراک کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے درجہ عالمیہ کے طلباء کے مزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے مطالب ومفاہیم احادیث پیش کیے گئے ہیں اور فقہی مسائل میں مذاہب ائمہ مع الدلائل خصوصیت سے بیان کیے گئے ہیں۔ ترجمہ اور شرح میں اس قدر ہم آہنگی ہے کہ دونوں ایک قلم کا فیضان معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ شرح مدرسین' طلباء' علماء' محققین' مقررین اور عوام کے لیے یکساں مفید و نافع ہے۔

•••——•••——•••

اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے' آپ کتاب کے مصنف' مترجم' شارح کے ہمراہ' ادارہ کی انتظامیہ اور دیگر متعلقین کو اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے دین کی زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر خدمت کرنے کی توفیق اور سعادت عطا کرے! آمین

آپ کا مخلص

شبیر حسین

حدیثِ دل

اللہ تعالیٰ کے لئے ہرطرح کی حمد وثناء مخصوص ہے' جواس کائنات کا خالق و مالک ہے' جواُس دن لوگوں کا ''جامع'' ہے' جس دن کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جس نے انسانیت کی دنیاوی واُخروی فلاح و بہبود کے لئے انبیاءِ کرام علیہم السلام کومبعوث کیااور نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت کے ذریعہ انبیاءکرام کی بعثت کے سلسلہ کوختم کردیا۔

حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں! جوانبیاءکرام کی بعثت کے سلسلہ کوختم کرنے والے ہیں' جن کی لائی ہوئی ہدایت اور بتائی ہوئی تعلیمات' قیامت تک' بنی نوعِ انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے کافی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے تمام اصحاب' آپ کی اُمت کے اہلِ علم اور عام افراد پر' اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کوحاصل کیااور پھراسے دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔

•••——•••——•••

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے تحت ہم نے جب کتبِ احادیث کے ترجمہ کی خدمت کا آغاز کیا تو اس بارے میں اسباب و وسائل میسرآتے چلے گئے' یہ خدمت بہت سے افراد تک پہنچی اوراُن لوگوں کی دعاؤں کی برکت کی وجہ سے ہمیں مزید خدمت کرنے کا شرف اور موقع حاصل ہوا۔ اسی مزید خدمت کا ایک حصہ ''جامع ترمذی'' کے اس ترجمہ کی شکل میں' اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

•••——•••——•••

اگرچہ اس کتاب کے تراجم دیگراداروں کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں' تاہم ہمارے اس نسخے میں چند امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں' جن کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

عام طور پر ''جامع ترمذی'' کو''علمِ حدیث'' کی کتاب سمجھا جاتا ہے اور یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس میں صرف احادیث مذکور ہیں' بہت کم افراد اس بات سے واقف ہوں گے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں احادیثِ مبارکہ کے ساتھ' ساتھ دیگر معلومات بھی نقل کی ہیں۔

ہم نے ان معلومات کوذیلی سرخیوں کے ذریعہ نمایاں کردیا ہے اور اس کے لئے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ یہ ذیلی سرخیاں اُردورسم الخط میں خط کشیدہ طور پر نمایاں کی جائیں' تاکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل متن اور ہماری طرف سے شامل کی جانے والی

اضافی سرخیوں کے درمیان امتیاز باقی رہے۔ ان ذیلی سرخیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) سند حدیث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب میں عام طور پر کوئی بھی روایت نقل کرنے سے پہلے اس کی سند ذکر کرتے ہیں' اُس کے بعد روایت کے الفاظ آتے ہیں' ہم نے اس سرخی کے ذریعہ روایت کے متن اور سند کے درمیان فرق واضح کر دیا ہے۔ بعض مقامات پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے متن میں حدیث کی بجائے کوئی اثر نقل کیا ہے' لیکن ہم نے اپنی کتاب کی عام ترتیب کے مطابق اُس کی سند سے پہلے لفظ ''سند حدیث'' ہی رہنے دیا ہے۔

(ii) متن حدیث: اس سے مراد روایت کا وہ حصہ ہے' جسے سند کے ساتھ نقل کرنا مقصود ہے' ایسا ہو سکتا ہے کہ روایت کے الفاظ میں پہلے کسی صحابی کا واقعہ ذکر کیا گیا ہو' اور پھر اُس واقعہ کے ضمن میں اُس صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ ذکر کیے ہوں' لیکن ہم نے اس سرخی کو اصل واقعہ کے آغاز میں شامل کر دیا ہے۔

(iii) حکم حدیث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کوئی بھی روایت نقل کرنے کے بعد اُس کی تکنیکی حیثیت کے بارے میں حکم بیان کرتے ہیں' تا کہ یہ پتہ چل جائے کہ روایت کا مرتبہ و مقام اور حیثیت کیا ہے؟

(iv) فی الباب: اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ سطور میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے' اُس کے نفسِ مضمون سے متعلق بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(v) مذاہب فقہاء: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی ایسی روایت نقل کرتے ہیں' جس میں مذکور مسئلہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو تو وہ اُس روایت کے بعد فقہاء کے اختلاف کی نشاندہی کرتے ہیں' اس سرخی کے ضمن میں بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار بھی منقول ہوتے ہیں۔

(vi) آثارِ صحابہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے متن میں' باقاعدہ روایت کے طور پر اور بعض اوقات متابع یا شاہد کے طور پر' بعض اوقات فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہوئے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

ان آثار سے مراد یا کسی صحابی کی ذاتی رائے ہوتی ہے' یا کسی صحابی کا وہ واقعہ ہوتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری طور پر پردہ کر لینے کے بعد پیش آیا۔

(vii) قولِ امام بخاری: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں مختلف مقامات پر' احادیث اور رجال کی تکنیکی حیثیت کے بارے میں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔

☆ ہم نے یہ ذیلی سرخی اس لیے قائم کی ہے' تا کہ اپنے قارئین کی توجہ اس نقطہ کی طرف مبذول کروائیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جتنے بھی اقوال نقل کیے ہیں' اُن سب کا تعلق احادیث اور رجال کی تکنیکی حیثیت کے ساتھ ہے۔

☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری جامع ترمذی میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''کوئی ایک فقہی رائے'' نقل نہیں کی ہے۔ اس کے برعکس اُنہوں نے امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم کی بہت سے فقہی آراء نقل کی ہیں۔

☆ یہ نقطہ اُن حضرات کے لئے یقیناً لمحۂ فکریہ ہوگا' جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مخاصمانہ جذبات سے مغلوب ہو کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو "فقیہہ" ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(viii) قولِ امام ترمذی: اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اقوال جامع ترمذی میں منقول ہیں' جو رجال پر نقد و جرح' احادیث کی فنی حیثیت' افراد کے تعارف اور دیگر بہت سے موضوعات سے متعلق ہیں۔ تاہم' ہم نے اس عنوان کے تحت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے صرف اُن اقوال کو نمایاں کیا ہے' جن کے ذریعہ اُنہوں نے فقہاء کے مختلف مذاہب میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح دی ہے' یا حدیث کے الفاظ کی توضیح و تشریح کی ہے۔

(ix) توضیح راوی: یہ ایک وسیع موضوع ہے' جس کے تحت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی راوی کا نسب بیان کرتے ہیں' اُس کے طبقہ کی وضاحت کرتے ہیں' اسمِ منسوب کا ذکر کرتے ہیں' دو ہم نام راویوں کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں' راوی کے بارے میں نقد و جرح کا تذکرہ کرتے ہیں' وغیرہ۔ ہم نے ان تمام موضوعات کو ایک ہی سرخی کے تحت ذکر کر دیا ہے۔ کیونکہ ان سب کو الگ الگ طور پر ذکر کرنے سے کتاب کا حجم بہت زیادہ ہو جاتا۔

(x) اسنادِ دیگر: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی روایت کو نقل کرنے کے بعد اُس کی دوسری سند کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

(xi) حدیث دیگر: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کوئی روایت نقل کرنے کے بعد فقہاء کے مذاہب ذکر کرتے ہوئے ضمنی طور پر بعض اوقات کوئی دوسری روایت بھی نقل کر دیتے ہیں' لیکن کتاب کے شائع شدہ نسخوں میں اُس روایت کو باقاعدہ طور پر الگ سے نمبر نہیں دیا گیا۔ اس لیے ہم نے اس سرخی کے ذریعہ اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ یہاں ضمنی طور پر یہ حدیث بھی مذکور ہے۔ اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس روایت کی باقاعدہ سند نقل نہ کی ہو۔

(xii) اختلافِ سند: بعض اوقات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی سند کے بارے میں مذکور اختلاف کی وضاحت کرتے ہیں' ایسا عموماً اُس وقت ہوتا ہے جب کسی راوی نے کسی روایت کو دوسرے راوی سے نقل کیا ہو' اور کسی دوسری سند میں اُن دونوں راویوں کے درمیان کسی تیسرے شخص کا بھی ذکر ہو۔

(xiii) اختلافِ روایت: ایسا عام طور پر اُس وقت ہوتا ہے' جب حدیث کے لفظ نقل کرنے میں کسی راوی نے کوئی لفظ یا جملہ مختلف نقل کیا ہو' یا کسی ایک راوی نے کسی روایت کو "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہو' جبکہ دوسری سند کے ہمراہ وہی روایت "موقوف" حدیث کے طور پر منقول ہو' یا کسی راوی کو کسی روایت کو "متصل" حدیث کے طور پر نقل کیا ہو' جبکہ دوسری سند کے ہمراہ وہی روایت "مرسل" روایت کے طور پر منقول ہو۔

•••——•••——•••

ہم نے جامعہ نعیمیہ' لاہور میں' جامع ترمذی کا درس حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللطیف نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ سے لیا' جو حضرت جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں۔ مفتی صاحب موصوف کے حوالہ سے اس کتاب کی سند کا ذکر ہم نے آئندہ صفحات میں کر دیا ہے۔

•••——•••——•••

اس کتاب کاانتساب ہم نے حضرت خواجہ بدرالدین اسحاق چشتی فریدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کیا ہے' جوسلسلہ چشتیہ کے مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین فریدالدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر خلیفہ اور داماد ہیں۔ آپ کا مزارِ مبارک پاک پتن میں قبلۂ حاجاتِ خلائق ہے۔

•••——•••——•••

ترجمہ کے دوران جامع ترمذی کے مختلف نسخے ہمارے سامنے رہے' تاہم اس کتاب کی تخریج کونقل کرنے کے لیے ہم نے جس نسخہ کوسامنے رکھا' وہ بیروت سے شائع شدہ نسخہ کاعکس تھا' یہ نسخہ عربی شرح کے ہمراہ تھااوراس پرتحقیق کی خدمت علی محمد معوض' عادل احمد عبدالموجود نے سرانجام دی ہے۔ ہم نے ان دونوں حضرات کی تحریر کردہ تخریج کومن وعن نقل کردیا ہے۔

•••——•••——•••

کتاب کے ترجمہ کے دوران جن احباب کا تعاون شاملِ حال رہا' ہم اُن سب کے شکر گزار ہیں' جن میں سرفہرست برادر محترم خرم زاہد ہیں' جنہوں نے تصنیف وتالیف کے لئے سازگار ماحول فراہم کیااوراس کام کی تکمیل کے لئے مسلسل اصرار کرتے رہے۔ ملک محمد یونس' جنہوں نے مسودہ پڑھنے میں ہماری بہت مدد کی۔ مدثر اصغر اعوان' جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں ہمارا ساتھ دیا۔ علی مصطفیٰ' فیصل رشید' محمد عمران' کاشف عباس' فرخ احمد' محمد فاروق' ریحان علی' جنہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ مسودہ کمپوز کیا' مخدوم قاسم شاہد' جنہوں نے اسے دیدہ زیب انداز میں مرتب کیا۔ شبیر احمد' جنہوں نے کتاب کا سرورق ڈیزائن کیا۔ منصور' جنہوں نے اپنی نگرانی میں یہ کام کروایا۔ خلیفہ مجیب احمد اور عرفان حسین' جنہوں نے خوبصورت جلد بندی کی' اور برادرم ملک شبیر حسین' جنہوں نے اس کتاب کی تیز رفتار نشرواشاعت کا بندوبست کیا۔

تشکر کے ان جذبات میں ایک بڑا حصہ ہمارے اساتذہ ومشائخ' قارئین' والدین اور بہن بھائیوں کے لئے ہے' جن کی دعاؤں کے طفیل ہم اس خدمت کوسرانجام دینے کے لائق ہوئے۔

•••——•••——•••

سب سے آخر میں غلام محمد قاصر کا یہ شعر یقیناً ہمارے حسبِ حال ہے:

کروں گا کیا جو محبت میں ہو گیا ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

محمد محی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اورکوتاہیوں سے درگزر کرے!)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

علمِ حدیث کی اس اہم کتاب کے مصنف' امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے اُن ماہرین میں سے ایک ہیں علمِ حدیث میں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

اُن کی تصنیف ''جامع ترمذی'' کو علمِ حدیث کا تیسرا بڑا ماخذ سمجھا جاتا ہے۔

اگرچہ بعض محققین نے سنن ابوداؤد کو جامع ترمذی پر ترجیح دی ہے' تاہم عام طور پر اہلِ علم کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد جامع ترمذی ہی علمِ حدیث کی سب سے مستند کتاب ہے۔

پیدائش

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ 209ھ میں وسطِ ایشیاء کے شہر ''بلخ'' کے نواحی قصبہ ''ترمذ'' میں پیدا ہوئے' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ''اسم منسوب'' اُن کے اسی وطن مالوف کی نسبت سے ہے۔

اساتذہ ومشائخ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث کی طلب میں عراق' خراسان' حجاز کے مختلف بلاد وامصار کا سفر کیا اور اپنے زمانے کے تمام اکابر محدثین سے اخذ واستفادہ کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں:

(i) امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (صحیح بخاری کے مؤلف)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''جامع'' میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔

(ii) امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (صحیح مسلم کے مؤلف)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''جامع'' میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے۔

(iii) امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (سنن الدارمی کے مؤلف)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں امام دارمی کے حوالے سے 59 روایات نقل کی ہیں۔

ان کے علاوہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا ہے۔

---

[1] امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات درج ذیل ماخذ سے معلوم کیے جاسکتے ہیں:

تذکرۃ الحفاظ (۲/۶۳۳)۔ العبر (۲/۶۲)۔ الوافی بالوفیات (۴/۲۹۴)۔ وفیات الاعیان (۴/۲۷۸)۔ البدایۃ والنہایۃ (۱۱/۶۶)۔ تہذیب التہذیب (۹/۳۸۷)۔ سیراعلام النبلاء (۱۳/۲۷۰)۔ النجوم الزاھرۃ (۳/۸۸)۔ خلاصۃ الخزرجی (۳۵۵)۔ شذرات الذھب (۳/۱۷۴)۔ تہذیب الکمال (۳/۱۲۵۵)۔ تقریب التہذیب (۲/۱۹۸)۔ الثقات (۹/۱۵۳)۔ الاکمال (۴/۳۹۶)

تلامذہ ومسترشدین

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خلقِ کثیر نے استفادہ کیا۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے بھی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض احادیث کا سماع کیا ہے جس کی تصریح خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی میں کی ہے۔

کتاب التفسیر بَاب وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَشْرِ رقم الحدیث:3225

کتاب المناقب بَاب مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رقم الحدیث3661

(مذکورہ بالا نمبر جامع ترمذی کے اسی نسخے کے ہیں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے)۔

اس کے علاوہ ابوحامد احمد بن عبداللہ مروزی احمد بن یوسف نسفی ابوحارث اسد بن حمدویہ داؤد بن نصر بزدوی محمد بن مکی محمد بن منذر ہروی اور دیگر بہت سے افراد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی صف میں شامل ہیں جن کا ذکر حافظ ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" میں کیا ہے۔

ثنائے علماء

اکابر محدثین نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

امام حاکم عمر بن علک کا یہ بیان کرتے ہیں: جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو اُنہوں نے خراسان میں علم پرہیزگاری زُہد میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے پایہ کا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

شیخ ادریسی فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُن ائمہ میں سے ایک ہیں علمِ حدیث میں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

تصانیف

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:

(i) جامع ترمذی: علمِ حدیث کا مشہور ماخذ جس کا تعارف اگلے صفحات میں آ رہا ہے۔

(ii) کتاب العلل: اس میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے سند یا متن میں موجود خفیہ علتوں کی نشاندہی کی ہے اس نام سے مصنف نے دو کتابیں مرتب کی ہیں: العلل الکبیر اور العلل الصغیر۔

(ii) الشمائل المحمدیہ: یہ کتاب "شمائل ترمذی" کے نام سے مشہور ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل سے متعلق روایات اکٹھی کی گئی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے اُن کی بعض دیگر تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے جن کے بارے میں ہمیں آگاہی حاصل نہیں ہو سکی۔

وفات

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 70 سال کی عمر میں 13 رجب المرجب 279ھ میں ترمذ میں ہوا اور وہیں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

جامع ترمذی

جامع ترمذی کے نام کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض حضرات اسے ''الجامع'' اور بعض حضرات اسے ''السنن'' کا نام دیتے ہیں۔

☆ اس کتاب میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی ابواب کی ترتیب کا خیال رکھا ہے۔

☆ اس کتاب میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب یہ ہے، وہ پہلے حدیث کی سند نقل کرتے ہیں، اُس کے بعد متن ذکر کرتے ہیں، اگر حدیث کے متن میں مذکور مسئلہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو، تو اُس کی نشاندہی کرتے ہیں، اور اس بارے میں اہلِ علم کے مذاہب کا ذکر کرتے ہیں۔

فقہاء کے اقوال میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے۔

☆ اپنی کتاب ''العلل'' میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں نے اس کتاب ''جامع ترمذی'' میں صرف وہ روایات نقل کی ہیں، جو کسی نہ کسی امام (یعنی فقہ کے امام) کا مذہب ہو، البتہ دو روایات اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(جامع ترمذی کے شارحین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ان دو روایات کی بھی ایسی تاویل کی جاسکتی ہے، جو بعض فقہاء کے مذہب کے مطابق ہو)

☆ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کے بارے میں یہ وضاحت کرتے ہیں، تکنیکی اعتبار سے اس روایت کا مرتبہ کیا ہے؟ یہ حسن، صحیح، غریب میں سے کیا ہے؟

☆ اس کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، اس بات کی وضاحت کرتے ہیں، اس باب، یعنی اس موضوع سے متعلق کون کون سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں؟

☆ بعض اوقات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول کسی حدیث کو اُس کے فوراً بعد ہی نقل بھی کر دیتے ہیں۔

☆ اگر کسی حدیث کی سند یا متن میں کوئی اضطراب پایا جاتا ہو، تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کی وضاحت ضرور کرتے ہیں۔

☆ اگر کوئی روایت منقطع ہو، یا اُس میں کوئی اور علت پائی جاتی ہو، یا کوئی روایت دیگر اسناد کے حوالے سے ''مرفوع'' یا ''موقوف'' روایت کے طور پر منقول ہو، تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کی بھی صراحت کردیتے ہیں۔

☆ بعض اوقات امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کسی حدیث کی دوسری سند بھی بیان کر دیتے ہیں اور اگر سند کے کسی راوی کے حوالے سے

روایت نقل کرنے میں اُس کے شاگردوں نے اختلاف کیا ہو تو اُس کی تصریح کر دیتے ہیں۔

☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اسلوب ہے اگر روایت کا کوئی راوی ضعیف ہو تو اُس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

☆ اگر کسی روایت کا کوئی راوی اپنی کنیت کے حوالے سے مشہور ہو تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کا نام ذکر کر دیتے ہیں۔

☆ اگر کسی راوی کا نام کسی دوسرے مشہور راوی سے مشابہت رکھتا ہو تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اُس کا نسب بیان کر دیتے ہیں یا اُس کے اسم منسوب کے حوالے سے دونوں کے درمیان فرق کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مقامات پر بعض روایات کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تکنیکی آراء شامل کی ہیں۔

☆ بعض مقامات پر اُنہوں نے امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی تکنیکی آراء بھی نقل کی ہیں۔

☆ بعض مقامات پر اُنہوں نے فقہاء کا اختلاف نقل کرنے کے بعد کسی ایک مؤقف کے حق میں اپنی ذاتی رائے بھی ذکر کی ہے۔

☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں چند رموز و اصطلاحات ذکر کی ہیں تاہم اُن کی مراد اور مفہوم کے بارے میں ''جامع ترمذی'' کے شارحین نے اختلاف کیا ہے۔

☆ جامع ترمذی میں موجود روایات کی تعداد 3891 ہے۔

تاہم اس تعداد کو حتمی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے متن کے درمیان میں بھی متابع اور شواہد کے طور پر بعض روایات کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح اُنہوں نے کتاب کے متن کے درمیان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے زمانوں کے اہلِ علم کے آثار بھی ذکر کیے ہیں۔

جامع ترمذی کی بہت سی شروح تحریر کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

عارضۃ الاحوذی - قوت المغتذی - العرف الشذی - المنقح الشذی - شرح ترمذی -

جامع ترمذی کے ناقلین

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کو شیخ ابوالعباس محمد بن احمد بن فضل محبوبی (249 - 346ھ) نے روایت کیا ہے۔

محبوبی سے اس کتاب کو شیخ ابو محمد عبدالجبار بن محمد مرزبانی (331 - 410ھ) نے روایت کیا ہے۔

مرزبانی سے اس کتاب کو شیخ ابوعامر محمود بن قاسم ازدی (400 - 487ھ) نے نقل کیا ہے۔

ازدی سے اس کتاب کو شیخ ابوالفتح عبدالملک بن عبداللہ ہروی (متوفی 548ھ) نے روایت کیا ہے۔

اس کے بعد اس کتاب کو بہت سے افراد نے روایت کیا اور اس کے نسخے چار دانگ عالم میں پھیل گئے۔

اردو زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کم و بیش ڈیڑھ صدی پیشتر ہوا اب اس کتاب کے کئی تراجم دستیاب ہیں۔ ہمارے اس نسخہ کی بنیادی خصوصیات کیا ہیں؟ اس کا تذکرہ ہم نے ''حدیث دل'' میں کر دیا ہے۔

العقد الثمین من کلام محی الدّین

عرض کی گئی: ہمارے زمانے میں کچھ لوگ احناف کو''اہل الرائے'' کہتے ہیں۔

ارشادفرمایا: اس میں آپ کے زمانے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے' پہلے زمانے میں بھی کچھ لوگ احناف کو''اہل الرائے'' کہا کرتے تھے۔

عرض کی گئی: اس کی وجہ کیا ہے؟

ارشادفرمایا: وجہ کے بارے میں تو ہم بعد میں جانیں گے' پہلا سوال یہ ہے کہ دینی معاملات میں''رائے'' پیش کرنا کیسا ہے؟

عرض کی گئی: چلیں ہم یہ سوال کر لیتے ہیں' دینی معاملات میں رائے پیش کرنا کیسا ہے؟

ارشادفرمایا: دینی معاملات میں رائے دو میں سے کسی ایک قسم کی ہوگی۔

(i) وہ رائے کسی حدیث کے مقابلہ میں ہوگی۔

(ii) وہ رائے کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں ہوگی جس کے بارے میں کتاب وسنت کا کوئی حکم نہ ہو۔

عرض کی گئی: ہم یہاں پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں اپنی رائے پیش کی جاسکتی ہے' جس کے بارے میں کتاب وسنت کا کوئی حکم موجود نہ ہو؟

ارشادفرمایا: ایسی صورت میں اپنی ذاتی رائے پیش کرنے کو کوئی بھی''غلط'' قرار نہیں دے سکتا۔

کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ عرض کی تھی' اگر مجھے کسی مسئلہ کے بارے میں کتاب وسنت میں حکم نہ مل سکا تو میں اپنی رائے کے ذریعہ حکم بیان کروں گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی' یعنی دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تھی۔

اسی طرح صحابہ کرام سے بہت سے فتاویٰ اور اقوال موجود ہیں' جنہیں عرف میں''آثارِ صحابہ'' کہا جاتا ہے اور لازمی سی بات ہے کہ یہ آثار اُن مسائل کے بارے میں ہیں جن کے بارے میں کتاب وسنت کا کوئی واضح حکم موجود نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے: کسی بھی مسئلہ کے بارے میں اپنی ذاتی رائے بیان کرنا غلط ہے' تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صحابہ کرام کے ان تمام آثار کو غیر ضروری قرار دیا جائے اور یہ بات بدیہی طور پر غلط ہے۔

عرض کی گئی: لیکن سوال یہ ہے کہ ان ذاتی آراء کی بنیاد کیا ہوتی ہے؟

ارشاد فرمایا: احادیث کے مستند مجموعہ جات کون سے ہیں؟

عرض کی گئی: صحاح ستہ، مسند احمد بن حنبل، صحیح ابن حبان، معجم طبرانی اور دیگر بہت سے مجموعہ جات ہیں۔

ارشاد فرمایا: تو اگر احادیث سے ہی استفادہ کرنا ہے تو پھر ہمارے اُن مہربانوں کو جو خود کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں' اُنہیں ''مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ'' کو نذرِ آتش کرنے کا تو ہم نہیں کہتے' لیکن کم از کم دریا بُرد تو ضرور کر دینا چاہیے۔

عرض کی گئی: یہ بہت اہم نکتہ ہے' اگر ذاتی آراء اتنی ہی غلط ہوتی ہیں تو شیخ ابن تیمیہ کے فتاویٰ میں بھی تو اُن کی ذاتی آراء ہی نقل کی گئی ہیں اور انہیں یہ لوگ ''شیخ الاسلام' اور نہ جانے کیا' کیا کہتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: یہاں ایک دوسرا پہلو بھی ہے' آپ کہتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''متبع حدیث'' تھے' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کسی کے مقلد نہیں تھے بلکہ ''متبع حدیث'' تھے' تو ہمارا سوال صرف اتنا سا ہے کہ ''جامع ترمذی'' کون سے موضوع کی کتاب ہے؟

عرض کی گئی: ہر شخص جانتا ہے کہ جامع ترمذی علمِ حدیث کی مستند کتاب ہے۔

ارشاد فرمایا: تو سوال یہ ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ساتھ' ساتھ' شافعی' احمد' اسحاق ابن راہویہ' سفیان ثوری' وکیع بن جراح اور ان جیسے دوسرے فقہاء کے اقوال اور مذاہب ذکر کریں۔

''متبع حدیث'' کو تو صرف حدیث ذکر کر دینی چاہیے اور بس!

عرض کی گئی: یہ بات کچھ واضح نہیں ہوئی' اس کی مزید وضاحت کریں!

ارشاد فرمایا: میں آپ کے سامنے یہ نکتہ لانا چاہتا ہوں۔

جامع ترمذی علمِ حدیث کی کتاب ہے۔

اس کے مؤلف نے کسی موضوع سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کر دی۔

حدیث پڑھنے والے کو شرعی حکم کا پتہ چل گیا۔

جب شرعی حکم کا پتہ چل گیا تو اب کیا ضرورت ہے کہ آپ یہ بیان کریں کہ اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بھئی جب ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا پتہ چل گیا ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم امام شافعی' امام اسحٰق بن راہویہ' امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہم) یا کسی اور کے قول کی طرف التفات کریں۔

عرض کی گئی: یہ بہت اہم سوال ہے کہ آخر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کے ساتھ فقہاء کے اقوال کیوں نقل کیے ہیں؟

ارشاد فرمایا: مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے بعض مہربان ''امام بخاری'' کو مجتہد ثابت کرنے کیلئے' زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں' اور بخاری کے جلیل القدر شاگرد' جو بعض احادیث میں اُن کے استاد بھی ہیں' اور جو بخاری کے ممتاز معاصر اور علمِ حدیث کے بڑے ماہر ہیں' اُنہوں نے اپنی اس کتاب ''جامع ترمذی'' میں احادیث کے تکنیکی پہلوؤں کے حوالے سے'

رجال کے مستند ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔
لیکن جب فقہی اقوال کو بیان کرنے کا موقع آتا ہے تو وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ایک قول بھی ذکر نہیں کیا گیا۔
آخر کیوں؟
کیا وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام شافعی' امام احمد' امام اسحٰق وغیرہ کی طرح فقیہہ نہیں سمجھتے تھے؟
اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' اُنہیں فقیہہ سمجھتے تھے تو پھر اُنہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی اقوال کیوں نہیں نقل کیے؟
جہاں وہ بعض اوقات ''اہلِ کوفہ'' اور ''اہل الرائے'' کا ذکر خیر کر دیتے ہیں' وہاں اُنہیں ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کی فقہی آراء کو بھی ذکر کرنا چاہیے تھا۔
اور اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ حدیث کا جلیل القدر ماہر سمجھتے ہیں' لیکن اُنہیں اُس پایہ کا فقیہہ نہیں سمجھتے جو مرتبہ امام شافعی' امام احمد' امام اسحٰق (رحمۃ اللہ علیہم) وغیرہ کو حاصل ہے' تو پھر ہمارے اُن ''دوستوں'' کا کیا بنے گا جن کے نزدیک ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ'' ہی تو فقیہہ ہیں؟
عرض کی گئی: یہ بہت اہم پہلو ہے کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تنقیص کرنے کیلئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان سے عدمِ روایت یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نظریاتی اختلاف کو دلیل بناتے ہیں اور پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تنقیص شروع کر دیتے ہیں۔
ارشاد فرمایا: جہاں تک عدمِ روایت کا سوال ہے تو ہم کئی مرتبہ یہ سوال اُٹھا چکے ہیں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے لائق و فائق شاگرد امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح مسلم'' میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کوئی ایک بھی روایت نقل نہیں کی۔ آخر کیوں؟
اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صرف **50** روایات نقل کی ہیں۔
صرف **50** روایات!
کس سے نقل کی ہیں؟
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے!
کون امام بخاری؟
جو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' ہیں!
جنہیں کئی لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں!
عرض کی گئی: لیکن ہوسکتا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایات اس لیے نقل نہ کی ہوں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب موجود ہے' لوگ اُس سے استفادہ کر لیں گے۔
ارشاد فرمایا: ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں۔

کیا آپ نے دوسرے پہلو پر غور کیا؟

عرض کی گئی: وہ دوسرا پہلو کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: ہم مان لیتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث اس لیے روایت نہیں کی' کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب موجود تھی۔

اس صورت میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایسی کوئی روایت نقل نہ کرتے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''صحیح بخاری'' میں درج کر چکے ہوں۔

لیکن ایسا نہیں ہے' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی بہت سی روایات نقل کی ہیں جنہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ''صحیح بخاری'' میں نقل کر چکے ہیں۔

جب لوگ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''صحیح بخاری'' سے خود ہی استفادہ کر سکتے ہیں تو پھر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن روایات کو اپنی کتاب میں نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

کیا وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مستند نہیں سمجھتے تھے؟

عرض کی گئی: یہ تو نہیں ہو سکتا' کیونکہ اگر وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مستند نہ سمجھتے تو اُن کے حوالے سے احادیث کیوں نقل کرتے؟

ارشاد فرمایا: اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ امام مسلم' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مستند نہیں سمجھتے تھے' کیونکہ اُنہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کوئی ایک بھی روایت نقل نہیں کی۔

عرض کی گئی: اللہ ہی بہتر جانتا ہے' ہم کیا کہہ سکتے ہیں!

ارشاد فرمایا: اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد صرف اُمت تک ''صحیح احادیث'' پہنچانا تھا تو اُنہیں ''صحیح بخاری'' میں احادیث کو تکرار کے ساتھ ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔

عرض کی گئی: لیکن اُنہوں نے تکرار کے ساتھ جو احادیث ذکر کی ہیں' اُن کی سند یا الفاظ میں کوئی فرق اور اختلاف ضرور ہو گا' اس حوالے سے وہ تکرار فائدہ سے خالی نہیں ہو گی۔

ارشاد فرمایا: پھر تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چاہیے تھا کہ وہ امام مسلم کی طرح ایک ہی مقام پر سند اور متن کا تمام تر اختلاف نقل کر دیتے۔

عرض کی گئی: لیکن جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح بخاری'' تالیف کی تھی' اُس وقت ''صحیح مسلم'' تالیف نہیں ہوئی تھی۔

ارشاد فرمایا: اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ امام مسلم' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ سمجھدار مصنف ہیں' کیونکہ اُنہوں نے اپنی کتاب کی تالیف میں جو طریقہ اختیار کیا ہے' اُس میں تمام ضروری معلومات' ایک ہی مقام پر اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

عرض کی گئی: ہم اس بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: یہی ہم بھی کہتے ہیں' ائمہ کی جو انفرادی آراء ہیں' اُن سے جو تسامحات سرزد ہوئے' بشری تقاضوں کے تحت اُن سے جو بھول چوک' کمی بیشی ہوئی' ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم اُن کے بارے میں فیصلہ دینے شروع کر دیں۔

شیخ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ تحریر کرتے ہیں:[1]

ومن ظن بابی حنیفة او غیره من ائمة المسلمین انهم یتعمدون مخالفة الحدیث الصحیح لقیاس او غیره فقد اخطأ علیهم وتکلم اما بظن واما بهوی

''اور جو شخص ابوحنیفہ یا مسلمانوں کے دوسرے کسی بھی امام کے بارے میں یہ گمان کرے کہ ان حضرات نے قیاس یا کسی اور وجہ سے حدیثِ صحیح کی مخالفت کی ہوگی' تو اُس نے ان حضرات کے بارے میں غلط سمجھا اور اس کا یہ کلام (یعنی سوچ) یا گمان کی وجہ سے ہوگی یا خواہشِ نفس (کی پیروی) کی وجہ سے ہوگی''۔

ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم ائمہ متبوعین کے بارے میں زبانِ طعن دراز کریں۔

اس کے بعد شیخ ابن تیمیہ نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے کہ ائمہ متبوعین نے اگر کسی مقام پر کسی منقول روایت کے مطابق فتویٰ نہیں دیا تو اُس کی ممکنہ وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟ اور ساتھ میں انہوں نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے' جس کا نام ''رفع الملام عن ائمۃ الاعلام'' ہے۔

عرض کی گئی: ہماری گفتگو ''اہل الرائے'' سے شروع ہوئی تھی۔

ارشاد فرمایا: میں نے آپ کو یہ بتایا تھا کہ ''اہل الرائے'' کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی فقیہہ کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں اپنی رائے پیش کرے جس کے بارے میں کتاب وسنت کا کوئی حکم موجود نہ ہو' اور یہ بات نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ مبارک اور صحابہ کرام کے طرزِ عمل سے ثابت ہے۔

اپنی ذاتی رائے پیش کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کسی حدیث کے مقابلے میں ''رائے'' پیش کریں۔

عرض کی گئی: عام طور پر احناف کے بارے میں' اُن کے نظریاتی مخالفین' یہ سمجھتے ہیں کہ احناف کی بیشتر آراء ''احادیث کے مقابلہ'' میں ہوتی ہیں۔

ارشاد فرمایا: پھر تو ہمیں یہ سوال اُٹھانا ہوگا کہ کسی حدیث کے مقابلہ میں ذاتی رائے پیش کی جا سکتی ہے' یا نہیں؟

عرض کی گئی: کون مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی کسی حدیث کے مقابلہ میں ''اپنی ذاتی رائے'' پیش کرے گا۔

ارشاد فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عرض کی گئی: کیا مطلب؟

ارشاد فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سوچ سکتے ہیں' بلکہ اُنہوں نے یہ سوچا ہے' اور صرف سوچا ہی نہیں اُس پر عمل بھی کیا ہے۔

عرض کی گئی: کیا سوچا ہے؟ اور کس پر عمل کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: اُنہوں نے حدیث کے مقابلہ میں ''اپنی ذاتی رائے'' پر عمل کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' جب ان کے سامنے سیّدہ فاطمہ بنت قیس نے یہ بات بیان کی کہ جب ان کے شوہر نے انہیں طلاقِ بتہ دی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں (عدت کے دوران) رہائش اور خرچ (شوہر کی طرف سے ملنے)

[1] حرانی' ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ ''مجموع الفتاویٰ'' جزء:۲۰ (باب) صحۃ مذہب اہل المدینہ

کا حق نہیں دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا:

لا نترك كتاب الله وسنة نبينا لقول امرأة[1]

''ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے حکم کو ایک عورت کے بیان کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے''۔

حالانکہ سیّدہ فاطمہ بنت قیس نے اپنے بیان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا ہی ذکر کیا تھا' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ وہ سیّدہ فاطمہ کی بیان کردہ حدیث کو ترجیح نہ دیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے الفاظ سے ثابت ہونے والے حکم یا دیگر روایات سے ثابت ہونے والے حکم کو ترجیح دیں۔

عرض کی گئی: بات کچھ اُلجھ گئی ہے' اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی بھی شخص حدیث کے مقابلہ میں اپنی ذاتی رائے پیش کر سکتا ہے۔

ارشاد فرمایا: بظاہر تو یہی محسوس ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: تو پھر اس کی اصل صورت کیا ہوگی؟

ارشاد فرمایا: اب آپ صحیح مقام پر پہنچے ہیں۔

آپ نے غور کیا! امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون اس شخص کا ساتھ دے گا؟ تو ایک شخص کھڑا ہوا اس نے اس شخص کے ساتھ نماز ادا کر لی۔

اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے علاوہ تابعین میں سے کئی اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: جس مسجد میں باجماعت نماز ادا کی جا چکی ہو وہاں ایک اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لی جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے''۔

پھر اُس کے بعد وہ یہ واضح کرتے ہیں:

''بعض دیگر اہلِ علم نے یہ رائے دی ہے: ایسے لوگ الگ، الگ نماز ادا کریں گے۔

امام سفیان، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان حضرات نے الگ،

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الطلاق' باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها' رقم الحدیث: 1480

سنن نسائی: کتاب الطلاق' باب الرخصة فی خروج المبتوتة' رقم الحدیث: 3549

سنن نسائی کبریٰ: کتاب الطلاق' باب الرخصة فی خروج المبتوتة' رقم الحدیث: 5743

سنن دارقطنی: کتاب الطلاق والخلع والایلاء

سنن بیہقی: کتاب العدد' مقام المطلقة فی بیتها' رقم الحدیث 15256

الگ نماز ادا کرنے کو اختیار کیا ہے'' [1]

اس کا مطلب یہ ہوا بعض مسائل اور احکام ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طرح کی روایات نقل کی گئی ہیں' اور بعد میں آنے والے اہلِ علم نے اُن روایات کے درمیان ''ترجیح'' کے حوالے سے اختلاف کیا ہے۔

کسی نے ایک روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اُس کے مطابق فتویٰ دے دیا۔

دوسرے نے دوسری روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اُس کے مطابق فتویٰ دیدیا۔

اور کم از کم امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اُن دونوں کے فتاویٰ نقل کر دیئے ہیں۔

دوسرے ائمہ نے بھی کیے ہیں۔

عرض کی گئی: اُن دوسرے ائمہ میں کون حضرات شامل ہیں؟

ارشاد فرمایا: ''موطأ امام مالک'' اُٹھا کر دیکھ لیں' اُس میں صحابہ کرام' تابعین عظام اور بعد کے زمانوں کے اہلِ علم کی ''ذاتی فقہی آراء'' منقول ہیں۔

''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں احادیثِ نبویہ کے ساتھ آثارِ صحابہ اور بعد کے زمانوں کے اہلِ علم کے اقوال و آراء درج ہیں۔

بلکہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تراجمِ ابواب میں مختلف اہلِ علم کے اقوال و فتاویٰ درج کیے ہیں۔

لازمی بات ہے کہ یہ فتاویٰ ایسے نہیں ہیں کہ ساری اُمت نے صرف اُن فتاویٰ کی پیروی کو اختیار کر لیا ہو' یا ان کے مقابلہ میں کسی دوسرے صاحبِ علم نے کوئی ''ذاتی فقہی رائے'' پیش نہ کی ہو۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا؟

اُن کے نزدیک جو رائے قابلِ ترجیح تھی' اُسے اُنہوں نے اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔

بعض مصنفین نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ اُنہوں نے کسی بھی ایک موضوع سے متعلق تمام' یا بیشتر فقہی آراء کو ایک ہی مقام پر جمع کر دیا۔

عرض کی گئی: اس کا مطلب یہ ہے کہ ''رائے'' کا تصور ہمارے اسلاف کے درمیان موجود ہے۔

ارشاد فرمایا: جب ''رائے'' کا تصور اسلاف میں موجود ہے تو پھر اسلاف کے پیروکاروں کے اندر بھی ہونا چاہیے۔

عرض کی گئی: لیکن سوال یہ ہے کہ پھر یہ لوگ احناف کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: آپ کہاں رہتے ہیں؟

عرض کی گئی: پاکستان میں!

ارشاد فرمایا: یعنی ایک ایسے خطۂ اراضی میں' جسے تاریخ میں برصغیر پاک و ہند کہا جا سکتا ہے۔

عرض کی گئی: بالکل ایسا ہی ہے!

[1] حدیث نمبر 204 صفحہ 236 مطبوعہ شبیر برادرز' لاہور (یہ اسی جلد کا حوالہ ہے)

ارشاد فرمایا: سوال یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں ''احناف'' کی مخالفت اور ''شریعت'' اور ''حدیث'' کی پیروی کا آغاز کب ہوا؟

عرض کی گئی: شاہ اسماعیل دہلوی سے' جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے' اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے تھے۔

ارشاد فرمایا: سوال یہ ہے کہ آپ نے شاہ ولی اللہ کو بھی اور شاہ عبدالعزیز کو بھی ''محدث دہلوی'' کے لقب سے یاد کیا ہے' ان دونوں ''محدث'' صاحبان کو علماءِ احناف میں ''حدیث کی مخالفت'' کیوں نظر نہ آئی؟

جو شاہ اسماعیل اور اُن کے پیروکار حضرات کو نظر آ گئی؟

اسی سوال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہندوستان میں ''حدیث کی اتباع'' کا رواج آخر اُس وقت کیوں ہوا' جب ہندوستان میں انگریز کی حکومت مستحکم ہو چکی تھی؟

عرض کی گئی: ''کب'' اور ''کیوں'' کا تو ہمیں نہیں پتا' لیکن وہ کہتے تو ٹھیک ہیں۔

ارشاد فرمایا: کیا ٹھیک کہتے ہیں؟

عرض کی گئی: یہی کہ جب ہم لوگ ''صحیح بخاری'' کو علمِ حدیث کی سب سے مستند کتاب مانتے ہیں تو پھر اُس کی احادیث پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

ارشاد فرمایا: اچھا سوال ہے!

ایک سوال میں بھی کروں؟

عرض کی گئی: جی ضرور!

ارشاد فرمایا: نماز پڑھنا فرض ہے؟

عرض کی گئی: ہر شخص جانتا ہے کہ ایسا ہی ہے' ہر مسلمان پر نماز پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد فرمایا: صحیح بخاری پڑھنا فرض ہے؟

عرض کی گئی: کوئی بھی شخص اس بات کا قائل نہیں ہوسکتا کہ صحیح بخاری یا حدیث کی دوسری کوئی بھی مخصوص کتاب پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد فرمایا: سوال یہ ہے کہ پھر ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ نماز کیسے پڑھی جائے؟

عرض کی گئی: ظاہر ہے صحیح بخاری یا حدیث کی دوسری کوئی کتاب پڑھ کر پتہ چلے گا کہ نماز کیسے پڑھنی ہے؟

ارشاد فرمایا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ **194** ہجری میں پیدا ہوئے' اُن کا انتقال **256** ہجری میں ہوا' یعنی صحیح بخاری **210** ہجری سے **250** ہجری تک کے درمیانی عرصے میں لکھی گئی۔

صحیح بخاری کی تصنیف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ کرنے کے درمیان **200** برس سے زیادہ کا فرق ہے۔

اس دوران جو مسلمان آئے' اُن پر بھی تو نماز پڑھنا فرض تھا۔

پھر وہ کیسے نماز پڑھتے تھے؟

اور اب تو صحیح بخاری' شائع شدہ عام مل جاتی ہے' آپ کے والد بزرگوار نے تو یقیناً صحیح بخاری پڑھے بغیر نماز پڑھنا شروع کی

ہوگی کیونکہ اس وقت تو عام لوگ صحیح بخاری نہیں پڑھتے تھے۔
پھر ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری کے ترجمہ کی روایت کا آغاز ڈیڑھ صدی پیشتر ہوا' اُس سے پہلے کے لوگ کس طرح نماز پڑھتے تھے۔
ایک اور سوال یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا' امام بخاری عِشْلِیہ نے ''صحیح بخاری'' لکھی اور اُن کی زندگی میں ایک ''بڑے پبلشر'' نے اُسے شائع کر کے چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔
امام بخاری عِشْلِیہ سے صحیح بخاری کو چند مخصوص افراد نے نقل کیا تھا۔ اور ان نقل کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی ''صحاح ستہ'' کے مؤلفین یا حدیث کے ''کسی مستند مجموعہ'' کے مؤلفین کی صف میں شامل نہیں ہے۔
بہرحال ہم بات یہ کر رہے تھے کہ دنیا کے اکثر مسلمان ''صحیح بخاری'' نہیں پڑھتے اور نماز پڑھ لیتے ہیں۔ آخر کیسے؟
عرض کی گئی: ظاہری بات ہے کہ وہ لوگ اپنے گھر میں' اپنے بڑوں کو' مسجد میں دوسرے بزرگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پھر اُسی طریقے کے مطابق نماز ادا کرنے لگتے ہیں۔
ارشاد فرمایا: یہی وہ سوال ہے جو احناف اپنے نظریاتی مخالفین کے سامنے پیش کرتے ہیں' نماز ایک ایسا عمل ہے جس کے ساتھ روزانہ انسان کا پانچ مرتبہ واسطہ پڑتا ہے اور ہر شخص اپنے دائیں بائیں افراد کو دیکھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھتا ہے اور پھر اُس کے مطابق خود اس عبادت کو بجالاتا ہے۔
اس لیے آپ صحیح بخاری کو بنیاد بنا کر ہم پر اعتراض نہیں کر سکتے۔
عرض کی گئی: لیکن ہمارا سوال پھر اپنی جگہ برقرار رہے گا کہ جب آپ صحیح بخاری کو سب سے مستند کتاب سمجھتے ہیں تو پھر اُس کے مطابق عمل کیوں نہیں کرتے؟
ارشاد فرمایا: صحیح بخاری زیادہ مستند ہے یا قرآنِ مجید؟
عرض کی گئی: ظاہر ہے قرآنِ مجید زیادہ مستند ہے۔
ارشاد فرمایا: قرآن کہتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء:۴۳)

''اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ''۔
اس آیت سے دو حکم ثابت ہوئے:
(i) ایمان والے نشہ کر سکتے ہیں۔
(ii) نشے کے دوران نماز معاف ہے۔
عرض کی گئی: لیکن یہ حکم تو منسوخ ہے' اور اُس وقت کے بارے میں ہے' جب شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔
ارشاد فرمایا: احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ صحیح بخاری کی جن روایات پر عمل نہیں کرتے' اُن کا حکم منسوخ ہے۔

عرض کی گئی: اگر اُن کا حکم منسوخ ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی ناسخ روایات کو کیوں نقل نہیں کیا؟

ارشادفرمایا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''ذاتی ترجیح'' کے مطابق روایات نقل کی ہیں۔

احناف کے نقطۂ نظر کی مؤید روایات کیونکہ اُن کی ''ذاتی ترجیح'' کے معیار پر پوری نہیں اُترتی تھیں' اس لیے اُنہوں نے اُن روایات کو نقل نہیں کیا۔

عرض کی گئی: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دین ''ذاتی ترجیح'' کی بنیاد پر نقل کیا گیا ہے؟

ارشادفرمایا: یہاں آپ غلطی کر رہے ہیں' ہم نے ''روایات'' کی بات کی ہے' دین کی بات نہیں کی۔

عرض کی گئی: دین اور روایات میں فرق کیا ہے؟

ارشادفرمایا: ہم اسے ایک مثال کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔

''اہل تشیع'' اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا ''مذہبی وسیاسی خلیفہ'' نامزد کیا تھا۔

آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں؟

عرض کی گئی: ہرگز نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی معین فرد کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا۔

ارشادفرمایا: آپ کس بنیاد پر یہ بات کہہ رہے ہیں؟

عرض کی گئی: ان تمام احادیث و آثار کی بنیاد پر جن میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایک متعین فرد کو ''خلیفہ'' مقرر نہیں کیا تھا۔

ارشادفرمایا: اس کے برعکس ''اہل تشیع'' وہ روایات پیش کر دیتے ہیں' جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''خلیفہ'' مقرر کیا تھا۔

عرض کی گئی: وہ روایات درست نہیں ہیں۔

ارشادفرمایا: ہمارا موضوع بحث یہ نہیں ہے کہ دونوں طرح کی روایات میں سے درست کون سی ہیں؟

ہم تو اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

ان کے بڑوں نے اپنی ''ترجیحی'' روایات نقل کر دی ہیں۔

آپ کے بڑوں نے اپنی ''ترجیحی'' روایات نقل کر دی ہیں۔

عرض کی گئی: ان کی روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

ارشادفرمایا: یہی بات وہ آپ کی روایات کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔

لیکن میں سرِ دست آپ کے سامنے یہ بات رکھ رہا ہوں کہ روایات نقل کرنے میں ''ترجیح'' کو بڑا دخل رہا ہے۔

اب کس کی ''ترجیح'' ٹھیک تھی اور کس کی ''غلط'' تھی۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔

اس بات کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیتے ہیں۔رفع یدین کا ترک حدیث سے ثابت ہے۔آپ اس کو حدیث مانتے ہیں؟

عرض کی گئی: یہ حدیث ''ضعیف'' ہے۔

ارشادفرمایا: میں نے یہ سوال نہیں کیا کہ یہ حدیث ''ضعیف'' ہے یا نہیں' میں نے تو یہ پوچھا ہے' آپ اس حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے؟

عرض کی گئی: بھئی یہ حدیث ''ضعیف'' ہے اور ''صحاح ستہ'' میں نہیں ہے۔

ارشادفرمایا: آپ کے اس جملے کا یہ مطلب ہوا۔

(i) جو حدیث ''ضعیف'' ہو' آپ اسے نہیں مانیں گے۔

(ii) جو حدیث ''صحاح ستہ'' میں نہ ہو' آپ اسے بھی نہیں مانیں گے۔

عرض کی گئی: یہ میں نے کب کہا ہے؟

ارشادفرمایا: چلیں میں اپنا سوال بدل لیتا ہوں' آپ ''ضعیف'' حدیث کو مانتے ہیں؟

عرض کی گئی: دیکھیں! جب ''صحیح حدیث'' موجود ہے تو پھر ہمیں ''ضعیف'' حدیث لینے کی کیا ضرورت ہے؟

جب ''صحاح ستہ'' میں ہمیں ایک حدیث مل جاتی ہے تو پھر ہم کسی اور کتاب کی طرف رجوع کیوں کریں؟

ارشادفرمایا: میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔

آپ ''صحاح ستہ'' کو مستند سمجھتے ہیں؟

عرض کی گئی: جی ہاں! بالکل میں انہیں مستند سمجھتا ہوں۔

ارشادفرمایا: آپ ''صحاح ستہ'' کو مستند کیوں سمجھتے ہیں؟

عرض کی گئی: کیونکہ ان کے مصنفین علم حدیث کے بڑے ماہرین شمار ہوتے ہیں۔

ارشادفرمایا: یعنی آپ ان کتابوں کے مصنفین' امام بخاری' امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ اور امام نسائی کی وجہ سے مستند مانتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں' ہم یہ کہہ سکتے ہیں آپ ان کتابوں میں مذکورہ ''احادیث'' کو ان چھ حضرات ائمہ محدثین کی وجہ سے ''قابلِ ترجیح'' قرار دیتے ہیں۔

تو اگر ہم امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجیح دینے کی وجہ سے کسی ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دیتے ہیں تو پھر آپ کو اس پر اعتراض کیوں ہے؟

عرض کی گئی: دیکھیں ان حضرات محدثین نے جن احادیث کو ترجیح دی ہے' وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ارشادفرمایا: یہ آپ نے اہم نکتہ اٹھایا ہے۔

امام بخاری' نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

47- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَنْجُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایمان اور احتساب کے ہمراہ' کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اور اس وقت تک ساتھ رہے جب تک (اس مرحوم کو) نمازِ جنازہ ادا ہو جانے کے بعد اسے دفن نہ کر دیا جائے (ایسا شخص اس پورے عمل سے فارغ ہو کر) جب واپس آتا ہے تو اسے دو قیراط (کے برابر) اجر عطا کیا جاتا ہے۔ (اور ان دو قیراط میں سے) ہر ایک قیراط ''اُحد'' پہاڑ کے مساوی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص صرف نمازِ جنازہ ادا کر کے دفن سے پہلے لوٹ آئے تو اسے ایک قیراط (کے برابر ثواب) عطا کیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے ''صحیح بخاری'' کا حوالہ دیا جاتا ہے' کیوں؟

کیونکہ عام رواج یہ ہے: حوالہ دیتے ہوئے صحاح ستہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عام رواج یہ ہے: صحاح ستہ کا ترجمہ چھاپا جاتا ہے' اسے خریدا جاتا ہے' پڑھا جاتا ہے۔

عام رواج یہ ہے: مدارس میں صحاح ستہ ہی پڑھائی جاتی ہے۔

حالانکہ اسی حدیث کو امام بخاری کے استاد امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی ''مسند'' میں نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو امام احمد بن حنبل کے ساتھی ''اسحاق بن راہویہ'' نے بھی اپنی ''مسند'' میں نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو امام بخاری کے استاد امام عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بھی اپنی ''مسند'' میں نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو امام بخاری کے ''استاذ الاستاذ'' امام عبدالرزاق نے اپنی ''مصنف'' میں بھی ذکر کیا ہے۔

اسی حدیث کو صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے امام مسلم' امام ترمذی اور امام نسائی نے بھی نقل کیا ہے۔

لیکن عام رواج کیا ہے؟

جب ''صحیح بخاری'' کا حوالہ آ گیا تو آپ خاموش ہو جائیں گے اور مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

عرض کی گئی: آپ کی بات کا مفہوم کچھ واضح نہیں ہوا۔

ارشاد فرمایا: میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں' کتب احادیث اور ان کے مؤلفین کے درمیان مراتب کے اعتبار سے باہمی تفاوت' ان کی خوبیاں و خامیاں' مثبت و منفی پہلوؤں سے قطع نظر ایک زمینی حقیقت یہ بھی ہے کہ مسلم معاشرے میں ''رواج'' کیسے حاصل ہوا؟

عرض کی گئی: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح مسلم معاشرے میں ''صحاح ستہ'' اور ان کے مؤلفین کو علمِ حدیث میں رواج کے

1- (بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل' ''الجامع الصحیح'' ''کتاب الایمان' باب: اتباع الجنائز من الایمان' مطبوعہ شبیر برادرز' لاہور' رقم الحدیث: 47)

حوالے سے قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی اسی طرح علمِ فقہ کے چار ماہرین، جنہیں ''ائمہ اربعہ'' کہا جاتا ہے کو قبولِ عام نصیب ہوا۔

ارشاد فرمایا: جی بالکل۔ میں یہی بات آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں۔

رواج اور قبولِ عام کسی بھی معاشرتی حقیقت کا جائزہ لینے کے لئے بہت اہم حیثیت رکھتے ہیں۔

عرض کی گئی: آپ اِس نقطے کو مزید واضح کریں گے؟

ارشاد فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی اُمت کا سب سے بڑا ''عالم'' کون ہے؟

عرض کی گئی: کیا کہہ سکتے ہیں؟

علمِ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہیں۔

علمِ حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔

علمِ تفسیر میں ابن جریر طبری قابلِ ذکر ہیں۔

ارشاد فرمایا: آپ نے اپنے اس جواب پر غور کیا؟

علمِ فقہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا ذہن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

علمِ حدیث کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر پہلے نہیں کیا۔

اور علمِ تفسیر کا تذکرہ کرتے ہوئے نہ ''ائمہ اربعہ'' کا خیال آیا اور نہ ہی ''صحاح ستہ'' کے مؤلفین کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔

عرض کی گئی: بالکل ایسا ہی ہے۔

ارشاد فرمایا: اب ذرا مزید غور کریں۔

میں نے آپ سے یہ سوال کیا تھا اُمت کا سب سے بڑا ''عالم'' کون ہے؟

اس کے جواب کے لیے آپ کے ذہن میں مختلف ائمہ کا خیال آیا۔

آپ نے ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچا کہ آپ اُمت کا سب سے بڑا عالم اُس شخص کو قرار دیں جو ''باب مدینۃ العلم'' ہے۔

عرض کی گئی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟

ارشاد فرمایا: جی بالکل۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کیا سوچ سکتے ہیں؟

وہ ایک بہت بڑے بہادر آدمی تھے۔ بڑے بڑے شہزور اُن کے مقابلے میں آنے سے کتراتے تھے۔

وہ نبی اکرم ﷺ کے چچازاد تھے۔ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے والد تھے۔

اہلِ تشیع ان کے بارے میں کچھ غلط نظریات رکھتے ہیں۔

یہ تین نکات کیا ہیں؟

یہ آپ کا فوری ردِ عمل ہے۔

یہ ردِ عمل اس خاص ماحول اور معلومات کا نتیجہ ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے ذہن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا تصور موجود ہے۔

عرض کی گئی: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سننے کے ساتھ ہی ذہن فوری طور پر ''فقیہہ'' کے تصور کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ ''محدث'' یا ''مفسر'' کا خیال ذہن میں نہیں آتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام سننے کے ساتھ ہی ''علمِ حدیث'' کی طرف توجہ مبذول ہو جاتی ہے۔ ذہن کے کسی دور دراز گوشے میں بھی ''علمِ تفسیر'' کا خیال نہیں ہوتا۔

یہ سب صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے آس پاس ان حضرات کا تذکرہ اسی حوالے سے سنتے ہیں' کتابوں میں اسی پہلو سے پڑھتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔

آپ کسی راہ چلتے ہوئے آدمی کو ایک لمحے کے لئے روکیں وہ ایک ایسا شخص ہو جو اہلِ سنت مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ اس سے پوچھیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا سب سے بڑا ولی کون ہے؟

اس کا جواب کیا ہوگا؟

عرض کی گئی: حضور غوثِ اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ۔

ارشاد فرمایا: آپ کسی راہ چلتے ہوئے آدمی کو ایک لمحے کے لئے روکیں وہ ایک ایسا شخص ہو جو اہلِ حدیث مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ اس سے پوچھیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا سب سے بڑا ''موَحد'' کون ہے؟

اس کا جواب کیا ہوگا؟

عرض کی گئی: شیخ محمد بن عبدالوہاب ''نجدی''۔

ارشاد فرمایا: آپ نے غور کیا پوری اُمت میں توحید کے سب سے بڑے دعویدار' رکھوالے' محافظ ''شیخ نجدی'' سمجھے جاتے ہیں۔

عرض کی گئی: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے مذہبی تصورات میں مخصوص مسلک سے تعلق رکھنے کی وجہ سے' مخصوص نظریات پائے جاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: میں یہی بات آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں۔

آپ اہلِ حدیث مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص سے دریافت کریں:

''داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اُس کا جواب کیا ہوگا؟

عرض کی گئی: استغفر اللہ! میرے بھائی ''داتا'' صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
آپ انہیں سیّد علی ہجویری کہیں۔
ارشاد فرمایا: حالانکہ شرعی حکم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ''سیّد علی ہجویری'' کو ''ربّ'' بھی کہا جائے تو آپ اسے مطلق طور پر ''شرک'' یا ''حرام'' قرار نہیں دے سکتے۔
عرض کی گئی: وہ کیسے؟
ارشاد فرمایا: کیونکہ قرآن نے لفظ ''ربّ'' کو ''غیر اللہ'' کے لئے استعمال کیا ہے۔
سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ
''اے میرے قید خانے کے ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک اپنے ربّ کو شراب پلائے گا''۔
یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے ''غیر اللہ'' یعنی عزیز مصر کے لئے لفظ ''ربّ'' استعمال کیا ہے۔
حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں وہ کوئی شرکیہ جملہ یا لفظ کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟
عرض کی گئی: بالکل ٹھیک۔ اگر داتا صاحب کو ربّ کہنا مطلق طور پر ''شرک'' یا ''حرام'' نہیں ہے۔
تو ''داتا'' کہنا تو بدرجۂ اولیٰ شرک یا حرام قرار نہیں دیا جائے گا' کیونکہ قرآن وسنت میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ ''داتا'' استعمال نہیں ہوا۔
ارشاد فرمایا: بہرحال میں آپ سے دریافت کر رہا تھا' اہل حدیث مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والا ایک عام فرد داتا صاحب' خواجہ صاحب' بابا صاحب اور ان جیسے دیگر صوفیائے کرام کا تذکرہ اتنے ادب واحترام کے ساتھ نہیں کرے گا' جتنے احترام کا مظاہرہ وہ شیخ نجدی کا ذکر کرتے ہوئے کرے گا۔
عرض کی گئی: اس کی وجہ کیا ہے؟
ارشاد فرمایا: اس کی وجہ بہت صاف ہے' اُس نے جس مسجد میں امام کا خطاب یا درس سنتے ہوئے' دین کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں' وہ امام یا درس دینے والی شخصیت' یا خطاب کرنے والی شخصیت یا کسی پروگرام میں کسی سوال کا جواب دینے والی شخصیت ایک مخصوص فکری پس منظر کی مالک تھی اور اپنی اس سوچ کو اُس شخصیت نے ''اسلام'' کے روپ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا اور سننے والے سادہ لوح افراد نے اسے بھی ''دین کا حصہ'' سمجھ لیا۔
عرض کی گئی: یہ بہت اہم مسئلہ ہے' ہمارے زمانے میں ذرائع ابلاغ بہت ترقی کر گئے ہیں' کیمرے کے سامنے بیٹھا ہوا ایک شخص جو خود کو دینی عالم ظاہر کرتا ہے وہ جو بات بیان کر دیتا ہے سننے والے اسے ''اسلام'' سمجھ لیتے ہیں۔
ارشاد فرمایا: میں آپ کے سامنے صرف یہ پہلو رکھنا چاہتا ہوں کہ ہر مکتبۂ فکر اور ہر مسلک کا عالم آپ کے سامنے اپنے مخصوص مسلک کے مطابق شرعی حکم کی تعبیر پیش کرے گا اور اس نے خود بھی اس موضوع پر باقاعدہ تحقیق نہیں کی ہوگی بلکہ اپنے مسلک کے کسی

بڑے کی کوئی ایک کتاب پڑھ کر اپنا فرض ادا کر لیا ہوگا۔

عرض کی گئی: لیکن یہی بات تو اہلسنّت کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے۔

ارشاد فرمایا: اہلسنّت اور ان کے نظریاتی مخالفین دونوں پر یہ حقیقت صادق آتی ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ ہم جس خطے میں رہ رہے ہیں' بلکہ تمام اسلامی ممالک میں پہلے زمانے کے لوگ وہ تمام معمولات سرانجام دیا کرتے تھے' جو ہمارے یہاں اہلسنّت کا معمول ہیں۔

اہلسنّت کے اِن معمولات کو ''شرک' بدعت' حرام'' قرار دینے کا رواج بعد میں پیدا ہوا' اس لئے وہ لوگ جو اہلسنّت کے ان معمولات کو خلافِ شریعت کہتے ہیں انہیں اس بات کا جائزہ ضرور لینا چاہیے کہ وہ اور ان کے اکابرین ''متنازعہ'' مسئلے کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار تو نہیں ہیں؟

جیسا کہ میں نے ابھی آپ کے سامنے یہ مثال پیش کی کہ لوگ سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو ''داتا'' کہتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

ہمارے زمانے کے بڑے مذہبی مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہر ''بے ریش'' شخص کو دانشور نہیں سمجھا جاتا لیکن ہر ''باریش'' شخص کو ''علامہ'' ضرور سمجھا جاتا ہے۔

اگلا مسئلہ یہ سامنے آتا ہے کہ آپ کو اپنے گھر یا دفتر کے قریب کسی مسجد کے امام کا خطاب پسند آتا ہے اور آپ باقاعدگی سے اسے سننا شروع کر دیتے ہیں یا کسی عوامی خطیب' یا کسی ٹیلی ویژن پروگرام میں مدعو کسی علامہ صاحب کا کوئی بیان سنتے ہیں اور اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ اب تک جس مسلک پر عمل پیرا تھے' جن معمولات کو درست سمجھتے تھے وہ سب خلافِ شریعت ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو ''عید'' کہنا غلط ہے' گیارہویں شریف کا ختم دلانا بدعت ہے' کوئی فوت ہو جائے تو چہلم نہیں کیا جائے گا وغیرہ

اور پھر آپ یہ نظریہ اختیار کر لیتے ہیں کہ ان سب چیزوں کو غلط سمجھنا ''دین'' ہے۔

یہ صرف آپ کا' یا آپ کے پسندیدہ علامہ صاحب کا اخذ کردہ نتیجہ بھی ہوسکتا ہے۔

قرآن نے ایسے لوگوں کی اجتماعی نفسیات پر کیا خوب تبصرہ کیا ہے:

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝

''یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی زندگی میں کی جانے والی کوششیں' گمراہی کا شکار تھیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ اچھائی کر رہے ہیں''۔ (سورۂ کہف: ۱۰۴)

•••———•••———•••

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ! قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

طہارت کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ

باب 1: طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

(1) سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ ح وحَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ قَالَ هَنَّادٌ فِیْ حَدِيْثِهٖ اِلَّا بِطُهُوْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِی الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ

توضیح راوی: وَاَبُو الْمَلِيْحِ بْنُ اُسَامَةَ اسْمُهٗ عَامِرٌ وَّيُقَالُ زَيْدُ بْنُ اُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِیُّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال میں سے صدقہ (قبول) نہیں ہوتا۔

ہناد نے اپنی روایت میں لفظ ''اِلَّا بِطُهُوْرٍ '' نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں یہ حدیث ''اصح'' اور ''احسن'' ہے۔

اس بارے میں ابوالملیح نے اپنے والد سے (ان کے علاوہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

ابوالملیح بن اسامہ کا نام عامر ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام زید بن اسامہ بن عمیر الہذلی ہے۔

1- اخرجه مسلم 104- نووی): كتاب الطهارة: باب: وجوب الطهارة للصلاة حديث (224/1): واحمد(51/2 ,73): وابن ماجه(100/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: لا صلاة بغير طهور حديث (272): وابن خزيمة (8/1): حديث (9):

شرح

جامع ترمذی کتب صحاح ستہ میں امتیازی حیثیت کی حامل کتاب ہے جس کی اہمیت وافادیت صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے کم نہیں ہے۔ اس کے امتیازی اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کسی مسئلہ کو بیان کرنے کے لیے جو حدیث وارد کرتے ہیں اس کے ایک حصہ کا انتخاب کر کے باب قائم کرتے ہیں۔ اس طرح دوران مطالعہ اساتذہ اور طلباء کو باب کے عنوان اور متن حدیث کے مابین توافق وتطابق کرنے میں دشواری پیش نہیں آتی۔ جامع ترمذی کے اکثر نسخوں میں اس کا آغاز ''ابواب الطهارة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم'' اور بعض نسخوں میں ''كتاب الطهارة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم'' کے عنوان سے ہوتا ہے۔ ''ابواب'' باب کی جمع ہے جس کا مطلب ہے کہ مصنف ایک عنوان سے متعلق مختلف مسائل بیان کریں گے۔ ''کتاب'' کا مطلب ہے کہ صاحب تصنیف ایک ہی موضوع پر متعدد ابواب کے ذیل میں مختلف احادیث لا کر مسائل بیان کریں گے۔ تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''ابواب الطهارة'' اور ''كتاب الطهارة'' دونوں عنوانات قریب المفہوم ہیں۔

لفظ ''الطهارة'' اور ''الطهور'' دونوں باب نصر ینصر ثلاثی مجرد صحیح کے مصادر ہیں۔ لفظ الطهور (بضم الطاء) سے مراد ''پاکی'' ہے۔ اگر اس کا تلفظ الطهور (بفتح الطاء) ہو تو اس سے مراد ایسی چیز ہے جس سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہے اور وہ پانی اور مٹی ہے۔ عنوان میں ''عن رسول الله صلى الله عليه وسلم'' کے الفاظ لا کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ آئندہ ابواب کے تحت مصنف جو احادیث وارد کریں گے وہ سب کی سب مرفوع ہوں گی اور اس سلسلے میں کسی صحابی یا تابعی کا قول نقل نہیں کریں گے۔

لفظ ''قبول'' کا مفہوم:

لفظ ''قبول'' دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) قبول بمعنی صحت: جب کسی عمل کی تمام شرائط پائی جائیں اور موانع مرتفع ہو جائیں تو قبول بمعنی صحت ہوگا۔ مثال کے طور پر مشہور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: لا تقبل صلوٰة حائض الا بخمار (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۷۶۲) کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔'' یہاں قبول بمعنی صحت ہے یعنی سر چھپائے بغیر کسی بالغ عورت کی نماز درست نہیں ہوگی۔ (۲) قبول بمعنی رضا: ایسا عمل جو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہو جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرمائے تو وہاں قبول بمعنی رضا (خوشنودگی) ہوگا۔ اس سلسلے میں بھی یہ مشہور روایت ہے: من اتى عرافا فسأله عن شیء لم تقبل له صلوٰة اربعين ليلة (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث: ۴۵۹۵) جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا تا کہ اس سے کچھ معلومات حاصل کرے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' یہاں قبول بمعنی رضا ہے۔

جامع ترمذی کی زیر بحث حدیث کے دو حصے ہیں: (۱) لا تقبل صلوٰة بغير طهور. بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' (۲) ولا صدقة من غلول. اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کیا جاتا۔'' حدیث کے پہلے حصہ میں قبول بمعنی صحت اور حصہ ثانی میں قبول بمعنی رضا ہے۔ ایک ہی سلسلہ بیان میں مختلف مدارج کے مسائل واحکام بیان ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مشہور حدیث ہے۔ عشر من الفطرة (الصحیح البخاری جلد اوّل رقم الحدیث: ۵۱۲) یعنی دس اشیاء انسانی فطرت میں شامل ہیں۔'' وہ دس اشیاء ایک درجہ

کی نہیں ہیں بلکہ بعض واجب ہیں، بعض سنت ہیں اور بعض مستحب ہیں۔

صلوٰۃ سے مراد:

مذکورہ حدیث میں لفظ ''صلوٰۃ'' استعمال ہوا ہے یعنی طہارت و پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ یہاں نماز سے مراد کون سی نماز ہے؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام عامر شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ یہاں حدیث میں لفظ ''صلوٰۃ'' سے مراد ''صلوٰۃ کاملہ'' ہے، جس میں قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعدہ اور تشہد سب امور شامل ہوتے ہیں۔ ان اوصاف کی حامل صلوٰۃ پنجگانہ، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز وتر اور سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ وغیرہ نمازیں ہیں جو طہارت کے بغیر قبول نہیں کی جاتیں۔ البتہ صلوٰۃ ناقصہ یعنی جن میں قیام، رکوع اور سجود وغیرہ نہ ہوں مثلاً نماز جنازہ جس میں صرف قیام تو ہوتا ہے لیکن دیگر ارکان نہیں ہوتے اور سجدہ تلاوت جس میں نماز کا صرف ایک رکن پایا جاتا ہے، یہ دونوں اس سے خارج ہیں۔ ان دونوں کے لیے طہارت شرط نہیں ہے اور انہیں بغیر طہارت کے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں جمہور فقہاء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ لفظ ''صلوٰۃ'' میں دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بھی شامل ہے۔ وہ اپنے مؤقف پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ شرعی اور عرفی طور پر ''نماز جنازہ'' پر ''صلوٰۃ'' کا اطلاق ہوتا ہے اور نماز جنازہ کے تابع کرتے ہوئے سجدہ تلاوت بھی اس میں شامل ہے کیونکہ ''سجدہ'' نماز کا ایک اہم رکن ہے جو اس میں پایا جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت سمیت کوئی نماز بھی طہارت (وضو و تیمم) کے بغیر صحیح نہیں ہوگی۔ (علامہ محمد شفیق الرحمٰن قادری، شرح سراجی ص ۳۳)

مسئلہ فاقد الطہورین میں مذاہب فقہاء:

مسئلہ فاقد الطہورین یہ ہے کہ نماز کا وقت ہونے پر پانی دستیاب نہ ہو جس سے وضو کیا جا سکے اور نہ مٹی موجود ہو جس سے تیمم کیا جائے تو پھر کیا کیا جائے گا؟ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے، جس میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک: لا یصلی ولا یقضی یعنی فاقد الطہورین نہ فی الحال، نماز پڑھے گا اور نہ اس کی قضا کرے گا۔ پہلی صورت کی وجہ یہ حدیث ہے: لا تقبل صلوٰۃ بغیر طھور (بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی)۔ دوسری صورت کی وجہ یہ ارشاد ربانی ہے: لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا، (اللہ تعالیٰ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا)، جب وہ طہارت پر قادر نہ ہوا تو وہ مکلّف بھی نہ ہوا اور جب وہ مکلّف نہ ہوا تو وہ نہ فی الحال نماز ادا کرے گا اور نہ آئندہ وقت میں اس کی قضا کرے گا۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے: یصلی ولا یقضی۔ وہ فی الحال نماز ادا کرے گا آئندہ اس کی قضاء نہیں کرے گا۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (البقرہ: ۲۸۶) اللہ تعالیٰ کسی انسان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔''

جب اس شخص کو ذرائع طہارت حاصل نہیں ہیں تو وہ اس کے حصول کا بھی مکلّف نہ رہا۔ چونکہ وقت نماز ہونے پر اس کی ادائیگی پر قادر ہے لہٰذا بغیر طہارت نماز ادا کرے گا اور آئندہ اس کی قضا نہیں کرے گا۔

۳-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے: يصلي و يقضي، جس شخص کو پانی یا مٹی دستیاب نہ ہو تو وہ فی الحال نماز ادا کرے گا اور آئندہ اس کی قضا بھی کرے گا۔ فی الحال نماز ادا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کا وقت ہونے پر ارشاد ربانی: اقیموا الصلوٰۃ (تم نماز ادا کرو) کا حکم نافذ ہو جائے گا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ چونکہ نمازی کے لیے طہارت کا حصول فرض ہے جواب مفقود ہے لہٰذا اسباب طہارت حاصل ہونے پر اس کی قضاء کرے گا تاکہ مکمل شرائط کے ساتھ نماز ادا کرنے کا عمل پورا ہو سکے۔

۴-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے: لا يصلي و يقضي: ایسا شخص فی الحال نماز نہیں پڑھے گا بلکہ آئندہ اس کی قضا کرے گا۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: لا تقبل صلوة بغير طهور۔ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔ جب وہ ناقابل قبول ہے تو پھر پڑھنے کا بھی فائدہ نہیں ہے بلکہ آئندہ اسباب حاصل ہونے پر اس کی قضا کی جائے گی۔

۵-صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے: لا يصلي بل يتشبه بالمصلين و يقضي۔ وہ شخص فی الحال نماز ادا نہیں کرے گا بلکہ نمازیوں جیسی شکل اختیار کرے گا اور آئندہ ذرائع طہارت میسر آنے پر اس کی قضا کرے گا۔ یعنی تکبیر تحریمہ کہہ کر نمازیوں کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے گا، رکوع، سجود اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے گا لیکن کچھ پڑھے گا نہیں۔ آئندہ نماز کی قضا کرے گا۔ اس مسئلہ میں احناف کے نزدیک فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

ولا صدقة من غلول کی توضیح:

لفظ صدقہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز غرباء، مساکین اور یتیموں کو پیش کرنا ہے۔ لفظ ''غلول'' سے مراد وہ مال ہے جو مال غنیمت سے بذریعہ چوری اپنے قبضہ میں کیا جائے، مگر یہاں غلول سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی بھی ناجائز طریقہ سے حاصل کیا گیا مثلاً جھوٹ، چوری اور دھوکہ وغیرہ کے ذریعے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ حرام و ناجائز چیز بطور صدقہ پیش کی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ان الله طيب لا يقبل الا طيبا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ ہے اور وہ پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق اگر کسی شخص کے پاس حرام مال موجود ہو تو اس سے پیچھا چھڑانا ضروری ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ اجر و ثواب کی نیت کے بغیر وہ مال کسی غریب یا مستحق یتیم کو دے دیا جائے۔ اسی طرح بنک میں رقم جمع کرانے کے سبب بنک کی طرف سے جو سود ملتا ہے تو وہ وصول کر لینا چاہیے ورنہ بنک سے نہ لینے کی صورت میں وہ پیسہ اسلام اور مذہب کے خلاف بھی استعمال ہوسکتا ہے بلکہ عموماً ایسے ہوا کرتا ہے۔ البتہ وصول کرنے کے بعد وہ رقم کسی غریب یا یتیم کو دے دی جائے لیکن اس کے اجر و ثواب کی ہرگز نیت نہ کی جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الطُّهُوْرِ

باب 2: طہارت کی فضیلت

(2) سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِىُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ

ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ اَوْ نَحْوَ هٰذَا وَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَّدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهُوَ حَدِيْثُ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ صَالِحٍ وَّالِدُ سُهَيْلٍ هُوَ اَبُوْ صَالِحِ السَّمَّانُ وَاسْمُهٗ ذَكْوَانُ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ اخْتُلِفَ فِيْ اسْمِهٖ فَقَالُوْا عَبْدُ شَمْسٍ وَّقَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَهٰكَذَا

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَهُوَ الْاَصَحُّ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَثَوْبَانَ وَالصُّنَابِحِيِّ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَسَلْمَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

توضیح راوی: وَالصُّنَابِحِيُّ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ لَيْسَ لَهٗ سَمَاعٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُسَيْلَةَ وَيُكْنٰى اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ رَحَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِى الطَّرِيْقِ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ

وَالصُّنَابِحُ بْنُ الْاَعْسَرِ الْاَحْمَسِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ الصُّنَابِحِيُّ اَيْضًا

حدیثِ دیگر: وَّاِنَّمَا حَدِيْثُهٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متن حدیث: اِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جب بندہ مسلم (راوی کوشک ہے) یا شاید بندہ مؤمن وضوکرتا ہے اوراپنے چہرے کودھوتا ہے تو اس کے چہرے میں سے ہرایک وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس نے اپنی دونوں آنکھوں کے ذریعے دیکھا تھا' پانی کے ساتھ (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ' یا شاید اس کی مانند کوئی اورالفاظ ہیں' اور جب وہ اپنے دونوں بازو دھوتا ہے' تو اس کے دونوں بازوؤں میں سے ہروہ گناہ نکل جاتا ہے' جس کی طرف اس نے دونوں ہاتھ بڑھائے تھے' پانی کے ساتھ (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ'

2- اخرجه مالك في الموطا (32/1): كتاب الطهارة: باب: جامع الوضوء' حديث (31) و مسلم (134/2- نووى) كتاب الطهارة: باب: خروج الخطايا مع ماء الوضوء' حديث (244/32): احمد (303/2): والدارمى (183/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: فضل الوضوء' وابن خزيمة (5/1): حديث (4):

یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اسی حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سہیل کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

ابوصالح، سہیل کے والد ہیں، یہ ابوصالح سمان ہیں ان کا نام ذکوان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: ان کا نام عبدشمس ہے بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: ان کا نام عبداللہ بن عمرو ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات بیان کی ہے اور یہی زیادہ درست ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

صنابحی جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''سماع'' ثابت نہیں ہے۔

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہے اور ان کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے تھے لیکن یہ ابھی راستے میں ہی تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

صنابح بن اعسر احمسی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انہیں بھی صنابحی کہا جاتا ہے۔

ان سے یہ حدیث منقول ہے یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دیگر امتوں کے سامنے فخر کروں گا اس لیے تم میرے بعد آپس میں قتل و غارت گری نہ شروع کر دینا''۔

شرح

اس حدیث میں فضیلت طہارت بیان کی گئی ہے کہ جب نمازی وضو کرتا ہے تو اس سے اعضاء وضو کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ دراصل بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کی تیاری کا انعام ہے۔ بعض روایات سے ثابت ہے کہ نماز کا آغاز کرنے پر نمازی کے تمام گناہ باندھ کر ایک گٹھڑی کی شکل میں اس کے سر پر رکھ دیے جاتے ہیں۔ جونہی وہ نماز سے فراغت پاتا ہے تو وہ تمام گناہوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

لفظ ''الطھور'' کے انتخاب کی وجہ:

جامع ترمذی میں ''باب ما جاء فی فضل الطھور'' کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے تحت فضیلت وضو والی روایت لائے ہیں کہ وضو کرنے سے انسان کے اعضاء وضو سے تمام گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ عنوان میں ''فضل الوضوء'' کی بجائے ''فضل الطھور'' کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟ اس کی توضیح یہ ہے کہ لفظ ''وضوء'' اور لفظ ''طھور'' کا جب تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ لفظ ''طھور'' عام ہے اور لفظ ''وضو'' خاص ہے۔ اس طرح لفظ ''طھور'' لا کر مصنف نے واضح فرما دیا کہ حدیث مبارکہ میں جو فضیلت بیان کی گئی ہے وہ صرف وضو کی نہیں

ہے بلکہ غسل، تیمم اور وضو سب کی ہے۔ یہ فضیلت وضو کی حدیث بطور تمثیل بیان کی گئی ہے اور اس سے حصر ہرگز مقصود نہیں ہے۔

فضیلت طہارت پر مبنی ایک تفصیلی روایت:

اس حدیث کے موضوع پر حضرت عبداللہ بن صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیلی روایت یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان بوقت وضو کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں، جب وہ ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کے گناہ نکل جاتے ہیں، جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ پلکوں کے نیچے سے بھی، جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ کانوں کے بھی، جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ پھر اس کا مسجد کی طرف جانا اور وہاں نماز ادا کرنا مزید باعث اجر و ثواب ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث: ۲۹۷)

معاف ہونے والے گناہوں سے مراد؟

اس روایت میں گناہوں کے خارج (معاف) ہونے کا ذکر ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ غسل، وضو اور تیمم وغیرہ سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گناہوں کے چار درجات ہیں:

۱۔ معصیت (نافرمانی): اس کے مقابل: طاعۃ (پیروی) ہے۔

۲۔ سیئۃ (برائی): اس کے مقابل حسنۃ (نیکی) ہے۔

۳۔ خطیئۃ (غلطی): اس کے مقابل صواب (درستگی) ہے۔

۴۔ ذنوب (گناہ، عیوب): اس کا مقابل نہیں ہے۔

اب قاعدہ یہ ہے کہ نصوص شرعیہ میں جس گناہ کا ذکر ہوگا اس سے وہ اور اس سے نیچے درجہ والے گناہ مراد ہوں گے۔ مثلاً زیر بحث حدیث میں لفظ "خطایا" استعمال ہوا ہے۔ تو یہاں غسل، وضو اور تیمم سے "خطیئۃ" اور اس سے نیچے والے گناہ مراد ہیں۔ وہ "ذنوب" ہیں۔ البتہ اس سے اوپر والے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔ ارشاد ربانی ہے: ان الحسنات یذھبن السیئات. (بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں)۔ اس آیت میں لفظ "سیئات" استعمال ہوا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے: "حسنات" سے سیئات اور اس سے نیچے درجہ کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ وہ "خطیئۃ" اور "ذنوب" ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی نصوص ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

مختلف روایات میں مضمون بیان ہوا ہے کہ ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک، ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک، ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک، ایک حج سے لے کر دوسرے حج تک اور ایک جمعۃ المبارک سے لے کر دوسرے جمعۃ المبارک تک انسان سے درمیان میں جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں وہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب نماز یا روزے کی

برکات سے مسلمان کے گناہ معاف ہوگئے تو اسے دوسرے اعمال کرنے کا کیا فائدہ؟ اس کے کئی جوابات ہیں:
۱- بلاشبہ ایک عمل سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جبکہ دیگر اعمال سے درجات بڑھ جاتے ہیں۔
۲- ایک عمل کے باعث گناہ معاف ہوگئے تو دیگر اعمال کے باعث انسان مقرب بارگاہِ الٰہی کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔
۳- ایک عمل سے گناہ معاف ہوگئے جبکہ دیگر اعمال کی نیکیاں انسان کے نامہ اعمال میں ذخیرہ ہوجاتی ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اعمال کے سبب جو گناہ معاف کیے جاتے ہیں وہ گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ حقوق العباد تو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے کیونکہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرما دیتا ہے لیکن حقوق العباد معاف نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ

باب 3: طہارت' نماز کی کنجی ہے

(3) سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ

توضیح راوی: وَاَحْسَنُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ هُوَ صَدُوْقٌ وَّقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ كَانَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَالْحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّوْنَ بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ
قَالَ مُحَمَّدٌ وَّهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ .

◆◆ امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وضو نماز کی کنجی ہے۔ تکبیر کے ذریعے یہ شروع ہوتی ہے' اور سلام پھیر کر یہ ختم ہوتی ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں یہ حدیث ''اصح'' اور ''احسن'' ہے۔
(اس کا ایک راوی) عبداللہ بن محمد بن عقیل ''صدوق'' ہے۔ ان کے بارے میں بعض اہلِ علم نے ان کے حافظے کے حوالے

3- اخرجه احمد (129, 123/1): وابو داؤد (63/1): كتاب الطهارة: باب: فرض الوضوء' حديث (61): وابن ماجه (101/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: مفتاح الصلاة الطهور' حديث (275): والدارمي (175/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: مفتاح الصلاة الطهور۔

سے کلام کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحٰق بن ابراہیم اور حمیدی، عبداللہ بن محمد بن عقیل کی حدیث سے استدلال کیا کرتے تھے۔ (یعنی اسے مستند سمجھتے تھے)

امام محمد (بن اسماعیل بخاری) فرماتے ہیں: یہ شخص ''مقارب الحدیث'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

اس حدیث میں نماز کے حوالے سے تین اہم مسائل بیان ہوئے ہیں: طہارت، نماز، تکبیر نماز اور سلام نماز۔ ان تینوں کی تفصیل میں پیش کی جاتی ہے۔

مفتاح الصلوٰۃ الطہور:

(نماز کی چابی طہارت ہے) اس فقرہ میں نماز کو ایک بند کمرے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، جس طرح حدیث ''بنی الاسلام علی خمس'' (اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے) اسلام کو ایسے خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، جس کے پانچ ستون ہوں۔ جس طرح بند کمرہ میں داخل ہونے کے لیے تالا کھولنے کے لیے چابی کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح آغاز وافتتاح نماز کے لیے چابی کی ضرورت ہے وہ طہارت ہے، جس طرح چابی کے بغیر تالا نہیں کھل سکتا اسی طرح طہارت کے بغیر نماز کا آغاز نہیں ہوسکتا۔ گویا طہارت نماز کی ادائیگی کے لیے شرط ہے۔ نماز کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) جسم کا (حدث اصغر واکبر سے) پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جہاں نماز ادا کرنی ہو، اس جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر عورت۔ (مرد کا ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کا چھپا ہوا ہونا جبکہ عورت کے ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے علاوہ تمام بدن کا چھپا ہوا ہونا) (۵) استقبال قبلہ (یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا) (۶) وقت کا ہونا (۷) نیت کرنا۔

زیر مطالعہ حدیث میں شرائط نماز میں سے ''طہارت'' کا انتخاب اس کی اہمیت بیان کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ یہاں حصر مقصود نہیں کیونکہ نماز کی شرائط اور بھی ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

تحریمہا التکبیر:

نماز میں حرام کرنے والی چیز تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہنا ہے۔) لفظ ''تحریم'' باب تفعیل ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہے، جس سے مراد کسی چیز کو حرام قرار دینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب نماز کی پہلی تکبیر کہی جائے تو نمازی پر بہت سے امور حرام ہو جاتے ہیں۔ مثلاً گفتگو کرنا، چلنا، پھرنا، کھانا اور پینا وغیرہ سب اُمور حرام قرار پاتے ہیں۔

کسی چیز کی شرائط چیز سے خارج ہوتی ہیں مثلاً نماز کے لیے وقت، طہارت، استقبال قبلہ اور نیت وغیرہ جبکہ چیز کے ارکان چیز میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز کے لیے قیام، قرأت، رکوع اور سجود وغیرہ۔ اب سوال یہ ہے کہ ''تکبیر تحریمہ'' نماز کی شرط ہے یا نماز کا رکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ''تکبیر تحریمہ'' کی دو جہتیں ہیں۔ اس کا پہلا حصہ نماز کی شرط ہے اور اس سے خارج ہے جبکہ

دوسرا حصہ نماز کا رکن اور اس میں داخل ہے۔ اسی طرح نماز سے فراغت حاصل کرنے کے لیے سلام کی بھی دو جہتیں ہیں کہ اس کا پہلا حصہ نماز کا رکن اور اس میں داخل اور دوسرا حصہ نماز سے خارج ہے۔ تکبیر تحریمہ کا زیادہ تعلق خروج نماز سے اور سلام پھیرنے کا زیادہ تعلق دخول نماز سے ہے۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ میں مذاہب آئمہ:

تکبیر تحریمہ کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ میں اختلاف فقہاء پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ ''تکبیر'' کے عرفی معنی مراد ہیں یعنی ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مؤقف کے مطابق صرف ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کے الفاظ سے نماز کا آغاز ہو سکتا ہے۔ البتہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' سے بھی نماز کا آغاز کرنا درست ہے کیونکہ مبتداء کی خبر پر الف لام لانے سے معنی میں بھی تقویت پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ لفظ ''تکبیر'' سے لغوی مراد ہیں یعنی ہر وہ لفظ جس میں بڑائی کے معنی پائے جائیں اس سے نماز شروع کی جا سکتی ہے۔ آپ کے نزدیک اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللہ اعظم اور اللہ اجل وغیرہ الفاظ سے نماز شروع کرنا جائز ہے۔ نزول قرآن کے وقت نصوص کے لغوی معنی مراد لیے جاتے تھے جبکہ اصطلاحی معانی بعد کے ہیں۔ چنانچہ سورۃ المدثر میں ارشاد ربانی ہے: ''وربك فكبر'' (اور آپ اپنے پروردگار کے لیے بڑائی بیان کریں) الغرض قرآنی الفاظ کے لغوی معانی نزول قرآن کے دور میں لیے جاتے تھے جبکہ اصطلاحی معانی بعد کی ایجاد ہیں۔ لہٰذا نصوص کے لغوی معانی مراد لینا حقیقت کے زیادہ قریب ہیں۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔[1]

تحليلها التسليم:

(نماز کا سلام پھیرنے سے چیزیں حلال ہو جاتی ہیں)۔ لفظ ''تسلیم'' فعل ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: سلام پھیرنا، سلام کرنا۔ لفظ ''تحلیل'' بھی باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: حلال کرنا۔ مفہوم یہ ہے کہ سلام پھیرنے سے نمازی نماز سے فراغت حاصل کر لیتا ہے اور اس پر دوران نماز جو چیزیں حرام تھیں وہ حلال ہو گئی ہیں۔ نماز کا آغاز کرتے ہی نمازی پر کھانا، پینا، گفتگو کرنا، چلنا، پھرنا، سلام کرنا یا اس کا جواب دینا وغیرہ اُمور حرام قرار پائے تھے اور اب سلام پھیرتے ہی وہ حلال ہو گئے۔ دوران نماز ان اُمور میں سے کسی ایک کے کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

لفظ ''تسلیم'' میں مذاہب آئمہ:

جس طرح تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز کا آغاز ہو جاتا ہے اسی طرح تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے نماز سے فراغت حاصل ہو جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لفظ ''سلام'' سے فراغت حاصل کرنے کی حیثیت کیا ہے؟ اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''السلام علیکم'' کے الفاظ

[1] علامہ عبدالرحمٰن الجزیری: کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ، جلد اوّل ص ۲۶۷

سے نماز سے فراغت حاصل کرنا ضروری ہے جو نماز کا ایک اہم رکن ہے۔ان کے علاوہ دوسرے الفاظ سے فراغت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ ''تسلیم'' سے مراد ''دعاء سلام'' ہے اور اس کے لیے دوسرے الفاظ بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں مثلاً ''صباح الخير'' وغیرہ۔دعا سلام سے نماز مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ یہ الفاظ نماز کے منافی ہیں۔لفظ ''سلام'' سے فراغت حاصل کرنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔اگر لفظ ''سلام'' سے نماز ختم ہو جاتی تو کتاب اللہ (قرآن کریم) میں بھی یہ لفظ متعدد مقامات میں استعمال ہوا ہے۔مثلاً سلام علي المرسلين اور سلام علي الياسين وغیرہ تو ان الفاظ کے پڑھنے سے نماز ختم نہیں ہوتی۔البتہ لفظ ''سلام'' کو بغرض خطاب پڑھنے سے نماز فاسد یا ختم ہوگی۔

(4) سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ زَنْجَوَيْهِ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ ... حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنْ اَبِيْ يَحْيَى الْقَتَّاتِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الْوُضُوْءُ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی وضو ہے۔

شرح

نماز کی اہمیت وافادیت:

اعمال وعبادات میں نماز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔قرآن کریم میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔اسلام کے خیمہ کے پانچ ستون ہیں جن میں سے نماز کو اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔قبول اسلام اور حد بلوغت کو پہنچنے پر فی الفور جو عبادت انسان پر فرض ہوتی ہے وہ نماز ہے۔رمضان المبارک کا مہینہ آنے پر سال بعد روزے فرض ہوتے، صاحب نصاب نہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ زندگی بھر بھی فرض نہیں ہوسکتی اور حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے بشرطیکہ انسان استطاعت واخراجات برداشت کرسکتا ہو لیکن نماز کی ادائیگی ہر روز فرض ہے، صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ ایک دن میں پانچ مرتبہ۔دیگر عبادات واعمال کے احکام زمین نافذ کیے گئے لیکن نماز کی فرضیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ معراج عطا فرمایا اور لامکان پر طلب کرکے آپ اور آپ کی اُمت کو نماز کا تحفہ عطا فرمایا۔

4- اخرجه احمد (3/ 40 3)5- اخرجه البخاری (1/ 292): كتاب الصلاة: باب: مايقول عند الخلاء' حديث (142): وفي الادب المفرد (203): حديث (699): ومسلم (2/ 306- نووی): كتاب الحيض: باب: مايقول اذا اراد دخول الخلاء' حديث (375/122): وابو داؤد (1/ 48): كتاب الطهارة: باب: مايقول الرجل اذا دخل الخلاء' حديث (4): وابن ماجه (1/ 109): كتاب الطهارة وسننها: باب: مايقول الرجل اذا دخل الخلاء' حديث (298): والنسائي (1/ 20): كتاب الطهارة: باب: القول عند دخول الخلاء' حديث (19) واحمد (3/ 99, 101, 282): من طريق عبدالعزيز بن صهيب عن انس به-

فضائل نماز:

زیر بحث حدیث میں نماز کو جنت کی چابی قرار دیا گیا ہے‘ جس سے نماز کی فضیلت عیاں ہوتی ہے۔ نماز جنت کے دروازہ کی چابی ہے تو دیگر اعمال وعبادات اس چابی کے دندان ہیں جن کی مدد سے تالا کھولا جاتا ہے۔ قیامت کے دن بھی سب سے قبل نماز کا سوال ہوگا۔ مسلمان اور کافر کے درمیان حد فاصل وامتیاز کرنے والی نماز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ علاوہ ازیں نماز دین کا ستون ہے۔ مزید نماز کے فضائل کے حوالہ سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہاری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے آپ سے عہد کرلیا ہے کہ جو شخص ان پانچ نمازوں کو ادا کرے گا تو میں اسے اپنے وعدہ کے مطابق جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان نمازوں کو ادا نہیں کرے گا اس کے لیے میرا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد، جلد اوّل ص ۱۶۸)

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بتاؤ کہ کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ شخص اس میں ایک دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ایسے شخص کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہ دور کردیتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۳۳۶)

۳- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وقت کی نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو‘ اس کا پانی گہرا ہو اور وہ اس میں ہر روز غسل کرے۔ (الترغیب والترہیب، صحیح مسلم)

۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان اور کفر کے درمیان امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے۔

۵- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی ایک نماز بھی چھوٹی ہوگی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے افراد اور دولت سب کچھ چھین لیا گیا ہو۔ (ایضاً)

۶- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دو نمازیں کسی عذر شرعی کے بغیر ایک وقت میں ادا کیں وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازے پر پہنچ جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

۷- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز فوت کرے خواہ وہ بعد میں پڑھ بھی لے‘ پھر بھی بروقت نہ پڑھنے کے سبب وہ ایک حقب دوزخ میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی (۸۰) سال کا زمانہ ہے۔ ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے اور قیامت کا ایک دن ہزار سال کا ہوگا۔

۸- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز نہیں پڑھتا اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ (شعب الایمان جلد ۳ ص ۳۹)

نماز کی چابی وضو:

لفظ ’’وضو‘‘ کے تلفظ میں دو احتمال ہیں: (۱) وضو (بضم الواؤ) اس سے مراد حصول طہارت ہے۔ (۲) وضو (بفتح واؤ) اس

صورت میں اس سے مراد وہ پانی ہے جو وضو کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ زیر مطالعہ حدیث کے آخری حصہ میں وضو کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے۔ وضو کے فرائض چار ہیں: (۱) چہرے کا دھونا: کان کی ایک لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک دھونا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ علاوہ نماز کی ادائیگی کے لیے جسم کا حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا ہے۔

نوٹ: جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں حدیث ۴ مفقود ہے اور اکثر نسخوں میں موجود ہے۔ چونکہ مترجم نے یہ حدیث نقل کی ہے اور ترجمہ بھی کیا ہے، لہٰذا راقم الحروف (محمد یٰسین قصوری نقشبندی) نے قارئین کے ذوقِ مطالعہ کے لیے اس روایت کی بھی مختصر تشریح و توضیح پیش کر دی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

باب 4: جب آدمی بیت الخلاء میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟

(5) سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ

قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ قَالَ مَرَّةً اُخْرٰى اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيْثِ اَوِ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ

وَحَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فِيْ اِسْنَادِهٖ اضْطِرَابٌ رَوٰى هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَقَالَ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَمَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ فَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ يُحْتَمَلُ اَنْ يَّكُوْنَ قَتَادَةُ رَوٰى عَنْهُمَا جَمِيْعًا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

شعبہ نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ (مذکورہ بالا) الفاظ نقل کیے ہیں اور ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں (جو درج ذیل ہیں)

''میں خباثت اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ''خبیث مذکر جنات اور خبیث مؤنث جنات (سے تیری پناہ مانگتا ہوں)''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں "اصح" اور "احسن" ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں اختلاف ہے۔

ہشام دستوائی اور سعید بن ابی عروبہ نے اسے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

سعید بیان کرتے ہیں: یہ قاسم بن عوف شیبانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

ہشام دستوائی بیان کرتے ہیں: یہ قتادہ کے حوالے سے' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شعبہ اور معمر نے اس حدیث کو قتادہ کے حوالے سے' حضرت نضر بن انس سے نقل کیا ہے۔

شعبہ کہتے ہیں: یہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' جبکہ معمر کہتے ہیں: یہ حضرت نضر بن انس نے اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہاں یہ احتمال ہوسکتا ہے: قتادہ نے ان دونوں حضرات سے اس روایت کو نقل کیا ہو۔

(6) سندِ حدیث: اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے' تو یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! میں خباثتوں اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

لفظ "الخلاء" کا معنی ہے مکان۔ اس کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اردو میں اس سے قبل لفظ "بیت" کا اضافہ کیا گیا تو بیت الخلاء ہوگیا۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں استنجاء کیا جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ "زمزم" کے آغاز میں لفظ "آب" کا اضافہ کیا گیا ہے اور یہ "آب زمزم" ہوگیا۔ عربی زبان میں لفظ "الخلاء" سے پہلے لفظ "بیت" اور لفظ "زمزم" سے قبل لفظ "آب" استعمال نہیں ہوتا۔ عربی زبان میں "بیت الخلاء" کے لیے تیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ "دورة میاء" جدید ہے جو چودھواں ہے۔

بیت الخلاء کی دعا اور اس کی اہمیت:

اسلام ایک عالمگیر مذہب اور تمدن پسند دین ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے حتیٰ کہ بیت الخلاء میں آمد و رفت اور استنجاء کے حوالے سے بھی حکیمانہ انداز میں تعلیمات فراہم کی گئی ہیں۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل یہ دعا پڑھی جاتی ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (اے اللہ! بیشک میں مذکر و مؤنث (جنات) شیاطین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ لفظ "الخبث"، "خبیث" کی جمع ہے مراد مذکر شیاطین ہیں۔ لفظ "الخبائث" جمع مکسر ہے۔ اس سے مراد مؤنث شیاطین ہیں۔

اس دعا میں الفاظ "الخبث"، "والخبائث" عام طریقہ کے مطابق ترتیب سے لائے گئے ہیں یعنی مؤنث کو مذکر کے تابع کرتے ہوئے۔ عربی زبان میں یہ ترتیب عام استعمال ہوتی ہے لیکن بعض اوقات مذکر کو مؤنث کے تابع کر کے بھی لایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا ۔ (زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کو کوڑے لگاؤ) اس آیت میں مذکر کو مؤنث کے تابع کر کے لایا گیا ہے کیونکہ عورت کی خواہش کے بغیر زنا ہرگز سرزد نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ زبردستی کی صورت ہو۔

کرۂ ارضی پر تین قسم کی مخلوق آباد ہے: (۱) فرشتے (۲) جنات (۳) انسان۔ سب سے قدیم فرشتے ہیں، پھر جنات وجود میں آئے اور سب کے آخر میں "انسان" کی تخلیق ہوئی۔ تینوں قسم کی مخلوق عناصر اربعہ پانی، آگ، مٹی اور ہوا سے بنی۔ فرشتے بھاپ سے تیار ہوئے ہیں اس لیے وہ لطیف ترین ہیں۔ جنات میں آگ غالب ہے یہ بھی لطیف ہیں اور انسان میں مٹی غالب ہے۔ اس لیے یہ کثیف ہیں۔ انسان کا جد امجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس لیے سب انسان خواہ مذکر ہوں یا مؤنث آدمی ہیں۔ جنات کے جد امجد "جان" ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آتش کی آمیزش سے تخلیق کیا تھا تو تمام جنات مذکر و مؤنث اس کی اولاد ہیں۔ قاعدہ ہے کہ لطیف مخلوق اپنے سے کم لطیف یا کثیف کو دیکھ سکتی ہے لیکن کم لطیف یا کثیف اپنے سے زیادہ لطیف کو ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔ اس طرح فرشتے اور جنات انسانوں کو دیکھ سکتے ہیں لیکن جنات اور انسان فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ چونکہ جنات لطیف ہیں جبکہ ان کے مقابل انسان کثیف ہے تو جنات، انسان کو دیکھ سکتے ہیں۔ انسان جنات کو نہیں دیکھ سکتا۔ انسانوں کی طرح جنات میں بھی نیک و بد، نمازی و بے نمازی، فرمانبردار و نافرمان، شریر و نیک اور مسلم و غیر مسلم ہر قسم کے ہیں۔ جنات لطیف مخلوق ہے جو انسان کو نظر نہیں آتی اور ان کے شریر لوگ انسانوں کو تکلیف دیتے اور ضرر رسانی کرتے رہتے ہیں۔ شریر جنات کے ضرر سے بچنے کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو "بیت الخلاء" کی دعا سکھائی۔

ایک اہم مسئلہ:

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یا فراغت پر حدیث مبارکہ میں جن دعاؤں کی تعلیم دی گئی ہے وہ دعائیں بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل یا فراغت پر باہر نکل کر پڑھی جائیں۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی شخص دعا پڑھنا بھول جائے تو اندر غلاظت نہ ہو (جیسے فلش وغیرہ) تو اندر بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن عریانی حالت سے قبل۔ اگر بیت الخلاء میں غلاظت ہو تو دعا دل میں پڑھی جا سکتی ہے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھی جائے۔

اگر صحراء میں قضا حاجت کرنی ہو تو ننگا ہونے سے قبل دعا پڑھی جائے۔ بعد والی دعا کپڑے درست کرنے کے بعد پڑھی جائے۔ یاد رہے بڑی قضائے حاجت ہو یا چھوٹی دونوں کا حکم یکساں ہے اور دونوں کی دعائیں بھی یکساں ہیں۔

نوٹ: حدیث ٦ کا مضمون بھی حدیث ٥ جیسا ہے لہٰذا اس کی الگ سے توضیح وتشریح کی ضرورت نہیں۔ قصوری

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

باب 5: جب آدمی بیت الخلاء سے باہر آئے' تو کیا پڑھے؟

(7) سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ بْنِ يُوْنُسَ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيُّ

وَلَا نَعْرِفُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ اِلَّا حَدِيْثَ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے تھے:

"غفرانك" میں تیری مغفرت طلب کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے، ہم اس حدیث کو صرف اسرائیل نامی راوی کی حدیث کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں جو یوسف بن ابوبردہ کے حوالے سے منقول ہے۔ ابوبردہ بن ابوموسیٰ کا نام عامر بن عبداللہ بن قیس اشعری ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس باب میں ہمیں صرف سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نقل کردہ حدیث کا علم ہے۔

شرح

بیت الخلاء سے خروج کی دعا اور اس کی حکمت:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یوں دعا فرماتے: "غُفْرَانَكَ" (اے اللہ! میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں)۔ ایک روایت میں ہے آپ تین بار:

7– اخرجه البخاری فی الادب المفرد (203): حديث (700): وابو داؤد (55/1): كتاب الطهارة: باب: مايقول الرجل اذا خرج من الخلاء' حديث (30): وابن ماجه (110/1): كتاب الطهارة وسننها: باب مايقول اذا خرج من الخلاء' حديث (300): واحمد (155/6): وابن خزيمة (48/1): حديث (90): والدارمی (174/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: مايقول اذا خرج من الخلاء.

غفرانک کے الفاظ فرماتے۔لفظ ''غُفرَانَ''،فعل محذوف کامفعول مطلق ہے۔علماءنحو نے تصریح کی ہے کہ چار مقامات پر مفعول مطلق کے عامل (فعل) کو حذف کرنا واجب ہے:(۱)جب مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہو،مثلاً:سُبْحَانَ اللهِ (میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں)۔(۲)جب مصدر کے بعد مفعول حرف جر کے ساتھ لایا جائے جیسے:شُكْرًا لَكَ ۔اے اللہ!میں تیرا شکر بجالاتا ہوں۔(۳)جب مصدر کے بعد فاعل حرف جر کے ساتھ لایا جائے مثلاً:بُؤْسًا لَكَ ۔(تجھ پر تنگ دستی مسلط ہو)۔(۴) جب مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہو مثلاً:وَعْدَ اللهِ (اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان پورا ہو کر رہے گا)۔اس مقام پر لفظ''غُفْرَانَ'' مفعول مطلق کا مصدر ہے اور اس کی اضافت فاعل ''كَ'' کی طرف ہے اور عامل (فعل) وجوبی طور پر محذوف ہے۔حقیقت میں عبادت یوں تھی:اَغْفِرُ غُفْرَانَكَ ۔(میں تجھ سے مکمل بخشش چاہتا ہوں)

اس دعا کے علاوہ دیگر روایات میں یہ دعائیں منقول ہیں:

(۱)اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ۔(سنن ابن ماجہ ص۲۶)(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں،جس نے مجھ سے ضرر رساں چیز کو دور کر دیا اور مجھے عافیت کی دولت سے نوازا)

(۲)اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَ اَمْسَكَ عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ ۔(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے ضرر رساں چیز مجھ سے دور کر دی اور نفع رساں چیز مجھ میں باقی رکھی)

(۳)اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَمَاطَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں،جس نے نقصان دہ چیز مجھ سے ختم کر دی اور مجھے سکون و عافیت عطا فرمائی۔)

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد بایں الفاظ بیان کیا ہے:وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ (اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔)جب انسانوں اور جنات کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت قرار پایا تو اس ارشاد کا تقاضا ہے کہ انسانی زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی،اس کے ذکر اور ریاضت میں گزرے لیکن بیت الخلاء میں شرعی طور پر ذکر وغیرہ کی اجازت نہیں ہے تو گویا بیت الخلاء میں گزرنے والے لمحات غفلت میں گزرے جس کے تدارک کی اشد ضرورت تھی۔ان لمحات کے تدارک کے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ دعا سکھادی۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

قرآن وسنت میں اس بات کی تصریح ہونے کے ساتھ ساتھ اُمت کا بھی اجماع ہے کہ فرشتوں کی طرح انبیاءؑ بھی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ جب انبیاء معصوم ہیں تو پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ''بیت الخلاء'' سے فراغت پر ''غُفْرَانَكَ''(میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔)چہ معنی دارد؟یہ دعا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے جب کہ حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اپنی اُمت کی تعلیم کے لیے کی یا آپ نے اپنی اُمت کے لیے بخشش طلب کی۔اس طرح آپ کی عدم معصومیت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ

باب 6: پاخانہ یا پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی ممانعت

(8) سندِحدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَّلَا بَوْلٍ وَّلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ مُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ وَمَعْقِلِ بْنِ اَبِي الْهَيْثَمِ وَيُقَالُ مَعْقِلُ بْنُ اَبِيْ مَعْقِلٍ وَّاَبِيْ اُمَامَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَحْسَنُ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ اَيُّوْبَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ وَّالزُّهْرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ وَكُنْيَتُهُ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ الْمَكِّيُّ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَّلَا بِبَوْلٍ وَّلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا اِنَّمَا هٰذَا فِي الْفَيَافِيْ وَاَمَّا فِي الْكُنُفِ الْمَبْنِيَّةِ لَهُ رُخْصَةٌ فِيْ اَنْ يَّسْتَقْبِلَهَا وَهٰكَذَا قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّمَا الرُّخْصَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّاَمَّا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلَا يَسْتَقْبِلُهَا كَاَنَّهُ لَمْ يَرَ فِي الصَّحْرَاءِ وَلَا فِي الْكُنُفِ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ

◄► حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم بیت الخلاء میں آ ؤ تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرو پاخانہ کرتے ہوئے اور نہ ہی پیشاب کرتے ہوئے اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرو بلکہ (مدینہ منورہ کے حساب سے) مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ شام آئے تو وہاں ہم نے ایسے بیت الخلاء پائے جو قبلہ کی سمت میں بنے ہوئے تھے تو ہم ان میں رخ پھیر کر بیٹھتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی حضرت معقل بن ابوالہیثم، ایک قول کے

8- اخرجه البخاری (295/1) : كتاب الوضوء، باب: لا تستقبل القبلة بغائط او بول' الا عند البناء: جدار او نحوه' حديث (144): ومسلم (155/2- نووى): كتاب الطهارة: باب: الاستطابة' حديث (264/59): وابو داؤد (49/1): كتاب الطهارة، باب: كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة' حديث (9): وابن ماجه (115/1): كتاب الطهارة: وسننها: باب: النهى عن استقبال القبلة بالغائط والبول' حديث (318): والنسائي (22/1): كتاب الطهارة: باب: النهى عن استدبار القبلة عند الحاجة' حديث (21): واخرجه احمد (421, 416/5): والدارمى (170/1): كتاب الصلاة والطهارة: (187/1): حديث (378)

مطابق یہ معقل بن ابومعقل ہیں، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ''احسن'' اور ''اصح'' ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے ان کی کنیت ''ابوبکر'' ہے۔

ابوالولید المالکی بیان کرتے ہیں: امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ''پاخانہ یا پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ نہ کرو''۔ یہ حکم کھلی جگہ کے بارے میں ہے' بیت الخلاء جو اسی مقصد کے لیے بنائے گئے ہوں ان میں اس بات کی رخصت ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کیا جا سکتا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم (بن راہویہ) نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پاخانہ یا پیشاب کرنے کے لیے قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کی رخصت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' جہاں تک رخ کرنے کا تعلق ہے' تو اس کی طرف رُخ نہیں کیا جا سکتا ہے (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) گویا کہ ان کے نزدیک صحرا میں یا بیت الخلاء کے اندر قبلہ کی طرف رخ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 7: اس بارے میں رخصت ہونے کے حوالے سے' جو کچھ منقول ہے

9 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ بِعَامٍ يَّسْتَقْبِلُهَا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ وَعَآئِشَةَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا تھا۔ ہم پیشاب کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کریں' آپ کے وصال سے ایک سال پہلے' میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے (پیشاب کرتے ہوئے) قبلہ کی طرف رخ کیا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

9- اخرجه ابو داؤد (50/1)؛ كتاب الطهارة؛ باب: الرخصة في استقبال القبلة عند قضاء الحاجة' حديث (13)؛ وابن ماجه (117/1)؛ كتاب الطهارة وسننها؛ باب: الرخصة في ذلك في الكنيف' واباحته دون الصحارى' حديث (325)؛ وابن خزيمة (34/1)؛ حديث (58)؛ واخرجه احمد (360/3)؛

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں حدیث "حسن غریب" ہے۔

10 وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِى قَتَادَةَ

متن حدیث: اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُوْلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ (۱)

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

توضیح راوی: وَابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف رخ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ہمیں یہ حدیث قتیبہ نے سنائی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث، ابن لہیعہ سے منقول (دوسرے والی حدیث) سے زیادہ مستند ہے۔

ابن لہیعہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ضعیف ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے اس کے حافظے کے حوالے سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

11 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: رَقِيْتُ يَوْمًا عَلٰى بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کی طرف رُخ کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا' آپ کی پیٹھ خانہ کعبہ کی طرف تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

(۱) اخرجه احمد (300/5)

11-اخرجه مالك فى الموطا (194, 193/1): كتاب القبلة: باب: الرخصة فى استقبال القبلة لبول او غائط' الحديث (3): البخارى (297/1): كتاب الوضوء: باب: من تبرز على لبنتين' حديث (145) ومسلم (156, 155/2): كتاب الطهارة: باب: الاستطابة' حديث (266/61): وابو دداؤد (50/1): كتاب الطهارة: باب: الرخصة فى ذلك' حديث (12): وابن ماجه (116/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: الرخصة فى ذلك فى الكنيف' واباحته دون الصحارى' حديث (322): والنسائى (24, 23/1): كتاب الطهارة: باب: الرخصة فى ذلك فى البيوت' حديث (23): واحمد (41/2): والدارمى (171/1) كتاب الصلاة والطهارة: باب: الرخصة فى استقبال القبلة' وابن خزيمة (35, 34/1): حديث (59) عن طريق محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن ابن عمر به۔

شرح

بڑے استنجاء یا چھوٹے استنجاء کے وقت کعبہ کی طرف استقبال یا استدبار کے جواز یا عدم جواز پر روایات کے احکام کا تعین:

۱- حدیث ۸ جس کے راوی حضرت ابوایوب انصاری ہیں' سے بڑے استنجاء اور چھوٹے استنجاء کے وقت قبلہ کی طرف استقبال واستدبار دونوں کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

۲- حدیث ۹ جس کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسے استقبال قبلہ کی ممانعت اور جواز دونوں ثابت ہوتے ہیں۔

۳- حدیث ۱۰ کے راوی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' جس سے استقبال قبلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۴- حدیث ۱۱ کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' جس سے استدبار قبلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

استقبال واستدبار قبلہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

بڑے یا چھوٹے استنجاء کے وقت استقبال واستدبار قبلہ کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ چاردیواری میں استقبال واستدبار دونوں جائز ہیں جبکہ صحراء میں دونوں ناجائز ہیں۔ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تخصیص کرتے ہوئے دوسری روایات سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں قولی اور فعلی احادیث میں تعارض پیدا ہو جائے تو فعلی حدیث قوی ہونے کے سبب قابل ترجیح ہوتی ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قولی حدیث کے منسوخ ہونے کا امکان ہوتا ہے لیکن فعلی حدیث منسوخ نہیں ہوسکتی۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے تین اقوال منقول ہیں: (۱) چاردیواری میں استقبال واستدبار دونوں جائز ہیں اور صحراء میں دونوں ناجائز ہیں۔ (۲) استقبال واستدبار دونوں مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں۔ (۳) استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار مطلقاً جائز ہے۔ آپ دیگر روایات سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تخصیص کرتے ہیں۔

۳- اصحاب ظواہر، داؤد ظاہری اور ربیعۃ الرائی کے نزدیک استقبال واستدبار دونوں مطلقاً جائز ہیں۔ انہوں نے فعلی روایات سے استدلال کیا ہے۔

۴- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس سلسلے میں چار اقوال ہیں:

۱- استقبال واستدبار دونوں مطلقاً مکروہ تنزیہی ہیں۔ (مطلقاً سے مراد چاردیواری اور صحراء ہے۔)

۲- استقبال واستدبار دونوں مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں۔

۳- استقبال مطلقاً مکروہ تحریمی ہے لیکن استدبار مطلقاً جائز ہے۔

۴- استقبال مطلقاً ناجائز ہے اور استدبار چاردیواری میں جائز ہے۔

ان چاروں اقوال میں سے قول ثانی پر عمل ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔

آپ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ دیگر آئمہ ثلاثہ کے دلائل اور استقبال و استدبار والی روایات کے آپ کی طرف سے کئی جوابات دیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت قولی ہے جبکہ جواز ثابت کرنے والی روایات فعلی ہیں۔ جب فعلی اور قولی روایات میں تعارض آجائے تو آپ کے نزدیک قولی روایت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے اور فعلی روایت کی تاویل کی جائے گی۔

۲- قولی اور فعلی روایات میں تعارض آنے کی صورت میں قولی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ اس میں متعدد احتمالات کا امکان ہوتا ہے نہ کہ فعلی روایت میں۔ مثلاً حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس دیکھنے میں بھول ہوسکتی ہے کہ سرسری دیکھا ہو پوری توجہ سے نہ دیکھا ہو اور اسی طرح انہوں نے آگے بیان کردیا ہو۔ یا سرسری دیکھنے سے وہ صحیح سمت کا اندازہ نہ لگا سکے ہوں۔

۳- استقبال واستدبار قبلہ کی ممانعت کا حکم امت کے لیے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ ہو۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے افضل ہیں۔ افضل پر ضروری نہیں ہے کہ اپنے مقابل مفضول کے مرتبہ کا لحاظ رکھے۔

۵- استقبال واستدبار قبلہ کا جواز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہو۔

۶- ممکن ہے کہ آپ گھوم کر بیٹھے ہوں اور دیکھنے والے نے سیدھی سمت خیال کرلیا ہو اور آگے اسی طرح بیان کردیا۔

۷- حضرت ابوایوب انصاری اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عہد فاروقی میں فتح شام کے وقت ملک شام گئے اور وہاں ایسے مکانوں میں رہائش پذیر ہوئے جن کے بیت الخلاء کعبہ سمت تھے۔ وہ بیت الخلاء کرتے وقت سمٹ کر اور کعبہ کی سمت سے بچ کر قضائے حاجت کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا

باب 8: کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت

12 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ

12- اخرجه احمد (192, 136/6)؛ والنسائی (26/1)؛ کتاب الطهارة: باب: البول فی البيت جالسا حديث (29)؛ وابن ماجه (112/1)؛ کتاب الطهارة وسننها: باب: فی البول قاعدا حديث (307)؛

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ اَحْسَنُ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ

حدیثِ دیگر: وَحَدِيْثُ عُمَرَ اِنَّمَا رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ اَبِي الْمُخَارِقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاٰنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِنَّمَا رَفَعَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ اَبِي الْمُخَارِقِ وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهُ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَتَكَلَّمَ فِيْهِ

آثارِ صحابہ: وَرَوٰى عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ اَسْلَمْتُ

حکم حدیث: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ وَحَدِيْثُ بُرَيْدَةَ فِيْ هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنَى النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا عَلَى التَّاْدِيْبِ لَا عَلَى التَّحْرِيْمِ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ تَبُوْلَ وَاَنْتَ قَائِمٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جو تمہیں یہ بتائے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے' تو تم اس کی تصدیق نہ کرو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''احسن'' اور ''اصح'' ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث عبدالکریم بن ابوالمخارق کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالکریم بن ابوالمخارق نے اس حدیث کو ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ یہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ ایوب سختیانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' اور اس کے بارے میں کچھ گفتگو کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے' میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

یہ روایت عبدالکریم کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت بریرہ کی روایت محفوظ نہیں ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) کھڑے ہو کر پیشاب کی ممانعت کا مطلب ادب سکھانا ہے حرام قرار دینا نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں: جفاء (زیادتی) میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تم کھڑے ہو کر پیشاب کرو۔

شرح

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت اور اسلام کا معیارِ تہذیب:

اسلام ایک مہذب، متمدن اور قریب الفطرت دین ہے، اس میں انسان کو مہذب بنانے، قریب الفطرت ہونے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا بھی درس دیا گیا ہے۔ کھڑا ہو کر کھانے، پینے اور پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ تہذیب انسان کو حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو کھڑا ہو کر پیشاب کرنے سے سختی منع فرمایا اور آپ کا اپنا بھی اسی طرح عمل تھا۔ اس سلسلے چند روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص یہ بات کہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی بات ہرگز نہ مانو (کیونکہ وہ جھوٹا ہے) اس لیے کہ آپ تو ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب فرماتے تھے۔ (حدیث باب)

۲۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑا ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے عمر! کھڑا ہو کر پیشاب مت کیا کرو۔ اس کے بعد تا حیات میں نے کھڑا ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قبول اسلام کے بعد میں نے کھڑا ہو کر کبھی پیشاب نہیں کیا۔ (حدیث باب)

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک یہ ظلم و زیادتی کا حصہ ہے کہ تو کھڑا ہو کر پیشاب کرے۔ (جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۴)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ کھڑا ہو کر پیشاب کرنا حرام نہیں ہے بلکہ تہذیب و آداب کے خلاف ہے۔

بَاب الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 9: اس بارے میں رخصت کا بیان

13 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ

13- اخرجه البخاری (391/1, 392, 393, 394): كتاب الوضوء: باب: البول قائما وقاعدا' وباب: البول عند سباطة قوم' حديث (224-226): ومسلم (167/2 - نووی) ' كتاب الطهارة: باب : المسح على الخفين' حديث (273/73): والنسائی (25/1): كتاب الطهارة: باب: الرخصة فی البول فی الصحراء قائما' حديث (26-28): وابو داؤد (53/1): كتاب الطهارة: باب : البول قائما' حديث (23): وابن ماجه (111/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فی البول قائما' حديث (305, 306): واخرجه احمد (382/5): والدارمی (171/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب : فی البول قائما' وابن خزيمة (36/1): حديث (61): واخرجه الحميدی (210/1): حديث (442) من طريق ابی وائل عن حذيفة به-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَیْهَا قَائِمًا فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوْءٍ فَذَهَبْتُ لِاَتَاَخَّرَ عَنْهُ فَدَعَانِیْ حَتّٰی کُنْتُ عِنْدَ عَقِبَیْهِ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ وَکِیْعًا یُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ عَنِ الْاَعْمَشِ ثُمَّ قَالَ وَکِیْعٌ هٰذَا اَصَحُّ حَدِیْثٍ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْحِ وَسَمِعْتُ اَبَا عَمَّارٍ الْحُسَیْنَ بْنَ حُرَیْثٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ وَکِیْعًا فَذَکَرَ نَحْوَهٗ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰکَذَا رَوٰی مَنْصُوْرٌ وَّعُبَیْدَةُ الضَّبِّیُّ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ مِثْلَ رِوَایَةِ الْاَعْمَشِ

حدیث دیگر: وَرَوٰی حَمَّادُ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ وَعَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِیْثُ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ اَصَحُّ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِی الْبَوْلِ قَائِمًا

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَعَبِیْدَةُ بْنُ عَمْرٍو السَّلْمَانِیُّ رَوٰی عَنْهُ اِبْرَاهِیْمُ النَّخَعِیُّ وَعَبِیْدَةُ مِنْ کِبَارِ التَّابِعِیْنَ یُرْوٰی عَنْ عَبِیْدَةَ اَنَّهٗ قَالَ اَسْلَمْتُ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَنَتَیْنِ

وَعُبَیْدَةُ الضَّبِّیُّ صَاحِبُ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ عُبَیْدَةُ بْنُ مُعَتِّبٍ الضَّبِّیُّ وَیُکْنٰی اَبَا عَبْدِ الْکَرِیْمِ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم (محلے) کے کچرے کے ڈھیر پر تشریف لائے اور آپ نے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا' میں آپ کے لیے وضو کا پانی لے کر آیا' میں پیچھے ہٹنے لگا' تو آپ نے بلایا' یہاں تک کہ میں آپ کے عقب میں کھڑا ہو گیا (بعد میں) آپ نے وضو کیا' اور آپ نے اپنے دونوں موزوں پر مسح کر لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرماتے ہیں: میں نے (وکیع) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

پھر (وکیع) نے یہ بات بیان کی مسح کرنے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث میں یہ سب سے مستند حدیث ہے۔

میں نے ابوعمار حسین بن حریث کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے (وکیع) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اس کے بعد انہوں نے حسب سابق ذکر کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منصور اور عبیدہ ضبی نے ابووائل کے حوالے سے' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اعمش کی روایت کی مانند حدیث ذکر کی ہے۔

جبکہ حماد بن ابوسلیمان اور عاصم بن بہدلہ نے ابووائل کے حوالے سے' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے۔

ابووائل نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے۔

اہلِ علم کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت دی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبیدہ بن عمرو سلمانی سے امام ابراہیم نخعی نے احادیث نقل کی ہیں۔

عبیدہ اکابر تابعین میں سے ایک ہیں، عبیدہ سے یہ بات منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے وصال سے دو سال پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔

ابراہیم نخعی کے ساتھی عبیدہ ضبی، یہ عبیدہ بن معقب ضبی ہیں ان کی کنیت "ابو عبدالکریم" ہے۔

شرح

روایات میں تعارض اور اس کا ارتفاع:

گزشتہ روایات میں بیان ہو چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ البتہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے کچرے کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے وہاں ہی پانی طلب کر کے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ گویا پہلی روایات اور اس کے درمیان تعارض ہے تو اس کا ارتفاع کیسے ہوگا اور مطابقت کی صورت کیا ہوگی؟ اس کے متعدد جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب اس لیے کیا کیونکہ وہاں جگہ نجس تھی اور بیٹھنے کی صورت میں کپڑے آلودہ ہونے کا قوی امکان تھا۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے میں تکلیف تھی اور بیٹھنے میں دشواری تھی تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر میں تکلیف تھی جس کا علاج اہل عرب کے ہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ہے تو آپ نے اس حالت میں پیشاب کیا۔

۴- آپ کا یہ عمل بیان جواز کے لیے تھا جو نبی کی طرف سے کیا جا سکتا ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے روک لیا تھا تاکہ وہ آپ کا عمل لوگوں کو بیان کر دیں۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو میں اندر کی طرف زخم تھا جس وجہ سے بیٹھ نہیں سکتے تو لاچار کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْحَاجَةِ

باب 10: قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

14 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ .

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

14- اخرجه ابو داؤد (50/1): كتاب الطهارة: باب: كيف التكشف عند الحاجة' حديث (14)

حدیثِ دیگر: وَرَوٰى وَكِيْعٌ وَّاَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ
حکم حدیث: وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ مُرْسَلٌ
توضیح راوی: وَّيُقَالُ لَمْ يَسْمَعِ الْاَعْمَشُ مِنْ اَنَسٍ وَّلَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نَظَرَ اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُهُ يُصَلِّي فَذَكَرَ عَنْهُ حِكَايَةً فِي الصَّلٰوةِ وَالْاَعْمَشُ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْكَاهِلِيُّ وَهُوَ مَوْلًى لَّهُمْ قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ اَبِيْ حَمِيْلًا فَوَرَّثَهُ مَسْرُوْقٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کرنے لگتے تھے' تو اپنے کپڑے کو اس وقت تک نہیں اٹھاتے تھے' جب تک زمین کے قریب نہیں ہو جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن ربیعہ نے اعمش کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

وکیع بیان کرتے ہیں: حضرت ابو یحییٰ حمانی نے اعمش کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کرنے لگتے تھے' تو اپنا کپڑا اس وقت تک نہیں اٹھاتے تھے' جب تک زمین کے قریب نہیں ہو جاتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ دونوں احادیث ''مرسل'' ہیں' کیونکہ یہ بات بیان کی گئی ہے: اعمش نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث نہیں سنی ہے' بلکہ انہوں نے کسی بھی صحابی رسول سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہوئی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

اعمش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نماز پڑھنے کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے۔

اعمش کا نام سلیمان بن مہران ابو محمد کاہلی ہے یہ ان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

اعمش بیان کرتے ہیں: میرے والد کو (بچپن میں) اٹھا کر لایا گیا تھا' تو مسروق نے انہیں (اپنا) وارث بنایا تھا۔

شرح

سترِ عورت وحیاء ایک ساتھ:

اسلام نے صرف تہذیب، تمدن اور حسنِ معاشرت کا درس نہیں دیا بلکہ ستر و حیاء کا چراغ بھی جلایا تا کہ اسلامی اُمت دوسرے لوگوں سے ہر لحاظ سے منفرد قوم قرار پائے۔ عورت کا تمام جسم ''ستر'' (حالت نماز میں صرف ہاتھ، پاؤں اور چہرہ مستثنیٰ) ہے اور مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک چھپانا ہمہ وقت (بالخصوص حالت نماز میں) ضروری ہے۔ البتہ قضاء حاجت اور علاج معالجہ کی مجبوری کی بنا پر بقدرِ ضرورت افشاء جائز ہے۔ اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہمیں یہ درس ملتا ہے۔ حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے وقت زمین کے قریب ہو کر ستر کھولتے تھے۔ آپ کے اس عمل کا مقصد اپنی شرمگاہ کو لوگوں کی نظر سے چھپانا تھا۔ اس سے امت کو ستر و حیاء کا ایک ساتھ درس

و پیغام ملتا ہے۔ شرم وحیاء کے حوالے سے متعدد احادیث ہیں جن میں سے دو یہاں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں دخول کا سبب ہوگا۔ بے حیائی ظلم وستم کا حصہ ہے اور ظلم جہنم میں جانے کا باعث ہوگا۔ (صحیح ابن حبان)

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے جو کچھ کلام نبوت سے حاصل کیا اس سے اہم ترین چیز یہ ہے: ''جب تجھ میں حیاء باقی نہ رہے جو دل میں آئے وہ کرتا رہ۔'' (صحیح ابن حبان)

قضاء حاجت سے فراغت پر بھی زمین کے قریب سے ستر پوشی کرنی چاہیے۔ یہ تو تھی بات جب کھلی فضاء یا صحراء میں قضاء حاجت کرنی ہو لیکن جب چار دیواری میں قضاء حاجت کرنی ہو تو زمین کے قریب ہونے سے قبل بھی کشف عورت کیا جا سکتا ہے۔ بلا ضرورت شرعی کسی شرمگاہ کو دیکھنا یا اس کا کشف درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ

باب **11**: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے

15 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَكِّیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

فی الباب: وَفِیْ هٰذَا الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَسَلْمَانَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِیٍّ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْاِسْتِنْجَآءَ بِالْيَمِيْنِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے: آدمی اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوئے۔

اس باب میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

15- اخرجه البخاری (1/304 -306): كتاب الوضوء: باب: النهی عن الاستنجاء باليمين' باب: لا يمسك ذكره بيمينه اذا بال' حديث (153, 154): مسلم (2/161, 162- نووی) : كتاب الطهارة: باب : النهی عن الاستنجاء باليمين' حديث (63 /267): (/267 64, 65): وابو داؤد (1/55): كتاب الطهارة: باب: كراهية مس الذكر باليمين فی الاستبراء' حديث (31): والنسائی (1/25): كتاب الطهارة: باب: النهی عن مس الذكر باليمين عند الحاجة' حديث (24,25): وابن ماجه (1/113): كتاب الطهارة وسننها: باب: كراهية مس الذكر باليمين' والاستنجاء باليمين' حديث (310): والدارمی (1/172): كتاب الصلاة والطهارة: باب: النهی عن الاستنجاء۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کا نام ''حارث بن ربعی'' ہے۔

عام اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' ان کے نزدیک دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

شرح

استنجاء کے وقت دستِ راست کے استعمال کی ممانعت:

اسلام اُمتِ مسلمہ کی زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی کرتا ہے' یہاں تک کہ استنجاء کے وقت دائیں ہاتھ کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ دائیں ہاتھ کو بائیں پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اس لیے اسے اچھے کاموں کے لیے استعمال کیا جائے مثلاً قرآن پکڑنے، مذہبی کتاب اٹھانے، تحفہ پیش کرنے اور کھانے پینے وغیرہ امور کے لیے۔ البتہ استنجاء کے وقت بائیں ہاتھ کو استعمال کیا جائے خواہ استنجاء بڑا ہو یا چھوٹا۔ استنجاء کے علاوہ بھی بلاضرورت شرعی دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کا دیکھنا یا دکھانا بھی حرام ہے۔

اس سلسلے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرمگاہ کو چھوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو طہارت کا طریقہ سکھایا اور حکیمانہ اسلوب میں اس موقع پر دائیں ہاتھ کے استعمال سے منع بھی فرمایا۔ آج مغربی اقوام استنجاء کے وقت بلاامتیاز دونوں ہاتھوں کو استعمال کرتی ہیں پھر اس طریقہ سے انہیں گھن بھی آتی ہے' جس وجہ سے کھانا کھاتے وقت انہوں نے چھری کانٹا پکڑ لیا جبکہ یہ طریقہ بھی تہذیب وفطرت سے دور ہے۔ کاش وہ ہوش کے ناخن لیں اور اسلامی تعلیمات پر غوروفکر کرنے کی زحمت گوارا کریں اور حقیقت کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے چھری کانٹا سے بچالیا۔

بَاب الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

باب 12: پتھر سے استنجاء کرنا

16 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ

متنِ حدیث: قَالَ قِيلَ لِسَلْمَانَ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَائَةَ فَقَالَ سَلْمَانُ اَجَلْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّاَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ يَّسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

16- اخرجه مسلم (154/2- نووی): كتاب الطهارة: باب: الاستطابة' حديث (262/57): وابو داؤد (49/1): كتاب الطهارة: باب: كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة' حديث (7): والنسائی (39,38/): كتاب الطهارة: باب: النهی عن الاكتفاء فی الاستطابة باقل من ثلاثة احجار' حديث (41): وابن ماجه (115/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: الاستنجاء بالحجارة والنهی عن الروث والرمة' واخرجه احمد -

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَّجَابِرٍ وَّخَلَّادِ بْنِ السَّآئِبِ عَنْ اَبِيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَحَدِيْثُ سَلْمَانَ فِی هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَاَوْا اَنَّ الْاِسْتِنْجَآءَ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِئُ وَاِنْ لَمْ يَسْتَنْجِ بِالْمَآءِ اِذَا اَنْقَى اَثَرَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا: آپ لوگوں کو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کی تعلیم دی ہے' یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی سکھایا ہے حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے: ہم پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کریں' یا دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں' یا کوئی شخص تین سے کم پتھروں کے ذریعے استنجاء کرے' یا ہم گوبر یا ہڈی کے ذریعے استنجاء کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، خلاد بن سائب کی ان کے والد کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) کی حدیث اس باب میں ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والوں میں سے' اکثر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں: ان کے نزدیک صرف پتھر کے ذریعے استنجاء کر لینا جائز ہے' اگرچہ پانی کے ذریعے استنجاء نہ کرے' جبکہ وہ پتھر پاخانے یا پیشاب کے اثر (یعنی غلاظت) کو صاف کر دے۔

ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق (رحمۃ اللہ علیہم) نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا مسئلہ:

چھوٹے اور بڑے استنجاء کے لیے صرف ڈھیلے یا صرف پانی یا دونوں کا استعمال جائز ہے۔ اگر نجاست مخرج سے متجاوز نہ ہو تو صرف ڈھیلے سے طہارت ہو جائے گی البتہ پانی کا استعمال افضل ہے۔ اگر نجاست مخرج سے متجاوز ہو جائے تو صرف ڈھیلے کا استعمال درست نہیں ہوگا بلکہ پانی کا استعمال بھی ضروری ہے۔ ڈھیلے کے استعمال کی صورت میں احناف کے نزدیک ڈھیلوں کی تعداد کا کوئی تعین ضروری نہیں ہے۔ دو یا تین ڈھیلے حسب ضرورت استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے صرف مقصود حصولِ طہارت ہے۔

مقدارِ نجاست کی معافی کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ:

جب نجاست مخرج سے متجاوز ہو جائے تو اس کی مقدار کی معافی کے حوالہ سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ کم سے کم مقدار نجاست بھی معاف نہیں ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مچھر کے پر کے برابر بھی نجاست ہو تو وہ معاف نہیں ہے،اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت کی ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شدت سے کام لیا ہے۔

۲-حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کے مطابق اس میں گنجائش ہے۔ان کے نزدیک ملاحظہ کرنے والا اگر نجاست قلیل سمجھے تو صرف ڈھیلے کے استعمال سے طہارت حاصل ہو جائے گی اور اگر وہ کثیر تصور کرے تو اس کے لیے پانی کا استعمال ضروری ہے۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر نجاست ایک درہم سے کم مقدار میں ہو تو وہ معاف ہے، صرف ڈھیلے کے استعمال سے طہارت حاصل ہو جائے گی اور اس کی نماز بلا کراہت جائز ہوگی۔اگر نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کے لیے پانی استعمال کرنا واجب ہے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔اگر نجاست کی مقدار ایک درہم سے زائد ہو تو پانی سے اس کا دھونا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

ایک مشرک کے اعتراض پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دانشمندانہ جواب:

کسی مشرک نے طنز کرتے ہوئے حضرت سلمان فارسیؓ سے سوال کیا کہ تمہارے نبی(ﷺ) عجیب ہیں جنہوں نے تمہیں بے وقوف بنایا ہوا ہے اور تمہیں قضاء حاجت کرنے کا طریقہ تک بتاتے ہیں؟اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دانشمندانہ جواب دیتے ہوئے فرمایا: ہاں ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں استنجاء کے حوالہ سے چار باتوں کی تعلیم دی ہے جہاں تک تمہاری عقل ودانش اور فہم وفراست ہرگز رسائی نہیں کر سکتی۔

۱-ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم استنجاء کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کریں اور نہ پشت کیونکہ اس صورت میں کعبہ کا احترام ہے۔تم لوگ بھی کعبہ کا احترام تو کرتے ہو لیکن قضائے حاجت کے وقت اسے نظر انداز کر دیتے ہو؟

۲-ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ دوران استنجاء ہم اپنا دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ کریں اور اپنی شرمگاہ کو نہ لگائیں۔اس لیے کہ دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کھانا کھانے اور پانی پینے کے لیے جبکہ بایاں ہاتھ عام کاموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۳-ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دوران استنجاء ہم کم ازکم تین ڈھیلے استعمال کریں تا کہ طہارت کاملہ حاصل ہو جائے جبکہ تم ایک ڈھیلے کے استعمال پر اکتفا کرتے ہو خواہ مخرج صاف ہو یا نہ ہو۔ایسی صورت میں طہارت کاملہ ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

۴-خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ہم دوران استنجاء لید، گوبر اور ہڈی کو ہرگز استعمال نہ کریں کیونکہ اول الذکر دونوں چیزیں تو خود نجس ہیں تو ان سے طہارت کا حصول ناممکن ہے اور ہڈی چکنی ہوتی ہے اس سے مکمل صفائی نہیں ہو سکتی۔گوبر اور ہڈی دونوں کے استعمال کی ممانعت اس لیے بھی ہے کہ یہ جنات کی خوراک ہیں۔

نوٹ: آج کے علماء مقررین اور محققین حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز اختیار کر لیں تو ہر موقع پر یقیناً انہیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔۱۲قصوری

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرَيْنِ

باب 13: دو پتھروں کے ذریعے استنجاء کرنا

17 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ فَقَالَ الْتَمِسْ لِيْ ثَلَاثَةَ اَحْجَارٍ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ اِنَّهَا رِكْسٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰكَذَا رَوٰى قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ

وَرَوٰى مَعْمَرٌ وَّعَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

وَرَوٰى زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

وَرَوٰى زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

وَهٰذَا حَدِيْثٌ فِيْهِ اضْطِرَابٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ تَذْكُرُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ لَا

قولِ امام دارمی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَيُّ الرِّوَايَاتِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ اَصَحُّ فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ وَّكَاَنَّهٗ رَاٰى حَدِيْثَ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَشْبَهَ وَوَضَعَهٗ فِيْ كِتَابِ الْجَامِعِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا عِنْدِيْ حَدِيْثُ اِسْرَآئِيْلَ وَقَيْسٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لِاَنَّ اِسْرَآئِيْلَ اَثْبَتُ وَاَحْفَظُ لِحَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحٰقَ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَتَابَعَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُوْلُ مَا فَاتَنِي الَّذِيْ فَاتَنِيْ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ اِلَّا لِمَا اتَّكَلْتُ بِهٖ عَلٰى اِسْرَآئِيْلَ لِاَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ بِهٖ اَتَمَّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَزُهَيْرٌ فِيْ اَبِيْ اِسْحٰقَ لَيْسَ بِذَاكَ لِاَنَّ سَمَاعَهٗ مِنْهُ بِاٰخِرَةٍ

قَالَ: وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ التِّرْمِذِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتَ الْحَدِيْثَ

17- اخرجه احمد (365,388/1) من طريق ابى اسحاق عن ابى عبيدة عن عبدالله بن مسعود به۔

عَنْ زَائِدَةَ وَزُهَيْرٍ فَلَا تُبَالِي اَنْ لَّا تَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِهِمَا اِلَّا حَدِيْثَ اَبِي اِسْحٰقَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ اِسْحٰقَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّبِيْعِيُّ الْهَمْدَانِيُّ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ وَلَا يُعْرَفُ اسْمُهُ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے آپ نے فرمایا: میرے لیے تین پتھر تلاش کر کے لاؤ' میں دو پتھر اور ایک مینگنی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے دونوں پتھروں کو لیا اور مینگنی کو پھینک دیا اور فرمایا: یہ ناپاک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیس بن ربیع نے اس روایت کو' ابواسحاق کے حوالے سے' ابوعبیدہ کے حوالے سے، حضرت عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' جیسا کہ اسرائیل نے نقل کیا ہے۔

معمر اور عمار بن زریق نے ابواسحاق کے حوالے سے' علقمہ کے حوالے سے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

زہیر نے ابواسحاق کے حوالے سے، عبدالرحمٰن بن اسود کے حوالے سے، ان کے والد اسود بن یزید کے حوالے سے، حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اسے نقل کیا ہے۔

زکریا بن ابوزائدہ نے' ابواسحاق کے حوالے سے، عبدالرحمٰن بن یزید کے حوالے سے، حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اسے نقل کیا ہے۔

اس حدیث (کی سند میں) میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے ابوعبیدہ بن عبداللہ سے دریافت کیا، کیا آپ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے (اس بارے میں) کوئی روایت یاد ہے' انہوں نے جواب دیا: جی نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) سے دریافت کیا: اس حدیث میں ابواسحاق کے حوالے سے کون سی روایت زیادہ مستند ہے؟ تو انہوں نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے اس بارے میں سوال کیا' تو انہوں نے بھی اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

گویا ان کی یہ رائے تھی: زہیر نے ابواسحاق کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن اسود سے، ان کے والد سے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مناسب ہے' اور انہوں نے (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے) اپنی کتاب (صحیح بخاری) میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس بارے میں سب سے زیادہ مستند اسرائیل کی روایت ہے' اور قیس کی روایت ہے' جو ابواسحاق کے حوالے سے، ابوعبید کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے: ابواسحاق سے نقل کرنے کے حوالے سے' اسرائیل سب سے زیادہ مستند اور سب سے بہترین حافظے والے ہیں' دیگر تمام محدثین کے مقابلے میں' اور اس بارے میں قیس بن ربیع نے ان کی متابعت کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابوموسیٰ محمد بن مثنیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن

مہدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابواسحاق کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں' ان میں سے جو مجھے یاد نہیں رہیں اس کی وجہ یہی ہے:
میں نے ان روایات میں اسرائیل پر بھروسہ کیا' کیونکہ وہ اسے زیادہ مکمل طور پر نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابواسحاق کے حوالے سے نقل کرنے میں زہیر کی یہ حیثیت نہیں ہے' کیونکہ زہیر نے ابواسحاق سے آخر میں (یعنی ان کی عمر کے آخری حصے میں احادیث کا) سماع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حسن ترمذی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' جب تم کسی حدیث کو سنو جو زائدہ کے حوالے سے اور زہیر کے حوالے سے منقول ہو' تو تمہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ اگر تم نے وہ حدیث ان دونوں کے علاوہ اور کسی سے نہ سنی ہو' ماسوائے اس روایت کے جو ابواسحاق سے منقول ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ابواسحاق کا نام عمرو بن عبداللہ سبیعی ہمدانی ہے۔

ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ ان کے نام کا علم نہیں ہو سکا۔

شرح

استنجاء میں تعداد احجار اور اس میں مذاہب آئمہ فقہ:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ استنجاء میں انقاء (طہارت کاملہ) ضروری ہے خواہ یہ تین ڈھیلوں سے حاصل ہو یا زیادہ سے۔ انقاء کے بغیر جو شخص استنجاء کر کے نماز پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ تین ڈھیلوں سے انقاء نہ ہوا تو چوتھا یا پانچواں ڈھیلا استعمال کرنا مستحب ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر استنجاء کے دوران ایک دو ڈھیلوں سے انقاء طہارت کاملہ حاصل ہو جائے تو تین ڈھیلوں کے استعمال کا حکم کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ دوران استنجاء انقاء اور تثلیث (تین ڈھیلوں کا استعمال) دونوں ضروری ہیں۔ ایک یا دو ڈھیلوں سے انقاء حاصل ہونے کی صورت میں بھی تیسرا ڈھیلا استعمال کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کی تصریح موجود ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ استنجاء میں صرف انقاء (طہارت کاملہ) ضروری ہے۔ اگر یہ ایک دو ڈھیلوں سے حاصل ہو جائے تو تیسرے ڈھیلے کا استعمال مسنون ہوگا۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حضرت عبداللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں دو ڈھیلوں کے استعمال کا ذکر ہے۔ دونوں اماموں کے نزدیک تمام روایات کا ماحاصل انقاء (طہارت کاملہ) ہے اور تعداد (تثلیث) نہیں ہے۔ تثلیث کا ذکر اس لیے کیا گیا

ہے کہ عموماً انقاء تین ڈھیلوں سے حاصل ہو جاتا ہے ورنہ تعداد ہرگز مقصود نہیں ہے۔

زیر بحث حدیث بھی حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی مؤیدہ ہے' جس میں دو ڈھیلے استعمال کرنے کا ذکر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کا قصد فرمایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تین ڈھیلے لائیں۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں دو ڈھیلے اور ایک مینگنی پیش کی۔ آپ نے ڈھیلے استعمال کی غرض سے قبول فرما لیے جبکہ مینگنی پھینک دی اور ساتھ ہی فرمایا: یہ نجس (ناپاک) ہے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ دراصل مقصود انقاء (طہارت کاملہ) ہے اور ڈھیلوں کی تعداد مقصود نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ مَا يُسْتَنْجَی بِهٖ

باب 14: کن چیزوں کے ذریعے استنجاء کرنا مکروہ ہے؟

18 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّهٗ زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَسَلْمَانَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرُهٗ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ فَقَالَ الشَّعْبِیُّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّهٗ زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ

حکمِ حدیث: وَكَاَنَّ رِوَايَةَ اِسْمٰعِيْلَ اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مینگنی اور ہڈی کے ذریعے استنجاء نہ کرو' کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی حدیث کو اسماعیل بن ابراہیم اور دیگر راویوں نے' داؤد بن ابوہند کے حوالے سے شعبی کے حوالے سے' علقمہ کے حوالے سے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

جنات (سے ملاقات کی رات) وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

18- اخرجه النسائي في السنن الكبرى (72/1): كتاب الطهارة: باب: ذكر نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن الاستطابة بالعظم والروث' حديث (2/39): من طريق علقمة عن عبدالله بن مسعود به-

اس کے بعد پوری حدیث ہے۔ شعبی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مینگنی کے ذریعے یا ہڈی کے ذریعے استنجاء نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے"۔

گویا اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا مسئلہ:

لفظ "جن" کا لغوی معنی ہے چھپ جانا اور آنکھوں سے اوجھل ہونا چونکہ "جنات" انسان سے لطیف تر ہیں، جس وجہ سے وہ انسان کو نظر نہیں آتے، اس لیے انہیں "جنات" کہا جاتا ہے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "لیلۃ الجن" کے موقع پر وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں تھے۔ جو بیان کرتے ہیں کہ جناب نصیبین (شہر) سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ جنات نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے خوراک کیا چیز ہوگی؟ آپ نے ان کے لیے گوبر اور ہڈی کا ان کی خوراک قرار دیا اور مسلمانوں کو خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا: تم لوگ استنجاء کے موقع پر گوبر اور ہڈی کو استعمال نہ کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہے۔ انہوں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ چیزیں ہمارے لیے کیسے خوراک ہیں؟ آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: جب تم گوبر کھانے لگو گے تو وہ منہ میں جاتے ہی دانہ میں تبدیل ہو جائے گا اور جب ہڈی استعمال میں لاؤ گے تو اس پر بالکل تازہ گوشت پیدا ہو جائے گا۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ ہڈی جنات کی خوراک ہے جبکہ گوبر ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔ بعض محدثین کا قول ہے کہ ہڈی مسلمان جنات کی خوراک ہے اور گوبر کافر جنات کی غذا ہے۔

حدیث سے ثابت ہونے والے امور:

زیر مطالعہ حدیث سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

۱- نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی طرح "جنات" کو بھی دیکھتی ہے۔

۲- انسان مسلمانوں کی طرح "جنات" میں بھی مسلمان ہیں اور کافر بھی۔

۳- مسلمان جنات، انسانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ المسلم اخ المسلم (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے) کا رشتہ دونوں مخلوقوں کے درمیان قائم ہے۔

۴- انسان کی طرح جنات بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور ان کے جانوروں کی خوراک سے واقف ہیں۔

۶- مسلمان جنات کی خوراک ہڈی اور کافر جنات یا ان کے جانوروں کی خوراک گوبر ہے۔

۷- جنات اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔

۸- مسلمانوں کو جنات کی خوراک کا احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۹- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو استنجاء کے احکام وآداب کی تعلیم دی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَآءِ

باب 15: پانی کے ذریعے استنجاء کرنا

19 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ مُرْنَ اَزْوَاجَكُنَّ اَنْ يَّسْتَطِيْبُوْا بِالْمَآءِ فَاِنِّى اَسْتَحْيِيْهِمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ وَاَنَسٍ وَّاَبِى هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ الْاِسْتِنْجَآءَ بِالْمَآءِ وَاِنْ كَانَ الْاِسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِئُ عِنْدَهُمْ فَاِنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْاِسْتِنْجَآءَ بِالْمَآءِ وَرَاَوْهُ اَفْضَلَ

وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواتین سے فرمایا: تم (دوسری) خواتین کو یہ ہدایت کرو وہ پانی کے ذریعے پاکیزگی حاصل کریں کیونکہ مجھے مردوں سے (یہ بات کہتے ہوئے) حیاء آتی ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (یعنی پانی کے ذریعے استنجاء کرتے تھے)

اس باب میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے پانی کے ذریعے استنجاء کرنے کو مختار قرار دیا ہے' اگرچہ ان کے نزدیک پتھر کے ذریعے استنجاء کرنا بھی درست ہے' لیکن وہ پانی کے ذریعے استنجاء کرنے کو مستحب سمجھتے ہیں اور اسے زیادہ فضیلت والا عمل سمجھتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' شافعی رحمۃ اللہ علیہ' احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

19- اخرجه احمد (113/6, 114, 171) والنسائى (42/1، 43): كتاب الطهارة: باب: الاستنجاء بالماء، حديث (46) من طريق معاذة بنت عبدالله العدوية عن عائشة به۔

شرح

پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت:

استنجاء کے تین درجات ہیں جو بالترتیب درج ذیل ہیں:

اول: استنجاء کے وقت مخرج کو پہلے ڈھیلوں سے صاف کرنا پھر پانی استعمال کرنا یعنی ڈھیلوں اور پانی دونوں سے انقاء (طہارت کاملہ) حاصل کرنا، یہ افضل ہے۔

دوم: استنجاء کے وقت صرف پانی استعمال کرنا۔ اس میں بھی فضیلت ہے کیونکہ پانی سے طہارت کاملہ حاصل ہو جاتی ہے۔

سوم: استنجاء کے وقت صرف ڈھیلوں سے انقاء واستبراء حاصل کرنا۔ یہ جائز ہے لیکن اس میں فضیلت نہیں ہے۔

پانی کے استعمال میں مختلف آراء:

دوراوّل میں استنجاء کے وقت پانی کے استعمال میں مختلف آراء تھیں۔ دور رسالت میں چونکہ پانی کمیاب تھا' اس لیے اکثر لوگ ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے۔ بعد کے دور میں خواہ پانی کی قلت کثرت میں تبدیل ہوگئی تھی لیکن پھر بھی لوگ عموماً پانی کے استعمال سے اجتناب کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ روٹی کی طرح پانی کا استنجاء کے لیے استعمال کرنا اس کے ادب واحترام کے خلاف ہے لیکن ان کی یہ رائے درست نہیں تھی کیونکہ استنجاء کے وقت پانی کا استعمال کرنا حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں پانی کو روٹی پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ روٹی تو کھانے کے لیے ہے پانی صرف پینے کے لیے نہیں ہے بلکہ دیگر اُمور کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً طہارت، غسل اور کپڑوں کی صفائی وغیرہ۔ تمام فقہاء ملت کا اس بات پر اجماع ہے کہ استنجاء کے لیے پانی کا استعمال نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل ہے۔

شرعی مسائل اور حیاء:

قرآن وسنت میں طہارت واستنجاء کے مسائل بیان کیے گئے ہیں اور اس کی تفصیلی جزئیات فقہ کی کتب میں موجود ہیں۔ آج کا مسلمان فحش فلمیں دیکھتا ہے، انٹرنیٹ پر عریانی تصاویر دیکھ کر مسرور ہوتا ہے، گھر اور دفاتر میں تصاویر آویزاں کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور کوئی غیر شرعی کام کرتے وقت اسے شرم وحیاء نہیں آتی لیکن طہارت وغسل کے مسائل واحکام اور سبب سنتے یا بیان کرتے وقت اسے شرم آتی ہے۔ گویا بے شرمی وبے حیائی کے کاموں میں مسلماں کو شرم نہیں آتی مگر شرعی مسائل سننے یا پوچھنے پر شرم آتی ہے۔ یہ قیامت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطانی چالوں سے مسلمانوں کو اپنے امن وحفاظت میں رکھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین کو استنجاء، غسل اور طہارت کے احکام ومسائل کا باقاعدگی سے درس دیا کرتی تھیں۔ خواتین بھی ذوق وشوق سے مسائل سنتیں اور ان پر عمل پیرا ہوتی تھیں۔ آپ خواتین کے ذریعے شرعی مسائل ان کے شوہروں تک بھی پہنچا دیا کرتی تھیں۔ الغرض دورِ صحابہ میں شرعی مسائل بالخصوص غسل کے اسباب واستنجاء کے احکام بیان کرنے اور دریافت کرنے کا لوگوں میں ذوق عروج پر تھا جس میں بعد ازاں مسلسل کمی آتی گئی۔ نوبت ایں جارسید کہ آج کا مسلمان غسل، قضاء

حاجت اور استنجاء وغیرہ کے شرعی مسائل سے عاری ہونے کے باوجود ان کے سننے اور پوچھنے سے شرماتا ہے۔ اس کا یہ طرز عمل کسی طرح بھی درست اور قابل تعریف نہیں ہوسکتا۔ کاش! مسلمان غیر شرعی اور شیطانی امور سے حیا کریں اور مذہبی مسائل واحکام سیکھنے کا وطیرہ بنائیں تاکہ ان میں انقلاب نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور فروغ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضا قائم ہو سکے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ اَبْعَدَ فِی الْمَذْهَبِ

باب 16: نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے دور تشریف لے جایا کرتے تھے

20 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَاَبْعَدَ فِی الْمَذْهَبِ قَالَ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ قُرَادٍ وَّاَبِیْ قَتَادَةَ وَجَابِرٍ وَّیَحْیَی بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ وَاَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حدیثِ دیگر: وَیُرْوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ یَرْتَادُ لِبَوْلِهٖ مَكَانًا كَمَا یَرْتَادُ مَنْزِلًا

توضیحِ راوی: وَّاَبُوْ سَلَمَةَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِیُّ

◆◆ ابوسلمہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو آپ دور تشریف لے گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت یحییٰ بن عبید کی ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ پیشاب کرنے کے لیے بھی اسی طرح جگہ تلاش کرتے تھے، جیسے پڑاؤ کرنے کے لیے جگہ تلاش کیا کرتے تھے۔

ابوسلمہ (نامی راوی) کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

20- اخرجه ابو داؤد (47/1): كتاب الطهارة: باب: التخلی عند قضاء الحاجة' حديث (1): والنسائی (19,18/1) كتاب الطهارة: باب: الابعاد عند ارادة الحاجة' حديث (17): وابن ماجه (120/1) كتاب الطهارة وسننها: باب: التباعد للبراز فی الفضاء'

شرح

قضاءحاجت کے لیے دور جانا اور اس کی وجوہات:

لفظ ''ابعد'' صیغہ واحد مذکر غائب فعل ثلاثی مزید فیہ از باب افعال، جو متعدی استعمال ہوتا ہے لیکن جب مفعول کے ساتھ کوئی غرض وابستہ نہ ہو تو یہ فعل بطور لازم استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح لفظ ''اعطی'' عموماً متعدی استعمال ہوتا ہے مگر جب اس کے مفعول کے ساتھ کوئی غرض وابستہ نہ ہو تو بطور لازم استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ''مذھب'' ذھب یذھب سے مصدر میمی ہے، جس کا معنی بعد و دوری اختیار کرنا ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ قضاء حاجت کی غرض سے دور تشریف لے گئے۔ غالباً یہ غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران کا واقعہ ہے۔ رات کے آخری حصہ میں دونوں اپنے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر دو میل کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ اس دوری اختیار کرنے کے مقاصد درج ذیل ہو سکتے ہیں:

۱- دور جانے سے لوگوں سے پردہ کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۲- دور جانے سے اجابت صاف و شفاف ہو جاتی ہے۔

۳- دور جانے سے قبض ٹوٹ جاتی ہے۔

۴- دور جانے سے قضاء حاجت کے لیے مناسب اور نرم جگہ میسر آ جاتی ہے۔

یاد رہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مکی دور اور مدنی دور کے ابتدائی زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قضاء حاجت کے لیے جنگل میں جاتے تھے لیکن بعد میں گھروں میں بیت الخلاء بن جانے پر انہوں نے جنگل میں جانا چھوڑ دیا اور گھر کے بیت الخلاء استعمال کرنا شروع کر دیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

باب 17: غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنا مکروہ ہے

21 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى مَرْدَوَيْهِ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَشْعَثَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّبُوْلَ الرَّجُلُ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ وَقَالَ اِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

21- اخرجه ابو داؤد (54/1): كتاب الطهارة: باب: في البول في المستحم حديث (27): والنسائي (34/1): كتاب الطهارة: باب: كراهية البول في المستحم حديث (36): وابن ماجه (111/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: كراهية البول في المغتسل حديث (304): واخرجه احمد (56/5): وعبد بن حميد (181): حديث (505): من طريق الاشعث بن عبدالله عن الحسن عن عبدالله بن مغفل به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ لَهٗ اَشْعَثُ الْاَعْمٰى

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ الْبَوْلَ فِى الْمُغْتَسَلِ وَقَالُوْا عَامَّةُ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ وَرَخَّصَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ يُقَالُ اِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ فَقَالَ رَبُّنَا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ وُسِّعَ فِى الْبَوْلِ فِى الْمُغْتَسَلِ اِذَا جَرٰى فِيْهِ الْمَاءُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْاٰمُلِیُّ عَنْ حِبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' آدمی غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرے' آپ فرماتے ہیں: عام طور پر اس کی وجہ سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اشعث بن عبداللہ کی روایت کے حوالے سے مرفوع حدیث کے طور پر جانتے ہیں انہیں ''اشعث اعمیٰ'' بھی کہا جاتا ہے۔

اہلِ علم کے ایک طبقے نے غسل خانے میں پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: عام طور پر اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں' تاہم بعض اہلِ علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے' جن میں سے ایک ابن سیرین ہیں۔

ان سے یہ کہا گیا: عام طور پر اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں' تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر غسل خانے میں پانی بہہ جاتا ہو' تو وہاں پیشاب کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن عبدہ آملی نے ابن حبان کے حوالے سے' عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

شرح

غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا مقصد:

غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے انسان وساوس کا شکار ہوسکتا ہے۔ اس لیے اس سے منع کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے سبب انسان خیال کرتا ہے کہ کہیں اس کی چھینٹیں کپڑوں پر نہ پڑ گئی ہوں۔ اس عمل سے انسان میں مسلسل توہمات اور وساوس کا اضافہ ہو جاتا ہے جو دوسرے افعال واعمال میں بھی داخل ہوسکتا ہے، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع کر دیا۔ شریعت اسلامیہ نے وساوس وشکوک کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو عملی طور پر وضو کر کے دکھایا۔ اعضاء وضو تین تین بار دھوئے پھر فرمایا: جس

شخص نے اس پر اضافہ کیا تو اس نے برا کیا اور ظلم و زیادتی کی۔ (مشکوٰۃ، جلد اوّل ص ۴۷)

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو مسجد میں ہوا خارج ہونے کا شک پڑ جائے تو وہ مسجد سے باہر ہرگز نہ جائے جب تک اسے بدبو یا آواز کے سبب یقین نہ ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) غسل خانہ کو بیت الخلاء بنا دیا گیا ہو اور گھر کے تمام افراد اس میں پیشاب کرتے ہوں، تو شرعی طور پر اس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ البتہ اگر غسل خانہ وسیع ہو اور اس کے ایک کونہ میں استنجاء اور قضائے حاجت کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۲) غسل خانہ میں کوئی شخص داخل ہو تو غسل کرنے کی غرض سے ہو لیکن غسل سے قبل پیشاب نکل گیا تو اس میں گنجائش ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ کچا ہو یا وہاں پانی جمع ہوتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا درست نہیں ہے۔ اگر پانی وہاں جذب ہو جاتا ہو یا نکل جاتا ہو تو غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی گنجائش ہے۔ کسی شخص نے حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا: حضور! کیا غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وساوس جنم لیتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ربنا اللہ لا شریک لہ (ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے) یعنی غسل خانہ میں پیشاب کرنا، باعث وساوس نہیں ہے۔ حضرت امام ابن سیرین کا یہ جواب درس نہیں ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) یہ آپ کا قول نہ ہو بلکہ آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ (۲) اگر آپ کا قول تسلیم کیا جائے تو آپ کو زیر مطالعہ حدیث نہ پہنچی ہو۔

تاثیر فی الاشیاء میں مذاہب:

مسئلہ تاثیر فی الاشیاء کے حوالہ سے چار مذاہب ہیں:

۱- معتزلہ کا مذہب: اسباب، مسببات کے وجود میں آنے کا باعث بنتے ہیں۔ اسباب از خود اپنا کام کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت برقرار نہیں رہتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان کو روک سکتا ہے۔

۲- اشاعرہ کا مذہب: مسببات، اسباب کی تاثیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب سبب پایا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے مسبب بھی پیدا کر دیتا ہے۔

۳: فلاسفہ کا مذہب: اسباب کو مسببات کے لیے پیدا کیا جاتا ہے، وہ اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ خواہ وہ خود دار ہیں یا نہ مثلاً جب گھڑی ساز گھڑی تیار کر دیتا ہے تو وہ چلتی رہتی ہے' خواہ اس کا تیار کنندہ باقی رہے یا نہ رہے۔

۴: ماتریدیہ کا مذہب: اسباب کی تاثیر سے مسببات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب میں تاثیر پیدا کر دی ہے کہ ان سے مسببات وجود میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ عاجز محض نہیں ہے بلکہ تاثیر اس کے اختیار میں ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے آگ میں جلانے کی تاثیر رکھی ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی تاثیر ختم کر دے جیسے یہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے گلزار و باغ بہار بن گئی تھی۔

اسبابِ نسیان:

زیر بحث حدیث میں غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ممانعت مکروہ تنزیہی ہے یعنی پیشاب نہ کرنا بہتر ہے اگر کسی نے کرلیا تو اس نے حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ بعض علماء نے اس حدیث میں سبب بول کرمسبب مراد لیا ہے۔ ان کے نزدیک غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے انسان کو نسیان کا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں نسیان کے اسباب کثیر ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) جوں کو پکڑ کر زندہ پھینک دینا (۲) چوہے کا جھوٹا کھانا (۳) گوشت کو نمک لگا کر کھانا (۴) ہنڈیا میں لقمہ لگا کر سالن استعمال کرنا (۵) سر کے عقبی حصہ میں سینگی لگانا (۶) اونٹوں کے بیچ سے گزرنا (۷) بیت الخلاء میں وضو کرنا (۸) حالت جنابت میں آسمان کی طرف دیکھنا (۹) صفائی کے لیے کپڑے کا استعمال کرنا (۱۰) زیادہ گرم کھانا کھانا (۱۱) دنیاوی امور سے غمگین و پریشان ہونا (۱۲) ہمہ وقت مزاح کرنا (۱۳) قبرستان میں ہنسی مذاق کرنا (۱۴) سیب استعمال کرنا (۱۵) کھڑے پانی میں بول و براز کرنا (۱۶) پھانسی پر لٹکتے آدمی کو دیکھنا (۱۷) شلوار کو بطور تکیہ استعمال کرنا (۱۸) دستار کو بطور تکیہ استعمال کرنا وغیرہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي السِّوَاكِ

باب 18: مسواک کا بیان

22 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: وَحَدِيْثُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا عِنْدِيْ صَحِيْحٌ لِاَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّمَا صَحَّ لِاَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

قولِ امام بخاری: وَاَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ فَزَعَمَ اَنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَصَحُّ

22- اخرجه البخاری (435/2): كتاب الجمعة: باب: السواك يوم الجمعة' حديث (887): و مسلم (144//2- نووی) كتاب الطهارة: باب: السواك' حديث (252/42) : وابو داؤد (59/1): كتاب الطهارة: باب: السواك' حديث (46): والنسائی (12/1): كتاب الطهارة: باب: الرخصة فی السواك بالعشی للصائم' حديث (7): من طريق ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة به' واخرجه ابن ماجه (105/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: السواك' حديث (287) من طريق ابی سعيد المقبری عن ابی هريرة به' واخرجه احمد (258/2, 287, 399, 429) من طريق ابی سلمة عن ابی هريرة به-

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَعَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّحُذَيْفَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ وَاَبِىْ اُمَامَةَ وَاَبِىْ اَيُّوْبَ وَتَمَّامِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ وَاَبِىْ مُوْسٰى

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے محمد بن ابراہیم کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث نقل کی ہیں' یہ دونوں روایات میرے نزدیک ''صحیح'' ہیں' کیونکہ یہ دونوں روایات دیگر حوالوں سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا گیا ہے' کیونکہ یہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

جہاں تک امام محمد بن اسماعیل (بخاری کا تعلق ہے) تو وہ یہ کہتے ہیں: ابوسلمہ کی حدیث' جو انہوں نے حضرت زید بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، حضرت تمام بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

23 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَّلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ

قَالَ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَّشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِى الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلٰى اُذُنِهٖ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ اُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِلَّا اسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهٗ اِلٰى مَوْضِعِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ابوسلمہ، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے

23- اخرجه ابو داؤد (59/1): كتاب الطهارة: باب: السواك' حديث (46): وابن ماجه (225/1, 226): كتاب الصلاة: باب: وقت صلاة العشاء' حديث

سنا ہے: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کی ہدایت کرتا' اور میں عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات (گزر جانے) تک موخر کر دیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ تمام نمازوں میں مسجد میں شامل ہوا کرتے تھے' اوران کی مسواک ان کے کان پر ہوتی تھی' جہاں کاتب قلم رکھتے ہیں' اور وہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو مسواک کرلیا کرتے تھے' پھر اسے واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مسواک کا مفہوم و ماقبل و مابعد سے ربط:

لفظ ''مسواك'' فعل اجوف واوی ساک یسوک سوکا کا اسم آلہ ہے' جس کا معنی رگڑنا اور ملنا ہے۔ نماز کا وقت ہونے پر عموماً لوگ پہلے استنجاء کرتے ہیں پھر وضو کرتے ہیں اور وضو سے قبل ''مسواک'' کرتے ہیں۔ چونکہ ماقبل استنجاء و قضاء حاجت کے احکام و مسائل تفصیلاً بیان ہو چکے ہیں اور آئندہ وضو کے احکام و مسائل کی جامع بحث آرہی ہے۔ لہٰذا اسی مناسبت سے ''مسواک'' کے حوالے سے مسائل کا مقام یہی بنتا ہے۔ اس لیے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ مسواک کے بارے میں احکام بیان کررہے ہیں۔

مسواک کی اہمیت وفضیلت:

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وضو سے قبل مسواک استعمال کرتے تھے۔ آپ نے اس کے استعمال کی اپنی اُمت کو بھی تاکید فرمائی ہے۔ زیر مطالعہ حدیث میں واضح طور پر اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ لوگوں کی مشقت کے پیش نظر مسواک کے استعمال کو لازم قرار نہیں دیا حالانکہ آپ کی دلی خواہش یہی تھی کہ ہر نماز کے وقت وضو کے دوران اسے لازم وضروری قرار دیا جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نماز مسواک استعمال کرنے کے بعد ادا کی جائے وہ ثواب کے اعتبار سے ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اس نماز سے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائے۔ (الترغیب والترہیب جلد اوّل ص ۱۰۲) اس سے مسواک کی اہمیت وفضیلت عیاں ہو جاتی ہے۔

مسواک کی شرعی حیثیت میں مذاہب ائمہ:

وضو کے وقت مسواک کا استعمال مسنون ہے یا واجب؟ اس بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ علامہ داؤد ظاہری اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ اُن کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت طاہر وغیر طاہر دونوں کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ نے اس میں مشقت محسوس کی تو آپ نے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم جاری فرمایا۔ (سنن ابی داؤد)

جمہور فقہاء کے نزدیک ہر نماز کے وقت وضو کے دوران مسواک استعمال کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ انہوں نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مسلمانوں پر شاق ودشوار نہ تصور کرتا تو ان کے لیے نماز عشاء کو تاخیر (تہائی رات تک) کا حکم دیتا اور ہر نماز کے وقت مسواک کا استعمال کرنا بھی۔ (سنن ابی داؤد)

جمہور فقہاء کی طرف سے ابوداؤد ظاہری کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ (حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں امر استحباب کے لیے (۲) وجوب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔

مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟

جمہور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز کے وقت مسواک کا استعمال سنت ہے' البتہ جمہور اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ مسواک وضو کے لیے سنت ہے یا نماز کے لیے؟ جمہور فقہاء کے نزدیک مسواک کا استعمال کرنا وضو کے لیے سنت ہے۔ ان کے نزدیک جو شخص نماز ظہر کے وضو میں مسواک استعمال کرے اور اسی وضو سے عصر کی نماز بھی ادا کرلے تو اسے دونوں میں مسواک کا ثواب ملے گا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری اُمت پر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کا استعمال لازمی قرار دے دیتا۔ (بخاری شریف)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مسواک نماز کے لیے ہے۔ انہوں نے بھی جمہور کی روایت سے دلیل اخذ کی ہے' جس میں ہے: بالسواک عند کل صلوٰۃ میں لوگوں کو ہر نماز کے وقت مسواک استعمال کرنے کا حکم دیتا۔ جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہاں لفظ ''کل'' کا مضاف وضو محذوف ہے، اصل عبارت یوں تھی: بالسواك عند وضوء كل صلوٰة

مسواک کے دیگر مواقع:

فقہاء کرام کے نزدیک وضو کے وقت مسواک استعمال کے علاوہ بھی مسواک استعمال کے مواقع ہیں جو یہ ہیں:

(۱) دانتوں کے زرد ہونے پر (۲) نماز کے وقت (۳) نیند سے بیدار ہوکر (۴) منہ سے بدبو آنے کے وقت

مسواک کے فوائد:

مسواک استعمال کرنے کے کثیر فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) منہ صاف ہوگا (۲) اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی (۳) دوست واحباب بدبو محسوس نہیں کریں گے (۴) دانت مضبوط ہوں گے (۵) بیماریوں سے نجات ملے گی (۶) غذا ب زود ہضم ہوگی (۷) معدہ امراض سے محفوظ رہے گا (۸) اعضاء جسم میں طاقت آئے گی (۹) تمام جسم چست اور صحت مند رہے گا (۱۰) مسواک کرنے سے اجر وثواب میسر آئے گا۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

مسواک مسنون ہونے کے حوالے سے اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ دور حاضر میں ی بالخصوص شہروں میں وضو کرتے وقت

عموماً برش یا منجن وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے کیا اس سے بھی مسواک مسنون کا ثواب حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دوصورتیں ہیں ایک صورت توسعۃ السواک یعنی مسواک دستیاب نہ ہونے کی بنا پر برش وغیرہ کا استعمال کرنا' بشرطیکہ اس میں خنزیر یا دوسرے حرام جانور کے ریشے شامل نہ ہوں یا انگلی کی رگڑ سے بھی سنت مسواک ادا ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: تجزی من الاصابع (بیہقی) یعنی انگلی کا استعمال بھی درست ہے۔ دوسری صورت ہے سنت مسواک تو اس کی فضیلت صرف پیلو، زیتون یا نیم وغیرہ کے درخت کی مسواک سے حاصل ہو سکتی ہے لیکن برش یا منجن وغیرہ سے حاصل نہیں ہوگی۔

نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا:

نماز پنجگانہ کے لیے شریعت نے اوقات مقرر کیے ہوئے ہیں، ان اوقات سے قبل یا بعد میں نماز ادا درست نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا بہت پسند تھا۔ اسی لیے زیر مطالعہ حدیث (نمبر ۲۳) کے آخری حصہ میں آپ نے فرمایا: اگر میں اپنی اُمت پر شاق و دشوار خیال نہ کرتا تو نماز عشاء تاخیر (تہائی رات تک) لازمی قرار دے دیتا۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ شریعت میں خود مختار ہیں' جس چیز کو چاہیں واجب وضروری قرار دے دیں اور جس چیز کو چاہیں مسنون و مستحب۔ فقہاء نے تصریح کی ہے نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا سنت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا

باب 19: جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو' تو وہ اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے دھو نہ لے

24 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ اَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ يُقَالُ هُوَ مِنْ وَّلَدِ بُسْرِ بْنِ اَرْطَاةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

24- اخرجه البخاری (316/1): كتاب الوضوء' باب: الاستجمار وترا' حديث (162): ومسلم (181/1 - نووی) : كتاب الطهارة: باب: كراهة غمس المتوضى و غيره يده المشكوك فی نجاستها فی الاناء قبل غسلها ثلاثا' واخرجه مالك فی الموطا (21/1): كتاب الطهارة: باب: وضوء النائم اذ قام الى الصلاة' حديث (9): واحمد (465/2): والحميدی (423, 422/2): حديث (952): من طريق ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة به' واخرجه النسائی (6/1): كتاب الطهارة: باب: تاويل قوله عزوجل : (اذا قمتم الى الصلاة فاغسلوا وجوهكم' وايديكم الى المرافق) حديث

مذاہب فقہاء: قَالَ الشَّافِعِیُّ وَاُحِبُّ لِکُلِّ مَنِ اسْتَیْقَظَ مِنَ النَّوْمِ قَائِلَةً کَانَتْ اَوْ غَیْرَهَا اَنْ لَّا یُدْخِلَ یَدَهٗ فِیْ وَضُوْئِهٖ حَتّٰی یَغْسِلَهَا فَاِنْ اَدْخَلَ یَدَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّغْسِلَهَا کَرِهْتُ ذٰلِکَ لَهٗ وَلَمْ یُفْسِدْ ذٰلِکَ الْمَاءَ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَلٰی یَدِهٖ نَجَاسَةٌ

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ النَّوْمِ مِنَ اللَّیْلِ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْ وَضُوْئِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّغْسِلَهَا فَاَعْجَبُ اِلَیَّ اَنْ یُّهْرِیْقَ الْمَاءَ

وَقَالَ اِسْحٰقُ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ النَّوْمِ بِاللَّیْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ فَلَا یُدْخِلْ یَدَهٗ فِیْ وَضُوْئِهٖ حَتّٰی یَغْسِلَهَا

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص رات کے (بعد صبح) بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے جب تک اس ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ انڈیل لے' کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا۔

اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے: ہر نیند سے بیدار ہونے والے شخص کو ایسا کرنا چاہیے' خواہ وہ دوپہر کے وقت سو کر اٹھا ہو یا اس کے علاوہ ہو' یعنی اسے وضو کے پانی میں اس وقت تک ہاتھ داخل نہیں کرنا چاہیے' جب تک اسے دھو نہ لے لیکن اگر وہ اس کو دھونے سے پہلے برتن کے اندر داخل کر دیتا ہے' تو یہ بات اس کے لیے مکروہ قرار دیتا ہوں' البتہ اس کے نتیجے میں وہ پانی فاسد نہیں ہوگا' جبکہ اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص رات کے (بعد صبح) نیند سے بیدار ہو اور وہ ہاتھ' دھونے سے پہلے' اسے وضو کے پانی میں داخل کر لے' تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ اس پانی کو بہا دے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص رات کے وقت' یا دن کے وقت نیند سے بیدار ہو' تو وہ اپنا ہاتھ اس وقت تک وضو کے پانی میں داخل نہ کرے' جب تک اسے دھو نہ لے۔

شرح

زیر مطالعہ حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص سو کر بیدار ہو تو وہ وضو وغیرہ کے لیے برتن سے پانی لینا چاہے تو برتن میں داخل کرنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو لے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواب و نیند کی حالت میں ممکن ہے کہ ہاتھ شرمگاہ کو مس کر گیا ہو۔ اس سے استنجاء و طہارت اور وضو و غسل کے دوران احتیاط کو پیش نظر رکھنے کا پہلو بھی عیاں ہو جاتا ہے۔

ماءِ نجس کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ:

ماءِ نجس کے حوالے سے فقہاء میں اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اس میں نجاست کرنے سے اس وقت تک پلید نہیں ہوگا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ یعنی رنگ، مزہ اور بو میں سے کوئی تبدیل نہ ہو

جائے۔ جمہور آئمہ کے نزدیک پانی کی دو اقسام ہیں: ماء قلیل اور ماء کثیر۔ ماء کثیر میں نجاست گر جانے کی صورت میں جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو، وہ نجس نہیں ہوگا۔ ماء قلیل کا حکم یہ ہے کہ اس میں نجاست گرنے سے وہ پلید ہو جائے گا۔
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بئر بضاعہ والی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ہم بئر بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں جبکہ اس میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور مردار وغیرہ اشیاء پھینکی جاتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الماء الطهور لا ینجسه شیء یعنی پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ تم اس کنویں سے وضو کر سکتے ہو۔'' جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں: (۱) اس کنویں کے پانی کی حیثیت ''ماء جاری'' کی تھی کیونکہ بارش وغیرہ کے دنوں میں وہ بھر جاتا تھا اور اوپر سے بہنا شروع ہو جاتا تھا یا کثرت ماء کے دخول اور خروج کے باعث وہ ماء جاری کے حکم میں تھا۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ان اشیاء کے بارے میں کیا گیا تھا جو اس کنوئیں میں ڈالی جاتی تھیں، خواہ انہیں نکالا گیا تھا لیکن کنویں کی دیواریں اور تہہ کا فرش نہ دھونے کے باعث شک وشبہ کی صورت پیدا ہوگئی تھی جس کے بارے میں آپ نے جواب میں فرمایا: لا ینجسه شیء من الاشیاء المخرجة یعنی نکالی جانے والی اشیاء میں سے کوئی چیز اس کنویں کو پلید نہیں کر سکتی۔ (۳) دوسری حدیث میں مسلمان کے بارے میں فرمایا گیا: ان المسلم لا ینجس یعنی مسلمان نجس نہیں ہوتا۔ جس طرح یہاں مراد ہے کہ مسلم ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ وہ طاہر و پاک نہ ہو، اسی طرح اس کے کنویں کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایسا پلید نہیں ہے کہ پاک نہ ہو سکتا ہو۔ ماء کثیر کے حوالے سے جمہور فقہاء میں بھی اختلاف ہے کہ ماء کثیر کی مقدار کیا ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو پانی دہ در دہ یعنی دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا اور گہرا اتنا ہو کہ جب ہاتھوں سے پانی لیا جائے تو زمین کا فرش ننگا نہ ہو، تو وہ ماء کثیر ہے۔ آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے:
(۱) طهور اناء احدكم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسل سبع مرات یعنی تمہارے کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا جائے۔ (۲) لا يبولن احدكم في الماء الدائم تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ قلتین کی مقدار میں پانی ''ماء کثیر'' ہے اور اس سے کم ''ماء قلیل'' ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے چار پائے اور درندے پیتے ہوں تو آپ نے جواب میں فرمایا: اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث یعنی جب پانی قلتین کی مقدار ہو تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ (یاد رہے قلتین سے مراد دو مٹکے یا دو مشکیزے ہیں)۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان کی دلیل کی روایت کے متن، سند اور مفہوم میں شدید اضطراب موجود ہے' جس میں تطبیق ممکن نہیں ہے لہٰذا اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ''قلتین'' ہے جبکہ دوسری روایت میں: قدر قلتين اوثلث،

اورتیسری روایت میں ''اربعین قلۃ'' کے الفاظ بھی ہیں۔ گویا یہ دونوں روایات محض ''قلتین'' کی روایت کے منافی ومتعارض ہیں۔ لہٰذا ان سے استدلال درست نہ ہوا۔

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

زیربحث حدیث سے کثیر مسائل ثابت ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆......سؤرکلب کی صورت میں برتن تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

☆......خواب کی حالت میں ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے تو اسے پاک کرنے کے لیے تین بار دھونا کافی ہے۔

☆......پانی سے بھرے ہوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے تمام پانی مستعمل نہیں ہوتا۔

☆......کم مقدار میں نجاست گرنے سے ماءِ قلیل پلید ہو جاتا ہے۔

☆......نجاست مرئیہ ایک یا دو دفعہ دھونے سے دور ہو جائے تب بھی تین کا عدد پورا کر لینا چاہیے۔

☆......دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس ہو جائے گا جس سے نہ وضو صحیح ہوگا اور نہ نماز۔

☆......وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھوں کو دھونا مسنون ہے۔

☆......ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد استنجاء کے لیے پانی استعمال کرنا چاہیے تا کہ طہارت کاملہ حاصل ہو جائے۔

☆......نیند وخواب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☆......اونگھ کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے، لہٰذا اس پر یہ احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

☆......بعض فقہاء کے نزدیک مس ذکر ناقض وضو ہے اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے۔

☆......اعضاءِ وضو کو تین تین بار دھونا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ

باب 20: وضو سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھنا

25 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ اَبِیْ ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ عَنْ جَدَّتِهٖ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ

25– اخرجه ابو داؤد (83/1): كتاب الطهارة: باب: فى التسمية على الوضوء' حديث (101)، (102)؛ وابن ماجه (139/1, 140)؛ كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فى التسمية فى الوضوء' حديث (397)؛ والدارمى (176/1)؛ كتاب الصلاة والطهارة: باب: التسمية فى الوضوء' واخرجه احمد (41/3) من طريق رباح بن عبدالرحمن بن ابى سعيد الخدرى عن ابيه عن جده به' ومن طريق رباح بن عبدالرحمن بن حويطب عن جدته عن ابيها اخرجه ابن ماجه (140/1)؛ كتاب الطهارة وسننها: باب ما جاء فى التسمية فى الوضوء' حديث (398)؛ واحمد (70/4)؛ (381/5), (382/6)-

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَّا اَعْلَمُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثًا لَهٗ اِسْنَادٌ جَیِّدٌ

مذاہب فقہاء: وقَالَ اِسْحٰقُ اِنْ تَرَكَ التَّسْمِیَةَ عَامِدًا اَعَادَ الْوُضُوْءَ وَاِنْ كَانَ نَاسِیًا اَوْ مُتَاَوِّلًا اَجْزَاَهٗ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ اَحْسَنُ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثُ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدَّتِهٖ عَنْ اَبِیْهَا وَاَبُوْهَا سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ وَّاَبُوْ ثِفَالٍ الْمُرِّیُّ اسْمُهٗ ثُمَامَةُ بْنُ حُصَیْنٍ وَّرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حُوَیْطِبٍ مِّنْهُمْ مَنْ رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حُوَیْطِبٍ فَنَسَبَهٗ اِلٰی جَدِّهٖ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیُّ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ یَّزِیْدَ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ اَبِیْ ثِفَالٍ الْمُرِّیِّ عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ حُوَیْطِبٍ عَنْ جَدَّتِهٖ بِنْتِ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

◆◆ رباح بن عبدالرحمٰن اپنی دادی کے حوالے سے' ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص کا وضو نہیں ہوتا جو وضو سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں مجھے ایسی کسی حدیث کا علم نہیں ہے' جس کی سند جید ہو۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ''بسم اللہ'' چھوڑ دے' تو وہ دوبارہ وضو کرے گا' لیکن اگر کوئی بھول کر یا تاویل کرتے ہوئے' اسے چھوڑ دے' تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس باب میں سب سے زیادہ مستند حدیث وہ ہے' جسے رباح بن عبدالرحمٰن نے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رباح بن عبدالرحمٰن نے' اسے اپنی دادی کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس خاتون کے والد حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔

(اس روایت کے راوی) ابوثفال مری' کا نام ثمامہ بن حصین ہے۔

رباح بن عبدالرحمٰن' یہ ابوبکر بن حویطب ہیں۔

بعض محدثین نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' اور انہوں نے ابوبکر بن حویطب سے نقل کیا ہے' انہوں نے ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف کر دی ہے۔

رباح بن عبدالرحمٰن نے اپنی دادی جو حضرت سعید بن زید کی صاحبزادی ہیں کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

وضو بالتسمیہ کا مسئلہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس باب کے تحت ایک حدیث لائے ہیں، جس میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ وضو کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔ وضو کا آغاز کرنے سے قبل دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور وضو شروع کرتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھی جائے۔

وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ یا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ موقع ومحل کے مطابق بِسْمِ اللّٰہِ کے بعد واوَ عاطفہ استعمال کرتے ہوئے دوسرے الفاظ بھی لاتے تھے۔ مثلاً کھانے کے وقت: بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ، جانور ذبح کرتے وقت: بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور وضو کرتے وقت: بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ کی اہمیت وفضیلت:

ہر نیک کام کو بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کرنے کی شریعت میں ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی ہر سورت ''بِسْمِ اللّٰہِ'' سے شروع کی گئی ماسوائے سورہ توبہ کے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رأساء ممالک کے نام جو خطوط لکھوائے ان کا آغاز بسم اللہ سے کیا بلکہ آپ ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے کرتے تھے۔ ایک مشہور حدیث ہے کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے سے نمازی کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں صرف اعضاء وضو پاک ہوتے ہیں۔ اس روایت سے تسمیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہر نیک کام کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھنے کی وعید بیان ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل اَمْر ذی بال لم یفتح بسم اللہ فھو اقطع ۔یعنی ہر وہ کام جو بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

بوقت وضو بسم اللہ کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

وضو سے قبل بسم اللہ پڑھنے کی شرعی حیثیت میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال و مذاہب ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آغاز وضو میں بسم اللہ پڑھنا بدعت ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ جمہور فقہاء کرام کے نزدیک بوقت وضو تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) قرآن کریم میں فرائض وضو بیان کیے گئے ہیں جن میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور بسم اللہ پڑھی تو اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو اس کے اعضاء وضو ہی پاک ہوتے ہیں۔ (سنن دارقطنی، جلد اوّل ص ۱۰۸) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بوقت وضو تسمیہ پڑھنا واجب ہے۔ انہوں

نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بوقت وضو بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں ہے۔'' (سنن ابن ماجہ جلداوّل ص۲۴۲)

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں: (۱) خبر واحد کے ساتھ قرآن کریم کے حکم پر زیادتی درست نہیں ہے۔ (۲) اس روایت میں شیء کی نفی نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی ہے۔ (۳) اس روایت میں تسمیہ سے مراد نیت کرنا ہے اور بسم اللہ پڑھنا نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ

باب 21: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

26 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَّجَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: إِذَا تَوَضَّاْتَ فَانْتَثِرْ وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَاَوْتِرْ قَالَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَلَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَنْ تَرَكَ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ إِذَا تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى صَلّٰى اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَرَاَوْا ذٰلِكَ فِي الْوُضُوْءِ وَالْجَنَابَةِ سَوَاءً

وَّبِهٖ يَقُوْلُ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وقَالَ اَحْمَدُ الِاسْتِنْشَاقُ اَوْكَدُ مِنَ الْمَضْمَضَةِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يُعِيْدُ فِي الْجَنَابَةِ وَلَا يُعِيْدُ فِي الْوُضُوْءِ

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ لَّا يُعِيْدُ فِي الْوُضُوْءِ وَلَا فِي الْجَنَابَةِ لِاَنَّهُمَا سُنَّةٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَجِبُ الْاِعَادَةُ عَلٰى مَنْ تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوْءِ وَلَا فِي الْجَنَابَةِ

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ فِيْ اٰخِرَةٍ

◄► حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم وضو کرو تو ناک میں پانی ڈالو اور جب تم پتھر (کے ذریعے استنجاء کرو) تو طاق تعداد میں کرو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: جو شخص کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے کو چھوڑ دیتا ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: جو شخص ان دونوں کو وضو میں چھوڑ دے اور نماز پڑھ لے تو اسے دوبارہ نماز پڑھنا پڑے گی۔

یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں: وضو اور غسل جنابت دونوں میں اس کی حیثیت برابر ہے۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کلی کے مقابلے میں ناک میں پانی ڈالنے کی زیادہ تاکید ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: وہ غسل جنابت میں (کلی یا ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنے کے نتیجے میں نماز) دوبارہ پڑھے گا، لیکن وضو میں (ترک کرنے کی وجہ سے) دوبارہ نہیں پڑھے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہلِ کوفہ کی یہی رائے ہے۔

ایک گروہ اس بات کا قائل ہے: وضو میں ترک کرنے کی وجہ سے یا غسل جنابت میں ترک کرنے کی وجہ سے وہ نماز دوبارہ نہیں پڑھے گا، کیونکہ یہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں، اس لیے جو شخص وضو میں یا غسل جنابت میں انہیں ترک کر دیتا ہے، تو اس پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری قول یہی ہے۔

شرح

مسئلہ کی وضاحت:

لفظ ''مضمضة'' سے مراد منہ میں پانی ڈالنا یا کلی کرنا ہے۔ لفظ ''الاستنشاق'' سے مراد ناک میں پانی لینا یا ناک میں پانی ڈالنا ہے۔ لفظ ''الاستنثار'' سے مراد ناک سے پانی جھاڑنا یا ناک صاف کرنا ہے۔ لفظ ''الاستجمار'' سے مراد استنجاء یا قضاء حاجت کے وقت ڈھیلے استعمال کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ استنجاء یا قضاء حاجت کے موقع پر صفائی کی غرض سے ڈھیلے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں اور پانی بھی۔ محض ڈھیلوں کا استعمال بھی جائز ہے یا صرف پانی بھی اور دونوں کو جمع کرنا افضل ہے۔ ڈھیلوں کے استعمال کی صورت میں طاق کے عدد کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ وضو کرتے وقت پہلے کلی کی جائے، پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا جائے۔ وضو میں مضمضہ اور استنشاق دونوں مسنون ہیں۔ دونوں میں طاق عدد اور ترتیب بھی سنت ہے۔ ان دونوں کے درمیان ترتیب میں بھی کئی حکمتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ ترتیب انسانی طبیعت وفطرت کے عین مطابق ہے جبکہ اس کے برعکس کی صورت میں انسان گھن کا شکار ہوسکتا ہے۔

مضمضہ اور استنشاق میں مذاہب آئمہ فقہ:

وضو اور غسل کے دوران مضمضہ اور استنشاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل

درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وضواور غسل دونوں میں مضمضہ اوراستنشاق سنت ہیں۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے اوران کے نزدیک قرائن کی مناسبت سے یہاں امراستحباب کے لیے ہے۔

۲-حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت اسحاق بن راہویہ اورابن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک وضواور غسل دونوں میں دونوں واجب ہیں۔انہوں نے زیر مطالعہ حدیث سے استدلال کیا ہے اوران کے مطابق یہاں امر وجوب کے لیے ہے لہٰذا دونوں میں دونوں کاوجوب ثابت ہوتا ہے۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ وضو میں دونوں سنت ہیں اور غسل میں دونوں فرض ہیں۔انہوں نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: وان کنتم جنبا فاطہروا یعنی اگرتم حالت جنابت میں ہوتو تم خوب طہارت حاصل کرو۔یہاں مبالغہ مراد ہے، جس وجہ سے غسل میں مضمضہ اوراستنشاق دونوں فرض ہیں۔ارشادربانی: فاغسلوا وجوھکم الخ میں مبالغہ مرادنہیں ہے لہٰذا وضو میں دونوں امور سنت ہیں۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان کے انداز استدلال سے نص قرآنی پرخبرواحد کے زیادتی لازم آئے گی جو درست نہیں ہے۔علاوہ ازیں قرائن اور مواقع کے اعتبار سے وضواور غسل میں مضمضہ اوراستنشاق دونوں کا حکم الگ ہے، جس طرح حضرت امام صاحب کے نقطہ نظر میں بیان کیا گیا ہے۔

بَاب الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدٍ

باب 22: ایک ہی ہتھیلی (چلّو) کے ذریعے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

27 سندِحدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى مَالِكٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى وَلَمْ يَذْكُرُوْا

27- اخرجه النسائى (41/1): كتاب الطهارة: باب: الرخصة فى الاستطابة بحجر واحد' حديث (43): وابن ماجه (142/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: المبالغة فى الاستنشاق والاستنثار' حديث (406): واخرجه احمد (339,313/4) والحميدى (378/2): حديث (856): من طريق هلال بن يساف عن سلمة بن قيس به' واخرجه ابن خزيمة (41/1): حديث (75) من طريق ابى ادريس الخولانى عن ابى هريرة به-

ھٰذَا الْحَرْفَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدٍ وَّاِنَّمَا ذَكَرَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثِقَةٌ حَافِظٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

مذاہب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدٍ يُجْزِئُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ تَفْرِيْقُهُمَا اَحَبُّ اِلَيْنَا

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنْ جَمَعَهُمَا فِيْ كَفٍّ وَّاحِدٍ فَهُوَ جَائِزٌ وَّاِنْ فَرَّقَهُمَا فَهُوَ اَحَبُّ اِلَيْنَا

◄► حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا' آپ نے ایک ہی چلو کے ذریعے کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا' آپ نے ایسا تین مرتبہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی محدثین نے اس حدیث کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی چلو کے ذریعے کلی کی تھی اور ناک میں پانی ڈالا تھا۔

اس بات کو خالد بن عبداللہ نے ذکر کیا ہے' اور علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک خالد بن عبداللہ' ثقہ اور حافظ ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایک ہی چلو کے ذریعے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ان دونوں کو الگ' الگ چلو کے ذریعے کرنا ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ایک ہی چلو میں ان دونوں کو جمع کرلے' تو یہ جائز ہے' لیکن اگر وہ ان دونوں کو الگ' الگ کرے' تو یہ ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

شرح

مسئلہ کی وضاحت:

اسلام ہمہ گیر اور جامع دین ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہے۔ اس میں مشقت اور تکلیف مالایطاق کا عنصر ہرگز نہیں ہے۔ وضو کے دوران تین بار مضمضہ اور تین بار استنشاق مسنون ہے۔ اگر پانی قلیل ہو تو ایک چلو کے ساتھ تین بار مضمضہ کرنا جائز ہے اور اسی طرح ایک بار پانی لے کر تین بار استنشاق کرنا درست ہے۔ پانی وافر ہونے کی صورت میں تین چلوؤں سے تین بار مضمضہ اور تین چلوؤں سے تین بار استنشاق بھی صحیح ہے۔ ایک چلو سے ہی پہلے مضمضہ پھر استنشاق کرنا بھی جائز ہے۔

مضمضہ اور استنشاق میں فصل و وصل کے حوالے سے مذاہب آئمہ فقہ:

تمام آئمہ فقہ کے نزدیک مضمضہ اور استنشاق میں فصل اور وصل دونوں جائز ہیں لیکن اولویت کے اعتبار سے ان میں اختلاف ہے۔ فصل سے مراد ہے الگ کرنا یعنی پہلے تین بار چلو لے کر مضمضہ کرنا پھر تین بار (الگ الگ) پانی لے کر استنشاق کرنا۔ وصل سے مراد ہے دونوں کو ملانا یعنی تین بار پانی لے کر ہر چلو سے پہلے مضمضہ کرنا پھر (اسی چلو سے) استنشاق کرنا۔ مضمضہ اور استنشاق

میں فصل ووصل کی اولویت کے حوالے سے مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وصل اولیٰ ہے یعنی تین بار پانی لیا جائے اور ایک ہی چلو سے پہلے نصف چلو سے مضمضہ پھر نصف چلو سے استنشاق کیا جائے۔انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فصل اولیٰ ہے یعنی پہلے تین بار ایک ایک چلو لے کر مضمضہ کرے پھر تین بار ایک ایک چلو لے کر استنشاق کرے۔آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے: فتمضمض ثلثا واستنشق ثلثا۔(سنن ابی داؤد) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین بار مضمضہ کیا پھر تین بار استنشاق کیا۔

۳-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں۔ایک قول کے مطابق فصل اولیٰ ہے اور دوسرے قول کے مطابق وصل اولیٰ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کے متعدد جوابات ہیں۔(۱) امام ترمذی کی یہ روایت شاذ ہے۔(۲) اس روایت میں بیان جواز ہے جبکہ اکثر روایات اس کے برعکس ہیں اور اکثر صحابہ کا عمل بھی اس کے خلاف ہے۔(۳) حدیث باب ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس سے وصل ثابت نہیں ہوتا بلکہ فصل ثابت ہوتی ہے۔اس لیے کہ اگر وصل مقصود ہوتا تو اصل عبارت یوں ہوتی: "ماءواحد"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ

باب 23: داڑھی کا خلال کرنا

28 سندِحدیث: حَـدَّثَـنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ اَبِی الْمُخَارِقِ اَبِیْ اُمَيَّةَ عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ

متنِ حدیث: قَالَ رَاَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّاَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اَوْ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِیْ وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ

اسنادِدیگر: حَـدَّثَـنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

28- اخرجه البخاری (356, 355/1) : كتاب الوضوء: باب: من مضمض واستنشق من غرفة واحدة' حديث (191): ومسلم (123/2- النووی): كتاب الطهارة: باب: فی وضوء النبی صلی الله عليه وسلم : حديث (235/18): وابو داؤد (78,77/1): كتاب الطهارة: باب صفة وضوء النبی صلی الله عليه وسلم : حديث (118): وابن ماجه (150, 149/1):كتاب الطهارة و سننها: باب: ماجاء فی مسح الراس' حديث (434): والنسائی (71/1): كتاب الطهارة: باب: حد الغسل' حديث (97): واخرجه مالك فی الموطا (18/1): كتاب الطهارة' باب: العمل فی الوضوء' حديث (1): واحمد (38/4' 39' 40): والحميدی (202/2): حديث (417): واخرجه ابن خزيمة (88/1): حديث (173): من طريق يحيى بن عمارة عن عبدالله بن زيد به

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عُثْمَانَ وَعَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى وَاَبِىْ اَيُّوْبَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ اِسْحٰقَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ مِنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ حَدِيْثَ التَّخْلِيْلِ

◄► حسان بن بلال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے اپنی داڑھی کا خلال کیا' ان سے کہا گیا (راوی کو شک ہے یا شاید حسان یہ کہتے ہیں) میں نے ان سے کہا: آپ نے اپنی داڑھی کا خلال کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں کیوں نہ کروں' جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسحاق بن منصور کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ فرماتے ہیں: عبدالکریم نے حسان بن بلال سے ''خلال کرنے'' والی حدیث نہیں سنی ہے۔

29 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ اَصَحُّ شَىْءٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ عَامِرِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عُثْمَانَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَالَ بِهٰذَا اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ رَاَوْا تَخْلِيْلَ اللِّحْيَةِ

وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِىُّ وَقَالَ اَحْمَدُ اِنْ سَهَا عَنْ تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ اِسْحٰقُ اِنْ تَرَكَهٗ نَاسِيًا اَوْ مُتَاَوِّلًا اَجْزَاَهٗ وَاِنْ تَرَكَهٗ عَامِدًا اَعَادَ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سب سے زیادہ مستند روایت عامر بن شقیق کی ہے' جو انہوں نے ابووائل کے حوالے سے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

29- اخرجه ابن ماجه (148/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فى تخليل اللحية' حديث (429): والحميدى (81/1): حديث (146) من طريق حسان بن بلال عن عمار بن ياسر به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اوران کے بعد آنے والے اکثر اہلِ علم نے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے'ان کے نزدیک (وضو کے دوران) داڑھی کا خلال کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص داڑھی میں خلال کرنا بھول جائے' تو یہ بات جائز ہے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بھول کر اسے چھوڑ دے' یا تاویل کرتے ہوئے چھوڑ دے' تو یہ اس کے لیے جائز ہے' لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر چھوڑ دے' تو اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

شرح

مسئلہ خلال لحیہ کی توضیح:

دوران وضو داڑھی کا خلال کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت حسان بن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے ہوئے ملاحظہ کیا تو انہوں نے اپنی داڑھی کا خلال کیا، اس پر حضرت حسان نے تعجب کے انداز میں دریافت کیا کہ آپ نے داڑھی کا خلال کیا ہے؟ تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دوران وضو داڑھی مبارک کا خلال کیا۔ اس طرح میں آپ کی یہ سنت کیسے ترک کرسکتا ہوں۔

غسل لحیہ:

لحیہ خفیفہ غیر مسترسلہ کے بارے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کا غسل کل واجب ہے۔ لحیہ خفیفہ ہو یا کثہ مسترسلہ تو اس کے اس حصہ کو دھونا واجب ہے جو دائرۂ چہرہ کے اندر ہو جبکہ باقی ماندہ حصہ کا دھونا سنت ہے۔ لحیہ کثہ مسترسلہ سے متعلق احناف کے چھ اقوال ہیں:

(۱) غسل کل (۲) ترک کل (۳) مسح کل (۴) مسح ثلث (۵) مسح ربع (۶) مسح مایلاقی البشرہ[۱]۔ ان میں مفتی بہ قول اول ہے۔

تخلیل لحیہ میں مذاہب آئمہ فقہ:

مسئلہ تخلیل لحیہ کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اسحاق کے نزدیک تخلیل لحیہ واجب ہے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان تخلل آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی میں خلال کیا کرتے تھے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنت ہے۔ جمہور کے نزدیک تخلیل لحیہ مستحب ہے۔ ان کے دلائل: (۱) اکثر روایات وضو میں خلال لحیہ کا ذکر نہیں ہے لیکن بعض میں موجود ہے' جس سے اس کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (۲) تخلیل لحیہ کا ثبوت اخبار احاد سے ملتا ہے' جس کے ساتھ نص قرآنی پر زیادتی درست نہیں۔ (۳) حضرت عمار

[۱] علامہ ابن نجیم' البحر الرائق جلد اوّل ص ۱۶

بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے صرف جواز ثابت ہوتا ہے۔حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ ہے۔

وجوبِ لحیہ:

اہل سنت و جماعت کے نزدیک مرد کے لیے مکمل داڑھی رکھنا واجب ہے۔وجوب لحیہ کے دلائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۱-حدیث مبارکہ میں داڑھی رکھنے کا حکم صیغہ امر کے ساتھ دیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **احفوا الشوارب واعفوا اللحی** ۔ مونچھیں کم کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔(الصحیح للمسلم،حدیث نمبر ۵۰۸)

۲-**ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی** (جامع ترمذی) بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔

۳-ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: **جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس** (مسند امام احمد بن حنبل) تم مونچھیں پست کرو اور تم داڑھی بڑھا کر آتش پرست لوگوں کی مخالفت کرو۔

۴-ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: **لکن ربی امرنی ان احفی شاربی واعفی لحیتی** (الطبقات الکبریٰ) لیکن میرے پروردگار نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں اپنی مونچھیں کم کروں اور اپنی داڑھی بڑھاؤں۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ داڑھی سنت رسول، واجب اور ضروری ہے۔داڑھی کٹوانا، کتروانا یا چار انگشت سے کم رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ایسا کرنے والا شخص فاسق معلن ہے جو امامت وخطابت اور وعظ وتقریر کے لیے ہرگز موزوں نہیں ہے۔ایسا شخص امامت کرائے تو اس کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہے۔

داڑھی مومن کی شان، چہرے کی رونق، سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عملی طور پر واجب ہے۔اس نعمت سے محروم لوگ اس کی آرزو کرتے رہے۔اس سلسلے میں دو واقعات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱-حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اکابر ثقات تابعین وعلماء وحکماء کاملین سے تھے۔زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ھ یا ۷۲ھ میں وفات پائی) عاقل وحلیم تھے۔(پاؤں میں کج،ایک آنکھ جاتی رہی تھی، داڑھی خلقتاً نہ نکلی تھی) ان کے اصحاب نہ اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہت کا ذکر کرتے اور کہتے: ہماری تمنا ہے کاش! اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کے لیے داڑھی خریدتے۔(احیاء العلوم للغزالی)

۲-حضرت شریح قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اجلہ آئمہ واکابر تابعین سے ہیں۔زمانہ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں۔امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قاضی تھے۔امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتویٰ میں ان سے رائے لیتے سن ۸۰ھ سے قبل یا بعد انتقال ہوا۔داڑھی خلقتاً نہ تھی۔وہ فرماتے کہ میری آرزو ہے کہ کاش! دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی تو داڑھی میں شیطانی خواہشوں کے خفایا اور نفسانی آفتوں کے

دقائق اور نو پیدا بدعتوں سے بارہ باتیں لوگوں نے ایجاد کی ہیں۔ از انجملہ داڑھی کم کرنی اور یہ مثلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے۔ایک جماعت علماء سے مروی ہے کہ یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے۔(احیاء العلوم للغزالی)

بَابُ مَا جَآءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ اَنَّهُ يَبْدَاُ بِمُقَدَّمِ الرَّأْسِ اِلٰى مُؤَخَّرِهٖ

باب 24: سر پر مسح کا بیان' سر کے آگے والے حصے سے شروع ہو کر پیچھے کی طرف لے جایا جائے گا

30 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَاْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ مُعَاوِيَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ

مذاہب فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اپنے سر مبارک کا مسح کیا آپ دونوں ہاتھوں کو آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے' آپ نے پہلے آگے والے حصے کا مسح کیا' پھر اسے گدی کی طرف لے گئے پھر ان دونوں کو واپس وہیں لے آئے' جس جگہ سے آپ نے مسح کا آغاز کیا تھا' اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں پاؤں دھو لیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں "اصح" اور "احسن" ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهُ يَبْدَاُ بِمُؤَخَّرِ الرَّأْسِ

باب 25: سر کے پچھلے حصے سے (مسح کا) آغاز کرنا

31 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ

30- اخرجه ابو داؤد (75/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبى صلى الله عليه وسلم : حديث (110): وابن ماجه (148/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فى تخليل اللحية' حديث (430): والدارمى (178/1 ,179) كتاب الصلاة والطهارة: باب: فى تخليل اللحية' واخرجه احمد (57/1) وابن خزيمة (78/1): حديث (151): من طريق شقيق بن سلمة عن عثمان بن عفان به-

31- اخرجه ابو داؤد (79/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبى صلى الله عليه وسلم : حديث (126): وابن ماجه (138/1): كتاب الطهارة وسننها: باب : الرجل يستعين على وضوئه فيصب عليه' حديث (390): وفى (150/1): كتاب الطهارة وسننها:

الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّتَيْنِ بَدَاَ بِمُؤَخَّرِ رَاْسِهٖ ثُمَّ بِمُقَدَّمِهٖ وَبِاُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ظُهُوْرِهِمَا وَبُطُوْنِهِمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَصَحُّ مِنْ هٰذَا وَاَجْوَدُ اِسْنَادًا

مذاہبِ فقہاء: وَّقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِلٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْهُمْ وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ

◆◆ سیّدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ اپنے سر کا مسح کیا' آپ نے سر کے پچھلے حصے سے آغاز کیا' پھر آگے کی طرف لے آئے' پھر آپ نے اپنے دونوں کانوں کا' اُن کے باہر والے حصے اور اندر والے حصے کا مسح کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے' جبکہ عبداللہ بن زید کی حدیث اس سے زیادہ مستند ہے' اور اس کی سند زیادہ بہتر ہے۔

بعض اہلِ کوفہ اس حدیث پر عمل کرتے ہیں' جن میں سے ایک وکیع بن جراح ہیں۔

شرح

مسح سر کا طریقہ:

فقہاء کرام نے دوران وضو مسح سر کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ نمازی اپنی خنصر (چھوٹی انگلی)، بنصر (چھوٹی کے ساتھ والی انگلی) اور وسطی تینوں انگلیوں کو ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھے جبکہ سبابہ اور انگوٹھے کو ان سے الگ رکھے، تینوں انگلیوں کو آگے سے کھینچتا ہوا پیچھے گدی تک لے جائے۔ پھر ہتھیلی کو گدی سے سر کے دائیں اور بائیں حصہ سے مس کر کے کھینچتا ہوا پیشانی کے بالوں تک لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ اپنی سبابہ انگلی سے کان کے اندر کا مسح کرے اور انگوٹھے کے ساتھ کان کے بیرونی حصہ کا مسح کرے۔ حدیث باب سے بھی یہی طریقہ ثابت ہوتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر سوال یہ ہے کہ حدیث باب میں مسح وضو آگے سے پیچھے کی طرف کرنے کا ذکر ہے جبکہ آئندہ روایت میں پیچھے سے آگے کی طرف کرنا ثابت ہوتا ہے، لہٰذا دونوں روایات میں تعارض ہے؟ اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث باب کی سند کے بارے میں فرمایا: یہ اصح ہے۔ (۲) زیر بحث حدیث اکثری عمل کے باعث سنت پر محمول ہوگی جبکہ آئندہ باب کی حدیث بیان جواز پر محمول ہوگی۔ سوال: زیر مطالعہ حدیث کے اجمال و تفصیل میں بھی تعارض ہے۔ وہ اس طرح کہ دوران مسح پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے لانے کا ذکر ہے پھر تفصیل میں آگے سے پیچھے لانے کا بیان ہے؟ جواب: (۱) اجمال میں لفظ ''اقبال'' سے مراد آگے سے شروع کرنا اور ''ادبار'' سے پیچھے سے شروع کرنا ہے۔ (۲) اجمال میں حرف واؤ ہے جو دو کام کرنے کو ظاہر کرتی ہے اور تفصیل میں لفظ ''ثم'' ہے جو ترتیب کو ظاہر کرتا ہے۔ تفصیل پر عمل ہوگا اور اجمال کو تفصیل پر محمول کیا جائے

گا۔

فرائض وضو:

وضو کے طریقہ کی بحث کے دوران فرائض وضو کا بیان کرنا ضروری ہے۔ فرائض وضو چار ہیں: (۱) چہرے کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔ اعضاء وضو کا ایک بار دھونا فرض اور تین بار دھونا سنت ہے۔ مسح سر صرف ایک بار کیا جائے گا۔ (مفتی امجد علی اعظمی، بہار شریعت حصہ دوم ص ۲۸۸، مکتبہ مدینہ)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ مَسْحَ الرَّاْسِ مَرَّةً

باب 26: سر کا مسح ایک مرتبہ کیا جائے گا

32 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ

متنِ حدیث: اَنَّهَا رَاَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ قَالَتْ مَسَحَ رَاْسَهُ وَمَسَحَ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّجَدِّ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ الرُّبَيِّعِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَسَحَ بِرَاْسِهِ مَرَّةً

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ رَاَوْا مَسْحَ الرَّاْسِ مَرَّةً وَّاحِدَةً حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَكِّيُّ

قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مَسْحِ الرَّاْسِ اَيُجْزِئُ مَرَّةً فَقَالَ اِیْ وَاللّٰهِ

◆◆ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' وہ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کا مسح کیا' آپ نے آگے والے حصے کا مسح کیا' پھر پیچھے والے حصے کا مسح کیا' آپ نے دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا ایک مرتبہ مسح کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن مصرف بن عمرو کے دادا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

32- اخرجه ابو داؤد (80/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبى صلى الله عليه وسلم :حديث (129) واخرجه احمد (359/6) من طريق محمد بن عقيل عن الربيع بنت معوذ ابن عفراء به-

یہی روایت دیگر حوالوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔
امام جعفر بن محمد (امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ)، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان حضرات کے نزدیک سر پر ایک مرتبہ مسح کیا جائے گا۔
محمد بن منصور بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرماتے ہیں: میں نے امام جعفر بن محمد (امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ) سے سر پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا، کیا ایک مرتبہ مسح کرنا درست ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں ہے۔ اللہ کی قسم!

شرح

تعدادِ مسح میں مذاہب آئمہ:

دوران وضو اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا سنت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مسح بھی تین بار کیا جائے گا یا ایک بار؟ اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دیگر اعضاء کی طرح مسح سر بھی تین بار کیا جائے گا۔ ان کے دلائل یہ ہیں:
(۱) حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کیا اور اپنے سر کا تین بار مسح کیا پھر فرمایا: هٰكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ هٰكذا ۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ (سنن ابی داؤد) (۲) حضرت شفیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور اپنے سر کا تین بار مسح کرنے کے بعد کہا: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل هٰذا ۔ (سنن ابی داؤد' جلد اوّل ص ۱۵) (۳) جس طرح دیگر اعضاء وضو میں تثلیث مسنون ہے اسی طرح مسح میں بھی جائز ہونی چاہیے۔
۲- جمہور فقہاء کرام کے نزدیک دوران وضو اعضاء وضو تین بار دھوئے جائیں گے لیکن مسح سر ایک بار ہے۔ انہوں نے دیگر کثیر روایات کے علاوہ حدیث باب سے بھی اپنے مؤقف پر استدلال کیا گیا۔
جمہور آئمہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں: دلیل اوّل کا جواب (۱) اس روایت کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن وردان ہے جو قوی نہیں ہے۔ (۲) یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت امام ابوداؤد نے خود تصریح کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی روایت میں تثلیث نہیں ہے۔ دلیل دوم کا جواب:
(۱) اس روایت میں ایک راوی شفیق بن جمرہ ہے جو مختلف فیہ ہے۔ (۲) حضرت امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں اصل روایت میں ''توضأ ثلثا'' کے الفاظ ہیں جو اعضاء غسل کے لیے ہیں۔ کسی راوی نے غلطی سے ''مسح ثلثا'' بنا دیا۔ دلیل سوم کا جواب: یہ ایک محض قیاس ہے' جس کی بنا پر نص قرآنی میں ترمیم نہیں کی جا سکتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں: وامسحوا برؤسكم الخ کے

الفاظ موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ أَنَّهُ يَأْخُذُ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيْدًا

باب 27: سر پر مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لینا

33 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ

متنِ حدیث: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَرَوَى ابْنُ لَهِيعَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ

حکمِ حدیث: وَرِوَايَةُ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَبَّانَ أَصَحُّ

حدیثِ دیگر: لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيْدًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا أَنْ يَأْخُذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيْدًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' آپ نے اپنے سر مبارک کا مسح اس پانی سے کیا' جو بازو دھونے سے بچنے والے پانی کے علاوہ تھا۔ (یعنی آپ نے مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لیا تھا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابن لہیعہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ حبان بن واسع کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' اور آپ نے اپنے سر مبارک کا مسح کیا' اس پانی کے علاوہ پانی سے' جو بازو دھونے سے بچا ہوا تھا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) عمرو بن حارث نے حبان کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے' کیونکہ یہی روایت بعض دیگر اسناد سے بھی منقول ہے' جو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے

33- اخرجه مسلم (124/2- نووی): كتاب الطهارة: باب: فی وضوء النبی صلى الله عليه وسلم: حديث (236/19): و ابو داؤد (78/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبی صلى الله عليه وسلم: حديث (120): والدارمی (180/1): كتاب الصلاة و الطهارة: باب: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأخذ لرأسه ماء جديدا' واخرجه احمد (39/4, 41,40)' وابن خزيمة (80, 79/1): حديث (154)' من طريق حبان بن واسع عن ابيه عن عبدالله بن زيد به۔

مسح کے لیے نئے سرے سے پانی لیا تھا۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے'ان کے نزدیک سر پر مسح کرنے کے لیے نئے سرے سے پانی لیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَسْحِ الْاُذُنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

باب 28: دونوں کانوں کے باہر والے اور اندر والے حصے پر مسح کرنا

34 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنِ الرُّبَيِّعِ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ مَسْحَ الْاُذُنَيْنِ ظُهُوْرِهِمَا وَبُطُوْنِهِمَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک اور دونوں کانوں پر'ان کے باہر والے حصے پر اور اندر والے حصے پر مسح کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا'ان کے نزدیک دونوں کانوں پر مسح کیا جائے گا'ان کے باہر والے حصے پر بھی اور اندر والے حصے پر بھی (مسح کیا جائے گا)

شرح

مسح سر کے لیے ماءِ جدید لینے میں مذاہبِ آئمہ:

دورانِ وضو مسح سر کے لیے ماءِ جدید لیا جائے گا یا ہاتھوں سے بچا ہوا پانی ہی کافی ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی آراء مختلف ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہاتھوں کے دھونے سے بچا ہوا پانی ہی مسح سر کے لیے کافی ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں۔ (۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح رأسه بما غر فضل يديه (جامع ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی سے اپنے سرِ اقدس کا مسح کیا۔ (۲) حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح برأسه من فضل ماء

34- اخرجه ابو داؤد (82, 81/1) : كتاب الطهارة: باب: الوضوء مرتين' حديث (137): وابن ماجه (151/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في مسح الاذنين' حديث (439): والنسائي (74/1): كتاب الطهارة: باب: مسح الاذنين مع الراس' وما يستدل به على انهما من الراس' حديث (102):واخرجه ابن خزيمة (77/1)' حديث (148): من طريق عطاء بن يسار عن ابن عباس به۔

کان فی یدہ (سنن ابی داؤد) بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کے پانی سے اپنے سراقدس کا مسح کیا۔
(۳) حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: مسح راسہ ببلل یدیہ (الدارقطنی) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کی تری سے اپنے سراقدس کا مسح کیا۔
آئمہ ثلاثہ کے نزدیک دوران وضو اپنے ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی سے سر کا مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ماء جدید لینا ضروری ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں مسح سر کے لیے ماء جدید لینے کی صراحت ہے۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور (آئمہ ثلاثہ) کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: مسح سر کے لیے ماء جدید لینا افضل واولیٰ ہے لیکن دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر ماء جدید نہ لیا جائے تو کیا مسح درست ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں ہماری دلیل ناطق ہے جبکہ آپ کی ساکت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاُذُنَيْنِ مِنَ الرَّاْسِ

باب 29: دونوں کان سر کا حصہ ہیں

35 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ
متنِ حدیث: تَوَضَّاَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ ثَلَاثًا وَّمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ
قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ لَّا اَدْرِىْ هٰذَا مِنْ قَوْلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مِنْ قَوْلِ اَبِىْ اُمَامَةَ
فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ
حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِذَاكَ الْقَائِمِ
مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اَنَّ الْاُذُنَيْنِ مِنَ الرَّاْسِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَا اَقْبَلَ مِنَ الْاُذُنَيْنِ فَمِنَ الْوَجْهِ وَمَا اَدْبَرَ فَمِنَ الرَّاْسِ قَالَ اِسْحٰقُ وَاَخْتَارُ اَنْ يَّمْسَحَ مُقَدَّمَهُمَا مَعَ الْوَجْهِ وَمُؤَخَّرَهُمَا مَعَ رَاْسِهٖ وقَالَ الشَّافِعِىُّ هُمَا سُنَّةٌ عَلٰى حِيَالِهِمَا يَمْسَحُهُمَا بِمَاءٍ جَدِيْدٍ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' آپ نے اپنے چہرہ مبارک کو تین مرتبہ دھویا' دونوں بازو تین مرتبہ دھوئے' اپنے سر کا مسح کیا' اور ارشاد فرمایا: دونوں کان' سر کا حصہ ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قتیبہ فرماتے ہیں: حماد نے یہ بات بیان کی ہے: مجھے نہیں معلوم یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

35- اخرجه ابو داؤد (81/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبى صلى الله عليه وسلم :حديث (134): وابن ماجه (152/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: الاذنان من الراس' حديث (444) 'واخرجه احمد (268, 264, 258/5): من طريق شهر بن حوشب عن ابى امامة به-

ہے؟یا حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اس کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے' اور بعد والے اہلِ علم میں سے' اکثر کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یعنی دونوں کان' سر کا حصہ ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: کانوں کا آگے والا حصہ' چہرے کا حصہ شمار ہوگا اور پیچھے والا حصہ سر کا حصہ شمار ہوگا۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس بات کو اختیار کرتا ہوں' کان کے آگے والے حصے کو چہرے کے ساتھ مسح دھولیا جائے اور پیچھے والے حصے کا سر کے ساتھ مسح کرلیا جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں سنت ہیں اور ان دونوں پر نئے پانی سے مسح کیا جائے گا۔

شرح

کان اعضاء مغسول ہیں یا ممسوح؟ نیز ان کا مسح ایک بار ہے یا تین بار؟

کیا کان اعضاء مغسول ہیں یا ممسوح ہیں؟ نیز ان کا مسح ایک بار ہے یا تین بار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف مذاہب ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کان ممسوح اعضاء ہیں، ان کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا جائے لیکن ان کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے گا۔ باقی اعضاء کے غسل کی طرح کانوں کا مسح بھی تین بار کیا جائے گا۔

۲-حضرت امام عامر شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ کان کا باطنی حصہ یعنی جو چہرے کی طرف ہے وہ عضو مغسول ہے اور کان کا ظاہری حصہ جو سر کی جانب ہے وہ ممسوح ہے۔ اس سلسلے میں ان کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جب دو آدمی ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوں تو کان کے باطنی حصہ سے بھی مواجہہ کی صورت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ حصہ چہرہ میں داخل ہوگا اور عضو مغسول ہونے کے سبب اس کا دھونا لازم ہے۔ اس کا ظاہر چونکہ مواجہہ نہیں ہوتا اس لیے اس کا مسح کیا جائے گا۔

۳-حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ کان عضو ممسوح ہے لہٰذا اس کا مسح کیا جائے گا۔ البتہ اس کے باطنی حصہ کا مسح چہرہ دھوتے وقت کیا جائے گا جبکہ اس کے ظاہر کا مسح سر کے مسح کرتے وقت کیا جائے گا۔

۴-باقی آئمہ فقہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کان ممسوح عضو ہے لہٰذا اس کے دونوں حصوں کا مسح ہوگا البتہ نیا پانی لیے بغیر سر کے مسح کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے گا اور مسح میں تثلیث بھی نہیں ہوگی۔ ہاں کانوں کے مسح میں تاخیر ہو جائے اور انگلیوں سے پانی خشک ہو جائے تو مسح کے لیے نیا پانی لینا ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بطور دلیل پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اپنے چہرہ انور کو تین بار دھویا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار

دھویا اور اپنے سراقدس کا مسح کرنے کے بعد فرمایا: ''دونوں کان سر کا حصہ ہیں'' لہٰذا سر کے مسح کے ساتھ ان کا مسح کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْلِيْلِ الْاَصَابِعِ

باب 30: انگلیوں کا خلال کرنا

36 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ هَاشِمٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا تَوَضَّاْتَ فَخَلِّلِ الْاَصَابِعَ

قَالَ وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمُسْتَوْرِدِ وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ الْفِهْرِیُّ وَاَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ يُخَلِّلُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ فِى الْوُضُوْءِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالَ اِسْحٰقُ يُخَلِّلُ اَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فِى الْوُضُوْءِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ هَاشِمٍ اسْمُهٗ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ كَثِيْرٍ الْمَكِّیُّ

◆◆ عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم وضو کرو، تو اپنی انگلیوں کا خلال کرلیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مستورد (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ ابنُ شَدَّادٍ الْفِهْرِیُّ ہیں، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا: وضو کے دوران پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا وضو کے دوران خلال کرے گا۔

ابوہاشم (نامی راوی) کا نام اسماعیل بن کثیر مکی ہے۔

37 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهُوَ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا

36- اخرجه النسائی (79/1): كتاب الطهارة: باب: الامر بتخليل الاصابع' حديث (114) وابن ماجه (153/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: تخليل الاصابع' حديث (448) ابو داؤد (83, 82/1): كتاب الطهارة: باب: فى الاستنثار' حديث (142): واخرجه احمد (33/4) من طريق ابى هاشم عن عاصم بن لقيط بن صبرة عن ابيه به-

37-اخرجه ابن ماجه (153/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: تخليل الاصابع' حديث (447) واخرجه احمد (287/1) من طريق صالح مولى التوامة عن ابن عباس به-

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِذَا تَوَضَّاْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرلیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

38 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ قَالَ

متن حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ دَلَكَ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيعَةَ

◆◆ حضرت مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے وضو کیا' تو آپ نے اپنی چھوٹی انگلی کے ذریعے پاؤں کی انگلیوں کو ملا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف ابن لہیعہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دورانِ وضوانگلیوں کا خلال کرنے کا مسئلہ:

دوران وضو اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا مسنون ہے۔اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ مسئلہ مترشح ہوتا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ وضو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال فرماتے تھے۔آپ اپنے دست اقدس کی خنصر (چھوٹی انگلی) سے اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال فرماتے۔

جن علاقوں میں پانی کی فراوانی ہو وہاں کے لوگ دوران وضو پانی خوب استعمال کرتے ہیں' جس وجہ سے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا درمیان سے خشک رہنے کا امکان نہیں رہتا البتہ جن علاقوں میں پانی کمیاب ہوتا ہے تو وہاں کے لوگ دوران وضو پانی کے استعمال میں احتیاط سے کام لیتے ہیں' جس کے باعث انگلیوں کا بیچ سے خشک رہ جانے کا قوی امکان ہوتا ہے۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنی اُمت کو بوقت وضو انگلیوں کا مسح کرنے کا درس دیا اور اس بارے میں تاکید فرمائی۔علاوہ ازیں موسم سرما میں جسم کی کھال سکڑ جاتی ہے۔دوران وضو کہنیوں،ایڑیوں اور انگلیوں کے درمیان میں خشک رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔اس

38- اخرجه ابو داؤد (85/1): كتاب الطهارة: باب: غسل الرجلين' حديث (148)' وابن ماجه (152/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: تخليل الاصابع' حديث (446)' واخرجه احمد (229/4) من طريق ابی عبدالرحمن الحبلی عن المستورد بن شداد به-

لیے خلال کی تاکید فرمائی گئی ہے تاکہ وضو میں خلل کے باعث نماز میں خلل کی نوبت نہ آئے۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال سنت ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلال اصابع مستحب ہے چونکہ سنت اور مستحب دونوں قریب المعنی والمفہوم ہیں۔ یہ زیادہ اختلافی مسئلہ نہیں بنتا، اس لیے اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

باب 31: ''(بعض) ایڑھیوں کے لیے جہنم کی بربادی ہے''

39 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ قَالَ

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ جَزْءٍ الزُّبَيْدِیُّ وَمُعَيْقِيْبٍ وَّخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَشُرَحْبِيْلَ ابْنِ حَسَنَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَيَزِيْدَ ابْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ وَبُطُوْنِ الْاَقْدَامِ مِنَ النَّارِ قَالَ

مذاہبِ فقہاء: وَفِقْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانِ اَوْ جَوْرَبَانِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (بعض) ایڑھیوں کے لیے جہنم کی بربادی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، یہ حارث معیقیب ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (وضو کے دوران سوکھی رہ جانے والی) ایڑھیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے لیے جہنم کی بربادی ہے''۔

39- اخرجه مسلم (131/2- نووی): كتاب الطهارة: باب: وجوب غسل الرجلين بكما لهما' حديث (252/30)' وابن ماجه (154/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: غسل العراقيب' حديث (453)' واخرجه احمد (2, 282, 389)' وابن خزيمة (84/1): حديث (162): من طريق ابن صالح عن ابيه عن ابي هريرة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں فقہ کی بات یہ ہے: اگر پاؤں پر موزے یا جرابیں نہ ہوں تو پاؤں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے (بلکہ انہیں دھونا فرض ہے)

شرح

مسئلہ کی توضیح:

وضو کے فرائض سے ایک پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا ہے۔ دوسرے فرائض وضو کی طرح اگر اس میں بھی تقصیر و کوتاہی ہوئی تو وضو نہیں ہوگا۔ اگر وضو نہ ہوا تو نماز نہ ہونے تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاؤں دھونے میں کوئی شخص بے احتیاطی سے کام لیتا ہے تو اس کے لیے حدیث باب میں یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ ایڑیوں اور پاؤں کے تلوؤں کو آتش کی سزا دی جائے گی۔

پاؤں کے عضو ممسوح ہونے یا مغسول میں مذاہب:

وضو کرتے وقت ہاتھوں اور چہرے کی طرح پاؤں کو بھی دھویا جائے گا یا سر کی طرح اس کا مسح کیا جائے گا؟ اس میں امامیہ اور اہل سنت کے درمیان اختلاف ہے۔

(۱) اہل سنت و جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ ہاتھوں اور چہرے کی طرح پاؤں بھی مغسول عضو ہے۔ دوران وضو دونوں پاؤں نہایت احتیاط کے ساتھ ٹخنوں تک دھوئے جائیں گے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر تھے۔ جب ایک مقام پر پانی کے پاس پہنچے تو نماز عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ انہوں نے عجلت سے وضو کیا جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کی ایڑیاں خشک رہ گئیں۔ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویل للعقاب من النار (مشکوۃ، جلداول ص ۴۶) وضو کے وقت خشک رہنے والی ایڑیوں کے لیے دوزخ (کے عذاب) کی وعید ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پاؤں پر مسح نہیں ہے بلکہ دھوئے جائیں گے۔

(۲) وضو کامل کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص دوران وضو اچھے طریقہ سے اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں'۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاؤں کا وظیفہ غسل ہے، مسح نہیں ہے۔

(۳) ارشاد ربانی ہے: وارجلکم الی الکعبین الخ نصب والی قرأت کی صورت میں، اس کا عطف ایدیکم الخ پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں کی طرح تم اپنے پاؤں بھی دھوؤ۔

(۴) امامیہ کا مؤقف یہ ہے کہ وضو کے وقت پاؤں کا وظیفہ مسح ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ مغسول اعضا ہیں جبکہ سر اور پاؤں ممسوح اعضاء ہیں۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وارجلکم الخ جر کی صورت میں، ان کے نزدیک اس کا عطف ایدیکم پر نہیں ہے بلکہ رؤسکم پر ہے۔ یعنی جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے، اسی طرح پاؤں کا بھی مسح کیا جائے گا۔

اہل سنت کی طرف سے اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں: (۱) دو قراءتیں دو آیات کے حکم میں ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ دو حالتوں پر محمول کی جاتی ہیں مثلاً: ولا تقربوھن حتّٰی یطھرن اور یطھرن تخفیف اور تشدید دو قراءتیں دو حالتوں پر محمول کی جاتی ہیں۔ تخفیف والی قرأت کی صورت میں مطلب یہ ہے کہ دس دن مکمل ہونے پر حیض ختم ہو جائے تو معمولی طہارت یعنی خون

حیض کا ختم ہونا جواز جماع کے لیے کافی ہوگا۔ تشدید والی قرأت کی صورت میں مراد یہ ہوگا کہ دس دن سے کم مدت میں خون حیض ختم ہوا ہو تو مکمل پاکی یعنی غسل کے بعد جواز جماع ثابت ہوگا۔ (۲) جب دو قریب المعنی عاملوں کے دو معمول بن رہے ہوں تو دونوں میں سے ایک عامل کو حذف کر کے اس کے معمول کا دوسرے عامل کے معمول پر عطف ڈالنا صحیح ہوتا ہے۔ مثلاً علفتها تبنا واشربتها ماء باردا (اس عورت نے) سواریوں کو بھوسہ کھلایا اور انہیں ٹھنڈا پانی پلایا جو درحقیقت یوں تھا: علفتها تبنا واشربتها ماء باردا۔ اسی طرح: وامسحوا برؤوسكم واغسلوا ارجلكم ہے۔ یہاں بھی "واغسلوا" عامل کو حذف کیا گیا اور "ارجلكم" کا "رؤوسكم" پر عطف ڈالا گیا ہے۔ (۳) اس مقام پر جر جواری کے جر کی مناسبت سے آئی ہے کیونکہ عربی زبان میں ایسے ہوتا ہے مثلاً مشہور ارشاد نبوی ہے: من ملك ذا رحم محرم عتق عليه ۔ دراصل "محرما" تھا بعد ازاں "رحم" مجرور ہونے کے باعث "محرما" کو بھی مجرور بنا دیا گیا۔ بالکل اسی طرح اس آیت میں "رؤوسكم" کے سبب "ارجلكم" کو بھی مجرور کیا گیا۔ البتہ معنی نصب کی صورت والے ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَّرَّةً

باب 32: - (اعضاء وضو) ایک ایک مرتبہ دھونا

40 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّهَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ خ قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَّرَّةً

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّبُرَيْدَةَ وَاَبِىْ رَافِعٍ وَّابْنِ الْفَاكِهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَحْسَنُ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ وَّغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَّرَّةً قَالَ وَلَيْسَ هٰذَا بِشَيْءٍ وَّالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى ابْنُ عَجْلَانَ وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ وَّسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا۔

اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن فاکہ رضی اللہ عنہ سے

40- اخرجه البخاری (311/1): كتاب الوضوء: باب: الوضوء مرة مرة' حديث (157): وابو داؤد (82/1): كتاب الطهارة: باب: الوضوء مرة مرة' حديث (138)' والنسائي (62/1): كتاب الطهارة: باب: الوضوء مرة مرة' حديث (80): وابن ماجه (143/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في الوضوء مرة مرة' حديث (411): والدارمي (177/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: الوضوء مرة مرة' واخرجه احمد (233/1, 332, 336): وعبد بن حميد (232, 233): حديث (702): من طريق عطاء بن يسار عن ابن عباس به۔

احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس باب میں ''احسن'' اور ''اصح'' ہے اور دیگر حضرات نے اس حدیث کو ضحاک کے حوالے سے، زید بن اسلم کے حوالے سے 'ان کے والد کے حوالے سے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے صحیح روایت وہ ہے' جسے ابن عجلان ہشام بن سعد، سفیان ثوری اور عبدالعزیز بن محمد نے زید بن اسلم کے حوالے سے، عطا بن یسار کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

باب 33: دو، دو مرتبہ اعضائے وضو دھونا

41 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ هُوَ الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ وَهُوَ اِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى هَمَّامٌ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو، دو مرتبہ وضو کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اسے صرف ابن ثوبان کے حوالے سے عبداللہ بن مفضل کے حوالے سے جانتے ہیں اور یہ سند ''حسن صحیح'' ہے۔

ہمام نے اسے عامر احول کے حوالے سے، عطا کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین، تین مرتبہ وضو کیا تھا۔

41- اخرجہ ابو داؤد (81/1): کتاب الطھارۃ: باب: الوضوء مرتین حدیث (136): واخرجہ احمد (288/2, 364): من طریق عبدالرحمن بن ھرمز الاعرج عن ابی ھریرۃ بہ-

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

باب 34: تین، تین مرتبہ اعضائے وضو دھونا

42 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ عَنْ عَلِيٍّ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَآئِشَةَ وَالرُّبَيِّعِ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَاَبِيْ رَافِعٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّمُعَاوِيَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ لِاَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْوُضُوْءَ يُجْزِئُ مَرَّةً مَّرَّةً وَّمَرَّتَيْنِ اَفْضَلُ وَاَفْضَلُهُ ثَلَاثٌ وَّلَيْسَ بَعْدَهُ شَيْءٌ

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا اٰمَنُ اِذَا زَادَ فِي الْوُضُوْءِ عَلَى الثَّلَاثِ اَنْ يَّاْثَمَ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَزِيْدُ عَلَى الثَّلَاثِ اِلَّا رَجُلٌ مُّبْتَلًى

◆◆ ابواسحاق، ابوحیہ کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین، تین مرتبہ وضو کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ربیع رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں "احسن" اور "اصح" ہے' کیونکہ یہ کئی حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عام اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' یعنی ایک، ایک مرتبہ وضو کرنا جائز ہے دو، دو مرتبہ کرنا بہتر ہے' اور تین مرتبہ کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس سے زیادہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص تین سے زیادہ مرتبہ وضو کرے مجھے اندیشہ ہے: وہ گنہگار ہو گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تین سے زیادہ مرتبہ وہی وضو کرے گا' جو وہم یا شک میں مبتلا ہو۔

42- اخرجه ابو داؤد (76/1): كتاب الطهارة: باب: صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم' حديث (611): وابن ماجه (150/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في مسح الرأس' حديث (436) والنسائي (70/1, 71): كتاب الطهارة: باب: عدد غسل اليدين حديث (96): واخرجه احمد (120/1, 125, 127, 148) من طريق ابي حية عن علي بن ابي طالب به

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مَرَّةً وَّمَرَّتَيْنِ وَثَلاثًا

باب 35: ایک، دو، یا تین مرتبہ وضو کرنا

43 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِيْ صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جَعْفَرٍ حَدَّثَكَ جَابِرٌ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَّرَّةً وَّمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى وَكِيْعٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِيْ صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جَعْفَرٍ حَدَّثَكَ جَابِرٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَّرَّةً قَالَ نَعَمْ

اسنادِ دیگر: وحَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِيْ صَفِيَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ لِاَنَّهُ قَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا عَنْ ثَابِتٍ نَحْوَ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ

توضیحِ راوی: وَشَرِيْكٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ وَثَابِتُ بْنُ اَبِيْ صَفِيَّةَ هُوَ اَبُوْ حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ

◆◆ ثابت بن ابوصفیہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوجعفر یعنی امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ حدیث سنائی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ اور دو مرتبہ دو مرتبہ اور تین، تین مرتبہ وضو کیا ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

وکیع نے اس حدیث کو ثابت بن ابوصفیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوجعفر (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) سے دریافت کیا: کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا ہے' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں''۔

قتیبہ اور ہناد نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے وہ دونوں یہ بیان کرتے ہیں: وکیع نے ثابت بن ابوصفیہ کے حوالے سے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت شریک کی حدیث سے یہ زیادہ مستند ہے' کیونکہ یہ کئی حوالوں سے' ثابت سے منقول ہے' جو وکیع کی روایت کی مانند ہے' جبکہ شریک بکثرت غلطی کرتے ہیں۔

ثابت بن ابوصفیہ' ابوحمزہ ثمالی ہیں۔

43- اخرجه ابن ماجه (143/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في الوضوء مرة مرة' حديث (410) من طريق ثابت بن ابي صفية الثمالي عن جعفر عن جابر بن عبد الله به-

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَتَوَضَّأُ بَعْضَ وُضُوْئِهٖ مَرَّتَيْنِ وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا

باب 36: جو شخص کچھ (اعضاءِ) وضو دو مرتبہ اور کچھ تین مرتبہ دھوئے

44 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ ذُكِرَ فِیْ غَيْرِ حَدِيْثٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ بَعْضَ وُضُوْئِهٖ مَرَّةً وَّبَعْضَهُ ثَلَاثًا

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ ذٰلِكَ لَمْ يَرَوْا بَاْسًا اَنْ يَّتَوَضَّاَ الرَّجُلُ بَعْضَ وُضُوْئِهٖ ثَلَاثًا وَّبَعْضَهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ مَرَّةً

◆◆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' آپ نے اپنے چہرۂ مبارک کو تین مرتبہ دھویا دونوں بازوؤں کو دو، دو مرتبہ دھویا ایک مرتبہ سر پر مسح کیا' اور دونوں پاؤں دو مرتبہ دھوئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بات ذکر کی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض وضو ایک مرتبہ کیا' اور بعض تین مرتبہ کیا۔

بعض اہلِ علم نے اس کی رخصت دی ہے' ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: کوئی شخص بعض وضو کو تین مرتبہ کرے اور بعض کو دو یا ایک مرتبہ کرے۔

شرح

اعضاءِ وضو کو دھونے کی تعداد کا مسئلہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل پانچ ابواب کی روایات میں ایک ہی مسئلہ بیان کیا ہے، وہ ہے اعضاءِ وضو کو

44– اخرجه البخاری (347/1): كتاب الوضوء' باب: مسح الراس كله' حديث (38)' و مسلم (123/2–نووی): كتاب الطهارة: باب: فی وضوء النبی صلى الله عليه وسلم' حديث (235/18)' وابو داؤد (78/1): كتاب الطهارة' باب: صفة وضوء النبی صلى الله عليه وسلم' حديث (119)' وابن ماجه (142/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: المضمضة والاستنشاق من كف واحد' حديث (405)' والنسائی (71/1, 72): كتاب الطهارة' باب: صفة مسح الراس' حديث (98)' والدارمی (177/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: الوضوء مرتين مرتين' واخرجه مالك فی الموطا (18/1): كتاب الطهارة: باب: العمل فی الوضوء' حديث (1)' واحمد (38/4, 40)' وابن خزيمة (80/1)' حديث (155)' والحميدی (202/1)' حديث (417)' من طريق عمرو بن يحيى عن ابيه عن عبدالله بن زيد به۔

دھونے کی مقدار (تعداد)۔ پہلے باب کی روایت میں اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھونے، دوسرے کی روایت میں دو دو دفعہ دھونے، تیسرے میں تین تین بار، چوتھے میں مجموعی طور پر سب کو بیان کیا گیا ہے اور پانچویں میں ایک ہی وضو میں بعض اعضاء کو دو دو بار بعض کو تین تین بار دھونے کا ذکر ہے۔ یہ سب کی سب صورتیں جائز ہیں بشرطیکہ کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ ان سب روایات میں بیان جواز مقصود ہے لیکن حضور اقدس کا دائمی و مستمرہ طریقہ اعضاء وضو کو تین تین بار دھونے کا تھا۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو ایک ایک بار دھونا فرض، دو دو بار دھونا درجہ فضیلت اور تین تین بار دھونا افضل ہے۔ اگر اعضاء وضو کو تین تین بار دھونے سے بھی یقینی تصور میں شبہ ہو تو اعضاء وضو چار چار یا پانچ پانچ بار بھی دھوئے جاسکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ

باب 37: نبی اکرم ﷺ کا وضو کرنے کا طریقہ کیا تھا؟

45 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ (۱)

متنِ حدیث: رَاَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَّمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهٖ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالرُّبَيِّعِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ وَّعَآئِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِيْ حَيَّةَ

اختلافِ روایت: اِلَّا اَنَّ عَبْدَ خَيْرٍ

قَالَ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طُهُوْرِهٖ اَخَذَ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِهٖ بِكَفِّهٖ فَشَرِبَهُ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ رَوَاهُ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ وَعَبْدِ خَيْرٍ وَّالْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ وَّقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِيْثَ الْوُضُوْءِ بِطُوْلِهٖ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

(۱)—اخرجه ابو داؤد (144,143/1): كتاب الطهارة' باب: صفة وضوء النبى صلى الله عليه وسلم' حديث (113,111) وابن ماجه (142/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: المضمضة والاستنشاق من كف واحد' حديث (405) والنسائى (68/1): كتاب الطهارة' باب: غسل الوجه' حديث (92) والدارمى (178/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: فى المضمضة' واخرجه احمد (135,123, 113, 110/1) وابن خزيمة (76/1) حديث (147) من طريق عبد خير عن على بن ابى طالب به۔

قَالَ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ فَاَخْطَاَ فِيْ اسْمِهِ وَاسْمِ اَبِيْهِ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ عُرْفُطَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ

قَالَ :وَرُوِيَ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ

قَالَ :وَرُوِيَ عَنْهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ مِثْلُ رِوَايَةِ شُعْبَةَ وَالصَّحِيْحُ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ

ابوحیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا انہوں نے دونوں ہاتھ دھوئے انہیں اچھی طرح صاف کیا' پھر تین مرتبہ کلی کی' پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا' پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا' پھر دونوں بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا' پھر سر پر ایک مرتبہ مسح کیا'' پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے' پھر وہ کھڑے ہوئے اور وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ انہوں نے کھڑے ہوکر اسے پیا' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: میں یہ چاہتا تھا' تمہیں دکھاؤں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ربیع رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات منقول ہیں۔

قتیبہ اور ہناد نے اس روایت کو ابواحوص کے حوالے سے ابواسحاق کے حوالے سے عبدخیر سے نقل کیا ہے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابوحیہ کی حدیث کی مانند نقل کیا ہے' تاہم عبدخیر یہ بیان کرتے ہیں: جب آپ رضی اللہ عنہ وضو کر کے فارغ ہوئے' تو انہوں نے اپنے وضو سے بچا ہوا پانی اپنے ہاتھ میں لیا اور پی لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے ابواسحاق ہمدانی نے ابوحیہ، عبدخیر اور حارث کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اس روایت کو زائدہ بن عوانہ اور دیگر حضرات نے خالد بن علقمہ کے حوالے سے عبدخیر کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' جو وضو سے متعلق طویل حدیث ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو خالد بن علقمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے ان کے نام اور ان کے والد کے نام میں غلطی کی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے: اسے مالک بن عرفطہ نے عبدخیر کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ابوعوانہ کے حوالے سے اب خالد علقمہ کے حوالے سے عبدخیر کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

وہ فرماتے ہیں: اسی حدیث کو ان سے مالک بن عرفطہ کے حوالے سے شعبہ کی روایت کی مانند نقل کیا ہے' تاہم صحیح خالد بن علقمہ ہے۔

شرح

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت:

اب تک جتنے ابواب گزرے ہیں ان میں وضو کے انفرادی اجزاء کو بیان کیا گیا ہے لیکن اس باب میں حضوراقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کے مکمل وضو کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں کوفہ میں لوگوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح وضو کر کے دکھایا۔ آپ نے سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی ڈالا، تین بار اپنا چہرہ دھویا۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر وضو کا باقی ماندہ پانی لے کر کھڑے ہو کر نوش کیا۔

حدیث باب احناف کے مؤقف کی دلیل ہے، جس سے خاص طور پر چند مسائل معلوم ہوئے:

☆ وضو کا مکمل طریقہ اور ترتیب وضو

☆ سر کا مسح ایک بار اور باقی اعضاء وضو تین بار دھونا

☆ وضو بیٹھ کر کرنا

☆ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش کرنا

کھڑے ہو کر پانی نوش کرنا:

شرعی نقطہ نظر سے کھڑا ہو کر کھانا پینا منع ہے کیونکہ جانور کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں۔ البتہ چند پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہیں:

۱- وضو کا باقی ماندہ پانی: حصول ثواب اور نماز کی ادائیگی کی نیت سے جب انسان پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ بابرکت ہو جاتا ہے۔ اس پانی کے بابرکت ہو جانے کی وجہ سے اسے کھڑا ہو کر پینا جائز ہے تاکہ برکت تمام جسم میں سرایت کر جائے۔

۲- آبِ زمزم: اس پانی کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی طرف ہے، جس وجہ سے اس میں برکت ہے۔ علاوہ ازیں یہ پانی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ کھڑے ہو کر پینے سے اس کی برکت تمام جسم میں سرایت کرے گی۔

۳- پیر و مرشد کا جھوٹا پانی: اس کے کھڑا ہو کر نوش کرنے سے فیضان صحبت و روحانیت حاصل ہوگی۔

۴- استاذ کا جھوٹا پانی: اس پانی کے نوش کرنے سے علمی فیضان حاصل ہوگا۔

۵- والدین کا جھوٹا پانی: اس کے پینے سے والدین کی رضا و خوشنودی میں اضافہ ہوگا۔ جس کے نتیجہ میں خوشنودی باری تعالیٰ کی دولت حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

باب 38: وضو کرنے کے بعد (شرمگاہ پر) پانی چھڑکنا

46 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ السَّلِيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

46- اخرجه ابن ماجه (157/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: ماجاء في النضح بعد الوضوء' حديث (463) من حديث عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة به-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَائَنِیْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَانْتَضِحْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِیُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِی الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ

توضیح راوی: وقَالَ بَعْضُهُمْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَوِ الْحَكَمُ بْنُ سُفْيَانَ وَاضْطَرَبُوْا فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جبریل میرے پاس آئے اور بولے: اے حضرت محمد! جب آپ وضو کرلیں (تو اپنی شرمگاہ پر) پانی چھڑک لیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا (اس حدیث کے ایک راوی) حسن بن علی ہاشمی ''منکر الحدیث'' ہیں۔

وہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابوحکم بن سفیان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

بعض حضرات نے راوی کا نام سفیان بن حکم بیان کیا ہے اور بعض نے حکم بن سفیان بیان کیا ہے ان حضرات نے اس حدیث کی سند میں اضطراب بیان کیا ہے۔

شرح

نضح بالماء کا مفہوم وفوائد:

بعض علماء کے نزدیک لفظ ''انتضاح'' اور ''نضح'' سے مراد استنجاء بالماء ہے، اس معنی کے اعتبار سے ''اذا توضأت'' کا مفہوم ''اذا اردت الوضوء'' ہوگا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ''انتضاح و نضح'' سے مراد وضو کے باقی ماندہ پانی کو چہرے اور پیشانی پر بہانا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔ اکثر محدثین و محققین کے نزدیک اس سے مراد بعد از وضو پانی کے زیر جامہ چھینٹے لگانا ہے۔ اس میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ دوران نماز جب کسی نمازی کو تری محسوس ہو تو اسے وسوسہ ہوگا کہ یہ پیشاب کا قطرہ ہے۔ شیطان کے اس وسوسہ کے نتیجے میں وہ وضو کرنے اور کپڑا دھونے کی طرف متوجہ ہوگا جس سے اس کی نماز بھی فوت ہوسکتی ہے۔

علاوہ ازیں وضو کے باقی ماندہ پانی کو زیر جامہ چھڑکنے کی ایک حکمت وراز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وضو سے اصل مقصود طہارت باطنی ہے مگر عملی طور پر ظاہری جسم کو دھویا جاتا ہے۔ اس طرح ظاہری طہارت کے بعد دو امور ایسے تجویز کیے گئے ہیں جن سے طہارت باطنی کا حصول ممکن ہوسکتا ہے۔ ایک وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا اور دوسرا نضح الفرج ہے۔ ان دونوں امور سے طہارت باطنی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور شہوت کا بھی انقطاع ہو جاتا ہے۔ پیشاب کے قطرہ سے بچنے کے تین طریقے مزید ہیں:

(۱) ڈھیلوں کا استعمال کرنا (۲) چند قدم زمین پر چلنا (۳) اپنے پاؤں کو زمین پر مارنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ

باب 39: اچھی طرح وضو کرنا

47 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ

اسنادِ دیگر: وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ نَحْوَهُ.

اختلافِ روایت: وقَالَ قُتَيْبَةُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ثَلَاثًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبِيْدَةَ وَيُقَالُ عُبَيْدَةُ بْنُ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيِّ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَّالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوْبَ الْجُهَنِيُّ الْحُرَقِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہاری رہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کی وجہ سے درجات کو بلند کرتا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب ناپسند ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا، دور سے چل کر مسجد کی طرف آنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی تیاری ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ حضرت قتیبہ اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: ''یہی تیاری ہے، یہی تیاری ہے، یہی تیاری ہے۔ یعنی یہ الفاظ تین مرتبہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ، ایک قول کے مطابق حضرت عبیدہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن بن عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

47- اخرجه الامام مالك فى الموطا (161/1): كتاب قصر الصلاة فى السفر' باب: انتظار الصلاة والمشى اليها' حديث (55)' ومسلم (142/2- النووى): كتاب الطهارة' باب: فضل اسباغ الوضوء على المكاره' حديث (251/41)' واخرجه النسائى (144,143/1): كتاب الطهارة' باب: الفضل فى اسباغ الوضوء' حديث (143)' واحمد (301, 277, 235/2)' وابن خزيمة (6/1)' حديث (5) من طريق العلاء بن عبدالرحمٰن بن يعقوب عن ابيه عن ابى هريرة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں ''حسن صحیح'' ہے۔
علاء بن عبدالرحمٰن' ابن یعقوب جہنی ہیں اور یہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

شرح

گناہ مٹانے والے نیک اعمال:

لفظ ''الا'' برائے تنبیہ ہے' جس کا مقصد لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا، البتہ اگر کوئی جواب دے دے تو تب بھی درست ہے۔

مثبت کلام کے ذریعے سوال کرنے کے جواب میں ''نعم'' اور منفی کلام کے ذریعے سوال کے جواب میں بلی کہنا زیادہ بہتر ہے۔ مثلاً جاء زید؟ کے جواب میں نعم کہا جائے اور الست بربکم؟ کے جواب میں ''بلی'' کہا جائے۔ حدیث باب میں بھی نفی کے جواب میں ''بلی'' کہا گیا ہے۔

اس حدیث میں تین اعمال کو بیان کیا گیا ہے جن کے ذریعے گناہ مٹتے ہیں اور درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان اعمال ثلاثہ کی تفصیل درج ذیل پیش کی جاتی ہے:

۱- طبیعت پر ناگوار گزرنے کے باوجود وضو کامل کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو کرتے وقت اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچ سے بھی۔ جب کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں۔ جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ مٹائے جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں حتیٰ کے ناخنوں کے نیچ سے بھی۔ وضو کامل کرنے کے بعد نوافل وغیرہ ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہوا ہو۔

۲- دوسری چیز جس سے گناہ مٹتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں، وہ مسجد کی طرف دور سے سفر کر کے جانا ہے۔ نمازی کے ہر قدم اٹھانے پر ایک گناہ مٹتا ہے اور زمین پر رکھنے سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ مسلمان نمازی ہو اور وہ باقاعدگی سے مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہو تو اس کی زندگی بھر کے مسجد کی طرف اٹھنے والے پاؤں کا حساب لگایا جائے گا۔ اس کے نامہ اعمال کثیر تعداد میں نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا۔ پھر اگر وہ باجماعت نماز ادا کرنے کا پابند ہوگا تو اکیلا پڑھنے سے ۲۵ یا ۲۷ گناہ زیادہ ثواب عطا کیا جائے گا۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھر مسجد نبوی شریف سے فاصلے پر تھے تو انہیں مسجد میں آنے کے لیے کافی دقت پیش آتی تھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ گھروں کو فروخت کر کے مسجد نبوی کے قریب گھر بنا لیے جائیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھر فروخت مت کرو کیونکہ جتنی دور سے تم چل کر آتے ہو تو تمہارے نامہ اعمال میں زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ انہوں نے آپ کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر تبدیل کرنے کا فیصلہ ختم کر دیا۔

۳- تیسری چیز یہ ہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ اس سے بھی گناہ مٹتے ہیں اور درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔ اس کے کئی مطالب و مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) ایک نماز ادا کر کے دوسری نماز کے انتظار کے لیے مسجد میں ٹھہرے رہنا (۲) دوسری

نماز کا وقت یا اذان ہونے پر جلدی سے نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں آنا (۳) نماز کے بعد اپنے گھر چلے جانا یا کاروبار میں مصروف ہو جانا، جونہی نماز کا وقت ہوا مسجد میں پہنچ جانا۔

مندرجہ بالا تینوں امور متعلقات نماز سے ہیں جبکہ نماز کے لیے وضو ضروری ہے۔ وضو کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ وضو کامل کرتے وقت اعضاء وضو پر خوب پانی بہایا جائے یہاں تک کہ ایک بال کا اندازہ بھی خشک نہ رہنے پائے۔ ایسے وضو کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

باب 40: وضو کے بعد رومال استعمال کرنا

48 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ عَنْ اَبِي مُعَاذٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ (۱)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مُعَاذٍ يَقُوْلُوْنَ هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ اَرْقَمَ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑا تھا آپ وضو کے بعد اس کے ذریعے جسم خشک کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مستند نہیں ہے' اور اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستند طور پر کوئی چیز منقول نہیں ہے۔

محدثین فرماتے ہیں: ابو معاذ نامی راوی سلیمان بن ارقم ہے' اور یہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

49 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ (۲)

(۱)- صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(۲)- صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے- جیسا کہ تحفۃ الاشراف کے مصنف نے یہ بات بیان کی ہے- ملاحظہ ہو تحفۃ الاشراف 11335'406/8

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّاِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ

توضیح راوی: وَرِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمٍ الْاَفْرِيْقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِى الْحَدِيْثِ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِى التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

وَمَنْ كَرِهَهُ اِنَّمَا كَرِهَهُ مِنْ قِبَلِ اَنَّهُ قِيْلَ اِنَّ الْوُضُوْءَ يُوْزَنُ

وَرُوِىَ ذٰلِكَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْهِ عَلِيُّ بْنُ مُجَاهِدٍ عَنِّىْ وَهُوَ عِنْدِىْ ثِقَةٌ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اِنَّمَا كُرِهَ الْمِنْدِيْلُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ لِاَنَّ الْوُضُوْءَ يُوْزَنُ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا' اور پھر اپنے کپڑے کے کنارے سے چہرے کو پونچھ لیا۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے اس کی سند ضعیف ہے۔ رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم میں سے ایک گروہ نے اس کی رخصت دی ہے: وضو کے بعد رومال استعمال کیا جائے۔

جن حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' انہوں نے اس حوالے سے مکروہ قرار دیا ہے' کیونکہ یہ بات روایت کی جاتی ہے' وضو (سے بچے ہوئے پانی) کا وزن کیا جاتا ہے۔

یہ بات سعید بن میسب اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

محمد بن حمید نے جریر کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے: علی بن مجاہد نے میرے ہی حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' اور وہ میرے نزدیک ثقہ ہے' انہوں نے ثعلبہ کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: وضو کے بعد رومال استعمال کرنا مکروہ ہے' کیونکہ وضو (کا پانی) وزن کیا جاتا ہے۔

شرح

اعضاءِ وضو کو رومال سے خشک کرنے میں مذاہبِ آئمہ:

لفظ ''منديل'' (بکسرہ میم) ندل یندل ندلا سے بنا ہے۔ اس کا معنی عجلت سے کوئی چیز اچک لینا، منتقل کر دینا ہے۔ چونکہ وضو اور غسل کے بعد تولیہ یا رومال استعمال کیا جائے تو وہ جسم یا اعضاءِ وضو سے پانی کو اُچک لیتا ہے یا اسے خشک کر دیتا ہے۔ اسی مناسبت سے اسے مندیل کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لفظ ''منشفة'' بھی اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ غسل اور وضو کے بعد تولیہ یا رومال کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا قدرے

اختلاف ہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک رائے، حضرت سعید بن میتب اور حضرت امام زہری رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ رومال یا تولیہ استعمال نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا استعمال مکروہ ہے۔ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل فرمانے کے بعد انہوں نے آپ کی خدمت میں جسم مبارک خشک کرنے کے لیے کپڑا پیش کیا تو آپ نے قبول نہ فرمایا اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۶) (۲) بروزِ قیامت وضو کا پانی تولا جائے گا، جب اسے خشک کر دیا گیا تو قیامت کے دن تولا نہیں جا سکے گا۔زیرِ مطالعہ احادیث کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ ضعیف ہے، جس وجہ سے قابلِ استدلال نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی کی ایک رائے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل اور وضو کے بعد رومال یا تولیہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔انہوں نے زیرِ مطالعہ احادیث سے استدلال کیا ہے۔خواہ یہ ضعیف ہیں لیکن روایت بالمعنی کے اعتبار سے دوسری احادیث کو ان کے ساتھ ملانے سے ضعف ختم ہو گیا۔جس بنا پر یہ قابلِ عمل اور قابلِ استدلال بھی بن گئی ہیں۔آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد بیانِ جواز ہے۔حضرت سعید بن میتب اور حضرت امام زہری رحمہما اللہ تعالیٰ اور ایک رائے کے مطابق حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو عقلی دلیل دی ہے کہ قیامت کے دن غسل اور وضو کا پانی تولا جائے گا تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے، اگر رومال یا تولیہ سے پانی خشک نہ بھی کیا جائے تو تب بھی وہ خشک ہو جاتا ہے، پھر قیامت کے دن کیسے تولا جائے گا؟ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

بَابُ فِيمَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

باب 41: وضو کے بعد کیا پڑھا جائے؟

50 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ وَاَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

50- اخرجه مسلم (120,119/2- نبووی): كتاب الطهارة' باب: الذكر المستحب عقب الوضوء' حديث (234/17) وابو داؤد (92,91/1): كتاب الطهارة' باب: مايقول الرجل اذا توضأ' حديث (169) وابن ماجه (159/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: مايقال بعد الوضوء' حديث (469) والنسائی (93,92/1): كتاب الطهارة' باب: القول بعد الفراغ من الوضوء' حديث (148) واخرجه احمد (153, 145/4) وابن خزيمة (111,110/1) حديث (223,222) من طريق عقبة بن عامر عن عمر بن الخطاب به۔

اسنادِدیگر: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ قَدْ خُوْلِفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ وَرَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ وَّغَيْرُهُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُمَرَ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِيْثٌ فِىْ اِسْنَادِهٖ اضْطِرَابٌ وَّلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ كَبِيْرُ شَىْءٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَبُوْ اِدْرِيْسَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ شَيْئًا

◄► حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور پھر یہ پڑھے:

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ایک معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کردے اور مجھے اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل کردے''۔

تو اس شخص کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہوجائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زید بن حباب نامی راوی کے حوالے سے اس روایت میں اختلاف کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن صالح اور دیگر محدثین نے معاویہ بن صالح کے حوالے سے ربیع بن یزید کے حوالے سے ابوادریس کے حوالے سے عقبہ بن عامر کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ نیز ابوعثمان کے حوالے سے جبیر بن نفیر کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستند طور پر کوئی چیز منقول نہیں ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ابوادریس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں سنی ہے۔

شرح

وضو سے فراغت کے اذکار:

نماز جنت کی چابی ہے اور وضو نماز کی چابی ہے۔ وضو کے بعد کچھ اذکار و دعائیں مسنون ہیں جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

۱- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (صحیح مسلم) اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کردے۔

۲-سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی) اے اللہ! تو پاک ہے اور تیرے لیے حمد وثنا بھی' تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

۳-اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذَنْبِىْ وَوَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ وَ بَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ (الحصن الحصین' ص ۱۰۶' گابا سنز' کراچی) اے اللہ! تو میرے گناہ معاف فرما، تو میرا گھر کشادہ کر اور تو میرے رزق میں برکت فرما۔

۴-حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بہترین وضو کیا پھر یہ کلمات پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ (جامع ترمذی' رقم الحدیث ۵۰) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔ (یہ الفاظ کہنے والے) اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ وہ جس سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔

جنت کے آٹھ دروازے:

شہادتین کے اقرار واعتراف کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے اور اسے اختیار دیا جاتا ہے وہ جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنت کے کل دروازے کتنے ہیں؟ قرآن کریم میں جہنم کے سات دروازے بیان کیے گئے لیکن جنت کے دروازوں کی تعداد بیان نہیں کی گئی۔ البتہ احادیث مبارکہ میں جنت کے آٹھ دروازے بتائے گئے ہیں۔ جہنم کے سات دروازے ہیں اور کے مختلف حصے ہیں۔ جہنمی لوگ الگ الگ دروازوں سے داخل ہو کر اپنے اپنے حصے میں پہنچ جائیں گے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور اہل جنت کے لیے جنت کے مختلف حصے ہیں جو الگ الگ دروازے سے داخل ہو کر اپنے اپنے حصہ میں پہنچ جائیں گے۔ جہنم کی بنسبت جنت کا ایک دروازہ زائد رکھا گیا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ زائد دروازہ رحمت کا غضب پر غالب ہونے کا ہے۔ (رحمۃ اللہ واسعۃ جلد ۲ ص ۴۹)

بَابُ فِى الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ

باب 42: ایک مد (پانی کے ذریعے) وضو کرنا

51 وحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّعَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَبِىْ رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِيْنَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

51-اخرجه مسلم (240/2- نووى): كتاب الحيض' باب: القدر المستحب من الماء' حديث (326/53)' وابن ماجه (99/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: ماجاء فى مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة' حديث (267)' والدارمى (175/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: كم يكفى فى الوضوء من الماء' واخرجه احمد (222/5) من طريق ابى ريحانة عن سفينة به۔

متن حدیث: كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَفِيْنَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ رَيْحَانَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَطَرٍ

مذاہب فقہاء: وَّهٰكَذَا رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوْءَ بِالْمُدِّ وَالْغُسْلَ بِالصَّاعِ وقَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَيْسَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلَى التَّوَقِّي اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ اَكْثَرُ مِنْهُ وَلَا اَقَلُّ مِنْهُ وَهُوَ قَدْرُ مَا يَكْفِي

◄◄ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد پانی کے ذریعے وضو کر لیتے تھے اور ایک صاع کے ذریعے غسل کر لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوریحانہ نامی راوی کا نام عبداللہ بن مطر ہے۔

بعض اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں: وضو ایک مد پانی کے ذریعے ہوگا اور غسل ایک صاع پانی کے ذریعے ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے: پانی کی یہ مقدار مقرر کی گئی ہے' اس سے زیادہ یا اس سے کم استعمال کرنا درست نہیں ہے' بلکہ مراد یہ ہے: اتنی مقدار میں پانی کافی ہوتا ہے۔

شرح

غسل اور وضو کے لیے استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار:

جسم پلید (جنبی) ہو تو نماز کے لیے غسل کیا جاتا ہے ورنہ وضو ہی کافی ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ غسل اور وضو کے لیے استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار کیا ہے؟ اس کا جواب زیرِ مطالعہ حدیث میں دیا گیا ہے کہ غسل کے لیے صاع اور وضو کے لیے ایک مد پانی استعمال کیا جائے گا۔ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے جو جدید نظام حساب کے مطابق تین کلو ایک سو پچاس گرام کا وزن بنتا ہے۔ ایک مد دو رطل کا ہوتا ہے جو سات سو نوے گرام کا ہوتا ہے۔ اس مقدار میں پانی محتاط طریقہ سے غسل اور وضو کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔

مد کی مقدار کے تعین میں مذاہب آئمہ فقہ:

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غسل اور وضو کے لیے استعمال کیے جانے والے پانی کی مقدار متعین نہیں ہے، اسراف سے اجتناب کرتے ہوئے جتنا پانی بھی استعمال میں لایا جائے جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ تھی کہ غسل کے لیے ایک صاع اور وضو کے لیے ایک مد پانی استعمال فرماتے تھے۔ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے لیکن مد کی مقدار میں فقہاء کا اختلاف

ہے۔

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور اہل حجاز رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مد 1.1/3 رطل کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک صاع 5, 1/3 رطل کا ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام محمد، حضرت امام احمد اور اہل عراق رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ ایک مد دو رطل کی مقدار اور ایک صاع آٹھ رطل کے برابر ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْإِسْرَافِ فِي الْوُضُوْءِ بِالْمَآءِ

باب 43: وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے

52 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا يُّقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَآءِ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّا لَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ وَلَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

توضیح راوی: وَخَارِجَةُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَصْحَابِنَا وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: وضو کے لیے ایک مخصوص شیطان ہے، جس کا نام "ولہان" ہے، اس لیے تم پانی کے وسوسے سے بچو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث "غریب" ہے اس حدیث کی سند علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک قوی اور صحیح نہیں ہے کیونکہ ہم خارجہ کے علاوہ ایسے کسی شخص سے واقف نہیں ہیں، جس نے اس کی سند بیان کی ہو۔

اس حدیث کو دیگر حوالوں سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا گیا ہے، کہتے ہیں: اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی چیز مستند طور پر منقول نہیں ہے۔

خارجہ نامی راوی ہمارے اصحاب یعنی (علم حدیث کے ماہرین) کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

52- اخرجه احمد (136/5) وابن ماجه (146/1): كتاب الطهارة وسننها باب: ماجاء في القصد في الوضوء و كراهية التعدي فيه حديث (421) وابن خزيمة (64/1) حديث (122) من طريق الحسن عن عتي بن ضمرة عن ابي بن كعب به۔

شرح

وضو کے وقت اسراف بالماء کی ممانعت:

غسل اور وضو کرتے وقت ضرورت کے مطابق پانی کا استعمال جائز ہے لیکن حد سے زیادہ پانی کا استعمال اور اسراف ممنوع و مکروہ ہے۔ اس بارے میں کثیر روایات موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کر رہے تھے اور اسراف سے کام لے رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے۔ آپ نے تنبیہ کے انداز میں فرمایا: اے سعد! یہ کیا فضول خرچی کر رہے ہو؟ عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وضو میں بھی اسراف ہوسکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! خواہ تم نہر کے کنارے پر ہو۔ (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء ص ۴۲۷)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کے لیے شیطان متعین ہے جس کا لقب ''ولہان'' ہے، تم اس کے وساوس سے بچو۔

عزازیل لوگوں میں فساد و بگاڑ پھیلانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ اپنے شیطانوں کے مختلف گروہ بنا کر مختلف کام ان کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو وہ انجام دیتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ''ولہان'' لقب کا شیطان ہے جو وضو کے وقت مسلمانوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ وسوسوں کا شکار ہونے والے لوگ بے تحاشا پانی استعمال کر کے اسراف کا ارتکاب کرتے ہیں۔ انہیں علم بھی نہیں ہوسکتا اور ان کے وساوس بھی ختم نہیں ہوتے، الغرض ہر عضو کثیر بار دھونے کے سبب بھاری مقدار میں پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کیفیات اور بے محل پانی کے تصرف سے منع فرمایا اور اسے مکروہ قرار دیا۔

شریعت مطہرہ نے وہ تمام دروازے بند کر دیے جو انسان کے لیے وساوس کا باعث بن سکتے ہیں مثلاً عورت کے غسل کا باقی ماندہ پانی استعمال کرنا، غسل خانہ میں پیشاب کرنا اور مردوں کا عورتوں کے کپڑے زیب تن کرنا وغیرہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

باب 44: ہر نماز کے لیے وضو کرنا

53 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا اَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ اَنْتُمْ قَالَ كُنَّا نَتَوَضَّاُ وُضُوْءًا وَّاحِدًا(۱)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَالْمَشْهُوْرُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَنَسٍ

(۱)- صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَانَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى الْوُضُوْءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا لَّا عَلَى الْوُجُوْبِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے' آپ پہلے سے وضو کی حالت میں ہوں یا وضو کے بغیر ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ لوگ کیا' کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم ایک ہی مرتبہ وضو کر لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ اس حوالے سے ''حسن غریب'' ہے علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مشہور روایت وہ ہے' جسے عمرو بن عامر انصاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے' واجب نہیں ہے۔

54 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قُلْتُ فَاَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَّحَدِيْثُ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ حَدِيْثٌ جَيِّدٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ

◆◆ عمرو بن عامر الانصاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے' میں نے دریافت کیا: آپ لوگ کیا' کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم تمام نمازیں ایک ہی وضو کے ساتھ ادا کر لیتے تھے' جب تک ہم بے وضو نہیں ہوتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ بہترین ہے' لیکن ''غریب'' اور ''حسن'' ہے۔

55 وَقَدْ رُوِيَ فِيْ حَدِيْثٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ عَشْرَ حَسَنَاتٍ(۱)

سندِ حدیث: قَالَ وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْاَفْرِيْقِيُّ عَنْ اَبِيْ غُطَيْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْاَفْرِيْقِيِّ وَهُوَ اِسْنَادٌ ضَعِيْفٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ ذُكِرَ لِهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ مَشْرِقِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَّقُوْلُ مَا رَاَيْتُ بِعَيْنِيْ مِثْلَ يَحْيَى

(۱)- اخرجه ابو داؤد (63/1): كتاب الطهارة' باب: فرض الوضوء' حديث (62)' واخرجه ابن ماجه (170/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: الوضوء على الطهارة حديث (512)' واخرجه عبد بن حميد (272, 271)' حديث (859)' من طريق ابي غطيف الهذلي عن ابن عمر به-

بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو ہونے کے باوجود وضو کرے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا۔

اس حدیث کو افریقی نے ابوغطیف کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

حسین بن حریث مروزی نے اس حدیث کو محمد بن یزید واسطی کے حوالے سے افریقی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ سند ضعیف ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: ہشام بن عروہ اس حدیث کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ سند مشرقی ہے۔

(یعنی اہلِ مدینہ نے اِس حدیث کو روایت نہیں کیا بلکہ اہلِ کوفہ وبصرہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

(میں نے احمد بن حسن کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے یحییٰ بن سعید قطان کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ

باب 45: کئی نمازیں ایک ہی وضو کے ساتھ ادا کرنا

56 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ فَعَلْتَهُ قَالَ عَمْدًا فَعَلْتُهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَزَادَ فِيْهِ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَّرَّةً قَالَ

اختلافِ روایت: وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا عَنْ مُّحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

56- اخرجه مسلم (179/2-نووی): كتاب الطهارة باب: جواز الصلوات كلها بوضوء واحد' حديث (277/86)' وابو داؤد (93/1): كتاب الطهارة' باب: الرجل يصلي الصلوات بوضوء واحد' حديث (172)' وابن ماجه (170/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء لكل صلاة' والصلوات كلها بوضوء واحد' حديث (510)' والنسائي (86/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء لكل صلاة' حديث (133)' والدارمي (169/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: ماجاء في الطهور' واخرجه احمد (350/5, 351, 358)' وابن خزيمة (10/1)' حديث (13)' من طريق سليمان بن بريدة عن ابيه به-

وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ وَكِيعٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُ يُصَلِّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا وَّاِرَادَةَ الْفَضْلِ

حدیثِ دیگر: وَيُرْوٰى عَنِ الْاَفْرِيقِيِّ عَنْ اَبِىْ غُطَيْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

حکمِ حدیث: وَّهٰذَا اِسْنَادٌ ضَعِيفٌ

فی الباب: وَّفِى الْبَاب عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ

◆◆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے، فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے تمام نمازیں ایک ہی وضو کے ذریعے ادا کیں اور آپ نے موزوں پر مسح بھی کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ نے ایسا کام کیا ہے، جو آپ نے پہلے نہیں کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس حدیث کو علی بن قادم نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور اس میں یہ بات اضافی نقل کی ہے: آپ ﷺ نے ایک، ایک مرتبہ وضو کیا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے محارب بن دثار کے حوالے سے سلیمان بن بریدہ کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔

وکیع نے اسی روایت کو سفیان کے حوالے سے، محارب کے حوالے سے، سلیمان بن بریدہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن مہدی اور دیگر محدثین نے سفیان کے حوالے سے، محارب بن دثار کے حوالے سے سلیمان بن بریدہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' طور پر نقل کیا ہے۔

یہ روایت وکیع کی حدیث کے مقابلے میں ''اصح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا، ان کے نزدیک ایک وضو کے ذریعے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں، جب تک وضو نہ ٹوٹے، بعض حضرات ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، لیکن وہ استحباب کے طور پر ایسا کرتے ہیں اور فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

افریقی کے حوالے سے ابوغطیف کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو کی حالت میں وضو ہونے کرلے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔

اس کی سند ضعیف ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حدیث نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی وضو کے ذریعے ظہر اور عصر کی نماز ادا کی تھی۔

شرح

ہر نماز کے لیے نئے وضو کا مسئلہ:

اس مسئلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایک وضو سے جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں خواہ فرض ہو یا نوافل یا واجب یا طواف بیت اللہ۔ البتہ وضو باطل ہونے کی صورت میں نئی نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ زیر مطالعہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے نیا وضو فرماتے تھے، کیا یہ حکم آپ کے ساتھ خاص تھا یا اُمت کے لیے بھی یہی حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لیے یہ حکم لازم تھا کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کریں لیکن جب آپ کو اس سلسلے میں قدرے دشواری پیش آئی تو یہ حکم تبدیل کر دیا گیا کہ آپ ایک وضو سے جتنی چاہیں نمازیں فرائض و نوافل وغیرہ ادا فرما سکتے ہیں۔ البتہ اس وجوب کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسواک کو لازم کر دیا گیا۔ اس حدیث کا تعلق بھی اسی دور سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وضو علی الوضو کرنا مستحب ہے اور ایسا وضو کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ عمل آپ کی عادت مستمرہ کے خلاف تھا جس کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج آپ نے ایک کام ایسا کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ وہ ایک وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ عمل میں نے عمداً کیا ہے۔ اس کا مقصد طہارت و نماز کے سلسلے میں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا تھا۔ دو ابواب کی مسلسل چار احادیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وُضُوْءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ

باب 46: مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے وضو کرنا

57 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ اَنْ لَّا بَاْسَ اَنْ يَّغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ

57- اخرجه مسلم (239/2- نووی): كتاب الحيض' باب: القدر المستحب من الماء' حديث (322/47) وابن ماجه (133/1) كتاب الطهارة وسننها' باب: الرجل والمراة يغتسلان من اناء واحد' حديث (377) والنسائی (129/1) كتاب الطهارة' باب: ذكر اغتسال الرجل والمراة من نسائه من اناء واحد' حديث (236) واخرجه احمد (329/6) والحميدی (148) حديث (309) من طريق ابن عباس عن ميمونة زوج النبی صلی الله عليه وسلم به-

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ وَّاُمِّ هَانِیٍٔ وَّاُمِّ صُبَیَّةَ الْجُهَنِیَّةِ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَاَبُو الشَّعْثَاءِ اِسْمُهٗ جَابِرُ بْنُ زَیْدٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

عام فقہاء کا یہی قول ہے: اس میں کوئی حرج نہیں اگر مرد اور عورت ایک ہی برتن سے غسل کر لیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا، حضرت اُمّ صبیہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوشعثاء نامی راوی کا نام جابر بن زید ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِیَةِ فَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ

باب 47: عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے (وضو کرنا) مکروہ ہے

58 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ حَاجِبٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ غِفَارٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ قَالَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَكَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ الْوُضُوْءَ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ كَرِهَا فَضْلَ طَهُوْرِهَا وَلَمْ یَرَیَا بِفَضْلِ سُؤْرِهَا بَاْسًا

◆◆ ابوحاجب بیان کرتے ہیں: بنوغفار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی (سے وضو کرنے) سے منع کیا ہے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن سرجس سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض فقہاء نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' ان دونوں کے نزدیک اس عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مکروہ

58- اخرجه احمد (213/4)' (66/5) وابو داؤد (68/1): كتاب الطهارة' باب: النهي عن الوضوء بفضل وضوء المراة' حديث (82) وابن ماجه (132/1) كتاب الطهارة وسننها' باب: النهي عن الوضوء بفضل وضوء المراة' حديث (373) والنسائي (179/1): كتاب الطهارة' باب: النهي عن فضل وضوء المراة' حديث (343) من طريق سليمان التيمي عن ابي حاجب' عن رجل من بني غفار' وهو: "الحكم بن عمرو الغفاري" به-

ہے تاہم ان دونوں حضرات کے نزدیک عورت کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

59 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَاجِبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَوَضَّاَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ اَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ حَاجِبٍ اسْمُهٗ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمٍ

اختلافِ روایت: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

◆◆ عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے ابوحاجب کو سنا انہوں نے حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے ابوحاجب نامی راوی کا نام سوادہ بن عاصم ہے۔ محمد بن بشار اپنی حدیث میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ محمد بن بشار نے اس کے الفاظ میں شک ظاہر نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 48: اس بارے میں رخصت کا بیان

60 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک ٹب میں سے غسل کیا۔

60- اخرجه احمد (235/1, 308, 337) وابو داؤد (65/1): كتاب الطهارة' باب: الماء لا يجنب' وابن ماجه (132/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الرخصة في فضل وضوء المراة' حديث (370) والنسائي (173/1): كتاب المياه' حديث (325) والدارمي (187/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: الوضوء بفضل المراة وابن خزيمة (57/1) حديث (109) من طريق سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس به-

نبی اکرم ﷺ نے اسی سے وضو کرنے کا ارادہ کیا' تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں جنابت کی حالت میں تھی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانی جنبی نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، مالک اور شافعی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مرد اور عورت کا باہم ایک برتن میں غسل یا وضو کرنے کے مسئلہ میں مذاہب ائمہ:

مرد اور عورت دونوں (زوجین) ایک برتن میں غسل یا وضو کریں تو بالاتفاق جائز ہے۔ عورت کی عدم موجودگی میں مرد غسل یا وضو کرتا ہے تو اس کے بچے ہوئے پانی سے وہ غسل یا وضو کرسکتی ہے۔ مرد کی عدم موجودگی میں عورت غسل یا وضو کرے تو اس کے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل یا وضو کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل یا وضو کے لیے استعمال نہیں کرسکتا۔ انہوں نے حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے سے منع کیا۔ مزید ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے منع کیا کہ اسے کوئی مرد وضو کے لیے استعمال کرے۔

جمہور فقہاء کا مؤقف یہ ہے کہ عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی کو مرد غسل یا وضو کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔ انہوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ نے ایک بڑے برتن میں غسل کیا، ان کے باقی ماندہ پانی کو آپ نے استعمال کرنے کا ارادہ کیا تو زوجہ مطہرہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس سے میں نے غسل جنابت کیا ہے تو آپ نے فرمایا: پانی تو جنبی نہیں ہوسکتا۔

جمہور کی طرف سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس کی نہی مصلحت پر محمول ہے، کیونکہ بعض اوقات کوئی عورت بے سلیقہ بھی ہوتی ہے جو طہارت و پاکیزگی کے مسائل سے غافل و جاہل ہوتی ہے یا وہ غیر محتاط ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل یا وضو کرے گا تو وہ وساوس کا شکار ہو جائے گا۔ مسلسل تین ابواب کی چار احادیث میں اسی مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَیْءٌ

باب 49: پانی کو کوئی بھی چیز ناپاک نہیں کرتی

61 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقٰى فِيْهَا الْحِيَضُ وَلُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَّا يُنَجِّسُهُ شَیْءٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ جَوَّدَ اَبُوْ اُسَامَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمْ يَرْوِ اَحَدٌ حَدِيْثَ اَبِیْ سَعِيْدٍ فِیْ بِئْرِ بُضَاعَةَ اَحْسَنَ مِمَّا رَوٰى اَبُوْ اُسَامَةَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ

فی الباب: وَّفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا ہم بضاعہ کنوئیں سے وضو کرسکتے ہیں (راوی کہتے ہیں) یہ وہ کنواں تھا' جس میں حائضہ عورتوں (کے کپڑے) کتوں کا گوشت (مردہ کتے) گندگی ڈالی جاتی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پاک ہوتا ہے'اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

''بضاعہ'' کے کنوئیں کے بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو'ابواسامہ سے زیادہ بہتر دوسرے کسی نے نقل نہیں کیا' یہ روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

بَابُ مِنْهُ اٰخَرُ

باب 50: (اسی سے متعلق دیگر روایات)

62 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

61- اخرجه احمد (31/3) وابو داؤد (64/1): كتاب الطهارة' باب: ماجاء فى بئر بضاعة' حديث (66) والنسائى (174/1): كتاب المياه' باب: ذكر بئر بضاعة' من طريق محمد بن كعب عن عبيدالله بن عبدالله بن رافع بن خديج عن ابى سعيد الخدرى به-

62- اخرجه احمد (107,38,12/2) وابو داؤد (64/1): كتاب الطهارة' باب: ماينجس الماء' حديث (65) وابن ماجه (172/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: مقدار الماء الذى لا ينجس' حديث (517) والدارمى (186/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: قدر الماء الذى لا ينجس' وابن خزيمة (49/1) حديث (92) وعبد بن حميد (260) حديث (818) من طريق عبيدالله بن عبدالله بن عمر عن ابن عمر به-

متن حدیث: وَهُوَ يُسْاَلُ عَنِ الْمَآءِ يَكُوْنُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْاَرْضِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ

قَالَ عَبْدَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْقُلَّةُ هِيَ الْجِرَارُ وَالْقُلَّةُ الَّتِيْ يُسْتَقٰى فِيْهَا

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيْحُهُ اَوْ طَعْمُهُ وَقَالُوْا يَكُوْنُ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ قِرَبٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو بے آب وگیاں زمین میں ہوتا ہے اور اسے درندے اور چوپائے پیتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پانی دو قلے ہو جائے' تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں: "قلہ" گھڑے کو کہتے ہیں اور "قلہ" اس چیز کو کہتے ہیں' جس میں پانی بھرا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں: جب پانی دو قلے ہو جائے' تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کی بو یا اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائیں' وہ یہ بیان کرتے ہیں: (دو قلے پانی) تقریباً پانچ مشکیزوں کے جتنا ہوتا ہے۔

پانی کے نجس وطاہر ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

یہاں سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پانیوں کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ مسلسل چار ابواب میں پانی کے نجس وطاہر ہونے کے حوالے سے چار احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ پانی کب پاک ہوتا ہے اور کب نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ یعنی رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو، وہ پاک ہوتا ہے۔ انہوں نے بئر بضاعۃ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بئر بضاعۃ جس میں کتوں کا گوشت، حیض کے کپڑوں کے چیتھڑے اور دیگر بدبودار اشیاء پھینکی جاتی تھیں، کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ہم اس کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ان الماء طہور لا ینجسہ شیء (بیشک پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی) علاوہ ازیں انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یتوضأ منہ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۶۳) تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس سے وضو کرے۔ آپ قلتین والی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جس وجہ سے اسے قابل احتجاج نہیں سمجھتے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ماء قلیل نجاست کرنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ بھی ہو۔ البتہ ماء کثیر نجاست گرنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے

اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے۔ ان کے نزدیک ماء کثیر قلتین یا اس سے زائد مقدار میں پانی ہے۔ انہوں نے حدیث قلتین سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تالاب کے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے درندے اور چار پائے وغیرہ پیتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث۔ جب پانی قلتین کی مقدار میں ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس حدیث مبارکہ میں مقدار قلتین کو ماء کثیر قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ، حضرت حسن بصری اور حضرت امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماء کثیر ہو یا قلیل، اس میں نجاست گرنے سے اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہیں ہو جاتا۔

۴۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست گرنے سے ماء قلیل پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو یا نہ۔ البتہ ماء کثیر میں نجاست گرنے سے اس وقت پلید ہوگا جب اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے ورنہ نہیں۔ آپ کے نزدیک ماء کثیر وہ ہے' جس کی ایک طرف حرکت کرنے سے دوسری طرف میں حرکت پیدا نہ ہو یا وہ پانی دس ہاتھ طویل، دس ہاتھ عریض اور گہرا اتنا ہو کہ دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے وقت نیچے سے زمین ظاہر نہ ہو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث **لا یبولن احدکم فی الماء الراکد** الخ اور حدیث **اذا استیقظ احدکم من منامہ** الخ سے استدلال کیا ہے۔ آپ کے نزدیک قلتین والی روایت ماء جاری کے حکم میں ہے۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی' شرح قدوری جلداول ص ۸۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

باب 51: کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے

63 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے (کیونکہ) پھر اسی سے وضو کرنا ہوگا۔

63-اخرجہ مسلم (190/2- نووی): کتاب الطھارۃ: باب: النھی عن البول فی الماء الراکد' حدیث (282/95)' وابو داؤد (66,65/1): کتاب الطھارۃ' باب: البول فی الماء الراکد' حدیث (69)' والنسائی (49/1): کتاب الطھارۃ' باب: الماء الدائم' حدیث (57)' (197/1): کتاب الغسل والتیمم: باب ذکر نھی الجنب عن الاغتسال فی الماء الدائم' حدیث (400)' والدارمی (186/1): کتاب الصلاۃ والطھارۃ' باب: الوضوء من الماء الراکد' واخرجہ احمد (265/2)' والحمیدی (429/2)' حدیث (970)' وابن خزیمۃ (37/1)' حدیث (66)' من طریق محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ بہ-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

ماء راکد میں پیشاب کرنے کی ممانعت اور اس کی حکمت:

ماء راکد سے مراد ایسا پانی ہے جو کھڑا ہوا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ جاری پانی یا جو پانی جاری کے حکم میں ہو خواہ شرعی طور پر اس میں پیشاب کرنے کی ممانعت تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کی توجیہ وحکمت یہ ہے کہ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ ماء قلیل ہوگا تو پیشاب کرنے سے پلید ہو جائے گا۔ اگر وہ ماء کثیر ہوگا تو پیشاب کرنے سے خواہ پلید تو نہیں ہوگا لیکن نظافت کے تقاضا کے خلاف ہوگا۔ ایسے پانی سے غسل یا وضو کریں گے تو ذہنی طور پر انسان مطمئن نہیں ہوگا بلکہ وساوس کا شکار ہو سکتا ہے۔ جو آگے چل کر مرض کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ دہ دردہ حوض میں پاؤں ڈال کر وضو کرتے ہیں، اس سے منع کرنے پر ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ حوض میں پاؤں ڈالنے سے پلید تو نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی شک نہیں اس سے پلید نہیں ہوتا' لیکن تہذیب واخلاق کے منافی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں حوض میں پاؤں وغیرہ دھونے سے خواہ نجس تو نہیں ہوگا مگر گندا تو ضرور ہوگا جبکہ نظافت وطہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ اَنَّهُ طَهُوْرٌ

باب 52: سمندر کا پانی پاک ہوتا ہے

64 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وحَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ اٰلِ ابْنِ الْاَزْرَقِ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ اَبِىْ بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِىْ عَبْدِ الدَّارِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّاْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّاُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ

64- اخرجه مالك في الموطا (22/1): كتاب الطهارة' باب: الطهور للوضوء حديث (12)' واحمد (393,237/2)' وابو داؤد (69/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء بماء البحر' حديث (83)' وابن ماجه (136/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء بماء البحر' حديث (386)' والنسائي (50/1): كتاب الطهارة' باب: ماء البحر' حديث (95)' (176/1) كتاب المياه' باب: الوضوء بماء البحر' حديث (332)' والدارمي (186,185/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: الوضوء من ماء البحر' وابن خزيمة (59/1)' حديث (111)' من طريق المغيرة بن ابي بردة' وهو من بني عبدالدار عن ابي هريرة به۔

الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّالْفِرَاسِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَابْنُ عَبَّاسٍ لَّمْ يَرَوْا بَاْسًا بِمَاءِ الْبَحْرِ

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوْءَ بِمَاءِ الْبَحْرِ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو هُوَ نَارٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہوئے اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے کر جاتے ہیں' اگر ہم اس کے ذریعے وضو کرلیں' تو ہم خود پیاسے رہ جائیں گے' کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ آپ نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہوتا ہے' اور اُس کا مردار حلال ہوتا ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت فراسی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر فقہاء کی یہی رائے ہے' جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں' ان کے نزدیک سمندر کے پانی (سے وضو کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض حضرات نے سمندر کے پانی کے ذریعے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے' ان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ (یعنی سمندر کا پانی) آگ ہے۔ (یعنی نقصان دہ ہے)۔

شرح

ماء البحر کا شرعی حکم:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سمندری پانی سے وضو کرنے کے بارے میں شبہ تھا، اس لیے کہ خشکی طرح سمندر بھی بے شمار مخلوق کا مسکن ومحور ہے اور ہر روز ہزاروں جانور اس میں مرتے ہوں گے۔ مردار جانوروں کی وجہ سے ممکن ہے کہ پانی نجس ہو اور اسے وضو اور غسل کے لیے استعمال کرنا درست نہ ہو۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: **الطهور ماء ہ والحل ميتہ**۔ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

سوال: اس مقام پر سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صرف سمندر کے پانی کا حکم دریافت کیا تھا جبکہ جواب میں پانی کے علاوہ سمندری جانوروں کے حلال وحرام کا حکم بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب: الشیء بالشیء یذکر یعنی بات سے بات نکلتی ہے۔ سوال خواہ پانی کے بارے میں کیا گیا تھا لیکن جواب میں جانوروں کا حکم بیان بھی ارشاد فرما کر سائل کے لیے

مزید سوال کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ جنگل میں اونٹ چراتے ہیں اور ہمارے پاس چھاگل میں پینے کے لیے پانی ہوتا ہے۔ ہم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو کیا وہ بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتا ہے، کیوں کہ پانی کی قلت ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اذا فسا احدکم فلیتوضأ ولا تاتوا النساء فی ادبارھن. جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کرے اور تم عورتوں کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو۔ اس حدیث میں سوال تو ایک چیز کے بارے میں کیا گیا تھا لیکن آپ نے جواب میں سائل کو دوسری چیز بھی بیان کر دی۔ اسی طرح زیر بحث حدیث میں خواہ سوال تو سمندر کے پانی کے حوالے سے تھا لیکن جواب میں سمندر کے جانوروں کا حکم بھی بیان کر دیا۔

سمندری جانوروں کی حلت وحرمت میں مذاہب آئمہ:

خشکی کی طرح سمندر میں بھی بے شمار جانور موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سمندر کے کون کون سے جانور حلال ہیں اور کون کون سے حرام ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ خنزیر کے علاوہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔ آپ کے متعدد دلائل ہیں: (۱) ارشاد ربانی ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ، سمندری جانوروں کا شکار اور ان کا کھانا تمہارے لیے، حلال ہے۔ (۲) حدیث: الحل میتتہ سمندر کا مردار بھی تمہارے لیے حلال ہے۔ (۳) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم ایک عرصہ تک ''عنبر'' نامی سمندری جانور کھاتے رہے۔ یہ جانور مچھلی کے علاوہ کوئی دوسرا تھا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں چار اقوال ہیں:

(۱) مچھلی کے علاوہ سب جانور حرام ہیں۔ (۲) جو جانور خشکی میں حلال ہیں ان کی نظیر سمندر میں بھی حلال ہیں، جو جانور خشکی میں حرام ہیں ان کی نظیر سمندر میں بھی حرام ہیں۔ وہ جانور جن کی نظیر خشکی میں نہ پائی جائے تو وہ سمندر میں حلال ہیں۔ (۳) مینڈک، بحری خنزیر اور بحری کتا کے علاوہ تمام جانور حلال ہیں۔ (۴) مینڈک کے علاوہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل آپ کے دلائل ہیں۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مچھلی کے علاوہ سمندر کے تمام جانور حرام ہیں حتیٰ کہ سمک طافی بھی حرام ہے۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: احلت لنا المیتتان والدمان ہمارے لیے دو مردار (مچھلی اور مکڑی) اور دو خون (کلیجی اور تلی) حلال قرار دیے گئے ہیں۔

سمک طافی کی حلت وحرمت میں مذاہب آئمہ:

سمندری جانوروں میں سے ایک ''سمک طافی'' ہے۔ اس سے مراد وہ مچھلی ہے جو مر کر پانی کی سطح پر الٹی ہو کر تیر رہی ہو۔ سوال یہ ہے کہ کیا ''سمک طافی'' حلال ہے یا حرام؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے درمیان اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''سمک طافی'' حلال ہے۔ ان

کے دلائل یہ ہیں: (۱) الحل میتته، یعنی سمندر کا مردار حلال ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو "عنبر" جانور مرا ہوا دستیاب ہوا جو وہ نصف ماہ تک کھاتے رہے۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ "سمک طافی" حلال نہیں ہے۔ آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما القى البحر او جزر عنه فكلوه و مامات فيه و طفا فلاتأ كلوه (سنن ابی داؤد جلد ثانی ص ۵۳۴)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات یہ ہیں: (۱) پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ: "الحل ميتته" سے مراد غیر مذبوح جانور نہیں ہیں بلکہ "ماليس له نفس سائلة" مراد ہے، جس طرح "احلت لنا ميتتان" میں لفظ "ميتته" سے یہی مفہوم مراد ہے۔ (۲) دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیث عنبر میں طافی ہونے کی وضاحت نہیں ہے۔ طافی فقط اس مچھلی کو کہا جاتا ہے جو خارجی سبب کے علاوہ از خود سمندر میں مر کر الٹی ہو کر پانی کی سطح پر تیرنا شروع ہو جائے۔ البتہ جو مچھلی کسی خارجی سبب مثال کے طور پر شدت حرارت، شدت برودت، امواج کی نذر ہو کر یا کنارے سے پانی دور جانے وغیرہ سے مر کر سطح پانی پر تیرنا شروع ہو جائے تو وہ طافی ہرگز نہیں ہو گی۔ اس کا کھانا حلال ہے۔ ان جوابات سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف حقیقت پر مبنی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِي الْبَوْلِ

باب 53: پیشاب (کے چھینٹوں سے بچنے) کی شدید (تاکید)

65 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَاَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّاَبِيْ بَكْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

65– اخرجه البخاری (385/1): كتاب الوضوء' باب: ماجاء في غسل البول' حديث (218)' و مسلم (204/2- نووی): كتاب الطهارة' باب: الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه' حديث (292/111)' وابو داؤد (52/1): كتاب الطهارة' باب: الاستبراء من البول' حديث (20)' وابن ماجه (125/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: التشديد في البول' حديث (347)' والنسائي (28/1): كتاب الطهارة' باب: التنزه عن البول' حديث (31)' والدارمي (188/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: الاتقاء من البول' واخرجه احمد (225/1)' وابن خزيمة (33/1)' حديث (56)' وعبد بن حميد (211, 210)' حديث (620)' من طريق الاعمش عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس به-

اسنادِدیگر: وَرَوٰی مَنْصُوْرٌ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّلَمْ یَذْکُرْ فِیْهِ عَنْ طَاوٗسٍ وَّرِوَایَةُ الْاَعْمَشِ اَصَحُّ

توضیح راوی: قَالَ : وَسَمِعْتُ اَبَا بَکْرٍ مُّحَمَّدَ بْنَ اَبَانَ الْبَلْخِیَّ مُسْتَمْلِی وَکِیْعٍ یَّقُوْلُ سَمِعْتُ وَکِیْعًا یَّقُوْلُ الْاَعْمَشُ اَحْفَظُ لِاِسْنَادِ اِبْرَاهِیْمَ مِنْ مَنْصُوْرٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان دونوں کو کسی (بظاہر) بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ اُن میں سے ایک پیشاب (کی چھینٹوں) سے بچتا نہیں تھا' اور دوسرا شخص چغلی کیا کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

منصور نے اس حدیث کو مجاہد کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس میں طاؤس کا ذکر نہیں کیا۔ ویسے اعمش کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

میں نے ابوبکر محمد بن ابان سے سنا انہوں نے فرمایا: میں نے وکیع سے سنا: ابراہیم کی اسناد میں اعمش' منصور سے "احفظ" ہیں (یعنی زیادہ یاد رکھنے والے ہیں)

شرح

پیشاب کی چھینٹوں سے عدم احتراز اور چغلی کھانے کی وعید:

صحاح ستہ کی مختلف کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا۔ یہ واقعہ جنت البقیع یا کسی سفر کا ہے یا دو الگ الگ واقعات بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، جو کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے احتراز نہ کرنے کے باعث اور دوسرے کو چغلی کھانے کے سبب۔ آپ کے دست اقدس میں کھجور کی تر چھڑی تھی۔ آپ نے اس کے دو حصے کیے، ایک ٹکڑا ایک قبر پر رکھ دیا اور دوسرا ٹکڑا دوسری قبر پر۔ پھر فرمایا: ان ٹکڑوں کے سبب ان کے عذاب قبر میں تخفیف ہوگئی ہے۔

حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قبروں والے مسلمان تھے کیونکہ کفار کا عذاب دائمی ہوتا ہے' جس میں تخفیف و کمی نہیں ہوتی۔

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

اس حدیث سے متعدد مسائل معلوم ہوئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی دیوار یا دوسری چیز حائل نہیں ہوسکتی۔
☆ یہ عقیدہ غلط ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔
☆ اصحاب قبور کے احوال سے آپ آگاہ ہیں اور ان کی آزمائش و راحت سے بھی۔
☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اعمال خیر و بد کو بخوبی جانتے ہیں۔
☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر کے تدارک وعلاج کو بھی جانتے ہیں۔
☆ قبروں پر تر چھڑی رکھنا یا پھول ڈالنا جائز ہے جو صاحب قبر کے لیے راحت وآرام کا باعث ہوسکتے ہیں۔

سوال و جواب:

زیر مطالعہ حدیث کی توضیح کے لیے چند سوالات اور ان کے جوابات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

سوال: اصحاب قبور مسلمان تھے یا غیر مسلم؟

جواب: وہ مسلمان تھے۔ اس سلسلے میں چند قرائن ہیں: (۱) مسند امام احمد بن حنبل کے الفاظ ہیں: **و ما یعذبان الا فی الغیبة و البول** ۔ (انہیں غیبت کرنے اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا) ان کو ان کے کفر کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ (۲) مسند امام احمد بن حنبل میں ہی ہے: **من دفنتم الیوم ههنا** (تم لوگوں نے آج کن کو دفن کیا ہے؟) اس کے مخاطب صحابہ کرام ہیں۔ (۳) کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی، اگر تخفیف ہوتو اس کی تصریح کردی جاتی ہے، جس طرح ابولہب کے بارے میں تصریح موجود ہے۔

سوال: کچھ روایات میں کبیرہ گناہ کی نفی ثابت ہوتی ہے اور دیگر روایات میں اثبات تو پیشاب کی چھینٹوں سے عدم احتراز اور چغلی کھانا کیا گناہ کبیرہ ہیں؟

جواب: نفی والی روایت میں کبیرہ سے مشقت والی چیز مراد ہے، جس سے احتراز کرنا دشوار نہیں ہے جبکہ اثبات والی روایت میں کبیرہ گناہ مراد لیا گیا ہے۔

سوال: کچھ روایات میں غیبت کا ذکر ہے اور کچھ میں نمیمہ (چغلی) کا تو دونوں کے درمیان تعارض ہوا؟

جواب: غیبت سے مراد ہے: ذکر العیب علی وجہ الغیب (کسی کی عدم موجودگی میں اس کی عیب جوئی کرنا، اور نمیمہ سے مراد ہے: ذکر الحدیث علی جہة الفساد (فساد و جھگڑا برپا کرنے کی غرض سے کوئی بات کرنا) دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے، جس میں ایک مادہ اجتماعی اور دو افتراقی ہوا کرتے ہیں۔ یہاں اجتماعی مادہ ایسا ہے، جسے نمیمہ کہا جاسکتا ہے اور غیبت بھی۔ لہٰذا کوئی تعارض نہ رہا۔

سوال: عذاب کی وجہ کیا ہے؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامة الصلوٰة او کما قال علیہ السلام۔ قیامت کے دن سب سے قبل سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ نماز کی چابی طہارت ہے۔ آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل قبر ہے۔ یہ

منزل آسان ہوئی تو دوسری منازل بھی آسان ہوں گی۔قبر میں طہارت کا سوال مناسب تر ہے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کو دیکھ کر آنسو بہایا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ قَبْلَ اَنْ یُّطْعَمَ

باب 54: جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو اُس کے پیشاب پر پانی چھڑکنا

66 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ

متنِ حدیث: قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَیْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَیْهِ

فی الباب: قَالَ وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّعَآئِشَةَ وَزَیْنَبَ وَلُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِیَ اُمُّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبِی السَّمْحِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ لَیْلٰی وَابْنِ عَبَّاسٍ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهُوَ قَوْلُ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا یُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَیُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِیَةِ وَهٰذَا مَا لَمْ یَطْعَمَا فَاِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِیْعًا

◆◆ سیّدہ اُمّ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اپنے بیٹے کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' وہ کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی کھانا کھانے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا) اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیّدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسمح، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابولیلیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے کئی اہلِ علم کی یہی رائے ہے جن میں امام احمد اور اسحاق بھی شامل ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا' اور لڑکی کے پیشاب کو

66- اخرجه مالك فی الموطا (64/1): كتاب الطهارة' باب: ماجاء فی بول الصبی' حديث (110)' والبخاری (39/1): كتاب الوضوء' باب: بول الصبيان' حديث (223)' ومسلم (197/2- نووی): كتاب الطهارة' باب: حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله' حديث (287/103)' وابوداؤد (155/1): كتاب الطهارة' باب: بول الصبی يصيب الثوب' حديث (374)' وابن ماجه (174/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: ماجاء فی بول الصبی الذی لم يطعم' حديث (524)' والنسائی (157/1): كتاب الطهارة' باب: بول الصبی الذی لم ياكل الطعام' حديث (302)' والدارمی (189/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: بول الغلام الذی لم يطعم' واخرجه احمد (356, 355/6)' وابن خزيمة (144/1)' حديث (285)' والحميدی (165/1)' حديث (343)' من طريق عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن ام قيس بنت محصن الاسدية به-

دھویا جائے گا۔

یہ حکم اس وقت ہے، جب انہوں نے ابھی کھانا، کھانا شروع نہ کیا ہو، لیکن اگر انہوں نے کھانا شروع کر دیا ہو تو ان دونوں (کے پیشاب کو) دھویا جائے گا۔

شرح

شیر خوار بچے کے پیشاب کو دھونے میں مذاہب آئمہ:

شیر خوار بچہ جو غذا نہ کھاتا ہو، کا پیشاب پاک ہے یا پلید؟ بر صورت ثانی اسے دھویا جائے گا یا اس پر پانی چھڑک دینا کافی ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام ابوداؤد ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب نجس نہیں ہے۔ اس لیے کہ کھانا کھانے سے جو فضلہ یا پیشاب بنتا ہے، وہ نجس ہے۔ جمہور کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب نجس ہے۔ البتہ اس کے دھونے کے طریقہ میں ان کے مابین اختلاف ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب دھونے کی بجائے اس پر پانی کے چھینٹے مار دینا ہی کافی نہیں۔ البتہ بچی کے پیشاب کو پانی سے دھونا ضروری ہے۔ چھینٹے مارنے کی صورت میں چھینٹے اتنے مارے جائیں کہ خواہ وہ خود تقاطر نہ ہو مگر نچوڑنے سے تقاطر ہو جائے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث اور دیگر احادیث جن میں الفاظ "نضح" اور "رش" استعمال ہوئے ہیں، سے اپنے مؤقف پر استدلال کیا ہے۔ ان دونوں الفاظ سے مراد چھینٹے مارنا ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوار بچہ ہو یا بچی دونوں کے پیشاب کو دھو کر صاف کرنا ضروری ہے۔ البتہ بچے کے پیشاب کو بنسبت بچی کے خفیف انداز میں دھویا جائے گا۔ انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں پیشاب سے احتراز و اجتناب کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ نیز ان احادیث سے جن میں "صب عليه الماء" اور "اتبعه الماء" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی وغیرہ کے دلائل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جن روایات میں "نضح" اور "رش" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کے معانی وہ مراد لیے جائیں جو موقع و محل اور اقتضاء الحال کے مطابق ہوں مثلاً "نضح" اور "رش" چھینٹوں کے علاوہ "غسل خفیف" کے معانی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جب ان الفاظ سے "غسل خفیف" مراد لیا جائے تو یہ روایات ہمارے مؤقف کے خلاف ہرگز نہیں رہیں گی۔

سوال: سنن ابی داؤد میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ونضحه و يغسله (کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں) کے الفاظ موجود ہیں؟

جواب: یہاں غسل کی نفی سے غسل مبالغہ کی نفی مراد ہے نہ کہ مطلقاً کی نفی ہے۔

سوال: بچے کی بنسبت بچی کے غسل بول میں مبالغہ کیوں مقصود ہوتا ہے؟

جواب: (۱) بچہ بنسبت بچی کے مجالس میں زیادہ لایا جاتا ہے جو تخفیف کا متقاضی ہے۔

(۲) بچی کے پیشاب میں لیسدار مادہ ہوتا ہے۔

(۳) بچے کا پیشاب کئی جگہوں میں اور کم مقدار میں گرتا ہے لیکن بچی کا پیشاب ایک ہی جگہ میں کثیر مقدار میں گرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

باب 55: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو اُس کے پیشاب کا حکم

67 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ وَّقَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ

متنِ حدیث: اشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ وَارْتَدُّوا عَنِ الْاِسْلَامِ فَاُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَّسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ وَاَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَحَدَهُمْ يَكُدُّ الْاَرْضَ بِفِيْهِ حَتّٰى مَاتُوْا وَرُبَّمَا قَالَ حَمَّادٌ يَكْدُمُ الْاَرْضَ بِفِيْهِ حَتّٰى مَاتُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے وہاں کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زکوٰۃ کے اونٹوں میں بھیج دیا۔ آپ نے فرمایا: تم ان کا دودھ اور پیشاب پیو! ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے اور وہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔

(بعد میں) انہیں پکڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت میں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیں پھروا دیں' پھر انہیں ریگستان (کے تپتے ہوئے پتھروں پر) ڈلوا دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان میں سے ایک شخص کو دیکھ رہا تھا وہ (پیاس کی شدت سے) اپنی زبان کے ذریعے زمین کو چاٹ رہا تھا' یہاں تک کہ وہ

67- اخرجه البخاری (400/1): کتاب الوضوء' باب: ابوال الابل والدواب والغنم ومرابضها' حدیث (233)' و مسلم (1296/3): کتاب القسامة' باب: حکم المحاربین والمرتدین' حدیث (1671/9)' وابوداؤد (534/2): کتاب الحدود' باب: ماجاء فی المحاربة' حدیث (4364)' وابن ماجه (861/2): کتاب الحدود' باب: من حارب وسعی فی الارض فسادا' حدیث (2578)' واخرجه النسائی (97/7): کتاب تحریم الدم' باب: تاویل قول الله عزوجل: (انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله)' حدیث (4034)' واخرجه احمد (107/3, 205)' من طریق حمید و قتادة' و ثابت عن انس به-

لوگ اسی حالت میں مرگئے۔

حماد نامی راوی بعض اوقات یہ لفظ نقل کرتے ہیں۔

یکدم (یعنی وہ اپنے منہ سے زمین کو چاٹ رہا تھا) یہاں تک کہ وہ لوگ مر گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے یہ کئی حوالوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اکثر اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: حلال جانوروں کے پیشاب میں حرج نہیں۔

68 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْيُنَهُمْ لِاَنَّهُمْ سَمَلُوْا اَعْيُنَ الرُّعَاةِ (۱)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْلَمُ اَحَدًا ذَكَرَهُ غَيْرَ هٰذَا الشَّيْخِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَّهُوَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ (وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ)

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں سلائیاں اس لیے پھروائیں تھیں کیونکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اس شخص کے علاوہ اور کسی نے بھی یزید بن زریع سے، ہمارے علم کے مطابق، اس روایت کو نقل نہیں کیا۔

قرآنی حکم ''والجروح قصاص'' کے مطابق ان کی آنکھوں سلائیاں پھروائی گئیں' کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھروائیں تھیں۔ محمد بن سیرین سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

شرح

ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس ہونے میں مذاہب آئمہ:

قبیلہ ''عرینہ'' یا قبیلہ ''عکل'' یا دونوں سے متعلق آٹھ افراد مدینہ طیبہ میں آئے۔ انہیں مدینہ طیبہ کی آب وہوا موافق نہ آئی تو وہ بیمار ہوگئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا: تم اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ نوش کرو۔ وہ صدقہ کے اونٹوں میں گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو شہید کر دیا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ پھر وہ پکڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت کٹوا دیے اور ان کی

(۱)- اخرجه مسلم (1298/3): كتاب القسامة' باب: حكم المحاربين والمرتدين' حديث (1671/14)' والنسائی (100/7): كتاب تحريم الدم: باب تاويل قول الله عزوجل (انما جزئا الذين يحاربون الله ورسوله) حديث (4043)من طريق سليمان التيمي عن انس به-

آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں پھر انہیں ریگستان (تپتی ہوئی ریت) میں پھینکوا دیا۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔
سوال یہ ہے کہ کیا ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام محمد اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ وہ طاہر ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) زیر بحث حدیث ہے، جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ یا قبیلہ عکل کے لوگوں کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **صلوا فی مرابض الغنم**۔ ''تم بکریوں کے ٹھہرنے کی جگہ میں نماز ادا کرو''۔ اگر ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس ہوتا تو بکریوں کی قیام گاہ میں آپ ہرگز نماز ادا کرنے کی اجازت نہ دیتے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجس ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **استنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه** (سنن ابن ماجہ) (تم پیشاب سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے)
(۲) حضرت سعد بن ابی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا واقعہ ہے، جس میں ہے کہ تدفین کے بعد قبر نے انہیں شدت سے دبایا۔ انہوں نے کسی کو (خواب میں) بتایا یہ سب کچھ پیشاب سے احتراز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ (مسند امام احمد)
(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: **نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل لحوم الجلالة والبانها** (جامع ترمذی) (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور ان کا دودھ پینے سے منع فرمایا)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں: دلیل اول کے جوابات: (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل عرینہ یا قبیلہ عکل کے لوگوں کے لیے اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پینے کا علاج ''الخبیث للخبیثین'' کے مطابق تجویز فرمایا۔ (۲) ان لوگوں کو پیشاب پینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا بلکہ اس کے خارجی استعمال میں لانے کا حکم دیا تھا۔ اس کی اصل عبارت یوں تھی: ''**اشربوا من البانها واستنشقوا من ابوالها**''
(۳) یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے منسوخ ہے۔ وہ روایت یہ ہے: استنزھوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه۔ دلیل دوم کا جواب: حدیث میں ہے جب تم میں کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتے کو دیکھ لیا کرے، اگر اس میں نجاست ہو تو اسے صاف کر کے اس میں نماز ادا کرے۔ (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۹۶) چونکہ عموماً راستوں میں چارپائیوں کے فضلات پڑے ہوتے ہیں جن کا جوتے یا پاؤں کو لگ جانا اسے پلید کر دیتا ہے۔
حدیث نمبر ۶۸ میں ان لوگوں سے انتقام لیتے ہوئے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں

نے بھی حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں۔

سوال: حاضر ہونے والے آٹھ اشخاص کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

جواب: چارافرادقبیلہ عرینہ کے اور تین قبیلہ عکل کے جب کہ ایک کسی اورقبیلہ کا تھا۔

سوال: کسی روایت میں آنکھیں نکالنے کا ذکر ہے اور کسی میں آنکھوں میں سلائیاں پھیرنے کا تو دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلے سلائیاں پھیری گئیں پھرآنکھیں نکالی گئیں،لہٰذا کوئی تعارض نہ رہا۔

سوال: کیا پیشاب پینا جائز ہے؟

جواب: (۱) یہ قبیلہ عرینہ کی خصوصیت تھی (۲) اصل عبارت اس طرح تھی: اشربوا من البانها واستنشقوا من ابوالها۔ یعنی تم ان کا دودھ پیواوران کا پیشاب سونگھو۔گویا پینے کا ذکر نہیں ہے لہٰذا اعتراض بھی نہ رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ الرِّيحِ

باب 56: ہوا (خارج ہونے) پر وضو کا ٹوٹ جانا

69 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِيْحٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وضو اس وقت لازمی ہوتا ہے جب آواز آئے یا ہوا (بدبو) خارج ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

70 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رِيْحًا بَيْنَ اَلْيَتَيْهِ فَلَا يَخْرُجْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَّعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ وَّعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

70- اخرجه احمد (410/2, 435, 471) وابن ماجه (172/1): كتاب الطهارة و سننها' باب: لا وضوء الا من حدث' حديث (515)' وابن خزيمة (18/1)' حديث (27)' من طريق سهيل بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة به-

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ اَنْ لَّا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَّسْمَعُ صَوْتًا اَوْ يَجِدُ رِيْحًا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا شَكَّ فِى الْحَدَثِ فَاِنَّهٗ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ حَتّٰى يَسْتَيْقِنَ اسْتِيقَانًا يَقْدِرُ اَنْ يَّحْلِفَ عَلَيْهِ وَقَالَ اِذَا خَرَجَ مِنْ قُبُلِ الْمَرْاَةِ الرِّيْحُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْوُضُوْءُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں موجود ہو اور وہ اپنی سرین میں سے ہوا کا خروج محسوس کرے تو اس وقت تک (وضو کرنے کے لیے) نہ نکلے جب تک آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس نہ کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

علماء بھی اس بات کے قائل ہیں: ان کے نزدیک وضو ٹوٹنے کی صورت میں وضو اس وقت لازم ہوتا ہے جب آدمی آواز سن لے یا اسے بدبو محسوس ہو۔ ابن مبارک فرماتے ہیں: جب آدمی کو وضو ٹوٹنے کے بارے میں شک ہو تو اس پر وضو کرنا اس وقت تک لازم نہیں ہوگا جب تک اسے وضو ٹوٹنے کا اتنا یقین نہ ہو کہ وہ اس پر قسم اٹھا سکتا ہو۔ ابن مبارک فرماتے ہیں: اگر عورت کے ''قُبُل'' (اگلی شرمگاہ) سے ہوا خارج ہو جائے تو اس پر وضو کرنا لازم ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

71 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی شخص کی نمازوں کو اس وقت تک قبول نہیں کرتا، جب وہ بے وضو ہو، جب تک وہ وضو نہ کر لے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مسئلہ کی وضاحت:

لفظ ''رِیح'' کے دو پہلو ہیں جب یہ بھیگے ہوئے کپڑے سے گزرے تو کپڑا نجس نہیں ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اس (ریح) کے پاک ہونے کا اعتبار ہوگا۔ اس کے خارج ہونے سے وضو فاسد ہو جاتا ہے اس صورت میں اس کے نجس ہونے کا اعتبار ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ریح خارج ہوتے وقت آواز سن لی یا بدبو محسوس کی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ٹوٹے گا۔

71- اخرجه احمد (318,308/2) والبخارى (282/1) كتاب الوضوء باب: لاتقبل صلاة بغير طهور حديث (135) ومسلم (144/2- نووى): كتاب الطهارة: باب وجوب الطهارة للصلاة حديث (225/2) وابو داؤد (63/1): كتاب الطهارة باب: فرض الوضوء حديث (60) وابن خزيمة (9/1) حديث (11) من طريق همام بن منبه عن ابى هريرة به۔

ایک سوال اوراس کا جواب:

زیر بحث حدیث سے ثابت ہوتا ہے ہوا خارج ہوتے وقت آواز سن لی یا بدبو محسوس کی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں اپنے سرینوں میں ہوا کا خارج ہونا محسوس کرے تو وہ آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے تو وہ مسجد سے باہر (وضو کرنے کے لیے) نہ جائے۔ دونوں حدیثوں کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ایک روایت سے وضو ٹوٹتا ہے اور دوسری میں نہیں ٹوٹتا تو دونوں کے درمیان تعارض ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک روایت میں اجمال ہے اور دوسری روایت میں تفصیل ہے۔ اجمال والی روایت کو تفصیل والی روایت کے ساتھ ملایا جائے تو مطلب یہ بنے گا کہ ہوا خارج ہوتے وقت یقینی طور پر بدبو محسوس کی یا آواز سنی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اس سلسلے میں مشہور قاعدہ ہے: الیقین لایزول بالشك یعنی شک سے یقین زائل نہیں ہوسکتا۔

سوال: قبل (آگے والے مقام) سے خارج ہونے والی ہوا سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل کی مطلقاً ہوا ناقضِ وضو نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ بدبو کے ساتھ خارج نہیں ہوتی اور نہ محلِ نجاست سے ہو کر آتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً ہوا ناقضِ وضو ہے۔

سوال: مفضات (وہ عورت جس کے سبیلیں کے مابین کا پردہ پھٹ گیا ہو یا سوراخ ہو گیا ہو) کی قبل سے خارج ہونے والی ہوا کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مفضات کی قبل سے خارج ہونے والی ہوا ناقضِ وضو نہیں۔ البتہ مفضات کے بارے میں احناف کے تین اقوال ہیں: (۱) اس ہوا سے وضو ٹوٹ جاتا رہتا ہے (۲) اگر ہوا بدبودار ہو تو ناقضِ وضو ہے ورنہ نہیں (۳) مفضات پر وضو واجب نہیں ہوتا مگر وضو کر لینا مستحب و مستحسن ہے۔ آخری قول پر فتویٰ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ

باب 57: سونے کے بعد (بیدار ہونے پر) وضو کرنا

72 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى كُوْفِيٌّ وَّهَنَّادٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّـهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ حَتّٰى غَطَّ اَوْ نَفَخَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قَدْ نِمْتَ قَالَ اِنَّ الْوُضُوْءَ لَا يَجِبُ اِلَّا عَلٰى مَنْ نَّامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ

72- اخرجه احمد (256/1) وابو داؤد (101/1): كتاب الطهارة باب: في الوضوء من النوم واخرجه عبد بن حميد (221,220) حديث (659) من طريق قتادة عن ابي العالية عن ابن عباس به۔

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ خَالِدٍ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ سو گئے آپ سجدے کی حالت میں تھے' یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی' پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ تو سو گئے تھے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو اس شخص پر لازم ہوتا ہے' جو لیٹ کر سوئے' کیونکہ جب وہ لیٹتا ہے' تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اس حدیث کے ایک راوی) ابوخالد کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

73 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُوْنَ ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّئُوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ: وَسَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَمَّنْ نَّامَ قَاعِدًا مُعْتَمِدًا فَقَالَ لَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ اَبَا الْعَالِيَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ فَرَاٰى اَكْثَرُهُمْ اَنْ لَّا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ اِذَا نَامَ قَاعِدًا اَوْ قَائِمًا حَتّٰى يَنَامَ مُضْطَجِعًا وَّبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ

قَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا نَامَ حَتّٰى غُلِبَ عَلٰى عَقْلِهٖ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَنْ نَّامَ قَاعِدًا فَرَاٰى رُؤْيَا اَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهٗ لِوَسَنِ النَّوْمِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سو جاتے تھے اور پھر وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر لیتے تھے وہ از سرِ نو وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

73- اخرجه احمد (277/3) ومسلم (2/307-308- نووی): كتاب الحيض' باب: الدليل على ان نوم الجالس لا ينقض الوضوء' حديث (376/125) و ابو داؤد (100/1): كتاب الطهارة' باب: في الوضوء من النوم' حديث (200) من طريق قتادة عن انس به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے صالح بن عبداللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا: جو بیٹھ کر ٹیک لگا کر سو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس شخص پر وضو کرنا لازم نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر نقل کیا ہے انہوں نے اس میں ابوعالیہ کا ذکر نہیں کیا اور اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔ سونے کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے ان میں سے اکثریت کی رائے یہ ہے: اگر کوئی شخص بیٹھ کر یا کھڑا کھڑا سو جائے تو وضو لازم نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک وہ لیٹ کر نہ سوئے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے بعض حضرات یہ کہتے ہیں: جب کوئی شخص سو جائے یہاں تک کہ اس کی عقل پر نیند کا غلبہ ہو جائے (یعنی اس کے حواس ختم ہو جائیں) تو اس پر وضو واجب ہوگا۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آدمی بیٹھ کر سو جائے اور کوئی خواب دیکھ لے یا نیند کے غلبہ کی وجہ سے اس کے بیٹھنے کی جگہ (یعنی سرین) اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس پر وضو کرنا لازمی ہوگا۔

شرح

نوم کے ناقض وضو ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

نیند بنفسہ ناقض وضو نہیں ہے البتہ بغیرہ ناقض وضو ضرور ہے۔ اس لیے کہ نیند کی حالت میں جسم سے خروج ریح کا امکان ہوتا ہے کیونکہ اعضاء بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس امر خارجی کی وجہ سے نیند کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نوم ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ نوم مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے۔ البتہ گہری نیند ناقض وضو ضرور ہے۔ ان کے نزدیک گہری نیند وہ ہے جس میں خواب نظر آئے یا خراٹے بھرے گئے ہوں یا حالت نماز میں بدن کا پچھلا حصہ اوپر اٹھ گیا ہو۔ انہوں نے زیر بحث دونوں حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب نیند عقل پر غالب آجائے تو ناقض وضو ہے خواہ یہ معاملہ کسی حالت میں بھی پیش آجائے، ورنہ نہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: **اذا اضطجع استرخت مفاصله** یعنی جب نیند کی حالت میں جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں تو ہوا خارج ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ دوران نماز قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں نیند آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ علاوہ ازیں چار زانو بیٹھ کر سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سونے سے یا کھڑا ہو کر سویا پھر زمین پر گر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ ان حالتوں میں اعضاء جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ آپ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا

ہے:اذا اضطجع استرخت مفاصلہ ۔ آپ کا مذہب زیادہ مدلل،فطرت کے قریب تر اور احتیاط پر مبنی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے باب کی پہلی حدیث کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ نوم غالب ناقض وضو ہوتی ہے، جس میں اعضاء جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں لیکن یہاں نوم غالب نہیں پائی گئی۔علاوہ ازیں حدیث دوم کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام پر نوم کا غلبہ نہیں ہوتا تھا بلکہ ''النعاس'' (غنودگی) طاری ہو جاتی تھی۔لہٰذا دونوں روایات آپ کے موقف کے خلاف نہیں ہیں۔اس تقریر سے دیگر آئمہ کے دلائل کے جوابات بھی آ گئے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی خصوصیت کے بارے میں دریافت کیا تھا لیکن آپ نے جواب میں عام قاعدہ بیان کر دیا؟

جواب: یہ اعلیٰ اسلوب حکمت ہے کہ ہماری خصوصیات تو مسلمہ ہیں جن سے کوئی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا مگر آپ لوگوں کو جس مسئلہ کی ضرورت ہے وہ دریافت کریں کہ کون سی چیز ناقض وضو ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

باب 58: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے، وضو کا لازم ہونا

74 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ اَقِطٍ قَالَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَتَوَضَّاُ مِنَ الدُّهْنِ اَنَتَوَضَّاُ مِنَ الْحَمِيْمِ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِذَا سَمِعْتَ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ مَثَلًا

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّاَبِيْ طَلْحَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَاَبِيْ مُوْسٰى

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَاَى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوْءَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو چیز آگ پر پکی ہو، اس کو کھانے سے وضو کرنا لازم ہوگا خواہ وہ پنیر کا ٹکڑا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا ہم تیل کی وجہ سے وضو کریں گے؟ کیا ہم گرم پانی کی وجہ سے وضو کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! جب تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث سن لو تو اس کے سامنے

74- اخرجه احمد (503/2) وابن ماجه (163/1): كتاب الطهارة و سننها، باب: الوضوء مما غيرت النار، حديث (485) من طريق محمد بن عمرو بن علقمة عن ابي سلمة عن ابي هريرة به۔

مثالیں نہ بیان کیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو کرنا لازم ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کی یہ رائے ہے: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو لازمی نہیں ہوتا۔ (یعنی آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

باب 59: آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے کی وجہ سے) وضو لازم نہ ہونا

75 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلٰى امْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَاَكَلَ وَاَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُطَبٍ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّاَ لِلظُّهْرِ وَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِّنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ قَالَ [1]

فِی الْبَاب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ رَافِعٍ وَّاُمِّ الْحَكَمِ وَعَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ وَاُمِّ عَامِرٍ وَّسُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَاُمِّ سَلَمَةَ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا يَصِحُّ حَدِيْثُ اَبِیْ بَكْرٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهٖ اِنَّمَا رَوَاهُ حُسَامُ بْنُ مِصَكٍّ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيْحُ اِنَّمَا هُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رَوَاهُ الْحُفَّاظُ وَرُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَّعِكْرِمَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ وَّعَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَهٰذَا اَصَحُّ

---

(۱)– صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

75– اخرجه احمد (414/2) و مسلم (285/2– نووی): كتاب الحيض' باب: الدليل على من تيقن الطهارة ثم شك فى الحدث فله ان يصلى بطهارته تلك' حديث (362/99)' وابو داؤد (94/1): كتاب الطهارة' باب: اذا شك فى الحدث' حديث (177)' والدارمى (184,183/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: لا وضوء الا من حدث' وابن خزيمة (17,16/1)' حديث (24)' من طريق سهيل عن ابيه عن ابى هريرة به–

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ رَاَوْا تَرْكَ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَهٰذَا اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ نَاسِخٌ لِلْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ حَدِيْثِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے میں آپ کے ساتھ تھا' آپ ایک انصاری خاتون کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس خاتون نے آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی آپ نے اسے کھایا' پھر وہ خاتون کھجوروں کا ایک تھال لے کر آئی' آپ نے ان میں سے بھی کھایا' پھر آپ نے ظہر کی نماز کے لیے وضو کیا' پھر نماز ادا کی' پھر نماز سے فارغ ہوئے' تو وہ خاتون بکری کا بچا ہوا گوشت لائی۔ آپ نے اسے بھی کھالیا' پھر آپ نے عصر کی نماز ادا کی' لیکن از سر نو وضو نہیں کیا۔

اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابورافع، حضرت اُمّ حسن رضی اللہ عنہا، حضرت اُمّ عامر، حضرت سوید بن نعمان اور سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے' کیونکہ اسے حسام بن مصک نے ابن سیرین کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

درست یہ ہے: یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ علم حدیث کے ماہرین نے اسے اس طرح روایت کیا ہے' اور اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں ابن سیرین کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

عطاء بن یسار، عکرمہ، محمد بن عمرو بن عطاء، علی بن عبداللہ بن عباس اور کئی حضرات نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہلِ علم نے اس چیز پر عمل کیا ہے' ان میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے سے) وضو کرنا لازم نہیں ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملات میں آخری عمل یہی منقول ہے' گویا یہ حدیث پہلی والی حدیث کو منسوخ کرنے والی ہے' وہ حدیث جس میں پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے۔

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا شرعی حکم:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم آتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ مسلسل دو ابواب اور ان کے تحت دو احادیث بھی لائے ہیں۔ پہلے باب کی حدیث سے آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کا وجوب ثابت ہوتا ہے جبکہ

دوسرے باب کی حدیث سے وضو کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ابتداء میں اس مسئلہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آراء اور افعال مختلف تھے لیکن بعد میں اس کے عدم وجوب پر ان کا اجماع منعقد ہو گیا۔

سوال یہ ہے کہ جب آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے عدم وجوب پر اجماع منعقد ہو چکا ہے تو باب اول کی حدیث کا کیا جواب ہوگا؟ اس کے متعدد جوابات ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حدیث: وضوء مما مست النار، کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اس کی ناسخ حضرت جابر بن عبداللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: قال کان اخر الامرین من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ترك الوضوء مما غیرت النار (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۵) راوی کا کہنا ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دو چیزوں میں سے ایک آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم ختم کرنا ہے۔

۲- اس حدیث میں حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ استحباب کے لیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کرنا ثابت ہے اور ترک وضو بھی۔ وضو کرنا مستحب عمل ہے۔

۳- اس وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں ہے بلکہ لغوی وضو ہے۔ اس کی تائید حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ وہ ایک خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ثم اتینا بماء فغسل رسو اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یدیه و مسح یبلل کفیه و جهه و ذراعیه ورأسه و قال یا عکراش هذا الوضوء مما غیرت النار ۔ (جامع ترمذی)

پھر ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، ان کی تری سے کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھوں، اپنے چہرے، اپنی دونوں کلائیوں اور اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عکراش! آگ پر پکی ہوئی چیز کا یہ وضو ہے۔ معلوم ہوا حدیث باب سے مراد وضو صغیر ہے جو ہاتھ، چہرہ اور منہ کے دھونے کا نام ہے۔

۴- آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے فرشتوں سے مشابہت نہیں رہتی یا آتش دنیا جہنم کی آتش سے ملتی جلتی ہے اور اس کا مقام بھیانک وخطرناک ہے تو اس سے تعلق ورابطہ ختم کرنے کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ

باب 60: اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا

76 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ فَقَالَ تَوَضَّئُوْا مِنْهَا

76- اخرجه احمد (303,288/4) وابو داؤد (96/1): كتاب الطهارة، باب: الوضوء من لحوم الابل، حديث (184) (187/1): كتاب الصلاة، باب: النهي عن الصلاة في مبارك الابل، حديث (493) وابن ماجه (166/1): كتاب الطهارة وسننها، باب: ماجاء في الوضوء من لحوم الابل، حديث (494) وابن خزيمة (22,21/1) حديث (32) من طريق عبدالرحمن بن ابي ليلى عن البراء بن عازب به -

وَسُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ فَقَالَ لَا تَتَوَضَّئُوْا مِنْهَا قَالَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَاُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

اسنادِدیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَّهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَوٰى عُبَيْدَةُ الضَّبِّىُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ ذِى الْغُرَّةِ الْجُهَنِىِّ وَرَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ فَاَخْطَاَ فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّالصَّحِيْحُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اِسْحٰقُ صَحَّ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ وَحَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الْوُضُوْءَ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: تم اس کے بعد وضو کرلو' آپ سے بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: تم اس کے بعد وضو نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حجاج بن ارطاۃ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' انہوں نے اسے عبداللہ بن عبداللہ کے حوالے سے، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

عبیدہ ضبی نے اسے عبداللہ رازی کے حوالے سے، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے ذوالغرہ جہنی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو حجاج بن ارطاۃ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے اس میں غلطی کی ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں یہ کہا ہے: یہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے اور وہ اپنے والد اور وہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

صحیح یہ ہے: عبداللہ بن عبداللہ راوی نے اسے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اسحاق فرماتے ہیں: اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو احادیث مستند طور پر منقول ہیں' ایک حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ایک حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' تابعین اور دیگر اہلِ علم میں سے' چند حضرات سے یہی قول منقول ہے:

ان کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا لازم نہیں ہے۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

لحوم ابل کھانے سے لزوم وضو اور عدم لزوم کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

لحوم ابل کے کھانے سے لزوم وضو اور عدم لزوم کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱-حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ لحوم ابل کھانے سے خواہ کچا ہو یا پکا وضو واجب ہو جاتا ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لحوم ابل اور دودھ کے استعمال سے لزوم وضو کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے لزوم وضو کا حکم دیا۔جب آپ سے بکری کے گوشت اور دودھ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم لزوم کا حکم دیا۔علاوہ ازیں اونٹ کی تلی، کلیجی، گردہ، دل اور بھیجا کھانے سے ان کے نزدیک وضو لازم نہیں ہوتا کیونکہ ان چیزوں پر گوشت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم نہیں ہوتا کیونکہ اس کے وجوب کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حدیث باب کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱-جب حدیث: الوضوء مما غیرت النار، منسوخ قرار پا گئی تو اسی طرح یہ حدیث بھی منسوخ ہو گئی۔اس لیے کہ اونٹ کا گوشت کچا نہیں بلکہ پکا کر کھایا جاتا ہے۔

۲-یہ حکم امت کے عوام کے لیے نہیں ہے بلکہ خواص کے لیے ہے۔

۳-اس حدیث میں لزوم وضو کا حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ استحباب کے لیے، اس کی تائید حضرت سمرہ السوائی کی روایت سے بھی ہوتی ہے: **قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انا اهل بادیة و ما شیة فهل نتوضأ من لحوم الابل و الیانها قال: نعم، قلت فهل نتوضأ من لحوم الغنم والبانها قال: لا** ۔ (الطبرانی فی الکبیر) میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم لوگ دیہات میں مقیم ہیں اور پیدل سفر کرتے ہیں تو کیا اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ پینے پر ہم وضو کریں گے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔میں نے یہ بھی سوال کیا: کیا بکری کا گوشت اور دودھ استعمال کرنے پر ہم وضو کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں۔اس روایت میں بھی استحباب ہی بیان ہوا ہے۔(علامہ محمد لیاقت علی رضوی: شرح قدوری جلد اوّل ص ۷۰)

۴-وضو کی دو اقسام ہیں (۱) وضو صغیر جس کا مطلب کھانے پینے سے فراغت پر ہاتھ، منہ اور چہرہ دھونا ہے۔(۲) وضو کبیر، اس سے مراد نماز جیسا وضو کرنا ہے، جس کے چار فرائض ہیں اور اسے نماز کی چابی قرار دیا گیا ہے۔

سوال: اس وضو کو اگر بالفرض مستحب قرار دیا جائے تب بھی سوال یہ ہے کہ آخر اس کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیے؟

جواب: قوم بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا گیا تھا لیکن اُمت محمدیہ کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ اس کی اباحت دراصل اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے اور اس نعمت کے شکرانہ میں اس کے کھانے پر وضو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

بَاب الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

باب 61: شرمگاہ چھونے کے بعد وضو کرنا

77 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ قَالَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَرْوٰى ابْنَةِ اُنَيْسٍ وَّعَآئِشَةَ وَجَابِرٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّثْلَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ بُسْرَةَ وَرَوٰى اَبُوْ اُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَرْوَانَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ بِهٰذَا وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ الْاَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ بُسْرَةَ وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ حَدِيْثُ اُمِّ حَبِيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ صَحِيْحٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَمْ يَسْمَعْ مَكْحُوْلٌ مِّنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَرَوٰى مَكْحُوْلٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَنْبَسَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَاَنَّهٗ لَمْ يَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ صَحِيْحًا

77- اخرجه مالك في الموطا (42/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء من مس الفرج' حديث (58) والحميدى (171/1)' حديث (352)' واحمد (407'406/6)' وابو داؤد (95/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء من مس الذكر' حديث (181)' والنسائي (100/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء من مس الذكر' حديث (163)' وابن ماجه (161/1): كتاب الطهارة و سننها' باب: الوضوء من مس الذكر' حديث (479)' والدارمي (184/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: الوضوء من مس الذكر' وابن خزيمة (22/1)' حديث (33)' من طريق مروان بن الحكم عن بسرة بنت صفوان به-

◆◆ حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لے وہ اس وقت تک نماز ادا نہ کرے' جب تک وہ وضو نہ کر لے۔

اس باب میں سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ اروی بنت انیس رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی راویوں نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حضرت بسرہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت بسرہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول ہے۔

اس روایت کو اسحاق بن منصور نے ابواسامہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت بسرہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم نے یہی رائے دی ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اس باب میں سب سے زیادہ مستند روایت حضرت بسرہ کی حدیث ہے۔

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں سب سے زیادہ مستند ہے یہ علاء بن حارث کی روایت ہے' جسے انہوں نے مکحول کے حوالے سے عنبسہ بن ابوسفیان کے حوالے سے سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مکحول نے عنبسہ بن ابوسفیان سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔ مکحول نے ایک اور راوی کے حوالے سے عنبسہ کے حوالے سے دیگر روایات نقل کی ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ''حدیث صحیح'' نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

باب 62: شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا' لازم نہ ہونا

78 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ الْحَنَفِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: وَهَلْ هُوَ اِلَّا مُضْغَةٌ مِّنْهُ اَوْ بَضْعَةٌ مِّنْهُ

78- اخرجه احمد (23/4) وابو داؤد (95/1): كتاب الطهارة' باب: الرخصة في مس الذكر' حديث (182) وابن ماجه (163/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الرخصة في مس الذكر' حديث (483) والنسائي (101/1): كتاب الطهارة' باب: ترك الوضوء من مس الذكر حديث (165) من طريق قيس بن طلق بن علي عن ابيه به-

فی الباب: قَالَ وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضِ التَّابِعِیْنَ اَنَّهُمْ لَمْ یَرَوُا الْوُضُوْءَ مِنْ مَسِّ الذَّکَرِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْکُوْفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

حکم حدیث: وَهٰذَا الْحَدِیْثُ اَحْسَنُ شَیْءٍ رُوِیَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ اَیُّوْبُ بْنُ عُتْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ اَبِیْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِیْثِ فِیْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ وَّاَیُّوْبَ بْنِ عُتْبَةَ وَحَدِیْثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ اَصَحُّ وَاَحْسَنُ

◆◆ قیس بن طلق اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ صرف گوشت کا ایک لوتھڑا ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے یہ روایت منقول ہے: ان حضرات کے نزدیک شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا لازم نہیں ہے۔ اہلِ کوفہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

اس باب میں یہ حدیث ''احسن'' ہے۔

اس روایت کو ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر نے قیس بن طلق کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علم حدیث کے بعض ماہرین نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ کے بارے میں کچھ گفتگو کی ہے (یعنی انہیں مستند قرار نہیں دیا) ملازم بن عمرو کی عبداللہ بن بدر سے نقل کردہ روایت ''اصح'' اور ''احسن'' ہے

شرح

مس ذکر سے وجوب وضو یا عدم وجوب کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

بلا پردہ مس ذکر، مس فرج اور مس دبر سے وجوب وضو یا عدم وجوب ہوتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مس ذکر بباطن الکف بلا حائل ہو تو ناقض وضو ہوگا۔ ان کے نزدیک مس دبر اور مس فرج کا بھی یہی حکم ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے ذکر کو چھوا تو وہ وضو کیے بغیر نماز نہ ادا کرے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مس ذکر، مس فرج اور مس دبر تینوں ناقض وضو نہیں ہیں[1]۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

[1] عبدالرحمٰن الجزیری: کتاب الفقہ علی مذاہب اربعہ' مترجم جلد اوّل ص ۱۰۰

(۱) حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم هل هو الا مضغة او بضعة منه ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر جسم کا ایک حصہ ہے یا ٹکڑا ہے۔

(۲) عن طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رجل مست ذكری (او) قال الرجل يمس ذكره فی الصلوٰة أعليه وضو ؟ فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم لا، انما هو بضعة منك ۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: میں نے اپنا ذکر چھولیا (یا) اس نے کہا: وہ نماز کی حالت میں اپنے ذکر کو چھوتا ہے تو اس پر وضو ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، کیونکہ ذکر بھی تیرے جسم کا ایک حصہ ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے جوابات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سنداً اور متناً حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے زیادہ قوی ہے۔

۲- حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بنسبت حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد کی ہے۔ بعد والی روایت کو پہلی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

۳- حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی سند میں اضطراب ہے۔ لہٰذا اسے راجح یا ارجح قرار دینا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقُبْلَةِ

باب **63**: (بیوی کا) بوسہ لینے کے بعد وضو لازم نہیں ہوتا

79 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَاَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهٖ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هِیَ اِلَّا اَنْتِ قَالَ فَضَحِكَتْ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِیَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالُوْا لَيْسَ فِی الْقُبْلَةِ وُضُوْءٌ

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ فِی الْقُبْلَةِ وُضُوْءٌ وَّهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَاِنَّمَا تَرَكَ اَصْحَابُنَا حَدِيْثَ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا لِاَنَّهٗ لَا يَصِحُّ عِنْدَهُمْ لِحَالِ الْاِسْنَادِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِیَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمَدِيْنِیِّ قَالَ ضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ

79- اخرجه احمد (210/6) وابو داؤد (94/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء من القبلة' حديث (179) وابن ماجه (168/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء من القبلة' حديث (502) من طريق عروة بن الزبير عن عائشة به-

هٰذَا الْحَدِيْثَ جِدًّا وَّقَالَ هُوَ شِبْهُ لَا شَيْءَ

قولِ امام بخاری: قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ وقَالَ حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَهٰذَا لَا يَصِحُّ اَيْضًا وَّلَا نَعْرِفُ لِاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ سَمَاعًا مِّنْ عَآئِشَةَ وَلَيْسَ يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ

◄► عروہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کا بوسہ لیا' پھر آپ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے ازسرنو وضو نہیں کیا۔

عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: 'وہ آپ ہی ہوں گی'' عروہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسکرا دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس قول کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اور تابعین میں سے ایک سے زیادہ اہلِ علم سے نقل کیا گیا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ بھی اس بات کے قائل ہیں ان حضرات کے نزدیک بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: بوسہ لینے سے وضو کرنا لازم ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔

ہمارے اصحاب نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو اس لیے ترک کیا ہے' کیونکہ ان کے نزدیک یہ مستند طور پر ثابت نہیں ہے' کیونکہ اس کی سند ایسی نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابوبکر عطار بصری سے سنا ہے وہ علی بن مدینی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان نے اس حدیث کو بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ مشتبہ ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: حبیب بن ابوثابت نے عروہ سے اس حدیث کا سماع نہیں کیا۔

ابراہیم تیمی کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا تھا' اور ازسرنو وضو نہیں کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت بھی مستند نہیں ہے' کیونکہ ہم ابراہیم تیمی کے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کے بارے میں نہیں جانتے۔

اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی بھی ''مستند'' روایت منقول نہیں ہے۔

شرح

حالت وضو میں بیوی کا بوسہ لینے سے لزوم وضو یا عدم لزوم میں مذاہب آئمہ:

حالت وضو میں بیوی سے بوس وکنار کرنے سے لزوم وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ حالت وضو میں بیوی سے بوس وکنار کرنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے نزدیک عورت کو چھونے سے ہی وضوٹوٹ جاتا ہے پھر بوسہ لینا تو اونچا عمل ہے۔ انہوں نے نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: اولا مستم النساء۔ (یا تم اپنی بیویوں کو چھولو) حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کے مطابق بیوی کا بوسہ ناقض وضو ہے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیوی کا بوسہ ناقض وضو ہرگز نہیں ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ مطہرہ کا بوسہ لیا پھر وضو کیے بغیر آپ نے نماز ادا فرمائی۔ (حدیث باب)

۲-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ تہجد کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے تو میں آپ کے سامنے لیٹی رہتی تھی، جب آپ سجدہ کرتے غمز فرماتے تو میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی تھی۔ (صحیح بخاری)

۳-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تو میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح لیٹی رہتی تھی اور جب آپ نماز وتر ادا کرتے تو اپنے پاؤں مبارک سے مجھے چھوتے تھے۔

(سنن نسائی، جلد اوّل ص ۳۸)

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث صحیح کے مقابل حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اقوال متروک ہو جائیں گے اور حدیث پر عمل ہوگا۔

حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب:

اس روایت کی سند میں یہ الفاظ ہیں: "حبیب عن عروۃ عن عائشۃ" دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہاں عروہ سے مراد عروہ بن زبیر ہیں یا عروہ مزنی؟ اگر عروہ بن زبیر مراد ہوں تو حبیب کا ان سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اگر عروہ مزنی مراد ہوں تو ان کا سماع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت نہیں ہے، نیز یہ مجہول الصفات راوی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے: یہاں عروہ سے مراد عروہ بن زبیر ہیں، اس کے چار دلائل ہیں: (۱) عروہ بن زبیر ہونے کی تصریح دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد اور سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔ (۲) جب ایک نام کے دو راوی ہوں اور دونوں میں سے کسی کی خصوصیت پر قرینہ نہ ہو تو دونوں میں سے زیادہ مشہور مراد لیا جاتا ہے۔ (۳) روایت میں تصریح ہے کہ عروہ بن زبیر نے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماع کیا تو

ہے۔(۴) روایت میں یہ الفاظ ہیں "من شیء الا انت" یہ الفاظ اگر کوئی گھر کا فرد یا رشتہ دار کہے تو مزاح وخوش طبعی پر محمول ہوتے ہیں اور اگر غیر کہے تو مذاق و بدتمیزی مراد ہوتی ہے۔ یہ الفاظ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ بھانجے ہیں جبکہ عروہ مزنی اجنبی اور غیر ہیں۔

سوال: اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سنن ابی داؤد کی عبارت ہے: روی عن الثوری انہ قال ما حدثنا حبیب الا عن عروۃ المزنی یعنی لم یحدثھم عن عروۃ بن الزبیر بشیء اس میں صراحتاً عروہ المزنی کا نام بطور راوی موجود ہے؟

جواب: (۱) یہ روایت مقطوع عن السند ہے، لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (۲) لفظ "روی" مجہول کا صیغہ استعمال کر کے حضرت امام ابوداؤد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ

باب 64: قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے وضو کرنا

80 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِى السَّفَرِ وَهُوَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوْفِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا وَقَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَعِيْشَ بْنِ الْوَلِيْدِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاَفْطَرَ فَتَوَضَّاَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ اَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْئَهٗ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَابْنُ اَبِیْ طَلْحَةَ اَصَحُّ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَاَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ الْوُضُوْءَ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ فِی الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وُضُوْءٌ وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ

حکم حدیث: وَقَدْ جَوَّدَ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَحَدِيْثُ حُسَيْنٍ اَصَحُّ شَيْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ فَاَخْطَاَ فِيْهِ فَقَالَ عَنْ يَعِيْشَ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ الْاَوْزَاعِيَّ وَقَالَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَاِنَّمَا هُوَ مَعْدَانُ بْنُ اَبِیْ طَلْحَةَ

80- اخرجه احمد (443/6) وابو داؤد (725/1): كتاب الصيام: باب الصائم يستقي عامدا' حديث (2381) والدارمي (14/2): كتاب الصيام' باب: التقيؤ للصائم' وابن خزيمة (224/3) حديث (1956) من طريق معدان بن ابي طلحة عن ابي الدرداء به-

◆◆ معدان بن ابوطلحہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی تو آپ نے ازسرِنو وضو کیا (راوی کہتے ہیں) پھر میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی جامع مسجد میں ہوئی میں نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا' تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے (یعنی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے) ٹھیک کہا ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسحاق بن منصور نے اس روایت کے راوی کا نام معدان بن طلحہ نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (درست نام) ابن ابی طلحہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب' تابعین نے قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے کے بعد وضو کرنا لازم قرار دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے وضو کرنا لازم نہیں ہوتا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

حسین معلم نے اس روایت کو بہترین قرار دیا ہے۔

حسین کی روایت اس باب میں سب سے زیادہ مستند ہے۔

معمر نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے اس میں غلطی کی ہے۔

انہوں نے یہ کہا ہے: یہ یحییٰ بن ولید کے حوالے سے خالد بن معدان کے حوالے سے' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

انہوں نے اس سند میں اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں کیا اسے خالد بن معدان کے حوالے سے نقل کردیا ہے' جو معدان بن ابوطلحہ کے صاحب زادے ہیں۔

شرح

قی اور نکسیر سے لزوم وضو یا عدم لزوم میں مذاہب آئمہ:

قی آنے یا نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ نیز اس مسئلہ کا تعلق اس ارشاد ربانی سے ہے: او جاء احد منکم من الغائط۔ اس کی تفسیر و توضیح میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ سبیلین سے نجاست برآمد ہونا، ناقض وضو ہے لیکن اس کے علاوہ قی، نکسیر، پیپ اور خون وغیرہ جسم سے برآمد ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے: غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر ایک صحابی نماز میں مصروف تھے اور سورہ کہف کی قرأت کررہے تھے۔ دشمن نے انہیں ایک تیر مارا تو وہ نماز میں ہی مشغول رہے۔ جب دشمن کی طرف سے متعدد تیر لگے تو انہوں نے اپنی نماز ختم کردی اور اپنے ساتھی کو (صورتحال سے آگاہ کرنے کے لیے) بیدار کیا۔ انہوں نے اس روایت سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ صحابی کو ایک تیر لگا، خون برآمد ہوا لیکن وہ نماز میں مصروف رہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جسم سے خون

برآمد ہونے سے وضونہیں ٹوٹتا۔ یہی حکم قی کا ہے۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک منہ بھر قی آنے، نکسیر پھوٹنے، سبیلین سے نجاست برآمد ہونے، جسم کے کسی بھی حصہ سے پیپ اور خون وغیرہ برآمد ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ انہوں نے حضرت حدیث باب سے استدلال نہیں کیا کیونکہ یہ روایت فعلی ہونے کے علاوہ مختلف مفاہیم کی حامل ہوسکتی ہے مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محض نظافت کی غرض سے وضو کیا ہو، تازگی و بشاشت کے قصد سے وضو کیا ہو، آپ پہلے سے باوضو نہ ہوں یا نماز ادا کرنے کے لیے آپ نے وضو کیا ہو۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من اصابہ قئ اور عاف اوقلس اومذی فلینصرف فلیتوضا ثم لیبن علی صلاتہ وھو فی ذلک لا یتکلم** (جس شخص کو حالت نماز میں قی آجائے یا نکسیر پھوٹ جائے یا پانی برآمد ہو یا مذی نکل آئے تو وہ پلٹ کر وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرلے بشرطیکہ اس نے کوئی بات نہ کی ہو)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کے جوابات یوں دیے گئے ہیں:

(۱) اس روایت کی سند میں ایک راوی ''عقیل'' ہیں جو مجہول ہیں۔ ایک راوی محمد بن اسحاق ہیں جو مختلف فیہ شخصیت کے مالک ہیں اور انہیں دجال و کذاب بھی کہا گیا ہے۔

(۲) یہ روایت بالاجماع متروک ہے کیونکہ خون کو تو آپ بھی نجس قرار دیتے ہیں۔

(۳) یہ روایت ناقابل استدلال ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واقعہ پر مطلع ہونا اور انکار نہ کرنے کی تصریح نہیں ہے۔

(۴) نمازی صحابی غلبہ حال یا غلبہ عشق کی وجہ سے معذور قرار پاتے ہیں۔

حدیث ہذا کی خصوصیت:

زیر بحث حدیث سند کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔ اس کی قوت کو دیکھ کر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ قی ونکسیر میں حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ حدیث باب کو ''حدیث عشاری'' کہا جاتا ہے۔ جامع ترمذی میں حدیث ''عشاری'' یہی ایک ہے۔ ''عشاری'' اس حدیث کو کہا جاتا ہے، جس کی سند میں مصنف کتاب سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف دس واسطے بنتے ہوں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيْذِ

باب 65: نبیذ سے وضو کرنا

81 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ فَزَارَةَ عَنْ اَبِيْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

81-اخرجه احمد (458, 450, 402/1) وابوداؤد (69/1): كتاب الطهارة' باب: الوضوء بالنبيذ' حديث (84) وابن ماجه (135/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء بالنبيذ' حديث (384) من طريق ابى زيد عن عبدالله بن مسعود به۔

متن حدیث: سَاَلَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا فِیْ اِدَاوَتِكَ فَقُلْتُ نَبِیْذٌ فَقَالَ تَمْرَةٌ طَیِّبَةٌ وَّمَاءٌ طَهُوْرٌ قَالَ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَاِنَّمَا رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ زَیْدٍ رَجُلٌ مَجْهُوْلٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ لَا تُعْرَفُ لَهٗ رِوَایَةٌ غَیْرُ هٰذَا الْحَدِیْثِ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوْءَ بِالنَّبِیْذِ مِنْهُمْ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَغَیْرُهٗ

وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا یُتَوَضَّاُ بِالنَّبِیْذِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وقَالَ اِسْحٰقُ اِنِ ابْتُلِیَ رَجُلٌ بِهٰذَا فَتَوَضَّاَ بِالنَّبِیْذِ وَتَیَمَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَوْلُ مَنْ یَّقُوْلُ لَا یُتَوَضَّاُ بِالنَّبِیْذِ اَقْرَبُ اِلَی الْكِتَابِ وَاَشْبَهُ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ (فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا)

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: تمہارے برتن میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: نبیذ ہے آپ نے فرمایا: کھجوروں کا (شیرہ) بہترین ہے اور اس کا پانی پاک ہے راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کرلیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کوابوزید کے حوالے سے حضرت عبداللہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے۔

ابوزید نامی راوی علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مجہول ہیں اس روایت کے علاوہ ان کی کسی اورروایت کا پتہ نہیں ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: نبیذ سے وضوکیا جاسکتا ہے ان میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

بعض اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: نبیذ سے وضونہیں کیا جاسکتا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ایسی صورتحال میں مبتلا ہو جائے تو میرے نزدیک پسندیدہ صورت یہ ہے: وہ نبیذ سے وضو کرے اور بعد میں تیمّم بھی کرلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو حضرات اس بات کے قائل ہیں: نبیذ سے وضو کیا جاسکتا ہے ان کا قول کتاب اللہ کے حکم سے زیادہ قریب اور زیادہ مشابہہ ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی کے ذریعے تیمّم کرلو''۔

شرح

نبیذ کا مفہوم اوراس سے وضو کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

لفظ ''نبیذ'' بروزن فعیل ہے جو اسم مفعول کے معنی کے ساتھ بمعنی ڈالا ہوا۔ اصطلاح میں ''نبیذ'' سے مراد وہ پانی ہے جس

میں کھجور، چھوہارے، انگور یا کشمش وغیرہ اشیاء ڈالی جائیں اور وہ اس میں گل جائیں اور پانی میٹھا ہو جائے۔

اس بات پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ کھجور کی نبیذ کے علاوہ کسی چیز کی نبیذ سے وضو جائز نہیں ہے۔ جس پانی میں یہ اشیاء ڈالی جائیں اس میں ان کا اثر ظاہر نہ ہوا ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اگر پانی میں یہ اشیاء گل گئی ہوں' پانی گاڑھا ہو چکا ہو اور نشہ آور بن گیا ہو، تو اس سے بالاتفاق وضو صحیح نہیں ہوگا۔

جب پانی میں کھجوروں کے گلنے سے اثر ظاہر ہو گیا لیکن اس کی رقت وسیلان باقی ہو اور اسے جوش بھی نہ دلایا گیا ہو تو اس سے جواز وضو اور عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ۔ "اگر تمہیں پانی میسر نہ آئے تو تم پاک مٹی کا ارادہ کرو۔" چونکہ نبیذ پانی تصور نہیں ہوتا۔ اس لیے اس سے وضو درست نہیں بلکہ تیمم کیا جائے گا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں چار اقوال ہیں:

(۱) نبیذ کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں بلکہ وضو کیا جائے گا۔ (۲) پہلے تیمم کیا جائے گا پھر وضو بھی کیا جائے گا یعنی دونوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ جمع کرنا مستحب ہے (۳) وضو اور تیمم دونوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ جمع کرنا واجب ہے۔ (۴) نبیذ سے وضو نہیں کیا جائے گا بلکہ تیمم کیا جائے گا۔ قول چہارم راجح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

سوال: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کس دلیل کی بناء پر اپنے تین اقوال سے رجوع کیا تھا؟

جواب: اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: تمہارے برتن میں کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس میں نبیذ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو کھجور اور پاک پانی ہے پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا۔"

اس روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ کو "ماء طاہر" قرار دیا اور اس سے عملی طور پر وضو فرمایا۔

بَابُ فِي الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ

باب 66: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

82 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

82- اخرجه البخاری (374/1): كتاب الوضوء' باب: هل يمضمض من اللبن' حديث (211)' ومسلم (281/2- نووی): كتاب الحيض' باب: نسخ الوضوء مما مست النار' حديث (358/95)' وابو داؤد (99/1): كتاب الطهارة' باب: في الوضوء من اللبن' حديث (196)' وابن ماجه (167/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: المضمضة من شرب اللبن' حديث (498)' والنسائی (109/1): كتاب الطهارة' باب: المضمضة من اللبن' حديث (187)' واخرجه احمد (223/1, 227, 329)' وعبد بن حميد (217)' حديث (649)' وابن خزيمة (29/1)' حديث (47)' من طريق عبيدالله بن ابن عباس به۔

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهُ دَسَمًا قَالَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَاَی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ وَهٰذَا عِنْدَنَا عَلَی الْاِسْتِحْبَابِ وَلَمْ یَرَ بَعْضُهُمُ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا آپ نے پانی منگوایا اور کلی کی آپ نے فرمایا: اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اس بارے میں بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: دودھ پینے کے بعد کلی کرنی چاہیے۔ ہمارے نزدیک یہ حکم استحباب پر محمول ہوگا بعض اہلِ علم کے نزدیک دودھ پینے کے بعد کلی کرنا ضروری نہیں ہے۔

شرح

دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کا مسئلہ:

حالت وضو میں دودھ نوش کیا تو پھر کلی کرنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا پھر پانی طلب کر کے کلی کی اور یوں فرمایا: دودھ میں چکناہٹ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش کرنے کے بعد کلی کی اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب: اس میں کئی حکمتیں ہیں: (۱) منہ میں بدبو کی کیفیت پیدا نہ ہو (۲) دودھ کی ملائی (بالائی) منہ میں جمع ہو کر نماز کی حالت میں حلق سے نیچے پیٹ میں نہ اتر جائے۔ کیونکہ دوران نماز چنا کی مقدار کوئی چیز حلق سے نیچے اتر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (۳) اُمت کی تعلیم کے لیے ایسا کیا تا کہ وضو کے بعد لوگ کوئی چیز کھا کر احتیاطاً کلی کیا کریں۔

کوئی چیز کھانے یا پینے کے بعد محل کلی کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ (۱) حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلی کرنا آدابِ نماز سے متعلق ہے اور اس کا وقت کوئی چیز کھانے پینے کے بعد سے لے کر آغاز نماز تک ہے۔ (۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے کے فوراً بعد کلی کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک اس کا تعلق آدابِ لبن سے ہے۔ جمہور کے قول کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش کرنے کے بعد فوراً کلی فرمائی تھی۔

دواہم مسائل:

موقع کی مناسبت سے دواہم مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

جب کوئی شخص چکناہٹ والی چیز کھائے مثلاً گاجر کا حلوہ، اونٹ کا گوشت اور پکے ہوئے پائے وغیرہ تو کلی کرنی چاہیے تاکہ دوران نماز اس کے ذرّے حلق سے نیچے نہ اترنے پائیں۔

کسی شخص نے حالت وضو میں کوئی چیز پی جس کا مزہ منہ اور حلق میں باقی ہو، تو وہ نماز کے لیے مانع نہیں ہوگا۔ مثلاً کھارے (نمکین) پانی سے وضو کیا تو اس کی کڑاہت، چائے نوش کی اس کی مٹھاس اور قہوہ استعمال کیا تو اس کا ذائقہ منہ میں باقی ہو، پھر نماز پڑھ لی تو جائز ہے۔

بَابُ فِيْ كَرَاهَةِ رَدِّ السَّلَامِ غَيْرَ مُتَوَضِّئٍ

باب 67: جب آدمی وضو کی حالت میں نہ ہو تو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے

83 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَاِنَّمَا يُكْرَهُ هٰذَا عِنْدَنَا اِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: وَهٰذَا اَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ الْفَغْوَاءِ وَجَابِرٍ وَّالْبَرَاءِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' آپ اس وقت پیشاب کر رہے تھے آپ نے اسے جواب نہیں دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک یہ اس وقت مکروہ ہے' جب آدمی پاخانہ یا پیشاب کر رہا ہو' بعض علماء نے اس کی یہی وضاحت کی ہے' اس باب میں یہ ''احسن'' روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علقمہ بن فغواء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

83- اخرجه مسلم (295/2- النووى) : كتاب الحيض' باب: التيمم' حديث (115 /370)' وابو داؤد (51/1): كتاب الطهارة' باب: ايرد السلام وهو يبول؟' حديث (16)' وابن ماجه (127/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الرجل يسلم عليه وهو يبول' حديث (353)' والنسائي (36,35/2): كتاب الطهارة' باب: السلام على من يبول' حديث (37)' وابن خزيمة (40/1)' حديث (73)' من طريق الضحاك بن عثمان عن نافع عن ابن عمر به-

شرح

ترجمۃ الباب اور حدیث کے مابین مطابقت:

ترجمۃ الباب یہ قائم کیا گیا ہے کہ حالت غیر وضو میں سوال کا جواب دینا مکروہ ہے اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت پیشاب میں سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے۔اس طرح ترجمۃ الباب اور حدیث باب میں تعارض ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ روایت سے مراد عام حکم ہے کہ کوئی بھی شخص بے وضو سلام کا جواب نہیں دے سکتا یا ''وھو یبول'' سے مراد بالفعل پیشاب کرنے کی حالت میں نہ ہونا یعنی پیشاب سے فراغت کی حالت ہے۔

سلام نہ کہنے کے مواقع:

بعض مواقع پر شرعی نقطہ نظر سے سلام کہنے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا بھی واجب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔وہ مواقع درج ذیل ہیں:

(۱) مسلم علیہ کا نقصان ہونے کا امکان ہو مثلاً مصلی، تالی، ذاکر، مقیم، مؤذن، مدرس، محدث، مقرر، ان سب کے سامعین کو، اسباق کا اعادہ کرنے والوں اور مناظرہ کرنے والے کو (۲) سلام کہنے میں توہین ہوتی ہو مثلاً کافر، کاشف عورت اور شطرنج وغیرہ کھیلنے والوں (۳) سلام کہنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو مثلاً اجنبی عورت کو سلام کہنا۔

مختلف احادیث اور ان کے مابین مطابقت:

بے وضو سلام کا جواب دینا یا ذکر الٰہی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو قسم کی احادیث ہیں، کچھ سے عدم جواز ثابت ہوتا ہے اور کچھ سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ذیل میں دونوں قسم کی روایات پیش کی جاتی ہیں پھر ان کے مابین مطابقت پیدا کی جائے گی۔

جواز والی روایات:

بے وضو سلام کا جواب دینا یا ذکر الٰہی کرنا جائز ہے۔اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے فارغ ہو کر دعا پڑھا کرتے تھے۔(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: كان يذكر الله على كل احيانه، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں ذکر الٰہی کرتے تھے۔(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کے علاوہ ہر حالت میں تلاوت قرآن کرتے تھے۔

عدم جواز والی روایات:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فارغ ہو کر بئر جمل کے راستے سے تشریف لا رہے تھے، مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے گزرے، ایک آدمی نے آپ کو سلام عرض کیا، تو آپ نے اسے جواب نہ دیا۔جب وہ غائب ہونے لگا تو آپ نے تیزی سے تیمم کیا پھر سلام کا جواب دیا۔آپ نے فرمایا: اما انه لم يمنعني ان اردعليك الا اني كنت لست بطاهر۔ آگاہ رہو! میں نے اس لیے سلام کا جواب نہ دیا کہ حالت طہارت میں نہ تھا۔(۲) حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام عرض کیا، آپ نے جواب نہ دیا۔ وضو سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: انه لم یمنعنی ان ارد علیك الا انی کرھت ان اذکر اللہ عزوجل الا علی طھارۃ میں نے بے وضو ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا پسند نہ کیا، اس لیے سلام کا جواب نہ دیا۔ (شرح معانی الآثار جلداوّل ص ۶۸)

ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حالت طاری ہونے کی وجہ سے نہ سلام کا جواب دیا اور نہ ذکر الٰہی کیا کیونکہ ''سلام'' بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس کا ذکر بھی۔

مسئلہ:

قضاء حاجت یا استنجاء کے بعد کوئی شخص ڈھیلا استعمال کر رہا ہو تو اس موقع سلام کا جواب دینا اور سلام کہنا جائز ہے البتہ احتیاط اس میں ہے کہ خود پیشگی کسی کو سلام نہ کرے اور سلام کہنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

حدیث باب سے بے وضو ذکر الٰہی کرنے کی کراہت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ عزوجل علی کل احیانه (سنن ابی داؤد) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں ذکر الٰہی کرتے تھے' سے عدم کراہت ثابت ہوتا ہے۔ دونوں روایات میں تعارض ہے۔ اس کے کئی جوابات ہیں:

(۱) باوضو ذکر کرنا عزیمت ہے اور بے وضو ذکر الٰہی کرنا رخصت ہے۔ (۲) ذکر لسانی باوضو کرنا چاہیے اور ذکر قلبی دونوں حالتوں یعنی بے وضو اور باوضو کر سکتے ہیں۔ (۳) ہر وقت ذکر الٰہی کرنے میں بے وضو کی حالت مستثنیٰ قرار پائے گی (۴) قضاء حاجت یا استنجاء کے بعد جب آپ ڈھیلا استعمال کرتے تو ذکر نہ کرتے اور استنجاء بالماء کے بعد ذکر الٰہی فرماتے تھے۔ (۶) جب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی تو بے وضو ذکر نہ کرتے اور جب توجہ کی یہ کیفیت نہ رہتی تو بے وضو بھی ذکر کر لیتے تھے۔ (۷) بیت الخلاء کے علاوہ ہر حالت میں آپ ذکر الٰہی فرماتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُؤْرِ الْكَلْبِ

باب 68: کتے کے جوٹھے کا حکم

84 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَيُّوْبَ يُحَدِّثُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: يُغْسَلُ الْاِنَاءُ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ اَوْ اُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ وَاِذَا وَلَغَتْ فِيْهِ

84- اخرجه مسلم (185/2- النووی): کتاب الطهارة' باب: حکم ولوغ الکلب' حدیث (279/91)' وابو داؤد (66/1): کتاب الطهارة' باب: الوضوء بسؤر الکلب' حدیث (71)' والنسائی (177/1 ,178): کتاب الطهارة' باب: تعفیر الاناء بالتراب من ولوغ الکلب فیه' حدیث (339)' وابن خزیمة (51,50/1)' حدیث (95)' من طریق محمد بن سیرین عن ابی هریرة به' واخرجه احمد (265/2)' والحمیدی (428/2)' حدیث (968)' من طریق محمد بن سیرین عن ابی هریرة به۔

الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهِ اِذَا وَلَغَتْ فِيْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے گا۔ پہلی مرتبہ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے گا' اور اگر بلی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اس حدیث کو دیگر حوالوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے۔

تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے ''جب بلی منہ ڈال دے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔

شرح

کتا کے جھوٹے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب فقہاء:

کتا مائع چیز کے برتن میں اپنا منہ ڈال کر زبان کو حرکت دے خواہ اس سے کوئی چیز پیے یا نہ پیے، اس کے لیے لفظ ''ولغ'' استعمال ہوتا ہے۔ غیر مائع چیز والے برتن میں منہ ڈالے خواہ کوئی چیز کھائے یا نہ کھائے، اس کے لیے لفظ ''لحس'' آتا ہے۔ خالی برتن میں منہ ڈال کر چاٹنے کے لیے لفظ ''لعق'' مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں لفظ ''ولوغ'' ہے' جس کے مفہوم میں لفظ ''لحس'' اور ''لعق'' دونوں داخل ہیں۔

کتا کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے کے لیے سات بار دھویا جائے گا یا کم بار اور وہ نجس ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) وہ برتن پاک ہے لیکن خلاف قیاس اسے سات بار دھویا جائے گا (۲) وہ نجس ہے، اسے سات بار تطہیراً دھویا جائے گا (۳) جن کتوں کا پالنا شرعی طور پر جائز ہے ان کا جھوٹا نجس نہیں ہے اور جن کتوں کا پالنا ناجائز ہے ان کا جھوٹا نجس ہے اور اسے سات بار دھویا جائے گا۔ آپ نے نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: فلم تجدوا ماءً فتیمموا۔ (پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو تم تیمم کرو) اس حکم میں کتے کا جھوٹا بھی داخل ہے کیونکہ ''ماء'' کے مصداق میں وہ داخل

ہے۔اس کے ہوتے ہوئے تیمم نہیں کر سکتے اور جب اس سے وضوکرنے کی اجازت ہے تو وہ نجس بھی نہیں ہوگا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتے کا جھوٹا نجس ہے۔انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو یہ ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طهور اناء احدكم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله سبع مرات (امام مسلم صحیح مسلم جلداول ص۱۳۷) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ اسے پاک کرنے کے لیے سات بار دھوئے پہلی بار مٹی کے ساتھ صاف کرے۔) اس روایت میں "ان يغسله" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا دھونا تطہیر کے لیے ہے اور تطہیر نجس چیز کی ہوتی ہے لہٰذا کتے کا جھوٹا نجس ہوا۔

جھوٹا برتن دھونے کی تعداد میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک برتن کو دھونے میں تسبیع یعنی سات بار دھونا واجب ہے۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ بھی خلاف قیاس سات بار دھونے کے قائل ہیں۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ برتن کو تین بار دھونا ہی کافی ہے کیونکہ مقصود تطہیر ہے جو تین بار دھونے سے حاصل ہو جاتی ہے۔آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ولغ الكلب فى اناء احدكم فليهرقه و ليغسله ثلاث مرات (العينى فى العمدة القارى) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے پس وہ اسے پانی سے تین بار دھوئے)

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اسی آیت کے الفاظ "ولكن يريد ليطهركم" پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "فلم تجدوا ماء" کے الفاظ میں لفظ "ماء" کی تنوین نوع بیان کرنے کے لیے ہے اور "ماء" سے مراد "ماءِ طاہر" ہے۔اس میں کتے کا جھوٹا شامل نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُؤْرِ الْهِرَّةِ

باب 69: بلی کے جوٹھے کا حکم

85 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهٗ وَضُوْئًا قَالَتْ فَجَائَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَاَصْغٰى لَهَا

85-اخرجه مالك فى الموطا (23/1): كتاب الطهارة' باب: الطهور للوضوء حديث (13)' واحمد (309, 303/5)' وابو داؤد (67/1): كتاب الطهارة' باب: سؤر الهرة' حديث (75)' وابن ماجه (131/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء بسؤر الهرة والرخصة في ذلك' حديث . 367)' والنسائى (55/1): كتاب الطهارة' باب: سؤر الهرة' حديث (68)' (178/1): كتاب المياه' باب: سؤر الهرة' حديث (340)' والدارمى (188, 187/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: الهرة اذا ولغت فى الاناء' واخرجه ابن خزيمة (55/1)' حديث (104)' من طريق كبشة بنت كعب بن مالك عن ابى قتادة الانصارى به۔

الْإِنَاءَ حَتّٰی شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِیْنَ یَا بِنْتَ اَخِیْ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَیْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ عَلَیْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ وَقَدْ رَوٰی بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ وَّكَانَتْ عِنْدَ اَبِیْ قَتَادَةَ وَالصَّحِیْحُ ابْنُ اَبِیْ قَتَادَةَ

فی الباب: قَالَ وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ لَمْ یَرَوْا بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ بَاْسًا

حکم حدیث: وَّهٰذَا اَحْسَنُ شَیْءٍ رُوِیَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ جَوَّدَ مَالِكٌ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ وَلَمْ یَاْتِ بِهٖ اَحَدٌ اَتَمَّ مِنْ مَالِكٍ

◆◆ حضرت کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کی اہلیہ ہیں بیان کرتی ہیں: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے' وہ بیان کرتی ہیں: میں نے ان کے وضو کے لیے پانی رکھا وہ بیان کرتی ہیں: ایک بلی آئی اور اس پانی کو پینے لگی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن اس کی طرف جھکا دیا' یہاں تک کہ جب اس نے پانی پی لیا' تو سیّدہ کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا کہ میں غور سے ان کی طرف دیکھ رہی ہوں' تو فرمایا: اے میری بھتیجی! کیا تم اس بات پر حیران ہو رہی ہو؟ تو میں نے عرض کی: جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ناپاک نہیں ہوتی یہ تمہارے گھر میں آنے والوں میں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آنے والیوں میں شامل ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس طور پر نقل کیا ہے: وہ خاتون حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں لیکن درست یہ ہے: وہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کی اہلیہ تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں' ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سب سے زیادہ بہتر چیز ہے' جو اس باب میں نقل کی گئی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مکمل طور پر اور کسی نے نقل نہیں کیا۔

شرح

بلی کے جھوٹے کا شرعی حکم اور اس میں مذاہب آئمہ:

بلی کا جھوٹا پاک ہے یا نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلی کا جھوٹا نجس ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو یوں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے گھر تشریف لاتے لیکن ساتھ والے گھر میں نہ جاتے، ان لوگوں کو پریشانی لاحق ہوئی اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ فلاں گھر میں تشریف لاتے ہیں لیکن ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے گھر میں کتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ان لوگوں کے گھر میں بلی ہے؟ آپ نے فرمایا: السنور سبع ۔ بلی بھی درندہ ہے۔ (مسند احمد) اس حدیث میں بلی کو درندہ قرار دیا گیا ہے اور درندہ نجس ہوتا ہے اور درندے کا جھوٹا بھی نجس ہوتا ہے۔

۲-حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت "طاہر" ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت صالح بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ ان کی والدہ نے اپنی کنیز کو کھانا دیکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں تو کنیز کو کھانا رکھنے کا اشارہ کیا۔ ایک بلی آئی اس نے اس سے کھانا کھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو وہاں سے کھانا کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔ پھر فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی نجس نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق ایسے لوگوں سے ہے جن کی گھروں میں آمد ورفت جاری رہتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: قدرأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتوضا بفضلھا (سنن ابی داؤد) (بیشک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (بلی) کے جھوٹے پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے)

۳-حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو یوں ہے: عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال طھور الاناء اذا ولغ فیه الھر ان یغسل مرۃ او مرتین۔ (شرح معانی الآثار) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بلی کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے ایک یا دو بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

۴-حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر استدلال کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل فرمایا: یغسل الاناء من الھر کما یغسل من الکلب (شرح معانی الآثار) بلی کے جھوٹے برتن کو اسی طرح دھویا جائے گا جس طرح کتے کے جھوٹے کو دھویا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر بھی بطور دلیل نقل فرمایا: عن ابن عمر انه قال لا تو ضؤا من سور الحمار و لا الکلب ولا السنور (شرح معانی الآثار) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ تم گدھے، کتے اور بلی کے جھوٹے سے وضو نہ کرو۔

۵- حضرت امام معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔ اکثر احناف نے آپ کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے اسے اختیار کیا ہے۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی شرح قدوری جلد اوّل ص ۹۴)

بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب 70: موزوں پر مسح کرنا

86 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ

متنِ حدیث: بَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقِيلَ لَهٗ اَتَفْعَلُ هٰذَا قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِي وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ قَالَ اِبْرَاهِيمُ وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ لِاَنَّ اِسْلَامَهٗ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ هٰذَا قَوْلُ اِبْرَاهِيمَ يَعْنِي كَانَ يُعْجِبُهُمْ

فی الباب: قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّحُذَيْفَةَ وَالْمُغِيرَةِ وَبِلَالٍ وَّسَعْدٍ وَّاَبِي اَيُّوبَ وَسَلْمَانَ وَبُرَيْدَةَ وَعَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ وَاَنَسٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَاُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ وَّاَبِي اُمَامَةَ وَجَابِرٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّابْنِ عُبَادَةَ وَيُقَالُ ابْنُ عِمَارَةَ وَاُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَحَدِيثُ جَرِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◆◆ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا' پھر انہوں نے وضو کیا' اور موزوں پر مسح کر لیا ان سے دریافت کیا گیا: کیا آپ ایسا کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا: میں کیوں نہ کروں؟ جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ان حضرات کو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بہت پسند تھی وجہ یہ ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مائدہ نازل ہونے کے بعد اسلام قبول کیا تھا یہ امام ابراہیم نخعی کا قول ہے' یعنی لوگوں کو یہ بات پسند تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق حضرت ابن عمارہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

86- اخرجه البخاری (589/1): كتاب الصلاة' باب: الصلاة فی الخفاف' حديث (387)' ومسلم (166/2, 167- نووی): كتاب الطهارة' باب: المسح على الخفين' حديث (272/72)' والنسائی (81/1): كتاب الطهارة' باب: المسح على الخفين' حديث (118) (73/2, 74): كتاب القبلة' باب: الصلاة فی الخفين' حديث (774)' واخرجه احمد (358, 361, 364)' والحميدی (349/2)' حديث (797)' وابن خزيمة (94/1)' حديث (186)' من طريق الاعمش عن ابراهيم عن همام بن الحارث عن جرير به-

امام ترمذی عِشْلیفرماتے ہیں: حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث "حسن صحیح" ہے۔

87 وَيُرْوٰى عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقُلْتُ لَهُ فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ

متن حدیث: رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقُلْتُ لَهُ اَقَبْلَ الْمَائِدَةِ اَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ فَقَالَ مَا اَسْلَمْتُ اِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادِ التِّرْمِذِىُّ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ وَرَوٰى بَقِيَّةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَدْهَمَ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ جَرِيْرٍ

قولِ امام ترمذی: وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُفَسَّرٌ لِاَنَّ بَعْضَ مَنْ اَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ تَاَوَّلَ اَنَّ مَسْحَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَانَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ وَذَكَرَ جَرِيْرٌ فِىْ حَدِيْثِهٖ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ (۱)

◆◆ شہر بن حوشب کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے وضو کیا' اور موزوں پر مسح کرلیا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کر کے موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے' میں نے ان سے دریافت کیا: یہ سورۂ مائدہ نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے؟ یا بعد کی بات ہے' انہوں نے فرمایا: میں سورۂ مائدہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اسلام لایا تھا (اس کا مطلب ہے بعد میں ہی دیکھا ہوگا)۔

امام ترمذی عِشْلیفرماتے ہیں: اس روایت کو بقیہ نے ابراہیم بن ادہم کے حوالے سے مقاتل بن حیان کے حوالے سے شہر بن حوشب کے حوالے سے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہ حدیث قرآن کی "مفسر" ہے۔ بعض حضرات نے موزوں پر مسح کا انکار کیا ہے وہ اس کی تاویل یہ کرتے ہیں: موزوں پر مسح کا حکم سورۂ مائدہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا' جبکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں یہ بات بیان کردی ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا جب سورۂ مائدہ نازل ہو چکی تھی۔

شرح

موزوں پر مسح کرنے کا ثبوت:

موزے خواہ چمڑے کے ہوں یا زین وغیرہ کے جن میں پانی سرایت کر کے پاؤں تک نہ پہنچ سکتا ہو، پر مسح جائز ہے۔ اہل تشیع اور خوارج کے علاوہ کوئی مسح بر موزہ کا منکر نہیں ہے۔ ان کے نزدیک جواز مسح والی تمام احادیث سورہ مائدہ کی آیت ۶ سے منسوخ ہیں۔ علاوہ ازیں وہ سورہ مائدہ کی آیت ۶ میں لفظ "ارجلکم" میں لام کے جر کی قرأت سے بھی اپنے مؤقف پر استدلال کرتے ہیں۔

(۱)— صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اہل سنت کا مسح برموزہ کے جواز کے حوالے سے اجماع ہے۔ مسح کے جواز کا مضمون ایک قول کے مطابق ساٹھ جلیل القدر صحابہ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول ستر صحابہ اور علامہ یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق اسی (۸۰) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے جن میں سے ایک حضرت جریر بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پچاس دن قبل مسلمان ہوئے، انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حدیث باب میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ایک دفعہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا تو لوگوں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ بات کہنا غلط ہے کہ جواز مسح والی تمام احادیث سورہ مائدہ کی آیت چھ (۶) سے منسوخ ہیں۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے جو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ (علامہ محمد لیاقت علی رضوی؛ شرح قدوری جلد اوّل ص ۹۴)

بَاب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ

باب 71: مسافر اور مقیم کا موزوں پر مسح کرنا

88 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةٌ وَّلِلْمُقِيْمِ يَوْمٌ وَّذُكِرَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهُ صَحَّحَ حَدِيْثَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمَسْحِ وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ وَّيُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَّفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِىْ بَكْرَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَّعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَرِيْرٍ

◆◆ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے فرمایا: مسافر کے لیے (اس کی مدت) تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن ہے یحییٰ بن معین کے بارے میں منقول ہے انہوں نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مسح کے بارے میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(اس روایت کے راوی) ابوعبداللہ جدلی کا نام عبد بن عبد ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبد ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

88- اخرجه احمد (215,213/5) وابو داؤد (88,87/1): كتاب الطهارة، باب: التوقيت في المسح، حديث (157) والحميدي (207/1) حديث (434) من طريق ابي عبدالله الجدلي عن خزيمة بن ثابت به-

89 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِى النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفَرًا اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ وَحَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَّلَا يَصِحُّ

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ مِنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ حَدِيْثَ الْمَسْحِ وقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ كُنَّا فِىْ حُجْرَةِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ وَمَعَنَا اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ فَحَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ اَحْسَنُ شَىْءٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِىِّ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا يَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ لَمْ يُوَقِّتُوْا فِى الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالتَّوْقِيْتُ اَصَحُّ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ اَيْضًا مِّنْ غَيْرِ حَدِيْثِ عَاصِمٍ

◆◆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے: جب ہم سفر کی حالت میں ہوں تو ہم تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت کی صورت میں اتارنے ہوں گے، لیکن پاخانہ، پیشاب یا سونے (کی وجہ سے نہیں اتاریں گے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

89- اخرجه احمد (239/4, 241,240) وابن ماجه (82/1): المقدمة باب: فضل العلماء والحدث على طلب العلم مختصراً والنسائى (83/1): كتاب الطهارة باب: التوقيت فى المسح على الخفين للمسافر حديث (126) وابن خزيمة (13/1) حديث (17) (99,98/1) حديث (196) والحميدى (388/2, 389) حديث (881) من طريق زر بن جيش عن صفوان بن عسال به-

حکم بن عتیبہ اور حماد نے ابراہیم نخعی کے حوالے سے ابوعبداللہ جدلی کے حوالے سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن یہ روایت مستند نہیں ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے شعبہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ابراہیم نخعی نے ابوعبداللہ جدلی سے (موزوں پر) مسح کی حدیث کا سماع نہیں کیا۔

زائدہ، منصور کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت ابراہیم تیمی کے حجرے میں موجود تھے ہمارے ساتھ ابراہیم نخعی موجود تھے ابراہیم تیمی نے عمرو بن میمون کے حوالے سے، ابوعبداللہ جدلی کے حوالے، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موزوں پر مسح کرنے سے متعلق حدیث سنائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں ''احسن'' حضرت صفوان بن عسال کی حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے فقہاء جیسے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اکثر اسی بات کے قائل ہیں یہ حضرات فرماتے ہیں: مقیم شخص ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک کے لیے مسح کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہلِ علم سے یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کوئی متعین موت مقرر نہیں کی۔ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وقت مقرر کرنا زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے عاصم کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی روایات نقل کی ہیں۔

شرح

مسافر اور مقیم کا موزوں پر مسح کا مسئلہ اور مدت مسح میں مذاہب آئمہ:

موزوں پر مسح کے جواز پر تمام ملت اسلامیہ کا اتفاق ہے۔ مدت مسح مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔ مدت مسح کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مسافر و مقیم دونوں کے لیے توقیت کے قائل نہیں ہیں۔ وہ جتنی مدت چاہیں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ ہاں جنابت کی صورت پیش آنے پر یا موزے سے پاؤں نکالنے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں پاؤں کا دھونا لازم ہوگا۔ انہوں نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مدت مسح تین دن اور تین رات جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات کا تعین کیا ہے۔ پھر فرمایا: ولو اطلب لہ السائل فی مسئلتہ لزادہ۔ اور اگر سائل زیادہ مدت مسح کا مطالبہ کرتا تو وہ قبول کر لیا جاتا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت مسح مسافر کے

لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے موزوں پر مسح کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات ہے۔ (علامہ عبدالرحمٰن الجزیری' کتاب الفقہ جلداوّل ص ۱۷۴)

موزوں پر مسح کے حوالے سے چند اہم مسائل:

موزوں پر مسح کے حوالے سے چند اہم فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- مدت مسح ختم ہونے پر وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ مسح ٹوٹتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی شخص کی مدت مسح دس بجے (10:00) ختم ہو رہی ہو اور وہ اس وقت باوضو ہو تو موزوں سے اپنے دونوں پاؤں نکال کر دھولے پھر موزے پہن لے، اس کے لیے تمام وضو کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

۲- طہارت کاملہ کے بعد جب پہلی بار حدث لاحق ہو تو اس وقت مدت مسح کا آغاز ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کو طہارت کاملہ کے بعد دس بجے حدث لاحق ہوا تو دوسرے دن (مقیم ہونے کی صورت میں) دس بجے مدت مسح ختم ہو جائے گی۔

۳- موزوں پر مسح کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ پہلی بار حدث لاحق ہوتے وقت طہارت کاملہ ہو لیکن موزوں پر مسح کے لیے طہارت کاملہ شرط نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے پاؤں دھو کر موزے پہن لے پھر وہ ہاتھ، منہ دھوئے اور سر کا مسح کرے تو جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے پاؤں دھو کر موزے پہن لے، پھر ہاتھ اور منہ دھویا تو حدث لاحق ہو گیا جبکہ سر کا مسح بعد میں کیا تو موزوں پر مسح درست نہیں ہوگا کیونکہ حدث لاحق ہوتے وقت طہارت کاملہ کی شرط نہیں پائی گئی۔

(علامہ امجد علی اعظمی' بہار شریعت حصہ دوم ص ۳۶۷ تا ۳۶۹' مکتبہ مدینہ)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ

باب 72: موزوں پر مسح کرنا' اس کے بالائی حصے پر اور زیریں حصے پر

90 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ اَخْبَرَنِيْ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ اَعْلَى الْخُفِّ وَاَسْفَلَهٗ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاِسْحٰقُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مَعْلُوْلٌ لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ غَيْرُ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ

90- اخرجه احمد (251/4)' وابو داؤد (91,90/1): كتاب الطهارة' باب: كيف المسح' حديث (165)' وابن ماجه (183,182/1): كتاب الطهارة' وسننها' باب: في مسح اعلى الخف واسفله' حديث (550) من طريق رجاء بن حيوة' عن وراد' كاتب المغيرة بن شعبة' عن المغيرة بن شعبة به-

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ وَمُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَا لَيْسَ بِصَحِيْحٍ لِاَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَوٰى هٰذَا عَنْ ثَوْرٍ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهِ الْمُغِيْرَةُ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر والے حصے اور نیچے والے حصے پر مسح کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے فقہاء اسی بات کے قائل ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہ حدیث معلول ہے۔ ولید بن مسلم کے علاوہ دوسرے کسی نے اسے ثور بن یزید سے نقل نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا' تو ان دونوں نے یہ بتایا: یہ مستند نہیں ہے' اس لیے کیونکہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثور کے حوالے سے رجاء سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: مجھے مغیرہ کے کاتب کے حوالے سے یہ حدیث بتائی گئی ہے۔ تاہم انہوں نے اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے' کیونکہ انہوں نے اس روایت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ظَاهِرِهِمَا

باب 73: موزوں پر مسح کرنے کا حکم' یعنی ان کے ظاہری حصے پر (مسح کرنا)

91 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلٰى ظَاهِرِهِمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا يَّذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَلٰى ظَاهِرِهِمَا غَيْرَهُ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَاَحْمَدُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّكَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يُشِيْرُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الزِّنَادِ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے ظاہری حصوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ کی حدیث "حسن" ہے۔

اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے اپنے والد کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔

91- اخرجه احمد (4/246, 254) و ابو داؤد (1/89, 90)؛ كتاب الطهارة' باب: كيف المسح' حديث (161) من طريق عروة بن الزبير عن المغيرة بن شعبة به -

ہمیں ایسے کسی شخص کا علم نہیں ہے جو اس کو عروہ کے حوالے سے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتا ہو جس میں موزوں کے ظاہری حصے پر مسح کرنے کا تذکرہ ہو۔

کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن بن ابی زناد کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

شرح

دونوں موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کرنے میں مذاہب آئمہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے۔ اس میں ان سے تسامح ہوا ہے کیونکہ یہ قاعدہ نحویہ کے خلاف ہے یعنی "الخفین اعلاہ و اسفلہ" میں ضمائر اور مراجع کے مابین مطابقت نہیں ہے۔ یہ عبارت یوں ہونی چاہیے تھی۔ "المسح علی الخفین اعلاھما و اسفلھما" یا "المسح علی الخف اعلاہ و اسفلہ" یا "مسح اعلیٰ الخف و اسفلہ"

وضو کے دوران موزوں پر مسح کیا اوپر کیا جائے گا یا نیچے یا دونوں اطراف میں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ موزوں پر مسح دونوں اطراف (اعلیٰ و اسفل) میں کیا جائے گا۔ پھر حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جانبین کا مسح واجب قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ کا مسح واجب اور اسفل کا مستحب ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر زیرِ مطالعہ حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اعلیٰ و اسفل دونوں حصوں کا مسح کیا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک موزوں کے اعلیٰ حصہ پر مسح کیا جائے گا اور اسفل حصہ پر جائز نہیں ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین ظاھرھما (جامع ترمذی) راوی کا کہنا ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اعلیٰ حصوں پر مسح کر رہے تھے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں، میں نے سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے موزے پہنے ہوئے تھے، ہمارے پاس آئے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ ہم تعجب خیز نظروں سے ان موزوں کو دیکھ رہے تھے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت جلد تمہیں بھی موزے میسر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم موزوں کو کیسے استعمال کریں گے؟ آپ نے فرمایا: تم ان کے اوپر مسح کرو گے اور نماز ادا کرو گے۔ (المطالب العالیہ جلد اول ص 35)

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لو کان الدین بالرائ لکان اسفل الخف اولی بالمسح من

اعلاه و قد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمح على ظاهر خفيه (سنن ابی داؤد) اگر دین عقل کے تابع ہوتا تو موزوں کا مسح نیچے کے حصوں پر کرنا چاہیے تھا (کیونکہ استعمال کے باعث مٹی وغیرہ نیچے والے حصہ میں لگتی ہے نہ کہ اوپر) بیشک میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت معلول ہے۔

معلول وہ حدیث ہوتی ہے جس میں کوئی علت قادحہ موجود ہو۔ نیز اس حدیث کی یہ تاویل کی جائے گی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل مسح موزوں کے اعلیٰ حصوں پر کیا تھا، سخت ہونے کی وجہ سے نیچے سے پکڑے بھی تھے لیکن دیکھنے والے نے خیال کیا شاید آپ نے جانبین کا مسح کیا ہے اور ایسے ہی آگے بیان کر دیا۔

مسئلہ:

مسافر کی مدت مسح علی الخف تین دن رات ہے اور مقیم کی مدت مسح ایک دن رات ہے۔ جنابت کی صورت پیش آنے پر موزے اتار کر مکمل وضو کیا جائے گا۔ البتہ قضاء حاجت، استنجاء اور نوم کے سبب وضو ٹوٹنے پر موزے نہیں اتارے جائیں گے۔ بلکہ وضو کے وقت ان پر مسح کیا جائے گا۔ یاد رہے وضو باطل ہونے پر مسح علی الخفین بھی باطل ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

باب 74: جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا

92 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ

متنِ حدیث: تَوَضَّاَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالُوْا يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ نَّعْلَيْنِ اِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى

اثرِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدٍ التِّرْمِذِىَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُقَاتِلٍ

92- اخرجه ابو داؤد (1/89): كتاب الطهارة' باب: المسح على الجوربين' حديث (159)' وابن ماجه (1/185): كتاب الطهارة وسننها' باب: المسح على الجوربين والنعلين' حديث (559)' والنسائي (1/83): كتاب الطهارة' باب: المسح على الخفين في السفر' حديث (125م)' واخرجه احمد (4/252)' وابن خزيمة (1/99)' حديث (198)' وعبد بن حميد (152)' حديث (398)' من طريق هزيل بن شرحبيل عن المغيرة بن شعبة به-

السَّمَرْقَنْدِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ حَنِيفَةَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ وَعَلَيْهِ جَوْرَبَانِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ قَالَ فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ اَكُنْ اَفْعَلُهُ مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَهُمَا غَيْرُ مُنَعَّلَيْنِ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' آپ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

کئی اہل علم اس بات کے قائل ہیں: امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے' یہ حضرات فرماتے ہیں: آدمی موزوں پر مسح کرے گا' اگرچہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں' جبکہ وہ موزے موٹے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے صالح بن محمد ترمذی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے ابومقاتل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ کا جس بیماری میں انتقال ہوا' اس کے دوران میں ان کے پاس آیا انہوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا انہوں نے جرابیں پہنی ہوئی تھیں' انہوں نے دونوں جرابوں پر مسح کرلیا اور پھر فرمایا: آج میں نے جو کچھ کیا ہے پہلے کبھی نہیں کیا' میں نے آج موزوں پر مسح کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: وہ دونوں جرابیں چمڑے کی نہیں تھیں (یا جوتوں کے بغیر تھیں)۔

شرح

جورب کی تعریف، اقسام اور احکام:

لفظ ''خف'' چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے' جس میں پانی ہرگز سریت نہیں کرتا۔ چمڑے کے علاوہ دوسری کسی بھی چیز سے بنے ہوئے موزے کو ''جورب'' کہا جاتا ہے۔ ''جورب'' فارسی زبان کا لفظ ہے جو اصل میں ''گورپا'' (پاؤں کی قبر) تھا۔ اس کی تعریب بناتے وقت ''گ'' کو ''ج'' سے بدل دیا، ''پ'' کو ''ب'' سے بدلا اور آخر سے الف کو تخفیف کے لیے حذف کر دیا گیا تو ''جورب'' ہوگیا۔

جورب کی ابتداءً دو اقسام ہیں:

۱- ثخین: یہ موٹا موزہ ہے' جس میں بیک وقت تین شرائط پائی جائیں: (۱) وہ موزہ اتنا موٹا ہو جس میں پانی سریت کر کے پاؤں تک نہ پہنچ سکے (۲) وہ اتنا ضخیم ہو کہ کسی چیز سے باندھے بغیر پنڈلی پر کھڑا رہے۔

۲- رقیق: یہ باریک موزہ ہوتا ہے' جس میں ''جورب ثخین'' کی شرائط نہ پائی جائیں۔

جورب ثخین اور جورب رقیق دونوں میں سے ہر ایک کی تین تین اقسام ہیں:

۱- ثخین مجلد: یہ وہ موزہ ہے' جس کے اوپر نیچے پورے پاؤں پر چمڑا چڑھایا گیا ہو۔ اس پر مسح جائز ہے۔

۲- ثخین منعل: وہ موزہ ہے' جس کے تلے یا تلے اور پاؤں کے کناروں پر چمڑا لگایا گیا ہو' اس پر مسح جائز ہے۔

۳-ثخین سادہ: وہ موزہ ہے، جس پر بالکل چمڑہ نہ چڑھایا گیا ہو۔اس پر مسح کے جواز میں اختلاف ہے، آئمہ ثلاثہ اور صاحبین جواز کے قائل ہیں، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں، لیکن وصال سے نو دن قبل یا تین دن پہلے آپ نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور جواز کے قائل ہو گئے تھے۔

۱-رقیق مجلد: اس پر بالا جماع مسح جائز ہے۔

۲-رقیق منعل: اس پر مسح کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہے۔

۳-رقیق سادہ: اس پر بالا جماع مسح جائز نہیں ہے۔

جرابوں اور چپلوں پر مسح:

یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے۔حدیث کے الفاظ ''والنعلین'' میں واؤ بمعنی مع ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح تو جرابوں پر کیا اور ساتھ ہی چپلوں کو پکڑا کیوں کہ آپ نے جرابیں پہن کر چپل پہنے ہوئے تھے۔ دور سے دیکھنے والے نے خیال کیا کہ آپ نے جرابوں اور چپلوں پر مسح کیا ہے اور ایسے ہی آگے بیان کر دیا۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے چپل اور جرابوں دونوں کو ایک ساتھ سی دیا ہو اور وہ جورب منعل کی شکل اختیار کر گئی ہوں، جس پر مسح جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

باب 75: جرابوں اور عمامہ پر مسح کرنا

93 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: تَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ قَالَ بَكْرٌ وَّقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اَنَّهُ مَسَحَ عَلٰى نَاصِيَتِهِ وَعِمَامَتِهِ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُهُمُ النَّاصِيَةَ

وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَّقُوْلُ مَا رَاَيْتُ بِعَيْنِيْ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ وَسَلْمَانَ وَثَوْبَانَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

93- اخرجه احمد(255/4) ومسلم(175,174/2 -نووی): كتاب الطهارة' باب: المسح على الناصية والعمامة' حديث (274/83) وابوداؤد (86,85/1): كتاب الطهارة' باب: المسح على الخفين' حديث (150) والنسائی(76/1): كتاب الطهارة'باب: المسح على العمامة مع الناصية' حديث (107) من طريق بكر بن عبدالله المزنی عن الحسن عن ابن المغيرة بن شعبة عن ابيه به-

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَسٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ الْاَوْزَاعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالُوْا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ

وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ لَا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ اِلَّا بِرَاْسِهٖ مَعَ الْعِمَامَةِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ بْنَ مُعَاذٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُوْلُ اِنْ مَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ يُجْزِئُهٗ لِلْاَثَرِ

◆◆ حسن بصری' مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے'ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' آپ نے موزوں اور عمامے پر مسح کیا۔

بکر نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سے یہ روایت سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن بشار نے اس حدیث کو ایک اور جگہ ذکر کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: آپ نے اپنی پیشانی اور عمامے پر مسح کیا تھا۔

یہ روایت کئی حوالوں سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ بعض حضرات نے پیشانی اور عمامے کا ذکر کیا ہے' اور بعض نے پیشانی کا ذکر نہیں کیا۔

میں نے امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید قطان کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے' وہ فرماتے ہیں: آدمی عمامے پر مسح کر سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: عمامے پر مسح نہیں کیا جا سکتا' ماسوائے اس صورت کے' کہ آدمی عمامے کے ساتھ سر پر بھی مسح کرلے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی اس بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جارود بن معاذ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع بن جراح کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو شخص عمامے پر مسح کرلے' تو یہ بات اس کے لیے جائز ہوگی اثر (سے ثابت ہونے) کی وجہ سے۔

94 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ

لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ (۱)

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت کعب بن عجرہ کے حوالے سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موزوں اور چادر پر مسح کیا تھا۔

95 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ هُوَ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ

متن حدیث: سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ اَخِيْ قَالَ وَسَاَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ اَمِسَّ الشَّعَرَ الْمَاءَ (۲)

ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: (اے میرے بھتیجے!) یہ سنت ہے، راوی کہتے ہیں میں نے ان سے عمامے پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم بالوں پر پانی لگاؤ!

شرح

عمامہ پر مسح کے جواز یا عدم جواز میں مذاہب آئمہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمۃ الباب میں "الجوربین" کہنا، تسامح ہے یا کاتب کی غلطی ہے۔ اس لیے کہ اس کے تحت جو احادیث لائی گئی ہیں وہ صرف عمامہ سے متعلق ہیں ان میں "جوربین" کا لفظ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں علامہ عابد سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ مدرس مسجد نبوی شریف کا قلمی نسخہ جو عرصہ دراز تک آپ کے زیر تدریس رہا ہے اور اب بھی مسجد نبوی شریف کی لائبریری میں محفوظ ہے، اس میں بھی لفظ "جوربین" موجود نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ دوران وضو عمامہ پر مسح جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ "عمامہ" پر مسح جائز ہے۔ احادیث باب سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ مثلاً حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: یہ سنت ہے۔

(۱)- اخرجه احمد (14,12/6)، ومسلم (175/2-نووی) كتاب الطهارة، باب: المسح على الناصية والعمامة، حديث (84/275)، وابن ماجه (186/1): كتاب الطهارة وسننها، باب: ماجاء في المسح على العمامة، حديث (561)، والنسائی (75/1): كتاب الطهارة، باب: المسح على العمامة، حديث (104)، وابن خزيمة (92,91/1)، حديث (180)، من طريق كعب بن عجرة عن بلال به-

(۲)- صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے-

پھر میں نے عمامہ پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں کہا: مسح کرتے وقت ہاتھ سر کے بالوں کو چھوئیں۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ: حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ''عمامہ'' پر مسح جائز نہیں ہے۔ انہوں نے نص قرآنی سے استدلال کیا ہے: ''وامسحوا علی رؤسکم'' (اور تم اپنے سروں کا مسح کرو)

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جب نص قرآنی کے مقابل اخبار احاد آجائیں تو نص کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اسی ضابطہ کے مطابق نص قرآنی پر عمل کرتے ہوئے عمامہ پر مسح جائز نہیں ہوگا بلکہ اسے اتار کر سر پر مسح کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب 76: غسل جنابت کا بیان

96 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهٖ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاَكْفَاَ الْاِنَاءَ بِشِمَالِهٖ عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِى الْاِنَاءِ فَاَفَاضَ عَلٰى فَرْجِهٖ ثُمَّ دَلَكَ بِيَدِهِ الْحَائِطَ اَوِ الْاَرْضَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی خالہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا آپ نے غسل جنابت کیا۔ آپ نے بائیں ہاتھ کے ذریعے برتن میں سے پانی دائیں ہاتھ پر انڈیلا' دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو برتن کے اندر داخل کیا' پھر آپ نے اپنی شرمگاہ پر پانی بہایا پھر اپنے ہاتھ کو دیوار یا شاید زمین کے ذریعے ملا' پھر آپ نے کلی کی، پھر ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو دھویا، پھر آپ نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہایا، پھر

96- اخرجه البخاری (447/1): کتاب الغسل' باب: من افرغ بیمینه علی شماله فی الغسل' و مسلم (233/2-نووی): کتاب الحیض' باب: صفة غسل الجنابة' حدیث (317/27) وابو داؤد (114/1): کتاب الطهارة' باب: فی الغسل من الجنابة حدیث (245) وابن ماجه (158/1): کتاب الطهارة وسننها' باب: المندیل بعد الوضوء و بعد الغسل' حدیث (467)' (190/1)' کتاب الطهارة وسننها' باب: ما جاء فی الغسل من الجنابة' حدیث (573)' والنسائی (138,137/1): کتاب الطهارة' باب: غسل الرجلین فی غیر المکان الذی یغتسل فیه' حدیث (253)' والدارمی (191/1): کتاب الصلاة والطهارة' باب: فی الغسل من الجنابة' واخرجه احمد (330,329/6, 336)' والحمیدی (151/1)' حدیث (316)' وابن خزیمة (120/1)' حدیث (241)' وعبد بن حمید (447)' حدیث (1550)' من طریق سلمة بن کهیل عن کریب عن ابن عباس عن میمونة به۔

پورے جسم پر پانی بہایا، پھر آخر میں دونوں پاؤں دھو لیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس باب میں سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

97 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ یَدَیْهِ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ وَیَتَوَضَّاُ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ یُشَرِّبُ شَعْرَهُ الْمَاءَ ثُمَّ یَحْثِیْ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَثَیَاتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهٗ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ اَنَّهٗ یَتَوَضَّاُ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ یُفْرِغُ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَاءَ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوْا اِنِ انْغَمَسَ الْجُنُبُ فِی الْمَآءِ وَلَمْ یَتَوَضَّاْ اَجْزَاَهٗ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◄► ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غسلِ جنابت کرنا ہوتا' تو آپ سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے' پھر انہیں برتن میں داخل کرنے سے پہلے اپنی شرمگاہ کو دھوتے' پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے' پھر سر پر پانی ڈالتے پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

غسلِ جنابت میں اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی پہلے نماز کے وضو کا سا وضو کرے' پھر اس کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی بہائے' پھر پورے جسم پر پانی بہائے' پھر دونوں پاؤں دھولے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' وہ فرماتے ہیں: اگر جنبی شخص پانی جسم پر بہالے اور بعد میں وضو نہ کرے' تو یہ بات اس کے لیے جائز ہے۔

97- اخرجه مالك فی الموطا (44/1): كتاب الطهارة' باب: العمل فی غسل الجنابة' حديث (67)' واحمد (101,52/6)' والبخاری (429/1): كتاب الغسل' باب: الوضوء قبل الغسل' حديث (248)' ومسلم (232/2-نبوی): كتاب الحيض' باب: صفة غسل الجنابة' حديث (316/35)' وابو داؤد (113/1): كتاب الطهارة' باب: فی الغسل من الجنابة' حديث (242)' والنسائی (134/1): كتاب الطهارة' باب: ذكر وضوء الجنب قبل الغسل' حديث (247)' والدارمی (191/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: فی الغسل من الجنابة' واخرجه الحميدی (88/1)' حديث (163)' وابن خزيمة (121/1)' حديث (242)' من طريق هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة به-

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

غسل جنابت کے اسباب اوراس کا طریق کار:

مجامعت اوراحتلام وغیرہ کے باعث انسان جنبی (نجس) ہوجاتا ہےاوراس پرغسل فرض ہوجاتا ہے۔ حالت جنابت میں نماز، تلاوت قرآن، بیت اللہ کا طواف اوردخول مسجدامورحرام وممنوع ہیں۔

غسل جنابت کا طریق کارحدیث باب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے جائیں، جسم کے جس حصہ پرنجاست لگی ہوا سے دھویا جائے پھرنماز جیسا وضو کیا جائے۔ تین دفعہ منہ میں پانی ڈال کرکلی کی جائے، تین بارناک میں پانی ڈالا جائے (کلی کرتے اورناک میں پانی ڈالتے وقت خوب مبالغہ سے کام لیا جائے) تین بارتمام چہرہ دھویا جائے، تین تین باردونوں ہاتھ دھوئے جائیں، تمام سرکا مسح کیا جائے اورآخر میں دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے جائیں۔ پھرتمام جسم پرپانی بہایا جائے۔ اگرغسل خانہ میں پانی جمع ہورہا ہوتوغسل خانہ سے نکلتے تک پاؤں کودھونا مؤخرکردیا جائے۔ دوران غسل جسم کا کوئی حصہ ایک بال کا اندازہ بھی خشک رہ گیا توغسل نہیں ہوگا۔ جو چیزجسم تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بن رہی ہو، اس کا دور کرنا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہوگا مثلاً پینٹ، لُک، ناخن پالش وغیرہ۔ اسی طرح تنگ انگوٹھی اورتنگ چین کا اتارنا یا اسے حرکت دینا بھی ضروری ہے تا کہ نیچے سے جسم خشک نہ رہنے پائے۔

غسل کرنے سے قبل وضو کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جماع کے بعدیا بستر سے برآمد ہوتے وقت انسان کا جسم گرم ہوتا ہے۔ اگرگرم جسم پردفعتاً ٹھنڈا پانی ڈالا جائے توطبی نقطہ نظر سے انسانی صحت متاثرہونے کا قوی امکان ہے۔ جوآگے چل کرمستقل مرض بھی بن سکتا ہے۔ اسی وضو سے نماز بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ غسل کے تین فرائض ہیں: (۱) کلی کرنا کہ حلق تک پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا کہ سخت ہڈی تک پہنچ جائے (۳) تمام جسم پرپانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابربھی خشک نہ رہنے پائے۔

غسل کی چاراقسام ہیں:

۱۔ غسل فرض: حالت جنابت اورانقطاع دم حیض ونفاس کا غسل کرنا ہے۔

۲۔ غسل فرض کفایہ: میت کوغسل دینا۔

۳۔ غسل سنت: جمعۃ المبارک کے دن، عیدین کے دن اوراحرام باندھنے سے قبل غسل کرنا۔

۴۔ غسل مستحب: حصول برودت، روزانہ بیداری کے بعداورکپڑے تبدیل کرتے وقت غسل کرنا۔

بَاب هَلْ تَنْقُضُ الْمَرْاَةُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ

باب 77: کیا غسل کے وقت عورت اپنی مینڈیاں کھولے گی؟

98 سندِحدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ رَافِعٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِينَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ أَوْ قَالَ فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا أَنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيضَ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا

◆◆ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنے بالوں کی مینڈیاں باندھی ہوئی ہوتی ہیں کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھولوں گی؟ آپ نے فرمایا: نہیں! تمہارے لیے اتنا کافی ہے: تم تین مرتبہ سر پر پانی بہالو پھر تم اپنے سارے جسم پر پانی بہالوگی تو تم پاک ہوجاؤ گی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) تم نے پاکیزگی حاصل کرلی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اسی پر عمل کیا جاتا ہے' جب خاتون غسل جنابت کرے گی تو وہ اپنے بال نہیں کھولے گی اس کے لیے یہ جائز ہے: وہ صرف اپنے سر پر پانی بہالے۔

شرح

عورت کا غسل کے وقت اپنی بٹی ہوئی چوٹیوں کو کھولنے کا مسئلہ:

عورت نے اپنے سر کے بالوں کی چوٹیاں بٹی ہوئی ہوں تو غسل جنابت کے وقت ان کا کھولنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی بالوں کو دھونا ضروری ہے' بشرطیکہ ان کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے۔ اگر بالوں کی جڑوں میں ایک بال کا اندازہ بھی خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ اگر بالوں کی جڑوں تک بآسانی پانی نہ پہنچ سکتا ہو تو چوٹیاں کھولنا ضروری ہے۔ اس صورت میں بالوں اور جڑوں کا دھونا ضروری ہے۔

غسل جنابت کرتے وقت اگر مرد نے اپنے بالوں کی چوٹیاں گوندھ رکھی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری ہے۔ اس کے لیے بالوں اور ان کی جڑوں کا دھونا ضروری ہے۔ اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔

98- اخرجه مسلم (246/2- نووی): کتاب الحیض' باب: حکم ضفائر المغتسلة' حدیث: (330/58) وابو داؤد (115/1): کتاب الطهارة' باب: فی المراة هل تنقض شعرها عند الغسل؟ حدیث (251) وابن ماجه (198/1): کتاب الطهارة وسننها' باب: ماجاء فی غسل النساء من الجنابة' حدیث (603) والنسائی (131/1): کتاب الطهارة' باب: ذکر ترک المراة نقض ضفر راسها عند اغتسالها من الجنابة' حدیث (241) والدارمی (263/1): کتاب الصلاة والطهارة' باب: اغتسال الحائض اذا وجب الغسل علیها قبل ان تحیض' واخرجه احمد (289/6, 314) والحمیدی (141,140/1) حدیث (294) وابن خزیمة (122/1) حدیث (246) من طریق عبدالله بن رافع عن ام سلمة به-

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً

باب 78: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے

99 سندِحدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَ وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ الْحَارِثِ بْنِ وَجِيهٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ

توضیح راوی: وَهُوَ شَيْخٌ لَيْسَ بِذَاكَ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ وَّيُقَالُ الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ وَّيُقَالُ ابْنُ وَجْبَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے تم بالوں کو دھولیا کرواور جسم کو کھال کو صاف کرلیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت حارث بن وجیہ کی حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

ان سے کئی آئمہ روایات نقل کی ہیں اس حدیث میں وہ منفرد ہیں اسے انہوں نے مالک بن دینار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام حارث بن وجیہ ہے اور ایک قول کے مطابق ابن وجبہ ہے۔

شرح

''تحت كل شعرة جنابة'' کا مفہوم:

اس حدیث کا مطلب سمجھنے اور سمجھانے میں عموماً سہو ہو جاتا ہے۔ان الفاظ سے طلباء عموماً ''بالوں کی جڑیں'' مراد لیتے ہیں جو درست نہیں ہے کیونکہ جڑیں تو جسم کا باطنی حصہ ہے جس کا دھونا ممکن ہی نہیں ہے۔اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ بال گر کر جسم کے کچھ حصہ کو ڈھانپ لیتے ہیں، ڈھانپے ہوئے جسم کا حصہ اور بالوں کا دھونا مراد ہے۔گویا بالوں کو نیچے سے لے کر اوپر تک اور اس کے نیچے والا جسم کا حصہ دھونا ضروری ہے۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جسم کو رگڑ کر دھونا فرض قرار دیتے ہیں۔

یہ حدیث اپنی افادیت و اہمیت کے باعث مقبول ترین ہے۔ارشاد ربانی: وان كنتم جنبا فاطهروا (اور اگر تم حالت جنابت ہو تو خوب طہارت حاصل کرو) کی مؤید ہے۔اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: عن النبي صلى

99- اخرجه ابو داؤد (115/1): كتاب الطهارة' باب: في الغسل من الجنابة' حديث (248) وابن ماجه (196/1): كتاب الطهارة' وسننها' باب: تحت كل شعرة جنابة' حديث (597) من طريق محمد بن سيرين عن ابى هريرة به۔

اللہ علیہ وسلم من ترك موضع شعرة من جنابة لم یغسلها فعل به کذا کذا من النار. حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل جنابت کے دوران اپنے ایک بال کا نیچے والا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے عذاب آتش دیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب 79: غسل کے بعد وضو کرنا

100 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّاُ بَعْدَ الْغُسْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ اَنْ لَّا يَتَوَضَّاَ بَعْدَ الْغُسْلِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں کہ غسل کے بعد وضو نہیں کیا جائے گا۔

شرح

غسل کے بعد وضو کرنے کا مسئلہ:

حدیث میں جنت کی چابی نماز اور نماز کی چابی وضو کو قرار دیا گیا ہے۔ نماز کے لیے وضو شرط ہے، اس کے بغیر مشروط یعنی نماز جائز نہیں ہے۔ غسل مسنون میں سب سے قبل وضو کیا جاتا ہے، جس کی تفصیل گزشتہ سے پیوستہ حدیث کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔

زیر بحث حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد جدید وضو کیے بغیر نماز ادا فرماتے تھے۔ البتہ اس بات کی تصریح بھی فقہاء نے کی ہے کہ وضو علی الوضو مستحب و مستحسن عمل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ

باب 80: جب ختنے (شرمگاہیں) مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے

100- اخرجه احمد (6/68, 119, 154, 192, 253, 258) وابو داؤد (1/115): كتاب الطهارة: باب في الوضوء بعد الغسل حديث (250) وابن ماجه (1/191): كتاب الطهارة وسننها: باب في الوضوء بعد الغسل حديث (579) والنسائي (1/137): كتاب الطهارة: باب ترك الوضوء من بعد الغسل حديث (252) (1/209): كتاب الغسل والتيمم: باب ترك الوضوء بعد الغسل حديث (430) من طريق ابي اسحاق عن الاسود عن عائشة به-

101 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب ختنے' ختنوں سے مل جائیں (یعنی شرمگاہ' شرمگاہ سے مل جائے) تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔

میں نے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا' تو ہم دونوں نے غسل کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

102 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَّعَآئِشَةُ وَالْفُقَهَاءِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا اِذَا الْتَقَی الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب ختنے، ختنے سے (شرمگاہ، شرمگاہ سے) مل جائے' تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دوسری صورت میں بھی منقول ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں: ''جب ختنے، ختنے سے مل جائیں تو غسل واجب ہوجاتا ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اس بات کے قائل ہیں ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت

101- اخرجه احمد (161/6) وابن ماجه (199/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: ماجاء فی وجوب الغسل اذا التقی الختانان' حديث (608)' من طريق عبدالرحمن بن القاسم بن محمد عن ابيه عن عائشة به۔

102- اخرجه احمد (135, 112, 97, 47/6) من طريق علي بن زيد بن جدعان عن سعيد بن المسيب عن عائشة به۔

علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔ ان کے علاوہ تابعین اوران کے بعد والے فقہاء بھی اس بات کے قائل ہیں' جیسے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: جب شرمگاہ، شرمگاہ سے مل جائے' تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَآءَ مِنَ الْمَآءِ

باب 81: منی نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے

103 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

متنِ حدیث: قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَةً فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَآءِ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّرَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّهٗ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فِي الْفَرْجِ وَجَبَ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلَا

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: منی کے خروج کے نتیجے میں غسل لازم ہونے کا حکم اسلام کے آغاز میں رخصت کے طور پر تھا پھر اس سے منع کر دیا گیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

منی کے خروج کے نتیجے میں غسل لازم ہونے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا' پھر اسے منسوخ قرار دے دیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب سے اسی کی مانند منقول ہے' جن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

اکثر اہلِ علم کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی مرد بیوی کے ساتھ صحبت کرے' تو ان دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا اگرچہ ان دونوں کو انزال نہ ہو۔

103– اخرجه احمد (116,115/5) وابو داؤد (105/1): كتاب الطهارة: باب في الاكسال' حديث (215)' وابن ماجه (200/1): كتاب الطهارة وسننها: باب ما جاء في وجوب الغسل اذا التقى الختانان' حديث (609)' والدارمي (194/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب الماء من الماء' وابن خزيمة (112/1)' حديث (225)' من طريق سهل بن سعد عن ابي بن كعب به۔

شرح

ختانان کے ملنے سے غسل واجب ہونے کا مسئلہ:

لفظ ''ختانان'' لفظ ''ختان'' کا تثنیہ ہے۔ اس سے مراد ختنہ کا مقام ہے یعنی مذکر کے ذکر کی وہ جگہ جہاں سے ختنہ کرتے وقت چمڑا کاٹا جاتا ہے اور یہ حشفہ کے بعد کی جگہ ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرد کا ذکر حشفہ کی مقدار عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو زوجین میں غسل فرض ہو جائے گا خواہ انزال نہ بھی ہو۔ یہ مسئلہ آئمہ کے مابین اختلافی نہیں ہے بلکہ اتفاقی ہے زیر بحث حدیث میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔

چند اہم امور کی وضاحت:

زیر بحث احادیث کے مضمون کی مناسبت سے چند اہم امور کی ذیل میں وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

۱- اکسال کی تعریف اور اس کا شرعی حکم:

زوجین جماع میں مشغول ہوں اور کسی فتور کی وجہ سے انزال سے قبل وہ الگ ہو جائیں، تو اسے ''اکسال'' کہا جاتا ہے۔

اکسال کی صورت میں زوجین پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں یہ مسئلہ اختلافی تھا۔ انصار کی اکثریت کے نزدیک غسل واجب نہیں تھا۔ اکثر مہاجرین غسل واجب قرار دیتے تھے۔ انصار صحابہ کی عورتیں غسل واجب قرار دیتی تھیں لیکن مردوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کرتی تھیں۔ البتہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یہ اختلاف ختم ہو گیا اور خواتین و حضرات کا اس بات پر اجماع منعقد ہو گیا کہ ''اکسال'' کی صورت میں غسل واجب ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک صحابی نے آ کر آپ کی خدمت میں عرض کیا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھ کر اپنی رائے کے مطابق فتویٰ جاری کر رہے ہیں کہ ''اکسال'' کی صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔ آپ نے انہیں بھیجا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس لاؤ' وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سوال کیا: تم اکسال کے مسئلہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہو کہ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! میں نے یہ بات اپنے چچاؤں سے سن رکھی ہے۔ فرمایا: تم نے کون سے چچاؤں سے یہ بات سنی ہے؟ جواب دیا: حضرت ابوایوب انصاری، حضرت ابی بن کعب اور حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اتفاق کی بات ہے کہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے ان سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی تو انہوں نے عرض کیا: حضور! ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیویوں سے جماع کرتے تھے اور انزال نہ ہونے پر غسل نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے سوال کیا: کیا آپ نے یہ مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا؟ جواب میں عرض کیا: نہیں۔ آپ نے اہل مجلس سے اس مسئلہ کی وضاحت طلب کی تو مختلف آراء سامنے آئیں۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی کہ کسی شخص کو بھیج کر امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے اکسال کے بارے میں دریافت کیا جاوے۔ آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: میرے ساتھ ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ پھر اُم

المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے درمیان ایسی صورت پیش آئی تھی تو ہم دونوں نے غسل کیا تھا۔ ثبوت ملنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا: آج کے بعد اکسال کی صورت پیش آنے پر جو شخص غسل نہیں کرے گا' اسے سخت سزا دی جائے گی۔ (شرح معانی الآثار باب الذی یجامع ولا یکسل) آپ کے اعلان کے مطابق اس دن سے مسئلہ اکسال کی صورت میں وجوب غسل پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع منعقد ہوگیا۔ آج بھی اسی اجماع پر عمل ہے۔

۲- کسی حکم کی علت مخفی ہونے پر ظاہری چیز کو اس کے قائم مقام کرنا:

جب کسی حکم کی علت مخفی ہو تو شرعی طور پر کسی ظاہری چیز کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً دوران سفر قصر نماز کی علت مشقت ہے جو مخفی ہے' جس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا تو "نفس سفر" کو ہی مشقت کے قائم مقام کر دیا گیا۔ وضو فاسد ہونے کی علت خروج ریح ہے اور حالت نیند میں اس کا ادراک نہیں ہوسکتا، لہٰذا نیند کو ہی خروج ریح کے قائم مقام کر دیا گیا۔ اسی طرح وجوب غسل کی علت انزال ہے' جس کا ادراک بعض اوقات نہیں ہوسکتا تو "التقاء ختانان" کو اس کا قائم مقام قرار دے دیا گیا۔

104 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِى الْجَحَّافِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

آثارِ صحابہ: قَالَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَآءِ فِى الْاِحْتِلَامِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ الْجَارُوْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَّقُوْلُ لَمْ نَجِدْ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا عِنْدَ شَرِيْكٍ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهٗ دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ عَوْفٍ وَّيُرْوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ وَّالزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ وَاَبِىْ اَيُّوْبَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْمَاءُ مِنَ الْمَآءِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: احتلام میں منی کے خروج کی وجہ سے غسل لازم ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ہم نے اس حدیث کو صرف شریک کے پاس پایا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوجحاف نامی راوی کا نام داؤد بن ابوعوف ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے' وہ فرماتے ہیں: ابوجحاف نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے وہ پسندیدہ آدمی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ "پانی سے پانی لازم ہوجاتا ہے"۔ (یعنی خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے)۔

(۱)- صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

حدیث: الماء من الماء کا مفہوم:

حدیث ''الماء من الماء'' میں پہلے ماء سے مراد غسل کا پانی ہے اور دوسرے ماء سے مراد منی ہے یعنی جب خروج منی کا عمل پایا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اگر جماع کے دوران خروج منی کا عمل نہ پایا جائے تو غسل بھی واجب نہیں ہوگا۔ اکسال کی طرح ''الماء من الماء'' کا حکم بھی شروع اسلام میں تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اس کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: انما کان الماء من الماء رخصته فی اول الاسلام ثم نهی عنها: حدیث ''الماء من الماء'' کی رخصت ابتدائے اسلام میں تھی پھر یہ منسوخ قرار پائی۔ (۲) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ اپنی بیوی سے جماع میں مصروف تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی تو انزال کے بغیر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اپنے عمل جماع کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: تم پر غسل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی صورت پیش آنے پر غسل کرنے کا حکم دیا۔ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے:
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلك ولا یغتسل وذلك قبل فتح مکة ثم اغتسل بعد ذلك۔
بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکسال کی صورت میں غسل نہ فرماتے تھے، یہ فتح مکہ سے قبل کی بات ہے لیکن اس کے بعد آپ ایسی صورت میں غسل فرماتے تھے۔

دینی مسئلہ بیان کرنے میں حیاء کا مانع نہ ہونا:

شرعی طور پر کوئی بھی مسئلہ دریافت کرنے یا بیان کرنے میں حیاء رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ''اکسال'' کی صورت میں غسل کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے سائل کے جواب میں فرمایا: فعلته انا و رسول الله صلی الله علیه وسلم فاغتسلنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ''اکسال'' کرتے تو غسل کیا کرتے تھے۔ اگر آپ اس مسئلہ کو بیان نہ فرماتیں تو امت تک کیسے پہنچتا؟ اسی لیے تو فرمایا گیا ہے: ان الله لا یستحی من الحق ۔ بیشک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیاء نہیں فرماتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیمَنْ یَّسْتَیْقِظُ فَیَرٰی بَلَلًا وَّلَا یَذْكُرُ احْتِلَامًا

باب **82**: جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد تری دیکھے لیکن اسے احتلام یاد نہ رہے

105 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَیَّاطُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ هُوَ الْعُمَرِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

105–اخرجه احمد (256/6) وابو داؤد (111/1): کتاب الطهارة، باب: فی الرجل یجد البلة فی منامه، حدیث (236) وابن ماجه (200/1): کتاب الطهارة وسننها، باب: من احتلم ولم یر بللا، حدیث (612) والدارمی (195/1, 196) کتاب الصلاة والطهارة، باب: من یری بللا ولم یذکر احتلاما، من طریق عبدالله بن عمر العمری، عن عبیدالله بن عمر، عن القاسم عن عائشة به۔

متن حدیث: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ يَرٰى اَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَجِدْ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرٰى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَآءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ

اختلاف روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيْثَ عَآئِشَةَ فِى الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ فِى الْحَدِيْثِ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ اِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَرَاٰى بِلَّةً اَنَّهُ يَغْتَسِلُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَحْمَدَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ اِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ اِذَا كَانَتِ الْبِلَّةُ بِلَّةَ نُطْفَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاِسْحٰقَ وَاِذَا رَاٰى احْتِلَامًا وَّلَمْ يَرَ بِلَّةً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جوتری پاتا ہے' لیکن اسے احتلام یاد نہیں رہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ غسل کرے گا آپ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا' جو یہ سمجھتا ہے: اسے احتلام ہوا ہے' حالانکہ اسے تری نظر نہیں آتی؟ آپ نے فرمایا: اس پر غسل لازم نہیں ہے۔

سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر کوئی عورت اس طرح دیکھ لے' تو کیا اس پر بھی غسل لازم ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیونکہ خواتین مردوں (کی طرح) ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو عبداللہ بن عمر نامی راوی نے عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے' جو ایسے شخص کے بارے میں ہے' جسے تری نظر آتی ہے' لیکن اسے احتلام یاد نہیں ہوتا۔

عبداللہ بن عمر نامی راوی کو یحییٰ بن سعید نے اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص بیدار ہو اور وہ تری دیکھے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں' تابعین میں سے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: اس شخص پر غسل اس وقت واجب ہوگا' جب وہ تری' منی کی تری ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں' جب کوئی شخص احتلام دیکھتا ہے' لیکن اسے تری نظر نہیں آتی تو اس پر غسل لازم نہیں ہوتا' عام اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔

شرح

خواب کی کیفیت یاد نہ ہو لیکن کپڑے پر تری پانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے:

کسی شخص کو خواب کی کیفیت یاد نہ ہو لیکن وہ کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس صورت میں یعنی خواب یاد ہے لیکن کپڑے پر تری نہیں ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ تری کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱-منی: وہ سفید مادہ ہے جو جماع اور بدخوابی کے وقت اپنے مرکز سے شہوت ولذت کے ساتھ جدا ہوتا ہے۔
۲-مذی: یہ وہ لیس دار مادہ ہے جو بوس وکنار کے وقت جماع سے قبل شرمگاہ سے برآمد ہوتا ہے۔
۳-ودی: یہ وہ لیس دار مادہ ہے جو پیشاب کرتے وقت شرمگاہ سے برآمد ہوتا ہے۔
منی کے خارج ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے لیکن مذی اور ودی کے خروج سے غسل واجب نہیں، البتہ وضوٹوٹ جاتا ہے۔
تینوں میں سے کوئی بھی چیز کپڑے کولگ جائے تو کپڑا پلید ہو جاتا ہے اور وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے۔
جس طرح مرد کو بدخوابی کی وجہ سے احتلام ہوتا ہے، اسی طرح عورت کو بھی ہوتا ہے لیکن مرد کی بنسبت کم ہوتا ہے کیونکہ عورت کی طبیعت میں رطوبت کا غلبہ ہے۔

بیدار ہونے کے بعد بدخوابی یاد نہیں ہے لیکن کپڑے پر تری موجود ہو غسل واجب ہے۔ اس کے برعکس صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا۔ اس کی کل چودہ صورتیں بنتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) منی ہونے کا یقین ہو (۲) مذی ہونے کا یقین ہو (۳) ودی ہونے کا یقین ہو (۴) منی اور مذی ہونے کا شک ہو (۵) مذی اور ودی ہونے کا شک ہو (۶) منی اور ودی ہونے کا شک ہو (۷) تینوں کا شک ہو۔ پھر ان میں سے ہر ایک صورت میں خواب کی کیفیت یاد ہے یا نہیں؟ یہ کل چودہ صورتیں بنتی ہیں۔

ان میں سے سات صورتوں میں غسل واجب ہوتا ہے:

(۱) منی ہونے کا یقین ہو اور بدخوابی بھی یاد ہو (۲) بدخوابی یاد نہ ہو اور منی ہونے کا یقین ہو۔ (۳) مذی ہونے کا یقین ہو اور بدخوابی بھی یاد ہو (۴ تا ۷) شک ہونے کی چار صورتیں ہیں جبکہ بدخوابی یاد ہو۔

درج ذیل چار صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب نہیں ہوتا:

(۱) ودی ہونے کا یقین ہو اور بدخوابی یاد ہو (۲) ودی ہونے کا یقین ہو اور بدخوابی یاد نہ ہو۔ (۳) مذی ہونے کا یقین ہو اور بدخوابی یاد نہ ہو (۴) مذی اور ودی ہونے میں شک ہو اور بدخوابی کی کیفیت یاد نہ ہو۔

درج ذیل تین صورتوں میں اختلاف ہے:

(۱) منی اور مذی ہونے میں شک ہو، بدخوابی یاد نہ ہو (۲) منی اور ودی ہونے میں شک ہو اور بدخوابی یاد نہ ہو (۳) منی، مذی اور ودی ہونے میں شک ہو مگر بدخوابی یاد نہ ہو۔ ان تینوں صورتوں میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل واجب نہیں ہے کیونکہ شک کی صورت میں وجوب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ طرفین کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہوگا۔ طرفین کے قول پر فتویٰ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ

باب 83: منی اور مذی کا بیان

106 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ ح قَالَ

وحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

آ ثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِّنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: مذی (خارج ہونے) پر صرف وضو کرنا لازم ہوگا اور منی (خارج ہونے) پر غسل لازم ہوگا۔

اس باب میں حضرت مقداد بن اسود اور حضرت ابی بن کعب سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے' دیگر حوالوں سے یہ منقول ہے' مذی کے نکلنے سے وضو لازم ہوتا ہے' اور منی کے نکلنے سے غسل لازم ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور بعد میں آنے والے اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

منی اور مذی کا شرعی حکم:

لفظ ''مذی'' عربی میں میم کی زبر اور اردو میں میم کی زیر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ منی کے خروج سے بشرطیکہ اپنے مرکز سے ٹپک کر اور شہوت سے الگ ہو، غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مذی کے خروج سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ اس سے وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ اس کے خروج سے زوجین کی طبیعت میں جماع کا اشتہاء اور ذوق موجزن ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ''مذی'' کا حکم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: منی کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے اور مذی سے صرف

106- اخرجه احمد (109, 87/1) وابن ماجه (168/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء من المذي' حديث (504) من طريق عبد الرحمن بن ابي ليلى عن علي به-

وضو کافی ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ

باب 84: منی کا کپڑے پر لگ جانا

107 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ هُوَ ابْنُ السَّبَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَلْقٰى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَّعَنَاءً فَكُنْتُ اُكْثِرُ مِنْهُ الْغُسْلَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ مِنْهُ قَالَ يَكْفِيكَ اَنْ تَاْخُذَ كَفًّا مِّنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهٖ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرٰى اَنَّهٗ اَصَابَ مِنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَّلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ فِي الْمَذْيِ مِثْلَ هٰذَا

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَذْيِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُجْزِئُ اِلَّا الْغَسْلُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُجْزِئُهُ النَّضْحُ وَقَالَ اَحْمَدُ اَرْجُو اَنْ يُّجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالْمَآءِ

◆◆ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے منی کی وجہ سے بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی اور اکثر اس کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا تھا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' آپ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: اس صورت میں تمہارے لیے وضو کر لینا کافی ہے میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میرے کپڑوں پر لگ جائے' تو میں کیا کروں؟ تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے یہ کافی ہے: تم اپنی ہتھیلی میں پانی لے کر اپنے کپڑوں پر چھڑک لو اس جگہ پر جہاں تمہیں وہ لگی محسوس ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے ہم اسے صرف محمد بن اسحق نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں' جنہوں نے مذی کے بارے میں نقل کیا ہے۔

کپڑوں پر لگی ہوئی مذی کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے: اسے دھونا ضروری ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔ بعض حضرات نے یہ کہا ہے: پانی چھڑک لینا کافی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا یہ خیال ہے: پانی چھڑک لینا کافی ہے۔

107- اخرجه احمد (485/3) وابو داؤد (104/1): كتاب الطهارة' باب: في المذى' حديث (210) وابن ماجه (169/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: الوضوء من المذى' حديث (506) والدارمى (184/1): كتاب الصلاة والطهارة' باب: في المذى' واخرجه عبد بن حميد (171) حديث (468) وابن خزيمة (147/1) حديث (291) من طريق سعيد بن عبيد بن السباق عن ابيه عن سهل بن حنيف به-

شرح

مذی آلود کپڑا پاک کرنے کا طریقہ:

تمام آئمہ فقہ کے نزدیک مذی نجس ہے اور کپڑے کو لگ جانے سے کپڑا پلید ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کو پاک کرنے کے طریقہ کار میں اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ بچے کے پیشاب کی طرح کپڑے پر چھینٹیں لگانے سے پاک ہو جاتا ہے اور اسے دھونا ضروری نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک چھینٹیں مارنے سے کپڑا صاف نہیں ہوگا بلکہ اس کا پانی سے دھونا بھی ضروری ہے۔ سب نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کثرت مذی کی وجہ سے میں پریشان رہتا تھا اور اس پر میں غسل کیا کرتا تھا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: خروج مذی سے وضو کافی ہے۔ میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اگر مذی کپڑے کو لگ جائے تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی لے کر مذی کی جگہ پر چھینٹا دے دو۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''نضح'' ہے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے مراد ''چھینٹا دینا'' ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس سے مراد ''دھونا'' ہے۔ احناف کے نزدیک غسل خفیف سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ یعنی کپڑے کو پانی سے دھویا جائے پھر اسے نچوڑ دیا جائے تو وہ پاک وطاہر ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ

باب 85: منی کپڑوں پر لگ جانا

108 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ

متنِ حدیث: ضَافَ عَآئِشَةَ ضَيْفٌ فَاَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ فَنَامَ فِيهَا فَاحْتَلَمَ فَاسْتَحْيَا اَنْ يُّرْسِلَ بِهَا وَبِهَا اَثَرُ الْاِحْتِلَامِ فَغَمَسَهَا فِي الْمَآءِ ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا فَقَالَتْ عَآئِشَةُ لِمَ اَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ اَنْ يَّفْرُكَهُ بِاَصَابِعِهِ وَرُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِي

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ

108- اخرجه مسلم (2/199- نووی): كتاب الطهارة' باب: حكم المني' حديث (288/105)' وابو داؤد (1/154,155): كتاب الطهارة' باب: المني يصيب الثوب' حديث (371)' وابن ماجه (1/179): كتاب الطهارة وسننها' باب: في فرك المني من الثوب' حديث (538)' والنسائي (1/156): كتاب الطهارة' باب: فرك المني من الثوب' حديث (297)' واخرجه احمد (263,193, 6/43, 135)' والحميدي (1/97)' حديث (186)' وابن خزيمة (1/145, 146, 147)' حديث (288)' من طريق ابراهيم عن همام بن الحارث عن عائشة به-

الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا فِى الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ يُجْزِئُهُ الْفَرْكُ وَاِنْ لَمْ يُغْسَلْ وَهٰكَذَا

اسنادِ دیگر: رُوِىَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَآئِشَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الْاَعْمَشِ وَرَوٰى اَبُوْ مَعْشَرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ وَحَدِيْثُ الْاَعْمَشِ اَصَحُّ

◄◄ ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان ٹھہرا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے زرد رنگ کی ایک چادر بھجوائی وہ سو گیا اسے احتلام ہو گیا اسے اس بات پر شرم آئی کہ وہ اس چادر کو واپس بھیج دے' جبکہ اس پر احتلام کا نشان موجود تھا' اس نے اسے پانی سے دھولیا' پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھجوایا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے ہمارے چادر کو کیوں خراب کیا اس کے لیے یہ کافی تھا: وہ اپنی انگلیوں کے ذریعے اسے کھرچ دیتا۔ میں نے کئی مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنی انگلیوں کے ذریعے اسے کھرچا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور بعد میں آنے والے فقہاء میں سے بعض اس بات کے قائل ہیں' جن میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں: یہ حضرات کپڑوں پر لگی ہوئی منی کے بارے میں فرماتے ہیں: کھرچ دینا کافی ہے' اگرچہ اسے نہ دھویا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح یہ روایت منصور کے حوالے سے، ابراہیم کے حوالے سے، ہمام بن حارث کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے' جیسا کہ اعمش نے اسے نقل کیا ہے۔

ابو معشر اس حدیث کو روایت کرتے ہیں' ابراہیم کے حوالے سے، اسود کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' تاہم اعمش کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

بَاب غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

باب 86: کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھونا

109 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَآئِشَةَ

109- اخرجه البخارى (397/1): كتاب الوضوء' باب: غسل المنى وفركه' و غسل مايصيب من المراة' حديث (229)' ومسلم (200/2-نووى): كتاب الطهارة' باب: حكم المنى' حديث (289/108)' وابو داؤد (155/1): كتاب الطهارة' باب: المنى يصيب الثوب' حديث (373)' وابن ماجه (178/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: المنى يصيب الثوب' حديث (536)' والنسائى (156/1): كتاب الطهارة' باب: غسل المنى من الثوب' حديث (295)' واخرجه احمد (47/6, 142, 235)' وابن خزيمة (145/1)' حديث (287)' من طريق عمرو بن ميمون عن سليمان بن يسار عن عائشة به۔

متن حدیث: اَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قولِ امام ترمذی: وَحَدِيْثُ عَائِشَةَ اَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيْثِ الْفَرْكِ لِاَنَّهُ وَاِنْ كَانَ الْفَرْكُ يُجْزِئُ فَقَدْ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ اَنْ لَّا يُرٰى عَلٰى ثَوْبِهٖ اَثَرُهٗ

آثارِ صحابہ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَنِيُّ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ فَاَمِطْهُ عَنْكَ وَلَوْ بِاِذْخِرَةٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھودیا کرتی تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ کے کپڑوں سے منی دھونے کے بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کھرچنے والی روایت سے مخالف نہیں ہے' کیونکہ اگرچہ کھرچ دینا جائز ہے' لیکن آدمی کے لیے مستحب یہی ہے: اس کے کپڑے پر اس کا نشان نظر نہ آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: منی بلغم کی طرح ہے تم اسے صاف کردو خواہ گھاس کے ذریعے کرو۔

شرح

منی کے نجس وطاہر ہونے اور کپڑے کو لگ جانے کی صورت میں اسے پاک کرنے میں مذاہب آئمہ:

آیا منی نجس ہے یا طاہر؟ اس میں فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف دورِ صحابہ سے چلا آرہا ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱- حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک منی نجس ہے۔ منی میں بھی تعمیم ہے خواہ انسان کی ہو یا حیوان کی وہ طاہر ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ منی طاہر ہے۔ ایک روایت کے مطابق منی کے بارے میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین اقوال ہیں:

(۱) مرد وزن دونوں کی منی طاہر ہے۔ (۲) مرد کی منی طاہر اور عورت کی نجس ہے۔ (۳) مرد وزن دونوں کی منی نجس ہے۔ آپ کا قول ثالث مختار ہے۔

علیٰ ہذا القیاس حیوانات کی منی کے بارے میں بھی ان کے نزدیک تفصیل ہے۔ آپ خنزیر اور کتے کی منی نجس قرار دیتے ہیں۔ دیگر حیوانات کی منی کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) تمام حیوانات کی منی طاہر ہے۔ (۲) مطلقاً منی طاہر ہے۔ (۳) حیوانات ماکول اللحم کی منی طاہر اور غیر ماکول اللحم کی نجس

ہے۔ پہلا قول اصح ہے۔

طہارت منی پر حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل یہ ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: انسما کان یکفیه ان یفرکه با صبعه و ربما فرکته من ثوب رسول الله صلی الله علیه وسلم با صبعی ۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے منی کھرچ دیتے اور کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنی انگلی سے منی کھرچ دیتی تھی۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: المنی بمنزلة المخاط فامطه عنك ولو باذخرة ، منی ناک کے کچرے کی مثل ہے تو اسے دور کردے خواہ گھاس کے ساتھ ہی سہی۔ (۳) انبیاء کرام علیہم السلام منی سے پیدا ہوئے، اگر اسے نجس قرار دیا جائے تو یہ ان کی شایانِ شان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا منی طاہر ہے۔

۳- حضرت عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام اوزاعی اور حضرت امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک منی مطلقاً نجس ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چونکہ منی نجس ہے تو ان کا کہنا ہے کہ اسے صاف کرنے کے لیے صرف کھرچ دینا کافی نہیں ہے بلکہ دھونا بھی ضروری ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے: العسل ان کان رطبا والفرك ان کان یا بسا۔ اگر منی رقیق ہو تو اسے دھو کر صاف کیا جائے گا اور اگر خشک ہو تو اسے کھرچ کر صاف کیا جائے گا۔ (درمختار)

۴- حضرت لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک منی نجس ہے اور اگر منی آلود کپڑے سے نماز ادا کی تو واجب الاعادہ نہیں ہے۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اگر منی کپڑے پر ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر تو نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔ البتہ اگر جسم پر ہو تو خواہ کتنی ہی قلیل ہو نماز واجب الاعادہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہم نواؤں کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جن کپڑوں میں اپنی بیوی سے جماع کرتا ہوں کیا ان میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: نعم، الا ان تری فیه شیئا فتغسله (صحیح ابن حبان) ہاں، اگر تم منی دیکھو تو اسے دھو! الخ۔

۲- حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس کپڑے میں جماع کرتے تھے، کیا اس میں نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، جب اس میں کوئی چیز لگی ہوئی نہ ہوتی۔ (سنن ابی داؤد باب صلوٰۃ فی الثوب الذی یصیب اھلہ فیہ)

۳- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منی دھو دیتے پھر اسی کپڑے میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور میں دھونے کے نشانات کپڑے پر دیکھتی تھی۔ (الصحیح للمسلم جلد اوّل ص ۱۴۰)

۴- قرآن کریم نے منی کو "ماء مہین" قرار دیا ہے۔ یہ بھی اس کے نجس ہونے کی دلیل ہے۔

۵- قیاس سے بھی مذہب حنفیہ کی تائید ہوتی ہے۔ پیشاب، مذی اور ودی باتفاق نجس ہیں جن کے خروج سے صرف وضو

واجب ہوتا ہے جبکہ منی کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے تو یہ بطریق اولیٰ نجس ہونی چاہیے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ثیاب النوم میں فرک ثابت ہوتا ہے اور ثیاب الصلوٰۃ میں نہیں۔ اس جواب کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں منی دیکھتی تو اسے کھرچ دیتی تو آپ اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کا جواب یہ ہے کہ یہ قول مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح منقول ہے اور محدثین نے اس کے ضعف کی تصریح فرمائی ہے۔ (۳) آپ کی عقلی اور قیاسی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جب ایک چیز دوسری حالت میں منتقل ہوتی ہے تو اس کی پہلی حالت میں یقینی تبدیلی آجاتی ہے۔ منی جب لحم میں داخل ہوئی اور اس سے تخلیق کا عمل ظاہر ہوا تو اب وہ نجس نہیں رہی بلکہ طاہر ہو جائے گی۔ لہٰذا یہ دلیل درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُنُبِ يَنَامُ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ

باب 87: جنبی شخص کا غسل سے پہلے سو جانا

110 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَّلَا يَمَسُّ مَاءً

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ نَحْوَهُ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا قَوْلُ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَغَيْرِهٖ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَتَوَضَّاُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ

وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَقَدْ رَوٰى عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَّيَرَوْنَ اَنَّ هٰذَا غَلَطٌ مِّنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سو جایا کرتے تھے آپ پانی استعمال نہیں کرتے تھے (یعنی غسل نہیں کرتے تھے)

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

110- اخرجه احمد (43/6; 106, 109, 146, 171) وابوداؤد (108/1): كتاب الطهارة' باب: في الجنب يؤخر الغسل' حديث (228)' وابن ماجه (192/1): كتاب الطهارة وسننها' باب: في الجنب ينام كهيئته لايمس ماء' حديث (581)' من طريق ابي اسحاق عن الاسود عن عائشة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید بن میسب اور دیگر حضرات کی یہی رائے ہے۔

کئی راویوں نے اسود کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: آپ سونے سے پہلے وضو کر لیتے تھے۔

ابواسحٰق نے اسود کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے یہ اس سے زیادہ مستند ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو ابواسحٰق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ان حضرات کے نزدیک اس روایت میں غلطی ابواسحٰق کی طرف سے ہے۔

شرح

حالت جنابت میں سونے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب فقہاء:

سب فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنبی شخص غسل کرنے سے قبل ہو سکتا ہے۔ وضو کرنے سے قبل سو سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- علامہ ابن حبیب اور علامہ داؤد ظاہری رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ قبل النوم وضو کرنا واجب ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: **انہ قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ الجنابۃ من اللیل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضا واغسل ذکرک ثم نم۔** (الصحیح للبخاری، جلداوّل ص ۴۳) انہوں نے بیان کیا: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں رات کے وقت جنابت لاحق ہو جاتی ہے؟ آپ نے انہیں فرمایا: تم وضو کر کے اور اپنی شرمگاہ دھو کر سو جایا کرو۔

اس حدیث میں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قبل النوم وضو واجب ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے: **انہ سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اینام احدنا وھو جنب؟ قال: نعم! اذا توضا۔** (جامع ترمذی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم میں سے کوئی شخص جنبی ہو جائے تو کیا وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! بشرطیکہ وہ وضو کر لے۔ ۲- حضرت امام ابو یوسف، حضرت سعید بن میسب، حضرت امام سفیان ثوری اور حضرت حسن رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل النوم وضو کرنا مباح ہے یعنی وہ وضو کر لیتا ہے تو درست اور اگر نہیں کرتا تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: **قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینام وھو جنب ولا یمس ماء۔** آپ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں پانی استعمال کیے بغیر سو جاتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں نکرہ تحت النفی آنے کے سبب عموم پر محمول ہے، جس میں غسل اور وضو دونوں شامل ہیں۔

۳- جمہور فقہاء اور آئمہ اربعہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جنبی کا قبل النوم وضو کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے: **عن ابن عمر انہ سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اینام احدنا وھو**

جنب قال: نعم! ويتوضأ ان شاء ۔ (صحیح ابن خزیمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ہم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! وہ اگر پسند کرے تو وضو کر لے"۔ یہاں وضو کا حکم استحباب کے لیے ہے۔

اس بات میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے کہ یہاں وضو سے مراد وضو کامل ہے یا وضو ناقص؟ وضو کامل سے مراد نماز جیسا وضو جسے وضو کبیر بھی کہا جاتا ہے اور وضو ناقص سے مراد ہاتھ اور منہ دھونا ہے جسے وضو صغیر بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے وضو سے مراد وضو صغیر یا وضو ناقص لیا ہے۔ جمہور کے نزدیک یہاں وضو کامل مراد ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان جنبا و اراد ان يا كل اوينام توضأ وضوء للصلوٰه (الصحیح للمسلم، جلد اوّل ص۱۴۴) آپ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں کوئی چیز کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز جیسا وضو فرماتے تھے۔ انہوں نے اس روایت سے وضو کامل مراد لیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ لِلْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ

باب 88: جنبی شخص جب سونے لگے تو وضو کر لے

111 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنَامُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّاَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَمَّارٍ وَّعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ اَحْسَنُ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالُوْا اِذَا اَرَادَ الْجُنُبُ اَنْ يَّنَامَ تَوَضَّاَ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے آپ نے فرمایا: ہاں جب وہ وضو کر لے۔

اس باب میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "احسن" اور "اصح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے اکثر حضرات اس بات کے قائل ہیں: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

111- اخرجه احمد (44, 38, 35, 24, 17, 16/1) ومسلم (220/2 -نووى) كتاب الحيض: باب: جواز نوم الجنب' حديث (306/23) واخرجه ابن خزيمة (106/1) حديث (211) من طريق عبيدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر عن عمر به-

شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب جنبی شخص سونے کا ارادہ کرے تو اسے سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہیے۔

شرح

جنبی کا سونے سے قبل وضو کرنے کا مسئلہ:

کوئی شخص حالت جنابت میں کھانا پینا چاہے یا دوبارہ جماع کا ارادہ کرے اور یا سونے کا قصد کرے تو اسے غسل کرنا افضل ہے۔ وہ اپنے جسم سے نجاست دور کر کے نماز جیسا وضو کرے تب بھی جائز ہے۔ اگر وہ نجاست کو دور کر کے صرف ہاتھ منہ دھو لے تو پھر بھی روا ہے۔ اگر وہ اپنا منہ اور ہاتھ دھو کر ان امور میں سے کوئی کرتا ہے تب بھی ممانعت نہیں ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں پانی استعمال کیے بغیر سو جاتے تھے۔ گویا جماع کرنے کے بعد غسل اور وضو کیے بغیر آپ سو جاتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف اور حضرت سعید بن مسیب رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنبی شخص وضو کیے بغیر سو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وضو کرنے سے جنابت ختم نہیں ہوتی۔ جمہور فقہاء کے نزدیک وضو کرنے میں فضیلت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صرف وضو کر کے سویا کرتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا حالت جنابت میں سونا جائز ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! وضو کر لیا کرو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: توضأ واغسل ذکرك ثم نم۔ (الصحیح البخاری جلد اوّل ص ۴۳) تم وضو کرو اور اپنا ذکر دھو کر سو جاؤ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ

باب 89: جنبی شخص سے مصافحہ کرنا

112 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ فَانْبَجَسْتُ اَیْ فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ اَوْ اَيْنَ ذَهَبْتَ قُلْتُ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

112 - اخرجه البخاری (464/1): کتاب الغسل: باب: عرق الجنب وان المسلم لا ینجس حدیث (283) ومسلم (301/2- نووی): کتاب الحیض: باب: الدلیل علی ان المسلم لا ینجس حدیث (371) وابو داؤد (109/1): کتاب الطهارة: باب فی الجنب یصافح حدیث (231) وابن ماجه (178/1) کتاب الطهارة وسننها: باب: مصافحة الجنب حدیث (534) والنسائی (145/1): کتاب الطهارة: باب: مماسة الجنب ومجالسة حدیث (269) واخرجه احمد (382,235/2) من طریق بکر بن عبدالله عن ابی رافع عن ابی هریرة به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ فَانْخَنَسْتُ يَعْنِىْ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِىْ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ وَلَمْ يَرَوْا بِعَرَقِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ بَاْسًا

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی وقت جنابت کی حالت میں تھے' وہ بیان کرتے ہیں: میں وہاں سے کھسک گیا پھر جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تو آپ نے فرمایا: تم کہاں تھے؟ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کی: میں جنابت کی حالت میں تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ فَانْخَنَسْتُ کا مطلب ہے؟ میں ان کے پاس سے ہٹ گیا۔

کئی اہلِ علم نے جنبی شخص سے مصافحہ کرنے کی اجازت دی ہے' ان کے نزدیک جنبی یا حیض والی عورت کے پسینے میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی وہ ناپاک نہیں ہوتا)

شرح

حالت جنابت میں مصافحہ کرنے کا مسئلہ:

حائضہ اور نفاس والی خاتون کو جب جنابت لاحق ہو جائے اور جنبی یہ سب نجس ہوتے ہیں نجاست حکمی کے باعث نہ کہ نجاست حقیقی کی وجہ سے۔ لہٰذا ان کا جسم، کپڑے، لعاب، پسینہ اور جھوٹا وغیرہ سب پاک ہیں۔ ان سے مصافحہ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان سے مصافحہ کرنے یا ہاتھ لگانے سے ہاتھ نجس نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حالت میری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی، میں آپ کو دیکھ کر اس قصد سے کھسک کر ایک طرف ہوگیا کہ مصافحہ کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پلید نہ ہو جائیں۔ غسل کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے کھسک کر ایک جانب ہونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا: یارسول اللہ! میں حالت جنابت میں تھا۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنبی شخص نجس نہیں ہوتا کیونکہ اس کی نجاست حقیقی نہیں بلکہ حکمی ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَرْاَةِ تَرٰى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

باب 90: جوعورت خواب میں مرد کی طرح خواب دیکھے (یعنی اسے احتلام ہوجائے)

113 سندِحدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: جَـاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِى مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَعْنِىْ غُسْلًا اِذَا هِىَ رَاَتْ فِى الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ نَعَمْ اِذَا هِىَ رَاَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قُلْتُ لَهَا فَضَحْتِ النِّسَآءَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰـذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا رَاَتْ فِى الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ فَاَنْزَلَتْ اَنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ وَبِهٖ يَـقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَالشَّافِعِىُّ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ وَّخَوْلَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ

◆◆ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا‘ سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: اُمِّ سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں‘ انہوں نے عرض کی: بے شک اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں کرتا‘ کیا عورت پر لازم ہوگا؟ یعنی غسل، جب وہ خواب میں وہی چیز دیکھے جو مرد دیکھتے ہیں (یعنی اسے احتلام ہوجائے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جب وہ پانی (یعنی منی کپڑے پر لگی ہوئی دیکھے) تو اسے غسل کرلینا چاہیے۔ سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اس عورت سے کہا: اے اُمِّ سلیم! تم نے عورتوں کو شرمندہ کردیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عام فقہاء کی یہی رائے ہے: اگر کوئی عورت خواب میں اسی طرح دیکھ لے جیسے مرد دیکھتا ہے‘ (یعنی اسے احتلام ہوجائے) اور اسے انزال ہو‘ تو اس پر غسل کرنا لازم ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ‘ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ خولہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

113- اخرجه البخارى (462/1): كتاب الغسل: باب: اذا احتلمت المراة' حديث (282) ومسلم (225/2-نووى): كتاب الحيض: باب: وجوب الغسل على المرأة' حديث (313/32) واخرجه مالك فى الموطا (51/1): كتاب الطهارة: باب: غسل المراة اذا رات فى المنام مثل مايرى الرجل' حديث (85) وابن ماجه (197/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: فى المراة ترى فى منامها مايرى الرجل' حديث (600) النسائى (114/1): كتاب الطهارة: باب غسل المراة فى منامها مايرى الرجل' حديث (197) واخرجه احمد (302, 292/6) والحميدى (143/1) حديث (298) من طريق عروة عن زينب بنت ابى سلمة عن ام سلمة به۔

شرح

بدخوابی کی صورت میں عورت اپنے کپڑے پرتری پائے تو غسل واجب ہونے کا مسئلہ:

عورت بدخوابی کی صورت میں اپنے کپڑے پرتری پائے تو غسل واجب ہوگا۔ یہ مسئلہ خواتین وحضرات کے درمیان یکساں ہے۔اس کا ماحاصل یہ ہے کہ مرد کی طرح عورت کو بھی احتلام کا عارضہ پیش آتا ہے۔اگر عورت بدخوابی کے بعد اپنے کپڑے پرتری کے آثار پائے تو غسل فرض ہوگا ورنہ نہیں۔حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مسئلہ دریافت کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے میں مکھی اور مچھر کی مثال بیان کرنے سے حیاء نہیں کرتا تو انسان کو بھی حق بات دریافت کرنے اور بیان کرنے سے حیاء نہیں کرنی چاہیے۔انہوں نے دریافت کیا: عورت بدخوابی دیکھے تو اس پر غسل واجب ہوگا؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اگر وہ اپنے کپڑے پرتری دیکھے تو غسل کرے۔سوال: اس حدیث میں ان اللہ لا یستحی من الحق (یعنی اللہ حق بیان کرنے سے حیاء نہیں کرتا) اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ان اللہ حیی (بیشک اللہ تعالیٰ حیاء کرنے والا ہے) بظاہر تعارض ہے؟

جواب: نفی حقیقی معنی کی ہے یعنی عذاب ومذمت کرنا اور اثبات میں مجازی معنی مراد ہے یعنی ترک فعل یا ترک منع عن الفعل۔

سوال: اُمّ سلیم کا نام کیا ہے؟

جواب: ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں: (۱) رمیلہ (۲) سہلہ (۳) ملیکہ (۴) رمیثہ (۵) غمیصاء (۶) رئیشا۔ یہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں۔

مسئلہ:

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ مرد ہو یا عورت اسے حق مسئلہ دریافت کرنے یا بیان کرنے میں شرم وحیاء سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ بے شرمی کے امور ممنوعات کا ارتکاب کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَسْتَدْفِئُ بِالْمَرْاَةِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب 91: مرد کا غسل کرنے کے بعد عورت کے جسم سے گرمی حاصل کرنا

114 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: رُبَّمَا اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ جَآءَ فَاسْتَدْفَاَ بِيْ فَضَمَمْتُهُ اِلَيَّ وَلَمْ اَغْتَسِلْ

114- اخرجه ابن ماجه (1/192): كتاب الطهارة وسننها: باب: في الجنب ينام كهيئته لا يمس ماء' حديث (581) من طريق الشعبي عن مسروق عن عائشة به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِاِسْنَادِهٖ بَأْسٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا اغْتَسَلَ فَلَا بَأْسَ بِاَنْ يَّسْتَدْفِئَ بِامْرَاَتِهٖ وَيَنَامَ مَعَهَا قَبْلَ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْاَةُ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد تشریف لاتے اور میرے جسم سے گرمی حاصل کرنا چاہتے تھے تو میں آپ کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی تھی حالانکہ میں نے غسل نہیں کیا ہوتا تھا۔

یہ اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: جب کوئی شخص غسل کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے: وہ اپنی بیوی کو اپنے جسم کے ساتھ چمٹالے اور اس کے ساتھ سوئے یعنی عورت کے غسل کرنے سے پہلے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

غسل کے بعد مرد کا جنبیہ بیوی کے جسم سے حرارت حاصل کرنے کا مسئلہ:

جماع کے بعد مرد غسل کرے پھر اپنی بیوی (جو جنبیہ ہو) سے لپٹ کر حرارت حاصل کرے تو جائز ہے۔ اس صورت میں شوہر کا جسم پلید نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرنے کے بعد میرے پاس تشریف لاتے اور میرے جسم سے حرارت حاصل کرتے اور میں آپ کو اپنے جسم سے چمٹا لیتی تھی، حالانکہ اس وقت میں حالت جنابت میں ہوتی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّيَمُّمِ لِلْجُنُبِ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ

باب 92: جنبی شخص کو جب پانی نہ ملے تو وہ تیمم کرے

115 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ اَبِي ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طَهُوْرُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَقَالَ مَحْمُوْدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

115- اخرجه احمد (180,155/5) وابو داؤد (144,143/1) كتاب الطهارة: باب: الجنب يتيمم حديث (332) والنسائي (171/1): كتاب الطهارة: باب: الصلوات بتيمم واحد حديث (322) واخرجه ابن خزيمة (32/4) حديث (2292) من طريق ابي قلابة عن عمرو بن بجدان عن ابي ذر به-

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَّقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ عَامِرٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَّلَمْ يُسَمِّهِ

حکم حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ اَنَّ الْجُنُبَ وَالْحَائِضَ اِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرَى التَّيَمُّمَ لِلْجُنُبِ وَاِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَيُرْوٰى عَنْهُ اَنَّهٗ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ فَقَالَ يَتَيَمَّمُ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ وَمَالِكٌ وَّالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کے حصول کا ذریعہ ہے اگرا سے پانی دس سال تک نہیں ملتا' لیکن اگر وہ پانی پالے' تو اسے پورے جسم پر بہالینا چاہیے' کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔

محمود نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: پاک مٹی مسلمان کے وضو کا ذریعہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی اہلِ علم نے خالد حذاء کے حوالے سے' ابوقلابہ کے حوالے سے، حضرت عمرو بن بجدان کے حوالے سے' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ ایوب نے ابوقلابہ کے حوالے سے، بنو عامر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے' تاہم اس شخص کا نام نقل نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عام فقہاء کی یہی رائے ہے: جنبی شخص اور حائضہ عورت کو اگر پانی نہیں ملتا تو وہ تیمّم کرنے کے بعد نماز ادا کرلیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: وہ جنبی شخص کے لیے تیمّم کو درست نہیں سمجھتے' خواہ اس شخص کو پانی نہ ملے۔

انہی کے بارے میں یہ روایت بھی منقول ہے: انہوں نے اس قول سے رجوع کرلیا تھا' وہ یہ فرماتے ہیں: اگر وہ شخص پانی نہیں پاتا تو تیمّم کرلے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرنے کا مسئلہ:

نماز کا وقت ہو جانے پر تیمم، غسل اور وضو دونوں کا نائب ہے۔ پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی حقیقی طور پر موجود نہ ہو یا پانی موجود ہو لیکن کم مقدار میں ہو، اگر اس سے وضو کیا تو پینے کی ضرورت پوری نہیں ہوگی یا پانی سخت گرم یا سرد ہو جو استعمال نہ کیا جا سکتا ہو وغیرہ۔ ان تمام صورتوں میں تیمّم کیا جائے گا۔ یہ رخصت وضو اور غسل دونوں کے لیے ہے۔

ایک صحابی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر میں حالت سفر میں جنبی ہو جاؤں اور پانی بھی دستیاب نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: پانی دستیاب نہ ہو تو نماز قضا کرو۔ اتفاق سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس سلسلے میں تیمّم کیا جائے گا اور نماز ادا کی جائے گی۔ آپ اس واقعہ کو یاد کریں جو آپ کو اور مجھے ایک سفر کے دوران پیش آیا تھا کہ ہم دونوں جنبی ہو گئے تھے، آپ نے نماز قضا کی تھی اور میں نے اپنے جسم پر مٹی مل کر نماز ادا کی تھی۔ ہم دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تائید فرمائی تھی اور مجھے عملاً تیمم کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی تھی۔ اس موقع پر تیمم غسل اور وضو دونوں کے لیے کیا تھا۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس چیز کے آپ ذمہ دار بنے ہیں ہم بھی اس کے آپ کو ذمہ دار بناتے ہیں۔ (الصحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۸)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک مٹی مسلمان کی طہارت کا سامان ہے خواہ دس سال تک اسے پانی دستیاب نہ ہو۔ جب پانی دستیاب ہو جائے تو اسے استعمال میں لایا جائے۔ اس حدیث سے جنابت کے لیے بھی تیمم کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

۱- تیمم، غسل اور وضو دونوں کا نائب ہے اور یہ طہارت کاملہ ہے۔ جب تک پانی دستیاب نہ ہو تیمم کر کے نماز ادا کرتے رہیں گے۔

۲- اگر اس مقدار میں پانی دستیاب ہو جائے جس سے غسل یا وضو کیا جا سکتا ہو تو تیمم جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: فلیمسہ بشرتہ یعنی خواہ وہ پانی اعضاء کو ایک ایک بار دھونے کے لیے کافی ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

باب 93: مستحاضہ عورت کا بیان

116 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَّعَبْدَةُ وَاَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي

اِمْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَقَالَ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَّابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ اَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ اِذَا جَاوَزَتْ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا اغْتَسَلَتْ وَتَوَضَّاَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوجاتا ہے' اور میں پاک نہیں ہوتی' کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ (کسی دوسری) رگ کا خون ہے' یہ حیض نہیں ہے' جب حیض آجائے' تو تم نماز پڑھنا ترک کردو' جب وہ ختم ہوجائے' تو تم خون کو دھوکر نماز پڑھنا شروع کردو۔

ابومعاویہ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہر نماز کے لیے وضو کرو' یہاں تک کہ وہ وقت آجائے۔

اس بارے میں سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، مالک، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے: استحاضہ والی عورت کا حیض گزر جائے' تو وہ غسل کرنے کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔

116- اخرجه مالك في الموطا (61/1): كتاب الطهارة: باب: المستحاضة' حديث (104)' واحمد (194/6)' واخرجه البخاری (487/1): كتاب الحيض:باب: الاستحاضة' حديث (306)' واخرجه مسلم (252/2-نووی): كتاب الحيض: باب: المستحاضة وغسلها وصلاتها' حديث (333/62)' وابو داؤد (124/1): كتاب الطهارة: باب: من روى ان الحيضة اذا ادبرت لاتدع الصلاة' حديث (282) وابن ماجه (203/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في المستحاضة التي قد عدت ايام اقرائها قبل ان يستمر بها الدم' حديث (621)' واخرجه النسائی (123/1): كتاب الطهارة: باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة حديث (215)' والحميدی (99/1)' حديث (193)' من طريق هشام بن عروة' عن عروة عن عائشة به-

شرح

استحاضہ کامفہوم اوراس کے احکام:

لفظ''استحاضہ'' حیض سے بنایا گیا ہے۔ حاض یحیض حیضا، کامعنی ہے، بہنا۔ اہل عرب کہتے ہیں: حاض الوادی یعنی بارش کی کثرت کے باعث میدان بہہ گیا۔ حیض چونکہ عورت کومہینہ کے بعد مسلسل آتا ہے۔ اس لیے اسے''حیض'' کہا جاتا ہے۔ لفظ''استحاضہ'' میں''س اورت'' مبالغہ کے لیے آتے ہیں۔ استحاضہ باب استفعال کا مصدر ہے، جس سے مراد مسلسل بہنے والا خون ہے۔ اسے بیماری کا خون بھی کہا جاتا ہے۔

حیض اور استحاضہ دونوں فقہ اور حدیث کے مشکل ترین مسائل میں سے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہاء اور محدثین نے ان دو مسائل پر مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ سب سے قبل حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو سو صفحات پر مشتمل کتاب تصنیف کی، حضرت علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ سو صفحات کی کتاب لکھی، حضرت امام ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا، علامہ دارمی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ''مہذب'' کی شرح میں ان دو مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی جو ایک ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر گئی اور امام ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک تفصیلی کتاب تصنیف فرمائی۔

(۱) حیض کی اقل مدت میں مذاہب:

حیض کی اقل مدت کتنی ہے؟ اس بارے میں اختلاف آئمہ ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قلت کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔ ایک بار بھی آ کر ختم ہو جانے والا خون''حیض'' ہوسکتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اقل مدت حیض ایک رات دن ہے۔ اس سے کم مدت میں آ کر رک جانے والا خون''استحاضہ'' ہے۔ علاوہ ابن الماجشون کا مؤقف ہے کہ پانچ رات دن ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین دن تین رات ہے۔

(۲) اکثر مدت حیض میں مذاہب آئمہ:

کثرت مدت حیض کتنی ہے؟ اس سلسلے میں بھی آئمہ کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کثرت مدت حیض سترہ دن رات ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے۔ کثرت مدت حیض پندرہ رات دن ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دس دن رات ہے۔ اس مدت سے زائد آنے والا''استحاضہ'' کا خون ہوا۔

(۳) نفاس کی اقل مدت:

نفاس سے مراد وہ خون ہے جو عورت کے مقام مخصوصہ سے بچہ کی ولادت کے بعد برآمد ہوتا ہے۔ اس کی اقل مدت کے بارے میں تمام آئمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ متعین نہیں ہے۔

(۴) کثرت مدت نفاس:

نفاس کی اکثر مدت کتنی ہے؟اس بارے میں آئمہ کی مختلف آراء ہیں۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساٹھ دن ہے۔آئمہ ثلاثہ کے نزدیک چالیس روز ہے۔اس مدت کے بعد آنے والا خون ''استحاضہ'' ہوگا۔

(۵) اقل مدت طہر میں مذاہب آئمہ:

اقل مدت طہر کتنی ہے؟اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آرا ہیں۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اقوال ہیں: (۱) اس کی حد متعین نہیں ہے۔(۲) پانچ دن رات ہے۔(۳) دس رات دن ہے۔(۴) پندرہ رات دن ہے۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) پندرہ دن ہے۔(۲) تیرہ دن ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت طہر پندرہ دن ہے۔

(۶) الوان دم حیض میں مذاہب:

الوان دم حیض میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک الوان دم حیض دو ہیں: (۱) سرخ رنگ (۲) سیاہ رنگ۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الوان دم حیض چار ہیں:

(۱) سرخ (۲) سیاہ (۳) اصفر (۴) اکدر۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الوانِ دم حیض چھ ہیں:

(۱) سواد (۲) حمرہ (۳) صفرہ (۴) کدرہ (۵) خضرہ (۶) ترنبی۔ان الوان کے علاوہ استحاضہ کا خون ہوگا۔

دم استحاضہ کے اسباب:

دم استحاضہ کے تین اسباب ہیں: (۱) کسی رگ کا پھٹ جانا (۲) فساد مزاج (۳) مذکورہ دونوں اسباب میں سے کبھی ایک کبھی دوسرا۔

مسئلہ:

دم حیض اور نفاس کی صورت میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ان ایام کی نماز معاف ہے لیکن روزوں کی قضا کرے گی۔البتہ دم استحاضہ کی حیثیت دم مسلسل کی ہے،ان دنوں میں عورت نماز پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

باب 94: مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے گی

117 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِى الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِىّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ

117– اخرجه ابو داؤد (131/1): كتاب الطهارة: باب: من قال: تغتسل من طهر الى طهر' حديث (297) وابن ماجه (204/1): كتاب الطهارة و سننها: باب ماجاء في المستحاضة التي قد عدت ايام اقرائها قبل ان يستمر بها الدم' حديث (625) والدارمي (202/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: في غسل المستحاضة' من طريق ابي اليقظان عن عدي بن ثابت عن ابيه عن جده به۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: اَنَّهٗ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا الَّتِيْ كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَّتَصُومُ وَتُصَلِّي حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ تَفَرَّدَ بِهٖ شَرِيكٌ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقُلْتُ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ جَدُّ عَدِيٍّ مَا اسْمُهٗ فَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ اسْمَهٗ وَذَكَرْتُ لِمُحَمَّدٍ قَوْلَ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ اَنَّ اسْمَهٗ دِينَارٌ فَلَمْ يَعْبَاْ بِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ اِنِ اغْتَسَلَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ هُوَ اَحْوَطُ لَهَا وَاِنْ تَوَضَّاَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ اَجْزَاَهَا وَاِنْ جَمَعَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ اَجْزَاَهَا

◆◆ عدی بن ثابت اپنے دادا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے مستحاضہ عورت کے بارے میں فرمایا ہے' وہ اپنے حیض کے مخصوص ایام جن میں پہلے اسے حیض آیا کرتا تھا' اس کے دوران نماز چھوڑ دے گی' پھر غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے وضو کرے گی' وہ روزہ بھی رکھے گی اور نماز بھی ادا کرے گی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریک نے ابوالیقظان نامی راوی کے حوالے سے منفرد طور پر اسے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا: میں نے کہا: عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔ علی کے دادا کا نام کیا تھا؟ تو امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے دادا کا نام پتہ نہیں تھا' میں نے امام بخاری کو نام بتایا: یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے: ان کا نام دینار تھا' تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قابل اعتماد نہیں سمجھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ مستحاضہ عورت کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے' تو یہ اس کے لیے زیادہ مناسب ہے' لیکن اگر وہ ہر نماز کے لیے صرف وضو کر لیتی ہے' تو یہ بھی اس کے لیے جائز ہے۔

اگر وہ ایک وضو کر کے' دو نمازیں اکٹھی ادا کر لے' تو یہ بھی اس کے لیے جائز ہے۔

شرح

المستحاضة تتوضأ لكل صلوة میں مذاہب آئمہ:

مستحاضہ عورت اور تمام معذورین کا حکم تسلسل حدث میں مبتلا شخص والا ہے جو چار رکعت نماز بھی پڑھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے معذورین پر وضو کرنا فرض ہے۔ البتہ علامہ ابوداؤد ظاہری اور ربیعۃ الرائی کے نزدیک دم استحاضہ ناقض وضو نہیں ہے۔ ان کے خیال کے مطابق الوضوء لکل صلوٰۃ کا حکم استحبابی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ از راہ قیاس دم استحاضہ ناقض وضو نہیں ہے لیکن امر تعبدی کی بناء پر دم استحاضہ کو ناقض وضو تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت امام سفیان ثوری اور علامہ ابوثور رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک وضو سے صرف ایک نماز پڑھی جاسکتی ہے اور دوسری نماز کے لیے وضوجدید لازم ہوگا مثلاً ایک وضو سے فرائض پڑھ سکتا ہے لیکن نوافل ادا کرنے کے لیے وضوجدید ضروری ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک وضو سے فرائض اور اس کے توابع یعنی نوافل وسنن بھی ادا کی جاسکتی ہیں مگر ان کی ادائیگی کے بعد وضوازخود باطل ہوجائے گا۔مزید سنن ونوافل اور تلاوت قرآن وغیرہ کے لیے تازہ وضو کرنا ہوگا۔انہوں نے وضولکل صلوۃ مع توابعہا، مرادلیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دفعہ وضو کرکے فرائض اور توابع سنن ونوافل کے علاوہ تلاوت قرآن وغیرہ بھی جائز ہے۔البتہ آئندہ نماز کا وقت آنے پر وضوجدید ضروری ہوگا۔اس بات میں آئمہ احناف کا باہم اختلاف ہے کہ خروج وقت سبب ناقض وضو ہے یا دخول وقت؟ حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دخول وقت سبب ناقض وضو ہے۔حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خروج وقت اور دخول وقت دونوں ناقض وضو ہیں۔طرفین کے نزدیک خروج وقت سبب ناقض وضو ہے۔ثمرہ اختلاف اس طرح مرتب ہوگا کہ نماز فجر کے بعد (طلوع شمس سے لے کر) اور نماز ظہر سے قبل وقت میں حضرت امام زفر اور طرفین کے نزدیک نماز فجر کا وضوٹوٹ جائے گا جبکہ حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال کے وقت تک یہ وضو باقی رہے گا۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔آپ نے توضأ لکل صلوۃ، کو توضأ لکل وقت صلوۃ، پرمحمول کیا ہے۔

مسئلہ:

حیض کا زمانہ ختم ہونے پر مستحاضہ ایک دفعہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لیے نیا وضو کرکے جتنی چاہے فرائض اور توابع سنن و نوافل ادا کرسکتی ہے اور تلاوت قرآن بھی لیکن آئندہ نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ اَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ

باب 95: مستحاضہ عورت ایک غسل کے بعد دونمازیں اکٹھی پڑھ لے گی

118 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهٖ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّهٖ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنْتُ اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَفْتِيْهِ وَاُخْبِرُهٗ فَوَجَدْتُّهٗ فِيْ بَيْتِ اُخْتِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَمَا

118– اخرجه احمد (6/381, 439) والبخاری فی الادب المفرد (237) حدیث (806) وابوداؤد (1/127): کتاب الطهارة: باب: من قال: اذا اقبلت الحیضة تدع الصلاة حدیث (287) وابن ماجه (1/205): کتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فی البکر اذا ابتدات مستحاضة او کان لها ایام حیض فنسیتها حدیث (627) من طریق ابراهیم بن محمد بن طلحة عن عمه عمران بن طلحة عن امه حمنة بنت جحش به۔

تَأْمُرُنِیْ فِیْهَا قَدْ مَنَعَتْنِی الصِّیَامَ وَالصَّلٰوةَ قَالَ اَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَاِنَّهٗ یُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَتَلَجَّمِیْ قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاتَّخِذِیْ ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّمَا اَثُجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَآمُرُكِ بِاَمْرَیْنِ اَیَّهُمَا صَنَعْتِ اَجْزَاَ عَنْكِ فَاِنْ قَوِیتِ عَلَیْهِمَا فَاَنْتِ اَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّمَا هِیَ رَكْضَةٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ فَتَحَیَّضِی سِتَّةَ اَیَّامٍ اَوْ سَبْعَةَ اَیَّامٍ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ ثُمَّ اغْتَسِلِی فَاِذَا رَاَیْتِ اَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَاْتِ فَصَلِّی اَرْبَعًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً اَوْ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَّاَیَّامَهَا وَصُوْمِیْ وَصَلِّی فَاِنَّ ذٰلِكِ یُجْزِئُكِ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِی كَمَا تَحِیضُ النِّسَآءُ وَكَمَا یَطْهُرْنَ لِمِیقَاتِ حَیْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ فَاِنْ قَوِیتِ عَلٰی اَنْ تُؤَخِّرِی الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِی الْعَصْرَ ثُمَّ تَغْتَسِلِیْنَ حِیْنَ تَطْهُرِیْنَ وَتُصَلِّیْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا ثُمَّ تُؤَخِّرِیْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِیْنَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِیْنَ وَتَجْمَعِیْنَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ فَافْعَلِی وَتَغْتَسِلِیْنَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِّیْنَ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِی وَصُوْمِی اِنْ قَوِیتِ عَلٰی ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَعْجَبُ الْاَمْرَیْنِ اِلَیَّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَّرَوَاهُ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ وَابْنُ جُرَیْجٍ وَّشَرِیْكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِیْلٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهٖ عِمْرَانَ عَنْ اُمِّهٖ حَمْنَةَ اِلَّا اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ یَّقُوْلُ عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ وَالصَّحِیْحُ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ هُوَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّهٰكَذَا قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ اِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَیْضَهَا بِاِقْبَالِ الدَّمِ وَاِدْبَارِهٖ وَاِقْبَالُهٗ اَنْ یَّكُوْنَ اَسْوَدَ وَاِدْبَارُهٗ اَنْ یَّتَغَیَّرَ اِلَی الصُّفْرَةِ فَالْحُكْمُ لَهَا عَلٰی حَدِیْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِیْ حُبَیْشٍ وَّاِنْ كَانَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ لَهَا اَیَّامٌ مَعْرُوْفَةٌ قَبْلَ اَنْ تُسْتَحَاضَ فَاِنَّهَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَیَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَّتُصَلِّی وَاِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ یَكُنْ لَهَا اَیَّامٌ مَعْرُوْفَةٌ وَّلَمْ تَعْرِفِ الْحَیْضَ بِاِقْبَالِ الدَّمِ وَاِدْبَارِهٖ فَالْحُكْمُ لَهَا عَلٰی حَدِیْثِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّكَذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ

وَقَالَ الشَّافِعِیُّ الْمُسْتَحَاضَةُ اِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِیْ اَوَّلِ مَا رَاَتْ فَدَامَتْ عَلٰی ذٰلِكَ فَاِنَّهَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ مَا بَیْنَهَا وَبَیْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا فَاِذَا طَهُرَتْ فِیْ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا اَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنَّهَا اَیَّامُ حَیْضٍ فَاِذَا رَاَتِ الدَّمَ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا فَاِنَّهَا تَقْضِی صَلَاةَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ یَوْمًا ثُمَّ تَدَعُ الصَّلٰوةَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَقَلَّ مَا تَحِیضُ النِّسَآءُ وَهُوَ یَوْمٌ وَّلَیْلَةٌ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ اَقَلِّ الْحَیْضِ وَاَكْثَرِهٖ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَقَلُّ الْحَیْضِ ثَلَاثَةٌ وَّاَكْثَرُهٗ عَشَرَةٌ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ یَاْخُذُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَرُوِیَ عَنْهُ خِلَافُ هٰذَا وَقَالَ

بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ اَقَلُّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّاَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالْاَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَاَبِیْ عُبَيْدٍ

◆◆ عمران بن طلحہ اپنی والدہ سیّدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہیں بہت زیادہ استحاضہ کی شکایت تھی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس بارے میں دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوئی اور آپ کو اس بارے میں بتایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بہن سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں پایا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے استحاضہ بہت زیادہ آتا ہے آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں؟ اس کی وجہ سے مجھے نماز اور روزے کو ترک کرنا پڑے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم روئی رکھ لیا کرو وہ خون کو ختم کردے گی میں نے عرض کی: وہ اس سے زیادہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا: پھر تم کپڑا باندھ لیا کرو۔ انہوں نے عرض کی: وہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا: پھر تم (اضافی) کپڑا رکھ لو میں نے عرض کی: اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے یہ مسلسل بہتا رہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں تمہیں اس بارے میں دو ہدایتیں کرتا ہوں تم ان میں سے جو بھی کرلو وہ تمہارے لیے جائز ہے اگر تم دونوں کرو تو زیادہ بہتر ہوگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کا ٹھونگا مارنا ہے اگر تمہیں چھ دن تک یا سات دن تک حیض آتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق تو پھر تم غسل کرلو اور جب تم یہ دیکھو کہ تم پاک ہوچکی ہو اور تم نے پاکی حاصل کرلی ہے تو تم چوبیس دن یا تیئس دن (جو بھی حساب بنے) اتنے دن نماز ادا کرتی رہو روزے رکھتی رہو یہ تمہارے لیے جائز ہوگا تم اسی طرح کرلو جیسا کہ حیض والی خواتین کرتی ہیں جب وہ اپنے حیض کی مخصوص مدت کے بعد پاک ہوتی ہیں اگر تم سے ہوسکے تو تم ظہر کی نماز مؤخر کرو اور عصر کی نماز کو جلدی ایک ساتھ ادا کرلو پھر تم غسل کرو اس وقت جب تم پاک ہوجاؤ پھر تم ظہر اور عصر کی نماز ادا کرو مغرب کی نماز کو موخر کرو اور عشاء کی نماز کو جلدی پڑھو تم غسل کرو اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرو تم ایسا کرلو پھر تم صبح کی نماز کے لیے غسل کرو اور صبح کی نماز ادا کرلو اسی طرح تم کرتی رہو اور روزے رکھو اگر تمہارے اندر اس کی قوت ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دونوں میں سے یہ دوسری بات میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اسے عبیداللہ بن عمرو الرقی ابن جریج اور شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل کے حوالے سے ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے حوالے سے ان کے چچا عمران کے حوالے سے ان کی والدہ سیّدہ حمنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

تاہم ابن جریج کہتے ہیں (راوی کا نام) عمر بن طلحہ ہے لیکن صحیح عمران بن طلحہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ مستحاضہ عورت کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر اسے خون کے آنے اور جانے یعنی اپنے حیض (کے متعین وقت) کا پتہ ہو اس کے آنے سے مراد یہ ہے: وہ سیاہ رنگت کا مواد ہو اور جانے کا مطلب یہ ہے: وہ سیاہ ہو کر زرد ہوجائے تو اس عورت کے لیے حکم وہ ہوگا جو حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی احادیث سے ثابت ہے اگر استحاضہ کا شکار ہونے سے پہلے

مستحاضہ عورت کے (حیض کے) ایام طے شدہ تھے تو وہ اپنے مخصوص کے ایام کے دوران نماز چھوڑ دے گی پھر وہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لیے وضو کرے گی اور نماز ادا کرے گی لیکن اگر اسے خون مسلسل آ تا رہا اور اس کے طے شدہ ایام نہیں تھے اور اسے خون کی آمد یا رفت کے حساب سے حیض کا پتہ نہیں چلتا تو اس عورت کا حکم حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہوگا۔

ابوعبید نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مستحاضہ عورت پہلی مرتبہ خون دیکھے اور مسلسل خون کی آمد جاری رہے اور یہی سلسلہ برقرار رہے تو وہ عورت پندرہ دن تک نماز چھوڑے رکھے گی اگر وہ پندرہ دن میں یا اس سے پہلے پاک ہو جاتی ہے تو یہ اس کے حیض کے مخصوص ایام ہوں گے لیکن اگر وہ پندرہ دن سے زیادہ خون دیکھتی ہے تو وہ چودہ دن کی نماز کی قضا ادا کرے گی پھر اس کے بعد نماز پڑھنا چھوڑ دے گی جو خواتین کے حیض کی کم از کم مدت ہے اور وہ ایک دن اور ایک رات ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم نے حیض کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے تاہم ان سے اس کے برعکس رائے بھی منقول ہے۔

بعض اہلِ علم یہ کہتے ہیں: ان میں عطا بن ابی رباح بھی شامل ہیں حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبید اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ اَنَّهَا تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

باب 96: مستحاضہ عورت کا ہر نماز کے وقت غسل کرنا

119 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: اسْتَفْتَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ ابْنَةُ جَحْشٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

اختلافِ روایت: قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ اللَّيْثُ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ

119- اخرجه احمد (237/6) ومسلم (252/2, 253-نووی): كتاب الحيض: باب المستحاضة وغسلها و صلاتها حديث (334/63) واخرجه ابو داؤد (125/1) كتاب الطهارة: باب من قال اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة حديث (285) (128/1): كتاب الطهارة: باب من روى ان المستحاضة تغتسل لكل صلاة حديث (288) وابن ماجه (205/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في المستحاضة اذا اختلط عليها الدم فلم تقف على ايام حيضها حديث (626) والنسائی (118/1): كتاب الطهارة: باب: ذكر الاغتسال من الحيض حديث (204/) واخرجه الدارمی (196/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: المستحاضة من طريق الزهری عن عروة عن عائشة به-

حَبِيْبَةَ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَّلٰكِنَّهٗ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ

اسنادِدیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَفْتَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

وَرَوَى الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ

◆◆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیّدہ اُمّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: انہوں نے عرض کی: مجھے استحاضہ ہوتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز ترک کیے رکھوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں یہ رگ (کا خون) ہے تم غسل کر کے نماز ادا کرلیا کرو (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) وہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

قتیبہ بیان کرتے ہیں: لیث نے یہ بات بیان کی ہے: ابن شہاب نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی ہدایت کی تھی' وہ ہر نماز کے وقت غسل کریں' بلکہ وہ خود ایسا کیا کرتی تھیں۔

یہی روایت زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عمرہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے' وہ بیان کرتی ہیں: اُمّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے غسل کرے گی۔

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عروہ اور عمرہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

امر ثانی سے مراد:

مستحاضہ خاتون حیض کے ایام ختم ہونے پر غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لیے نیا وضو کر کے جتنے چاہے فرائض، سنن اور نوافل ادا کرے اور تلاوت قرآن وغیرہ کرسکتی ہے۔ البتہ آئندہ نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہوگا کیونکہ آئندہ نماز کا وقت شروع ہونے پر پہلا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

زیر بحث حدیث میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ تھیں، انہیں استحاضہ کا عارضہ لاحق تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عارضہ ان کی ہمشیرگاں حضرت زینب بنت جحش اور اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی لاحق تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو استحاضہ کا عارضہ شدیدہ لاحق ہونے کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں دو امور میں سے ایک یا دونوں اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ زیر بحث حدیث سے ایک تو واضح ہے کہ دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کرلیا کریں تا کہ زیادہ دشواری نہ ہو جبکہ دوسری چیز کی تصریح نہیں ہے۔ اس امر ثانی سے مراد

کیا ہے؟

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امر ثانی سے مراد ''الغسل لکل لصلوٰۃ'' یعنی ہر نماز کے لیے نیا غسل کرنا ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امر ثانی سے مراد ''الوضوء لکل صلوٰۃ'' ہے۔مطلب یہ ہے کہ اصل حکم تو ''الوضو لکل صلوٰۃ'' ہے لیکن جمع صلوٰتین بغسل واحد کا طریقہ اختیار کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

سوال: احناف کے نزدیک جمع صلوتین تو منع ہے۔علاوہ ازیں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہونے پر پہلا وضو ٹوٹ جائے گا تو جمع صلوتین کا کیا مطلب ہوا؟

جواب: (۱) جس خاتون پر ''الغسل لکل صلوٰۃ'' واجب ہو،اس کے لیے جمع صلوتین بغسل واحد کی سہولت ہے نہ کہ تمام خواتین کے لیے۔گویا اسے اس مسئلہ میں استثنیٰ حاصل ہوگا۔(۲) یہ اعتراض تو تب ہے جب جمع صلوتین سے مراد جمع صوری لی جائے لیکن یہاں مراد جمع حقیقی ہے جو ایک عارضہ کی بناء پر جائز رکھی گئی ہے۔(۳) یہ حکم خصوصیات نبوت سے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شارع اور شریعت میں خودمختار ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَائِضِ اَنَّهَا لَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ

باب 97: حائضہ عورت نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی

120 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ مُّعَاذَةَ

متن حدیث: اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَتَقْضِى اِحْدَانَا صَلَاتَهَا اَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ اَحَرُورِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كَانَتْ اِحْدَانَا تَحِيضُ فَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَآئِشَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ اَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْضِى الصَّلٰوةَ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِىْ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِى الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِى الصَّلٰوةَ .

◆◆ سیّدہ معاذہ بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: اس نے عرض کی: عورت اپنے حیض

120–اخرجه البخارى (501/1): كتاب الحيض : باب: لا تقضى الحائض الصلاة' حديث (321)' ومسلم (161/2- نووى): كتاب الحيض: باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة' حديث (335/67)' وابو داؤد (118/1): كتاب الطهارة: باب: في الحائض لا تقضى الصلاة' حديث (262)' وابن ماجه (207/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: الحائض لا تقضى الصلاة' حديث (631)' والنسائى (191/1): كتاب الحيض والاستحاضة: باب: سقوط الصلاة عن الحائض' حديث (382)' واخرجه احمد (231, 185, 143, 120, 97, 94, 32/6) والدارمى (233/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: في الحائض تقضى الصوم ولا تقضى الصلاة وابن خزيمة (101/2)' حديث (1001)' من طريق معاذة العدوية عن عائشة به-

کے مخصوص ایام کے دوران (رہ جانے والی نمازوں) کی قضاء ادا کرے گی؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: کیا تم حروریہ ہو؟ ہم میں سے جس کو حیض آتا تھا' اسے تو قضاء کا حکم نہیں دیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور حوالے سے یہ بات منقول ہے: حائضہ عورت نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔

تمام فقہاء کا یہی قول ہے' اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں: حائضہ عورت روزے کی قضاء کرے گی' لیکن نماز کی قضا نہیں کرے گی۔

شرح

حائضہ کی نماز کا مسئلہ:

فقہاء اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت ایام حیض میں نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ ایام حیض ختم ہونے پر غسل کی شکل میں طہارت حاصل کر کے وہ روزوں کی قضاء کرے گی لیکن نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی۔ نمازوں کی عدم قضاء کی علت ان کی کثرت کے باعث حرج ہے۔ البتہ خوارج کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک حائضہ روزوں کی طرح نمازوں کی بھی قضاء کرے گی۔ انکار سنت کی وجہ سے خوارج نے یہ اختلاف کیا ہے کیونکہ نمازوں کی عدم قضاء سنت سے ثابت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ اَنَّهُمَا لَا يَقْرَاٰنِ الْقُرْاٰنَ

باب 98: جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتے

121 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَقْرَاُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَاُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا لَا تَقْرَاُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْئًا اِلَّا طَرَفَ الْاٰيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذٰلِكَ وَرَخَّصُوْا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ

121- اخرجه ابن ماجه (195/1): كتاب الطهارة وسننها؛ باب: ماجاء في قراءة القرآن على غير طهارة؛ حديث (595) من طريق موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر به-

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيلَ يَقُولُ إِنَّ إِسْمٰعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهِ وَقَالَ إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمٰعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ وقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ

قَالَ أَبُوْ عِيسٰى: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَال سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حائضہ عورت قرآن پاک نہیں پڑھ سکتی اور جنبی شخص قرآن نہیں پڑھ سکتا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو ہم صرف اسماعیل بن عیاش کے حوالے سے، موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنبی شخص قرأت نہیں کرسکتا اور حائضہ عورت بھی (قرأت نہیں کرسکتی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والوں میں سے اکثر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں: ان میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: حائضہ عورت قرأت نہیں کرسکتی اور جنبی شخص بھی قرآن پاک نہیں پڑھ سکتا البتہ آیت کا ایک حصہ، ایک حرف یا اس کی مانند پڑھ سکتے ہیں۔ ان حضرات نے جنبی اور حائضہ عورت کو سبحان اللہ پڑھنے یا لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اسماعیل بن عیاش نے اہلِ حجاز اور اہلِ عراق کے حوالے سے منکر احادیث نقل کی ہیں۔ گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کے حوالے سے اسماعیل بن عیاش کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جس میں وہ منفرد ہو، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: اسماعیل بن عیاش نے اہلِ شام سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن عیاش، بقیہ کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، جبکہ بقیہ نے ثقہ راویوں سے "منکر" روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن حسن نے مجھے یہ بات بتائی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

شرح

حائضہ کی تلاوت قرآن میں مذاہب آئمہ:

حائضہ، جنبی اور نفاس والی عورت قرآن کی پوری آیت یا اس کا حصہ بطور دعا، وظیفہ و ذکر اور تسبیح پڑھ سکتی ہے۔ البتہ بطور

تلاوت پڑھنے میں اختلاف آئمہ ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوقول ہیں:

(۱) مطلقاً جائز ہے۔(۲) مطلقاً ناجائز ہے۔(۲) حضرت امام داؤد ظاہری، حضرت امام ابن المنذر، اور حضرت امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حائضہ، جنبی اور نفاس والی خاتون کا تلاوت قرآن کرنا جائز ہے۔انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل احيانه (الصحیح للمسلم جلداول ص۱۶۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور جمہور صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے تلاوت قرآن ناجائز ہے۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تقرأ الحائض و لا الجنب شيئا من القرآن ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ اور جنبی دونوں قرآن کی تلاوت نہ کریں، نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔

جمہور کی طرف سے مجوزین کی دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت دعا و استغفار، ذکر و وظیفہ اور تسبیح پر محمول ہے، جس کے جواز میں تمام فقہاء اور آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

باب 99: حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا

122 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حِضْتُ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنِيْ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُوْنَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

122-اخرجه البخاری (181/1): كتاب الحيض: باب: مباشرة الحائض' حديث (299)' ومسلم (207/2-نووی): كتاب الحيض: باب: مباشرة الحائض فوق الازار' حديث (293/1)' وابوداؤد (120,119/1): كتاب الطهارة: باب: في الرجل يصيب منها ما دون الجماع' حديث (268)' وابن ماجه (298/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماللرجل من امراة اذا كانت حائضا' حديث (636)' والنسائی (151/1): كتاب الطهارة: باب: مباشرة الحائض' حديث (286)' واخرجه الدارمی (242/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: مباشرة الحائض واحمد (209, 189, 174, 134,55/6)' من طريق منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة به-

◆◆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب مجھے حیض آتا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہدایت کرتے تھے' میں تہبند باندھ لوں' پھر آپ میرے ساتھ مباشرت کیا کرتے تھے۔

اس باب میں سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

مباشرت کا مفہوم، اقسام اور ان کا حکم:

لفظ ''مباشرت'' کا لغوی معنی ہے ''ایک جسم کو دوسرے جسم کے ساتھ ملانا'' حق حائض میں تین صورتیں ہو سکتی ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-استمتاع بالجماع: یعنی عملی طور پر جماع کرنا۔ اس کی حرمت پر اُمت محمدیہ کا اتفاق ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے جواز کا قول کرنے والے پر فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ اس سلسلے میں آئمہ احناف میں اختلاف ہے۔ بعض کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور بعض احتیاط کرتے ہیں۔ مسئلہ تکفیر میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں نو وجوہ کفر کی ہوں جبکہ ایک وجہ اسلام کی ہو تو کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اس لیے کہ کفر کے مقابل ایمان کو ترجیح حاصل ہوگی، اس کی وجہ یہ ہے: لان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ ''یعنی اسلام غالب ہوتا ہے، مغلوب نہیں ہو سکتا۔

۲-الاستمتاع بما فوق الازار: یعنی بوس و کنار اور ملاعبت کرنا۔ اس کے جواز پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

۳-استمتاع بما تحت الازار من غیر جماع: اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام محمد اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصنعوا کل شیء الا النکاح (الجماع) الخ (الصحیح للمسلم جلداوّل ص ۲۸) تم جماع کے علاوہ جو چاہو کر سکتے ہو۔

جمہور آئمہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ انہوں نے جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت اُمّ سلمہ اور حضرت امام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات ہیں جن میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتزار کے بعد مباشرت کی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا

باب 100: حائضہ عورت اور جُنبی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا اور اس کا جوٹھا استعمال کرنا

123 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ

متن حدیث: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاكِلْهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بِمُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ بَاْسًا وَّاخْتَلَفُوْا فِيْ فَضْلِ وَضُوْئِهَا فَرَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ فَضْلَ طَهُوْرِهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس کے ساتھ کھالو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

عام اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں، ان کے نزدیک حائضہ عورت کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حائضہ عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہے، بعض اہلِ علم نے اس کی رخصت دی ہے، اور بعض اہلِ علم نے اس کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

حائضہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے اور اس کے جھوٹا کا مسئلہ:

زمانہ جاہلیت میں حائضہ، جنبیہ اور نفاس والی خواتین کو نجس قرار دے کر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا جاتا تھا اور ان کے جھوٹا کو پلید قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس نظریہ کی تطہیر کر دی اور عورت کو عظیم مقام عطا کیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے حائضہ، جنبیہ اور نفاس والی عورت کا جسم نجاست حقیقیہ کے طور پر نہیں بلکہ نجاست حکمیہ کے طور پر نجس ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ بیٹھ کر کھایا پیا جا سکتا ہے اور اس کا جھوٹا پاک ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب 101: حائضہ عورت کا نماز کی جگہ سے کوئی چیز پکڑانا

124 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ

123- اخرجه احمد (342/4) وابو داؤد (104/1): كتاب الطهارة باب: في المذى ' حديث (212) وابن ماجه (213/1): كتاب الطهارة وسننها: باب في مواكلة الحائض ' حديث (651) والدارمي (248/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: الحائض تمشط زوجها ' واخرجه ابن خزيمة مختصرا (210/1) حديث (1202) من طريق العلاء بن الحارث عن حرام بن معاوية عن عمه عبدالله بن سعد به-

متن حدیث: قَالَتْ لِی عَائِشَةُ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ قُلْتُ اِنِّیْ حَائِضٌ قَالَ اِنَّ حَیْضَتَكِ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَآئِشَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَیْنَهُمْ اخْتِلَافًا فِیْ ذٰلِكَ بِاَنْ لَّا بَاْسَ اَنْ تَتَنَاوَلَ الْحَائِضُ شَیْئًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

◄► سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم مجھے نماز کی جگہ سے چادر پکڑا دو! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: میں حیض کی حالت میں ہوں' آپ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عام اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: ہمارے علم کے مطابق ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے: حائضہ عورت نماز کی جگہ سے کوئی چیز پکڑا سکتی ہے۔

شرح

حائضہ کا اپنا ہاتھ یا سر مسجد میں داخل کرنے کا مسئلہ:

حائضہ، جنبیہ اور نفاس والی عورت کا مسجد میں داخل ہونا متفقہ طور پر حرام ہے۔ البتہ کوئی چیز دینے یا لینے کے لیے اپنا ہاتھ یا سر مسجد میں داخل کرے تو جائز ہے کیونکہ اسے عرفاً دخول نہیں کہا جاسکتا۔ اس بارے میں بطور دلیل یہ روایت پیش کی جاسکتی ہے: عن ابی هریره رضی الله تعالٰی عنه كان فی المسجد فقال یا عائشة ناولینی الثوب فقالت انی حائض فقال ان حیضتك لیست فی یدك ۔ (الصحیح المسلم جلداوّل ص۱۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں (معتکف) تھے تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم مجھے کپڑا اٹھا دو، انہوں نے عرض کیا: میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِیَةِ اِتْیَانِ الْحَائِضِ بَابُ مَا جَآءَ فِی الْكَفَّارَةِ فِیْ ذٰلِكَ

باب 102: حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرنا مکروہ (حرام) ہے

125 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ وَّبَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا

124- اخرجه احمد (173, 114, 101, 45/6) و مسلم (213/2- نووی): كتاب الحیض' باب: جواز غسل الحائض راس زوجها' حدیث (298/11) وابو داؤد (118/1): كتاب الطهارة: باب: فی الحائض تناول من المسجد' حدیث (261) والنسائی (146/1): كتاب الطهارة: باب: استخدام الحائض' حدیث (271)۔

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمٍ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِىْ تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِى دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَكِيْمٍ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِىْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيْظِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَتٰى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ

قولِ امام ترمذی: فَلَوْ كَانَ اِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفْرًا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِالْكَفَّارَةِ

قولِ امام بخاری: وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهٖ

توضیح راوی: وَاَبُوْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيُّ اسْمُهٗ طَرِيْفُ بْنُ مُجَالِدٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جوشخص کسی حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرے یا خاتون سے اس کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرے' یا کسی کاہن کے پاس جائے' تو اس نے اس چیز کا انکار کیا' جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا' کیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حکیم اثرم کے حوالے سے، ابوتمیمہ ہجیمی کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے: ایسا کرنا شدید منع ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جوشخص حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرے اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیے۔

اگر حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کرنا کفر ہوتا' تو اس بارے میں کفارے کا حکم نہ دیا جاتا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سند کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔

ابوتمیمہ ہجیمی نامی راوی کا نام طریف بن مجالد ہے۔

شرح

امورِ ثلاثہ کے ارتکاب کی ممانعت اور اس کی وجوہات:

زیر بحث حدیث میں تین باتوں کے مرتکب کی وعید بیان کی ہے۔ حائضہ سے جماع کی ممانعت کی بحث گزر چکی ہے۔ کراہت سے مراد مکروہ تحریمی یا حرمت صریحی ہے۔ اس کی حرمت سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۲ میں بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حیض کی حالت میں جماع کرنے سے ایسا مرض لاحق ہوسکتا ہے جو لاعلاج ہو یا پھر جماع کرنے سے طبیعت متنفر ہو سکتی ہے۔

اسی طرح بیوی کی دبر میں جماع کرنا بھی حرام ہے۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔ بعض نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کا جواز نقل کیا ہے جو درست نہیں ہے کیونکہ یہ عمل نص قطعی کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس عمل بد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اف اف یفعل ذلك مومن او مسلم (مسند دارمی ص ۱۳۵، تفسیر ابن جریر جلد اوّل ص ۲۲۲) افسوس! ایسا عمل کوئی مومن یا مسلمان کر سکتا ہے؟ گویا آپ نے اس عمل کی سختی سے تردید فرمائی ہے۔

''کاہن'' سے مراد ایسا شخص ہے جو زمانہ مستقبل کی اخبار بیان کرے یا زمانہ کے اسرار حیران کن انداز میں بیان کرے۔ کاہن دو قسم کے ہو سکتے ہیں: (۱) کاہن کسبی (۲) کاہن طبعی۔ اہل عرب کے ہاں ''کاہن طبعی'' پائے جاتے تھے۔ کاہن کے پاس جانا اور اس کے اٹکل پچو پر یقین کرنا کفر کے مترادف ہے۔

امور ثلاثہ میں سے کسی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔ خوارج اور معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب اسلام سے نکل جاتا ہے لیکن خوارج کے نزدیک وہ کافر بھی ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک مرتکب الکبائر کافر نہیں ہوتا اور نہ وہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ معتزلہ اور خوارج زیر بحث حدیث سے اپنے مؤقف پر استدلال کرتے ہیں۔ اہل سنت کی طرف سے ان کی اس دلیل کے متعدد جواب دیے گئے:

۱- یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں حکیم اثرم ہے، جس کی روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں سند میں ایک راوی ابو تمیمہ طریف بن مجالد ہیں جنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماعت نہیں کیا۔ لہٰذا روایت قابل استدلال نہیں ہے۔

۲- یہ روایت وعید و شدید پر محمول ہے، جس میں ناقص کو کامل قرار دے کر بحث کی گئی ہے کیونکہ زجر و توبیخ کے وقت عموماً ایسا کیا جاتا ہے۔

۳- اس روایت میں کفر سے مراد، کفر اعتقادی نہیں ہے بلکہ کفر عملی ہے۔ کفر اعتقادی کے ارتکاب سے کفر لازم آتا ہے جبکہ کفر عملی محض گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَفَّارَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 103: اس عمل کے کفارے کا بیان

126 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلٰى امْرَاَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ يَتَصَدَّقُ

125- اخرجه احمد (408/2 ,476) وابو داؤد (408/2) كتاب الطب: باب فى الكهان حديث (3904) وابن ماجه (209/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: النهى عن اتيان الحائض حديث (639) والدارمى (259/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: من اتى امراته فى دبرها من طريق حماد بن سلمة عن حكيم الاثرم عن ابى تميمة الهجيمى به-

بِنِصْفِ دِيْنَارٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے ایسے شخص کے بارے میں' جواپنی حائضہ بیوی کے ساتھ صحبت کرلیتا ہے یہ فرمایا ہے: وہ نصف دینار صدقہ کرے۔

127 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا كَانَ دَمًا اَحْمَرَ فَدِيْنَارٌ وَّاِذَا كَانَ دَمًا اَصْفَرَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْكَفَّارَةِ فِىْ اِتْيَانِ الْحَائِضِ

رر قَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا وَّمَرْفُوْعًا

مذاہبِ فقہاء: وَّهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَسْتَغْفِرُ رَبَّهٗ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَقَدْ رُوِىَ نَحْوُ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَّاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب خون سرخ رنگ کا ہو' تو ایک دینار' جب وہ زرد رنگ کا ہو' تو نصف دینار (صدقہ کرو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حائضہ عورت کے ساتھ صحبت کے کفارے کی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ''موقوف'' روایت کے طور پر بھی منقول ہے' اور ''مرفوع'' روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسا شخص اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرے گا تاہم اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

بعض تابعین سے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق قول منقول ہے' ان میں سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی شامل ہیں' تمام شہروں کے اہلِ علم کی عام رائے یہی ہے۔

شرح

حائضہ سے جماع کے ارتکاب کا کفارہ:

یہ روایت اہلِ سنت کے مؤقف کی مؤیدہ ہے۔ چونکہ مرتکب الکبائر شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے' اسی لیے تو اس کا صدقہ بیان کیا گیا ہے' کیونکہ کافر کی طرف سے صدقہ ادا کرنا قابل قبول نہیں ہوتا۔ حضرت امام اسحاق بن راہویہ اور حضرت امام احمد بن

126- اخرجه احمد (1/229, 286, 367) وابو داؤد (1/118): كتاب الطهارة: باب: فى اتيان الحائض حديث (264) وابن ماجه (1/210): كتاب الطهارة وسننها: باب: فى كفارة من اتى حائضا حديث (640) والنسائى (1/153): كتاب الطهارة: باب: مايجب على من اتى حليلته فى حال حيضتها بعد علمه بنهى الله عزوجل عن وطئها حديث (289) والدارمى (1/254): كتاب الصلاة والطهارة: باب: من قال عليه الكفارة من طريق مقسم بن بجرة عن ابن عباس به۔

حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ حائضہ بیوی سے جماع کرنا حرام ہے اور اس سے توبہ کے لیے صدقہ کرنا شرط ہے۔ انہوں نے زیر مطالعہ حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جمہور کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ شرط بمنزل فرض کے ہوتی ہے اور یہ دونوں احادیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں جن سے فرض یا اعتقاد ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ پہلی روایت خصیف بن عبدالرحمٰن الجزری اور دوسری حدیث عبدالکریم بن ابی المخارق کے سبب ضعیف ہے۔ البتہ اس کے صدقہ کو مستحب قرار دے سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ غَسْلِ دَمِ الْحَیْضِ مِنَ الثَّوْبِ

باب 104: کپڑے سے حیض کا خون دھونا

128 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ یُصِیْبُهُ الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُتِّیْهِ ثُمَّ اقْرُصِیْهِ بِالْمَآءِ ثُمَّ رُشِّیْهِ وَصَلِّیْ فِیْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَسْمَاءَ فِیْ غَسْلِ الدَّمِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الدَّمِ یَکُوْنُ عَلَی الثَّوْبِ فَیُصَلِّیْ فِیْهِ قَبْلَ اَنْ یَّغْسِلَهٗ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِیْنَ اِذَا کَانَ الدَّمُ مِقْدَارَ الدِّرْهَمِ فَلَمْ یَغْسِلْهُ وَصَلّٰی فِیْهِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا کَانَ الدَّمُ اَکْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

وَلَمْ یُوجِبْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَغَیْرِهِمْ عَلَیْهِ الْاِعَادَةَ وَاِنْ کَانَ اَکْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَبِهٖ یَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وقَالَ الشَّافِعِیُّ یَجِبُ عَلَیْهِ الْغَسْلُ وَاِنْ کَانَ اَقَلَّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَشَدَّدَ فِیْ ذٰلِكَ

◆◆ سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے پر لگے ہوئے حیض کے خون کے بارے میں دریافت کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے کھرچ لو! پھر پانی کے ذریعے مل لو پھر اس پر پانی بہاؤ اور اس

128- اخرجه مالك فی الموطا (1/60, 61): کتاب الطهارة: باب جامع الحیضة' حدیث (103)' واحمد (6/345, 346, 353)' والبخاری (1/488, 489): کتاب الحیض: باب:غسل دم الحیض' حدیث (307)' ومسلم (2/202-نووی) کتاب الطهارة: باب نجاسة الدم وکیفیة غسله' حدیث (291/110)' وابو داؤد (1/152): کتاب الطهارة: باب: المراة تغسل ثوبها الذی تلبسه فی حیضها' حدیث (361)' وابن ماجه (1/206): کتاب الطهارة وسننها: باب: فی ما جاء فی دم الحیض یصیب الثوب' حدیث (269)' والنسائی (1/155): کتاب الطهارة: باب: دم الحیض یصیب الثوب' حدیث (293)' والدارمی (1/239): کتاب الصلاة والطهارة: باب: المراة الحائض تصلی فی ثوبها اذا طهرت' واخرجه الحمیدی (1/153)' حدیث (320)' وابن خزیمة (1/139)' حدیث (275)' من طریق هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر به۔

کپڑے میں نماز پڑھ لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ اُمّ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خون کو دھونے کے بارے میں سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس خون کے بارے میں اختلاف کیا ہے' جو کپڑے پر لگا ہوا ہوتا ہے' اور اس کو دھونے سے پہلے عورت اس میں نماز پڑھ لیتی ہے۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ خون درہم کی مقدار جتنا ہو' اس نے اسے نہ دھویا' اس میں نماز پڑھ لی ہو' تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گی۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر خون درہم کی مقدار سے زیادہ ہو' تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے۔

تابعین میں سے بعض اہلِ علم نے اس پر اعادے کو لازم قرار نہیں دیا اگرچہ اس کی مقدار درہم سے زیادہ ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس پر غسل کرنا واجب ہوگا اگرچہ وہ درہم کی مقدار سے کم ہی کیوں نہ ہو' انہوں نے اس بارے میں شدت اختیار کی ہے۔

شرح

دمِ حیض سے کپڑے کو صاف کرنے کا طریقہ:

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دمِ مسفوح نجس ہے۔ دمِ حیض اور دمِ نفاس دونوں کی حیثیت دمِ مسفوح کی ہے' لہٰذا دونوں نجس ہیں۔ بقول حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ دمِ حیض کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔ اس بارے میں کوئی صریح روایت نہ ہونے کی وجہ سے فقہاء نے آثار اور قیاسات سے کام لیا۔ اس لیے اس کی تحدیدات معاف عنہ میں ان کے مختلف اقوال ہیں:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قلیل وکثیر کا کوئی تصور نہیں ہے خواہ ایک قطرہ بھی کپڑے کو لگ گیا تو وہ نجس ہے۔ اس کا دھونا ضروری ہے اور اس کی موجودگی میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں: **وقال الشافعی یجب علیه الغسل وان کان اقل من الدرهم و شدد فی ذلك**

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام احمد، حضرت امام اسحاق بن راہویہ اور حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دمِ قلیل تو معاف ہے لیکن کثیر کا دھونا واجب ہے۔ پھر ان کا باہم دمِ قلیل وکثیر کی مقدار میں اختلاف ہوگیا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معیار مقدار درہم ہے۔ ایک درہم سے کم مقدار نجاست کپڑے کو لگی تو اس میں نماز ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر ایک درہم یا اس سے زیادہ مقدار کپڑے کو لگی ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور اس کے استعمال

کرتے ہوئے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) شبر فی شبر مقدار قلیل ہے اور اس سے زائد کثیر ہے۔ (۲) قدر الکف' مقدار قلیل ہے اور اس سے زائد کثیر ہے۔ (۳) رائے مبتلیٰ بہ کا اعتبار ہوگا۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسرے قول کو ارجح قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَمْ تَمْکُثُ النُّفَسَاءُ

باب 105: نفاس والی عورت کتنا عرصہ انتظار کرے گی؟

129 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَبُوْ بَدْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِیْ سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْاَزْدِيَّةِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَكُنَّا نَطْلِی وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْاَزْدِيَّةِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَاسْمُ اَبِیْ سَهْلٍ كَثِيْرُ بْنُ زِيَادٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى ثِقَةٌ وَّاَبُوْ سَهْلٍ ثِقَةٌ وَّلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ سَهْلٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى اَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِلَّا اَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّی فَاِذَا رَاَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْاَرْبَعِيْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا لَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ بَعْدَ الْاَرْبَعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّهَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ خَمْسِيْنَ يَوْمًا اِذَا لَمْ تَرَ الطُّهْرَ وَيُرْوٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ وَّالشَّعْبِيِّ سِتِّيْنَ يَوْمًا

◆◆ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں خواتین نفاس کے عالم میں چالیس دن تک رہتی تھیں' ہم چھائیوں کی وجہ سے اپنے چہرے پر ورس (اُبٹن) مل لیا کرتی تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف ابوسہل کے حوالے سے جانتے ہیں' جسے انہوں نے مسہ الازدیہ کے حوالے سے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

ابوسہل کا نام کثیر بن زیاد ہے۔

129- اخرجه احمد (309, 304, 302, 300/6) وابو داؤد (136/1): كتاب الطهارة: باب: ما جاء في وقت النفساء' حديث (311) وابن ماجه (213/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: النفساء كم تجلس' حديث (648) والدارمي (229/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب في المراة الحائض تصلي في ثوبها اذا طهرت' من طريق ابي سهل عن مسة الازدية عن ام سلمة به۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: علی بن عبدالاعلیٰ ثقہ ہیں اور سہل بھی ثقہ ہیں۔
امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو اس حدیث کا صرف ابوسہل کے حوالے سے علم ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے: نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز نہیں پڑھے گی، البتہ اگر وہ اس سے پہلے طہر دیکھ لیتی ہے، تو وہ غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے گی۔
لیکن اگر وہ چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھتی ہے، تو اکثر اہلِ علم نے یہ رائے دی ہے: وہ چالیس دن کے بعد نماز ترک نہیں کرے گی، اکثر فقہاء اسی بات کے قائل ہیں۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے، وہ یہ فرماتے ہیں: ایسی عورت اگر طہر نہیں دیکھتی تو پچاس دن تک نماز ترک کیے رکھے گی۔
عطاء بن ابی رباح اور شعبی سے یہ منقول ہے: وہ ساٹھ دن تک ایسا کرے گی۔

شرح

دم نفاس کی مدت میں مذاہب:

دم نفاس کی کم مدت متعین نہ ہونے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ ایک دن یا ایک لمحہ یا بالکل نہ آنے کی بھی ہو سکتی ہے۔ البتہ اس کی مدت کثیر میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:
۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین قول ہیں: (۱) چالیس دن ہیں۔ (۲) پچاس ایام ہیں۔ (۳) ساٹھ ایام ہیں۔
۲- امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت چالیس ایام ہے۔
۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) چالیس ایام (۲) ساٹھ ایام۔ النفساء: یہ صیغہ صفت ہے جو نفس ینفس بروزن علم یعلم سے بنا ہے۔ اس سے مراد نفاس والی خاتون۔ اگر یہ بمعنی معروف ہوگا تو دم حیض اور دم نفاس دونوں کو شامل ہوگا اور مجہول کی صورت میں صرف دم نفاس مراد ہوگا۔
الکلف: اس سے مراد چہرے کے داغ دھبے یا چھائیاں ہیں جو غسل نہ کرنے کی وجہ سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر یہ تین الوان کے ہوتے ہیں: (۱) احمر (۲) اسود (۲) کدرۃ

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ

باب 106: آدمی کا تمام بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرنا

130 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰی نِسَائِهِ فِیْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰی نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ اَنْ لَّا بَاْسَ اَنْ يَّعُوْدَ قَبْلَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ هٰذَا عَنْ سُفْيَانَ فَقَالَ عَنْ اَبِیْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ عَنْ اَنَسٍ وَّاَبُوْ عُرْوَةَ هُوَ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ وَّاَبُو الْخَطَّابِ قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ وَهُوَ خَطَاٌ وَّالصَّحِيْحُ عَنْ اَبِیْ عُرْوَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابورافع سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے۔

اہلِ علم میں سے کئی حضرات اس بات کے قائل ہیں' جن میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: اگر آدمی وضو کرنے سے پہلے دوبارہ صحبت کرلے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محمد بن یوسف نے اس کو سفیان کے حوالے سے روایت کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: یہ ابوعروہ کے حوالے سے، ابوخطاب کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ابوعروہ، معمر بن راشد ہیں اور ابوخطاب قتادہ بن دعامہ ہیں۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہلِ علم نے اسے محمد بن یوسف کے حوالے سے سفیان کے حوالے سے، ابن ابوعروہ کے حوالے سے، ابوخطاب سے نقل کیا ہے۔

لیکن یہ درست نہیں ہے' درست یہ ہے: ابوعروہ کے حوالے سے منقول ہے۔

130- اخرجه احمد (185, 161/3) وابن ماجه (194/1): كتاب الطهارة وسننها: باب ماجاء فيمن يغتسل من جميع نسائه غسلا واحدا' حديث (588)' والنسائی (144,143/1): كتاب الطهارة: باب: اتيان النساء قبل احداث الغسل' حديث (264)' وابن خزيمة (115/1)' حديث (230)' من طريق سفيان عن معمر عن قتادة عن انس به-

شرح

غسل واحد سے وظیفہ ازواج کا مسئلہ:

تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غسل واحد سے وظیفہ ازواج درست ہے، یعنی درمیان میں نہ غسل ضروری ہے اور نہ وضو۔ البتہ مابین غسل یا وضو کر لینا افضل ہے۔ حدیث باب سے بھی اس مسئلہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل بیان جواز کے لیے تھا عادت مستمرہ نہیں تھی۔ آپ کا عام معمول غسل کرنے کا تھا۔ اس بارے میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاف ذات یوم علی نسائہ یغتسل عند ھٰذہ و عند ھٰذہ قال: فقلت لہ یا رسول اللہ الا تجعلہ غسلا واحدا؟ فقال ھٰذا ازکی و اطیب واطھر۔" (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۲۹)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے وظیفہ زوجیت کیا تو ہر وظیفہ کے بعد آپ نے غسل فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ایک غسل کے ساتھ بھی آپ یہ عمل کر سکتے تھے؟ آپ نے جواب دیا: یہ نظافت وطہارت کا طریقہ ہے۔

سوال: حدیث باب میں بیان ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تمام ازواج سے وظیفہ زوجیت کیا تو آپ کا یہ عمل قسم الازواج کے خلاف ہے جو واجب ہے؟

جواب: اس سوال کے متعدد جوابات ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ قسم الازواج کا حکم وجوب اُمت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس بارے میں نص قرآنی موجود ہے: "ترجی من تشاء منھن و تؤوی الیك من تشاء"

۲۔ آپ نے صاحبۃ النوبت کی اجازت سے ایسا کیا جس کے جواز میں کلام نہیں ہے۔

۳۔ قسم بین الزوجات کا قانون نافذ ہونے سے قبل زمانہ کا یہ واقعہ ہے۔

۴۔ یہ واقعہ سفر کا ہے اور دوران سفر قسم بین الزوجات واجب نہیں ہے۔

۵۔ آپ نے وظیفہ بین الزوجات دو دفعہ فرمایا: (۱) حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے سے قبل تکمیل سنت کے لیے۔ (۲) حجۃ الوداع کے ہی موقع پر طواف زیارت کے بعد واقعہ پیش آیا جو مسنون عمل سے مناسک حج سے فراغت کی تعلیم کے لیے تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ تَوَضَّاَ

باب 107: جنبی شخص اگر دوبارہ صحبت کرنا چاہتا ہو تو وہ وضو کرے

131 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّاْ بَيْنَهُمَا وُضُوْئًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ بِهٖ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ قَبْلَ اَنْ يَّعُوْدَ وَاَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهٗ عَلِيُّ بْنُ دَاوٗدَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے' پھر وہ دوبارہ ایسا کرنا چاہتا ہو' تو ان دونوں مرتبہ کے درمیان ایک مرتبہ وضو کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

کئی اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے اور وہ دوبارہ صحبت کرنا چاہتا ہو' تو وہ دوبارہ صحبت کرنے سے پہلے وضو کر لے۔

ابوالمتوکل نامی راوی کا نام علی بن داؤد ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ ہے۔

شرح

بارے دیگر جماع سے قبل وضو کرنے کا مسئلہ:

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایک بار جماع کرلے اور دوبارہ جماع کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ جماع سے قبل وضو کر لے۔ یہ وضو کرنا واجب ہے یا مستحب؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض اہل ظاہر اور حضرت یزید بن حبیب مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وضو کرنا واجب ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس میں امر وجوب کے لیے ہے۔ جمہور کے نزدیک دوبارہ جماع سے قبل وضو کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس میں امر استحباب کے لیے۔ علاوہ ازیں بطور تائید حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بھی پیش کرتے ہیں: قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجامع ثم یعود ولا یتوضا۔ (شرح معانی الآثار جلد اوّل ص ۶۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جماع کرتے پھر دوبارہ جماع کا قصد فرماتے تو آپ وضو نہ فرماتے تھے۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ وضو

131- اخرجه احمد (28,21,7/3) ومسلم (221/2-نووی) كتاب الحيض: باب جواز نوم الجنب حديث (308/27) وابو داؤد (106/1): كتاب الطهارة: باب: الوضوء لمن اراد ان يعود حديث (220) وابن ماجه (193/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: في الجنب اذا اراد العود توضأ حديث (587) والنسائي (142/1): كتاب الطهارة: باب: في الجنب اذا اراد ان يعود حديث (262) واخرجه الحميدي (332/2) حديث (753) وابن خزيمة (109/1) حديث (219) من طريق عاصم الاحول عن ابي المتوكل عن ابي سعيد الخدري به-

کے بغیر دوبارہ جماع کرتے تھے۔

بعض اہل علم نے حدیث باب میں وضو سے مراد لغوی معنی "غسل الفرج" مراد لیا ہے۔ یہ معنی یا تاویل جائز نہیں ہے کیونکہ ایک روایت میں تصریح ہے کہ آپ نماز جیسا وضو کرنے کا حکم کرتے تھے۔ فلیتوضا وضوئه للصلوٰة (صحیح ابن خزیمہ جلداوّل ص۱۱۰) دوبارہ جماع کا ارادہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ نماز جیسا وضو کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَاْ بِالْخَلَاءِ

باب 108: جب نماز قائم ہو چکی ہو اور کسی شخص کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت کرے

132 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ قَالَ

متنِ حدیث: اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ وَكَانَ اِمَامَ قَوْمِهِ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَاْ بِالْخَلَاءِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ وَاَبِىْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: هٰكَذَا رَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ وَرَوٰى وُهَيْبٌ وَّغَيْرُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالَا لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَجِدُ شَيْئًا مِّنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَقَالَا اِنْ دَخَلَ فِى الصَّلٰوةِ فَوَجَدَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَلَا يَنْصَرِفُ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا بَاْسَ اَنْ يُّصَلِّيَ وَبِهٖ غَائِطٌ اَوْ بَوْلٌ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ ذٰلِكَ عَنِ الصَّلٰوةِ

132-اخرجه مالك فى الموطا (159/1): كتاب قصر الصلاة فى السفر: باب: النهى عن الصلاة والانسان يريد حاجته' حديث (49) واحمد (483/3) وابو داؤد (70/1): كتاب الطهارة: باب : ايصلى الرجل وهو حاقن' حديث (88) وابن ماجه (202/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فى النهى للحاقن ان يصلى' حديث (616) والنسائى (110/2): كتاب الامامة: باب العذر فى ترك الجماعة' حديث (852) والدارمى (332/1): كتاب الصلاة: باب النهى عن دفع الاخبثين' وابن خزيمة (65/2) حديث (932) من طريق هشام بن عروة عن ابيه عن عبدالله بن ارقم به-

◄► حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: نماز قائم ہوگئی انہوں نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کر دیا حالانکہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ خود اپنی قوم کے امام تھے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب نماز قائم ہو جائے اور کسی شخص کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن سعید قطان اور ان کے علاوہ دیگر کئی حضرات نے' اسے اسی طرح عروہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دیگر محدثین نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے' ایک شخص کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور تابعین میں سے کئی حضرات اس بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: آدمی کو نماز کے لیے کھڑے نہیں ہونا چاہیے اس وقت جب آدمی کو پاخانہ یا پیشاب میں سے کسی چیز کی حاجت محسوس ہو۔

یہ دونوں حضرات یہ کہتے ہیں: اگر آدمی نماز میں داخل ہو چکا ہو' اور پھر اس طرح کی صورت حال در پیش ہو' تو وہ اس وقت تک نماز ختم نہ کرے' جب تک یہ نماز میں خلل کا باعث نہ بنے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: آدمی ایسے وقت میں نماز ادا کر لے' جب اسے پاخانے یا پیشاب کی حاجت محسوس ہو' لیکن شرط یہ ہے: وہ نماز میں توجہ منتشر ہونے کا باعث نہ بنے۔

شرح

قضائے حاجت کے وقت نماز کی اقامت کہی جائے تو نماز ادا کرنے کا حکم:

قضائے حاجت کے تقاضا کے وقت نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو نماز ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک نماز درست ہوگی۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تقاضاء قضاء حاجت کے سبب خشوع وخضوع اور حضور قلب نہیں پایا جائے گا جو درحقیقت نماز کی روح ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے۔ تقاضائے قضاء حاجت اضطرب کی حد تک ہو تو ترک جماعت کے لیے عذر ہے۔

اگر تقاضائے قضاء حاجت توجہ الی الصلوٰۃ کے لیے مخل ہوگا یا نہیں؟ بر صورت اوّل ترک جماعت کا عذر ہے اور ایسی حالت میں نماز ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر توجہ الی الصلوٰۃ کے لیے مخل نہ ہو تو ترک نماز کے لیے عذر نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْمَوْطَاِ

باب 109: پاؤں کے نیچے کوئی چیز آنے پر وضو کرنا

133 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

متنِ حدیث: قَالَتْ قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ اِنِّي امْرَاَةٌ اُطِيلُ ذَيْلِي وَاَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطَاِ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا وَطِئَ الرَّجُلُ عَلَى الْمَكَانِ الْقَذِرِ اَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَطْبًا فَيَغْسِلَ مَا اَصَابَهُ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِهُوْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَهُوَ وَهَمٌ وَّلَيْسَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ هُوْدٌ وَّاِنَّمَا هُوَ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَهٰذَا الصَّحِيْحُ

◆◆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں ایک ایسی عورت ہوں جس کا پائنچہ لمبا ہوتا ہے' اور میں کسی گندگی والی جگہ سے بھی گزرتی ہوں' تو سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (زمین کا) بعد والا حصہ اسے پاک کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کیا کرتے تھے' اور ہم پاؤں کے نیچے آنے والی کسی چیز کی وجہ سے ازسرِنو وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی کسی گندگی والی جگہ کو پاؤں کے نیچے دے تو اس پر پاؤں کو دھونا واجب نہیں ہے' سوائے اس صورت کے' کہ وہ گندگی گیلی ہو' تو جو چیز لگی ہو آدمی اسے دھو لے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' انہوں نے اسے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، محمد بن عمارہ کے حوالے سے، محمد بن ابراہیم کے حوالے سے، ہود بن عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد رضی اللہ عنہا

133– اخرجه مالك في الموطا (24/1): كتاب الطهارة: باب: مالا يجب منه الوضوء، حديث (16)، واحمد (109/3)، وابو داؤد (158/1) كتاب الطهارة: باب: في الذي يصيب الذيل حديث (383)، وابن ماجه (177/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: الارض يطهر بعضها بعضاً حديث (531)، والدارمي (189/1): كتاب الصلاة والطهارة: باب: الارض يطهر بعضها بعضاً من طريق محمد بن ابراهيم عن ام ولد لعبد الرحمن بن عوف عن ام سلمة به-

کے حوالے سے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ وہم ہے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا کوئی بیٹا ایسا نہیں تھا' جس کا نام ہود ہو۔

یہ روایت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد رضی اللہ عنہا سے منقول ہے' جو انہوں نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے' اور یہ درست ہے۔

شرح

پلید جگہ پر چلنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا مسئلہ:

لفظ ''الموطا'' وطی یطوو طاء (بروزن سمع یسمع سمعاً) سے مراد پاؤں سے کسی چیز کو روندنا یا کچلنا۔ الموطیٰ ظرف زمان ہے' جس کا معنی ہے قدم رکھنے یا روندنے کی جگہ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پلید جگہ پر ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا جبکہ پلید جگہ خشک ہو اور پاؤں بھی خشک ہوں کیونکہ پلید ذرات جو پاؤں کو لگیں گے تو پاک جگہ پر چلنے کی وجہ سے وہ جھڑ جائیں گے۔ اگر پلید جگہ تر ہو اور پاؤں بھی بھیگے ہوں تو وضو تب بھی نہیں ٹوٹے گا۔ صرف پاؤں دھو دیے جائیں۔ پلید جگہ خشک ہو جب کہ پاؤں تر ہوں تو اس صورت میں نجاست کے آثار پاؤں پر نمایاں ہونے پر دھو دیے جائیں یا پاک جگہ پر چلنے سے نجاست از خود رگڑ کی وجہ سے ختم ہو جائے۔ تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دور رسالت میں لوگ گھر سے وضو کر کے مسجد نبوی میں آیا کرتے تھے۔ (جو عموماً ننگے پاؤں چل کر آتے تھے) لیکن وہ مسجد میں داخل ہو کر نہ پاؤں دھوتے اور نہ دوبارہ وضو کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کنا نصلی مع رسول اللّٰه علیه وسلم ولا نتوضأ من الموطی یعنی ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور زمین پر ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہیں کرتے تھے۔

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ کپڑے یا جسم کو تر نجاست لگ جائے تو ان کو پانی سے دھو کر ہی تطہیر حاصل کی جا سکتی ہے۔ حدیث باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُمّ ولد کے کپڑے پر نجاست لگنے کے بعد پاک جگہ پر گھسنے سے پاک ہونے کا جو ذکر ہے، اس کے کئی جوابات ہیں:

۱- یہ حدیث ضعیف اور نا قابل استدلال ہے کیونکہ یہ روایت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اُمّ ولد کے حوالے سے بیان ہوئی ہے جو مجہول ہیں۔ اس لیے کہ اس نام کے مختلف روایات میں تین نام ہیں جن کا تعین نہیں ہے: (۱) عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد (۲) ہود بن عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد (۳) ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد۔

۲- اس مقام پر مکان قذر سے مراد نجاست رطبہ نہیں بلکہ نجاست یابسہ ہے اور نجاست یابسہ کے لیے غسل سے تطہیر ضروری نہیں ہے۔ اگر کپڑے کا دامن نجاست یابسہ پر لگا پھر پاک جگہ پر گھسنے سے وہ پاک ہو جائے گا۔

۳- یہاں سائلہ کا منشاء سوال کیچڑ کی چھوٹی چھوٹی چھینٹوں کے بارے میں تھا، جو عموماً کپڑے پر لگ جاتی ہیں اور وہ شرعاً معاف بھی ہوتی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّيَمُّمِ

باب 110: تیمّم کا بیان

134 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ بِالتَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَمَّارٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ مِّنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيٌّ وَّعَمَّارٌ وَّابْنُ عَبَّاسٍ وَّغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمُ الشَّعْبِيُّ وَعَطَاءٌ وَّمَكْحُوْلٌ قَالُوا التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَّاِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ قَالُوا التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَّابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ اَنَّهُ قَالَ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

وَّقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ اَنَّهُ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْاٰبَاطِ

فَضَعَّفَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيْثَ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لَمَّا رُوِيَ عَنْهُ حَدِيْثُ الْمَنَاكِبِ وَالْاٰبَاطِ

قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَخْلَدٍ الْحَنْظَلِيُّ حَدِيْثُ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّحَدِيْثُ عَمَّارٍ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْاٰبَاطِ لَيْسَ هُوَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيْثِ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لِاَنَّ عَمَّارًا لَمْ يَذْكُرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ بِذٰلِكَ وَاِنَّمَا قَالَ فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ بِالْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَانْتَهٰى اِلٰى مَا عَلَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا اَفْتٰى بِهٖ عَمَّارٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيَمُّمِ اَنَّهُ قَالَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَفِيْ هٰذَا دَلَالَةٌ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلٰى مَا عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُ اِلَى الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

134- اخرجه احمد (263/4) وابوداؤد (142/1): كتاب الطهارة: باب: التيمم حديث (327) والدارمي (190/1) كتاب الصلاة والطهارة: باب: التيمم مرة وابن خزيمة (134/1) حديث (267) من طريق سعيد بن عبدالرحمن بن ابزى عن ابيه عن عمار بن ياسر به-

توضیح راوی: قَالَ : وَسَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيْمِ يَقُوْلُ لَمْ اَرَ بِالْبَصْرَةِ اَحْفَظَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ وَابْنِ الشَّاذَكُوْنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ وَرَوٰى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيْثًا

◄◄ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تیمم میں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر تیمم کرنے کی ہدایت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے' یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بعض دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی حضرات اس بات کے قائل ہیں' جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں' اسی طرح کئی تابعین بھی اسی بات کے قائل ہیں' جن میں شعبی، عطا اور مکحول شامل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: تیمم کی ایک ضرب ہوتی ہے' جو چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر لگائی جاتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں: جن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: تیمم میں چہرے کے لیے ایک ضرب ہوتی ہے' اور دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک کے لیے ایک ضرب ہوتی ہے

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تیمم کے بارے میں منقول ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے (ایک ضرب ہوتی ہے) یہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کندھوں تک اور بغلوں تک تیمم کیا ہے۔

بعض اہل علم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے منقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے: چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے تیمم کیا جاتا ہے اس کی وجہ وہ روایت ہے' جس میں کندھوں اور بغلوں کا حکم ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: تیمم میں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے بارے میں منقول حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث ''حسن صحیح'' ہے' جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کندھوں اور بغلوں تک تیمم کیا ہے یہ اس حدیث کی مخالف نہیں ہے' جس میں صرف چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے: ہم ایسا ایسا کیا کرتے تھے' جب میں نے نبی

اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا حکم دے دیا' تو وہ اس بات پر عمل کرنے لگے' جو نبی اکرم ﷺ نے چہرے اور ہتھیلیوں پر تیمم کرنے کی انہیں تعلیم دی تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے: نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تیمم کے بارے میں یہ فتویٰ دیا تھا: یہ چہرے اور ہتھیلیوں پر کیا جائے گا اس میں اس بات پر دلالت موجود ہے: انہوں نے اسی طریقے کو اختیار کرلیا تھا جو نبی اکرم ﷺ نے انہیں تعلیم کیا تھا' اور آپ نے انہیں چہرے اور ہتھیلیوں (پر مسح) کی تعلیم دی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے بصرہ میں کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو ان تین افراد سے زیادہ (احادیث کا) حافظ ہو' علی بن مدینی، ابن شاذکونی اور عمرو بن علی فلاس

ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: عفان بن مسلم نے عمرو بن علی کے حوالے سے صرف ایک حدیث کو نقل کیا ہے۔

135 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّيَمُّمِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ فِي كِتَابِهِ حِينَ ذَكَرَ الْوُضُوءَ (فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ)

وَقَالَ فِي التَّيَمُّمِ (فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ)

وَقَالَ (وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا)

فَكَانَتِ السُّنَّةُ فِي الْقَطْعِ الْكَفَّيْنِ إِنَّمَا هُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ يَعْنِي التَّيَمُّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◆◆ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان سے تیمم کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جہاں وضو کا ذکر کیا ہے وہاں یہ فرمایا ہے:

"تم اپنے چہروں کو دھولو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو"۔

تیمم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو"۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو"۔

سنت یہ ہے: ہتھیلیاں کاٹی جاتی ہیں اس لیے اس میں بھی چہرہ اور ہتھیلیاں (مراد ہوں گی) یعنی تیمم میں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

تیمّم کا طریق کار:

تیمّم، وضو اور غسل دونوں کا نائب ہے۔ اثبات تیمّم کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: فامسحوا بوجوھکم وایدیکم۔ پس تم اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرو'۔ پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں طہارت کی نیت سے پاک وطاہر مٹی پر ایک ضرب لگا کر چہرے کا مسح کرنا اور دوسری ضرب لگا کر کہنیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا، تیمّم کہلاتا ہے۔

تیمّم کے وقت ضربوں کی تعداد میں مذاہب آئمہ:

تیمّم کے وقت ضربوں کی تعداد کے حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک' حضرت لیث بن سعد اور جمہور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تیمّم کی دو ضربیں۔ ایک ضرب چہرے کے مسح کے لیے جبکہ دوسری ضرب دونوں ہاتھوں کہنیوں سمیت مسح کے لیے ہے۔

۲- حضرت امام اوزاعی، حضرت امام اسحاق، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اور بعض اہل ظاہر کا موقف ہے کہ ایک ضرب ہے' جس سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جاتا ہے۔

۳- حضرت علامہ ابن ابی یعلیٰ اور حضرت امام حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تیمّم کی دو ضرب ہیں لیکن ہر ضرب سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جائے گا۔

۴- حضرت امام احمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تیمّم کی تین ضرب ہیں۔ پہلی چہرہ کے لیے، دوسری ہاتھوں کے لیے اور تیسری چہرے اور ہاتھوں کے لیے ہے۔

۵- علامہ ابن بزبزہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیمّم میں چار ضرب ہیں۔ دو چہرے کے لیے اور دو ہاتھوں کے لیے ہیں۔

مسح یدین کی حد میں مذاہب آئمہ:

جس طرح تیمّم کی ضربوں کی تعداد میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں' اسی طرح مسح یدین کی حد میں بھی مختلف آراء ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام لیث بن سعد اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک، مسح یدین کی حد مرفقین تک ہے، یہی جمہور کا مذہب ہے۔

۲- حضرت امام اوزاعی، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد مسح یدین رسغین تک واجب ہے۔

۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام ابن رشد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد مسح یدین، رسغین تک واجب ہے جبکہ مرفقین تک سنت ہے۔

۴۔ حضرت علامہ ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسح یدین مناکب تک ہے۔

تیمم کی ضربوں اور مسح یدین کی حدود میں اصل اختلاف حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور جمہور کے درمیان ہے۔ حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ تیمم کے لیے ایک اور مسح یدین کی حد رسغین تک تجویز کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت (حدیث باب) سے استدلال کیا ہے۔

جمہور کے نزدیک تیمم میں دو ضربیں ہیں اور مسح یدین کی حد مرفقین تک ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ عن جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: التیمم ضربة للوجه و ضربة للذراعین الی المرفقین. (مجمع الزوائد جلداوّل ص۲۶۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیمم ایک ضرب چہرہ کے لیے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے مرفقین تک ہے۔

۲۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: کنت فی القوم حین نزلت الرخصة فامرنا فضربنا واحدة للوجه ثم ضربة اخرى لليدين والمرفقين (حافظ زیلعی، نصب الرایہ جلداوّل ص۱۵۴) میں ان لوگوں میں موجود تھا جن کے لیے تیمم کی رخصت نازل ہوئی۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ایک ضرب چہرے کے لیے پھر دوسری ضرب دونوں کہنیوں سمیت مسح کے لیے لگائیں۔

۳۔ حضرت ابوجہیم بن الحارث الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: اقبل النبی صلی الله علیه وسلم من نحو بئر جمل فلقیه رجل فسلم علیه فلم یرد النبی صلی الله علیه وسلم حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجهه و یدیه ورد علیه السلام (محمد بن اسماعیل بخاری الصحیح البخاری، جلداوّل ص۴۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی طرف سے تشریف لائے تو ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ ایک دیوار کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا (تیمم کرتے ہوئے) مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا

باب 111: آدمی ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ سکتا ہے جب کہ وہ جنبی نہ ہو

136 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَّعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ وَابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا

136– اخرجه احمد (83/1, 84, 107, 124, 134) وابو داؤد (108/1) كتاب الطهارة: باب: في الجنب يقرا القرآن حديث (229) وابن ماجه (195/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في قراءة القرآن على غير طهارة حديث (594) والنسائي (144/1): كتاب الطهارة: باب: حجب الجنب من قراءة القرآن حديث (265) واخرجه الحميدي (31/1) حديث (57) وابن خزيمة (104/1) حديث (208) من طريق عبد الله بن سلمة عن علي به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّبِهٖ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ قَالُوْا يَقْرَاُ الرَّجُلُ الْقُرْاٰنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَّلَا يَقْرَاُ فِى الْمُصْحَفِ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ

وَّبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہر حالت میں قرآن پڑھایا کرتے تھے بشرطیکہ آپ جنبی نہ ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

کئی اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے، جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین شامل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: آدمی وضو کے بغیر قرآن (زبانی) پڑھ سکتا ہے، تاہم اس کو دیکھ کر (یعنی اسے ہاتھ لگا کر) صرف اسی وقت پڑھ سکتا ہے، جب وہ باوضو ہو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

غیر جنبی کا ہر حالت میں تلاوت قرآن کرنے کا مسئلہ:

جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ باب بلا ترجمہ (عنوان) ہے اور بعض میں ''باب ما جاء فی الرجل یقرأ القران علی کل حال مالم یکن جنبا'' کا ترجمہ (عنوان) قائم ہے۔ حالت جنابت میں تلاوت قرآن کے حوالے سے جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ منع و حرام ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لا یمسّه الا المطهرون. قرآن کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کے علاوہ ہر حالت میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت امام طبری، حضرت امام ابن منذر اور حضرت امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ حالت جنابت میں بھی تلاوت قرآن جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الْبَوْلِ يُصِيْبُ الْاَرْضَ

باب 112: اس زمین کا حکم جس میں پیشاب کیا گیا ہو

137 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

137- اخرجه احمد (239/2) وابوداؤد (157/1): كتاب الطهارة: باب: الارض يصيبها البول حديث (380) والنسائى (14/3): كتاب السهو: باب: الكلام فى الصلاة حديث (12/7) مختصرا واخرجه الحميدى (419/2) حديث (938) وابن خزيمة (150/1) حديث (298) من طريق الزهرى عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة به۔

متن حدیث: دَخَلَ اَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَصَلّٰى فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَسْرَعَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْرِيْقُوْا عَلَيْهِ سَجْلًا مِّنْ مَاءٍ اَوْ دَلْوًا مِّنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ

اسنادِ دیگر: قَالَ سَعِيْدٌ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ هٰذَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى يُوْنُسُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس نے نماز پڑھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا' تو اس نے دعا کی:

''اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کرنا''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا ہے' کچھ دیر بعد وہ شخص مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگ اس کی طرف لپکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (پیشاب) پر پانی کا ایک ڈول بہادو (راوی کو شک ہے: آپ نے عربی میں لفظ ''سَجْلًا یا دَلْوًا'' فرمایا) پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں آسانی فراہم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے' تنگی دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

یونس نے اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبیداللہ بن عبداللہ کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱)- اخرجه البخاری (387/1): کتاب الوضوء: باب: صب الماء علی البول فی المسجد' حدیث (221) ومسلم (193/2-نووی): کتاب الطهارة: باب: وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات' اذا حصلت فی المسجد' وان الارض تطهر بالماء من غیر حاجة الی حفرها' حدیث (284/99) والنسائی (47/1, 48): کتاب الطهارة: باب: ترك التوقیت فی الماء' حدیث (54) والدارمی (189/1): کتاب الصلاة والطهارة: باب: البول فی المسجد' واخرجه احمد (110/3, 114, 167) والحمیدی (504/2) حدیث (1196) من طریق یحیی بن سعید عن انس بن مالك به-

شرح

زمین کو پاک کرنے میں مذاہب آئمہ:

جب زمین پلید ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ زمین اور ہر وہ چیز جو اس کے حکم میں ہے مثلاً دیوار، درخت اور کھڑی فصل وغیرہ فقط پانی سے دھونے سے پاک ہو سکتی ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کی معیت میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز ادا کی۔ پھر یوں دعا کی: اے پروردگار! تو مجھ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اور کسی پر رحم نہ کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایسی دعا سے منع کیا۔ پھر وہ اٹھ کر مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ صحابہ کرام نے اسے اس حرکت سے منع کرنے کی کوشش کی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا۔ جب اس نے پیشاب کر لیا تو آپ نے اسے طلب کیا اور فرمایا: یہ مسجد ہے جو نماز اور ذکر و فکر کے لیے تیار کی گئی ہے نہ کہ پیشاب وقضائے حاجت کے لیے۔ آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ اعرابی کے پیشاب والی جگہ کو کھود کر مٹی باہر پھینک دی جائے اور اس جگہ پر پانی کا ڈول بہا دیا جائے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ زمین جس طرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خشک ہونے سے بھی طاہر ہو جاتی ہے۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، آپ فرماتی ہیں: زکاۃ الارض یبسھا (حافظ زیلعی 'نصب الرایہ' جلد اوّل ص ۲۱۱) زمین کی طہارت اس کا خشک ہونا ہے۔ آپ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کے پیشاب والی جگہ کی مٹی کھدوا کر مسجد سے باہر پھینکوا دی اور اس جگہ پانی گرانے کا مقصد بدبو ختم کرنا تھا۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ

نماز کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

نماز کا بیان

چند اہم باتیں

جامع ترمذی کے کچھ نسخوں میں اس مقام پر "کتاب الصلوۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور کچھ نسخوں میں "ابواب الصلوۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا عنوان قائم ہے دونوں عنوانات قریب المفہوم ہیں۔ ترجمہ میں پہلے نسخے کو اختیار کیا گیا ہے۔

اس سے قبل "طہارت" کی بحث تھی جو بمنزل شرط کے اور "صلوٰۃ" بمنزل مشروط کے ہے چونکہ شرط، مشروط سے قبل ہوتی ہے اس لیے طہارت کو صلوٰۃ سے مقدم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مشروط، شرط کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔

لفظ "صلوٰۃ" کا لغوی معنیٰ "غایت درجہ کا قلبی میلان" ہے اس کے اصطلاحی معنیٰ موقع محل اور نسبت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ اگر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد "رحمت و مہربانی" ہوگی۔ جس طرح آیت "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ" میں ہے۔ اگر لفظ "صلوٰۃ" کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس سے مراد "استغفار" ہے۔ پھر اس کی نسبت مؤمنین کی طرف ہو تو اس سے مراد "دعا" ہے، جس طرح ہے: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ"

استغفار اور دعا میں فرق ہے۔ استغفار خاص ہے اور دعا عام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مومنوں کی صلوٰۃ (دعا) سے مراد ہے "نزول رحمت اور ترقی دین"۔ فرشتوں کی طرف سے استغفار سے مراد ہے "رحمت و مہربانی" کا نزول۔ غور و فکر کرنے سے دونوں کے مفاہیم میں فرق عیاں ہو جاتا ہے۔

اس بات میں تمام مؤرخین اور محققین کا اتفاق ہے کہ نماز "شب اسراء" میں فرض کی گئی لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ "شب اسراء" (معراج) کا واقعہ کس سال پیش آیا۔ جمہور کے قول کے مطابق واقعہ معراج نبوت کے چھٹے سال میں پیش آیا تھا۔ اس موقع پر نماز پنجگانہ فرض کی گئی تھی۔ ایک روایت میں نماز کو مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔

واقعہ معراج سے قبل کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ اس بارے میں اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ نماز پنجگانہ سے قبل کوئی نماز فرض نہیں تھی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ نماز پنجگانہ سے قبل نماز تہجد فرض تھی، وہ اپنے مؤقف پر سورہ مزمل کی آیات

پیش کرتے ہیں۔علماء فرماتے ہیں نماز تہجد صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔بعض علماء کا خیال ہے کہ نماز پنجگانہ سے قبل نماز عشاء اور نماز فجر دونوں فرض ہو چکی تھیں۔وہ بطور دلیل یہ آیت پیش کرتے ہیں:"وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ o" یہ آیت اسراء سے قبل نازل ہوئی تھی جس میں نماز عشاء اور نماز فجر کا ذکر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 1: نماز کے اوقات کا بیان جو آپ ﷺ سے مروی ہیں

138 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَكِيْمٍ وَّهُوَ ابْنُ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ اَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى الظُّهْرَ فِي الْاُوْلٰى مِنْهُمَا حِيْنَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَاَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلّٰى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ اَسْفَرَتِ الْاَرْضُ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّالْبَرَاءِ وَاَنَسٍ

اسنادِ دیگر: اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَخْبَرَنِيْ وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ (۱)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

138- اخرجه احمد (333/1)' (354/1)' وابو داؤد (160/1) كتاب الصلاة: باب: في المواقيت' حديث (393)' واخرجه عبد بن حميد (233)' حديث (703)' وابن خزيمة (168/1)' حديث (325)' من طريق نافع بن جبير بن مطعم عن ابن عباس به-

(۱)- اخرجه احمد (330/3)' والنسائي (263/1): كتاب المواقيت: باب: اول وقت العشاء' حديث (526)' من طريق عبد الله بن المبارك عن حسين بن علي بن حسين عن وهب بن كيسان عن جابر بن عبد الله به-

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدٌ اَصَحُّ شَیْءٍ فِی الْمَوَاقِیْتِ حَدِیْثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدِیْثُ جَابِرٍ فِی الْمَوَاقِیْتِ قَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ وَّعَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ وَّاَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ وَهْبِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو مرتبہ نماز پڑھائی' پہلے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ جوتے کے تسمے کی طرح تھا۔ پھر عصر کی نماز اس وقت ادا کی ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا۔ پھر مغرب کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج غروب ہو جاتا ہے اور روزہ دار روزہ کھولتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز اس وقت ادا کی جب شفق غائب ہوگئی۔ پھر فجر کی نماز اس وقت ادا کی جب صبح صادق ہوئی' جس وقت روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ پھر دوسری مرتبہ (یعنی دوسرے دن) ظہر کی نماز اس وقت ادا کی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا' یہ وہی وقت تھا جب گزشتہ دن عصر کی نماز ادا کی۔ پھر عصر کی نماز اس وقت ادا کی' جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو چکا تھا' مغرب کی نماز اسی وقت ادا کی' جس وقت (پہلے دن) ادا کی تھی۔ عشاء کی نماز اس وقت ادا کی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی' فجر کی نماز اس وقت ادا کی' جب زمین روشن ہو چکی تھی' پھر جبریل میری طرف متوجہ ہوئے اور بولے: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ سے پہلے کے انبیاء کا (نماز ادا کرنے کا) وقت ہے۔ ان دونوں اوقات کے دوران (ان نمازوں کا) وقت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ' حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

احمد بن محمد بن موسیٰ اپنی سند کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل نے مجھے نماز پڑھائی۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کی مانند روایت نقل کی ہے' تاہم اس میں یہ ذکر نہیں کیا: ''جو گزشتہ دن عصر کا وقت تھا''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے اوقات کے بارے میں سب سے مستند روایت وہ ہے' جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو عطا بن ابی رباح، عمرو بن دینار، ابوزبیر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے' اور یہ وہب بن کیسان کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول حدیث کی مانند ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 2: (بلاعنوان)

139 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ وَاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ حَدِيْثُ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّجَاهِدٍ فِي الْمَوَاقِيْتِ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَحَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ خَطَاٌ اَخْطَاَ فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِیِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز کا ایک ابتدائی وقت ہوتا ہے' اور ایک آخری وقت ہوتا ہے' ظہر کی نماز کا ابتدائی وقت وہ ہے' جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے' جب عصر کا وقت داخل ہو جائے' عصر کی نماز کا ابتدائی وقت وہ ہے جب اس کا وقت داخل ہوتا ہے' اور اس کا آخری وقت وہ ہے' جب سورج زرد ہو جائے مغرب کا ابتدائی وقت وہ ہے' جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے' جب افق غائب ہو جائے' عشاء کا پہلا وقت وہ ہے' جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے' جب نصف رات ہو جائے' فجر کا ابتدائی وقت وہ ہے' جب صبح صادق ہو جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے' جب سورج نکل آئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نماز کے اوقات کے بارے میں اعمش نے مجاہد کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے' جسے محمد بن فضیل نے اعمش کے حوالے سے نقل کیا' محمد بن فضیل کی نقل کردہ روایت میں خطاء ہے محمد بن فضیل نے غلطی کی ہے۔

اعمش' مجاہد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے: نماز کا ایک ابتدائی وقت تھا' اور ایک آخری وقت ہے' اس

139- اخرجه احمد (232/2) من طريق ابی صالح عن ابی هريرة به۔

کے بعدانہوں نے محمد بن فضیل کی اعمش سے نقل کردہ روایت کے مضمون کی روایت نقل کی ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 3: بلاعنوان

140 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَاَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسَى الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَسَاَلَهٗ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَقِمْ مَعَنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعِشَاءِ فَاَقَامَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ مِنَ الْغَدِ فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ وَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعَصْرِ فَاَقَامَ وَالشَّمْسُ اٰخِرَ وَقْتِهَا فَوْقَ مَا كَانَتْ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ اِلٰى قُبَيْلِ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعِشَاءِ فَاَقَامَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا فَقَالَ مَوَاقِيْتُ الصَّلٰوةِ كَمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

اسنادِدیگر: قَالَ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ اَيْضًا

◄► سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ سے نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ رہو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (تو تمہیں پتہ چل جائے گا) پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی انہوں نے صبح صادق کے وقت اقامت پڑھی پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی انہوں نے سورج ڈھل جانے کے وقت اقامت پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ نے انہیں ہدایت کی انہوں نے اقامت پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کر لی حالانکہ سورج چمکدار اور بلند تھا پھر آپ نے انہیں مغرب کی نماز کے لیے اس وقت ہدایت کی جب سورج غروب ہو چکا تھا پھر آپ نے عشاء کی نماز کے لیے اس وقت ہدایت کی جب شفق غائب ہو چکی تھی پھر اگلے دن آپ نے صبح کو روشن کر کے پڑھی پھر آپ نے ظہر کی نماز کے لیے ہدایت کی آپ نے اسے ٹھنڈا کر کے پڑھا اور اچھی طرح ٹھنڈا کر کے پڑھا پھر عصر کی نماز کے لیے ہدایت کی تو انہوں نے اقامت کہی جبکہ سورج اس آخری وقت میں تھا جو اس وقت کے بعد تھا جو پہلے دن تھا پھر آپ نے انہیں ہدایت کی انہوں نے مغرب کی نماز اتنی تاخیر سے ادا

140- اخرجه احمد (349/5) ومسلم (119/3- نووى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: اوقات الصلوات الخمس حديث (176 /613) وابن ماجه (219/1): كتاب الصلاة: باب: مواقيت الصلاة حديث (667) والنسائى (258/1): كتاب المواقيت: باب: اول وقت المغرب حديث (519) وابن خزيمة (166/1) حديث (323) من طريق سليمان بن بريدة عن ابيه به-

کی جو شفق کے غائب ہونے سے کچھ پہلے کا وقت تھا' پھر آپ نے انہیں عشاء کی نماز کے لیے ہدایت کی انہوں نے اس وقت اقامت کہی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی' پھر آپ نے دریافت کیا: نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں ہوں! آپ نے فرمایا: نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو شعبہ نے علقمہ بن مرثد کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

شرح

اوقات نماز پنجگانہ

نماز پنجگانہ فرض ہونے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر نماز فجر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں ادا فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں تشریف لانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نماز ظہر پڑھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء میں ادا فرمائی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت افضل کی نماز مفضول کی اقتداء میں جائز ہے۔ اسی واقعہ سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مفترض، متنفل کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پر دو دن کی نماز فرض کر دی گئی تھی۔ امامت جبرائیل کا واقعہ مکی دور کا ہے کیونکہ یہ نماز بیت اللہ کے پاس پڑھی گئی تھی۔

۱- نماز ظہر کا وقت: اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہونے پر نماز ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز ظہر کا وقت ختم ہونے اور نماز عصر کا وقت شروع ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اور جمہور کا مؤقف ہے کہ ہر چیز کا ایک مثل سایہ ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا محقق مؤقف یہ ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا دو مثل سایہ ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ آپ نے دوسری روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں ''مثلین'' کا لفظ موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے مؤقف کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے: (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: **اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰة فان شدة الحر من فيح جهنم** (جامع ترمذی) جب گرمی زیادہ ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانسوں میں سے ایک سانس ہے۔ (۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: **ان رسول الله عليه وسلم كان فى سفر ومعه بلال فاراد ان يقيم فقال ابرد ثم اراد ان يقيم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابرد فى الظهر قال حتى رأينا فئى التلول ثم اقام فصلى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شدة الحر من فيح جهنم فابردوا عن الصلوٰة** (جامع ترمذی) بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہنے کا قصد کیا تو آپ نے

فرمایا: تم ٹھنڈا کرو، انہوں نے پھر اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے پھر فرمایا: تم نماز ظہر کو ٹھنڈا کرو، حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نماز پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے تم نماز (ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو۔'' احناف کے نزدیک موسم گرما میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے یعنی دیر سے پڑھنا اور موسم سرما میں جلدی ادا کرنا سنت ہے۔

۲۔ نماز عصر کا وقت: جمہور کے نزدیک سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب تک عصر کا وقت باقی رہتا ہے۔ احناف کے نزدیک ہر موسم میں نماز عصر کو تاخیر سے پڑھنا مسنون ہے۔

۳۔ نماز مغرب کا وقت: غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اختتام وقت مغرب میں اختلاف ہے۔ جمہور اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہاء وقت غروب شفق ہے۔ شفق کے تعین میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ''شفق احمر'' ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفق سے مراد شفق ابیض ہے۔ شفق احمر پہلے غروب ہوتی ہے جبکہ شفق ابیض بعد میں غروب ہوتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں مطلق لفظ ''شفق'' استعمال ہوا ہے۔ اس امر میں آئمہ لغت مبرد، فراء اور ثعلب کا اتفاق ہے کہ جب لفظ شفق بولا جائے تو اس سے مراد ''شفق ابیض'' ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے: ثم اذن للعشاء حين ذهب بياض النهار وهو الشفق (مجمع الزوائد) ''پھر نماز عشاء کے لیے اس وقت اذان پڑھی گئی جب دن کی سفیدی ختم ہو گئی اور وہ شفق ہے۔'' احناف کے نزدیک ہر موسم میں نماز مغرب کو جلدی ادا کرنا مسنون ہے۔

۴۔ نماز عشاء کا وقت: على سبيل الاختلاف غروب شفق سے نماز مغرب کا وقت ختم اور نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز عشاء کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔

۵۔ نماز فجر کا وقت: طلوع صبح صادق سے نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں نماز فجر کو تاخیر سے ادا کرنا سنت ہے لیکن اتنی بھی تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ شروع ہو جائے۔

سوال: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہلے دن پنجگانہ نمازیں ابتدائی اوقات میں اور دوسرے دن اختتامی اوقات میں پڑھا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ''هذا وقت الانبياء من قبلك'' یہ آپ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کا وقت ہے۔ اشکال یہ ہے کہ پنجگانہ نمازیں کسی نبی پر بھی فرض نہیں تھیں تو پھر یہ عرض کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ آپ سے قبل انبیاء کرام کا وقت ہے؟

جواب: (۱) اس تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء کرام پر اوقات نماز محدود تھے، اسی طرح آپ کے لیے بھی محدود اوقات ہیں۔

(۲) خواہ صلوات خمسہ تمام کی تمام کسی ایک نبی پر فرض نہیں تھیں، البتہ ان میں سے مختلف نمازیں مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض تھیں۔

(۳) جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی فجر کا وقت تھا، آپ نے بطور شکرانہ دو رکعت نماز ادا کی تو امت محمدیہ پر فجر کے دو فرض لازم کر دیے گئے۔ جب حضرت اسحاق علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر دنبہ نازل کیا گیا تو ظہر کا وقت تھا اس وقت میں بطور شکرانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا کی تو ظہر کی نماز کے چار فرض مقرر کر دیے گئے۔ جب حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کیا گیا تو عصر کا وقت تھا۔ انہوں نے چار رکعت نماز ادا کی تو عصر کے چار فرض لازم کر دیے گئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو مغرب کا وقت تھا تو انہوں نے بطور شکرانہ تین رکعت نماز ادا کی تو مغرب کے وقت میں تین فرض ضروری قرار دیے گئے۔ نماز عشاء امت محمدیہ کے علاوہ کسی پر فرض نہیں تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّغْلِيسِ بِالْفَجْرِ

باب 4: فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا

141 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ وحَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ قَالَ الْاَنْصَارِيُّ فَيَمُرُّ النِّسَآءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ وقَالَ قُتَيْبَةُ مُتَلَفِّعَاتٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّقَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ نَحْوَهُ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَسْتَحِبُّوْنَ التَّغْلِيسَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز ادا کر لیتے تھے' خواتین جب واپس جاتی تھیں انصاری رضی اللہ عنہ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: خواتین اپنی چادریں اوڑھ کر گزرتی تھیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جاتا تھا' جبکہ قتیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: مُتَلَفِّعَاتٌ یعنی انہوں نے چہروں پر چادریں رکھی ہوئی تھیں۔

141- اخرجه مالك (5/1): كتاب: "وقوت الصلاة": باب: "وقوت الصلاة" حديث (4) واخرجه البخاري (65/2): كتاب "مواقيت الصلاة": باب: "وقت الفجر" حديث (578) واخرجه مسلم- نووي (154/3): كتاب "المساجد و مواضع الصلاة": باب: "استحباب التكبير بالصبح" حديث (645/230) واخرجه ابو داؤد (168/1): كتاب: "الصلاة": باب: "في وقت الصبح" حديث (423) والنسائي (271/1): كتاب: "التغليس في الحضر والسفر": باب: "التغليس في الحضر" حديث (545) واحمد (178/6) من طريق يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی اہلِ علم نے اسے اختیار کیا ہے' جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' ان کے بعد آنے والے تابعین نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے' یہ حضرات فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرنے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِسْفَارِ بِالْفَجْرِ

باب 5: فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنا

142 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ

اسنادِ دیگر: قَالَ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ قَالَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ أَيْضًا عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَجَابِرٍ وَبِلَالٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ الْإِسْفَارَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ مَعْنَى الْإِسْفَارِ أَنْ يَضِحَ الْفَجْرُ فَلَا يُشَكَّ فِيهِ وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ مَعْنَى الْإِسْفَارِ تَأْخِيرُ الصَّلٰوةِ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: فجر کو روشن کرکے پڑھو! کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبہ اور ثوری نے اس حدیث کو محمد بن اسحٰق کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

142- اخرجه احمد (3/465, 4/140, 142) وابو داؤد (1/169): كتاب الصلاة باب: "في وقت الصبح" حديث (424) وابن ماجه (1/221): كتاب الصلاة باب: "وقت صلاة الفجر" حديث (272) والنسائي (1/272): كتاب: "الاسفار" باب: "الاسفار" حديث (548) والدارمي (1/277): كتاب الصلاة: باب: باب: الاسفار بالفجر والحميدي (1/199) حديث (409) وعبد بن حميد: ص (158) حديث (422) من طريق قتادة عن محمود بن لبيد عن رافع بن خديج به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو محمد بن عجلان نے عاصم بن عمر بن قتادہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم کی یہ رائے ہے: صبح کی نماز کو روشن کر کے ادا کیا جائے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' احمد رحمۃ اللہ علیہ' اسحٰق فرماتے ہیں: روشن کرنے کا مطلب یہ ہے: صبح صادق واضح ہو جائے اور اس میں شک نہ رہے۔

ان حضرات کے نزدیک صبح روشن کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے: نماز کو تاخیر سے ادا کیا جائے۔

شرح

نمازِ فجر کے مستحب وقت میں مذاہبِ آئمہ

ماقبل احادیث میں اجمالی طور پر اوقات نماز کا ذکر تھا اب حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی تفصیلات کا ذکر شروع کر رہے ہیں یا پہلے اصل اوقات نماز کا بیان تھا اور اب ان کے اوقات مستحبہ کا آغاز کر رہے ہیں۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ نماز فجر کا مستحب وقت کیا ہے اسفار یا تغلیس؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے یعنی صبح کی نماز کے بعد کسی عذر کی وجہ سے نماز فجر دوبارہ پڑھنی پڑ جائے تو طلوع آفتاب سے قبل اطمینان و اعتدال کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہو۔ آپ کے دلائل یہ ہیں:
(۱) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر** ۔نماز فجر کو اجالے میں پڑھو کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم نماز فجر اتنی تاخیر سے ادا کرو کہ تیر پھینکنے والا شخص تیر گرنے کی جگہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ (ابوداؤد طیالسی' المطالب العالیہ جلداوّل ص۴۷) یہ دیکھنا محض حالت اسفار میں ہی ہو سکتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق) (۳) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے: **ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی شیء کما اجتمعوا علی التنویر** (شرح معانی الآثار جلداوّل باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق اس قدر کسی چیز پر نہیں ہوا جتنا فجر کی نماز کو اسفار میں پڑھنے پر ہوا تھا۔

۲- حضرت امام احمد اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ نماز فجر غلس میں ادا کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ دور رسالت میں خواتین نماز فجر ادا کرنے کے بعد واپس آتیں تو اندھیرے کے باعث وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز فجر ''غلس'' میں پڑھنا مستحب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

۱- لفظ "غلس" حدیث کا نہیں ہے بلکہ مدرج عن الراوی ہے یا یہ لفظ راوی بطور تشریح استعمال کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

۲- اگر غلس کو بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ حکم مسجد نبوی کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ مسجد کی دیواریں چھوٹی تھیں اور چھت بھی پست تھی جس میں موجود لوگوں کو ایک دوسرے کی پہچان نہیں ہو سکتی تھی۔

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت فعلی ہے جبکہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت قولی۔ قاعدہ کے مطابق روایت قولی کو روایت فعلی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّعْجِيلِ بِالظُّهْرِ

باب 6: ظہر کی نماز جلدی ادا کرنا

143 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّلَا مِنْ عُمَرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَبَّابٍ وَّاَبِيْ بَرْزَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّاَنَسٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

توضیحِ راوی: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِّنْ اَجْلِ حَدِيْثِهِ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: مَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ

قَالَ يَحْيٰى وَرَوٰى لَهُ سُفْيَانُ وَزَائِدَةُ وَلَمْ يَرَ يَحْيٰى بِحَدِيْثِهِ بَاْسًا

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّقَدْ رُوِيَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيْلِ الظُّهْرِ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی اور کو ظہر کی نماز جلدی ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ،

143- اخرجه احمد (6/135, 215) من طريق حكيم بن جبير عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة به۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے حضرات نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: شعبہ نے حکیم بن جبیر نامی راوی کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے' ان کی اس حدیث کی وجہ سے جسے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) ''جو شخص لوگوں سے مانگے' جبکہ اس کے پاس (مال موجود ہو) جو اسے (مانگنے سے) بے نیاز کر دے''۔

یحییٰ بیان کرتے ہیں: سفیان اور زائدہ نے ان سے احادیث نقل کی ہیں اور یحییٰ نے ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حکیم بن جبیر کے حوالے سے، سعید بن جبیر کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے، ظہر جلدی ادا کرنے کے بارے میں روایت منقول ہے۔

144 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ (۱)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّهُوَ اَحْسَنُ حَدِيْثٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

◆◆ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت ادا کر لیتے تھے' جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے' اور یہ اس بارے میں سب سے بہترین حدیث ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَاْخِيرِ الظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

باب 7: سخت گرمی میں ظہر کو تاخیر سے ادا کرنا

145 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ

(۱) اخرجه البخاری (27/2): کتاب مواقیت الصلاۃ باب: وقت الظهر عند الزوال' حدیث (540)

اخرجه مالك فی الموطا (16/1): کتاب وقوت الصلاۃ: باب: النهی عن الصلاۃ بالهاجرۃ حدیث (28) واخرجه البخاری ... مواقیت الصلاۃ: باب: الابراد بالظهر فی السفر' حدیث (536) واخرجه ابن ماجه (222/1): کتاب الصلاۃ: باب: ... فی شدة الحر' حدیث (678) والنسائی (248/1): کتاب المواقیت: باب: الابراد بالظهر اذا اشتد الحر' حدیث ... (164/1): کتاب الصلاۃ: باب فی وقت صلاۃ الظهر' حدیث (402) والدارمی (274/1): کتاب الصلاۃ: باب ... احمد (462/2, 501, 394) من طریق ابن شهاب عن سعید بن المسیب وابی سلمة عن ابی هریرة به۔

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ ذَرٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَالْمُغِيْرَةِ وَالْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبِیْ مُوْسٰى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ

قَالَ :وَرُوِیَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا وَلَا يَصِحُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ تَاْخِيرَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِیْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ الشَّافِعِیُّ اِنَّمَا الْاِبْرَادُ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ اِذَا كَانَ مَسْجِدًا يَّنْتَابُ اَهْلُهُ مِنَ الْبُعْدِ فَاَمَّا الْمُصَلِّی وَحْدَهُ وَالَّذِیْ يُصَلِّی فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِهٖ فَالَّذِیْ اُحِبُّ لَهٗ اَنْ لَّا يُؤَخِّرَ الصَّلٰوةَ فِیْ شِدَّةِ الْحَرِّ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : وَمَعْنٰى مَنْ ذَهَبَ اِلٰى تَاْخِيرِ الظُّهْرِ فِیْ شِدَّةِ الْحَرِّ هُوَ اَوْلٰى وَاَشْبَهُ بِالْاِتِّبَاعِ وَاَمَّا مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الشَّافِعِیُّ اَنَّ الرُّخْصَةَ لِمَنْ يَّنْتَابُ مِنَ الْبُعْدِ وَالْمَشَقَّةِ عَلَى النَّاسِ فَاِنَّ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ ذَرٍّ مَا يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَا قَالَ الشَّافِعِیُّ

حدیث دیگر: قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَذَّنَ بِلَالٌ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ اَبْرِدْ ثُمَّ اَبْرِدْ

فَلَوْ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الشَّافِعِیُّ لَمْ يَكُنْ لِلْاِبْرَادِ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ مَعْنًى لِاجْتِمَاعِهِمْ فِی السَّفَرِ وَكَانُوْا لَا يَحْتَاجُوْنَ اَنْ يَّنْتَابُوْا مِنَ الْبُعْدِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا نتیجہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت قاسم بن صفوان رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی ایک حدیث منقول ہے لیکن وہ مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کی ایک جماعت نے گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنے کو اختیار کیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظہر کی نماز کو ٹھنڈی کرنے کا حکم اس وقت ہے جب مسجد میں دور دراز سے لوگ آتے ہوں لیکن

اگر کوئی شخص تنہا نماز ادا کر رہا ہو یا کوئی شخص اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے: وہ گرمی کے موسم میں بھی اس نماز کو تاخیر سے ادا نہ کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو حضرات گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنے کو درست سمجھتے ہیں ان کی رائے زیادہ مناسب ہے اور پیروی کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

جہاں تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا تعلق ہے: رخصت اس شخص کے لیے ہے جو دور سے آتا ہو یا لوگوں کو مشقت سے بچانے کے لیے ہے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں وہ چیز موجود ہے جو اس چیز کے برعکس مفہوم پر دلالت کرتی ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان دینے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! ٹھنڈک ہو لینے دو، ٹھنڈک ہو لینے دو۔

اگر حکم وہ ہوتا جس کی طرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں تو اس وقت ٹھنڈک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ لوگ سفر میں اکٹھے تھے اور دور سے آنے کی انہیں ضرورت نہیں تھی۔

146 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّهَاجِرٍ اَبِى الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِىْ سَفَرٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ فِى الظُّهْرِ قَالَ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلّٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں شریک تھے آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈک ہونے دو! پھر انہوں نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو۔ راوی بیان کرتے ہیں: یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا نتیجہ ہے تم نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

146- اخرجه البخاری (22/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: الابراد بالظهر فى شدة الحر' حديث (535)' (131/2): كتاب الاذان باب: الاذان للمسافرين اذا كانوا جماعة والاقامة' حديث (629) وابو داؤد (164/1): كتاب الصلاة: باب: وقت صلاة الظهر' حديث (401) واخرجه احمد (176, 162, 155/5)' من طريق مهاجر ابى الحسن عن زيد بن وهب عن ابى ذر به۔

شرح

نمازظہر کے مسنون وقت میں مذاہب آئمہ

نمازظہر کا مسنون وقت کون سا ہے؟اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نمازظہر کے وقت میں مطلقاً تعجیل افضل (مسنون) ہے۔انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبراور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نمازظہر تعجیل سے ادا کرتے تھے۔علاوہ ازیں انہوں نے ان روایات سے بھی استدلال کیا ہے جن میں نمازظہر کے بارے میں لفظ''تعجیل''استعمال ہوا ہے۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نمازظہر موسم سرما میں جلدی ادا کرنا اور موسم گرما میں تاخیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔آپ کے دلائل یہ ہیں:(۱)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ فان شدۃ الحرمن فیح جھنم۔(الصحیح البخاری جلداوّل ص۷۶)نمازظہر کو موسم گرما میں ٹھنڈی کرکے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی گرمی کی وجہ سے ہے۔(جامع ترمذی)(۲)حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازظہر کو تعجیل سے ادافرماتے تھے یا تاخیر سے؟انہوں نے جواب میں فرمایا:اذا اشتد البرد بکر بالصلوٰۃ واذا اشتد الحر ابرد بالصلوٰۃ (الصحیح للبخاری جلداوّل ص۱۲۴)جب سردی سخت ہوتی تو آپ نمازظہر میں تعجیل فرماتے اوراگرگرمی کی شدت ہوتی تو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔

سوال:دراصل نمازظہر میں تاخیر کا حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو مسجد سے دور رہتے ہوں اور مسجد میں آنے میں انہیں دیر ہو جاتی ہو جبکہ دوسرے لوگوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے؟

جواب:حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں''ابراد بالظھر'' کے الفاظ ہیں حالانکہ لوگ مسجد میں موجود بھی تھے۔اس سے ثابت ہوا کہ مسجد سے دور رہنے والے لوگوں کے لیے یہ حکم ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

سوال:روایت میں وجہ تاخیر شدت فیح جھنم کو بیان کیا گیا ہے جبکہ بظاہر گرمی کی شدت شمس کے قرب وبعد کے باعث ہوتی ہے۔آفتاب دور ہوگا تو سردی ہوگی اوراگر قریب ہوگا تو گرمی ہوگی۔اس طرح گرمی کا سبب فیح شدت جہنم نہ ہوا؟

جواب:(۱)کسی چیز کا سبب شئی واحد نہیں ہوتی بلکہ متعدد اشیاء بھی ہوسکتی ہیں۔ممکن ہے کہ گرمی کا سبب دوزخ بھی ہو اور آفتاب بھی۔

(۲)''من فیح جھنم'' میں لفظ''من'' برائے تشبیہ ہے،جس کا مطلب یہ ہوگا کہ''شدت حرارت فیح''دوزخ کی مثل ہے۔

(۳)فیح جہنم اصل سبب نہیں ہے بلکہ سبب السبب کے قائمقام ہے۔زمین میں گرمی کا سبب شمس ہے جبکہ شمس میں حرارت کا باعث فیح جہنم ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَعْجِیلِ الْعَصْرِ

باب 8: عصر کی نماز جلدی ادا کرنا

147 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَّأَبِي أَرْوٰى وَجَابِرٍ وَّرَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ

حدیثِ دیگر: قَالَ وَيُرْوٰى عَنْ رَافِعٍ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ وَلَا يَصِحُّ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ عَآئِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَّعَآئِشَةُ وَأَنَسٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ التَّابِعِينَ تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَكَرِهُوا تَأْخِيرَهَا وَبِهِ يَقُولُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے' جبکہ دھوپ ابھی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوتی تھی اور ان کے حجرے سے سایہ نہیں ڈھلا ہوتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابواروی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز تاخیر سے ادا کی تھی' لیکن یہ روایت مستند نہیں ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہلِ علم نے اسے اختیار کیا ہے' جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ شامل ہیں کئی تابعین نے بھی اسے اختیار کیا ہے: عصر کی نماز جلدی ادا کر لی جائے' ان حضرات کے نزدیک اسے تاخیر سے ادا کرنا مکروہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

147- اخرجه مالك فيالموطا (4/1): كتاب وقوت الصلاة: باب وقوت الصلاة' حديث (2)' واخرجه البخاري (31/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب وقت العصر' حديث (545)' واخرجه مسلم- نووي (116/3): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: اوقات الصلاوت الخمس' حديث (611/168)' واخرجه ابو داؤد (165/1) كتاب الصلاة: باب: في وقت صلاة العصر حديث (407)' والنسائي (252/1) كتاب المواقيت: باب: تعجيل العصر' حديث (505) والحميدي (90/1) احاديث ام المومنين عائشة رضي الله عنها حديث (170)' واخرجه احمد (199,85,37/6)' من طريق ابن شهاب عن عروة عن عائشة به۔

148 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ دَارِهٖ بِالْبَصْرَةِ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهٗ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا الْعَصْرَ قَالَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► علاء بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں' وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے ان کے اس گھر میں جو بصرہ میں تھا یہ اس وقت کی بات ہے' جب وہ ظہر پڑھ کر آئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا (جب عصر کا وقت ہوا) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اٹھو اور عصر کی نماز ادا کرلو! راوی کہتے ہیں: ہم اٹھے اور ہم نے نماز ادا کرلی' جب ہم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ منافق کی نماز ہوتی ہے وہ سورج کی طرف دیکھتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے' تو وہ کھڑا ہوتا ہے' اور چار مرتبہ زمین پر ٹکر مار لیتا ہے' اور وہ اس نماز میں صرف تھوڑا سا' اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَاْخِيْرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب 9: عصر کی نماز تاخیر سے ادا کرنا

149 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ:

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ نَحْوَهٗ وَوَجَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ

---

148 ◄► اخرجه مسلم - نووي (131/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: استحباب التبكير بالعصر' حديث (622/195) واخرجه النسائي (254/1): كتاب المواقيت: باب: التشديد في تاخير العصر' حديث (511) من طريق اسماعيل عن العلاء' عن انس بن مالك به-

149 - اخرجه احمد (310, 289/6)

✧ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بہ نسبت جلدی ظہر کی نماز ادا کرلیا کرتے تھے' اور تم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جلدی عصر کی نماز ادا کر لیتے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اسماعیل بن علیہ کے حوالے سے، ابن جریج کے حوالے سے، ابن ملیکہ کے حوالے سے، سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن جریج سے منقول ہے' اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

نمازِ عصر کے مسنون وقت میں مذاہب آئمہ

نمازِ عصر میں تعجیل مسنون ہے یا تاخیر؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نمازِ عصر میں تعجیل مسنون ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر اس وقت ادا فرماتے تھے جب دھوپ میرے حجرہ کے فرش سے دیواروں پر نہیں چڑھتی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نمازِ عصر تاخیر سے پڑھنا مسنون ہے۔ آپ کے مؤقف کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "**قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد تعجیلا للظهر منکم وانتم اشد تعجیلا للعصر منه**" (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر میں تم سے زیادہ تعجیل کرتے تھے اور تم نمازِ عصر کی ادائیگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تعجیل کرتے ہو۔ (۲) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بتاخیر صلوٰۃ العصر** (مجمع الزوائد جلد اوّل ص ۳۰۷) بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کی ادائیگی کے لیے تاخیر کا حکم کرتے تھے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ لفظ "حجرہ" کا اطلاق "بناءِ غیر مسقف" پر ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اس سے مراد "بناءِ مسقف" بھی ہوتا ہے۔ برصورت اول حجرہ میں دھوپ کے جانے کا راستہ چھت کی طرف سے تھا۔ حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور حجرہ کے فرش پر دھوپ پڑتی تھی اور دیواروں پر تاخیر سے چڑھتی تھی۔ بر سبیل ثانی حجرہ میں دھوپ کے جانے کا راستہ دروازہ تھا۔ چونکہ حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور دروازہ بھی چھوٹا تھا اور دھوپ کے حجرہ میں داخل ہونے کا راستہ صرف دروازہ تھا، حجرے کا دروازہ مغرب کی طرف تھا۔ دھوپ اس وقت حجرہ میں داخل ہوتی تھی جب آفتاب مغرب کی طرف نمایاں حد تک نیچے آچکا ہوتا تھا۔ اس طرح اس روایت سے احناف کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔

تلك صلوٰۃ المنافق: اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ عصر کو اتنی تاخیر سے ادا کرنا: "اصفرارِ شمس" کی کیفیت پیدا ہو جائے تو ایسی نماز منافق کی نماز کہلاتی ہے، اس لیے کہ شمس کا غروب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے اور یہ شیطان کی ریاضت

کاوقت بھی ہوتا ہے، جس میں نماز ادا کرنا منع ہے تا کہ شیطان کی ریاضت سے مشابہت لازم نہ آئے۔

سوال: آفتاب کے مطالع ومغارب کثیر ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ہمہ وقت بین القرنین کی کیفیت میں رہتا ہے یہ تو ناممکن سی بات ہے؟

جواب: خواہ بڑا شیطان ایک ہے لیکن چھوٹے شیطان کثیر ہیں جو بین القرنین علینے کی خدمات سرانجام دیتے ہوں۔ لہٰذا ایسا ہونا ممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ

باب 10: مغرب کا وقت

150 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّالصُّنَابِحِيِّ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّاَنَسٍ وَّرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَّاَبِىْ اَيُّوْبَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَّحَدِيْثُ الْعَبَّاسِ قَدْ رُوِىَ "مَوْقُوْفًا" عَنْهُ وَهُوَ اَصَحُّ

توضیح راوی: وَالصُّنَابِحِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَاحِبُ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ اخْتَارُوْا تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَكَرِهُوا تَاْخِيرَهَا حَتّٰى قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ اِلَّا وَقْتٌ وَّاحِدٌ وَّذَهَبُوْا اِلٰى حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ صَلّٰى بِهٖ جِبْرِيْلُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج غروب ہوجاتا تھا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔

150– اخرجه البخارى (49/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: وقت المغرب حديث (561) واخرجه مسلم- نووى (164/3): كتاب اوقات الصلوات الخمس: باب: بيان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس حديث (636/216) وابو داؤد (167/1): كتاب الصلاة: باب في وقت المغرب حديث (417) وابن ماجه (225/1): كتاب الصلاة: باب وقت صلاة المغرب حديث (688) والدارمى (275/1): كتاب الصلاة: باب: وقت المغرب وعبد بن حميد ص (149) حديث (386) واخرجه احمد (51/4, 54) من طريق حاتم بن اسماعيل عن يزيد بن ابى عبيد عن سلمة بن الاكوع به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "موقوف" روایت کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے' اور یہی زیادہ مستند ہے۔

حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہیں سنی' یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے تابعین میں سے اکثر اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: ان حضرات کے نزدیک مغرب کی نماز جلدی ادا کی جائے گی' انہوں نے مغرب کو تاخیر سے ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے' یہاں تک کہ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: مغرب کی نماز کا ایک ہی وقت ہے' یہ حضرات اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں' جس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے نماز پڑھانے کا ذکر ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

شرح

نمازِ مغرب کا مسنون وقت

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نمازِ مغرب میں تعجیل مسنون ہے۔ اس پر دلیل حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب اس وقت ادا فرماتے جب آفتاب غروب ہو کر پردہ کی اوٹ میں پہنچ جاتا تھا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نمازِ مغرب کا وقت بہت کم ہے۔ اس کا وقت اتنا ہے کہ کوئی جنبی شخص غسل کر کے اور بے وضو شخص وضو کر کے پانچ رکعت نماز پڑھ سکتا ہو۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث جبرائیل سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں روز میں نمازِ مغرب غروبِ آفتاب کے فوراً بعد پڑھائی تھی۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں: (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فقط وقتِ حقیقی کا اعتبار کرتے ہوئے اول و آخر میں امامت نہیں کروائی تھی بلکہ وقتِ مسنون کو بھی پیشِ نظر رکھا تھا۔ (۲) اس حدیث کا تعلق دورِ اول سے ہے جو بعد کے دور سے متعلق حدیث حضرت بریدہ سے منسوخ ہے، اس روایت میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غروبِ شفق سے تھوڑی دیر قبل نمازِ مغرب پڑھائی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَقْتِ صَلَاۃِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ

باب 11: عشاء کی نماز کا وقت

151 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ

بَشِيْرِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ

متن حدیث: اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ هُشَيْمٌ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ ثَابِتٍ وَّحَدِيْثُ اَبِيْ عَوَانَةَ اَصَحُّ عِنْدَنَا لِاَنَّ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ رَوٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ نَحْوَ رِوَايَةِ اَبِيْ عَوَانَةَ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اس نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس وقت ادا کرتے تھے جب تیسری رات کا چاند ڈوب جاتا ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہشیم نے ابوبشر کے حوالے سے، حبیب بن سالم کے حوالے سے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تاہم ہشیم نے اس میں بشیر بن ثابت کا تذکرہ نہیں کیا۔

ہمارے نزدیک ابوعوانہ سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے اس کی وجہ یہ ہے: یزید بن ہارون نے اسے شعبہ کے حوالے سے ابوبشر کے حوالے سے ابوعوانہ کی روایت کی مانند نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَاْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ

باب 12: عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کرنا

152 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ بَرْزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

151- اخرجه ابو داؤد (167/1) كتاب الصلاة: باب فى وقت العشاء الآخرة حديث (419) والنسائى (264/1) كتاب المواقيت: باب الشفق حديث (529) واخرجه احمد (272, 270/4) من طريق بشير بن ثابت عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير به-

152- اخرجه ابن ماجه (226/1): كتاب الصلاة: باب: وقت صلاة العشاء حديث (691) واخرجه احمد (433, 250/2)

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ الَّذِىْ اخْتَارَهُ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ رَاَوْا تَاْخِيرَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک یا نصف رات تک موخر کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی وہ روایت ہے' جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور دیگر حضرات میں سے اکثر اہلِ علم نے اختیار کیا ہے ان حضرات کے نزدیک عشاء کی نماز کو تاخیر سے ادا کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نمازِ عشاء کے آخری وقت میں مذاہب آئمہ

غروب شفق ہونے پر نماز مغرب کا وقت ختم اور نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ نماز عشاء کے آخری وقت میں آئمہ فقہ کا قدرے اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عشاء کا آخری وقت صبح صادق تک ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: **عن عائشة رضی الله تعالٰی عنها اعتم النبی صلی الله علیه وسلم ذات لیلة حتی ذهب عامة اللیل** (شرح معانی الآثار باب تاخیر صلوٰۃ العشاء) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں نماز عشاء اس وقت ادا فرمائی کہ رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ (یہ وقت صبح صادق کا بنتا ہے) ایک قول کے مطابق حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز عشاء کا آخری وقت ثلث رات ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثلث رات تک نماز عشاء کو مؤخر کرتے تھے''۔ (شرح معانی الآثار) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول ہے کہ نماز کا آخری و اختتامی وقت نصف لیل ہے۔ وہ اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے اخذ کرتے ہیں: ''**لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم ان یؤخروا العشاء الی ثلث اللیل**'' (جامع الترمذی جلداوّل رقم الحدیث ۱۶۴) اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو انہیں نماز عشاء تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دونوں روایات (دلائل) کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ثلث رات تک مستحب وقت ہے اور نصف رات تک مباح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالسَّمَرِ بَعْدَهَا

باب 13: عشاء سے پہلے سو جانا اور اس کے بعد گفتگو کرنا مکروہ ہے

153 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ قَالَ اَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ الْمُهَلَّبِيُّ وَاِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيْعًا عَنْ عَوْفٍ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ هُوَ اَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ بَرْزَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ النَّوْمَ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَرَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَكْثَرُ الْاَحَادِيْثِ عَلَى الْكَرَاهِيَةِ وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِيْ رَمَضَانَ

توضیح راوی: وَسَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ هُوَ اَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ

◆◆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کی اکثریت نے عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جبکہ بعض اہلِ علم نے اس کی اجازت دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر احادیث اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔

بعض اہلِ علم نے رمضان کے مہینے میں عشاء سے پہلے سونے کی اجازت دی ہے۔

سیار بن سلامہ ابومنہال ریاحی ہیں۔

153– اخرجه البخاری (59/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: مايكره من النوم قبل العشاء' حديث (568) واخرجه مسلم (156/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: استحباب التكبير بالصبح' حديث (236) وابن ماجه (229/1): كتاب الصلاة: باب النهي عن النوم قبل صلاة العشاء' حديث (701) والنسائي (265/1) كتاب المواقيت: باب مايستحب من تاخير العشاء' حديث (530) واخرجه احمد (420/4, 424, 421, 423) من طريق عوف عن يسار بن سلامة عن ابي برزة به۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب 14: عشاء کے بعد گفتگو کرنے کی اجازت

154 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمُرُ مَعَ اَبِىْ بَكْرٍ فِى الْاَمْرِ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنَا مَعَهُمَا وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَاَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ جُعْفِيٍّ يُقَالُ لَهٗ قَيْسٌ اَوِ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِى السَّمَرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَكَرِهَ قَوْمٌ مِّنْهُمُ السَّمَرَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَ فِيْ مَعْنَى الْعِلْمِ وَمَا لَا بُدَّ مِنْهُ مِنَ الْحَوَائِجِ وَاَكْثَرُ الْحَدِيْثِ عَلَى الرُّخْصَةِ

حدیثِ دیگر: قَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا سَمَرَ اِلَّا لِمُصَلٍّ اَوْ مُسَافِرٍ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ایک معاملے سے متعلق رات کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کرتے رہے میں بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ تھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اس حدیث کو حسن بن عبیداللہ نے ابراہیم کے حوالے سے، علقمہ کے حوالے سے ایک شخص کے حوالے سے جس کا نام قیس ہے یا ابن قیس ہے، اس کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں طویل قصہ بیان کیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم نے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک قوم نے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کو مکروہ قرار دیا ہے اور بعض حضرات نے اس کی اجازت دی ہے جبکہ وہ کوئی علمی گفتگو ہو یا کوئی ضروریات سے متعلق گفتگو ہو تاہم اکثر روایات میں اس کی رخصت منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے رات کی گفتگو صرف نمازی کرسکتا ہے یا مسافر کرسکتا ہے۔

154 - رواه احمد في المسند مطولا رقم (175ج 1ص 15) (رقم 265 ج 1 ص 38) والبيهقي (453/1) من طريق الاعمش عن ابراهيم عن علقمة عن عمر بن الخطاب به۔

شرح

نمازِ عشاء سے قبل سونے اور اس کے بعد قصہ گوئی کی ممانعت

حدیث باب میں دو چیزوں سے مسلمان کو روکا گیا ہے: (۱) نمازِ مغرب کے بعد اور نمازِ عشاء سے قبل سونے سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت سونے کے باعث انسان اس قدر غفلت و کاہلی کا شکار ہوسکتا ہے کہ نمازِ عشاء بھی چھوٹ سکتی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ ممانعت مطلقاً ہے لیکن جمہور محققین کی رائے ہے کہ یہ ممانعت اس وقت ہے جب نمازِ عشاء کے وقت میں بیدار ہونے کا یقین نہ ہو یا کوئی دوسرا شخص بیدار کرنے والا موجود نہ ہو، ورنہ یہ مکروہ و ممنوع ہرگز نہیں ہے۔ (۲) نمازِ عشاء کے بعد فضول گفتگو اور قصہ و کہانی سننے اور سنانے کی ممانعت ہے۔ اس کی توجیہ یہی ہوسکتی ہے کہ رات کو تادیر قصہ و کہانی کے سننے سنانے اور غفلت کی نیند کے باعث فجر کی نماز فوت ہوسکتی ہے۔ اس سے نماز کی اہمیت بھی عیاں ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں نوجوان طبقہ بلکہ عمر رسیدہ لوگ بھی پیچھے نہیں ہیں کہ رات بھر انڈین گانے سننے، فلمز دیکھنے یا ایسا کوئی اور فضول کام کرنے میں مصروف رہنے کے باعث فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں، یہ عمل قابلِ مؤاخذہ ہے۔ پھر جو لوگ اپنے کاروبار میں مصروف رہنے کی وجہ سے ہر روز پانچوں یا کچھ نمازیں ترک کرنے کے عادی ہیں، وہ کس قدر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک، دین کا ستون اور مومن کی معراج قرار دیا ہے جبکہ آج کا امتی اس عظیم ریاضت کو پس پشت ڈال کر غفلت کی وادی میں ٹامک ٹویاں مار رہا ہے۔ یہ صورتحال قربِ قیامت کی علامت ہے۔

قرآن و سنت کا مطالعہ، تصنیف و تالیف، وعظ و تبلیغ، تلاوتِ قرآن اور تعلیم و تعلّم میں مصروف رہنا مکروہ و ممنوع نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان امور میں شاغل شخص اس قدر ہرگز غافل نہیں ہوسکتا کہ وہ نمازِ فجر چھوڑ دے۔ علاوہ ازیں یہ تمام امور بھی عبادت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال: حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نمازِ عشاء کے بعد ''سمر'' کرتے تھے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا تھا؟

جواب: اس مقام پر ''سمر'' سے مراد قصہ کہانی نہیں ہے بلکہ ضروریاتِ دین اور معاملات کے حوالے سے گفتگو ہے۔ اس کی ممانعت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَقْتِ الْاَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 15: ابتدائی وقت کی فضیلت

155 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ عَنْ عَمَّتِهٖ اُمِّ فَرْوَةَ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

155- اخرجه ابو داؤد (169/1): كتاب الصلاة: باب: في المحافظة على وقت الصلوات حديث (426) وعبد بن حميد (ص 453) حديث (1569) واخرجه احمد (140, 374, 375

متن حدیث: قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا

سیدہ اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز کو ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔

156 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اٰنَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے علی! تین چیزوں کو وقت پر ہی کرنا، نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب وہ تیار ہو اور بیوہ یا طلاق یافتہ عورت جب اس کا کفول جائے (یعنی مناسب رشتہ مل جائے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب حسن" ہے۔

157 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ وَالْوَقْتُ الْاٰخِرُ عَفْوُ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ فَرْوَةَ لَا يُرْوٰى اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ

توضیح راوی: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَاضْطَرَبُوْا عَنْهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَهُوَ صَدُوْقٌ وَّقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز کو ابتدائی وقت میں ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہے اور آخری وقت میں ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی معافی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کی مانند روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

156- اخرجه ابن ماجه (476/1): كتاب الجنائز: باب: ماجاء في الجنازة لا تؤخر اذا حضرت ولا تتبع بنار حديث (1486) واخرجه احمد (105/1) من طريق محمد بن عمر بن علي بن ابي طالب عن ابيه عن علي بن ابي طالب به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو صرف عبداللہ بن عمر العمری نے روایت کیا ہے اور وہ علم حدیث کے ماہرین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔ اس حدیث کے راویوں نے اس حدیث میں اضطراب کیا ہے تاہم عبداللہ بن عمر العمری سچا ہے، یحییٰ بن سعید نے اس کے حافظے کے حوالے سے کچھ گفتگو کی ہے۔

158 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ اَبِیْ يَعْفُوْرٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ سَاَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مَوَاقِيْتِهَا قُلْتُ وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَى الْمَسْعُوْدِیُّ وَشُعْبَةُ وَسُلَيْمَانُ هُوَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِیُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا' میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

مسعودی، شعبہ اور سلیمان جو ابوشیبانی کے بھائی ہیں اور کئی حضرات نے اس کو ولید بن عیزار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

159 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لِوَقْتِهَا الْاٰخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

158– اخرجه البخارى (12/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب فضل الصلاة لوقتها' حديث (527)و (5/6): كتاب الجهاد والسير باب فضل الجهاد والسير, حديث (2782)و (414/10): كتاب الادب: باب: البر والصلة حديث (5970) و (519/13): كتاب التوحيد: باب وسمى النبى صلى الله عليه وسلم الصلاة عملاً' حديث (7534)' واخرجه مسلم (317/1): كتاب الايمان: باب: بيان كون الايمان بالله تعالىٰ افضل الاعمال حديث (85/137)' واخرجه النسائى (292/1): كتاب المواقيت: باب: فضل الصلاة لمواقيتها حديث (610)' واخرجه الدارمى (278/1): كتاب الصلاة' باب: استحباب الصلاة فى اول الوقت' واخرجه ابن خزيمة (169/1) حديث (327)و اخرجه احمد (409/1, 439, 442, 451)

مذاہب فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى فَضْلِ اَوَّلِ الْوَقْتِ عَلٰى اٰخِرِهٖ اخْتِيَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَخْتَارُوْنَ اِلَّا مَا هُوَ اَفْضَلُ وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَدَعُوْنَ الْفَضْلَ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُو الْوَلِيْدِ الْمَكِّيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دو مرتبہ کسی نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا نہیں کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کرلیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اس کی سند متصل نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کا ابتدائی وقت زیادہ فضیلت رکھتا ہے' اور آخری وقت کی بجائے ابتدائی وقت کی فضیلت پر یہ بات دلالت کرتی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا' یہ حضرات اسی چیز کو اختیار کرتے تھے' جو زیادہ فضیلت رکھتی تھی اور یہ فضیلت کو ترک نہیں کیا کرتے تھے' اور یہ حضرات نماز کو ابتدائی وقت میں ہی ادا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوولید مکی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات ہمیں بتائی ہے۔

شرح

اول وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو اس کے اول وقت، میانہ وقت اور آخری وقت میں جب بھی نماز ادا کی جائے جائز ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ باب میں پانچ ایسی احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر انہی پانچ احادیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کرنا افضل و مسنون ہے۔ آپ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان احادیث میں اول وقت سے مراد مسنون و مستحب وقت شروع ہونے پر اس کے اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث پیش کی جاسکتی ہے: ماصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ لوقتها الآخر الخ (جامع ترمذی جلداول رقم الحدیث ١٧١) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات دو نمازیں بھی آخری وقت میں ادا نہیں کیں۔

سوال: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر دو نمازیں بھی آخری وقت میں ادا نہیں فرمائیں حالانکہ آپ نے دو نمازیں آخری وقت میں ادا فرمائی ہیں: (١) امامت جبرائیل علیہ السلام کے دوسرے دن میں۔ (٢) جب ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کے اول و آخر اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: تم دو دن میرے پاس رہو، تو آپ نے دوسرے روز آخری وقت میں نماز ادا کی؟

جواب: (١) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات اپنی چار دیواری کے اندر کا جائزہ لیتے ہوئے فرمائی ورنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ دو مواقع پر آخری وقت میں نماز ادا فرمائی تھی۔ (۲) جامع الترمذی کے بعض نسخوں میں لفظ "مرتین" کے بعد متصل لفظ "الا" موجود ہے۔ جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ دو مواقع کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں کبھی نماز نہیں پڑھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّهْوِ عَنْ وَّقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب 16: عصر کی نماز ادا نہ کرنا

160 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ وَفِي الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَنَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ اَيْضًا عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کی عصر کی نماز رہ گئی گویا اس کے اہل خانہ اور مال برباد ہو گئے۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو سالم کے حوالے سے، ان کے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

شرح

نمازِ عصر کو ترک کرنے کی وعید

زیر مطالعہ حدیث میں لفظ "وتر" کے دو معانی ہیں:

(۱) ہلاک کرنا اور چھین لینا۔ اس معنی کی بناء پر لفظ "وتر" ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا جبکہ الفاظ "اهله وماله" اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوں گے۔

160- اخرجه مالك في الموطا (12,11/1) كتاب وقوت الصلاة: باب جامع الوقوت حديث (21) واخرجه البخاري (37/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: اثم من فاتته العصر حديث (552) واخرجه مسلم (الابي) (559/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب التغليظ في تفويت صلاة العصر حديث (626/200) وابو داؤد (166/1): كتاب الصلاة: باب في وقت صلاة العصر حديث (414) وابن ماجه (224/1): كتاب الصلاة: باب المحافظة على صلاة العصر حديث (685) والنسائي (255/1): كتاب المواقيت: باب التشديد في تاخير العصر حديث (512) والدارمي (280/1): كتاب الصلاة: باب في الذي تفوته صلاة العصر واخرجه احمد (8/2, 13, 27, 48, 54, 64, 75, 76, 102, 134, 145, 148, 429/1)

مذاہبِ فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى فَضْلِ اَوَّلِ الْوَقْتِ عَلٰى اٰخِرِهٖ اخْتِيَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَخْتَارُوْنَ اِلَّا مَا هُوَ اَفْضَلُ وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَدَعُوْنَ الْفَضْلَ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُو الْوَلِيْدِ الْمَكِّيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دومرتبہ کسی نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا نہیں کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کرلیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے اس کی سند متصل نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کا ابتدائی وقت زیادہ فضیلت رکھتا ہے' اور آخری وقت کی بجائے ابتدائی وقت کی فضیلت پر یہ بات دلالت کرتی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے 'حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا' یہ حضرات اسی چیز کو اختیار کرتے تھے' جو زیادہ فضیلت رکھتی تھی اور یہ فضیلت کو ترک نہیں کیا کرتے تھے' اور یہ حضرات نماز کو ابتدائی وقت میں ہی ادا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوولید مکی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات ہمیں بتائی ہے۔

شرح

اول وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

جب نماز کا وقت شروع ہوجائے تو اس کے اول وقت، میانہ وقت اور آخری وقت میں جب بھی نماز ادا کی جائے جائز ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیرِ مطالعہ باب میں پانچ ایسی احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر انہی پانچ احادیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کرنا افضل و مسنون ہے۔ آپ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان احادیث میں اول وقت سے مراد مسنون و مستحب وقت شروع ہونے پر اس کے اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث پیش کی جاسکتی ہے: **ماصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ لوقتها الأخر** الخ (جامع ترمذی جلد اول رقم الحدیث ۱۷۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات دونمازیں بھی آخری وقت میں ادا نہیں کیں۔

سوال: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر دونمازیں بھی آخری وقت میں ادا نہیں فرمائیں حالانکہ آپ نے دونمازیں آخری وقت میں ادا فرمائی ہیں: (۱) امامت جبرائیل علیہ السلام کے دوسرے دن میں۔ (۲) جب ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کے اول و آخر اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: تم دودن میرے پاس رہو، تو آپ نے دوسرے روز آخری وقت میں نماز ادا کی؟

جواب: (۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات اپنی چاردیواری کے اندر کا جائزہ لیتے ہوئے فرمائی ورنہ

(۲) تباہ ہو جانا اور نقصان ہونا۔ اس معنیٰ کے لحاظ سے لفظ "وتر" دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوگا اور الفاظ "اھلـه ومـاله" معطوف اور معطوف الیہ مل کر مفعول ثانی ہونے کے باعث منصوب ہوں گے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ "ترک" کی بجائے لفظ "تفوت" استعمال کیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز کو عمداً ترک کرنا مسلمان سے ممکن نہیں ہے۔ ہاں اگر عدم توجہ، بے خبری اور سہواً نماز عصر چھوٹ جائے تو گویا اس کے اہل و عیال اور مال و متاع سب کچھ آفت و تباہی کا شکار ہو گئے۔ کسی اسلامی سلطنت میں اگر کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کے خون کے احترام میں ورثاء کو قصاص یا دیت دونوں میں سے ایک چیز ضروری ملے گی تاکہ خون رائیگاں متصور نہ ہو۔ نماز عصر خواہ بھول کر بھی چھوٹ جائے تو یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ اس کے گھر کی ہر چیز تباہ ہوگئی اور اس کا نعم البدل بھی بالکل ہاتھ نہ آیا۔

اس روایت میں نماز عصر کی تخصیص کی وجہ دوسری نمازوں کی بنسبت اس کی ادائیگی کی تاکید مزید ہے۔ اس حوالے سے ارشاد ربانی ہے: "حٰـفِـظُـوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى" (القرآن) (تم نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص عصر کی نماز کی) علاوہ ازیں مسلمان کی وفات کے وقت، نماز عصر کا وقت ظاہر کیا جاتا ہے اور قبر میں فرشتوں کی طرف سے سوال و جواب کے وقت بھی یہی وقت ظاہر کیا جاتا ہے۔ خیر، یہ مسئلہ تو تھا جب کوئی شخص سہواً، عدم توجہ اور بے خبری میں نماز فوت کر دے، لیکن عمداً نماز ترک کرنے کی وعید اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد نبوی ہے: "مـن تـرك الصلوٰة متـعـمدًا فقد كفر" (جس شخص نے عمداً (ایک) نماز چھوڑی پس بیشک اس نے کفر کیا) اس وعید کی تلافی توبہ اور قضاء سے ہی ممکن ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْجِيلِ الصَّلٰوةِ إِذَا أَخَّرَهَا الْإِمَامُ

باب 17: نماز پڑھنا، جب امام نماز کو تاخیر سے ادا کرے

161 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أُمَرَاءُ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ صُلِّيَتْ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الصَّلٰوةَ لِمِيقَاتِهَا إِذَا

161- اخرجه مسلم (نووی) (157/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب كراهية تاخير الصلاة عن وقتها المختار' حديث (648/238) واخرجه ابو داؤد (171/1): كتاب الصلاة: باب: اذا اخر الامام الصلاة عن الوقت' حديث (431) واخرجه ابن ماجه (398/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فيما اذا اخروا الصلاة عن وقتها' حديث (1256) والنسائي (75/2): كتاب الامامة: باب الصلاة مع ائمة الجور' حديث (778) واخرجه الدارمي (279/1): كتاب الصلاة: باب: الصلاة خلف من يؤخر الصلاة عن وقتها واخرجه احمد (147/5) وابن خزيمة (66/3): باب: الامر بالصلاة جماعة' حديث (1637)

اَخَّرَهَا الْإِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ وَالصَّلٰوةُ الْأُولٰى هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ

توضیح راوی: وَاَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيْبٍ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میرے بعد کچھ ایسے افراد آئیں گے جو نماز کو قضاء کر دیا کریں گے' تو تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لینا' پھر اسے اگر اس کے وقت پر ادا کیا جائے' تو یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی ورنہ تم نے اپنی نماز کی حفاظت کر لی۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں یہ حضرات اس بات کو مستحب قرار دیتے ہیں: آدمی نماز کو اس کے وقت میں ادا کر لے' جبکہ امام اسے تاخیر سے ادا کرتا ہو' پھر وہ امام کے ساتھ بھی نماز ادا کر لے' تو اکثر اہلِ علم کے نزدیک وہی نماز فرض شمار ہوگی۔

ابوعمران الجونی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔

شرح

امام کی طرف سے تاخیر نماز کے باعث نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ

امام کی طرف سے نماز کی ادائیگی میں اس قدر تاخیر ہو کہ نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو یا کسی شخص نے انفرادی طور پر نماز پڑھ لی ہو تو پھر اسے باجماعت نماز ادا کرنے کا موقع میسر آ گیا تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انفرادی طور پر نماز فرض ادا کرنے کے بعد کوئی شخص جماعت پالے تو وہ صرف نماز عشاء اور نماز ظہر میں نوافل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو سکتا ہے جبکہ باقی نمازوں میں نہیں۔ اسی طرح جب امام نماز کو اتنا مؤخر کر دے کہ اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو انفراداً نماز پڑھ لی جائے پھر وقت میں جماعت ملنے کی صورت میں نماز ظہر اور نماز عشاء میں شامل ہو جائے باقی اوقات کی نمازوں میں نہیں۔ اس لیے کہ باجماعت پڑھی جانے والی نماز اس کے نوافل ہوں گے اور نوافل عصر و فجر کی نمازوں کے بعد جائز نہیں ہیں۔ مغرب کی جماعت میں اس لیے شامل نہیں ہو سکتا کہ نوافل تین رکعت نہیں ہو سکتے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ امام کی طرف سے نماز کی تاخیر کے باعث نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو انفراداً نماز پڑھ لی جائے۔ پھر وقت میں جماعت میسر آنے پر نوافل کی نیت سے جماعت میں بھی شمولیت کی جا سکتی ہے۔ یہ حکم تمام اوقات کی نمازوں کا ہے۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نوافل جائز ہیں۔ علاوہ ازیں تین رکعت نوافل بھی جائز ہیں۔ اس سلسلے میں وہ حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو نمازیں قضاء کریں گے' تم اس وقت نماز کو وقت پر ادا کرنا' پھر وہ وقت

میں ادا کی جائے تو تمہارے لیے نفل ہوگی ورنہ تم اپنی نماز کو باقاعدگی سے ادا کرنا''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب احادیث النھی عن الصلوۃ فی الاوقات المکروھۃ اورنھی عن صلوۃ التیراء سے دیا جاتا ہے۔

۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ نماز مغرب کے علاوہ تمام نمازیں دوبارہ پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس لیے تیراء سے نہی وارد ہے کہ تین رکعت نوافل پڑھنا منع ہے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ نماز مغرب کو تو ہم بھی مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جبکہ باقی نمازوں کے حوالے سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے جواب کے ضمن میں آچکا ہے لہٰذا اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّوْمِ عَنِ الصَّلٰوةِ

باب 18: نماز کے وقت سوئے رہ جانا

162 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ

متنِ حدیث: قَالَ ذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ مَرْيَمَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّجُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ وَّاَبِيْ جُحَيْفَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَذِيْ مِخْبَرٍ وَّيُقَالُ ذِيْ مِخْمَرٍ وَّهُوَ ابْنُ اَخِي النَّجَاشِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ قَتَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ اَوْ يَذْكُرُ وَهُوَ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَوْ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلِّيهَا اِذَا اسْتَيْقَظَ اَوْ ذَكَرَ وَاِنْ كَانَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَوْ عِنْدَ غُرُوْبِهَا

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَالشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُصَلِّي حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبَ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ وہ نماز کے وقت سوئے رہ گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوئے رہ جانے میں زیادتی نہیں ہے زیادتی جاگتے رہ جانے میں ہے، جب کسی شخص کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے اور وہ نماز کے وقت سویا رہ جائے تو جیسے ہی اسے یاد آئے وہ اسے ادا کرلے۔

162 اخرجه النسائي (294/1): كتاب المواقيت: باب فيمن نام عن صلاة حديث (615) واخرجه ابو داؤد (174/1): كتاب الصلاة: باب من نام عن صلاة او نسيها حديث (441) واخرجه احمد (305/5)

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابومریم رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ، حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق حضرت ذی مخمر رضی اللہ عنہ جونجاشی کے بھتیجے ہیں، سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے' جو نماز کے وقت سو یا رہ جاتا ہے یا اسے بھول جاتا ہے' پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے' اور جب اسے یاد آتا ہے' اور اس وقت نماز کا وقت نہیں ہوتا' یعنی سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے یا سورج کے غروب ہونے کا وقت ہوتا ہے' بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: جب وہ بیدار ہو یا جیسے ہی اسے یاد آئے' تو وہ اس نماز کو ادا کر لے' اگرچہ سورج کے نکلنے کا وقت ہو یا اس کے غروب ہونے کا وقت ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: وہ شخص اس وقت تک نماز ادا نہ کرے' جب تک سورج نکل نہ آئے یا غروب نہ ہو جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلٰوةَ

باب 19: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے

163 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ نَّسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَفِي الْبَاب عَنْ سَمُرَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

آثارِ صحابہ: وَيُرْوٰى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلٰوةَ قَالَ يُصَلِّيْهَا مَتٰى مَا ذَكَرَهَا فِيْ وَقْتٍ اَوْ فِيْ غَيْرِ وَقْتٍ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَّاِسْحٰقَ

آثارِ صحابہ: وَيُرْوٰى عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ نَامَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَاسْتَيْقَظَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِلٰى هٰذَا وَاَمَّا اَصْحَابُنَا فَذَهَبُوْا اِلٰى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

163- اخرجه البخاری (84/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب من نسى صلاة فليصل اذا ذكرها' حديث (597)' ومسلم (نووی) (201/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: قضاء الصلاة الفائتة حديث (684/314)' وابو داؤد (174/1): كتاب الصلاة: باب من نام عن صلاة او نسيها' حديث (442)' وابن ماجه (227/1): كتاب الصلاة: باب من نام عن الصلاة او نسيها حديث (696)' واخرجه النسائی (293/1): كتاب الصلاة: باب: فيمن نسى صلاة حديث (613)' واخرجه الدارمی (280/1) كتاب الصلاة: باب: من نام عن صلاة او نسيها' واخرجه احمد (100/3, 243, 267, 269, 282, 22/5)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے' تو وہ اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آ جائے۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے: وہ ایسے شخص کے بارے میں' جو نماز پڑھنا بھول جائے' وہ فرماتے ہیں: وہ اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آ جائے' خواہ وہ نماز کا وقت ہو یا نماز کا وقت نہ ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ وہ عصر کی نماز کے وقت سوئے رہ گئے اور سورج غروب ہونے کے قریب بیدار ہوئے' تو انہوں نے اس وقت تک نماز ادا نہیں کی جب تک سورج غروب نہیں ہو گیا۔

اہلِ کوفہ کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے۔

جہاں تک ہمارے اصحاب کا تعلق ہے' تو وہ علی بن ابوطالب کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

شرح

نیند کے سبب نماز فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ

جب نیند یا بھول کے سبب نماز فوت ہو جائے تو وہ نماز کب پڑھی جائے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیند کے باعث نماز فوت ہو جانے کی صورت میں بیدار ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے گی خواہ اوقات مکروہہ میں سے بھی کوئی وقت ہو۔ وہ استدلال کرتے ہوئے "احادیث النهی عن الصلٰوة فی الاوقات المکروهة" کے عموم میں تخصیص کرتے ہیں کہ نیند سے بیدار ہونے پر فوراً نماز ادا کی جائے گی۔ علاوہ ازیں انہوں نے حدیث قتادہ سے بھی استدلال کیا ہے: "عن ابی قتادہ مرفوعاً فاذا نسی احکم صلٰوة اونام عنها فلیصلها اذا ذکرها." (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۶۳)

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیند سے بیدار ہو کر فوراً نماز ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کے فوت ہو جانے کے باعث اس کے وقت میں توسیع ہو گئی۔ آپ "احادیث النهی عن الصلٰوة فی الاوقات المکروهة" کو عموم پر رکھتے ہوئے حدیث باب کو خاص کر کے استدلال کرتے ہیں۔ قضاء نماز اوقات مکروہہ میں ادا نہیں کی جائے گی۔ آپ کے اس طرز استدلال کی تائید درج ذیل امور سے بھی ہوتی ہے:

۱- واقعہ لیلۃ التعریس میں موجود ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ وہاں سے کوچ کرنے کے بعد دوسرے مقام پر جا کر نماز ادا فرمائی۔

۲- "احادیث النھی عن الصلوٰۃ فی الاوقات المکروھۃ" مفہوم کے اعتبار سے درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور اوقات مکروہہ میں نماز قضاء، نماز ادا اور نوافل بلکہ سجدہ تلاوت بھی منع ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب "فلیصلھا اذا ذکرھا" کو عموم پر رکھتے ہوئے عمل نہیں کرتے بلکہ اس میں تخصیص پیدا کرتے ہوئے مؤخر کرنا بھی جائز مانتے ہیں۔ ان کے اس مؤقف سے بھی ہماری تائید ہوتی ہے۔

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل ثانی یعنی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں:

(۱) کلمہ "اذا" شرط کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ "متٰــــی" عمومی اوقات کے لیے آتا ہے تو اکثر روایات میں "اذا" مستعمل ہے۔ (۲) "فلیصلھا" سے مراد "صلوٰۃ صحیحہ" ہے جو اوقات مکروہہ میں ادا نہیں کی جاسکتی۔ (۳) ہماری دلیل محرم ہے اور تمہاری مبیح ہے، جب دونوں کا مقابلہ ہو جائے تو اصولی طور پر محرم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔ (۴) ہماری دلیل کو متواتر اور قولی کہا گیا ہے۔ (۵) اس روایت میں اوقات مکروہہ مستثنیٰ قرار پاتے ہیں۔

مسئلہ: جب کوئی شخص نماز کے لیے بیدار ہونے کا اہتمام کر کے سوئے اور اچانک وہ انتظام فیل ہونے کی وجہ سے نماز فوت ہو جائے تو بیدار ہونے پر اوقات مکروہہ کے علاوہ نماز ادا کرے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص نماز پڑھنا بھول گیا اور نماز کا وقت گزر گیا تو یاد آنے پر وہ نماز ادا کر لے تو گناہگار نہیں ہوگا کیونکہ اس کا پختہ ارادہ نماز کی ادائیگی کا تھا مگر اچانک بھول گیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ تَفُوتُهُ الصَّلَوَاتُ بِاَيَّتِهِنَّ يَبْدَاُ

باب 20: جس شخص کی کئی نمازیں رہ جائیں وہ کون سی نماز سے آغاز کرے

164 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ

متنِ حدیث: اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَّوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَآءَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ بِاِسْنَادِهٖ بَاْسٌ اِلَّا اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِىْ اخْتَارَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِى الْفَوَائِتِ اَنْ يُّقِيْمَ الرَّجُلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اِذَا قَضَاهَا وَاِنْ لَّمْ يُقِمْ اَجْزَاَهُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِىِّ

◆◆ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: مشرکین نے

164- اخرجه النسائى (297/1): كتاب المواقيت: باب كيف يقضى الفائت من الصلاة حديث (622) واخرجه احمد (35/1) (3555) (423/1) (4013)

غزوہ خندق کے دن نبی اکرم ﷺ کو چار نمازیں ادا نہیں کرنے دیں' یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی انہوں نے اذان دی پھر انہوں نے اقامت کہی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے اقامت کہی' تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے اقامت کہی' تو نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر انہوں نے اقامت کہی' تو نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے' تاہم ابوعبیدہ نے اس روایت کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی نہیں سنا ہے۔

فوت شدہ نمازوں کے بارے میں بعض اہلِ علم نے اسی بات کو اختیار کیا ہے: آدمی ہر نماز کے لیے اقامت کہے' جب وہ اس کی قضاء ادا کرنے لگے۔ اگر آدمی اقامت نہیں کہتا' تو یہ بھی جائز ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

165 سندِ حدیث: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنْ صَلَّيْتُهَا قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّاْنَا فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق کے دن کفارِ قریش کو برا کہنا شروع کیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں عصر کی نماز نہیں ادا کر سکا' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں بھی اسے ادا نہیں کر سکا۔ راوی کہتے ہیں: پھر ہم بطحان (نامی میدان) میں آئے' نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا ہم نے بھی وضو کیا' پھر نبی اکرم ﷺ نے سورج غروب ہو جانے کے بعد عصر کی نماز ادا کی' پھر اس کے بعد آپ نے مغرب کی نماز ادا کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

165- اخرجه البخاری (82/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: من صلى بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت' حديث (596)' (503/2): كتاب الخوف: باب: الصلاة عند مناهضة الحصون ولقاء العدو' حديث (945)' و مسلم (نووی) (139/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب الدليل لمن قال: الصلاة' حديث (631/209)' والنسائی (84/3): كتاب السهو: باب: اذا قيل للرجل هل صليت هل يقول لا' حديث (1366)

شرح

فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کی ترتیب میں مذاہب آئمہ

وقتی، فائتہ اور فوائت نمازوں کے درمیان ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترتیب واجب ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترتیب بین الصلوٰات مسنون ہے۔

احناف کے نزدیک تین اعذار کی بناء پر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے: (۱) نسیان: کوئی شخص بھول کر آئندہ نماز پڑھ لے اور پہلی نماز چھوڑ دی۔ (۲) کثرت فوائت: فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہو جائیں۔ (۳) ضیق وقت: وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر قضاء نماز پڑھے گا تو وقتی بھی فوت ہو جائے تو وقتی نماز پہلے پڑھے تو درست۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو اعذار کی بناء پر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے: (۱) نسیان، (۲) ضیق وقت۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اعذار جن کی وجہ سے ترتیب بین الصلوٰات ساقط ہو جاتی ہے، دو ہیں: (۱) کثرت فوائت، (۲) ضیق وقت:

غزوہ خندق کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بار نماز قضاء ہونے کے واقعہ سے آئمہ فقہ نے اپنے اپنے مؤقف پر استدلال کیا ہے۔ پہلی بار جنگ کی وجہ سے تین نمازیں قضاء ہوئیں: ظہر، عصر اور مغرب۔ رات کے وقت جنگ کا سلسلہ ختم ہونے پر پہلے یہ تینوں نمازیں الگ الگ اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھی گئیں پھر اذان و اقامت کے ساتھ نماز عشاء باجماعت پڑھی گئی۔ راوی نے مجازاً چار نمازوں کا ذکر کیا ہے۔ دوسری بار نماز عصر قضاء ہوئی تھی۔ پہلے نماز عصر باجماعت پڑھی گئی پھر نماز مغرب پڑھی گئی۔ یہ واقعات دو فعلی حدیث میں بیان ہوئے ہیں، اس لیے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ترتیب بین الصلوٰات کو مسنون ثابت کیا ہے۔ احناف مختلف قرائن کی بناء پر ترتیب کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قضاء نمازوں کے لیے نہیں ہے۔ البتہ اقامت کے ساتھ باجماعت ادا کی جا سکتی ہیں۔ وقتی نمازوں کی طرح فوائت نمازوں کے مابین بھی ترتیب واجب ہے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر نمازیں قضاء ہونے کے واقعات پیش آئے، تو ان کی وجوہات کیا تھیں؟ اس سوال کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں: (۱) دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے نسیان غالب ہو گیا تھا۔ (۲) اس وقت صلوٰۃ الخوف کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور سب کے اکٹھا پڑھنے میں دشمن کی طرف سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ (۳) خواہ جنگ سے فراغت غروب آفتاب سے تھوڑی دیر قبل ہو چکی تھی لیکن اس وقت کچھ مجاہدین کا وضو تھا اور بعض کا نہیں جو وضو کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر فوت ہو گئی۔ (۴) دشمن سے جنگ کا خاتمہ غروب آفتاب سے قبل ہو گیا تھا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کرتے رہے حتیٰ کہ نماز عصر ادا کرنے سے قبل آفتاب غروب ہو گیا۔

سوال: جامع ترمذی میں غزوہ خندق کے موقع پر چار نمازوں کے فوت ہونے کا ذکر ہے، صحیح بخاری میں صرف نماز عصر کا، مؤطا

امام مالک میں نماز عصر اور نماز مغرب کا، سنن نسائی میں تین نمازوں ظہر، عصر اور مغرب کا بیان ہے، تو اس طرح روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) قوت سند کی وجہ سے صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ (۲) غزوہ خندق کئی ایام تک جاری رہا تھا اس لیے حالات کی کشیدگی کی وجہ سے کسی روز ایک نماز، کسی دن دو نمازیں اور کسی دن تین نمازیں فوت ہوئیں جبکہ نماز عشاء محض تاخیر کے باعث قضاء نمازوں میں شمار کی گئی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى اَنَّهَا الْعَصْرُ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّهَا الظُّهْرُ

باب 21: نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے ایک قول کے مطابق اس سے مراد نماز ظہر ہے

166 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَاَبُو النَّضْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

167 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَآئِشَةَ وَحَفْصَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ فِيْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

آثارِ صحابہ: وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّعَآئِشَةُ صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الظُّهْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الصُّبْحِ

166- اخرجه مسلم (نووی) (138/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: الدليل لمن قال الصلاة الوسطى ' حديث (628/206) واخرجه احمد في "المسند" (3716) (392/1)

167- اخرجه احمد (22,13,12,8,7/5)

حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ قَالَ لِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيْثَ الْعَقِيْقَةِ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَاَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَدِيْنِیِّ عَنْ قُرَيْشِ بْنِ اَنَسٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِیٌّ وَّسَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيْحٌ وَّاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علی بن عبداللہ فرماتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ حدیث "صحیح" ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز وسطیٰ کے بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر اہلِ علم میں سے اکثر اسی بات کے قائل ہیں (نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: نماز وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز وسطیٰ سے مراد صبح کی نماز ہے۔

حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں: محمد بن سیرین نے مجھ سے کہا: تم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرو! انہوں نے عقیقہ سے متعلق حدیث کس سے سنی ہے؟ میں نے ان سے دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ حضرت سمرہ بن جندب کی زبانی سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ بتایا ہے: علی بن عبداللہ مدینی نے قریش بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علی بن عبداللہ مدینی فرماتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں' یہ روایت درست ہے' اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دلیل کے طور پر بھی پیش کیا ہے۔

شرح

نماز وسطیٰ کی تعیین میں مذاہب آئمہ

ارشاد خداوندی ہے: حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی "تم تمام نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص صلوٰۃ وسطیٰ کی۔" دریافت طلب یہ امر ہے کہ "صلوٰۃ وسطیٰ" سے مراد کون سی نماز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں' جس کی تفصیل

درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد ''نمازظہر'' ہے۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد ''نماز فجر'' ہے۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد ''نمازعصر'' ہے۔ دونوں کے مؤقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ''صلوٰۃ وسطیٰ'' کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد ''نمازعصر'' ہے۔

۲-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: **وفیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الوسطٰی العصر**۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد ''صلوٰۃ عصر'' ہے۔

۳-حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خادم حضرت یونس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے قرآن کریم کا نسخہ تیار کرنے کے لیے فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا: جب تم آیت ''**حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی**'' (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۴۴) پر پہنچو تو مجھے بتانا۔ حسب حکم جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ نے حکم دیا: یہاں یوں تحریر کرو: **وصلوٰۃ الوسطٰی العصر**۔ یعنی ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد ''صلوٰۃ العصر'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ

باب 22: عصر یا فجر کے بعد نماز ادا کرنا مکروہ ہے

168 سندِ حدیث: **حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ وَّهُوَ ابْنُ زَاذَانَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الْعَالِیَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَکَانَ مِنْ اَحَبِّهِمْ اِلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ**

168- اخرجه البخاری (69/2): کتاب مواقیت الصلاة: باب: الصلاة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس' حدیث (581)' واخرجه مسلم (نووی) (272/3): کتاب صلاة المسافرین و قصرها: باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها' حدیث (826/286) وابن ماجه (396/1) کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها : باب: النهی عن الصلاة بعد الفجر و بعد العصر' حدیث (1250)' وابو داؤد (408/1) کتاب الصلاة: باب: من رخص فیهما اذا کانت الشمس مرتفعة' حدیث (1276)' واخرجه النسائی (276/1) کتاب المواقیت: باب النهی عن الصلاة بعد الصبح' حدیث (562)' والدارمی (333/1) کتاب الصلاة: باب: ای ساعة یکره فیها الصلاة' وابن خزیمة (310/3) فی جماع ابواب ذکر الایام والدلیل علی ان النبی صلی الله علیه وسلم قدینهی عن الشیء حدیث (2146)' و (254/2): کتاب جماع ابواب الاوقات التی ینهی عن صلاة التطوع فیهن: باب النهی عن الصلاة بعد الصبح حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الشمس' حدیث (1271)' (1272)' واخرجه احمد (18/1)' (110)' (20/1) (130)' (39/1) (270)' (50/1) (355)' (51/1) (364)

الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدَبٍ وَّعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَمُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ وَالصُّنَابِحِیِّ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَآئِشَۃَ وَکَعْبِ بْنِ مُرَّۃَ وَاَبِیْ اُمَامَۃَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ وَیَعْلَی بْنِ اُمَیَّۃَ وَمُعَاوِیَۃَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَھُوَ قَوْلُ اَکْثَرِ الْفُقَھَاءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ اَنَّھُمْ کَرِھُوا الصَّلٰوۃَ بَعْدَ صَلَاۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلَاۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَاَمَّا الصَّلَوَاتُ الْفَوَائِتُ فَلَا بَاْسَ اَنْ تُقْضٰی بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ شُعْبَۃُ لَمْ یَسْمَعْ قَتَادَۃُ مِنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ اِلَّا ثَلَاثَۃَ اَشْیَاءَ

حدیثِ دیگر: حَدِیْثُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ

حدیثِ دیگر: وَحَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی

حدیثِ دیگر: وَحَدِیْثُ عَلِیٍّ الْقُضَاۃُ ثَلَاثَۃٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کی زبانی یہ بات سنی ہے جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اور وہ ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ، حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے فقہاء میں سے اکثر اسی بات کے قائل ہیں: ان حضرات کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز ادا کرنا مکروہ ہے تاہم جہاں تک قضاء نمازوں کا تعلق ہے تو عصر کے بعد یا صبح کی نماز کے بعد انہیں ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: شعبہ فرماتے ہیں: قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف تین روایات سنی ہیں ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث ''نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے''۔ ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث ''کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں ہے: وہ یہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں'' اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ''قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں''۔

شرح

نمازعصر اور نماز فجر کے بعد نفلی نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

اوقات مکروہہ کون کون سے اور ان میں کون سی نمازیں مکروہ ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اوقات مکروہہ پانچ ہیں: (۱) طلوع شمس سے لے کر ارتفاع شمس تک، یہ تقریباً بیس منٹ کا وقت ہے۔ (۲) عین نصف النہار کا وقت، اسے زوال کا وقت بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) اصفرار شمس سے لے کر غروب شمس تک، یہ بھی تقریباً بیس منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ ان اوقات ثلاثہ میں تمام فرائض و نوافل نمازیں مکروہ ہیں، البتہ اسی دن کی نماز عصر بلا کراہت پڑھی جا سکتی ہے۔ (۴) طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک۔ (۵) بعد از نماز عصر تا اصفرار شمس۔ ان دونوں اوقات میں فرائض (خواہ ادا ہوں یا قضاء) مکروہ نہیں ہیں لیکن نوافل مکروہ ہیں۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) نوافل ذوات الاسباب اور طواف کا دوگانہ حکم کراہت سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں یہ روایت ہے: **ان عمر طاف بعد صلٰوۃ الصبح فرکب حتی صلی الرکعتین لذی طوًی** (صحیح بخاری، مؤطا امام مالک اور شرح معانی الآثار، موارد الظمان ص۱۶۵) بیشک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کے بعد طواف کیا پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر مقام ''ذی طویٰ'' پر جا کر ''دوگانہ طواف'' ادا کیا۔ آپ نے یہ تاخیر کراہت سے اجتناب کرتے ہوئے کی تھی جبکہ طواف بیت اللہ کے نوافل کا محل تکمیل طواف ہے۔ یہی حکم ذوات الاسباب نوافل کا ہے۔ (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے: **اذا اردت الطواف بالبیت بعد صلٰوۃ الفجر او العصر فطف واخر الصلٰوۃ حتٰی تغیب الشمس اوحتی تطلع فصل لکل اسبوع رکعتین** (مصنف ابن ابی شیبہ) (ایک صحابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں مخاطب ہوئے) نماز فجر یا نماز عصر کے بعد جب تم طواف کا قصد کرو تو تم طواف بیت اللہ کر سکتے ہو اور نماز (نوافل طواف) کو غروب شمس یا طلوع شمس تک مؤخر کر دو۔ پس تم طواف کے ہر سات چکر مکمل کر کے نماز (نوافل) پڑھو۔ (۳) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: **اذا اقیمت الصلٰوۃ للصبح فطوفی علی بعیرک و الناس یصلون ففعلت ذلک ولم تصل حتٰی خرجت** (الصحیح للبخاری) جب فجر کی نماز کھڑی ہو جائے تو تم اپنی اونٹنی پر طواف کرو۔ لوگ نماز میں مصروف ہوں تو تم طواف میں مشغول رہو۔ میرے آنے تک تم نماز (نوافل طواف) نہ پڑھو۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نوافل کی دو اقسام ہیں: (۱) نوافل ذوات الاسباب: وہ یہ ہیں تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، نوافل طواف اور صلوٰۃ الکسوف۔ (۲) نوافل غیر ذوات الاسباب: یہ نوافل مذکورہ نوافل کے علاوہ ہیں۔ فرائض اور نوافل ذوات الاسباب کا ادا کرنا ہر وقت جائز ہے اور یہ کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **قال ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب** (الصحیح للمسلم) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین اوقات میں نماز ادا کرنے یا اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا: ''(۱) طلوع شمس کے وقت حتیٰ کہ وہ بلند ہو جائے۔ (۲) جب شمس سر پر آ جائے یہاں تک کہ وہ سر سے ہٹ جائے۔ (۳) شمس قریب الغروب ہو حتیٰ کہ وہ مکمل طور پر غروب ہو جائے۔'' فرائض کی طرح نوافل ذوات الاسباب کا بھی ان اوقات میں حق ہے لہٰذا یہ بھی ان اوقات میں مکروہ نہیں ہیں۔

۳-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اوقات مکروہہ چار ہیں: (۱) طلوع آفتاب سے ارتفاع آفتاب تک، (۲) اصفرار شمس سے لے کر غروب شمس تک، (۳) طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک، (۴) نماز عصر کے بعد سے لے کر غروب شمس تک۔ نصف النہار کا وقت ان کے نزدیک اوقات مکروہہ میں شامل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک فرائض ہر وقت بلا کراہت جائز ہیں۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں: **لایتحری احدکم فیصلی عند طلوع الشمس ولاعند غروبھا** (الصحیح للبخاری) تم میں سے کوئی شخص طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز ادا کرنے کے معاملہ میں سوچ و بچار سے کام نہ لے۔ (۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: **لاصلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس** (الصحیح للمسلم) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے حتیٰ کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ پہلی روایت میں دو اوقات اور دوسری روایت میں بھی دو اوقات کا ذکر ہے تو کل اوقات مکروہہ چار ہوئے۔

۴-حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ فرائض اور نوافل طواف کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہیں۔ البتہ باقی نوافل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اوقات میں مکروہ ہیں۔ آپ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **یا بنی عبد مناف لاتمنعوا احدًا طاف بھذا البیت وصلی ایۃ ساعۃ شاء من لیل اونھار** (العلامہ النیموی، آثار السنن ص ۱۹۱) اے اولاد عبد مناف! تم کسی کو بھی طواف بیت اللہ اور نماز ادا کرنے سے منع نہ کرو خواہ وہ رات یا دن کے کسی وقت میں بھی پڑھنا چاہے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ جب حدیث میں لفظ ''صلوٰۃ'' مطلق ہے تو آپ کا نوافل ذوات الاسباب کو قیاس کی بناء پر کراہت سے نکالنا درست نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی

دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث میں لفظ ''صلوٰۃ'' بلاقید ہے، جس میں فرائض ونوافل سب شامل ہیں، محض قیاس کی بناء پر فرائض کو مستثنیٰ قرار دینا درست نہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں متولیان کعبہ کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ زیارت بیت اللہ اور اس کے طواف کی غرض سے آنے والے لوگوں کو روکیں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ نماز کس وقت مکروہ نہیں ہے اور کس وقت مکروہ ہے؟ اس بارے میں یہ حدیث ساکت ہے جبکہ اس کے مقابل ہمارے دلائل ناطق ہیں۔

سوال: حدیث کے الفاظ ہیں: ''لاینبغی لاحد ان یقول انا خیرمن یونس بن متی'' پہلا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں حضرت یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ غیر نبی، نبی سے اپنے آپ کو افضل و بہتر قرار دے؟

جواب: ارشاد ربانی: ''وذاالنون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه'' اور ارشاد خداوندی: ''ولا تكن كصاحب الحوت'' پر غور کر کے کوئی شخص یہ گستاخی کر سکتا ہے، لہٰذا اس کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔

سوال: اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دے جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کرام سے افضل ہیں؟

جواب: (۱) ایسے طریقہ سے مجھے افضل نہ کہے کہ ان کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہو۔ (۲) ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ بہتر کہتے وقت ان کی شان کے خلاف الفاظ بھی استعمال نہ ہو جائیں۔ (۳) عجز وانکسار اور تواضع کے طور پر یوں فرمایا ہو۔ (۴) یہ اس وقت کی بات ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے افضل الانبیاء ہونے کا علم نہ دیا گیا ہو۔

169 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّمَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ لِاَنَّهُ اَتَاهُ مَالٌ فَشَغَلَهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ لَهُمَا وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُوْنَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: اَنَّهُ صَلّٰى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ وَهٰذَا خِلَافُ مَا رُوِىَ عَنْهُ

حدیثِ دیگر: اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَصَحُّ حَيْثُ قَالَ لَمْ يَعُدْ لَهُمَا وَقَدْ رُوِىَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَحْوُ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَدْ رُوِىَ عَنْ عَآئِشَةَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ رِوَايَاتٌ رُوِىَ عَنْهَا

حدیثِ دیگر: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَخَلَ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَرُوِىَ عَنْهَا عَنْ

اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

مذاہبِ فقہاء: وَالَّذِىْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اِلَّا مَا اسْتُثْنِىَ مِنْ ذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلٰوةِ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ بَعْدَ الطَّوَافِ

حدیثِ دیگر: فَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةٌ فِىْ ذٰلِكَ

وَقَدْ قَالَ بِهٖ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ اَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّبَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعات ادا کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے: آپ کی خدمت میں مال آ گیا تھا، جس کی وجہ سے آپ ظہر کے بعد والی دو رکعات ادا نہیں کر سکے تھے، وہ دونوں رکعات آپ نے عصر کے بعد ادا کیں، لیکن پھر آپ نے دوبارہ انہیں ادا نہیں کیا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

کئی حضرات نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے عصر کے [illegible]

اکثر اہلِ علم کا جس بات پر اتفاق ہے وہ یہ ہے: عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز ادا کرنا مکروہ ہے تاہم کچھ لوگوں نے اس میں استثنٰی کیا ہے اور وہ یہ کہ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے کے درمیان یا صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں طواف کے بعد والے دو نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں کیونکہ اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کی ایک جماعت نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کی ایک جماعت نے مکہ مکرمہ میں بھی ان اوقات میں نماز ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے یعنی عصر کے بعد اور فجر کے بعد۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور اہلِ کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنا منع ہے اور مکروہ بھی ہے لیکن اس حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نمازِ عصر کے بعد نوافل جائز قرار دیتے ہیں۔ آپ نے حدیث باب سے اپنے مؤقف پر استدلال کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر کے بعد ظہر کی چھوٹی ہوئی سنتیں ادا فرمائی تھیں۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نمازِ عصر کے بعد نوافل ممنوع ہیں۔ جمہور نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دو چیزوں سے منع کرتے تھے لیکن خود وہ کرتے تھے۔ وہ دو کام یہ ہیں: (۱) صوم وصال (۲) نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنا۔ (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص۱۸۲)

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ (۲) بیان جواز کے لیے آپ نے نوافل ادا کیے۔ (۳) یہ روایت فعلی ہے اور ہماری دلیل روایت قولی ہے۔ جب قولی اور فعلی روایات میں تعارض آ جائے تو قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

سوال: حضرت اُمّ سلمہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ عصر کے بعد نوافل ادا کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوام نہیں تھا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آپ کا نوافل کی ادائیگی پر دوام ثابت ہوتا ہے، یہ تو تعارض ہے؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نمازِ عصر نوافل ادا کرنے کا آغاز حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے

کیا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رہائش پذیر ہوئے تو اس پر مداومت اختیار فرمائی۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کی کیفیت بیان کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کی صورتحال بیان کر دی، لہٰذا تعارض نہ رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

باب 23: مغرب کی نماز سے پہلے (نفل) نماز ادا کرنا

170 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمُ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ

وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اِنْ صَلَّاهُمَا فَحَسَنٌ وَهٰذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ

◄► حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز (پڑھنے کی اجازت ہے) اس شخص کے لیے جو چاہے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مغفل کی حدیث "حسن صحیح" ہے۔

مغرب کی نماز سے پہلے نوافل ادا کرنے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک مغرب سے پہلے نوافل ادا نہیں کیے جا سکتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی ایک سے یہ روایت بھی

170- اخرجه البخاري (130/2): كتاب الاذان: باب: بين كل اذانين صلاة لمن شاء' حديث (627) واخرجه مسلم (الابي) (190/3): كتاب صلاة المسافرين' وقصرها باب: بين كل اذانين صلاة' حديث (838/304) واخرجه ابن ماجه (368/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الركعتين قبل المغرب' حديث (1162) والنسائي (28/2): كتاب الاذان: باب: الصلاة بين الاذان والاقامة' حديث (681) والدارمي (336/1): كتاب الصلاة: باب: الركعتين قبل المغرب' وابن خزيمة (266/2) في جماع ابواب الصلاة التي ينهى عن التطوع فيهن: باب: اباحة الصلاة عند غروب الشمس و قبل صلاة المغرب حديث (1287) واخرجه احمد (54/5, 55/5, 86/4)

منقول ہے: وہ مغرب سے پہلے یعنی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعات ادا کر لیتے تھے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ان دو رکعات کو ادا کر لے تو یہ بہتر ہے۔

شرح

نمازمغرب سے قبل نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

غروب شمس کے بعد اور نماز مغرب سے قبل نوافل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد اور نماز مغرب سے قبل نوافل نہیں ہیں۔ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نماز مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: **مارأیت احدًا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلیها** (سنن ابی داؤد) میں نے زمانہ رسالت میں کسی کو بھی یہ دو نوافل پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (۲) حضرت امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے نماز مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا: **ان النبی صلی الله علیه وسلم وابابکر وعمر لم یصلوها** (کتاب الآثار) بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ (۳) **ماصلی ابوبکر و عمر و عثمان الرکعتین قبل المغرب** (کنز العمال) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز مغرب سے قبل دو رکعت (نوافل) ادا نہیں کرتے تھے۔

۲-حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ نماز مغرب سے قبل نوافل جائز ہیں اور ان کی ادائیگی مستحب ہے۔

۳-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے، (۲) مستحب ہے۔آپ نے اپنے مؤقف پر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: "**بین کل اذانین صلٰوة لمن شاء**" ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے جو شخص چاہے۔علاوہ ازیں ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں: **عن النبی صلی الله علیه وسلم صلوا قبل صلٰوة المغرب** (الصحیح للبخاری) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مغرب کی نماز سے پہلے نماز ادا کرو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں استحباب نہیں ہے بلکہ بیان اباحت ہے۔ (۲) حدیث: "**بین کل اذانین صلٰوة**" سے نماز مغرب مستثنیٰ ہے۔ (۳) علامہ ابن شاہین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اثبات والی روایت کو "**ماخلا المغرب**" والی روایت سے منسوخ قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

باب 24: جوشخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے

171 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِىُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَّعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَّعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ اَصْحَابُنَا وَالشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُذْرِ مِثْلُ الرَّجُلِ الَّذِىْ يَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جوشخص سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالے تو اس نے صبح کی نماز کو پالیا اور جوشخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے عصر کی نماز کو پالیا۔

اس باب میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہمارے اصحاب، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: یہ معذور شخص کے لیے حکم ہے' جیسے کوئی شخص نماز کے وقت سویا رہ جاتا ہے یا اسے بھول جاتا ہے' تو جب وہ بیدار ہوتا ہے' جب اسے یاد آتا ہے' اور اس وقت سورج طلوع ہونے والا ہو یا غروب ہونے والا ہو' تو وہ (اس نماز کو ادا کر سکتا ہے)

171- اخرجه مالك فيالموطا (6/1): كتاب وقوت الصلاة: باب: وقوت الصلاة' حديث (5)' واخرجه البخاري (67/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: من ادرك من الفجر ركعة' حديث (579)' ومسلم (نووي)(113/3): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: من ادرك ركعة من الصلاة' حديث (163 /608)' والنسائي (229/1): كتاب الصلاة: باب : وقت الصلاة في العذر والضرورة' حديث (699)' والدارمي (277/1, 278): كتاب الصلاة: باب: من ادرك ركعة من صلاة فقد ادرك واخرجه بن خزيمة (93/2) في جماع ابواب الفريضة عند العلة تحدث: باب ذكر البيان ضد قول من زعم ان المدرك ركعة من صلاة الصبح حديث (985)' واخرجه احمد (462/2)

شرح

مفہوم حدیث کے تعین میں مذاہب آئمہ

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب کے ظاہری معانی و مفاہیم مراد ہیں کہ جو شخص نماز عصر کی ایک رکعت پڑھتا ہے پھر سورج غروب ہو جائے اور وہ باقی نماز بعد میں پڑھ لے تو جائز ہے اور اسی طرح نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی پھر شمس طلوع ہو گیا اور باقی نماز بعد میں پڑھی تو درست ہے۔ اس مسئلہ میں نماز فجر اور نماز عصر دونوں کا حکم یکساں ہے۔ جمہور نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز عصر میں کسی شخص نے ایک رکعت پڑھی تو شمس غروب ہو گیا اور باقی نماز بعد میں ادا کی تو اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ البتہ نماز فجر کا معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی ایک رکعت پڑھنے پر شمس طلوع ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ آپ اپنے مؤقف پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد دونوں اوقات مکروہ ہیں جبکہ دونوں کی کراہت میں نمایاں فرق ہے۔ نماز فجر کے بعد کی کراہت کامل ہے اس لیے کہ اس کے بعد نماز کا وقت نہیں ہے۔ نماز عصر کے بعد کی کراہت ناقص ہے کیونکہ اس کے بعد نماز کا وقت موجود ہے۔ کراہت کامل اس بات کی مقتضی ہے کہ اگر کچھ نماز طلوع آفتاب کے بھی ادا کی جائے تو وہ درست نہ ہو۔ کراہت ناقص کا تقاضا ہے کہ نماز کا کچھ حصہ غروب آفتاب سے پہلے پڑھا جائے درست ہو جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث باب کا جو مفہوم آپ لوگوں نے سمجھا ہے یہ درست نہیں ہے۔ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ جب کافر مسلمان ہو جائے، نابالغ بالغ ہو جائے، حائضہ عورت پاک ہو جائے اور نفاس والی خاتون طہارت حاصل کر لے جبکہ ایک رکعت نماز ادا کرنے کا وقت باقی ہو تو ان لوگوں پر اس وقت کی نماز قضاء کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا اس مفہوم کے اعتبار سے حدیث باب جمہور کے مؤقف کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی۔

سوال: حدیث باب میں نماز عصر اور نماز فجر کا بطور مثال انتخاب کیوں کیا گیا ہے جبکہ یہ حکم سب نمازوں کے مابین یکساں ہے؟

جواب: بلاشبہ یہ حکم تمام نمازوں کے مابین یکساں ہے لیکن ان دونوں نمازوں کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ ان دونوں کے اختتامی اوقات کی حدود زیادہ نمایاں ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ

باب 25: حضر کے عالم میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

172 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ قَالَ فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا اَرَادَ بِذٰلِكَ قَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا يُحْرِجَ اُمَّتَهٗ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِیُّ وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ هٰذَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی ہے اور مغرب اور عشاء کی نماز مدینہ منورہ میں ایک ساتھ ادا کی ہے کسی خوف یا بارش کے بغیر۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کا مقصد یہ تھا: آپ اپنی امت کو حرج میں مبتلا نہ کریں۔

اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے اسے جابر بن زید، سعید بن جبیر اور عبداللہ بن شقیق عقیلی نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کے علاوہ دیگر روایات بھی منقول ہیں۔

173 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰى بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْكَبَائِرِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَنَشٌ هٰذَا هُوَ اَبُوْ عَلِیٍّ الرَّحَبِیُّ وَهُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَّهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ اِلَّا فِى السَّفَرِ اَوْ بِعَرَفَةَ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ فِى الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ

172– اخرجه مالك (144/1): كتاب قصر الصلاة فى السفر: باب: الجمع بين الصلاتين فى الحضر والسفر' حديث (4)' واخرجه مسلم (ابى): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب الجمع بين الصلاتين فى الحضر' حديث (705/49)' واخرجه ابو داؤد (387/1): كتاب الصلاة: باب: الجمع بين الصلاتين' حديث (1210)' والنسائى (290/1): كتاب المواقيت: باب الجمع بين الصلاتين فى الحضر حديث(602, 601)' والحميدى (223/1) فى احاديث عبدالله بن عباس' حديث (471)' وابن خزيمة (85/2) فى جماع الابواب فى الفريضة فى السفر: باب الرخصة فى الجمع بين الصلاتين فى الحضر فى المطر' حديث (972, 971)' واخرجه احمد (283/1) (2557)' (349/1) (3265)

173–تفرد به الترمذى' واخرجه الحاكم فى المستدرك (275/1)' والبيهقى فى السنن الكبرى (169/3)

بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِى الْمَطَرِ

وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِيُّ لِلْمَرِيْضِ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرے گا تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کے آخری حنش' ابوعلی رجبی بن قیس ہیں۔ یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' یعنی صرف سفر کے عالم میں یا عرفہ میں دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا جا سکتا ہے۔

تابعین میں سے بعض اہلِ علم نے بیمار شخص کو دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کی رخصت دی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: بارش کے موسم میں بھی دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیمار شخص دو نمازیں ایک ساتھ ادا نہیں کر سکتا۔

شرح

جمع صلوٰتین کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ کے نزدیک اتفاق ہے کہ کسی عذر کے بغیر جمع صلوٰتین جائز نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک کسی عذر کی بناء پر جمع صلوٰتین جائز ہے۔ پھر عذر کی تفصیل میں آئمہ ثلاثہ کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عذر دو ہیں: (۱) مطر، (۲) سفر۔ پھر حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پورے سفر کی حالت کو عذر قرار دیتے ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمع بین صلوٰتین کا عذر حالت سیر میں ہوگا، اگر اس نے کہیں اقامت اختیار کر لی خواہ ایک دن کی تو اس کے لیے یہ عذر باقی نہیں رہے گا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعذار تین ہیں: (۱) مطر (۲) سفر (۳) مرض۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک جمع تقدیم جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔ جمع تقدیم کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پہلی نماز کے اختتام سے قبل جمع کی نیت کر لی جائے کیونکہ اس کے بغیر جمع صلوٰتین درست نہیں ہوگی۔ جمع تاخیر کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ پہلی نماز مکمل ہونے سے قبل جمع کی نیت کر لی جائے۔ آئمہ ثلاثہ نے حدیث باب سے جمع بین صلوٰتین کے لیے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ جمع بین صلوٰتین حقیقی تو صرف میدان عرفات اور مزدلفہ میں جائز ہے لیکن اس کے علاوہ ہرگز جائز نہیں ہے اور اس سلسلے میں اعذار کی بھی کوئی حقیقت و اہمیت نہیں ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء: ۱۰۳) بیشک نماز اپنے اپنے وقت میں

فرض کی گئی ہے۔

۲-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظة بان یؤخر صلٰوۃ الی وقت اخرٰی** (شرح معانی الآثار، باب الجمع بین الصلوٰتین) ''سونے میں تفریط (نقص) نہیں ہے، بیشک تفریط تو بیداری میں ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دیا جائے۔''

۳-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: **قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجله السیر فی السفر یؤخر صلٰوۃ المغرب حتٰی یجمع بینها و بین العشاء** (الصحیح للبخاری، جلداوّل ص۱۴۹) میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے سفر کا جلدی آغاز کرنا ہوتا تو آپ نماز مغرب کو مؤخر کر دیتے تا کہ آپ نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کر لیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت سے مراد جمع بین صلوٰتین حقیقی نہیں بلکہ صوری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے۔ اس طرح یہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہی پڑھی گئیں۔ لہٰذا اس کے جواز میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جمع بین صلوٰتین صوری مراد لینے سے تمام آیات و احادیث میں تطابق و موافقت کی صورت بھی پیدا ہو جائے گی۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

حدیث باب کی دوسری حدیث سے بھی ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ بلاعذر شرعی جمع بین صلوٰتین، گناہ کبیرہ ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے مطابق مطر، سفر اور مرض ہرگز ایسے اعذار نہیں ہیں جن کی وجہ سے نماز ترک کر دی جائے یا دوسرے وقت میں ادا کی جائے۔ یاد رہے میدانِ عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ جمع بین صلوٰتین حقیقی، نماز ترک کرنے کے مترادف ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْاَذَان

اذان سے متعلق ابواب

اذان کا بیان

اذان کا مفہوم، تاریخ، الفاظ، فوائد، مواقع اور جامعیت

لفظ''اذان'' کا لغوی معنیٰ''اعلام''یعنی خبر دینا یا اطلاع دینا ہے۔اس کا شرعی اور اصطلاحی معنی ہے: مخصوص الفاظ کے ساتھ مخصوص اوقات میں مخصوص اعلان کرنا۔اس اعلان کا مقصد لوگوں کو نماز ادا کرنے کی دعوت دینا اور ان کے ذہنوں کو مسجد کی طرف مبذول کرنا ہوتا ہے۔

اذان کا آغاز تحویل قبلہ کے بعد ۲ھ میں ہوا۔اس سے قبل مسلمان اوقات مقررہ پر مسجد میں ازخود جمع ہو کر باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی دعوت کے لیے طریقہ کار تجویز کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا تو مختلف آراء سامنے آئیں۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی مقرر کرنے کا مشورہ دیا کہ وہ لوگوں کو''الصلوٰۃ جامعۃ'' کے الفاظ سے دعوت نماز دے۔اس کے چند ایام بعد حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ فرشتوں نے انہیں کلمات اذان سکھائے۔صبح کے وقت وہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے خواب کے بارے میں عرض کیا اور الفاظ اذان بھی سنا دیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تصدیق فرمائی اور لیلۃ المعراج میں فرشتوں کی اذان کے الفاظ بھی یہی تھے جو آپ کو یاد آ گئے۔حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اس لیے انہیں حکم دیا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کے الفاظ کے ساتھ لوگوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی دعوت دیں۔جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی فوراً بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے اور عرض گزار ہوئے کہ انہیں بھی خواب میں اذان کے یہ الفاظ سکھائے گئے ہیں۔اس طرح تقریباً بیس صحابہ کرام کو خواب میں اذان سکھائی گئی تھی۔الغرض اذان کا آغاز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک خوابوں سے ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی تصدیق و تائید کرتے ہوئے فرمایا:''ان هذه الرؤيا حق'' یہ خواب حق ہے۔علاوہ ازیں وحی الٰہی سے بھی تائید ہوگئی:''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' (اے لوگو ایمان والو! جب جمعۃ المبارک کے دن نماز کے لیے اذان کہی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تیزی سے آؤ)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو اذان کے الفاظ سکھائے گئے تھے، وہ یہ ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اذان کے فوائد کثیر ہیں جن میں سے چند ایک یہاں پیش کیے جاتے ہیں: (۱) نماز باجماعت کی سعادت آسانی سے حاصل ہوجاتی ہے۔ (۲) نماز کے وقت کا علم ہوجاتا ہے۔ (۳) شعار اسلام اور عظمت اسلام کا اظہار ہوتا ہے۔ (۴) غیر مسلموں تک تبلیغ اسلام اور اعلاء کلمۃ الحق پہنچ جاتا ہے۔ (۵) تاحد آواز اذان شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ (۶) اذان، موذن کے بلندی درجات کا باعث بنتی ہے۔ (۷) اس کا جواب دینے سے سامعین کے اعمال خیر اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

اذان پڑھنے کے مواقع یہ ہیں: (۱) نماز پنجگانہ کے لیے۔ (۲) نماز جمعہ کے لیے۔ (۳) بچے کی پیدائش پر اس کے کان میں اذان۔ نمازوں کے لیے اذان کہنا واجب ہے جبکہ بچے کے کان میں اذان کہنا مسنون ہے۔ علاوہ ازیں دشمن سے جنگ کے وقت، کسی مرض کے پھیلنے پر اور اسلامی معاشرے میں کوئی بھی پریشانی لاحق ہونے پر۔

اذان کے معانی و مفاہیم پر غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اس میں بڑی جامعیت ہے۔ مؤذن سب سے قبل اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتا ہے، پھر توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دیتا ہے، لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا ہے، نماز کو دارین کی کامیابی کا زینہ قرار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی ہونے کے اعلان پر اپنا مضمون ختم کرتا ہے۔ اذان کے الفاظ اس قدر موثر اور انقلاب آفرین ہیں کہ مسلم تو مسلم رہا غیر مسلم بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَدْءِ الْاَذَانِ

باب 1: اذان کا آغاز

174 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا اَصْبَحْنَا اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ لَرُؤْيَا حَقٍّ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى وَاَمَدُّ صَوْتًا مِّنْكَ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيْلَ لَكَ وَلْيُنَادِ بِذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِدَآءَ بِلَالٍ بِالصَّلٰوةِ خَرَجَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَجُرُّ اِزَارَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فَذٰلِكَ اَثْبَتُ

174- اخرجه البخاری فی خلق افعال العباد (24) واخرجه ابو داؤد (1/189, 190): کتاب الصلاة: باب: کیف الاذان حدیث (499) وابن ماجه (1/232): کتاب الاذان والسنة فیها: باب: بدء الاذان حدیث (706) والدارمی (1/268, 269): کتاب الصلاة: باب: فی بدء الاذان واخرجه ابن خزیمة (1/189): کتاب جماع ابواب الاذان والاقامة باب ذکر الدلیل علی ان من کان ارفع صوتا واجهر کان احق بالاذان حدیث (363) واخرجه احمد (4/43).

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ اَتَمَّ مِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَاَطْوَلَ وَذَکَرَ فِیْہِ قِصَّۃَ الْاَذَانِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَۃِ مَرَّۃً مَرَّۃً

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ ھُوَ ابْنُ عَبْدِ رَبِّہٖ وَیُقَالُ ابْنُ عَبْدِ رَبٍّ وَّلَا نَعْرِفُ لَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا یَصِحُّ اِلَّا ھٰذَا الْحَدِیْثُ الْوَاحِدَ فِی الْاَذَانِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِیُّ لَہٗ اَحَادِیْثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ

◆◆ محمد بن عبداللہ بن زید اپنے والد (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب صبح ہوئی تو ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے آپ کو خواب سنایا آپ نے فرمایا: یہ سچا خواب ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ دور تک جاتی ہے' تو جو الفاظ تمہیں کہے گئے ہیں وہ اسے سکھاؤ اور وہ اس کے مطابق اذان دے۔ راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نکلے وہ اپنی چادر کھینچے ہوئے اور بولے: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں نے بھی وہی خواب دیکھا ہے' جو اس نے بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اب معاملہ زیادہ پختہ ہو گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے زیادہ مکمل طور پر نقل کیا ہے۔ اس واقعے میں انہوں نے اذان کے کلمات کو دو، دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات کو ایک، ایک مرتبہ کہنے کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

یہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں اور ایک قول کے مطابق یہ ابن عبدرب ہیں۔

ہمیں ان کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول کسی مستند روایت کا علم نہیں ہے' صرف یہی ایک روایت ہے' جو اذان کے بارے میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی نے کئی احادیث نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کی ہیں' یہ عباد بن تمیم کے چچا ہیں۔

175 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِی النَّضْرِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

175- اخرجه البخاری (93/2): کتاب الاذان: باب: بدء الاذان' حدیث (604) واخرجه مسلم (233, 232,3) "ابی": کتاب الصلاۃ: باب: بدء الاذان' والنسائی (2/2): کتاب الاذان: باب بدء الاذان' حدیث (626) وابن خزیمۃ (188/1): جماع الاذان والاقامۃ: باب فی بدء الاذان والاقامۃ' حدیث (361) واحمد (148/2)' (6357)

متن حدیث: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمِ اتَّخِذُوا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمِ اتَّخِذُوا قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں جب مسلمان آئے' تو جب بھی نماز کا وقت ہوتا تھا' اکٹھے ہو جایا کرتے تھے' لیکن کوئی بھی اس کے لیے بلاتا نہیں تھا ایک دن لوگ اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے ان میں سے کچھ نے کہا تم لوگ باجا لے لو' جیسے عیسائیوں کا باجا ہوتا ہے' کچھ نے کہا' تم قرن لے لو' جیسے یہودیوں کا قرن ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم کسی شخص کو یہ کیوں نہیں کہتے؟ وہ نماز کے لیے اعلان کر دیا کرے' راوی بیان کرتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! تم اٹھو اور نماز کے لیے اعلان کرو (یعنی اذان دو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت ''غریب'' ہے۔

شرح

اذان کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل

زیر بحث احادیث کے حوالے سے ''ترجمۃ الباب'' کے تحت جامعیت سے چند اہم امور بیان کر دیے گئے ہیں جن کے اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ تاہم اذان کے حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ مؤذن پاک وصاف اور باوضو ہونا چاہیے، وقت کی قلت کے باعث بے وضو اذان کہنے میں بھی مضائقہ نہیں۔

☆ مؤذن عاقل وبالغ اور باشعور ہونا چاہیے۔ نابالغ لیکن باشعور لڑکا بھی اذان کہہ سکتا ہے۔

☆ اوقات نماز میں اذان دی جاسکتی ہے۔ وقت سے قبل نماز درست نہیں ہے بلکہ وقت ہونے پر اس کا اعادہ ضروری ہے۔

☆ جن نمازوں کا تاخیر سے ادا کرنا مسنون ومستحب ہے ان میں اذان بھی مؤخر کرنا مسنون ہے۔ جن نمازوں کو جلدی پڑھنا مسنون ہے، ان میں اذان بھی جلدی پڑھنا مسنون ہے۔

☆ بغیر اذان کے باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

☆ قضاء نمازیں اگر باجماعت ادا کرنی ہوں تو ان کے لیے اذان نہیں ہے۔ البتہ اقامت پڑھی جائے گی۔

☆ گھر میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے الگ سے اذان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ محلّہ کی مسجد کی اذان ہی کافی ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت جلد اوّل از صفحہ ۴۶۴ تا ۴۷۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّرْجِيْعِ فِي الْاَذَانِ

باب 2: اذان میں ترجیع

176 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ وَجَدِّيْ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْعَدَهُ وَاَلْقَى عَلَيْهِ الْاَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مِثْلَ اَذَانِنَا قَالَ بِشْرٌ فَقُلْتُ لَهُ اَعِدْ عَلَيَّ فَوَصَفَ الْاَذَانَ بِالتَّرْجِيْعِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ فِي الْاَذَانِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّعَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بٹھایا اور انہیں ایک، ایک حرف کر کے اذان کا طریقہ سکھایا۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح ہماری اذان ہوتی ہے۔

بشر نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ مجھے دوبارہ یہ بتایئے تو انہوں نے ترجیع کے ساتھ اذان دے کر دکھائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اذان کے بارے میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "صحیح" ہے۔ یہ ان سے کئی حوالوں سے منقول ہے۔

مکہ مکرمہ میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

177 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْاَحْوَلِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً

176- اخرجه ابو داؤد (190/1): كتاب الصلاة: باب: كيف الاذان حديث (500, 501, 504) واخرجه النسائي (7/2): كتاب الاذان: باب: الاذان في السفر حديث (633) واخرجه ابن خزيمة (200/1, 201, 202): كتاب الاذان والاقامة باب التثويب في اذان الصبح حديث (385) واخرجه احمد (308/3, 408)

177- اخرجه مسلم (ابی) (237/2): كتاب الصلاة: باب: صفة الاذان حديث (379/6) البخاري في خلق افعال العباد (25) واخرجه ابو داؤد كتاب الصلاة (191/1, 192): باب كيف الاذان حديث (502, 503, 505) والنسائي (4/2, 5, 6): كتاب الاذان: باب: كم الاذان من كلمة كيف الاذان حديث (630, 631) وابن ماجه (234/1, 235): كتاب الاذان والسنة فيها: باب الترجيع في الاذان حديث (708, 709) والدارمي (271/1) كتاب الصلاة: باب: الترجيع في الاذان وابن خزيمة (195/1, 196): كتاب جماع الابواب في الاذان والاقامة باب: الترجيع في الاذان حديث (377, 378, 379) واحمد (408, 409/3)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَحْذُورَةَ اسْمُهٗ سَمُرَةُ بْنُ مِعْیَرٍ وَّقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰی هٰذَا فِی الْاَذَانِ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ مَحْذُورَةَ اَنَّهٗ کَانَ یُفْرِدُ الْاِقَامَةَ

◄► حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس کلمات سکھائے تھے اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ان کا نام سمرہ بن مغیرہ معیر ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: یہ حکم اذان میں ہے۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ایک روایت کے مطابق انہوں نے اقامت میں افراد کیا تھا (یعنی کلمات کو ایک ایک مرتبہ ادا کیا تھا)

شرح

تعداد کلمات اذان میں مذاہب آئمہ

کلمات اذان کی تعداد کتنی ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد پندرہ (15) ہے۔ان کے نزدیک اذان میں تربیع بلاترجیع اولیٰ صورت ہے۔لفظ ''تربیع'' کا مطلب ہے: ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ'' کے الفاظ چار مرتبہ پڑھے جائیں۔ ''ترجیع'' سے مراد ہے شہادتین کو پہلے دو مرتبہ آہستہ پڑھا جائے اور بعد میں دوبارا انہیں بلند آواز سے پڑھا جائے۔ہمارا موقف ہے کہ یہ طریقہ مسنون نہیں ہے بلکہ شہادتین صرف دو دو مرتبہ پڑھی جائیں گی۔اس سلسلے میں دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: انما کان الاذان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم مرتین مرتین (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۷۶) ''بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان دو دو مرتبہ تھی۔'' (۲) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قال الملک فی المنام تقول: اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (سنن ابی داؤد)

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد انیس (19) ہے۔ان کا موقف ہے کہ اذان میں ترجیع مع التربیع ہے۔انہوں نے اس موقف پر حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

۳-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلمات اذان کی تعداد سترہ (17) ہے۔کیونکہ ان کے نزدیک اذان میں ترجیع بلاتربیع سنت ہے۔انہوں نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان رسول الله صلی الله

علیہ وسلم علمہ الاذان یقول:- اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ۔اس روایت کے آغاز میں: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" دوبار ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی کیونکہ یہ کلمات کہلاتے وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دوران سفر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی تو بچوں نے ان کی نقل اتارنی شروع کر دی تھی۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ خوش آواز اور خوش الحان تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شفقت و پیار کرتے ہوئے اذان پڑھنے کی ترغیب دی اور قبول اسلام کی دعا فرمائی۔ وہ کلمات اذان بلند آواز سے پڑھتے رہے مگر جب شہادتین پر پہنچے تو اپنی آواز پست کر دی کیونکہ شہادتین ان کے عقیدہ کے خلاف تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست شفقت فرماتے ہوئے اور نقدی سے نوازتے ہوئے اسلام قبول کرنے کی پھر ترغیب دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر انہوں نے حسب سابق شہادتین کے الفاظ بھی بلند آواز سے پڑھے۔ وہ اپنی دلی خواہش کے مطابق مکہ مکرمہ کے مؤذن بھی تعینات ہوئے تو وہاں اذان مع ترجیع پڑھتے رہے۔ ان کے برعکس حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر کے مؤذن تھے، ان کی اذان میں ترجیع ہرگز نہیں تھی۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب وہی ہے جو ابھی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیا گیا ہے۔

کلمات اذان کے اعراب کا مسئلہ: کلمات اذان کے آخر میں وقف حکائی ہے جو زمانہ رسالت سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ لہٰذا ان پر اعراب نحوی جاری کرنا درست نہیں ہے۔ جب ملا کر: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کو دو مرتبہ پڑھا جائے تو اس کی تین صورتیں بنتی ہیں: (۱) پہلے "اکبر" کی راء پر اصل کا اعتبار کرتے ہوئے ضمہ پڑھا جائے۔ (۲) کلمات "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کو انقطاع کے ساتھ پڑھا جائے تو پہلے "اکبر" کی راء کو ساکن اور لفظ "اللّٰہ" کے ہمزہ کو مفتوح پڑھا جائے۔ (۳) لفظ "اکبر" کی راء کو مفتوح پڑھا جائے۔ اسے مفتوح پڑھنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) قاعدہ نحوی کا تقاضا تو یہ تھا: "الساکن اذا حرك حرك بالکسر" (ساکن کو صرف کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے) لیکن لفظ "اللّٰہ" کی تفخیم کا اعتبار کرتے ہوئے اس نحوی قاعدہ کو نظر انداز کر کے ہوئے اخف الحرکات فتح دے دیا۔ اس لیے کہ اگر فتح نہ دیں گے تو کسرہ کی صورت میں لفظ "اللّٰہ" سے تفخیم کی صفت ختم ہو جائے گی۔ (۲) لفظ "اللّٰہ" کے ہمزہ کی حرکت نقل کر کے "اکبر" کی راء کو دے دی۔ کلمات اذان واقامت کے آخر میں سکون کی دلیل جامع ترمذی میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے: "الاذان جزم"

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِفْرَادِ الْاِقَامَةِ

باب 3: اقامت میں افراد

178 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متن حدیث: اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوتِرَ الْاِقَامَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا: وہ اذان میں کلمات کو جفت تعداد میں اور اقامت میں طاق تعداد میں ادا کریں۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى

باب 4: اقامت کے کلمات دو، دو ہوں گے

179 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ اَذَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفْعًا شَفْعًا فِي الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ رَاَى الْاَذَانَ فِي الْمَنَامِ

178– اخرجه البخاري (98/2): كتاب الاذان: باب الاذان مثنى مثنى حديث (605, 606, 607) واخرجه مسلم (ابى) (237, 236, 235): كتاب الصلاة: باب: الامر بشفع الاذان وايتار الاقامة حديث (378/2, 378/3, 378/5) وابو داؤد (196, 195/1): كتاب الصلاة: باب في الاقامة حديث (508, 509) واخرجه ابن ماجه (241/1): كتاب الاذان والسنة فيها باب: افراد الاقامة حديث (729, 730) والدارمي (270/1, 271): كتاب الصلاة: باب: الاذان مثنى مثنى والاقامة مرة وابن خزيمة (194, 190/1, 191, 192): كتاب جماع ابواب الاذان والاقامة: باب: تثنية الاذان وافراد الاقامة باب: ذكر الدليل على ان الامر بلال ان يشفع الاذان ويوتر الاقامة وباب تثنية قد قامت الصلاة في الاقامة حديث (366, 367, 368, 369, 375, 376) واخرجه احمد (103/3, 189)

179– رواه ابن خزيمة (197/1) في جماع ابواب الاذان والاقامة: باب: الترجيع مع تثنية الاقامة حديث (380)

وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَیْدٍ رَاَی الْاَذَانَ فِی الْمَنَامِ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی لَمْ یَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْاَذَانُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَةُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی كَانَ قَاضِیَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْهِ شَیْئًا اِلَّا اَنَّهٗ یَرْوِیْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِیْهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان جفت تعداد میں ہوتی تھی۔ اذان میں بھی اور اقامت میں بھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو وکیع نے اعمش کے حوالے سے' عمرو بن مرہ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان کا طریقہ خواب میں دیکھا تھا۔

شعبہ' عمرو بن مرہ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان (کا طریقہ) دیکھا تھا۔

یہ روایت ابن ابی لیلیٰ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے اس روایت کو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: اذان کے کلمات دو، دو ہوں گے اور اقامت کے کلمات بھی دو، دو ہوں گے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ' یہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ ہیں یہ کوفہ کے قاضی تھے انہوں نے اپنے والد سے کوئی روایت نہیں سنی ہے' البتہ یہ ایک اور صاحب کے حوالے سے احادیث نقل کرتے ہیں۔

شرح

تعداد کلمات اقامت میں مذاہب آئمہ

تعداد کلمات اذان کی طرح تعداد کلمات اقامت میں بھی آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کلمات اقامت سترہ (17) ہیں۔ پندرہ کلمات اذان والے اور دو دفعہ یہ الفاظ ہیں: "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے: (۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: كان اذان رسول الله صلى الله عليه وسلم شفعاً شفعاً فى الاذان والاقامة (جامع ترمذی' رقم الحدیث ۱۷۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان و اقامت شفعہ شفعہ (دو، دو بار) تھیں۔ (۲) حضرت

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمه الاذن تسع عشرة كلمة والاقامة سبع عشرة كلمة (سنن ابی داود) ''بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔''

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کلمات اقامت گیارہ (11) ہیں۔ آغاز میں ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' دوبار، شہادتین ایک ایک بار، ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ'' ایک بار، ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' ایک بار، ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' کو ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بعد ایک بار پڑھا جائے گا، ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' دوبار اور کلمات ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ایک بار۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: امر بلال ان يشفع الاذان ويوتر الاقامة (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۷۸) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دوبار اور اقامت ایک بار پڑھیں۔

۳-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعداد کلمات اقامت دس ہیں۔ ان کے نزدیک ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' ایک بار ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں ''ایتار'' کا حکم بیان جواز کے لیے ہے اور جواز ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ہم بھی جائز سمجھتے ہیں۔ (۲) لفظ ''ایتار'' کلمات اقامت کو یکبارگی (ایک سانس میں) کہنے سے کنایہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمات اذان الگ پڑھے جائیں جبکہ کلمات اقامت ایک سانس میں دو دو کر کے پڑھے جائیں۔ اس لیے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے قائل ہیں کہ آغاز میں کلمات ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' دوبار پڑھے جائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّرَسُّلِ فِي الْاَذَانِ

باب 5: اذان میں ترسل

180 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ هُوَ صَاحِبُ السِّقَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِيْ اَذَانِكَ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمُنْعِمِ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ وَهُوَ اِسْنَادٌ مَّجْهُوْلٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الْمُنْعِمِ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ

180- اخرجه عبد بن حميد ص 310 حديث (1008)

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! جب تم اذان دو تو اپنی اذان میں ترسل کرو اور جب تم اقامت کہو تو تیزی سے پڑھو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنی مقدار رکھو' جتنی دیر میں کوئی کھانے والا' کھا کر فارغ ہو جائے اور پینے والا پی کر فارغ ہو جائے اور جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے گیا ہو' (تو وہ اس سے فارغ ہو جائے) اور تم لوگ (با جماعت نماز ادا کرنے کے لیے) اس وقت تک کھڑے نہ ہو' جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف اسی ایک حوالے سے جانتے ہیں جو عبدالمنعم سے منقول ہے' اور اس کی سند مجہول ہے۔ عبدالمنعم بصرہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ ہیں۔

شرح

اذان واقامت کے حوالے سے چند اہم مسائل

(۱) اذان واقامت کی رفتار: قواعد تجوید کے مطابق قرأت کے تین درجات ہو سکتے ہیں: (۱) ترتیل: خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ اسے ترسل بھی کہا جاتا ہے۔ (۲) حدر: تیز رفتاری سے پڑھنا۔ (۳) تدویر: میانہ رویٔ سے پڑھنا جو ترتیل اور حدر کی درمیانی حالت ہے۔ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ اذان میں ترتیل افضل ہے اور اقامت میں حدر افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان کا مقصد دور سے لوگوں کو نماز کی دعوت دینا ہے جبکہ اقامت کا مقصد مسجد میں موجود لوگوں کو صفوں میں آنے کی دعوت دینا ہے۔

(۲) معتصر کا مفہوم: معتصِر کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) لفظ معتصر لفظ "عصر" بنا ہو۔ بمعنی پناہ میں آنا، پناہ حاصل کرنا۔ جس طرح دشمن کے ضرر سے بچنے کے لیے پناہ حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح قضاء حاجت کرنے والا شخص اپنے ضرر وایذاء سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کے لیے پناہ حاصل کرتا ہے۔ (۲) یہ لفظ "اعتصار" سے بنا ہو بمعنی نچوڑنا، ماحاصل، نتیجہ۔ پیشاب وقضائے حاجت کرنے والا شخص اپنے جسم کو نچوڑ کر اس سے غلاظت کو باہر نکال دیتا ہے۔

(۳) اذان واقامت کے مابین وقفہ کی مقدار: نماز مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں اذان واقامت کے مابین اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ چار رکعت نماز ادا کی جا سکتی ہو جبکہ ہر رکعت میں دس آیات کی قرأت کی جائے۔ نماز مغرب میں اذان واقامت کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھی جا سکیں۔

(۴) اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟: جونہی اقامت کا آغاز ہوتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ اقامت کہنے والا جب "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کے الفاظ کہے تو مقتدی حضرات کھڑے ہو جائیں۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد رضوی قادری اور حضرت علامہ سیّدی مرشدی مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہما اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر ومشائخ کا یہی طریقہ تھا۔ اس پر دلیل حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ ہیں: "ولا تقوموا حتی ترونی" (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۸۰) (جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہوا کرو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ عائشہ سے اس وقت برآمد ہوتے تھے جب

مؤذن "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کے الفاظ کہتا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِدْخَالِ الْاِصْبَعِ فِی الْاُذُنِ عِنْدَ الْاَذَانِ

باب 6: اذان کے وقت انگلی کان میں ڈال لینا

181 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ وَيَدُوْرُ وَيُتْبِعُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا وَاِصْبَعَاهُ فِیْ اُذُنَيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قُبَّةٍ لَّهُ حَمْرَاءَ اُرَاهُ قَالَ مِنْ اَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَرَكَزَهَا بِالْبَطْحَاءِ فَصَلّٰى اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى بَرِيْقِ سَاقَيْهِ قَالَ سُفْيَانُ نُرَاهُ حِبَرَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ جُحَيْفَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ اِصْبَعَيْهِ فِیْ اُذُنَيْهِ فِی الْاَذَانِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَفِی الْاِقَامَةِ اَيْضًا يُدْخِلُ اِصْبَعَيْهِ فِیْ اُذُنَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِیِّ

وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ اسْمُهٗ وَهْبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّوَائِیُّ

◆◆ حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا اذان دیتے ہوئے وہ گھوم گئے' انہوں نے اپنا منہ اس طرف بھی پھیرا اور اس طرف بھی پھیرا' ان کی انگلیاں ان کے کانوں میں تھیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرخ خیمے میں موجود تھے (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے: انہوں نے یہ لفظ بھی استعمال کیا تھا' چمڑے سے بنے ہوئے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے نیزہ لے کر نکلے اور اسے میدان میں گاڑھ دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی' اس

181– اخرجه البخاری (2/133, 135): كتاب الاذان: باب الاذان للمسافرين اذا كانوا جماعة والاقامة' حديث (633): كتاب الاذان: باب: هل يتتبع المؤذن فاه ها هنا وها هنا؛ وهل يلتفت فی الاذان؛ حديث (634)' واخرجه مسلم (ابی)(2/392): كتاب الصلاة: باب سترة المصلی' حديث (249 /503)' واخرجه ابو داؤد (1/198): كتاب الصلاة: باب فی المؤذن يستدير فی اذانه' حديث (520)' باب ما يستر المصلی' حديث (688)' والنسائی (1/87): كتاب الطهارة: باب الانتفاع بفضل الوضوء' حديث (137)' (2/12): كتاب الاذان: باب كيف يصنع المؤذن فی اذانه' حديث (643)' (2/73): كتاب القبلة: باب: الصلاة فی الثياب الحمر' حديث (772) وابن ماجه (1/236): كتاب الاذان والسنة فيها: باب: السنة فی الاذان' حديث (711)' والحميدی (2/395): فی احاديث ابی جحيفة' حديث (892)' وابن خزيمة (1/202, 203) فی جماع ابواب الاذان والاقامة: باب الانحراف فی الاذان عند قول المؤذن حی علی الصلاة حی علی الفلاح' حديث (387)' باب: ادخال الاصبعين فی الاذنين عند الاذان ان صح الخبر' حديث (388)' وفی جماع ابواب سترة المصلی: باب ذكر خبر روی فی مرور الحمار بين يدی المصلی' حديث (841)' باب: استحباب النزول بالمحصب' وان لم يكن ذلك واجبا' حديث (2994)' باب ذكر البيان ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قصر الصلاة بالابطح بعدما نفر من منی' حديث (2995)' واخرجه احمد (4/307, 307)

کی دوسری طرف سے کتے اور گدھے گزر رہے تھے' آپ نے سرخ حُلّہ پہن رکھا تھا' آپ کی پنڈلیوں کی چمک کا منظر گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

سفیان بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے: وہ حلّہ یمنی چادر کا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' وہ اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں: مؤذن اذان دیتے ہوئے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اقامت میں بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ مؤذن اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالے گا۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

حضرت ابوجحیفہ کا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے۔

شرح

دورانِ اذان مؤذن کا اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنا

اذان خارج مسجد کسی منار یا حجرہ یا قبہ وغیرہ میں پڑھنی چاہیے۔ دوران اذان مؤذن کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لے۔

کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی متعدد حکمتیں ہیں:

(۱) ہوا صرف منہ سے نکلنے کے باعث آواز بلند ہو جائے گی۔

(۲) مصنوعی بہرہ بننے کے نتیجہ میں آواز بلند ہوگی۔

(۳) دور سے دیکھنے والا شخص جسے آواز سنائی نہ دے رہی، بھی معلوم کر لے گا کہ اذان ہو رہی ہے۔ دوران اذان چلنا منع ہے۔ اگر اذان کی آواز قبہ یا منارے سے باہر نہ جا رہی ہو تو چند قدم چل کر اس کے سوراخوں کے پاس منہ کر کے بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

دوران اذان مؤذن اپنا سینہ قبلہ رخ رکھے اور دائیں بائیں منہ پھیرتے وقت سینہ ہرگز نہ پھیرے۔ مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ ایسا عمل آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔ مسجد کا محراب خارج مسجد ہے، لہٰذا مؤذن اس میں کھڑا ہو کر بلا کراہت اذان کہہ سکتا ہے لیکن اس سے بہتر یہ ہے کہ مسجد سے ملحقہ حجرہ میں اذان پڑھی جائے تاکہ مسجد میں آواز نہ گونجے۔ بلا عذر مسجد کے اندرونی سپیکروں کا استعمال کرنا منع ہے کیونکہ ان کی آواز آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّثْوِيبِ فِي الْفَجْرِ

باب 7: فجر کی اذان میں تثویب

182 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْرَآئِيلَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ

182- اخرجه احمد (15,14/6)

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ بِلَالٍ قَالَ

متن حدیث: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُثَوِّبَنَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ اِلَّا فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ مَحْذُورَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ بِلَالٍ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ اِسْرَآئِیْلَ الْمُلَائِیِّ

توضیح راوی: وَاَبُوْ اِسْرَآئِیْلَ لَمْ یَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِیْثَ مِنَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ قَالَ اِنَّمَا رَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ

وَاَبُوْ اِسْرَآئِیْلَ اسْمُهٗ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ وَلَیْسَ هُوَ بِذَاكَ الْقَوِیِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ تَفْسِیْرِ التَّثْوِیْبِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ التَّثْوِیْبُ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ الصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَقَالَ اِسْحٰقُ فِی التَّثْوِیْبِ غَیْرَ هٰذَا قَالَ التَّثْوِیْبُ الْمَكْرُوْهُ هُوَ شَیْءٌ اَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَاسْتَبْطَاَ الْقَوْمَ قَالَ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ وَهٰذَا الَّذِیْ

قَالَ اِسْحٰقُ هُوَ التَّثْوِیْبُ الَّذِیْ قَدْ كَرِهَهٗ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالَّذِیْ اَحْدَثُوْهُ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ فَسَّرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ اَنَّ التَّثْوِیْبَ اَنْ یَّقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ الصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ وَهُوَ قَوْلٌ صَحِیْحٌ وَّیُقَالُ لَهُ التَّثْوِیْبُ اَیْضًا وَّهُوَ الَّذِی اخْتَارَهٗ اَهْلُ الْعِلْمِ وَرَاَوْهُ

آثارِ صحابہ: وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ الصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

آثارِ صحابہ: وَرُوِیَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا وَّقَدْ اُذِّنَ فِیْهِ وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْهِ فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ یُصَلِّ فِیْهِ قَالَ وَاِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللّٰهِ التَّثْوِیْبَ الَّذِیْ اَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدُ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم فجر کی نماز کے علاوہ اور کسی بھی نماز میں تھویب نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابومحذورہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف ابواسرائیل ملائی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابواسرائیل نے اس روایت کو حکم بن عتیبہ سے نہیں سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کو حسن بن عمارہ نے حکم بن عتیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابواسرائیل کا نام اسماعیل بن ابواسحٰق ہے اور یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں۔

تھویب کی وضاحت میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: تثویب سے مراد یہ ہے: آدمی فجر کی اذان میں یہ کہے "الصلوۃ خیر من النوم" (نماز نیند سے بہتر ہے) امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا یہی قول ہے۔

تثویب کے بارے میں امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مختلف ہے وہ یہ فرماتے ہیں: تثویب جو مکروہ ہے اسے لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اختیار کیا ہے جب مؤذن اذان دے دیتا تھا' اور لوگ آنے میں تاخیر کردیتے تھے' تو اذان اور اقامت کے درمیان یہ کہا جاتا تھا: نماز کھڑی ہوگئی ہے نماز کی طرف آجاؤ فلاح کی طرف آجاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وہ بات ہے' جسے اسحٰق نے بیان کیا ہے۔ اس تثویب کو اہلِ علم نے مکروہ قرار دیا ہے' اور یہ وہ چیز ہے' جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔

اس کی جو وضاحت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے' وہ یہ ہے: مؤذن فجر کی اذان میں یہ کہے: "الصلوۃ خیر من النوم" (نماز نیند سے بہتر ہے)

یہ قول درست ہے' اور اسی کو تثویب بھی کہا جاتا ہے۔

اہلِ علم نے اسی کو اختیار کیا ہے' اور یہ ان کی رائے کے مطابق ٹھیک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے: وہ فجر کی اذان میں یہ کہا کرتے تھے "الصلوۃ خیر من النوم" (نماز نیند سے بہتر ہے)

مجاہد سے یہ بات منقول ہے میں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں مسجد میں داخل ہوا۔ جہاں اذان دی جاچکی تھی ہم نے وہاں نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا' اسی دوران مؤذن نے تثویب کہی' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے باہر آگئے اور فرمایا: میرے ہمراہ اس بدعتی کے پاس سے اٹھ جاؤ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہاں نماز ادا نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس تثویب کو مکروہ قرار دیا جسے لوگوں نے بعد میں ایجاد کیا تھا۔

شرح

فجر کی اذان میں تثویب کا مسئلہ

لفظ "تثویب" کا لغوی معنیٰ ہے: اعلام بعد الاعلام یعنی اعلان کے بعد اعلان کرنا۔ اصطلاحی وشرعی طور پر تثویب کے تین مصداق ہوسکتے ہیں: (۱) اقامت: چونکہ اذان بھی ایک اعلان تھا پھر اصلاحِ صفوف کے لیے اقامت کہی گئی۔ یہ تمام نمازوں کے لیے ہے۔ اقامت کہنا مسنون ہے۔ (۲) فجر کی اذان میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے الفاظ کہنا، کیونکہ اس سے قبل "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" کے الفاظ سے اعلان ہوچکا تھا۔ یہ مصداق فجر کی اذان کے ساتھ خاص ہے۔ زیر بحث حدیث سے یہی مراد ہے۔ (۳) قاضی یا حاکم شرعی اپنی طرف سے کسی شخص کو تعینات کردے کہ جب جماعت تیار ہوجائے یا اس کا وقت قریب ہوجائے تو وہ "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" یا "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" یا "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" یا "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ" وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو جماعت میں شمولیت کی دعوت

دے۔ یہ مصداق تمام نمازوں کے لیے ہوسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ مَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

باب 8: جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے

183 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمٍ الْاَفْرِيْقِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُؤَذِّنَ فِىْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ زِيَادٍ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الْاَفْرِيْقِيِّ

توضیح راوی: وَالْاَفْرِيْقِيُّ هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَكْتُبُ حَدِيْثَ الْاَفْرِيْقِيِّ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَرَاَيْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ يُقَوِّىْ اَمْرَهُ وَيَقُوْلُ هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ مَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ

◆◆ حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی تھی، میں فجر کی نماز میں اذان دوں، میں نے اذان دے دی، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہنے لگے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بھائی صدائی نے اذان دی ہے، اور جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیاد سے منقول حدیث کو ہم صرف افریقی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ یہ افریقی راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں افریقی کی احادیث کو نہیں لکھتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے: وہ اس کے معاملے کو قوت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: یہ شخص "مقارب الحدیث" ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے: جو شخص اذان دے وہ ہی اقامت کہے۔

183– اخرجه ابو داؤد (197/1): كتاب الصلاة: باب فى الرجل يؤذن ويقيم آخر' حديث (514) وابن ماجه (237/1): كتاب الاذان والسنة فيها: باب السنة فى الاذان حديث (717) واخرجه احمد (169/4)

شرح

اقامت کہنے کے حق میں مذاہب آئمہ

نماز کا وقت ہونے پر اقامت کہنا مؤذن کا حق ہے یا دوسرا شخص بھی کہہ سکتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اقامت، مؤذن کا حق ہے۔ اس کی اجازت سے دوسرا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اقامت کہنا مکروہ ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: فاذن بلال فقال عبدالله انا رأيته وانا كنت اريده، قال (ای قال النبی صلی الله عليه وسلم) فاقم انت (سنن ابی داؤد جلداوّل ص۷۶) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی تو میں نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت پڑھنے کا حکم دیا۔ (۲) حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: من اذن فهو يقيم (جامع ترمذی، رقم الحدیث:۱۸۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان کہے وہی اقامت پڑھے۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مؤذن کا اقامت کہنا واجب ہے۔ اس کی اجازت یا اجازت کے بغیر دوسرا شخص ہرگز اقامت نہیں پڑھ سکتا۔ انہوں نے حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اذان پڑھی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیاد بن حارث نے اذان پڑھی ہے لہٰذا اقامت بھی وہی کہے گا۔

۳-حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مؤذن کی طرف سے اجازت ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں بلاکراہت دوسرا شخص اقامت پڑھ سکتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کو واجب پر محمول کرنے کی ضرورت میں، اس کے خلاف روایات پر عمل نہیں ہو سکے گا۔ ان روایات میں تطبیق اور ان پر عمل کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اقامت پڑھنا، مؤذن کا حق قرار دیا جائے۔ البتہ اس کی اجازت سے دوسرا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ الْاَذَانِ بِغَيْرِ وُضُوْءٍ

باب 9: وضو کے بغیر اذان دینا مکروہ ہے

184 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى الصَّدَفِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

184- تفرد به الترمذی واخرجه البيهقی (397/1) من طريق معاوية بن يحيى عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال: لا يؤذن الا متوضئ. هكذا رواه معاوية بن يحيى الصدفی وهو ضعيف والصحيح رواية يونس بن يزيد الايلی وغيره عن الزهری قال: قال ابو هريرة فذكره-

متن حدیث: لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: صرف باوضو شخص اذان دے۔

185 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ

متن حدیث: لَا يُنَادِیْ بِالصَّلٰوةِ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَحَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ وَهْبٍ وَّهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَّالزُّهْرِیُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الْاَذَانِ عَلٰی غَيْرِ وُضُوْءٍ فَكَرِهَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاِسْحٰقُ

وَرَخَّصَ فِیْ ذٰلِكَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صرف باوضو شخص اذان دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی روایت سے "اصح" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ابن وہب نے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا' اور یہ ولید بن مسلم کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

بے وضو حالت میں اذان دینے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کی اجازت دی ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

بے وضو اذان کہنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

کیا مؤذن بلا وضو اذان کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا وضو اذان پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ انہوں نے زیرِ بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف باوضو شخص اذان پڑھ سکتا ہے۔

۲- حضرت امام اوزاعی، حضرت امام عطاء، حضرت مجاہد اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بلاوضواذان نہیں پڑھی جاسکتی۔انہوں نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۳- جمہور کے نزدیک مؤذن کے لیے وضوکر لینا افضل ہے۔ان کے نزدیک زیر بحث حدیث اولویت پر محمول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن کا باوضو ہونا اولیٰ ہے۔حدیث باب سے نہ مؤذن کے لیے شرط ثابت ہوتی ہے اور نہ کراہت۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاِمَامَ اَحَقُّ بِالْاِقَامَةِ

باب 10: اقامت کے بارے میں امام زیادہ حقدار ہے (کہ اسے دیکھ کر اقامت کہی جائے)

186 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا اِسْرَآئِيلُ اَخْبَرَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ

متنِ حدیث: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْهِلُ فَلَا يُقِيمُ حَتّٰى اِذَا رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ حِيْنَ يَرَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّحَدِيْثُ اِسْرَآئِيلَ عَنْ سِمَاكٍ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَهٰكَذَا قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ الْمُؤَذِّنَ اَمْلَكُ بِالْاَذَانِ وَالْاِمَامُ اَمْلَكُ بِالْاِقَامَةِ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مؤذن تاخیر کرتا رہتا تھا' اور اس وقت تک اقامت نہیں کہتا تھا' جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں لیتا تھا: آپ تشریف لے آتے ہیں' تو آپ کو دیکھ کر وہ اقامت کہنا شروع کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اسرائیل نے سماک کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اسے ہم صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہی بات بیان کی ہے: مؤذن اذان دینے کا زیادہ اختیار رکھتا ہے' اور امام اقامت کے حوالے سے زیادہ حقدار ہے۔

شرح

اذان کا زیادہ حقدار مؤذن اور اقامت کا امام ہے

مؤذن اذان کہنے میں خود مختار ہے، نماز کا وقت ہونے پر کسی کی اجازت کے بغیر وہ اذان کہہ سکتا ہے۔خواہ اقامت کہنے کا

186- اخرجه مسلم (532/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب متى يقوم الناس للصلاة' حديث (606/160) وابو داؤد (203/1): كتاب الصلاة: باب في المؤذن ينتظر الامام' حديث (537) وابن ماجه (236/1): كتاب الاذان والسنة فيها: باب السنة في الاذان' حديث (713) وابن خزيمة (14/3): باب: انتظار المؤذن الامام بالاقامة' حديث (1525) واخرجه احمد في مسنده (76/5, 87, 91, 104, 105, 106)

حقدار بھی مؤذن ہے لیکن امام سے اجازت بھی لینی چاہیے کیونکہ جماعت کے وقت کا تعین کرنے کا اختیار صرف امام کو حاصل ہے۔ امام کی طرح مؤذن کا بھی صاحب علم ہونا چاہیے تاکہ اذان کے اوقات، احکام و مسائل اور طریق کار معلوم کرنے میں کسی کا محتاج نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَذَانِ بِاللَّيْلِ

باب 11: رات کے وقت اذان دینا

187 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى تَسْمَعُوْا تَاْذِيْنَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَاُنَيْسَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ ذَرٍّ وَّسَمُرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى الْاَذَانِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِاللَّيْلِ اَجْزَاَهُ وَلَا يُعِيْدُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَذَّنَ بِلَيْلٍ اَعَادَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَرَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِلَالًا اَذَّنَ بِلَيْلٍ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَادِىَ اِنَّ الْعَبْدَ نَامَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

اسنادِ دیگر: وَّالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهٗ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّرَوٰى عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ رَوَّادٍ عَنْ نَّافِعٍ

آثارِ صحابہ: اَنَّ مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ اَذَّنَ بِلَيْلٍ فَاَمَرَهُ عُمَرُ اَنْ يُّعِيْدَ الْاَذَانَ

وَهٰذَا لَا يَصِحُّ اَيْضًا لِاَنَّهٗ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عُمَرَ مُنْقَطِعٌ وَّلَعَلَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ اَرَادَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَالصَّحِيْحُ

187- اخرجه البخاری (162/4): كتاب الصوم: باب: قول النبی صلی اللہ علیه وسلم لایمنعكم من سحوركم اذان بلال' حدیث (1918): كتاب الاذان: باب: الاذان قبل الفجر' حدیث (623)' باب اذان الاعمى اذا كان له من یخبره' حدیث (617)' كتاب الشهادات: باب شهادة الاعمى وامره و نكاحه وانكاحه و مبايعته حدیث (2656)' واخرجه مسلم فی صحیحه (768/2): كتاب الصیام: باب: بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر' حدیث (1092/36)' (1092/37)' واخرجه مسلم بطریق نافع عن ابن عمر' حدیث (1092/38) واخرجه النسائی (10/2): كتاب الاذان: باب: المؤذنان للمسجد الواحد حدیث (638)' واخرجه الدارمی (269/1, 270): كتاب الصلاة: باب فی وقت اذان الفجر' والحمیدی (276/2)' (277/2)' حدیث (611)' وابن خزیمة (209/1): كتاب الاذان والاقامة: باب: اباحة الاذان للصبح قبل طلوع الفجر' حدیث (401)' وعبد بن حمید' ص (240)' حدیث (734)' واخرجه احمد (9/2)(4551)' (123/2)(6051)

رِوَايَةُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَوْ كَانَ حَدِيْثُ حَمَّادٍ صَحِيْحًا لَمْ يَكُنْ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ مَعْنًى اِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَاِنَّمَا اَمَرَهُمْ فِيْمَا يُسْتَقْبَلُ وَقَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ وَلَوْ اَنَّهُ اَمَرَهُ بِاِعَادَةِ الْاَذَانِ حِيْنَ اَذَّنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَمْ يَقُلْ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ حَدِيْثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّاَخْطَاَ فِيْهِ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے تم لوگ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک ابن اُمِّ مکتوم اذان نہ دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

رات کے وقت اذان دینے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: مؤذن رات کے وقت اذان دے تو یہ بات جائز ہے وہ دوبارہ اذان نہیں دے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر مؤذن رات کے وقت اذان دے دیتا ہے تو وہ (فجر کا وقت ہو جانے پر) دوبارہ اذان دے گا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حماد بن سلمہ نے ایوب کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دے دیتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ یہ اعلان کریں: بندہ سو گیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔

صحیح روایت وہ ہے جسے عبیداللہ بن عمر اور دیگر حضرات نے نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے تو تم لوگ اس وقت تک (سحری میں) کھاتے پیتے رہو جب تک ابن اُمِّ مکتوم اذان نہ دے۔

عبدالعزیز بن رواد نے اسے نافع کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے رات کے وقت اذان دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ہدایت کی: وہ دوبارہ اذان دے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت بھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ نافع کے حوالے سے براہ راست حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور منقطع ہے۔ ہو سکتا ہے: حماد بن سلمہ نے یہ روایت مراد لی ہو۔

مستند روایت وہ ہے' جسے عبید اللہ اور دیگر حضرات نے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر حماد سے منقول روایت کو درست تسلیم کرلیا جائے' تو اس حدیث کا مفہوم درست نہیں ہوگا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے' تو آپ نے انہیں اس بات کی ہدایت کی جو آگے پیش آئے گا آپ نے فرمایا: بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے' اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دوبارہ اذان دینے کی ہدایت کی ہوتی اس وقت' جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح صادق ہونے سے پہلے اذان دی تھی' آپ یہ ارشاد نہ فرماتے ''بلال رات کے وقت اذان دے دیتا ہے''۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ نے ایوب کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت نقل کی ہے' وہ محفوظ نہیں ہے' اور اس میں حماد بن سلمہ نے غلطی کی ہے۔

شرح

قبل از وقت اذان پڑھنے میں مذاہب آئمہ

قبل از وقت پڑھی جانے والی اذان، دخول وقت کے بعد کافی ہوگی یا اس کا اعادہ ضروری ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام عبد اللہ بن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نصف شب کے بعد اور صبح صادق سے قبل پڑھی جانے والی اذان فجر کی نماز کے لیے کافی ہوگی، لہٰذا طلوع فجر کے بعد اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **لایمنعنکم من سحورکم اذان بلال و لا الفجر المستطیل ولکن الفجر المستطیر فی الافق** (الصحیح للمسلم' جلد اوّل رقم الحدیث ۲۴۴۷) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری کھانے سے ہرگز منع نہ کرے اور یہ اذان صبح صادق سے قبل پڑھی جاتی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام زفر اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل از وقت پڑھی جانے والی اذان صحیح نہیں ہے اور دخول وقت کے بعد اس کا اعادہ ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **ان بلالاً ینادی بلیل فکلوا و اشربوا حتی ینادی ابن اُمّ مکتوم قال و کان ابن اُمّ مکتوم رجلا اعمٰی لاینادی حتی یقال له اصبحت اصبحت** (متفق علیہ) بیشک حضرت بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ اذان پڑھیں۔ حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا آدمی تھے جو اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے جب تک انہیں صبح صادق ہونے کا یقین نہ ہو جاتا تھا۔

سوال: ابھی روایت گزری ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت اذان پڑھتے تھے اور حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ صبح صادق کے وقت اذان پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے: اذا اذن ابن اُمّ مکتوم فکلوا واشربوا واذا اذن بلال فلاتاکلوا ولا تشربوا (صحیح ابن حبان، شرح معانی الآثار) جب ابن اُمّ مکتوم اذان پڑھیں تو تم کھاتے پیتے رہو اور جب بلال اذان پڑھیں تو تم کھانا پینا ترک کردو۔ دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) ایک ماہ رمضان میں اس طرح ہوا جبکہ دوسرے رمضان میں اس کے برعکس ہوا۔

(۲) شروع میں حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ جلدی آنے پر انہیں سحری کی اذان کے لیے تعینات کیا بعد میں ضعیف وکمزور ہوجانے پر پھر نابینا بھی تھے، انہیں دوسری اذان کے لیے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پہلی اذان کے لیے تعینات کیا گیا۔

(۳) دونوں روایتیں قلب راوی پر محمول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ طلوع فجر کے بعد اذان پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ

باب 12: اذان کے بعد مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے

188 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ اَبِى الشَّعْثَاءِ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ فَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ اَبِى هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَعَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اَنْ لَّا يَخْرُجَ اَحَدٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ اَنْ يَّكُونَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ اَوْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ وَيُرْوٰى عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِىِّ اَنَّهٗ قَالَ يَخْرُجُ مَا لَمْ يَاْخُذِ الْمُؤَذِّنُ فِى الْاِقَامَةِ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُو عِيسٰى: وَهٰذَا عِنْدَنَا لِمَنْ لَّهٗ عُذْرٌ فِى الْخُرُوجِ مِنْهُ

188- اخرجه مسلم (ابی) (592/2, 593): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: النهى عن الخروج من المسجد اذا اذن المؤذن' حديث (655/258, 655/259)' وابو داؤد (203/1): كتاب الصلاة: باب: الخروج من المسجد بعد الاذان حديث (536)' واخرجه النسائى (29/2): كتاب الاذان: باب التشديد فى الخروج من المسجد بعد الاذان: حديث (683, 684)' واخرجه ابن ماجه: (242/1) كتاب الاذان والسنة فيها: باب: اذا اذن وانت فى المسجد فلا تخرج' حديث (733)' والحميدى (438/2)' حديث (998)' والدارمى (274/1): كتاب الصلاة: باب: كراهية الخروج من المسجد بعد النداء' وابن خزيمة (3/3): كتاب الامامة فى الصلاة' باب الزجر عن الخروج من المسجد بعد الاذان و قبل الصلاة' حديث (1506)' واحمد (416, 471, 506, 537, 410/2)

توضیح راوی: وَاَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ اَسْوَدَ وَهُوَ وَالِدُ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ وَقَدْ رَوٰى اَشْعَثُ بْنُ اَبِي الشَّعْثَاءِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْهِ

◆◆ حضرت ابوالشعثاء بیان کرتے ہیں: عصر کے وقت اذان ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد سے باہر چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' یعنی کوئی شخص اذان ہو جانے کے بعد کسی عذر کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جا سکتا' عذر یہ ہو سکتا ہے: وہ بے وضو ہو جائے یا کوئی اور ضروری کام ہو۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے' وہ فرماتے ہیں: جب تک مؤذن اقامت شروع نہیں کرتا آدمی باہر جا سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حکم اس شخص کے لیے ہے' جسے باہر جانے کے لیے کوئی عذر درپیش ہو۔

ابوالشعثاء نامی راوی کا نام سلیم بن اسود ہے۔ یہ اشعث بن ابوالشعثاء کے والد ہیں۔

اشعث بن ابوالشعثاء نے اس روایت کو اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

اذان کے بعد بلا عذر شرعی مسجد سے خروج کی ممانعت

اذان ہو جانے کے بعد کسی شخص کا مسجد میں خروج منع ہے۔ زیر بحث حدیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابوشعثاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نماز عصر کی اذان ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد سے باہر نکل گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔" اس مسئلہ کی تائید میں مزید چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلٰوۃ فلا یخرج احدکم حتی یصلی (مسند احمد بن حنبل جلد ثانی ص ۵۳۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب تم مسجد میں موجود ہو اور نماز کی اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص بھی نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: لایسمع النداء من مسجدی ثم یخرج الا لحاجۃ ثم لا یرجع الیہ الا منافق (الاوسط للطبرانی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سننے کے بعد کسی ضرورت کے تحت میری مسجد سے باہر گیا پھر واپس نہ آیا، وہ منافق ہے۔

۳- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: من ادرک الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجۃ وھو لا یرید الرجوع فھو منافق (سنن ابن ماجہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد میں اذان سنے پھر واپسی کے ارادہ کے بغیر مسجد سے نکلا تو وہ منافق ہے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ اذان سننے کے بعد بلا عذر شرعی مسجد سے نکلنا ممنوع، منافقت اور مکروہ تحریمی ہے۔ اذان ہو جانے کے بعد پیشاب کرنے، طہارت (وضو) کرنے اور قضاء حاجت کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ اسی طرح جس شخص نے نماز پڑھ لی ہو وہ نماز ظہر اور نماز عشاء کے علاوہ باقی نمازوں کے وقت باہر آسکتا ہے۔ ان دو اوقات میں وہ نوافل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے۔ علاوہ ازیں کوئی شخص دوسری مسجد میں مؤذن یا امام ہے وہ بھی اذان کے بعد اپنی مسجد میں جاسکتا ہے۔ اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اذان کے بعد خروج مسجد سے لوگ یہ خیال کریں گے یہ شخص تارک صلوٰۃ ہے یا امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا پسند نہیں کرتا۔ اسلام ایسی غلط فہمی یا ایسی فضاء پیدا ہونے کو ہرگز پسند نہیں کرتا کیونکہ اس کا نورانی و روحانی پیغام حب الٰہی، اطاعت رسول اور باہم اخوت و مودت کا جذبہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَذَانِ فِي السَّفَرِ

باب 13: سفر کے دوران اذان دینا

189 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي فَقَالَ لَنَا اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الْاَذَانَ فِي السَّفَرِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ تُجْزِئُ الْاِقَامَةُ اِنَّمَا الْاَذَانُ عَلٰى مَنْ يُّرِيْدُ اَنْ يَّجْمَعَ النَّاسَ

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

189- اخرجه البخاری (2/130, 131): كتاب الاذان: باب من قال ليؤذن في السفر مؤذن واحد' حديث (628)' باب الاذان للمسافرين اذا كانوا جماعة والاقامة' حديث (630, 631)' و (10/452): كتاب الادب: باب رحمة الناس والبهائم' حديث (6008)' (13/244): كتاب اخبار الاحاد: باب ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام' حديث (7246)' (2/166): كتاب الاذان: باب: اثنان فما فوقهما جماعة' حديث (658)' (2/200): كتاب الاذان: باب اذا استووا في القراءة فليؤمهم اكبرهم' حديث (685)' (2/350): كتاب الاذان: باب المكث بين السجدتين' حديث (819)' (6/63): كتاب الجهاد والسير: باب سفر الاثنين' حديث (2848) واخرجه البخاری في الادب المفرد (213)' واخرجه مسلم (ابی) (2/612): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: من احق بالامامة' حديث (292 /674)' واخرجه ابو داؤد (1/216): كتاب الصلاة: باب من احق بالامامة' حديث (589)' والنسائی (2/8): كتاب الاذان: باب: اذان المنفردين في السفر' حديث (634)' (26/77): كتاب من احق بالامامة: باب تقديم ذوی السن' حديث (781)' وابن ماجه (1/313): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب من احق بالامامة' حديث (979)' واخرجه احمد في مسنده (3/436)

◆◆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے چچازاد بھائی کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا: جب تم دونوں سفر کرو' تو تم دونوں اذان دینا اورا قامت کہنا' تم دونوں میں سے جو بڑی عمر کا ہو' وہ تمہاری امامت کروائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات نے سفر کے دوران اذان دینے کو اختیار کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: صرف اقامت کہہ دینا بھی جائز ہے' کیونکہ اذان کا حکم اس شخص کے لیے ہے' جو لوگوں کو اکٹھا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) پہلا قول زیادہ بہتر ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

دورانِ سفر مسئلہ اذان میں مذاہب آئمہ

دورانِ سفر باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے اذان پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اقامت پر اکتفاء کر لینا بلا کراہت درست ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ اذان کا مقصد متفرق لوگوں کو دعوت نماز باجماعت دینا ہے' جبکہ قافلہ کی شکل میں سب لوگ موجود ہیں لہٰذا اذان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اقامت کا مقصد موجود لوگوں کے لیے اصلاح صفوف ہے، جس کی ضرورت موجود ہے۔ لہٰذا دورانِ سفر اذان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اقامت پر اکتفاء کیا جائے گا۔

۲-حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اقامت کی طرح اذان بھی دورانِ سفر مسنون ہے۔انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ اپنے چچا زاد بھائی سے مل کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: دورانِ سفر تم اذان کہو اور اقامت بھی اور تم میں سے جو بڑا ہے امامت کرائے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۸۹)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) یہ حکم ان دونوں کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) دورانِ سفر جب جماعت کا وجوب ہی باقی نہیں رہتا تو لزوم اذان کا حکم بھی باقی نہ رہا۔

(۳) یہاں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے' جس کے ہم بھی قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْاَذَانِ

باب 14: اذان دینے کی فضیلت

190 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَیْدٍ الرَّازِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ تُمَیْلَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا کُتِبَتْ لَهٗ بَرَآئَةٌ مِّنَ النَّارِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّثَوْبَانَ وَمُعَاوِیَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ تُمَیْلَةَ اسْمُهٗ یَحْیَی بْنُ وَاضِحٍ وَّاَبُوْ حَمْزَةَ السُّکَّرِیُّ اسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مَیْمُوْنٍ وَّجَابِرُ بْنُ یَزِیْدَ الْجُعْفِیُّ ضَعَّفُوْهُ تَرَکَهٗ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: سَمِعْتُ الْجَارُوْدَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ وَکِیْعًا یَقُوْلُ لَوْلَا جَابِرٌ الْجُعْفِیُّ لَکَانَ اَهْلُ الْکُوْفَةِ بِغَیْرِ حَدِیْثٍ وَّلَوْلَا حَمَّادٌ لَکَانَ اَهْلُ الْکُوْفَةِ بِغَیْرِ فِقْهٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سات برس تک ثواب کے حصول کی نیت سے اذان دیتا رہے اس کے لیے جہنم سے بری ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

ابوتمیلہ نامی راوی کا نام یحییٰ بن واضح ہے۔

ابوحمزہ سکری نامی راوی کا نام محمد بن میمون ہے۔

جابر بن یزید جعفی کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اگر جابر جعفی نہ ہوتا' تو اہلِ کوفہ حدیث کے بغیر ہوتے اور اگر حماد نہ ہوتے تو اہلِ کوفہ فقہ کے بغیر ہوتے۔

190- تفرد به الترمذی من هذا الطریق' واخرجه ابن ماجه (240/1) کتاب الاذان والسنة فیها' باب فضل الاذان وثواب المؤذنین' حدیث (727) من طریق جابر عن عکرمة' عن ابن عباس' فذکره

شرح

اذان کے فضائل

نماز اور طہارت کی طرح اذان کے فضائل بھی احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں۔اس حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱-حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سات سال تک حصول ثواب کی نیت سے اذان دیتا ہے، اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔(جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۹۰)

۲-حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے طویل ہوں گی۔(الصحیح للمسلم جلد اول ص ۲۰۴)

۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے اس کی بخشش کردی جاتی ہے اور ہر خشک وتر چیز اس کی آواز کی تصدیق وتائید کرتی ہے۔(مسند امام احمد بن حنبل جلد ثالث ص ۸۹)

۴-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان پڑھی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا وہاں تک دوڑ جاتا ہے جہاں اس کی آواز نہیں پہنچتی۔(صحیح بخاری' جلد اول ص ۲۲۲)

۵-حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شہر میں اذان پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔(المعجم الصغیر جلد اول ص ۱۷۹)

۶-حضرت معقل یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں میں صبح کے وقت اذان پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں شام تک عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔جن لوگون مین شام کے وقت اذان پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبح تک عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔(المعجم الکبیر رقم الحدیث ۴۹۸)

۷-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو اذان کی فضیلت اور ثواب کا علم ہو جاتا تو ان میں باہم تلوار چلتی۔(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۵۹)

۸-حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سال بھر باقاعدگی سے اذان پڑھی، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔(الشعب الایمان جلد ۳ ص ۱۱۹)

چند اہم مسائل:

سوال ہے کہ جس مؤذن کی خدمت کی جاتی ہو یا اس کا وظیفہ مقرر ہو، کیا اسے بھی یہ ثواب عطا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وظیفہ یا خدمت عطا ثواب کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ پھر اس میں تعمیم ہے کہ وہ مسلسل سات سال تک اذان کہنے کی خدمات انجام دیتا رہے یا جزوی طور پر یہ سعادت حاصل کرتا رہا ہو۔البتہ اس کے عقائد واعمال کی صحت شرط ہے ورنہ وہ اس اجر وثواب سے محروم

رہے گا۔ فقہاء متاخرین نے مؤذن، امام اور خطیب کے لیے جواز وظیفہ کا فتویٰ دیا ہے۔ مزید انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب، مغفرت و بخشش اور انعامات کا پروانہ دیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاِمَامَ ضَامِنٌ وَّالْمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ

باب 15: امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین ہوتا ہے

191 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَّالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى نَافِعُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ يَقُوْلُ حَدِيْثُ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَآئِشَةَ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ حَدِيْثُ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَآئِشَةَ اَصَحُّ وَذَكَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ اَنَّهُ لَمْ يُثْبِتْ حَدِيْثَ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَلَا حَدِيْثَ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ عَآئِشَةَ فِىْ هٰذَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: امام ضامن ہوتا ہے' اور مؤذن امین ہوتا ہے' اے اللہ! امامت کرنے والوں کی رہنمائی کر اور اذان دینے والوں کی مغفرت کر دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' حفص بن غیاث اور دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

اسباط بن محمد نے اعمش کے حوالے سے' یہ بات نقل کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ حدیث ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائی گئی ہے۔

191– اخرجه ابو داؤد (198/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب : مايجب على المؤذن من تعاهد الوقت' حديث (517)' واخرجه احمد (656, 260/5, 514, 472, 461, 424, 382, 232/2)

نافع بن سلیمان نے اس روایت کو محمد بن ابوصالح کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابوصالح کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ابوصالح کی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابوصالح نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن مدینی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: وہ ابوصالح کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کو مستند قرار نہیں دیتے اسی طرح اس بارے میں ابوصالح کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت کو بھی مستند قرار نہیں دیتے۔

شرح

امام ضامن اور مؤذن امین ہونے کی توضیح

مسجد کے نظام کو کامیابی سے چلانے کے لیے مؤذن اور امام کا باہم گہرا تعلق ہونا چاہیے۔ مؤذن اذان کا امین اور امام اوقات جماعت کا ضامن ہے۔ دونوں باہمی مشاورت سے نظام کو چلانے کی کوشش کریں گے تو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

حدیث باب "الامام ضامن" کا تعلق "جوامع الکلم" سے ہے۔ یہ حدیث کثیر مسائل میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کی دلیل ہے۔ اس سے چند ایک مسائل ثابت ہوتے ہیں:

۱- امام، مقتدی کے لیے ارکان، اوقات اور آداب میں ضامن ہوتا ہے۔

۲- امام، مقتدی کی قرأت کا ضامن ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں کہا جا سکتا ہے کہ قرأت خلف الامام ناجائز ہے۔

۳- مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں جائز نہیں ہے، کیونکہ مفترض حالت اقویٰ میں اور متنفل حالت اضعف میں ہوتا ہے۔ ضعیف اپنے سے قوی کا ضامن نہیں ہوسکتا ہے۔

۴- اقتداء المفترض بمفترض آخر جائز نہیں ہے کیونکہ ضمانت کے لیے فریضہ واحدہ کی تکبیر تحریمہ میں شمولیت لازمی ہے۔

۵- ضمانت کا تقاضا ہے کہ امام کی نماز فاسد ہونے کے باعث مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائے۔ المؤذن مؤتمن: اس کا مفہوم یہ ہے کہ مؤذن نماز کے اوقات و مسائل سے باخبر ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

باب 16: جب مؤذن اذان دے تو (سننے والا) آدمی کیا کہے؟

192 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعَآئِشَةَ وَمُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ وَّمُعَاوِيَةَ.

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهٰكَذَا

اسنادِ دیگر: رَوٰى مَعْمَرٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ مِثْلَ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَّرَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِىِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَةُ مَالِكٍ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اذان سنو تو اسی کی مانند کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

معمر اور کئی راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت منقول ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس روایت کو سعید بن مسیب کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

مذاہبِ فقہاء: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

اذان کے جواب میں مذاہب آئمہ

اذان کا جواب کن الفاظ سے دیا جائے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اذان کا جواب اس طرح دیا جائے کہ مؤذن کے الفاظ کا ساتھ ساتھ اعادہ کیا جائے حتیٰ کہ "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کا جواب بھی انہی الفاظ کے ساتھ دیا

192- اخرجه مالك فى الموطا (67/1): كتاب الصلاة: باب: ماجاء فى النداء للصلاة' حديث (2) واخرجه البخارى (108/2): كتاب الاذان: باب: مايقول اذا سمع المنادى حديث (611) واخرجه مسلم (ابى) (241/2): كتاب الصلاة: باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه' حديث (383/10) واخرجه النسائى (23/2): كتاب الاذان: باب: القول مثل مايقول المؤذن' حديث (673) وابن ماجه (238/1): كتاب الاذان والسنة فيها: باب: مايقال اذا اذن المؤذن' حديث (720) والدارمى (272/2): كتاب الصلاة: باب مايقال فى الاذان' وابن خزيمة (215/1): فى جماع ابواب الاذان والاقامة: باب الامر بان يقال مايقوله المؤذن اذا سمعه ينادى بالصلاة' حديث (411) واحمد (90, 6/3)

جائے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور جمہور کے نزدیک بطور جواب مؤذن کے الفاظ کا اعادہ کیا جائے۔البتہ "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ " اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ " کا جواب: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ " کے الفاظ کے ساتھ دیا جائے گا۔انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اذان کے الفاظ "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللهِ " کے جواب میں: "قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " کہا جائے گا۔صبح کی اذان میں: "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ " کے جواب میں "صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ " کے الفاظ کہے جائیں گے۔اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دیا جائے گا۔البتہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ " کے جواب میں "اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا اللهُ " کے الفاظ کہے جائیں گے۔اذان سے قبل اور بعد میں فصل قلیل کے ساتھ درود ابراہیمی یا یہ الفاظ درود وسلام پڑھنا جائز ہے: اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

مسئلہ ثانی یہ ہے کہ کیا حدیث باب میں امر وجوب کے لیے یا استحباب کے لیے ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) وجوب کے لیے ہے۔(۲) استحباب کے لیے ہے۔ایک قول کے مطابق اقامت کا جواب بھی مستحب ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب میں امر وجوب کے لیے ہے۔

سوال: مؤذن کے الفاظ کا اعادہ کی شکل یہ ہوگی: اے مؤذن! تم ہمارے گھر میں نماز کی غرض سے آؤ، تو یہ استہزاء اور مذاق کی صورت بن جاتی ہے؟

جواب: (۱) یہ خطاب مؤذن سے ہرگز نہیں ہے بلکہ اپنے نفس سے خطاب ہے۔(۲) اس میں خطاب کسی سے بھی نہیں ہے بلکہ محض حصول ثواب کی غرض سے مؤذن کے الفاظ دہرائے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ يَّاْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْاَذَانِ اَجْرًا

باب 17: مؤذن کا اذان کا معاوضہ لینا مکروہ ہے

193 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُبَيْدٍ وَّهُوَ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ مِنْ اٰخِرِ مَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ اتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَّا يَاْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُثْمَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا اَنْ يَّاْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْاَذَانِ اَجْرًا وَّاسْتَحَبُّوا

193- اخرجه ابن ماجه (236/1): كتاب الاذان والسنة فيها: باب السنة فى الاذان حديث (714) واخرجه الحميدى (403/2): حديث (906)

لِلْمُؤَذِّنِ اَنْ يَّحْتَسِبَ فِيْ اَذَانِهٖ

◆◆ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا تھا: میں ایسے شخص کو مؤذن بناؤں گا' جواذان دینے کا معاوضہ نہیں لے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں: کوئی مؤذن اپنی اذان کا معاوضہ وصول کرے وہ مؤذن کے لیے یہ بات مستحب قرار دیتے ہیں: وہ اپنی اذان کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھے۔

شرح

اذان کے عوض اجرت وصول کرنے کا مسئلہ

اس مقام پر تین امور ہیں: (۱) عبادات محضہ مثلاً امامت، اقامت، اذان، قرآن کریم اور تفسیر و حدیث وغیرہ۔ (۲) معاملات محضہ مثلاً بیع، شراء اور اجارہ وغیرہ۔ (۳) ان دونوں سے مرکب مثلاً نکاح وغیرہ۔ اول الذکرامر کی اجرت منع ہے۔ آخری دونوں امور کی اجرت وصول کرنا جائز ہے۔ اس مسئلہ پر استدلالی حدیث باب سے کیا گیا ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا تھا کہ میں ایسے شخص کو بطور مؤذن تعینات کروں جو اپنی اذان کا معاوضہ نہ لے۔

فقہاء متقدمین کے نزدیک پہلی صورت میں بھی معاوضہ و وظیفہ منع تھا لیکن فقہاء متاخرین نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں خلفاء، مؤذنین، آئمہ مساجد، خطباء اور مدرسین کے وظائف بیت المال سے دیے جاتے تھے۔ بعد میں اسلامی تعلیمات کے انحطاط کے باعث بیت المال سے وظائف کا یہ سلسلہ باقی نہ رہ سکا۔ تاہم عصر حاضر میں فقہاء متاخرین کے فتویٰ کے مطابق مذکورہ خدمات سرانجام دینے والے لوگوں کے لیے مساجد، ادارہ جات کی انتظامیہ یا اہل محلّہ وعلاقہ وغیرہ کی طرف سے وظائف مقرر کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا شرعاً واخلاقاً واجب وضروری ہے۔ اس لیے کہ شعائر اسلام کی بقاء اسی نظام میں ہے ورنہ شعائر اسلام ختم ہو جائیں گے۔ (مفتی محمد امجد علی اعظمی، بہار شریعت جلداول ص ۵۷۷، مکتبہ مدینہ کراچی)

اس حوالے سے چند دلائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- العاملین علیہا پر قیاس: مصارف زکوٰۃ کے حوالے سے ارشادِ ربانی ہے: وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے لوگوں کو مال زکوٰۃ سے وظائف جاری کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر عبادات کے حوالے سے خدمات انجام دینے والے لوگوں کے لیے بھی وظائف مقرر کرنا جائز ہے۔

۲- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھا۔ جب آپ خلیفہ تعینات ہوئے تو آپ نے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے عرض کیا: حضور! آپ کی شایانِ شان اب یہ ہے کہ سلسلہ تجارت ختم فرما دیں اور بیت المال سے وظیفہ قبول فرمائیں تا کہ خلافت کی خدمات سرانجام دینے

میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ آپ نے صحابہ کرام کی یہ تجویز منظور فرمالی۔ اسی واقعہ پر قیاس کرتے ہوئے دینی و مذہبی خدمات انجام دینے والے لوگوں کے لیے بھی وظائف مقرر کرنا درست ہے۔

۳- قیاس علی القاضی: اسلامی اصولوں کے مطابق ''قاضی'' کا وظیفہ بیت المال سے دیا جاتا ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے شعائر اسلام کے فروغ و ترویج کی خدمات انجام دینے والے لوگوں کے وظائف بھی جائز ہیں۔

۴- **القیاس علی نفقة الزوجة:** زوجہ کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے کیونکہ شوہر کی خدمت و تواضع اور ضروریات کی تکمیل کے باعث وہ باہر نہیں جاسکتی۔ اسی جزی پر قیاس کرتے ہوئے مذہبی و دینی خدمات انجام دینے والے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کے وظائف جاری کیے جاسکتے ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الدُّعَاءِ

باب 18: جب مؤذن اذان دے چکے تو آدمی کیا دعا پڑھے؟

194 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ حُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اذان سننے کے بعد یہ کلمات پڑھے۔

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوں (یعنی ان پر یقین رکھتا ہوں)

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے ہم اسے صرف لیث بن سعد کے حوالے سے، حکیم بن عبداللہ

194- اخرجه مسلم (ابی) (245/2): كتاب الصلاة: باب: استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه' حديث (83/ 386) وابو داؤد (199/1, 299): كتاب الصلاة: باب: مايقول اذا سمع المؤذن' حديث (525) واخرجه النسائي (26/2): كتاب الاذان: باب: الدعاء عند الاذان' حديث (679) ابن ماجه (238/1): كتاب الاذان والسنة فيها' حديث (721) وابن خزيمة (220/1) في جماع ابواب الاذان والاقامة: باب: فضيلة الشهادة لله عزوجل بوحدانيته وللنبي صلى الله عليه وسلم برسالته' حديث (421) (422) وعبد بن حميد ص (78) حديث (142) واخرجه احمد (181/1) (1565)

بن قیس کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ اٰخَرُ

باب 19: بلاعنوان

195 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَاِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ شُعَيْبِ بْنِ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ حَمْزَةَ اسْمُهٗ دِيْنَارٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اذان سن کر یہ پڑھے۔

''اے اللہ! اے اس مکمل دعوت کے پروردگار اور (اس کے نتیجے میں) کھڑی ہونے والی نماز (کے پروردگار) تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقامِ محمود پر فائز کردے جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے''

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) تو اس شخص کے لیے قیامت کے دن شفاعت حلال ہو جائے گی (یعنی اسے شفاعت نصیب ہوگی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ یہ محمد بن منکدر کے حوالے سے منقول ہے ہمیں ایسے کسی راوی کا علم نہیں ہے' جس نے اس روایت کو نقل کیا ہو صرف شعیب بن ابوحمزہ نے محمد بن منکدر کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

ابوحمزہ کا نام دینار ہے۔

195– اخرجه البخاری (112/2): كتاب الاذان: باب: الدعاء عند النداء حديث (614) والبخاری فی خلق افعال العباد (20) وابو داؤد: (201/1): كتاب الصلاة: باب ما جاء فی الدعاء عند الاذان حديث (529) النسائی (26/2): كتاب الاذان: باب: الدعاء عند الاذان واخرجه ابن ماجه (239/1): كتاب الاذان والسنة فيها: باب: مايقال اذا اذن المؤذن (722) وابن خزيمة (220/1): كتاب جماع ابواب الاذان والاقامة: باب: صفة الدعاء عند مسالة الله عزوجل للنبی صلی الله عليه وسلم محمد الوسيلة حديث (420) واخرجه احمد (344/3)

شرح

اذان کی دعا

اذان سن کر دعا کرنا مسنون ہے۔اس موقع پر مختلف دعائیں وارد ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھے:''انا اشهد ان لا الٰه الا الله وحده لاشريك له وان محمداً عبده ورسوله رضيت بالله رباً و بمحمد رسولا و بالاسلام ديناً غفله ذنبه'' تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

۲-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا کی:''اللهم رب هٰذه الدعوة التامة والصلٰوة القائمة اٰت محمد الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محموداً الذی وعدته'' قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔(جامع ترمذی رقم الحدیث ۱۹۵)

۳-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب تم اذان سنو تو اس کے الفاظ کا اعادہ کرتے جاؤ، پھر تم مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ جب کوئی شخص مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

نوٹ:اذان کے بعد کوئی بھی درود پاک پڑھا جا سکتا ہے خواہ درود ابراہیمی ہو یا دوسرا کوئی درود۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں کرتا۔(الصحیح للمسلم۔مشکوٰۃ،جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۸)

سوال: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اذان کے بعد پڑھی جانے والی دو دعائیں نقل فرمائی ہیں اور دونوں کے الفاظ و فضیلت الگ ہے،تو اس طرح تعارض ہوا؟

جواب:(۱)اذان سن کر دونوں میں سے جو بھی دعا کی جائے جائز ہے یعنی دعاؤں کے انتخاب میں پڑھنے والے کو اختیار حاصل ہے۔(۲)پہلے باب کی دعا نماز کے درمیان چار بار شہادتوں کے بعد مجموعی طور پر جواب میں پڑھی جاتی ہے۔دوسرے باب کی دعا اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

اذان کو دعوت تامہ کہنے کی وجہ: سوال یہ ہے کہ اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا کو دعا تامہ کیوں کہا جاتا ہے؟اس دعا کو دعا تامہ کہنے کی متعدد وجوہات ہیں:

۱-اس میں شرک سے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے۔(۲)یہ دعا تا صبح قیامت باقی و جاری رہے گی۔(۳)یہ دعا اس قابل ہے کہ باوضو،قبلہ رخ،بلند آواز،ترتیل کے ساتھ اور دیگر آداب کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔(۴)کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے اور یہ دعا اس پر مشتمل ہونے کے سبب دعوت تامہ قرار پائی۔

''الصلٰوة القائمة'' سے مراد:(۱)نماز تا صبح قیامت موجود رہے گی۔(۲)اذان تا قیامت باقی رہے گی۔ان دونوں کا

تعلق شعائرِ اسلام سے ہے،اس لیے ان دونوں کو دوام حاصل ہے۔

الوسیلہ کا معنی ومصداق: وسیلہ کا معنی ہے: مایتوسل به للتقرب یعنی ہر وہ چیز جو قربِ خداوندی کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس کا مصداق ہے: (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، (۲) عمل صالح، (۳) قرآن کریم (۴) درجہ عالیہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَنَّ الدُّعَاءَ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ

باب 20: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی

196 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْ اَحْمَدَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ اَبِيْ اِيَاسٍ مُّعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابواسحٰق ہمدانی نے اسے برید بن ابومریم کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

اذان واقامت کے درمیان وقتِ قبولیت دعا

اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا کی جائے جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا کرنے والا پسندیدہ شخص ہے۔ کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں کی جانے والی دعا درجۂ اجابت کو پہنچ جاتی ہے۔ ان میں سے چند ایک اوقات یہ ہیں:

(۱) اذان واقامت کے مابین وقت۔ (۲) جمعۃ المبارک کے دن نمازِ عصر سے نمازِ مغرب تک کا وقت۔ (۳) شبِ قدر میں بعد از نمازِ مغرب تا طلوعِ صبح صادق۔ (۴) طواف بیت اللہ کے نوافل کے بعد۔ (۵) جمعۃ المبارک کے دن دونوں خطبوں کے درمیان۔ (۶) بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر۔

196- اخرجه ابو داؤد (199/1) ؛ كتاب الصلاة؛ باب: مايقول اذا سمع المؤذن ؛ حديث (522) ؛ واخرجه احمد (119/3)

بَاب كَمْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ

باب 21: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟

197 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: فُرِضَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهِ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ ثُمَّ نُقِصَتْ حَتّٰى جُعِلَتْ خَمْسًا ثُمَّ نُوْدِيَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَاِنَّ لَكَ بِهٰذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِيْنَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَّاَبِيْ قَتَادَةَ وَمَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی گئی آپ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں ان میں کمی کی گئی' یہاں تک کہ انہیں پانچ کر دیا گیا پھر یہ اعلان کیا گیا: اے محمد! ہمارا فرمان تبدیل نہیں ہوتا' ان پانچ کے عوض میں تمہارے لیے پچاس (نمازوں کا ثواب) ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی جانے والی نمازوں کی تعداد اور ان میں حکمتیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر نمازوں میں تخفیف کے لیے عرض کرنے پر نمازیں کم ہو کر پانچ باقی رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا: اے محبوب! آپ کی امت یہ پانچ نمازیں پڑھے گی تو ہم انہیں پچاس نمازوں کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

سوال: نمازوں کی تعداد چھ ہونی چاہیے کیونکہ عشاء کی نماز میں نماز وتر بھی شامل ہے؟

جواب: نماز وتر نماز عشاء کے تابع ہو کر فقط ایک نماز بنتی ہے۔ لہٰذا تخفیف کے بعد باقی رہنے والی پانچ نمازیں ہوئیں۔

سوال: کیا نمازیں منسوخ ہو کر پچاس سے پانچ رہ گئیں یا کوئی اور وجہ ہے؟

197- اخرجه عبد بن حميد في "مسنده" في مسند انس بن مالك ' ص 350' حديث (1158) ' واخرجه احمد (161/3)

جواب: پچاس نمازوں میں تخفیف کے بعد پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔اس میں متعدد حکمتیں ہیں: (۱) اس میں اس بات کی توضیح کرنا مقصود تھا کہ پانچ نمازیں اجروثواب کے لحاظ سے پچاس ہی ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ ومقام کا اظہار۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت پر شفقت ومہربانی کی انتہا۔ (۴) ارشاد ربانی: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ الخ کا عملی اظہار، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھائی تھی۔ (۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بار بار مشورہ دینے کے باعث نمازوں کی تخفیف کی گئی۔اس سے جواز وسیلہ ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

باب 22: پانچ نمازوں کی فضیلت

198 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَّحَنْظَلَةَ الْاُسَيِّدِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعے تک ان کے درمیان کیے جانے والے (گناہوں کا) کفارہ ہوتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نمازِ پنجگانہ کے فضائل

نمازِ پنجگانہ کے فضائل احادیث صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں، اس حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی

198- اخرجه مسلم (ابي) (25/2): كتاب الطهارة: باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ...حديث (233/14) واخرجه ابن ماجه (345/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب في فضل الجمعة حديث (1086) وابن خزيمة (162/1): كتاب الصلاة: باب: ذكر الدليل على ان الصلوات الخمس انما تكفر صغائر الذنوب دون كبائرها حديث (314) و (158/3): في جماع ابواب الاذان والخطبة في الجمعة: باب: ذكر الخبر المفسر للاخبار المجملة التي ذكرتها في الابواب المتقدمة حديث (1814) واخرجه احمد (484/2)

ہیں:

۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (۱) شہادت توحید و رسالت۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) حج کرنا۔ (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

(جامع ترمذی، الصحیح للمسلم جلداول ص ۲۷)

۲-پانچوں نمازیں، جمعہ سے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جو درمیان میں گناہ ہوتے ہیں، ان کو مٹا دیتے ہیں۔ (الصحیح للمسلم جلداول ص ۱۴۴)

۳-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت میں نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح للبخاری جلداول ص ۱۹۶)

۴-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بچوں کی عمر سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز ادا کرنے کا حکم دو اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو جائے تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ (سنن ابی داؤد جلداول ص ۲۰۸)

۵-حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جاڑوں کے موسم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور درختوں کے پتے گرنے کا زمانہ تھا۔ آپ نے دو ٹہنیاں ہاتھ میں لیں تو ان کے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں، جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۱۳۳)

۶-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں بہترین وضو کر کے مسجد کی طرف نماز ادا کرنے کے لیے آتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک گناہ مٹتا ہے اور ایک قدم پر درجہ بلند ہوتا ہے۔

(الصحیح للمسلم، جلداول ص ۲۳۶)

۷-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے حجابات اٹھا لیے جاتے ہیں اور حور عین اس وقت تک اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک وہ ناک صاف نہ کرے یا نہ کھنکارے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری جلداول ص ۱۲۶)

۸-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی طہارت (وضو) ہے۔ (الصحیح للمسلم)

۹-حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ

کرتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۱۰۴)

مالم تغش الکبائر: اس کے دو مفاہیم ہیں: (۱) صغیرہ سب گناہ معاف ہو جاتے لیکن کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ (۲) اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ ہے: **ان تجتنبوا کبٰر ماتنھون عنہ نکفر عنکم سیناتکم** اگر تم کبائر سے بچو گے تو صغیرہ کو ہم نیکیوں کے سبب معاف کر دیں گے۔ ارشاد ربانی: **ان الحسنات یذھبن السیئات**، بیشک نیکیوں کے سبب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سوال: جب نمازوں کے باعث گناہ معاف ہو گئے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، ایک حج سے دوسرے حج تک اور ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک گناہ مٹائے جانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: (۱) نماز پنجگانہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جبکہ باقی عبادات سے درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ (۲) اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں: (۱) مفرد، (۲) مرکب۔ مفرد کا خاصہ الگ ہے اور مرکب کا خاصہ الگ ہے۔ نماز بمنزل مفرد کے ہے اور باقی عبادات بمنزل مرکب کے ہیں۔

سوال: صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی وضاحت کریں؟

جواب: گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ کی تعریف میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ جس گناہ پر آتش جہنم یا عذاب یا لعنت یا غضب کی وعید وارد ہو، وہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ ہوگا۔

۲۔ ہر گناہ اپنے مافوق کے اعتبار سے صغیرہ اور اپنے ماتحت کے اعتبار سے کبیرہ ہے۔

۳۔ جس گناہ میں حد فی الدنیا یا نار فی الآخرۃ کا ذکر ہو، وہ کبیرہ ہوگا ورنہ صغیرہ۔

۴۔ جس گناہ کو مسلمانوں کی اکثریت قرآن وسنت کے مطابق کبیرہ تصور کرے، وہ صغیرہ جس کو کبیرہ کے برابر نہ سمجھیں وہ صغیرہ ہے۔

۵۔ جو گناہ خوفزدہ ہو کر کیا جائے وہ صغیرہ اور جو بلا خوف کیا جائے، وہ کبیرہ ہے۔

۶۔ قرآن وسنت میں جس گناہ کو صراحتاً بیان کیا گیا ہو، وہ کبیرہ ورنہ صغیرہ ہے۔

۷۔ جس گناہ سے حرمت دین یا حرمت خداوندی کو توڑا گیا ہو اور مسلمان بھی اسے قبیح تصور کرتے ہوں، وہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ۔

۸۔ ایسا کام جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہو، وہ گناہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

باب 23: باجماعت نماز کی فضیلت

199 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهٰكَذَا رَوٰى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: اَنَّهٗ قَالَ تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعَامَّةُ مَنْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَالُوْا خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ اِلَّا ابْنَ عُمَرَ فَاِنَّهٗ قَالَ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باجماعت نماز' آدمی کے تنہا نماز پڑھنے پر ستائیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے: باجماعت نماز ادا کرنا آدمی کے تنہا نماز پڑھنے پر ستائیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جن حضرات نے اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے عام طور پر یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

تاہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں لفظ ''ستائیس گنا'' نقل کیا ہے۔

200 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

199- اخرجه مالك (129/1): كتاب صلاة الجماعة: باب فضل صلاة الجماعة على صلاة الفذ' حديث (1)' واخرجه البخاري (154/2): كتاب الاذان: باب: فضل صلاة الجماعة حديث (645)' (161/2): باب: فضل صلاة الفجر في جماعة' حديث (649)' و مسلم (ابي) (587/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة' حديث (000/250, 650/249)' والنسائي (103/2): كتاب الامامة: باب فضل الجماعة' حديث (837)' وابن ماجه (259/1): كتاب المساجد والجماعات' حديث (789)' والدارمي (293, 292/1): كتاب الصلاة : باب: في فضل صلاة الجماعة' واخرجه احمد (17/2) (4670)' (102/2) (5779)' (112/2) (5921)' (156/2) (6455)

متن حدیث: اِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْئًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

فضائل جماعت

نماز باجماعت ادا کرنے کے فضائل کثیر احادیث میں بیان کیے گئے ہیں، اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز باجماعت، اکیلے پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ (الصحیح للبخاری جلداوّل ۲۴۲)

۲-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کامل وضو کیا، پھر فرض کی ادائیگی کے لیے نکلا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی، تو اس کے گناہ بخش جاتے ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ جلد ثانی ص ۳۷۳)

۳-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز باجماعت سے محروم رہنے والا اگر جانتا کہ اس کی ادائیگی کرنے والے کے لیے کیا ہے؟ وہ گھسٹا ہوا حاضر ہونے کو پسند کرتا۔ (المعجم الکبیر جلد ۸ ص ۲۲۴)

۴-حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چالیس راتیں مسجد میں نماز عشاء باجماعت پڑھے کہ اس کی تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی ہو، اللہ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلداوّل ص ۴۳۷)

۵-حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن باجماعت نماز ادا کرے کہ تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی ہو، تو اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں: (۱) آگ سے، (۲) نفاق سے۔ (جامع ترمذی جلداوّل ص ۲۷۴)

200- اخرجه مالك في الموطا (129/1): كتاب صلاة الجماعة: باب: فضل صلاة الجماعة على صلاة الفذ' حديث (2)' واخرجه البخاري (160/2) كتاب الاذان: باب: فضل صلاة الفجر في جماعة' حديث (648)' ومسلم ابي (584/2, 586)' كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها' حديث (245 /649)' (246 /649)' واخرجه النسائي (240/1): كتاب الصلاة: باب: فضل صلاة الجماعة' حديث (486)' (103/2): كتاب الامامة: باب: فضل الجماعة' حديث (838)' وابن ماجه (258/1): كتاب المساجد والجماعات: باب: فضل الصلاة في جماعة' حديث (787)' وبطريق آخر عن ابي صالح عن ابي هريرة' حديث (786)' والدارمي (292/1): كتاب الصلاة: باب: في فضل صلاة الجماعة' واخرجه احمد (396, 473, 486, 501, 233/2, 264, 266)

۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نمازِ عشاء باجماعت ادا کی اسے نصف رات کا ثواب دیا جاتا ہے اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، اسے پوری رات نماز کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔
(الصحیح لمسلم جلداوّل ص ۳۲۹)

۷- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور وہ نماز باجماعت نہ پڑھیں تو شیطان ان پر مسلط ہوا جاتا ہے، تم جماعت کا اہتمام کرو کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو پھاڑتا ہے جو ریوڑ سے جدا ہوتی ہے۔ (سنن نسائی جلداوّل ص ۱۴۷)

۸- اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو باہم صفیں ملاتے ہیں۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۲۹۵)

ایک سوال اور اس کا جواب

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فضائل جماعت کے حوالے سے دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔ پہلی حدیث میں اکیلا نماز پڑھنے کی بنسبت باجماعت پڑھنے والے کو ستائیس گنا زیادہ اور دوسری روایت میں پچیس گنا زیادہ ثواب ملنے کا ذکر ہے، تو اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

بعض حضرات نے پچیس درجہ والی روایت کو ترجیح دی ہے اور بعض نے ستائیس درجہ والی روایت کو۔ علاوہ ازیں دونوں روایات میں تطبیق کی بھی کوشش کی گئی ہے: جس میں متعدد اقوال ہیں۔ چند مشہور اقوال درج ذیل ہیں:

۱- عدد قلیل، عدد کثیر کے خلاف نہیں ہوا کرتا بلکہ عدد قلیل، عدد کثیر میں شامل ہوا کرتا ہے، چنانچہ عدد ۲۷ میں عدد ۲۵ شامل و داخل ہے۔

۲- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی امت کو ۲۵ گنا زیادہ کی ترغیب دی، پھر ۲۷ گنا کی ترغیب دی ہو۔

۳- نمازِ فجر اور نمازِ عشاء کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ جبکہ باقی نمازوں کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۴- نمازِ فجر اور نمازِ عصر کا ثواب ۲۷ گنا اور باقی نمازوں کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔

۵- جہری نمازوں کا ثواب ۲۷ گنا اور سری نمازوں کا ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۶- جماعت کثیرہ کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ جبکہ جماعت قلیلہ کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۷- اگر نماز میں خشوع و اخلاص زیادہ ہو، تو ثواب ۲۷ گنا زیادہ اور اگر کم ہو، تو ثواب ۲۵ گنا زیادہ۔

۸- اگر کوئی شخص پوری جماعت میں شامل ہو، تو اسے ۲۷ گنا اور اگر بعض جماعت میں شامل ہوا تو اس کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہو۔

۹- جو شخص جماعت سے قبل مسجد میں پہنچا اور وہ انتظار کے بعد جماعت میں شامل ہوا، تو اس کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ورنہ ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہوگا۔

۱۰- دنیا میں انوار و برکات کا ثواب ۲۵ گنا اور آخرت کے انوار و برکات کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ہوگا۔

۱۱- مسجد کے اندر کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے ۲۷ نمازوں کا ثواب اور اگر نماز مسجد کے باہر ادا کی تو اس کا ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہے۔
۱۲- دور سے مسجد میں آئے تو ثواب ۲۷ گنا زیادہ اور اگر قریب سے آئے تو ثواب ۲۵ گنا زیادہ ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَّسْمَعُ النِّدَاءَ فَلَا يُجِيبُ

باب 24: جو شخص اذان سن کر اس کا جواب نہ دے

201 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَتِىْ اَنْ يَّجْمَعُوْا حُزَمَ الْحَطَبِ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى اَقْوَامٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِى الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ وَّجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ

وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا عَلَى التَّغْلِيظِ وَالتَّشْدِيْدِ وَلَا رُخْصَةَ لِاَحَدٍ فِىْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں کچھ نوجوانوں کو یہ ہدایت کروں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں پھر میں نماز کے لیے حکم دوں تو وہ قائم کر لی جائے پھر میں ان لوگوں کو آگ لگا دوں جو نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ وہ یہ بیان کرتے ہیں: جو شخص اذان سنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں نہ آئے) تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

بعض اہلِ علم نے اس روایت کو تاکید اور سختی (شدید ترغیب یا تنبیہ پر) محمول کیا ہے اور انہوں نے جماعت ترک کرنے کی

201- اخرجه مسلم (ابی) (584/2) كتاب المساجد و مواضع الصلاة؛ باب: فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها حديث (245 /649) واخرجه ابو داؤد (205/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: في التشديد في ترك الجماعة حديث (549) واخرجه احمد في مسنده (472/2, 539)

رخصت کسی کو بھی نہیں دی البتہ عذر کی وجہ سے اسے ترک کیا جا سکتا ہے۔

202 آثارِ صحابہ: قَالَ مُجَاهِدٌ وَّسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَّصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ لَا يَشْهَدُ جُمْعَةً وَّلَا جَمَاعَةً قَالَ هُوَ فِي النَّارِ

قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ وَمَعْنَى الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ وَالْجُمُعَةَ رَغْبَةً عَنْهَا وَاسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا وَتَهَاوُنًا بِهَا

◆◆ مجاہد بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو دن کے وقت روزہ رکھتا ہے' اور رات کے وقت نفل پڑھتا رہتا ہے' لیکن وہ جمعہ کی نماز میں یا باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوتا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔

اس روایت کو حماد نے محاربی اور لیث سے اور انہوں نے مجاہد سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کا مفہوم یہ ہے: وہ شخص جماعت اور جمعہ میں' ان نمازوں سے قصداً اجتناب اختیار کرتے ہوئے شریک نہیں ہوتا اور اس کے حق کو کم تر سمجھتا ہے' اور اسے ہلکا شمار کرتا ہے۔

شرح

تارکین جماعت کی وعید اور جماعت کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

اجابت اذان کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) اجابت قولی یعنی اذان کا اپنی زبان سے جواب دینا، یہ سنت ہے۔ (۲) اجابت فعلی یعنی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا۔ اس کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعت فرض عین ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے اور امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واجب ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں جو وہ قائم کریں، پھر میں ان لوگوں کو گھروں سمیت نذر آتش کر دوں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔'' (الصحیح لمسلم جلد اوّل ص ۲۳۷) علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فتویٰ سے بھی استدلال کیا ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے لیکن وہ نماز جمعہ اور باجماعت نماز میں شامل نہیں ہوتا؟ آپ نے جواب دیا: وہ جہنمی ہے۔ اس حدیث اور فتویٰ میں تارکین جماعت و غافلین جمعہ کے لیے نذر آتش کرنے اور جہنمی ہونے کی جو وعید سنائی گئی ہے، اس سے جماعت کی فرضیت و وجوب ثابت ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماعت فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے' جن میں ترک جماعت کے اعذار بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور

حضرت امام ہمام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث خبر واحد ہے اور فتویٰ ایک صحابی کا اثر ہے، ان سے فرض اور وجوب ثابت نہیں ہوسکتا۔ البتہ ان میں تارک جماعت کی وعید شدید بیان کی گئی ہے، جس سے سنت مؤکدہ ثابت ہوتی ہے مثلاً کوئی شخص باجماعت نماز نہیں پڑھتا تو آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوگی۔ حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی نماز تو ہوجائے گی لیکن ترک جماعت کی وجہ سے اس کے ثواب میں کمی ہوگی اور وہ گناہگار ہوگا۔ ثانیاً ان دلائل میں جماعت کی فرضیت بیان نہیں کی گئی بلکہ وعید وترہیب بیان کر کے شعائر اسلام کے تحفظ کا درس دیا گیا ہے کیونکہ جماعت کی شکل میں مسلمانوں کے اجتماع سے اسلام کی عظمت اور شان وشوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْجَمَاعَةَ

باب 25: جو شخص تنہا نماز ادا کرے اور پھر جماعت کو بھی پالے

203 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الْاَسْوَدِ الْعَامِرِيُّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ

متنِ حدیث: شَهِدْتُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَالَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْحَرَفَ اِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي اُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مِحْجَنٍ الدِّيلِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ الْاَسْوَدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالُوْا اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَحْدَهُ ثُمَّ اَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا فِي الْجَمَاعَةِ وَاِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الْمَغْرِبَ وَحْدَهُ ثُمَّ اَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ قَالُوْا فَاِنَّهُ يُصَلِّيهَا مَعَهُمْ وَيَشْفَعُ بِرَكْعَةٍ وَّالَّتِي صَلّٰى وَحْدَهُ هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَهُمْ

203- اخرجه ابوداؤد (213/1): كتاب الصلاة: باب: فيمن صلى في منزله ثم ادرك الجماعة يصلي معهم حديث (575) (576) (223/1) باب: الامام ينحرف بعد التسليم حديث (614) والنسائي (113,112/2): كتاب الامامة: باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلى وحده حديث (858) والدارمي (318, 317/1): كتاب الصلاة: باب: اعادة الصلوات في الجماعة بعد ما صلى في بيته وابن خزيمة (262/2) في جماع ابواب الاوقات التي ينهى عن التطوع فيهن باب: ذكر الدليل على ان نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن الصلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس وحديث (1279) و (67/3): في جماع ابواب قيام المومنين خلف الامام: باب: الصلاة جماعة بعد صلاة الصبح منفردا فتكون الصلاة جماعة للماموم نافلة وحديث (1638) (106, 105/3): باب: انحراف الامام من الصلاة التي لا يتطوع بعدها حديث (1713) واخرجه احمد (161, 170/4) العدى

◆◆ جابر بن یزید بن اسود عامری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج میں شریک ہوا میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز مسجد خیف میں ادا کی جب آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی اور آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہاں دو آدمی موجود تھے جو لوگوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی تھی آپ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لاؤ! ان دونوں کو لایا گیا' ان کے اعضاء پر کپکپی طاری تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ ان دونوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اپنی رہائش میں نماز ادا کر چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو! جب تم اپنی رہائش میں نماز ادا کر لو اور پھر تم دونوں باجماعت نماز والی مسجد میں آؤ' تو وہاں لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لو' تو یہ تم دونوں کے لیے نفل نماز ہو جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت محجن رضی اللہ عنہ اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن اسود سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

کئی اہلِ علم کا یہی قول ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہ حضرات یہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی آدمی تنہا نماز ادا کرے اور پھر وہ جماعت کو پالے تو وہ تمام نمازوں کو جماعت کے ہمراہ دوبارہ پڑھے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص مغرب کی نماز تنہا ادا کر لیتا ہے' پھر وہ جماعت کو پاتا ہے' تو یہ حضرات فرماتے ہیں: یہ لوگوں کے ساتھ اس نماز کو ادا کرے گا' اور ایک رکعت کے ذریعے اس نماز کو جفت کر لے گا' کیونکہ ان حضرات کے نزدیک جو نماز اس نے تنہا ادا کی تھی وہ اس کے لیے فرض نماز شمار ہوگی۔

شرح

انفرادی نماز کے بعد جماعت پانے کی صورت میں اس میں شمولیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ

اگر کوئی شخص گھر میں انفرادی طور پر نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں جاتا ہے اور جماعت پالیتا ہے تو کیا وہ جماعت میں شمولیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا شخص تمام نمازوں کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نوافل ادا کرنا مکروہ نہیں ہیں۔ البتہ نماز مغرب میں مزید ایک رکعت شامل کر کے شفعہ بنالی جائے گی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ انفرادی طور پر گھر میں نماز ادا کرنے والے دو شخص جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے، آپ نے ان سے اظہار ناراضگی فرمایا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تخصیص و استثناء انہیں جماعت میں شمولیت کا حکم دیا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ انفرادی طور پر اپنے گھر میں نماز پڑھنے والا شخص مسجد میں جماعت

پاتا ہے تو نماز ظہر اور نماز عشاء کی جماعت میں شامل ہوسکتا ہے، کیونکہ ان کے بعد نوافل جائز ہیں۔ نماز فجر، نماز عصر اور نماز مغرب کی جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا، کیونکہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز مغرب کی جماعت میں اس لیے شامل نہیں ہوسکتا کہ اس کی تین رکعت ہیں جبکہ نوافل تین رکعت نہیں ہوسکتے۔ نماز مغرب میں ایک رکعت کا اضافہ کر کے بھی جماعت میں شمولیت درست نہیں ہوگی کیونکہ اس سے امام کی مخالفت لازم آئے گی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اپنی رہائش گاہ میں نماز پڑھ چکے ہوتو پھر جماعت کو پالو تو اس میں شامل ہو جاؤ سوائے نماز فجر اور نماز مغرب کے۔'' (دارقطنی)

اس روایت میں جماعت میں شمولیت کے حوالے سے نماز فجر اور نماز مغرب دونوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یاد رہے نماز فجر اور نماز عصر دونوں کا حکم یکساں ہے کیونکہ دونوں کے بعد نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حدیث باب کے مقابل متواتر وقوی ہے، لہٰذا اسے ترجیح حاصل ہوگی۔
(۲) جب امیر کے عقاب و عتاب کا خوف ہو، اس وقت تمام نمازوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت جس میں نماز فجر اور نماز مغرب کا استثنیٰ ہے، سے حدیث باب کی تخصیص کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِيْ مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ مَرَّةً

باب 26: جس مسجد میں نماز ادا کی جاچکی ہو وہاں دوبارہ باجماعت نماز پڑھنا

204 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ النَّاجِيِّ الْبَصْرِيِّ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ

متن حدیث: جَآءَ رَجُلٌ وَّقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلٰى هٰذَا فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰى مَعَهٗ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَالْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ

204- اخرجه ابو داؤد (213,212/1): كتاب الصلاة: باب: في الجمع في المسجد مرتين' حديث (574)' واخرجه الدارمي. (318/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الجماعة في مسجد قد صلى فيه مرة' و عبد بن حميد في مسنده (ص 291) حديث (936)' واخرجه احمد (85/3, 64/3, 5/3)

التَّابِعِيْنَ قَالُوْا لَا بَاْسَ اَنْ يُّصَلِّيَ الْقَوْمُ جَمَاعَةً فِيْ مَسْجِدٍ قَدْ صَلّٰى فِيْهِ جَمَاعَةٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلُّوْنَ فُرَادٰى وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَمَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ يَخْتَارُوْنَ الصَّلٰوةَ فُرَادٰى

توضیح راوی: وَسُلَيْمَانُ النَّاجِيُّ بَصْرِيٌّ وَّيُقَالُ سُلَيْمَانُ ابْنُ الْاَسْوَدِ وَاَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهٗ عَلِيُّ بْنُ دَاوٗدَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تھے آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون اس شخص کا ساتھ دے گا؟ تو ایک شخص کھڑا ہوا اس نے اس شخص کے ساتھ نماز ادا کر لی۔

اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے علاوہ تابعین میں سے کئی اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: جس مسجد میں با جماعت نماز ادا کی جا چکی ہو وہاں ایک اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لی جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض دیگر اہلِ علم نے یہ رائے دی ہے: ایسے لوگ الگ، الگ نماز ادا کریں گے۔

امام سفیان، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان حضرات نے الگ، الگ نماز ادا کرنے کو اختیار کیا ہے۔

سلیمان ناجی بصری کا نام ایک قول کے مطابق سلیمان بن اسود ہے۔ ابوالمتوکل نامی راوی کا نام علی بن داؤد ہے۔

شرح

مسجد میں جماعت ثانیہ کا شرعی حکم

آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ کسی مسجد میں ایک بار جماعت ہو چکی ہو تو اس میں جماعت ثانیہ بلا کراہت جائز ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے کہ جماعت ثانیہ جائز ہے۔ جماعت کے بعد آنے والے شخص کے لیے جماعت کا اہتمام کیا گیا اور اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور یہ جماعت ثانیہ تھی۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کسی کام کی غرض سے تشریف لے گئے واپس تشریف لائے تو لوگ باجماعت نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے اور اپنے اہلِ خانہ کو ساتھ کھڑا کر کے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ (علامہ نیموی: آثار السنن ص ۱۴۵)

ایک قول کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ چند شرائط کے ساتھ جماعت ثانیہ کی اجازت دیتے ہیں:

(۱) اہل محلہ میں سے کچھ لوگ وقت کی غلط فہمی سے باجماعت نماز ادا کر لیں اور بعد میں بر وقت آنے والے لوگ جماعت ثانیہ سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) مسجد شاہراہ عام پر واقع ہو کہ مختلف لوگ آ کر باجماعت نماز پڑھتے جائیں۔

(۳) پہلے مسافر لوگوں نے باجماعت نماز پڑھی پھر اہل محلہ باجماعت نماز ادا کریں۔

(۴) مسجد ایسی ہو جس میں مؤذن وامام تعینات نہ ہوں۔ البتہ ضد یا تفرقہ بازی یا محض انتشار کے باعث جماعت ثانیہ جائز نہیں ہوگی۔ جماعت ثانیہ کی صورت میں امام پہلے امام کی جگہ تبدیل کر کے جماعت کرائے۔

حدیث باب سے ضمنی طور پر یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مفترض، متنفل کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ البتہ اس کے برعکس صورت یعنی متنفل، مفترض کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِی الْجَمَاعَةِ

باب 27: عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

205 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَّمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّعُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِیْ مُوْسٰى وَبُرَيْدَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُثْمَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ مَوْقُوْفًا وَّرُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ مَرْفُوْعًا

◄► حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص عشاء کی نماز باجماعت میں شریک ہو، اسے نصف رات تک نوافل ادا کرنے کا ثواب ملے گا، اور جو شخص عشاء اور فجر دونوں نمازوں میں باجماعت شریک ہو تو اسے ساری رات نوافل ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عمارہ بن

205- اخرجه مسلم (ابی) (593/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة (656/260) وابو داؤد (207/1): كتاب الصلاة: باب: فی فضل صلاة الجماعة حديث (555) و عبد بن حميد فی مسنده (ص 47)

ابورویہ رضی اللہ عنہ، حضرت جندب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

اسی حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ کے حوالے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے اور دیگر حوالوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

206 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِىْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِىْ ذِمَّتِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح کی نماز ادا کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے میں ہوتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذمے کی خلاف ورزی نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

207 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ الْكَحَّالِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِى الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مَرْفُوْعٌ هُوَ صَحِيْحٌ مُسْنَدٌ وَّمَوْقُوْفٌ اِلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُسْنَدْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تاریکی میں چل کر مسجد کی طرف آنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری دے دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حوالے سے یعنی "مرفوع" روایت کے طور پر ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تک موقوف ہونے کے اعتبار سے یہ "صحیح" اور "مسند" ہے۔ اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی گئی ہے۔

شرح

نمازِ عشاء اور نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے فضائل

نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کے فضائل احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ نمازوں میں زیادہ مشقت طلب نماز

206- اخرجه مسلم (ابی) (593/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل صلاة العشاء والصبح فى جماعة حديث (657/261) واخرجه احمد فى مسنده (312/4, 313/4)

207- اخرجه ابو داؤد (209/1): كتاب الصلاة: باب: ماجاء فى المشى الى الصلاة فى الظلم حديث (561)

عشاء اور نماز فجر ہیں اور ان دونوں کے فضائل خصوصیت اور اہتمام سے بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں تین احادیث کی تخریج کی ہے:

۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص عشاء کی نماز با جماعت پڑھتا ہے، اسے نصف رات کے قیام کا اور جو فجر کی نماز با جماعت ادا کرتا ہے، اسے بھی نصف شب کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔" اس حدیث میں نماز عشاء اور نماز فجر دونوں با جماعت پڑھنے سے نصف نصف شب کا ثواب عطا کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ گویا جو دونوں نمازوں کو با جماعت ادا کرتا ہے، اسے پوری شب قیام کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۵)

۲- حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص صبح کی نماز (با جماعت) پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہوتا ہے، تم اس کے ذمہ میں رخنہ اندازی نہ کرو۔" اس حدیث میں خواہ نماز فجر کو با جماعت ادا کرنے سے مقید نہیں کیا گیا لیکن حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت اسے نقل کر کے اسے "با جماعت" کی قید سے مقید کر دیا ہے۔ اس طرح یہ روایت ترجمۃ الباب سے مطابق بھی ہوگئی۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۶)

۳- حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگ تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر آتے ہیں، قیامت کے دن انہیں "نورتام" عطا کیے جانے کی خوشخبری سنادو۔" (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۰۷)

تاریکی والی دو نمازیں ہیں: (۱) نماز عشاء۔ اس کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف جانا بھی تاریکی میں اور آنا بھی تاریکی میں ہوتا ہے۔ تاریکی سے مراد رات کی تاریکی، چاند نہ ہو تو اس کی تاریکی اور لائٹ نہ ہو تو اس کی تاریکی گویا اس نماز کا سفر تاریکیوں میں کیا جاتا ہے۔ (۲) نماز فجر کے وقت مسجد کی طرف جانا تاریکی میں ہوتا ہے لیکن آنا روشنی میں ہوتا ہے۔ دونوں نمازیں با جماعت ادا کرنے والوں کو قیامت کے دن "نورتام" سے نوازے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو اس کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ نورتام سے مراد اجر عظیم یا نور ایمان ہے، جس کے باعث قیامت کے دن مسلمانوں کو پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

باب 28: پہلی صف کی فضیلت

208 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

208- اخرجه مسلم (ابى) (331/2): كتاب الصلاة: باب: تسوية الصفوف واقامتها وفضل الاول فالاول منها' حديث (440/132) وابو داؤد (238/1): كتاب الصلاة: باب: صف النساء و كراهية التاخر عن الصف الاول' حديث (678) واخرجه النسائى (94,93/2): كتاب الامامة: باب: ذكر خير صفوف النساء وشر صفوف الرجال' حديث (820 ' واخرجه ابن ماجه (319/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة: فيها: باب: صفوف النساء' حديث (1000) واخرجه ابن خزيمة (28, 27/3): كتاب جماع ابواب قيام المأمومين خلف الامام: باب: ذكر خير صفوف الرجال و خير صفوف النساء' حديث (1561) واحمد فى مسنده (367,354, 336/2)

متن حدیث: خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاُبَيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْاَوَّلِ ثَلَاثًا وَّلِلثَّانِيْ مَرَّةً

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی صف میں بہترین صف ان کی سب سے پہلی صف ہے اور سب سے کم بہتر سب سے آخری ہے اور خواتین کی سب سے بہترین صف سب سے آخر والی ہے اور سب سے کم بہتر صف سب سے پہلی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ نے پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی ہے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک مرتبہ دعائے مغفرت کی ہے۔

209 متن حدیث: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ (1)

سند حدیث: قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهٗ

◆◆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا فضیلت ہے اور پھر انہیں اس کا موقع صرف قرعہ اندازی کے ذریعے ملے تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی بھی کر لیں گے۔

اس روایت کو اسحٰق بن موسیٰ انصاری رضی اللہ عنہ نے معن کے حوالے سے، مالک کے حوالے سے، سمی کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

صف اول کے فضائل

نماز کے وقت تیار کی جانے والی صفوف میں سے افضل صف اول ہے۔ اس کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ

(1)- اخرجه البخاری (114/2): كتاب الاذان: باب: الاستهام فی الاذان حديث (615) والحديث طرفه فی (-721- 2689 654)

درج ذیل ہیں:

۱- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی صف والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے ان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۸ ص ۲۹۵)

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں افضل پہلی صف ہے اور کم درجہ کی آخری صف ہے۔ عورتوں کی صفوں میں افضل صف آخری ہے اور کم درجہ کی پہلی صف ہے۔

(الصحیح للمسلم جلد اوّل ص ۲۳۲)

۳- ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے اللہ! صف اول والے لوگوں کی بخشش فرما، صحابہ عرض کیا: یارسول اللہ! صف ثانی کو بھی دعا میں شامل فرمائیں۔ آپ نے پھر عرض کیا: اے اللہ! پہلی صف والے لوگوں کی بخشش فرما! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! دوسری صف والے لوگوں کو بھی شامل فرمائیں، تو آپ نے یوں دعا کی: اے اللہ تو صف اول اور صف ثانی والے لوگوں کی مغفرت کر۔'' (مسند امام احمد جلد ۸ ص ۲۹۵)

ان احادیث میں صف اول کی فضیلت ظاہر و باہر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صف اول والے لوگ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب، اس کے انعامات اور بخشش کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔

صف اول کا مصداق اور اس کے افضل ہونے کی وجہ

صف اول سے مراد کیا ہے؟ اس کے مصداق میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- کسی مسجد کی پہلی صف میں جتنے لوگوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہو، سب سے پہلے اتنی مقدار میں مسجد میں داخل ہونے والے، صف اول کے لوگ ہیں خواہ وہ کسی بھی صف میں کھڑے ہوگئے ہوں۔

۲- وہ نمازی جن کے درمیان اور امام کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، وہ صف اول کے ہیں خواہ وہ کسی بھی صف میں کھڑے ہوں۔

۳- پہلی قطار والے لوگ ''صف اول'' کا مصداق ہیں۔ اس مقام پر پہلی راجح ہے۔

مردوں کی صفوں میں پہلی صف افضل اور عورتوں کی صفوں میں آخری صف افضل ہونے کی وجہ مسابقت و حجاب ہے یعنی مردوں کے پہلے آنے اور عورتوں کے پردہ کے باعث افضل و اعلیٰ ہے۔ عورتوں کا مردوں سے دوری، ان کا پردہ ہے۔ اس مسئلہ کی جزئی علم فقہ سے بھی ملتی ہے کہ نماز جنازہ میں آخری صف میں کھڑا ہونے والے لوگوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے' جس کی کئی وجوہات ہیں: (۱) تین صفیں بنانے کی غرض سے آگے کھڑے ہوئے لوگ پیچھے آجاتے ہیں تو ان کے اجر میں کمی نہیں ہونی چاہیے بلکہ وہ اجر و ثواب کے زیادہ حقدار ہونے چاہئیں۔ (۲) نماز جنازہ کی کیفیت قدرے مورتی کی عبادت کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ آخری صف میں کھڑے ہونے والے لوگوں میں یہ مشابہت کم درجہ کی پائی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِقَامَةِ الصُّفُوفِ

باب 29: صفیں درست رکھنا

210 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّى صُفُوفَنَا فَخَرَجَ يَوْمًا فَرَاٰى رَجُلًا خَارِجًا صَدْرُهُ عَنِ الْقَوْمِ فَقَالَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ اِقَامَةُ الصَّفِّ

آثارِ صحابہ: وَرُوِىَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُوَكِّلُ رِجَالًا بِاِقَامَةِ الصُّفُوفِ فَلَا يُكَبِّرُ حَتّٰى يُخْبَرَ اَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ

وَرُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ اَنَّهُمَا كَانَا يَتَعَاهَدَانِ ذٰلِكَ وَيَقُوْلَانِ اسْتَوُوا

وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ تَقَدَّمْ يَا فُلَانُ تَاَخَّرْ يَا فُلَانُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست کروایا کرتے تھے ایک دن آپ تشریف لائے آپ نے ایک شخص کو دیکھا' جس کا سینہ دوسروں سے آگے نکلا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: یا تو تم لوگ اپنی صفیں درست رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا ہے: نماز کی تکمیل میں ان صف کو درست کرنا بھی شامل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے: انہوں نے کچھ لوگوں کو صفیں درست کرنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا' اور اس وقت تک تکبیر نہیں کہتے تھے' جب تک انہیں یہ بتا نہیں دیا جاتا تھا: تمام صفیں درست ہو چکی ہیں۔

210- اخرجه مسلم (ابی) (326/2): كتاب الصلاة: باب تسوية الصفوف واقامتها وفضل الاول فالاول منها' حديث (436/127)م وابو داؤد (234/1): كتاب الصلاة: باب: تسوية الصفوف' حديث(665,663)' والنسائى (89/2): كتاب الامامة: باب: كيف يقوم الامام الصفوف' حديث (810)' وابن ماجه (318/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: اقامة الصفوف' حديث (994)' واخرجه احمد فى مسنده (277, 276, 272, 270/4)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہ منقول ہے: وہ اہتمام کے ساتھ اس کا خیال رکھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے: صفیں سیدھی رکھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے: اے فلاں! تم آگے ہو جاؤ اور اے فلاں! تم پیچھے ہو جاؤ۔

شرح

تسویۃ الصفوف کی اہمیت

جہاں نماز کے لیے اقامۃ الصفوف کو اہتمام سے بیان کیا گیا ہے وہاں تسویۃ الصفوف کی اہمیت اور عدم تسویۃ الصفوف کی وعید بھی بیان کی گئی ہے۔ تسویۃ الصفوف نماز کا حصہ ہے لیکن نماز کے لیے شرط نہیں ہے۔ ابتدائی سالوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست اقدس میں چھڑی لے کر صفوں کو درست کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں کی تربیت ہوگئی اور وہ ازخود صفیں بنانے لگے تو آپ نے یہ اہتمام ختم کر دیا تھا۔ اسی دور کا واقعہ حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنا سینہ صفوں سے آگے نکال کر کھڑا ہوا تھا، آپ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: تم لوگ اپنی صفوں کو درست رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف وانتشار کی فضا پیدا کر دے گا۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۱۰)

تسویہ صفوف کا طریقہ یہ ہے کہ قدم قدم سے ملا کر اور کندھا کندھے سے ملا کر کھڑا ہونا ہے۔ کندھا کندھے سے ملانے کا مفہوم تو واضح ہے لیکن قدم، قدم سے ملانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں پاؤں کے مابین چار انگشت کا فاصلہ رکھ کر کھڑے ہونا۔ غیر مقلد حضرات نے اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنی دونوں ٹانگوں کو خوب پھیلایا جائے حتیٰ کہ ہر پاؤں کی چھوٹی انگلی دوسرے شخص کی چھوٹی انگلی سے جا کر مل جائے۔ یہ عجیب سی کیفیت بن جاتی ہے جو صفوں کی خوبصورتی کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ ان کے اس طریقہ میں سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ چند افراد کے کھڑا ہونے سے صف مکمل ہو جاتی ہے، گویا ایک شخص دو نمازیوں کی جگہ گھیر لیتا ہے۔

"اولیخالفن الله بین وجوهکم" کا مفہوم: اس فقرہ کے دو مفاہیم ہیں: (۱) لوگوں کے دلوں میں ایسی نفرت پیدا ہونا جس کے اثرات چہروں پر بھی عیاں ہوں۔ (۲) چہروں کو اس طریقے سے مسخ کر دینا کہ منہ، ناک، کان اور آنکھوں کو ختم کر دینا۔

سوال: شریعت محمدیہ میں مسخ نہ ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے، تو پھر مسخ کرنے کا مطلب کیا ہوا؟

جواب: مسخ کی دو اقسام ہیں: (۱) مسخ عام، (۲) مسخ خاص۔ شریعت محمدیہ میں اول الذکر مسخ کی نفی کی گئی ہے جبکہ اس مقام پر مسخ خاص مراد ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لِيَلِيَنِّىْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى

باب 30: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان) تم میں سے سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں

211 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ

مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّالْبَرَاءِ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ اَنْ يَّلِيَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ لِيَحْفَظُوْا عَنْهُ

توضیح راوی: قَالَ وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ هُوَ خَالِدُ بْنُ مِهْرَانَ يُكْنٰى اَبَا الْمُنَازِلِ

قولِ امام بخاری: قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ يُقَالُ اِنَّ خَالِدًا الْحَذَّاءَ مَا حَذَا نَعْلًا قَطُّ اِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُ اِلٰى حَذَّاءٍ فَنُسِبَ اِلَيْهِ قَالَ وَاَبُوْ مَعْشَرٍ اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم میں سمجھدار اور تجربہ کار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں پھران کے بعد وہ ہوں جوان کے قریبی مرتبے کے ہوں پھران کے بعد وہ کھڑے ہوں جوان کے قریبی مرتبے کے ہوں اور تم آپس میں اختلاف نہ کرنا ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آجائے گا' اور تم بازار کی گہما گہمی سے بچنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ کو یہ بات پسند تھی: مہاجرین اور انصار آپ کے قریب رہیں تا کہ آپ کے طریقے کو یاد رکھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خالد الحذاء یہ خالد بن مہران ہے' اور ان کی کنیت ''ابوالمنازل'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: یہ کہا گیا: خالد حذاء نے کبھی کوئی جوتا نہیں بنایا چونکہ وہ ایک موچی کے پاس بیٹھا کرتے تھے اس لیے اسی طرف منسوب ہو گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابومعشر کا نام زیاد بن کلیب ہے۔

211- اخرجه مسلم (ابی): كتاب الصلاة؛ باب: تسوية الصفوف واقامتها وفضل الاول فالاول منها' حديث (432/123)' واخرجه ابو داؤد (237/1): كتاب الصلاة؛ باب من يستحب ان يلي الامام في الصف وكراهية التاخير' حديث (675)' والدارمي (290/1): كتاب الصلاة؛ باب: من يلي الامام من الناس- وابن خزيمة (32/3): في جماع ابواب قيام المامومين خلف الامام' حديث (1572)' واخرجه احمد (457/1)(4373)

شرح

باشعور لوگوں کو پاس کھڑا کرنے کی وجوہات

اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ دوران نماز آپ کے پاس باشعور اور تجربہ کار لوگ کھڑے ہوں پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ لوگ کھڑے ہوں۔ باشعور اور تجربہ کار لوگوں کو پاس کھڑے کرنے کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱-امام سے قرأت وغیرہ میں سہو ہونے کی صورت میں وہ لقمہ دے سکیں۔

۲-اس بات کا امکان ہے کہ امام کی نماز فاسد ہونے کی صورت میں انہیں خلیفہ بنایا جاسکے۔

۳-تجربہ کار اور باشعور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیں تاکہ اس سرمایہ کو امت تک منتقل کیا جاسکے۔

بازاروں کی گہما گہمی سے بچنے کی تاکید کی وجوہات

حدیث باب کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اصلاح کے پیش نظر بازاروں کی رونق اور ان کی گہما گہمی سے اجتناب کرنے کی ہدایت بایں الفاظ فرمائیں: "وایاکم وھیشات الاسواق" اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱-اہل وعیال اور بازاروں کے معاملات میں اس قدر مصروف نہ ہو جاؤ کہ مسجد میں آنے کے لیے وہ رکاوٹ بننا شروع ہو جائیں۔

۲-گلی محلوں اور بازاروں کی طرح تم مسجد میں شور وغل کرنے سے مکمل اجتناب کرو۔

۳-بازاروں میں آمدورفت کا سلسلہ حد اور ضرورت سے زیادہ نہ ہونا چاہیے، کیونکہ یہ برے مقامات ہیں جبکہ ان کے برعکس مساجد اچھے مقامات ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِیْ

باب 31: ستونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ ہے

212 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ الْمُرَادِيِّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْنَا خَلْفَ اَمِيْرٍ مِّنَ الْاُمَرَاءِ فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ اَنَسُ

212-اخرجه ابو داؤد (1/236, 237): كتاب الصلاة: باب: الصفوف بين السوارى حديث (673) والنسائى (2/94): كتاب الاقامة: باب: الصف بين السوارى حديث (821) وابن ماجه (1/320): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: الصلاة بين السوارى فى الصف حديث (1002) ورواه احمد فى مسنده (رقم 12366 ج3ص131)

بْنِ مَالِكٍ كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَاب عَنْ قُرَّةَ بْنِ اِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِيْ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ

عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں: ہم نے ایک امیر کی اقتداء میں نماز ادا کی لوگوں نے مجبور ہو کر ستونوں کے درمیان نماز ادا کر لی' جب ہم نماز ادا کر چکے' تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہم اس سے بچا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت قرہ بن ایاس مزنی سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے: ستونوں کے درمیان صف بنائی جائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس کی اجازت دی ہے۔

شرح

ستونوں کے مابین صف بنانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

بوقت نماز مسجد میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دو ستونوں کے مابین صفیں بنانا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ستونوں کے مابین صفیں بنانے سے اجتناب کرتے تھے۔

۲- جمہور کے نزدیک ستونوں کے درمیان صفیں بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: فقلت اصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکعبۃ؟ قال: نعم، رکعتین بین الساریتین علی یسارك اذا دخلت (بخاری)

''میں نے دریافت کیا: کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی؟ (راوی نے) جواب دیا: ہاں! آپ نے دو ستونوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی اور جب تو کعبہ میں داخل ہو تو وہ تمہارے دائیں طرف ہوں گے۔''

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ممانعت کا حکم صرف مسجد نبوی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اس زمانہ میں اس کے ستون متوازی نہیں تھے بلکہ منحنی شکل کے تھے جن کے درمیان صف سیدھی نہیں

رہ سکتی تھی۔ستون متوازی ہونے کی صورت میں ان کے مابین صفیں بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ

باب 32 نماز کے دوران کسی شخص کا صف میں تنہا کھڑے ہونا

213 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ اَخَذَ زِيَادُ بْنُ اَبِي الْجَعْدِ بِيَدِي وَنَحْنُ بِالرَّقَّةِ فَقَامَ بِي عَلٰى شَيْخٍ يُقَالُ لَهٗ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ مِّنْ بَنِي اَسَدٍ فَقَالَ زِيَادٌ حَدَّثَنِي هٰذَا الشَّيْخُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ وَالشَّيْخُ يَسْمَعُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلٰوةَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ وَابِصَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ وَقَالُوْا يُعِيْدُ اِذَا صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يُجْزِئُهٗ اِذَا صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِلٰى حَدِيْثِ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَيْضًا قَالُوْا مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ يُعِيْدُ مِنْهُمْ حَمَّادُ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنُ اَبِي لَيْلٰى وَوَكِيْعٌ

اختلافِ سند: وَرَوٰى حَدِيْثَ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّثْلَ رِوَايَةِ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَّفِي حَدِيْثِ حُصَيْنٍ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ هِلَالًا قَدْ اَدْرَكَ وَابِصَةَ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْحَدِيْثِ فِي هٰذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَصَحُّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيْثُ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَصَحُّ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا عِنْدِي اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ لِاَنَّهٗ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيْثِ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ ابْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَّابِصَةَ

◄◄ ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں: زیاد بن ابوجعد نے میرا ہاتھ تھاما ہم لوگ اس وقت ''رقہ'' میں موجود تھے اس نے

213- اخرجه ابو داؤد (239/1): كتاب الصلاة: باب الرجل يصلي وحده خلف الصف حديث (682) وابن ماجه (321/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب صلاة الرجل خلف الصف وحده حديث (1004) والدارمي (294/1, 295): كتاب الصلاة: باب: في صلاة الرجل خلف الصف وحده والحميدي (392/2) حديث (884) واحمد (227/4, 228)

مجھے لے جا کر ایک شیخ کے سامنے کھڑا کر دیا' جس کا نام حضرت وابصہ بن معبد تھا۔ جو بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے' زیاد نے بتایا: ان بزرگ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے: ایک شخص نے صف میں اکیلے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ (راوی کہتے ہیں) وہ بزرگ یہ بات سن رہے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے اسے یہ ہدایت کی: وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص (امام کے پیچھے) صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اگر وہ صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرلے' تو وہ دوبارہ اس نماز کو پڑھے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: ایسا کرنا جائز ہے' اگر وہ صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

اہلِ کوفہ سے تعلق رکھنے والا ایک گروہ اسی حدیث کی طرف گیا ہے' جو حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

وہ حضرات یہ کہتے ہیں: جو شخص صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے وہ اسے دوبارہ ادا کرے گا (اہلِ کوفہ سے تعلق رکھنے والے ان افراد میں) حماد بن ابوسلیمان، ابن ابی لیلیٰ اور وکیع شامل ہیں۔

حصین کی روایت کو ہلال بن یساف کے حوالے سے کئی راویوں نے نقل کیا ہے' جیسا کہ ابواحوص کی روایت ہے' جو زیاد بن ابوالجعد کے حوالے سے' حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

حصین کی روایت میں یہ حدیث موجود ہے' جو اس بات پر دلالت کرتی ہے: ہلال نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔

محدثین نے اس روایت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: عمرو بن مرہ نے ہلال بن یساف کے حوالے سے، عمرو بن راشد کے حوالے سے، حضرت وابصہ بن معبد سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے۔

بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے: حصین نے ہلال بن یساف کے حوالے سے، زیادہ بن ابوالجعد کے حوالے سے، حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک عمرو بن مرہ سے منقول حدیث ''اصح'' ہے اس کی وجہ یہ ہے: یہ ہلال بن یساف کے علاوہ دیگر حوالوں سے بھی زیاد بن ابوالجعد کے حوالے سے' حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

214 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا صَلّٰى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلٰوةَ

214- اخرجه ابو داؤد (239/1): كتاب الصلاة: باب: الرجل يصلي وحده خلف الصف حديث (682) واحمد (227/4-228)

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ وَکِیْعًا یَقُوْلُ اِذَا صَلَّی الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاِنَّهٗ یُعِیْدُ

بلال بن یساف، عمرو بن راشد کے حوالے سے، حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے صف میں تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کر لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اگر کوئی شخص صف کے اندر تنہا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے، تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گا۔

شرح

صف میں تنہا نماز پڑھنے میں مذاہب آئمہ

امام کی اقتداء میں پچھلی صف میں تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد، حضرت وکیع بن الجراح، حضرت ابن ابی لیلیٰ، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام حماد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پچھلی صف میں تنہا نماز پڑھنے سے فاسد ہو جائے گی جو واجب الاعادہ ہوگی۔ انہوں نے زیر بحث سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صف میں تنہا نماز پڑھنے والے شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح باب کی دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ پچھلی صف میں تنہا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ واجب الاعادہ ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسے شخص کی نماز جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف میں قدرے تفصیل ہے کہ جماعت کھڑی ہو چکی کوئی شخص آتا ہے، آگے والی صف بھی مکمل ہو چکی ہو تو اکیلا کھڑا ہونے کی بجائے امام کے رکوع جانے تک کسی دوسرے شخص کے آنے کا انتظار کرے۔ اگر دوسرا شخص آ گیا تو اسے اپنے ساتھ ملا کر صف میں کھڑا ہو جائے ورنہ آگے والی صف کے درمیان سے کسی شخص کو بازو پکڑ کر پچھلی صف میں لے آئے اور آگے والی صف سے پچھلی صف میں آنے والا نمازی اپنے پاؤں کو گھسیٹتا ہوا پیچھے آ جائے کہ اس کا سینہ کعبہ رخ سے نہ پھرے۔ اگر آگے والی صف سے کسی کا پیچھے آنا ممکن نہ ہو یا انتشار کا خوف ہو تو وہ شخص بلا کراہت تنہا پچھلی صف میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ جمہور نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: انہ دخل المسجد ونبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راکع قال فرکعت دون الصف فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: زادک اللہ حرصا و لا تعد (سنن ابی داؤد، جلد اول ص ۹۹) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد میں اس وقت داخل ہوئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت رکوع میں تھے۔ میں بھی تنہا صف میں رکوع میں چلا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے ذوق میں اضافہ فرمائے تمہیں نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں امر

استحباب پر محمول ہے۔ (۲) جو نماز کراہت کے ساتھ پڑھی جائے وہ واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ (۳) یہ روایت سند کے اعتبار سے مضطرب ہے، لہٰذا قابل حجت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ رَجُلٌ

باب 33: جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے ساتھ ایک شخص (مقتدی) ہو

215 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَاْسِيْ مِنْ وَّرَائِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ قَالُوْا اِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَعَ الْاِمَامِ يَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْاِمَامِ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی' میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے کی طرف سے میرے سر کو پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد میں آنے والے اہلِ علم کا اس روایت پر عمل ہے۔

وہ حضرات یہ کہتے ہیں: جب امام کے ہمراہ صرف ایک شخص ہو' تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا۔

شرح

ایک مقتدی ہونے کی صورت میں امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ اگر ایک مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہوگا۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے

215- اخرجه البخاري (287/1): كتاب الوضوء: باب: التخفيف في الوضوء' حديث (138)' (248, 247/2): كتاب الاذان: باب: اذا قام الرجل عن يسار الامام' حديث (726)' وبطريق الشعبي عن ابن عباس (249/2): باب: ميمنة المسجد والامام حديث (728)' واخرجه مسلم' والنسائي (87, 86/2): كتاب الامامة: باب: موقف الامام اذا كان معه صبي وامراة' حديث (804)' وبطريق آخر' باب: موقف الامام والماموم صبي حديث (806)' وابن ماجه (312/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: الاثنان جماعة' حديث (973)

استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی دائیں جانب کھڑا کر کے جماعت کی شکل میں نماز ادا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۱۵) شیخین کے نزدیک مقتدی، امام کی دائیں جانب بالکل مساوی کھڑا ہوگا۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ امام، مقتدی سے چار انگشت آگے کھڑا ہوگا تا کہ امام اور مقتدی کے مابین امتیاز کی صورت بھی واضح ہو جائے۔ احناف کا فتویٰ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي مَعَ الرَّجُلَيْنِ

باب 34: جس شخص کے ہمراہ دو آدمی نماز ادا کرنے والے ہوں

216 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً اَنْ يَّتَقَدَّمَنَا اَحَدُنَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً قَامَ رَجُلَانِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَرُوِيَ

آثارِ صحابہ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ صَلّٰى بِعَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ فَاَقَامَ اَحَدَهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَرَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی: جب ہم تین افراد ہوں' تو ہم اپنے میں سے ایک کو آگے کر دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جب تین لوگ ہوں' تو دو آدمی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت منقول ہے: انہوں نے علقمہ اور اسود کو نماز پڑھائی تھی ان میں سے ایک کو اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا تھا اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کر دیا تھا' اور انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت بھی کی ہے۔

بعض حضرات نے اسماعیل بن مسلم مکی نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

216- تفرد به الترمذی' واخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير" (276/7) حديث (6951)

شرح

دومقتدیوں کی جماعت کا مسئلہ

جب مقتدی ایک سے زائد ہوں تو با جماعت نماز ادا کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ اس مسئلہ میں قدرے آئمہ کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک امام آگے کھڑا ہوگا اور دونوں مقتدی پچھلی صف میں برابر کھڑے ہوں گے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم تین آدمی ہوں تو ہم میں سے ایک شخص امام بن کر نماز پڑھائے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۱۶)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جب مقتدی دو ہوں تو امام درمیان میں کھڑا ہوگا جبکہ ایک مقتدی کو اپنی دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کرے گا۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز پڑھائی تو ایک کو اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کیا تھا۔

جمہور کی طرف سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر کا جواب کئی اعتبار سے دیا گیا ہے: (۱) دو مقتدیوں کی صورت میں امام کا درمیان میں کھڑا ہونا، منسوخ ہو چکا ہے۔ (۲) امام کا مقتدیوں کے مابین کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، جس کا مقصد بیان جواز تھا۔ (۳) بعض مقامات پر بیان جواز کے لیے مکروہ پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ

باب **35**: جو شخص نماز ادا کر رہا ہو اس کے ساتھ مرد اور خواتین (اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لیے موجود ہوں)

217 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلْنُصَلِّ بِكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِالْمَآءِ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَآئَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

217- اخرجه النسائي (2/56, 57): كتاب الامامة: باب: الصلاة على الحصير حديث (737) واخرجه احمد (3/179,226, 3/145)

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا كَانَ مَعَ الْاِمَامِ رَجُلٌ وَّامْرَاَةٌ قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَّمِيْنِ الْاِمَامِ وَالْمَرْاَةُ خَلْفَهُمَا وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ اِجَازَةِ الصَّلٰوةِ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ وَقَالُوْا اِنَّ الصَّبِيَّ لَمْ تَكُنْ لَهٗ صَلَاةٌ وَّكَاَنَّ اَنَسًا كَانَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ فِي الصَّفِّ

قولِ امام ترمذی: وَلَيْسَ الْاَمْرُ عَلٰى مَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهٗ مَعَ الْيَتِيْمِ خَلْفَهٗ فَلَوْلَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْيَتِيْمِ صَلَاةً لَّمَا اَقَامَ الْيَتِيْمَ مَعَهٗ وَلَاَقَامَهٗ عَنْ يَّمِيْنِهٖ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَهٗ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ اَنَّهٗ اِنَّمَا صَلّٰى تَطَوُّعًا اَرَادَ اِدْخَالَ الْبَرَكَةِ عَلَيْهِمْ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کی دادی سیّدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی جوانہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ نے اُسے کھالیا' پھرارشادفرمایا: تم لوگ کھڑے ہوجاؤ! تاکہ میں تمہیں نماز پڑھادوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں چٹائی کی طرف بڑھا' جوطویل استعمال کی وجہ سے سیاہ ہوچکی تھی۔ میں نے اسے پانی کے ذریعے دھویا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے' میں نے اور یتیم (لڑکے) نے آپ کے پیچھے صف قائم کرلی' جبکہ بوڑھی خاتون ہمارے پیچھے کھڑی ہوگئی' آپ نے ہمیں دورکعات پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: اگرامام کے ساتھ ایک مرداور ایک خاتون ہو'تو مرد امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

بعض اہلِ علم نے اس روایت کے ذریعے یہ استدلال کیا ہے: ایسی نماز ادا کرنا جائز ہے' جب کوئی شخص امام کے پیچھے تنہا ہو'تو وہ تنہا صف میں کھڑا ہوسکتا ہے وہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں: جب بچے کی نماز ہی نہیں ہوتی 'تو اس کا مطلب یہ ہوا' حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف میں تنہا تھے۔

حالانکہ ایسانہیں ہے' جیسا کہ یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں اس کی وجہ یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یتیم کے ہمراہ اپنے پیچھے کھڑا کیا تھا' اگرنبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کے لیے نماز کو مقرر نہ کیا ہوتا' تو آپ اس یتیم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کھڑا ہی نہ کرتے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دائیں طرف کھڑا کرلیا تھا۔

اس میں اس بات پردلالت موجود ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفل نماز ادا کی تھی تاکہ آپ ان لوگوں پر برکت داخل کریں۔

شرح

خواتین وحضرات کا باہم جماعت سے نماز پڑھنے کا مسئلہ

جب خواتین وحضرات باہم باجماعت نماز پڑھنا چاہیں تو ان کی صفوں کی ترتیب یوں ہوگی کہ سب سے آگے امام کھڑا ہوگا، پھر مردوں کی صفیں ہوں گی اور پھر خواتین کی صفوف ہوں گی۔ یہ مسئلہ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو جو نماز پڑھائی وہ نوافل کی نماز تھی' اس حدیث سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نوافل کی جماعت جائز ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح، نماز استسقاء اور نماز کسوف کے علاوہ نوافل کی جماعت درست نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ نوافل کی جماعت اس وقت مکروہ وممنوع ہے جب اعلان و تداعی کے ساتھ ہو لیکن یہاں اعلان کے بغیر گھر میں برکت وتبرک کی غرض سے جماعت کرائی گئی تھی۔

"مـــالـبـــس" کا مفہوم: لفظ "لبـــس" کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) لبس (بضم لام) سے مراد پہننا اور زیب تن کرنا (۲) لبس (فتح اللام) کثیر الاستعمال ہونا۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

باب 36: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

218 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ وحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِى الْقِرَاَئَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِى السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِى الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَّلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِىْ سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِىْ بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ

قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِىْ حَدِيْثِهِ اَقْدَمُهُمْ سِنًّا

218- اخرجه مسلم (ابی) (611, 610, 609/2): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: من احق بالامامة' حديث (673, 290) (673/291) واخرجه ابو داؤد (215, 214/1): كتاب الصلاة: باب من احق بالامامة' حديث (582) (583) (584) والنسائی (76/2): كتاب الامامة: باب من احق بالامامة' حديث (780) وابن ماجه (313/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: من احق بالامامة' حديث (980) والحميدی (217/1) حديث (457) وابن خزيمة (4/3): كتاب الامامة فى الصلاة: باب: ذكر احق الناس بالامامة' حديث (1507) (10/3): باب: الرخصة فى صلاة الامام الاعظم خلف من ام الناس من رعيته' حديث (1516) واخرجه احمد (272, 121, 118/4)

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَعَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اَحَقُّ النَّاسِ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ وَقَالُوْا صَاحِبُ الْمَنْزِلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَذِنَ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ لِغَيْرِهٖ فَلَا بَاْسَ اَنْ يُّصَلِّىَ بِهٖ وَكَرِهَهٗ بَعْضُهُمْ وَقَالُوا السُّنَّةُ اَنْ يُّصَلِّىَ صَاحِبُ الْبَيْتِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّقَوْلُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِىْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ فِىْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِذَا اَذِنَ فَاَرْجُو اَنَّ الْاِذْنَ فِى الْكُلِّ وَلَمْ يَرَ بِهٖ بَاْسًا اِذَا اَذِنَ لَهٗ اَنْ يُّصَلِّىَ بِهٖ

◆◆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو' اگر وہ قرأت میں برابر ہو' تو جو شخص سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو' اگر وہ سنت میں برابر ہو' تو جس شخص نے پہلے ہجرت کی ہو' اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں' تو جس شخص کی عمر زیادہ ہو' کوئی شخص کسی دوسرے کی امامت کی جگہ میں امامت نہ کرے' کسی شخص کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو نہ بٹھایا جائے۔

محمود بن غیلان بیان کرتے ہیں: ابن نمیر نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: (جس کے عمر کے) سال زیادہ ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے' جس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سب سے زیادہ علم ہو' اور اس کو سنت کا سب سے زیادہ علم ہو' وہ یہ فرماتے ہیں: گھر کا مالک امامت کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: جب گھر کا مالک دوسرے شخص کو اجازت دیدے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ دوسرا شخص انہیں نماز پڑھادے۔

جبکہ بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے: گھر کا مالک نماز پڑھائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی دوسرے کی سلطانی میں امامت نہ کرے اور کسی بھی شخص کو کسی شخص کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر اجازت کے بغیر نہ بٹھایا جائے (امام احمد فرماتے ہیں) جب وہ اجازت دیدے' تو مجھے امید ہے: سب لوگوں کے بارے میں اجازت ہوگی اور انہوں نے اس بات میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا' اگر گھر والا اسے اجازت دیدے' تو وہ شخص انہیں نماز پڑھادے۔

شرح

امامت کرانے کے زیادہ حقدار کا مسئلہ

امامت کا زیادہ حقدار اعلم ہے یا اقرأ ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ امامت کا زیادہ حقدار اعلم ہے کیونکہ قرأت تو ارکان نماز سے ایک رکن ہے جبکہ "اعلم" ہونے کا تعلق نماز کی تمام شرائط اور ارکان سے ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت والے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں یوں حکم دیا: **مروا ابابکر فلیصل بالناس** (الصحیح للمسلم جلد اوّل رقم الحدیث: ۸۵۲) "تم ابوبکر صدیق کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز (باجماعت) پڑھائیں۔" حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم "**اعلم القرآن والسنة**" کی وجہ سے دیا گیا جبکہ "اقرأ" تو اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ علاوہ ازیں آپ صحابہ میں "اعلم الناس" کے لقب سے مشہور و معروف تھے۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے امامت کا زیادہ حقدار "اقرأ" (بڑی قاری) ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے: "**یؤم القوم اقرأھم لکتاب اللّٰہ**" یعنی لوگوں کو وہ شخص نماز پڑھائے جو قرآن کریم کو زیادہ خوبصورت پڑھتا ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) دور صحابہ میں "اقرأ" اور "اعلم" کے مابین مساوات کی نسبت تھی جبکہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف بعد والے لوگوں کے بارے میں ہے۔ دور حاضر میں "اعلم" اور "اقرأ" کے درمیان نسبت تساوی کی نہیں رہی بلکہ عام و خاص من وجہ کی ہے۔ (۲) آغاز اسلام میں حفاظ قرآن کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ انہیں قرآن کی طرف راغب کرنے کے لیے پہلے "اقرأ" فرما دیا گیا لیکن ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو "اقرأ" کی جگہ "**اعلم بالسنة احق بالامامة**" نے لے لی۔

"**فاقدمھم ھجرة**" کا مفہوم: لفظ "ہجرت" کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) ہجرت اسلام جو مسلمانوں نے نبوت کے تیرہویں سال اختیار کر کے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آ کر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔

(۲) تقویٰ و طہارت مراد ہو جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے: "**المھاجرین ھجر مانھی اللّٰہ عنه**" ممنوعات و محرمات کو ترک کر کے صاحب تقویٰ بن جانا۔

دو اہم مسائل: زیر بحث حدیث کے آخری حصہ میں دو اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں:

۱- اگر کوئی شخص کسی مسجد میں بطور امام و خطیب تعینات ہو، اس کی موجودگی میں دوسرا شخص امامت نہیں کرا سکتا۔ البتہ امام صاحب کی اجازت سے دوسرا شخص بھی یہ خدمات انجام دے سکتا ہے۔

۲- کوئی شخص کسی تعلق و علاقہ کے باعث کسی آدمی کے گھر جائے تو وہ صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کی نشست گاہ میں ہرگز نہیں بیٹھ سکتا۔ البتہ صاحب خانہ کی اجازت سے بیٹھ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اَمَّ اَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ

باب 37: جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر نماز پڑھائے

219 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَمَّ اَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَالْمَرِيْضَ فَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَآءَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عَدِىِّ بْنِ حَاتِمٍ وَّاَنَسٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَمَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ وَاقِدٍ وَّعُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ وَاَبِىْ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوْا اَنْ لَّا يُطِيْلَ الْاِمَامُ الصَّلٰوةَ مَخَافَةَ الْمَشَقَّةِ عَلَى الضَّعِيْفِ وَالْكَبِيْرِ وَالْمَرِيْضِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُو الزِّنَادِ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذَكْوَانَ وَالْاَعْرَجُ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْمَدِيْنِىُّ وَيُكْنٰى اَبَا دَاوُدَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر نماز پڑھائے' کیونکہ لوگوں میں کم سن، بڑی عمر کے لوگ، ضعیف لوگ، بیمار لوگ بھی موجود ہوتے ہیں البتہ جب وہ تنہا نماز ادا کرے' تو جتنی چاہے (لمبی) نماز ادا کرلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابوعاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں' انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: امام لمبی نماز نہ پڑھائے' اس وجہ سے کہ یوں وہ کمزور، بڑی عمر کے لوگوں اور بیماروں کو مشقت کا شکار کردے گا۔

219- اخرجه مالك فى الموطا: (134/1): كتاب صلاة الجماعة: باب: العمل فى صلاة الجماعة' حديث (13)' والبخارى (233/2): كتاب الاذان: باب: اذا صلى لنفسه فليطول ماشاء الله' حديث (703)' ومسلم (ابى) (359/2): كتاب الصلاة: باب: امر الائمة بتخفيف الصلاة فى تمام' حديث (183 /467)' وابو داؤد (271/1): كتاب الصلاة: باب: فى تخفيف الصلاة' حديث (794)' والنسائى (94/2): كتاب الامامة: باب: ما على الامام من التخفيف' حديث (823)' واخرجه احمد (486/2)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوزناد نامی راوی کا نام ذکوان ہے، اعرج کا نام عبدالرحمٰن بن ہرمز مدینی ہے، ان کی کنیت ''ابوداؤد'' ہے۔

220 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلَاةً فِيْ تَمَامٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاسْمُ اَبِىْ عَوَانَةَ وَضَّاحٌ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَاَلْتُ قُتَيْبَةَ قُلْتُ اَبُوْ عَوَانَةَ مَا اسْمُهٗ قَالَ وَضَّاحٌ قُلْتُ ابْنُ مَنْ قَالَ لَا اَدْرِىْ كَانَ عَبْدًا لِامْرَاَةٍ بِالْبَصْرَةِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مختصر، لیکن مکمل نماز پڑھایا کرتے تھے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے، اور ابوعوانہ کا نام وضاح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قتیبہ سے دریافت کیا: میں نے دریافت کیا: ابوعوانہ کا نام کیا ہے، انہوں نے جواب دیا: وضاح، میں نے دریافت کیا: وہ کس کے صاحب زادے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ مجھے نہیں معلوم، یہ بصرہ کی رہنے والی ایک خاتون کے غلام تھے۔

شرح

نماز پڑھانے میں اختصار کو پیش نظر رکھنے کا مسئلہ

جب امام صاحب لوگوں کو نماز پڑھائیں تو تخفیف و اختصار کو ضرور پیش نظر رکھے تاکہ لوگوں پر گراں نہ گزرے اور ان کا ذوق عبادت بھی بحال رہے۔ زیر بحث حدیث میں اختصار اختیار کرنے کی وجوہات بھی بیان فرمادی ہیں کہ نماز میں چھوٹے اور بڑے لوگ شامل ہوتے ہیں اور اسی طرح کمزور اور عمر رسیدہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو سب کے سب تخفیف کے متقاضی ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں تخفیف و اختصار نماز کا حسن ہے۔ یہ مسئلہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو وہ مختصر ہوتی اور مکمل بھی۔ امام صاحب کی طرف سے نماز مختصر پڑھانے سے مراد یہ ہے کہ صرف خلاف سنت طویل قرأت سے اجتناب کرے باقی رکوع وسجود کی تسبیحات اور قعدہ میں تشہد و ادعیہ میں سے کسی چیز کو ہرگز ترک نہ کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

220- اخرجه مسلم (ابی) (360/2): كتاب الصلاة: باب: امر الائمة بتخفيف الصلاة فى تمام حديث (189 /469) والنسائى (95, 94/2): كتاب الامامة: باب: ما على الامام من التخفيف حديث (824) والدارمى (289/1): كتاب الصلاة: باب: ما امر الامام من التخفيف فى الصلاة وابن خزيمة (48/3) فى جماع ابواب قيام المأمومين خلف الامام حديث (1604) واخرجه احمد فى مسنده (رقم 11991، 12015، 12681، 12762، 12801، 12873، 12909، 12910، 13158، 13447، 13479 ج 3 ص 100، 101، 162، 170، 173، 179، 182، 205، 231، 233، 234، 240)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَحْرِيْمِ الصَّلٰوةِ وَتَحْلِيْلِهَا

باب 38: نماز کا آغاز اور اختتام

221 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ طَرِيْفٍ السَّعْدِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِالْحَمْدُ وَسُوْرَةٍ فِيْ فَرِيْضَةٍ اَوْ غَيْرِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ قَالَ وَحَدِيْثُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ هٰذَا اَجْوَدُ اِسْنَادًا وَّاَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّقَدْ كَتَبْنَاهُ فِيْ اَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوْءِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِه يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اِنَّ تَحْرِيْمَ الصَّلٰوةِ التَّكْبِيْرُ وَلَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ دَاخِلًا فِي الصَّلٰوةِ اِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ مُّحَمَّدَ بْنَ اَبَانَ مُسْتَمْلِيَ وَكِيْعٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَّقُوْلُ لَوِ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلٰوةَ بِسَبْعِيْنَ اسْمًا مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهِ وَاِنْ اَحْدَثَ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ اَمَرْتُهُ اَنْ يَّتَوَضَّاَ ثُمَّ يَرْجِعَ اِلٰى مَكَانِهِ فَيُسَلِّمَ اِنَّمَا الْاَمْرُ عَلٰى وَجْهِهِ

قَالَ وَاَبُوْ نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وضو نماز کی کنجی ہے، تکبیر کے ذریعے نماز شروع ہوتی ہے، اور سلام پھیر کر ختم ہو جاتی ہے، اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ اور (اس کے بعد) ایک سورت تلاوت نہ کرے، خواہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سند کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے، ہم نے اس روایت کو "کتاب الوضو" کے آغاز میں نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہل علم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن

221- اخرجه ابن ماجه (101/1) كتاب الطهارة وسننها باب: مفتاح الصلاة الطهور حديث (276) من طريق ابى سفيان عن ابى نضرة عن ابى سعيد به-

مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے: نماز کا آغاز تکبیر کے ذریعے ہوتا ہے اور کوئی بھی شخص صرف تکبیر کہہ کر ہی نماز میں داخل شمار ہوسکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابوبکر محمد بن ابان کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے وکیع کا یہ قول نقل کیا ہے: وکیع فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نوے اسماء کے ذریعے نماز کا آغاز کرے اور تکبیر نہ کہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی اور اگر کوئی شخص سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اسے یہ ہدایت کروں گا کہ وہ وضو کرے پھر اپنی جگہ پر واپس آئے اور پھر سلام پھیرے چونکہ معاملے کی یہی صورت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابونضرہ نامی راوی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

شرح

نماز کا آغاز و تکمیل اور ان میں مذاہب آئمہ

اس حدیث میں نماز کے چند فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں جن میں سے کچھ شرائط ہیں اور کچھ فرائض وارکان ہیں۔

مفتاح الصلوٰۃ الطھور: طہارت، نماز کی شرط ہے۔ اس سے مراد جسم کا نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہونا ہے۔ عورت کے جسم کا جنابت، دم حیض اور دم نفاس سے پاک ہونا اور مرد کے جسم کا نجاست حکمی یعنی جنابت اور حقیقی نجاست سے پاک ہونا ہے۔ علاوہ ازیں نمازی کے کپڑوں اور اس جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے جہاں نماز پڑھی جائے۔

وتحریمھا التکبیر: تکبیر تحریمہ کے الفاظ کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت سعید بن میسب اور حضرت امام حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آغاز نماز کے لیے بطور تکبیر تحریمہ الفاظ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے بلکہ محض ''نیت'' ہی کافی ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: **''انما الاعمال بالنیات''** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۲- جمہور کے نزدیک آغاز نماز کے لیے بطور تکبیر تحریمہ الفاظ کا استعمال ضروری ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ پھر الفاظ تکبیر کے تعین میں ان کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی بڑائی و کبریائی پر دلالت کرتے ہوں، ان سے آغاز نماز درست ہے مثلاً **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** **یا اللہ اعظم یا اللہ اجل** وغیرہ۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آغاز نماز صرف **''اَللّٰهُ اَكْبَرُ''** سے ہوسکتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الفاظ تکبیر دو ہیں: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللہ کبیر** ۔ حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے کلمات تین ہیں: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللہ کبیر، اللہ الکبیر۔**

وتحلیلھا التسلیم: تکبیر تحریمہ میں نیت و الفاظ کے حوالے سے اختلاف آئمہ کی طرح نماز کی تکمیل لفظ ''سلام'' کے بارے میں بھی اختلاف ہے جس کی تفصیل آغاز کتاب میں باب سوم کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ نَشْرِ الْاَصَابِعِ عِنْدَ التَّکْبِیْرِ

باب 39: تکبیر کہتے ہوئے انگلیوں کو کھلا رکھنا

222 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ الْیَمَانِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سِمْعَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلٰوةِ نَشَرَ اَصَابِعَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَسَنٌ

وَقَدْ رَوٰی غَیْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سِمْعَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

حدیثِ دیگر: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ مَدًّا

وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ رِوَایَةِ یَحْیَی بْنِ الْیَمَانِ وَاَخْطَاَ یَحْیَی ابْنُ الْیَمَانِ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اپنی انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

کئی حضرات نے اس روایت کو ابن ابی ذئب کے حوالے سے، سعید بن سمعان کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے' تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیتے تھے۔

یہ روایت یحییٰ بن سمعان کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔ یحییٰ بن یمان نے اس روایت میں غلطی کی ہے۔

223 قَالَ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِیْدِ الْحَنَفِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ مَدًّا

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ الْیَمَانِ وَحَدِیْثُ یَحْیَی بْنِ الْیَمَانِ خَطَاٌ

◄► سعید بن سمان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو اپنے دونوں ہاتھ سیدھے بلند کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عبدالرحمٰن (یعنی امام دارمی) فرماتے ہیں: یہ روایت یحییٰ بن یمان کی روایت سے زیادہ مستند ہے' اور یحییٰ بن یمان کی روایت خطا پر مشتمل ہے۔

222- اخرجه ابن خزیمة (1/233) رقم (458)

223- اخرجه احمد (2/375, 500) والدارمی (1/281) كتاب الصلاة' باب: رفع الیدین عند افتتاح الصلاة' من طریق ابن ابی ذئب' عن محمد بن عمرو بن ثوبان عن ابی هریرة مرفوعا-

شرح

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنے کا مسئلہ

آغاز نماز کے وقت ہاتھوں کی کیفیت یوں ہو کہ انگلیاں کھلی، کانوں کے برابر اور قبلہ رخ ہوں۔ اسی طرح رکوع میں جب ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے تو انگلیاں کھلی ہوئی ہونی چاہئیں جبکہ سجدہ کرتے وقت بند اور ان کے علاوہ عام حالت میں ہونی چاہئیں۔

''نشر الاصابع'' کے دو مفاہیم ہیں: (۱) انگلیوں کو کشادہ اور سیدھا رکھنا جبکہ اس کی ضد ''مقبوض'' ہے۔ (۲) انگلیوں کو کھلا رکھنا، اس کی ضد ''ضم'' ہے۔ دونوں حدیثوں میں انگلیوں کی کیفیت کے بارے میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک ''نشر'' اور دوسرا ''مد'' ہے۔ لفظ ''نشر'' سے مراد انگلیوں کو الگ الگ رکھنا اور انہیں آپس میں نہ ملانا۔ لفظ ''مد'' سے مراد ہے مٹھی بند رکھنا اور انگلیاں کھلی رکھنا۔ دونوں الفاظ قریب المعانی ہونے کی وجہ سے متعارض نہیں ہیں۔ اس طرح دونوں روایات میں بھی تعارض و تخالف نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی انگلیوں کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں: ''اذا کبر للصلٰوۃ نشر اصابعہ'' (جامع ترمذی رقم الحدیث:۲۲۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنی انگشتان مبارکہ کو کشادہ رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى

باب 40: پہلی تکبیر کی فضیلت

224 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَّنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَنَسٍ مَوْقُوْفًا وَّلَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ اِلَّا مَا رَوٰى سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ وَّاِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلَهُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوٰى اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّهُوَ حَدِيْثٌ مُّرْسَلٌ

توضیح راوی: وَّعُمَارَۃُ بْنُ غَزِیَّۃَ لَمْ یُدْرِكْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ یُکْنٰی اَبَا الْکَشُوْثٰی وَیُقَالُ اَبُوْ عُمَیْرَۃَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن تک باجماعت نماز میں اس طرح شریک ہو کہ وہ پہلی تکبیر میں شامل ہو تو اس کے لیے دوطرح کی برأت لکھی جاتی ہے، جہنم سے برأت اور نفاق (منافقت) سے برأت۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر منقول ہے۔

میرے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے اس کو "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔ صرف مسلم بن قتیبہ نے طعمہ بن عمرو کے حوالے سے، حبیب بن بجلی کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔ اسی روایت کو حبیب بن ابوحبیب بجلی کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے۔

اسماعیل بن عیاش نے اس روایت کو عمارہ بن غزیہ کے حوالے سے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

یہ روایت محفوظ نہیں ہے یہ روایت "مرسل" ہے عمارہ بن غزیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حبیب بن ابوحبیب کی کنیت ابوکشوثی ہے، اور ایک قول کے مطابق ابوعمیرہ ہے۔

شرح

تکبیر اولیٰ میں شمولیت کی فضیلت

جو شخص باقاعدگی سے چالیس روز تک نماز باجماعت ادا کرتا ہے اور اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ اسے دو انعامات سے نواز دیتا ہے: (۱) اس کی گردن جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ (۲) اسے نفاق سے پاک کر دیتا ہے۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۲۴)

"یدرك التکبیرۃ الاولٰی" کا مصداق: اس کے مصداق میں چار اقوال ہیں: (۱) تکبیر تحریمہ میں شمولیت کرنا۔ (۲) رکوع سے قبل جماعت میں شامل ہونا۔ (۳) امام کے قرأت کا آغاز کرنے سے قبل جماعت میں شامل ہونا۔ (۴) پہلی رکعت میں جماعت سے مل جانا۔

سوال: اس حدیث مبارکہ میں چالیس روز تک باقاعدگی سے جماعت میں شامل ہونے والے کے لیے دو انعامات کا پروانہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے: جہنم اور نفاق سے برأت۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب جہنم سے برأت و آزادی کا پروانہ مل گیا تو اس سے نفاق سے برأت بھی سمجھا جا رہا ہے، تو پھر اسے الگ سے بیان کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: جہنم سے آزادی عطا کرنے کا تعلق آخرت سے ہے اور نفاق کی آزادی کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے۔ اسے مستقل طور پر

بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ باقاعدہ نمازی میں نفاق ومنافقت کا عیب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سوال: اس حدیث میں ایام کا تعین کرتے ہوئے چالیس کا عدد بیان ہوا ہے، اس کے انتخاب میں کیا حکمت ہے؟

جواب: (۱) اس سے مراد مناسب عرصہ ہے جبکہ چالیس کی قید اتفاقی ہے۔ (۲) چالیس دن کے تعین کا مطلب ہے جو شخص چالیس ایام تک یہ مشق یا چلہ کرے گا، وہ تا حیات اس کی پابندی کرے گا۔ (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر چالیس ایام کا اعتکاف کیا تھا، خواتین کی عدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس ایام مقرر کی گئی اور یہاں بھی عادی بنانے کے لیے چالیس کے عدد کا انتخاب کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

باب 41: نماز کے آغاز میں کیا پڑھا جائے؟

225 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَشْهَرُ حَدِيْثٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ اَخَذَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَاَمَّا اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالُوْا بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيْ اِسْنَادِ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ يَّتَكَلَّمُ فِيْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ وقَالَ اَحْمَدُ لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز پڑھنے کے لیے کھڑے

225- اخرجه احمد (3/50-69)' وابوداؤد (1/265)' كتاب : الصلاة' باب: من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك' حديث (775)' وابن ماجه (1/264)' كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: افتتاح الصلاة حديث (804)' وابن خزيمة (1/238)' حديث (467)' والدارمي (1/282) كتاب الصلاة' باب: ما يقال بعد افتتاح الصلاة-

ہوتے تو آپ تکبیر کہتے تھے اور یہ پڑھتے تھے۔

''تو پاک ہے' اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے' تیرا نام برکت والا ہے' تیری بزرگی عظیم ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

پھر آپ یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے وہ بڑائی والا ہے''۔

پھر آپ یہ پڑھتے تھے۔

''میں سننے والے اور علم رکھنے والے' اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں' مردود شیطان کی شر سے' اس کے تکبر، وسوسے اور جادو سے (پناہ مانگتا ہوں)''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید سے منقول حدیث اس بارے میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔

اہلِ علم نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔

اکثر اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: جو اس حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: آپ یہ پڑھا کرتے تھے۔

''تو پاک ہے' اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے تیرا نام برکت والا ہے' تیری بزرگی عظیم ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ تابعین سے تعلق رکھنے والے اور دیگر اکثر اہلِ علم نے اس پر عمل کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید نے علی بن علی رفاعی نامی راوی کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مستند نہیں ہے۔

226 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ اَبِى الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَآئِشَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَحَارِثَةُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَاَبُو الرِّجَالِ اسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَدِيْنِيُّ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو آپ یہ پڑھتے تھے۔

226- اخرجه ابو داؤد (266/1) كتاب الصلاة باب: من راى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك حديث (776) من طريق عبد السلام بن حرب الملائى عن بديل بن ميسرة عن ابى الجوزاء عن عائشة به- قال ابو داؤد: وهذا الحديث ليس بالمشهور عن عبد السلام بن حرب لم يروه الا طلق بن غنام وقد روى قصة الصلاة عن بديل جماعة لم يذكروا فيه شيئا من هذا-

''تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے' اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کو' ہم صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

حارثہ نامی راوی کے حافظے کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

ابورجال نامی راوی کا نام محمد بن عبدالرحمٰن مدینی ہے۔

شرح

تکبیر تحریمہ کے بعد اور آغاز تلاوت سے قبل ذکر رکھنے میں مذاہب آئمہ

تکبیر تحریمہ کے بعد اور آغاز تلاوت سے قبل ذکر کے مسنون ہونے یا نہ ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پائی جاتی ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی ذکر مسنون نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **وفیہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر و عمر و عثمان یفتتحون القراء ۃ بـاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** (جامع ترمذی' جلداوّل باب فی افتتاح القرأۃ بالحمدللہ الخ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت صدیق اکبر' حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' سے قرأت شروع کرتے تھے۔

۲- جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان ذکر مسنون ہے۔ احناف کے نزدیک ذکر سے مراد ''ثناء'' پڑھنا ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان ثناء یعنی: ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ'' پڑھا کرتے تھے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ تو ہمیں بھی تسلیم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ثلاثہ سورہ فاتحہ سے قرأت کا آغاز کرتے تھے لیکن اس سے ''ثناء'' پڑھنے کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرْکِ الْجَھْرِ بِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب 42: بلند آواز میں ''بِسْمِ اللّٰہِ'' نہ پڑھنا

227 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اِیَاسٍ الْجُرَیْرِیُّ عَنْ قَیْسِ بْنِ عَبَایَۃَ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ لِیْ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْغَضَ اِلَيْهِ الْحَدَثُ فِى الْاِسْلَامِ يَعْنِىْ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِىْ بَكْرٍ وَّمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا اِذَا اَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَوْنَ اَنْ يَّجْهَرَ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا وَيَقُوْلُهَا فِىْ نَفْسِهٖ

◄► حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے سنا' میں اس وقت نماز میں بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ رہا تھا' انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ نیا کام ہے' اور تم نئے کاموں سے بچو' راوی نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی بھی شخص کو نہیں دیکھا جو ان سے (یعنی میرے والد سے) زیادہ نئی چیزوں کو ناپسند کرتا ہو' انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے' لیکن میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی اسے (بلند آواز میں) پڑھتے ہوئے نہیں سنا' تو تم بھی اسے اس طرح نہ پڑھا کرو' جب تم نماز ادا کر رہے ہو' تو یہ پڑھو (یعنی اسے بلند آواز میں پڑھو)

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں' ان کا اس پر عمل ہے' جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ان کے بعد تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں پڑھی جائے گی' یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: آدمی اسے دل میں پڑھے گا۔

بَاب مَنْ رَاٰى الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب 43: بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا

228 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ

227- اخرجه احمد (85/4) و (55-54/5)' والبخاری فی "القراءة خلف الامام" (116) و (130) وابن ماجه (267/1)' کتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: افتتاح القراءة حديث (815)' والنسائی (135-134/2)' کتاب الافتتاح باب: ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم حديث (906)- من طريق ابی نعامة الحنفی قيس بن عباية' قال: حدثنی ابن عبدالله بن مغفل عن ابيه به-

حَمَّادٍ عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهٗ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِذَاكَ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ قَالَ بِهٰذَا عِدَّةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ رَاَوُا الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ حَمَّادٍ هُوَ ابْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ خَالِدٍ يُقَالُ هُوَ اَبُوْ خَالِدٍ الْوَالِبِیُّ وَاسْمُهٗ هُرْمُزُ وَهُوَ كُوْفِیٌّ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز (یعنی نماز میں قرأت کا آغاز) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (بلند آواز میں پڑھ کر) کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔

کئی اہلِ علم نے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے' ان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد آنے والے تابعین بھی شامل ہیں ان حضرات کے نزدیک بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی جائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اس حدیث کے ایک راوی اسماعیل بن حماد جو ہیں' یہ حماد بن ابوسلیمان ہیں اور ابوخالد نامی راوی جو ہیں' یہ ابوخالد والبی ہیں ان کا نام ہرمز ہے' اور یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

تسمیہ خوانی میں جہر وعدم جہر کے اعتبار سے مذاہب آئمہ

آغاز قرأت کے وقت تسمیہ خوانی جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول اس میں جہر جائز ہے یا عدم جہر؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تسمیہ کی قرأت مشروع نہیں ہے، نہ جہراً اور نہ سراً۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو "بسم اللہ" پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ جہری نمازوں میں جہراً اور سری نمازوں میں سراً پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت نعیم المجمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ

228- اخرجہ ابو داؤد "تحفۃ الاشراف" 6537 وقال ابو داؤد: ضعیف-

رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو انہوں نے "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھی پھر سورہ فاتحہ کی قرأت کی۔

(سنن نسائی جلداوّل ص۱۴۴)

۳۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا موقف ہے کہ تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ خواہ نماز جہری ہو یا سری لیکن تسمیہ کی سراً قرأت کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء میں نماز پڑھتا رہا ہوں میں نے ان میں سے کسی کو بھی: "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ (الصحیح للمسلم جلداوّل ص۱۷۲) اس حدیث میں جہر کی نفی ہے سر کی نفی نہیں ہے۔

جمہور کی دلیل قوی اور راجح ہے جبکہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل متناً ضعیف اور سنداً مضطرب بھی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ افْتِتَاحِ الْقِرَائَةِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

باب 44: نماز میں قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے کرنا

229 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَائَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَائَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

قَالَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا

229- اخرجه البخاری (265/2) كتاب الاذان' باب: مايقول بعد التكبير حديث (743)' وفی جزء القراءة خلف الامام (128- 117 -118 -121 -122 -123 -124 -125 -127) وابوداؤد (267/1) كتاب: الصلاة' باب: من لم ير الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم' حديث (782)' والنسائی (133/2)' كتاب: الافتتاح' باب: البراءة بفاتحة الكتاب قبل السورة حديث (902, 903)' وابن ماجه (267/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: افتتاح القراءة' حديث (813)' واحمد (255- 273- 286- 289- 101/3- 111- 114- 168- 183- 203- 205)' وابن خزيمة (448/1)' حديث (491- 492)' والحميدی فی مسنده (505/2) حديث (1199)' والدارمی (283/1)' كتاب الصلاة' باب: كراهية الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم- من طريق حماد بن سلمة عن قتادة و ثابت' و حميد عن انس بن مالك به بلفظ (كانوا يستفتحون القرآن (الحمدلله رب العلمين) واخرجه احمد (223/3)' والبخاری فی جزء القراءة (119) و (120)' ومسلم (273/2- الابی) كتاب الصلاة' باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة' حديث (399)- من طريق الاوزاعی قال: كتب الی قتادة عن انس فذكره۔

يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَائَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ مَعْنَاهُ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَبْدَئُوْنَ بِقِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّوْرَةِ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ اَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَقْرَئُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَكَانَ الشَّافِعِيُّ يَرٰى اَنْ يُّبْدَاَ بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاَنْ يُّجْهَرَ بِهَا اِذَا جُهِرَ بِالْقِرَائَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرأت کا آغاز الحمد للّٰہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اوران کے بعد میں آنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پرعمل کیا جائے گا۔

یہ حضرات قرأت کا آغاز الحمد للّٰہ رب العالمین سے کیا کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرأت کا آغاز الحمد للّٰہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے: یہ لوگ کسی سورت کو پڑھنے سے پہلے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اسکا یہ مطلب نہیں ہے: یہ لوگ بلند آواز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں پڑھتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرأت کا آغاز بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے کیا جائے گا اور اگر قرأت بلند آواز میں کی جاتی ہے تو ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کو بھی بلند آواز میں پڑھا جائے گا۔

شرح

تسمیہ کا ہر سورت کا جز ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ

اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' سورہ نمل کا تو جز ہے لیکن اس کے علاوہ ہر سورت کے آغاز میں جو تسمیہ رکھی گئی ہے، کیا وہ سورت کا جز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' ہر سورت کا جز نہیں ہے بلکہ پورے قرآن کا حصہ اور جز ہے۔

آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کا نزول سورتوں کے درمیان امتیاز و فاصلہ کی غرض سے ہوا ہے۔ (شرح معانی الآثار، جلد اوّل ص ۱۰۰) علاوہ ازیں انہوں نے اس مشہور حدیث قدسی سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نماز میرے اور میرے بندوں کے درمیان تقسیم کی گئی ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ''حمد'' کی ہے الخ۔ (الصحیح للمسلم جلد اوّل ۱۷۰) اگر ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' ہر سورت کا حصہ ہوتی تو اس حدیث کا آغاز

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کی بجائے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے ہوتا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے: "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہر سورت کا جز ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" بلند آواز سے تلاوت کرنے کا ذکر موجود ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا بلند آواز سے پڑھنا سورت کی جز کی بناء پر نہیں تھا بلکہ بغرض تعلیم تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب **45**: سورہ فاتحہ کے بغیر نماز (کامل) نہیں ہوتی

230 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَنِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَّغَيْرُهُمْ قَالُوْا لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ اِلَّا بِقِرَاْئَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

آثارِ صحابہ: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كُلُّ صَلَاةٍ لَّمْ يُقْرَاْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ

230- اخرجه البخاری (276/2) كتاب الاذان' باب: وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوات كلها فی الحضر والسفر' وما يجهر فيها وما يخافت' حديث (756)' وفی "خلق افعال العباد" (66)' (67) وفی "القراءة خلف الامام" (3)' (5)' (6)' (299)' ومسلم (260/2- الابی) كتاب الصلاة' باب وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة' وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرا ما تيسر له من غيرها' حديث (34 ,35 ,36 ,394/37)' وابو داؤد (277/1) كتاب الصلاة' باب: من ترك القراءة فی صلاته بفاتحة الكتاب حديث (822)' والنسائی (137/2)' كتاب الافتتاح' باب: ايجاب قراءة فاتحة الكتاب فی الصلاة' حديث (910)' (911)' وفی "فضائل القرآن (34)' وابن ماجه (273/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب القراءة خلف الامام حديث (837)' واحمد (322-314/5)' وابن خزيمة (246/1) حديث (488)' والحميدی (191/1) حديث (386)' والدارمی (283/1)' كتاب الصلاة' باب: لا صلاة الا بفاتحة الكتاب' من طريق الزهری' قال: سمعت محمود عن الربيع عن عبادة بن الصامت فذكره۔

وَّبِهٖ يَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

توضیح راوی: سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ عُمَرَ يَقُوْلُ اخْتَلَفْتُ اِلَى ابْنِ عُيَيْنَةَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَنَةً وَّكَانَ الْحُمَيْدِيُّ اَكْبَرَ مِنِّيْ بِسَنَةٍ وَسَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ عُمَرَ يَقُوْلُ حَجَجْتُ سَبْعِيْنَ حَجَّةً مَّاشِيًا عَلٰى قَدَمَيَّ

◄► حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا اس حدیث میں عمل ہے' جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ شامل ہیں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات بھی ہیں۔

وہ یہ فرماتے ہیں ایسی نماز درست نہیں ہوتی جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو' وہ نامکمل ہوتی ہے۔

امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

میں نے ابن ابوعمر کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں اٹھارہ سال تک ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہوں' حمیدی مجھ سے عمر میں ایک سال بڑے تھے' میں نے ابن ابی عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے پیدل چل کر ستر حج کیے ہیں۔

شرح

سورۂ فاتحہ کا نماز سے تعلق کے حوالے سے مذاہب آئمہ

سورہ فاتحہ کا نماز سے کس حیثیت سے تعلق ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سورہ فاتحہ نماز کا مستقل رکن نہیں ہے کیونکہ مطلقاً قرأت فرض ہے اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ آپ نے اپنے مؤقف پر درج ذیل دلائل پیش کیے ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: ''فاقرء وا ما تیسر من القراٰن'' (قرآن سے جو بھی آسان معلوم ہوتا ہو تم، اس کی تلاوت کرو) اس آیت میں قرأت کو فرض قرار دیا گیا ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ خارج نماز تلاوت قرآن فرض عین نہیں ہے۔ البتہ حفظ قرآن اور مقصد قرآن کے حصول کے لیے تلاوت قرآن کرنا فرض کفایہ ہے۔ اس آیت میں امر وجوب کے لیے ہے جو فرضیت قرأت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ حکم قرآن کی ہر آیت کو شامل ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ مطلق قرآن کی کسی آیت کا پڑھنا فرض ہے جبکہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بڑی عجلت سے نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے دوبارہ جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے انہیں نماز دوہرانے کا حکم دیا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ آخرانہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھا دیں؟ آپ نے ان سے فرمایا: ثم اقرأ ما تیسر معك من القرآن (سنن ابی داؤد) اس حدیث کو مسیء الصلوٰۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے بھی مطلق قرآن کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور اس کا تعلق بھی دخول نماز سے ہے اور خارج نماز سے ہرگز نہیں ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا صلوٰۃ الا بقراءۃ (الصحیح للمسلم)

سوال: ارشادِ ربانی ہے: "فاقرء وا ما تیسر من القرآن" آیت عام ہے، جس کی تفسیر وتفصیل یہ حدیث ہے: لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص۱۱۹) (فاتحہ الکتاب کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "فاقرء وا ما تیسر من القرآن" کا حکم ہر آیت کو ہرگز شامل نہیں ہے بلکہ اس کا مصداق صرف سورہ فاتحہ ہوسکتی ہے۔ جب "ماتیسر" رکن نماز بن رہا ہے، لہٰذا آپ کا کہنا "سورۃ فاتحہ رکن صلوٰۃ نہیں ہے" درست نہیں ہے؟

جواب: یہ آیت مجمل ہرگز نہیں ہے بلکہ عام کے درجہ میں ہے۔ مجمل اور عام میں فرق یوں ہے کہ مجمل پر تو تفصیل ملائے بغیر عمل نہیں کیا جاسکتا جبکہ عام پر کسی تخصیص کے بغیر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس مقام پر بھی ایسا ہی ہے کہ تمام قرآن میں سے کسی آیت کی قرأت کرنا فرض ہے اور یہ عام ہے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تخصیص کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سورہ فاتحہ رکن صلوٰۃ ہے۔ انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے استدلال کیا ہے: لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص۱۱۹) (جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز نہیں ہے) انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: من صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فھی خداج فھی خداج غیر تمام (صحیح مسلم جلد اوّل ص۱۶۹) (جس شخص نے نماز پڑھی تو اس نے سورہ فاتحہ کی قرأت نہ کی تو وہ نماز غیر تمام (ناقص) ہوگی)

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے: (۱) یہاں وجود کی نفی نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی ہے۔ (۲) قرآن کے حکم اور خبر واحد دونوں پر عمل کرنے کے لیے تطبیق کی صورت یوں پیدا کی جائے گی کہ حکم قرآن فرض ہے اور خبر واحد کا حکم واجب یعنی مطلق قرأت فرض جبکہ سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہے۔ (۳) حدیث میں خبر بول کر انشاء مراد لی گئی ہے۔ خبر واحد کے اس درجہ سے رکن صلوٰۃ ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری دلیل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں: (۱) لفظ "خداج" سے لغوی اعتبار سے مراد وہ بچہ ہے جو مدت سے قبل پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے اعضاء کامل نہیں ہوتے۔ علاوہ

ازیں لفظ ''مخدج'' سے مراد اونٹنی کا ایسا بچہ ہے جو ناقص الخلقت ہوتا ہے یعنی اس کے تمام اعضا نہیں ہوتے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے مراد وجود کی نفی نہیں ہے بلکہ نقص ہے۔ (۲) لفظ ''مخدج'' میں اعضاء کا نقص تو ضرور ثابت ہوتا ہے لیکن عدم وجود یا مردہ ہرگز مراد نہیں ہوتا ہے۔ اس مفہوم سے بھی ہمارا مقصد متاثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ حدیث ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں ہے۔

۳- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اس میں دو دو اقوال منقول ہیں۔ ایک قول کے مطابق وہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور دوسرے قول کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ ان کے دلائل اور جوابات دلائل کی تفصیل تحصیل حاصل ہوگا، لہٰذا اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ قرأت خلف الامام میں مذاہب آئمہ

امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی صورت میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں؟ اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام کی اقتداء میں مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، وہ نماز خواہ جہری ہو یا سری ہو۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول جدید، ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول قدیم، ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہری نماز میں امام کی اقتداء میں قرأت مکروہ ہے جبکہ سری نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

اس مسئلہ میں مدار تین روایات پر ہے: (۱) **لا صلٰوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** ۔ (۲) **واذا قرأ فانصتوا** ۔ (۳) **من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ**۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاری کے اعتبار سے ان میں فرق ہوگا۔ پہلی روایت کا تعلق امام اور منفرد دونوں سے ہے، لہٰذا دونوں پر سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ دوسری اور تیسری روایت کا تعلق صرف مقتدی سے ہے۔ امام اور منفرد دونوں سورہ فاتحہ کی قرأت کریں گے جبکہ مقتدی خاموش رہتا ہوا صرف سنے گا اور امام کی قرأت اس کی قرأت متصور ہوگی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ''مقروٗ'' کے اعتبار سے ان روایات میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک پہلی روایت سورہ فاتحہ سے متعلق ہے، لہٰذا سورہ فاتحہ امام، مقتدی اور منفرد سب پڑھیں گے۔ دوسری اور تیسری روایت کا تعلق غیر سورہ فاتحہ سے ہے، لہٰذا امام اور منفرد دونوں قرأت کریں گے لیکن مقتدی خاموشی سے سنے گا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ ''مقرو فیہ'' کے اعتبار سے روایات میں فرق کرتے ہیں۔ اگر نماز سری ہو تو پہلی روایت پر عمل کیا جائے گا، نماز جہری ہونے کی صورت میں

دوسری اور تیسری روایت پر عمل ہوگا وہ اس طرح کہ امام اور منفرد دونوں پڑھیں گے اور مقتدی خاموش رہے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: هل قرأ معی احدمنكم انفاً فقال رجل نعم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انی اقول مالی انازع قال فانتهی الناس عن القراء ة مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما جهرفیه النبی صلی الله علیه وسلم (جامع ترمذی جلداوّل ص۶۵) حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیاتم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہاں۔آپ نے فرمایا: میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھ سے قرآن پڑھنے میں جھگڑا کیوں کیا جارہا ہے؟ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرأت سے باز آگئے جن نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہری قرأت کرتے تھے۔

۲۔حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا: "انی اقول مالی انازع القرآن" "میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھ سے قرآن کے معاملہ میں جھگڑا کیوں کیا جارہا ہے۔" یعنی قرأت کرنا امام کا منصب ہے اس میں رکاوٹ ڈالنا اس کے فرض منصبی میں مداخلت ہے جونا قابل برداشت عمل ہے۔

۳۔حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جتنے لوگ نماز پڑھ رہے تھے، ان میں سے صرف ایک شخص نے بلند آواز سے قرأت کی تھی جبکہ باقی تمام صحابہ بالکل خاموش تھے۔اگر امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے کا قرأت کرنا فرض ہوتا تو کیا تمام صحابہ فرض کے تارک تھے؟ ایسا ناممکن ہے۔

سوال: اس روایت کا تعلق فاتحہ خلف الامام سے نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس صحابی نے سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن کریم کی کوئی سورت یا آیات تلاوت کی ہوں؟ اس سے فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت نہیں ہوسکتی؟

جواب: یہ بات بلا دلیل ہے کہ سورہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ممانعت ہے بلکہ اس کے غیر کی ممانعت ہے۔ ہرقسم کی قرأت کی امام کی اقتداء میں ممانعت ہے۔

سوال: فاتحہ خلف الایمان کی ممانعت صرف نماز جہری میں ہے جبکہ نماز سری میں ہرگز ممانعت نہیں ہے؟

جواب: امام کی اقتداء میں ہرقسم کی قرأت کی ممانعت ہے خواہ نماز جہری یا سری اور خواہ سورہ فاتحہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی سورت ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّأْمِيْنِ

باب 46: آمین کہنا

231 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) فَقَالَ اٰمِيْنَ

وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَّبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ اَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّاْمِيْنِ وَلَا يُخْفِيْهَا وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

حدیث دیگر: وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ) فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ حَدِيْثُ سُفْيَانَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا وَاَخْطَاَ شُعْبَةُ فِيْ مَوَاضِعَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ عَنْ حُجْرٍ اَبِي الْعَنْبَسِ وَاِنَّمَا هُوَ حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ وَّيُكْنٰى اَبَا السَّكَنِ وَزَادَ فِيْهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَّلَيْسَ فِيْهِ عَنْ عَلْقَمَةَ وَاِنَّمَا هُوَ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّقَالَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ وَاِنَّمَا هُوَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ حَدِيْثُ سُفْيَانَ فِيْ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ قَالَ وَرَوَى الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الْاَسَدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الْاَسَدِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

◆◆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے غیر المغضوب علیھم ولاالضالین پڑھا پھر آپ نے آمین پڑھا اوراس میں اپنی آواز کو کھینچا (یعنی بلند کیا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اوران کے بعد میں آنے والے کئی اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک آدمی ''آمین'' کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے گا اسے آہستہ آواز میں نہیں کہے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اورامام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شعبہ نے اس روایت کو مسلم بن کہیل کے حوالے سے، حجر ابوعنبس کے حوالے سے، علقمہ بن وائل کے حوالے سے، ان

231- اخرجه ابو داؤد (309/1) كتاب الصلاة ' باب: التامين وراء الامام حديث (932) من طريق سفيان عن سلمة بن كهيل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر فذكره-

کے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیھم ولاالضالین پڑھا اور پھر آمین کہا اور آپ نے اپنی آواز کو پست رکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سفیان کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ مستند ہے شعبہ نے اس روایت میں کئی مقامات پر غلطی کی ہے انہوں نے اسے حجر ابوعنبس کے حوالے سے نقل کیا ہے حالانکہ وہ حجر بن عنبس ہیں اور ان کی کنیت "ابوالسکن" ہے انہوں نے اس ابوعلقمہ بن وائل کا اضافہ کیا ہے حالانکہ اس کی سند میں علقمہ نہیں ہے۔

یہ روایت حجر بن عنبس کے حوالے سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ یہ نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آواز کو پست رکھا تھا حالانکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز کو بلند کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس بارے میں سفیان کی روایت شعبہ کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

وہ فرماتے ہیں: علاء بن صالح اسدی نے اس روایت کو سلمہ بن کہیل سے نقل کیا ہے جو سفیان کی روایت کی مانند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جو سفیان سے منقول روایت کی مانند ہے۔

شرح

آمین مقتدی یا امام کا وظیفہ ہونے میں مذاہب

بعض اہل لغت نے لفظ "آمین" کو عربی قرار دیتے ہوئے اسے اسم فعل بتایا ہے۔ جو "تو قبول کر" کے معنیٰ میں ہے۔ اس بارے میں تحقیق ہے کہ یہ "سریانی" زبان کا لفظ ہے جو بائبل کے مختلف نسخوں میں موجود ہے۔ ایک یہودی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پرتاثیر زبان سے لفظ "آمین" سنا تو وہ مسلمان ہوگیا تھا۔

دریافت طلب یہ بات ہے کہ لفظ "آمین" مقتدی کا وظیفہ ہے یا امام کا یا دونوں کا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) "آمین" امام اور مقتدی دنوں کا وظیفہ ہے۔ (۲) یہ امام کا وظیفہ نہیں بلکہ مقتدی کا وظیفہ ہے۔ دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ فقولوا امين الخ۔ "بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام: "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ" کے الفاظ کہے تو تم کہو: امیـــــن۔ فرشتے بھی اس وقت "آمین" کہتے ہیں اور جس کی "آمین" (صحیح بخاری جلد اوّل ص ۱۰۸) فرشتوں کی "آمین" سے مل گئی اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔" اس حدیث سے ثابت ہوا "وَلاَ الضَّآلِّيْنَ" امام کہے گا اور "امین"

صرف مقتدی کہے گا۔

۲- جمہور کے نزدیک ''آمین'' کہنا امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے: عن ابراهيم اربع يخافت بهن الامام سبحانك اللهم وبحمدك والتعوذ من الشيطن وبسم الله الرحمن الرحيم و اٰمين (کتاب الآثار للامام محمد ص ۱۶) ''حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام پست آواز میں پڑھے گا: (۱) ثناء، (۲) تعوذ، (۳) تسمیہ، (۴) آمین۔''

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کا مقصد وظائف کی تقسیم کاری ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں ایک وقت میں ''آمین'' کہیں۔ اس کا طریقہ یوں بتایا گیا ہے: جب امام ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' سے فراغت حاصل کرے تو فوراً ''آمین'' کہہ دیا جائے تاکہ دونوں کی ''آمین'' ایک وقت میں ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے: فان الملائكة تقول اٰمين وان الامام يقول اٰمين (سنن نسائی جلد اوّل ص ۱۴۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیونکہ فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں، جس وقت امام ''آمین'' کہتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ التَّاْمِيْنِ

باب 47: آمین کہنے کی فضیلت

232 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس شخص کا آمین کہنا، فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوگا، تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

232- اخرجه البخاری (204/11) كتاب الدعوات' باب: فضل التامين' حديث (6402)' و مسلم (2/293- الابی) كتاب الصلاة' باب: التسميع والتحميد والتامين حديث (410/72)' وابو داؤد (309/1) كتاب: الصلاة' باب: التامين وراء الامام حديث (936)' والنسائی (2/143-144) كتاب الافتتاح' باب جهر الامام بآمين حديث (925, 926, 927, 928)' وابن ماجه (277/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: الجهر بآمين' حديث (851 -852)' ومالك فی "الموطا" (87/1) كتاب الصلاة' باب: ماجاء فی التامين خلف الامام' حديث (45)' وابن خزيمة (286,1) حديث (569) و (37,3) حديث (1583) واحمد (270-459-449- 233/2)' والدارمی (284/1)' كتاب الصلاة' باب: فی فضل التامين' والحميدی (417/2) حديث (933)

شرح

آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام اور منفرد کا جہراً اور سراً ''آمین'' کہنا جائز ہے لیکن افضلیت کے اعتبار سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) امام اور مقتدی دونوں جہر سے کہیں گے۔ (۲) امام بالاخفاء کہے گا جبکہ مقتدی بالجہر۔ البتہ پہلا قول مختار ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''آمین'' بالجہر افضل ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک آمین بالاخفاء افضل ہے۔ امام، مقتدی اور منفرد سب آمین بالاخفاء کہیں گے۔

سب آئمہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ''قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وقال اٰمین ومدبها صوته'' (علامہ نیموی آثار السنن ص۱۲۰) میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے: ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے بلند آواز سے کہا: ''آمین''

''اٰمین'' کہنے کی فضیلت

جو شخص ''آمین'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین، فرشتوں کی آمین سے مطابقت کر گئی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' گناہوں کی بخشش کے لیے بندے کی آمین کا فرشتوں کی آمین سے مطابقت شرط ہے۔ اس مطابقت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱- مقتدی، امام کی آمین کے ساتھ ہی آمین کہے اور بالکل اسی وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، تو اس طرح آمین کی مطابقت ہو جائے گی اور شرط بھی پائی جائے۔

۲- فرشتے آمین کہتے ہیں، ہم ان کی آمین سن نہیں پاتے لہٰذا تو بندے کو بھی آہستہ آمین کہنا چاہیے تاکہ مطابقت کی صورت پیدا ہو جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّكْتَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ

باب **48**: (باجماعت) نماز کے دوران دو مرتبہ سکتہ کرنا

233 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ

متن حدیث: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَّقَالَ حَفِظْنَا سَكْتَةً فَكَتَبْنَا اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَتَبَ اُبَيٌّ اَنْ حَفِظَ سَمُرَةُ

قَالَ سَعِيْدٌ فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ قَالَ اِذَا دَخَلَ فِيْ صَلَاتِهٖ وَاِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَائَةِ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِذَا قَرَاَ (وَلَا الضَّالِّيْنَ) قَالَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَائَةِ اَنْ يَّسْكُتَ حَتّٰى يَتَرَادَّ اِلَيْهِ نَفَسُهُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّسْكُتَ بَعْدَمَا يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَائَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَاَصْحَابُنَا

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دومرتبہ سکتہ کرنا مجھے یاد ہے' تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا' اور وہ بولے: مجھے ایک مرتبہ سکتہ کرنا یاد ہے (راوی کہتے ہیں) ہم نے اس بارے میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ خط لکھا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت درست ہے۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: یہ دومرتبہ سکتے کب ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب آدمی نماز میں داخل ہو' اور جب قرأت کر کے فارغ ہو۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا: جب امام "ولا الضالین" پڑھ لے۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہیں یہ بات پسند تھی' جب امام قرأت کر کے فارغ ہو' تو سکتہ کرے' تا کہ اس کا سانس ٹھیک ہو جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

یہ کئی اہل علم کا قول ہے' ان کے نزدیک امام کے لیے یہ بات مستحب ہے: وہ نماز کے آغاز میں سکتہ کرے اور قرأت سے فارغ ہونے کے بعد سکتہ کرے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے اصحاب نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نماز میں دوسکتوں کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا ثناء کے بعد اور سورہ فاتحہ سے قبل سکتہ پر اتفاق ہے۔ البتہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اسے تسلیم نہیں

233– اخرجه ابو داؤد (1/266- 267) كتاب الصلاة: باب: السكتة عند الافتتاح حديث (777 -778 -779 - 780) والبخاری فی "القراءة خلف الامام" (277 -278) وابن ماجه (1/275) كتاب الصلاة والسنة فيها باب: في سكتتي الامام حديث (845, 844) واحمد (5/7 -11 -15 -20 -21 -22 -23) وابن خزيمة (3/35) حديث (1578) والدارمی (1/283) كتاب الصلاة باب: في السكتتين من طريق الحسن عن سمرة بن جندب فذكره۔

کرتے۔ دوسرا سکتہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورت یا آیات ملانے سے قبل ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں محض سکوت ہوگا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں ''آمین بالاخفاء'' ہے۔ تیسرے سکتہ کا محل قرأت کے بعد اور رکوع جانے سے قبل ہے۔

حضرت علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر قرأت کا اختتام اسماء الحسنٰی میں سے کسی اسم پر ہو رہا ہو تو سکتہ نہ کرنا مستحب بلکہ اس کا تکبیر کے ساتھ وصل کرنا بہتر ہوگا۔ اگر قرأت کا اختتام اس کے علاوہ کسی لفظ پر ہو رہا ہو تو سکتہ کرنا بہتر ہے۔ مثلاً ''وھو العزیز الحکیم'' احناف کا کہنا ہے کہ قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل سکتہ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ مسنون ہے۔

سوال: حدیث باب کے متن میں دو سکتوں کا بیان ہے جبکہ اب تین سکتے بن گئے، تو ایک سکتہ کہاں سے آ گیا؟

جواب: حضرت سمرہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متفقہ سکتے دو ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک سکتہ اپنی طرف سے شامل کر دیا تو اس طرح تین سکتے ہو گئے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَضْعِ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ فِی الصَّلٰوۃِ

باب 49: نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

234 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا فَیَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّغُطَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ هُلْبٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ یَرَوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلٰوۃِ وَرَاٰی بَعْضُهُمْ اَنْ یَّضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّۃِ وَرَاٰی بَعْضُهُمْ اَنْ یَّضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ وَاسْمُ هُلْبٍ یَزِیْدُ ابْنُ قُنَافَۃَ الطَّائِیُّ

◆◆ حضرت قبیصہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں کے ذریعے پکڑا۔

234- اخرجہ ابو داؤد (340/1)' کتاب الصلاۃ' باب: کیفیۃ الانصراف من الصلاۃ' حدیث (1041)' وابن ماجہ (266/1 -300) کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا' باب: وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ' وباب: الانصراف من الصلاۃ حدیث (809)' (929)' واحمد فی "مسندہ" (226/5 -227)' و عبداللہ بن احمد فی زیاداتہ علی المسند (226/5 -227)' من طریق سماك بن حرب عن قبیصۃ بن ھلب فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت غطیف بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ہلب سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات کے نزدیک مرد نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے گا۔

بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے: آدمی ان دونوں ہاتھوں کو ناف پر رکھے گا' اور بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے: انہیں ناف سے نیچے پہنچے رکھے گا ان کے نزدیک دونوں میں سے ہر ایک کی گنجائش موجود ہے۔

ہلب نامی راوی کا نام یزید بن قنافہ طائی ہے۔

شرح

وضع یدین یا ارسال یدین افضل ہونے میں مذاہب آئمہ

دوران نماز حالت قیام میں وضع یدین افضل ہے یا ارسال یدین؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) ارسال یدین افضل ہے۔ (۲) فرائض میں ارسال یدین مسنون ہے اور نوافل میں وضع یدین افضل ہے۔

۲- حضرت امام حسن بصری، حضرت ابن زبیر، حضرت سعید بن میتب، حضرت امام ابراہیم نخعی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ارسال یدین افضل ہے۔

۳- جمہور کے نزدیک دوران نماز حالت قیام میں وضع یدین (ہاتھ باندھنا) مسنون ہے۔

ہاتھ باندھنے کی جگہ میں مذاہب آئمہ

دوران نماز حالت قیام میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام اسحاق بن راہویہ، حضرت سفیان ثوری اور حضرت ابواسحاق مروزی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) دونوں ہاتھ تحت الصدر باندھے جائیں۔ (۲) دونوں ہاتھ فوق الصدر باندھنا مسنون ہے۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں گے۔ (۲) دونوں ہاتھ کو تحت الصدر باندھے جائیں گے۔ (۳) دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اپنایا جائے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (مصنف ابن ابی شیبہ) راوی کا بیان ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ حالت نماز میں آپ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے ہوئے تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (سنن ابی داؤد) حالت نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب 50: رکوع میں اور سجدے میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا

235 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِىْ كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَّقِيَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِىِّ وَاَبِىْ مُوْسٰى وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِىٌّ وَّغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے دوران) ہر مرتبہ جھکتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے قیام کرتے ہوئے، بیٹھتے ہوئے، تکبیر کہا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (بھی ایسا ہی کرتے تھے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

235- اخرجه النسائی (2/205- 230- 233) كتاب التطبيق باب: التكبير للسجود' وباب: التكبير عند الرفع من السجود و باب: التكبير للسجود' و (3/62): كتاب السهو باب: كيف السلام على اليمين' واحمد فى "مسنده" : (-394 -418 -426 -442 1/386) والدارمى (1/286): كتاب: الصلاة' باب: التكبير عند كل خفض و رفع من طريق ابى اسحق عن عبدالرحمن بن الاسود عن الاسود و علقمة عن عبدالله بن مسعود' فذكراه' واخرجه احمد فى "مسنده" (1/443) من طريق وكيع عن ابيه' عن ابى اسحق' عن عبدالرحمن بن الاسود' و عبدالرحمن بن يزيد عن عبدالله بن مسعود' فذكراه-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا' جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں' ان کے بعد آنے والے تابعین بھی اسی بات کے قائل ہیں' عام فقہاء اور علماء کا اسی پر عمل ہے۔

بَابُ مِنْهُ اٰخَرُ

باب 51: (بلاعنوان)

236 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَهْوِىْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ قَالُوْا يُكَبِّرُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَهْوِىْ لِلرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے دوران) ہر مرتبہ جھکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد میں آنے والے تابعین کی بھی یہی رائے ہے: حضرات فرماتے ہیں: (نماز کے دوران) آدمی جب بھی رکوع یا سجدے کے لیے جھکے' تو تکبیر کہے۔

شرح

رکوع اور سجود کرتے وقت تکبیر کہنے کا مسئلہ

ہر خفض ورفع اور قیام وقعود کے وقت تکبیر کہنا، تکثیر وتغلیب پر محمول ہے کیونکہ رفع من الرکوع کے وقت تکبیر نہیں بلکہ تحمید (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) کہنا مسنون ہے۔ شروع میں قدرے اس مسئلہ میں اختلاف تھا لیکن بعد میں اس پر اجماع ہو گیا تھا۔ کچھ لوگ عندالرکوع تکبیر (یعنی خفض للرکوع) نہیں کہتے تھے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ روایت لا کر ان لوگوں کا رد کر دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو ہر خفض ورفع اور قیام وقعود کے وقت تکبیر

236- اخرجه البخاري (338/2) كتاب الاذان: باب يهوى بالتكبير حين يسجد: حديث (803) ومسلم (392/2): كتاب: الصلاة: باب: اثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة الا رفعه من الركوع فيقول فيه: سمع الله لمن حمده' حديث (392) وابوداؤد (281/1) كتاب: الصلاة: باب: تمام التكبير حديث (836) والنسائي (233/2) كتاب "التطبيق" حديث التكبير للسجود' حديث (1150)

کہا کرتے تھے۔

سوال: ترکِ تکبیر کے حوالے سے تین روایات ہیں: (۱) ان اول من ترك التكبير عثمان بن عفان رضی الله عنه (مسند احمد) (۲) اول من ترك التكبير معاوية رضی الله عنه (الطبرانی) (۳) ان اول من تركه زياد رضی الله عنه۔ ان روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ غلبہ حیاء اور بیان جواز کی بناء پر سب سے قبل صرف خفض کی تکبیریں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ترک کیں کیونکہ دیکھنے سے بھی علم ہو جاتا ہے۔ پھر آپ کی پیروی میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ترک کیں۔ اسی طرح بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی ترک کرنا منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ

باب 52: رکوع میں جاتے ہوئے رفع یدین کرنا

237 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَزَادَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِىْ عُمَرَ

237- اخرجه البخاری (255/2): كتاب الاذان: باب: رفع اليدين في التكبيرة الاولى مع الافتتاح سواء حديث (735) و (256/2): باب: رفع اليدين اذا كبر واذا ركع واذا رفع: حديث (736) و (259/2): باب: رفع اليدين اذا كبر واذا ركع واذا رفع: حديث (736) و (259/2) باب: الى اين يرفع يديه! حديث (738) وباب: رفع اليدين اذا قام من الركعتين: حيث (739) ومسلم (253/2- الابی): كتاب الصلاة باب: استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام والركوع وفي الرفع من الركوع وانه لا يفعله اذا رفع من السجود حديث (390/21) وابو داؤد (249/1): كتاب الصلاة: باب: رفع اليدين في الصلاة: حديث (721) (722) والنسائی (121/2): كتاب: الافتتاح: باب: العمل في افتتاح الصلاة و (122/2): باب: رفع اليدين قبل التكبير و (182/2) باب: رفع اليدين للركوع حذاء المنكبين و (194/2) كتاب التطبيق: باب: رفع اليدين حذو المنكبين عند الرفع من الركوع و (195/2) باب: مايقول الامام اذا رفع راسه من الركوع و (206/2): باب: ترك رفع اليدين عند السجود و (231/2): باب: ترك ذلك بين السجدتين و (3/3): كتاب السهو: باب: رفع اليدين للقيام الى الركعتين الاخريين حذو المنكبين وابن ماجه (279/1): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع: حديث (858) ومالك في "الموطا" (75/1): كتاب الصلاة باب: افتتاح الصلاة حديث (16) واحمد (2/8-18 -47 -62 -134- 147) وابن خزيمة (232/1) حديث (456) و (294/1) حديث (583) و (344/1) حديث (693) والحميدی (277/2) حديث (614) والدارمی (285/1) كتاب الصلاة: باب: في رفع الركوع والسجود من طريق الزهری عن سالم عن ابيه به۔

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ حُمَيْدٍ وَّاَبِيْ اُسَيْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَجَابِرٍ وَعُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَبِهٰذَا يَقُوْلُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٌ وَّابْنُ عَبَّاسٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغَيْرُهُمْ وَمِنَ التَّابِعِيْنَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَّطَاوُسٌ وَّمُجَاهِدٌ وَّنَافِعٌ وَّسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَّغَيْرُهُمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّمَعْمَرٌ وَّالْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ مَنْ يَّرْفَعُ يَدَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْاٰمُلِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ

قَالَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَّرٰى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ كَانَ مَعْمَرٌ يَّرٰى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ

وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُوْلُ كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يَّرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِذَا افْتَتَحُوا الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعُوْا وَاِذَا رَفَعُوْا رُؤُسَهُمْ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز کا آغاز کیا' تو آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے' انہیں کندھوں تک بلند کیا' پھر جب آپ رکوع میں گئے' جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا (تو اس وقت بھی رفع یدین کیا)

ابن ابی عمر نامی راوی اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن ابی عمر کی روایت کی مانند منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر لیثی رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے جن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

تابعین میں سے حسن بصری، عطاء، طاؤس، مجاہد، نافع، سالم بن عبداللہ، سعید بن جبیر (رحمۃ اللہ علیہم) اور دیگر حضرات اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک، معمر، اوزاعی، ابن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحٰق (رحمۃ اللہ علیہم) نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ حدیث ثابت ہے جس میں رفع یدین کا تذکرہ ہے۔

پھر انہوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کا تذکرہ کیا جو سالم کے حوالے سے ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے۔

(عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) تاہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ثابت نہیں ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز میں رفع یدین کیا جائے گا۔

(یحییٰ فرماتے ہیں: ہمیں عبدالرزاق نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ معمر کے نزدیک نماز میں رفع یدین کیا جائے گا۔)

میں نے جارود بن معاذ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ، عمر بن ہارون، نضر بن شمیل نماز کے آغاز میں، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ

باب 53: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے

238 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ

238–اخرجه الامام احمد فى "مسنده" (1/388-441) والنسائى (2/182): كتاب : الافتتاح باب: ترك ذلك و (2/195): كتاب التطبيق: باب: ترك ذلك من طريق سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله بن مسعود فذكره۔

يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کیا میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ انہوں نے نماز ادا کی تو نماز کے صرف آغاز میں رفع یدین کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک سے زیادہ اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کی بھی یہی رائے ہے۔

شرح

رکوع کے وقت رفع یدین کرنے میں مذاہب آئمہ

دورانِ نماز رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک مشہور روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے، اس کے علاوہ مسنون نہیں ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: **الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی فلم یرفع یدیہ الامرۃ** (سنن نسائی جلد اوّل ص ۱۶۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں، پھر انہوں نے نماز پڑھی لیکن ایک بار کے علاوہ رفع یدین نہ کیا۔

(۲) حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آغاز نماز کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (الخلافیات للبیہقی)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے: **لا ترفع الایدی الا سبع مواطن** (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۲) سات مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔ وہ سات مقامات یہ ہیں: (۱) آغاز نماز (۲) صفاء مروہ پر (۳-۴) شیطانوں کو کنکریاں مارتے وقت (۵) میدان عرفات میں (۶) مزدلفہ میں دعا کرتے وقت (۷) کعبہ پر پہلی نظر پڑتے وقت دعا میں۔

(۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل ثم اسکنوا فی الصلوٰۃ ۔ (الصحیح للمسلم جلداوّل ص۱۸۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: میں نے گھوڑوں کی دموں کی طرح تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے، پھر صحابہ نے رفع یدین ترک کردیا۔

۲۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مسنون ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: اذا استفتح الصلوٰۃ رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه و اذا ارادان یرکع و بعد مایرفع رأسه من الرکوع (الصحیح للمسلم) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آغاز نماز کے وقت رفع یدین کرتے حتیٰ کہ انہیں اپنے کندھوں کے برابر لے آتے تھے۔ پھر آپ نے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا۔ (۲) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین جائز و منقول ہے۔ (متفق علیہ) (۳) حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: فیرفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه ثم یرکع الی قوله ۔ فیقول سمع اللہ لمن حمدہ ثم یرفع یدیه (سنن ابی داؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے حتیٰ کہ انہیں اپنے کندھوں کے برابر لے جاتے، پھر رکوع کرتے الخ۔ پھر آپ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔ (۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین منقول ہے۔ (البیہقی)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے ان دلائل کے مجموعی طور پر یوں جوابات دیے جاتے ہیں: شروع اسلام میں دوران نماز گفتگو جائز تھی پھر منسوخ قرار دی گئی۔ اسی طرح رفع یدین پہلے جائز تھا لیکن بعد میں منسوخ و ممنوع ہوگیا۔ آغاز میں ہر رفع و خفض کے وقت رفع یدین جائز تھا، پھر چار جگہوں میں باقی رہ گیا، پھر تین جگہوں میں باقی رہ گیا باقی منسوخ ہوگئے اور اب صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ

باب 54: رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا

239 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ الرُّكَبَ سُنَّتْ لَكُمْ فَخُذُوْا بِالرُّكَبِ

239– اخرجه النسائی (185/2): كتاب التطبيق: باب: الامساك بالركب فی الركوع حديث (1034 - 1035) من طريق ابی عبدالرحمن السلمی عن عمر بن الخطاب فذكره-

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِیْ حُمَیْدٍ وَّاَبِیْ اُسَیْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ

آثارِ صحابہ: اِلَّا مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّبَعْضِ اَصْحَابِهٖ اَنَّهُمْ كَانُوْا یُطَبِّقُوْنَ وَالتَّطْبِیْقُ مَنْسُوْخٌ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ ابوعبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا تمہارے لیے سنت ہے' تو تم گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو اختیار کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے' البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض اصحاب سے اختلافی رائے منقول ہے' کیونکہ وہ حضرات دونوں زانوؤں کے درمیان ہاتھ رکھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اہلِ علم کے نزدیک زانوں کے درمیان ہاتھ رکھنے کا حکم منسوخ ہے۔

240 متن حدیث: قَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ كُنَّا نَفْعَلُ ذٰلِكَ فَنُهِیْنَا عَنْهُ وَاُمِرْنَا اَنْ نَّضَعَ الْاَكُفَّ عَلَی الرُّكَبِ

سندِ حدیث: قَالَ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ سَعْدٍ بِهٰذَا

توضیح راوی: وَاَبُوْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیُّ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ وَاَبُوْ اُسَیْدٍ السَّاعِدِیُّ اسْمُهٗ مَالِكُ بْنُ رَبِیْعَةَ وَاَبُوْ حَصِیْنٍ اسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَسَدِیُّ وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیُّ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

240- اخرجه البخاری (319/2): كتاب: الاذان باب: وضع الاكف على الركب فی الركوع: حدیث (790)، و مسلم (431/2-الابی): كتاب: المساجد ومواضع الصلاة' باب: الندب الی وضع الایدی علی الركب فی الركوع ونسخ التطبیق: حدیث (535/29)' وابو داؤد (291/1): كتاب الصلاة: باب: تفریع الیدین ابواب الركوع والسجود' وضع الیدین علی الركبتین' حدیث (867)' والنسائی (185/2): كتاب التطبیق: باب: نسخ ذلك' حدیث (1032)' (1033)' وابن ماجه (283/1): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: وضع الیدین علی الركبتین' حدیث (873)' واحمد فی "مسنده" (182-181/1)' والحمیدی (402/1) حدیث (79)' وابن خزیمة (302/1) حدیث (596)' والدارمی (299-298/1)' كتاب الصلاة: باب: العمل فی الركوع من طریق مصعب بن سعد عن ابیه فذكره۔

حَبِيْبٍ وَّاَبُوْ يَعْفُوْرٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ وَّاَبُوْ يَعْفُوْرٍ الْعَبْدِيُّ اسْمُهٗ وَاقِدٌ وَّيُقَالُ وَقْدَانُ وَهُوَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَكِلَاهُمَا مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے' پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہم اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں۔

اس روایت کو مصعب بن سعد نے اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن بن ساعد بن المنذ رہے۔

حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔

ابوحسین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

ابویعفور نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن فسطاس ہے۔ ابویعفور عبدی کا نام ''واقد'' ہے' اور ایک قول کے مطابق وقدان ہے۔ یہ وہی راوی ہیں' جنہوں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

یہ دونوں راوی کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

شرح

حالت رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا مسئلہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ دوران نماز حالت رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جائیں گے۔ حالت رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ رکوع میں گھٹنوں کو پکڑو اور یہی تمہارے لیے مسنون کیا گیا ہے۔ ابتداء اسلام میں تطبیق کرنا جائز تھا لیکن بعد میں یہ منسوخ کر دی گئی۔ تطبیق سے مراد ہے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے گھٹنوں کے بیچ میں داخل کرنا۔ اب ہمارے لیے مسنون طریقہ یہی ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں کو عام حالت کی طرح اپنے گھٹنوں پر رکھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دفعہ اپنے تلامذہ کو نماز پڑھائی تو تطبیق کیا، کسی نے اس کا ذکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم بھی تطبیق کیا کرتے تھے لیکن اب یہ منسوخ ہو چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ يُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ

باب 55: رکوع میں دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھا جائے

241 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

241- اخرجه احمد (424/5) وابو داؤد (471/1) كتاب الصلاة: باب: افتتاح الصلاة حديث (734) وابن ماجه (280/1) كتاب: اقامة الصلاة: باب: رفع اليدين اذا ركع حديث (863) من طريق فليح بن سليمان حدثني عباس بن سهل به-

عَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ

متن حدیث: اجْتَمَعَ اَبُوْ حُمَيْدٍ وَّاَبُوْ اُسَيْدٍ وَّسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ حُمَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِيْ اخْتَارَهُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ يُّجَافِيَ الرَّجُلُ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

◆◆ عباس بن سہل بیان کرتے ہیں: حضرت ابوحمید، حضرت ابواسید، حضرت سہل بن سعد اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم ایک جگہ اکٹھے ہوئے' تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا' تو حضرت ابوحمید' نے فرمایا: میں آپ سب کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں جانتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ جب رکوع میں جاتے تھے' تو آپ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے' یوں جیسے آپ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہے' اور آپ اپنے بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے: رکوع اور سجدے میں آدمی کے بازو اس کے پہلو سے الگ رہیں گے۔

شرح

رکوع کی کیفیت

جب نمازی حالت نماز میں رکوع کرے تو اس کی کیفیت یوں ہونی چاہیے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لے لیکن پکڑنے میں شدت سے کام نہ لے بلکہ عام حالت میں رکھے گویا گھٹنے پنجوں میں لیے ہوں، کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھے، پھر سر اور پشت دونوں کو برابر رکھے۔ حدیث باب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی حالت رکوع میں اپنے دونوں ہاتھ اس طریقے سے گھٹنوں پر رکھتے تھے گویا وہ پکڑے ہوئے ہوں اور بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْبِيْحِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب 56: رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنا

242 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ يَزِيْدَ الْهُذَلِيِّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

242– اخرجه ابو داؤد (296/1): كتاب: الصلاة باب: مقدار الركوع والسجود حديث (886) وابن ماجه (287/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: التسبيح في الركوع والسجود حديث (890) من طريق عون بن عبدالله بن عتبة عن ابن مسعود فذكره-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِیْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ حُذَیْفَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَّیْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ لَمْ یَلْقَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ لَّا یَنْقُصَ الرَّجُلُ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ مِنْ ثَلَاثِ تَسْبِیْحَاتٍ وَّرُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ قَالَ اَسْتَحِبُّ لِلْاِمَامِ اَنْ یُّسَبِّحَ خَمْسَ تَسْبِیْحَاتٍ لِكَیْ یُدْرِكَ مَنْ خَلْفَهٗ ثَلَاثَ تَسْبِیْحَاتٍ وَّهٰكَذَا قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص رکوع میں جائے اور رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ "تین مرتبہ پڑھ لے تو اس کا رکوع مکمل ہو جائے گا' یہ اس کی کم از کم مقدار ہے' اور جب وہ سجدے میں جائے اور سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی "تین مرتبہ پڑھ لے' تو اس کا سجدہ مکمل ہو جائے گا' اور یہ اس کی کم از کم مقدار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند متصل نہیں ہے' کیونکہ اس کے راوی عون بن عبداللہ بن عتبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک یہ بات مستحب ہے: آدمی رکوع یا سجدے میں تین تسبیحوں سے کم نہ پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے' وہ فرماتے ہیں: میں امام کے لیے یہ بات مستحب قرار دیتا ہوں کہ وہ پانچ مرتبہ تسبیح پڑھے' تا کہ اس کے پیچھے موجود لوگوں کو تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کا موقع مل جائے۔

اسحٰق بن ابراہیم نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

243 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَیْدَةَ یُحَدِّثُ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَیْفَةَ

متن حدیث: اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَفِیْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَمَا اَتٰی عَلٰی اٰیَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ وَسَاَلَ وَمَا اَتٰی عَلٰی اٰیَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهٗ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیثِ دیگر: اَنَّهٗ صَلّٰى بِاللَّيْلِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

◆◆ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی انہوں نے رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" پڑھا اور سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" پڑھا آپ جب بھی رحمت کے مضمون سے متعلق کوئی آیت پڑھتے' تو وہاں ٹھہر کر اس رحمت کو مانگتے تھے اور جب عذاب کے مضمون سے متعلق کوئی آیت پڑھتے' تو وہاں ٹھہر کر اس سے پناہ مانگتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' اسی روایت کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر سند کے ہمراہ نقل کیا گیا ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رات کے وقت نماز ادا کی اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

شرح

رکوع اور سجود میں تسبیحات پڑھنے کا مسئلہ

نمازی حالت رکوع میں تین بار یہ تسبیح پڑھتا ہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور حالت سجدہ میں تین بار یہ تسبیح پڑھتا ہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ یہ تسبیحات پڑھنا مسنون ہے لیکن ان کی تعداد کا تعین نہیں ہے۔ کم از کم یہ تسبیحات تین بار پڑھی جائیں۔ جو شخص زائد بار پڑھنا چاہتا ہو، اسے اجازت ہے لیکن عدد میں طاق کو پیش نظر رکھے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام کم از کم پانچ مرتبہ تسبیحات پڑھے تاکہ مقتدی آسانی کے ساتھ تین بار یہ تسبیحات پڑھ سکیں۔ دوران نماز قرأت کرتے ہوئے جب آیت رحمت آتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رک کر اللہ تعالیٰ سے دعا رحمت کرتے اور جب کوئی آیت عذاب آتی تو آپ رک کر اللہ تعالیٰ سے استغفار واستعاذہ کرتے پھر تلاوت کا سلسلہ جاری کرتے۔

243- اخرجه مسلم (111/3- الابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل (772/ 203) وابو داؤد (292/1): كتاب: الصلاة باب: مايقول الرجل في ركوعه و سجوده: حديث (871) والنسائي (176/2) كتاب الافتتاح: باب: تعوذ القارى ء اذا مر باية عذاب و (177/2): باب: مسالة القارى ء اذا مر باية رحمة و (190/2): كتاب: التطبيق باب: الذكر في الركوع و (224/2): باب: نوع آخر و (225/3): كتاب: قيام الليل و تطوع النهار: باب تسوية القيام والركوع والقيام بعد الركوع والسجود والجلوس بين السجدتين في صلاة الليل وابن ماجه (289/1): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: مايقول بين السجدتين: حديث (897) و (429/1) باب: ماجاء في القراءة في صلاة الليل: حديث (1351) واحمد في "مسنده": (397- 382/5 -384 -389 -394) وابن خزيمة (273/1) حديث (543) و (304/1) حديث (603) و (604/1) حديث (604) و (331/1) حديث (660) و (334/1) حديث (668) (669) و (340/1) حديث (684) والدارمي (299/1) كتاب الصلاة: باب: مايقال في الركوع من طريق صلة بن زفر عن حذيفة بن اليمان فذكره۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِرَائَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب 57: رکوع اور سجدے میں قرأت کرنا

244 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَائَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ كَرِهُوا الْقِرَائَةَ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے قسی، معصفر (زرد رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے) سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے اہلِ علم کی یہ رائے ہے: ان حضرات کے نزدیک رکوع اور سجدے میں قرأت کرنا مکروہ ہے۔

شرح

رکوع اور سجود میں قرأت کی ممانعت کا مسئلہ

نماز کی چار حالتوں: رکوع، سجود، قیام اور قعود میں سے صرف قیام کی حالت میں قرأت کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ یہی حالت

244- اخرجه مالك فی "الموطا" (1/80) كتاب الصلاة: باب: العمل فی القراءة: حديث (28) والبخاری فی "خلق افعال العباد" (70, 69) ومسلم (2/371- 372- الابی): كتاب: الصلاة: باب: النهی عن قراءة القرآن فی الركوع والسجود: حديث (480/ 209- 210- 211) و (7/226- 227- الابی) كتاب: اللباس والزينة: باب: النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر حديث (2078/ 29- 30- 31) وابو داؤد (2/445) كتاب: اللباس: باب: من كرهه حديث (4044- 4045- 4046) والنسائی (2/189): كتاب التطبيق: باب: النهی عن القراءة فی الركوع و (2/217): باب: النهی عن القراءة فی السجود (8/167- 168) كتاب: الزينة باب: خاتم الذهب و (8/169) باب: الاختلاف علی يحيی بن ابی كثير فيه (8/191- 192) باب: النهی عن لبس خاتم الذهب وابن ماجه (2/1191): كتاب: اللباس: باب: كراهية المعصفر للرجال حديث (3606) و (2/1202) وباب: النهی عن خاتم الذهب حديث (3642) واحمد فی "مسنده": (1/92- 114- 126- 132) من طريق عبدالله بن حنين عن ابيه عن علی بن ابی طالب فذكره۔

قرأت وتلاوت قرآن کی شایان شان ہے۔اس قرأت کا تعلق واجب قرأت سے ہے لیکن واجبات نماز سے ہرگز نہیں۔جو شخص قیام میں قرأت کی بجائے رکوع یا سجود یا قعود میں کرے تو اس کی نماز تو ہو جائے گی اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا مگر سخت گناہگار ہو گا۔یہ مسئلہ اسی طرح ہے کہ بالترتیب قرأت قرآن واجب ہے،اگر کوئی شخص ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر الٹی قرأت کرے گا تو نماز اس کی ہو جائے گی لیکن سخت گناہگار ہوگا۔رکوع،سجود اور قعود کی حالت میں قرأت منع ہے۔

تین امور سے ممانعت: رکوع وسجود میں قرأت کی ممانعت کی طرح حدیث باب میں مزید تین امور سے منع کیا گیا ہے،جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-لفظ''قسی''میں دو قول ہیں: (۱) لفظ''قسی''کے آخر میں یاءِ نسبت کی ہے،''قس''مصر کے ایک دیہات کا نام ہے جہاں مشہور کپڑا تیار ہوتا تھا اور اس کپڑے کو''قسی''کہا جاتا ہے اور اس کپڑے کا رنگ سرخ ہوتا تھا۔اس سے ممانعت کی وجہ اس کا رنگ ہے۔(۲) یہ لفظ''خز''کا معرب ہے،جس سے مراد ریشمی کپڑا ہے۔اس کپڑے کی وجہ ممانعت اس کا ریشمی ہونا ہے جو مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔

۲-لفظ''معصفر''سے مراد گیروے رنگ کا کپڑا ہے جو سادھو سنت اور بے غیرت لوگ زیب تن کرتے ہیں۔اس کپڑے کے استعمال سے بھی منع کیا گیا ہے۔اس سے ممانعت کی وجہ غیر متدین لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

۳-دوسرے امور کی طرح سونے کی انگوٹھی سے بھی منع کیا گیا ہے،کیونکہ مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے۔البتہ مرد ایک مثقال سے کم وزن چاندی کی انگوٹھی استعمال کرسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ لَّا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب 58: جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا

245 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَّا يُقِيْمُ فِيْهَا الرَّجُلُ يَعْنِىْ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَرِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ

245- اخرجه ابو داؤد (287/1)؛ كتاب الصلاة: باب: صلاة من لا يقيم صلبه فى الركوع والسجود حديث (855) والنسائي (183/2) كتاب الافتتاح باب: الاعتدال فى الركوع والسجود (214/2) كتاب: التطبيق باب: اقامة الصلب فى السجود وابن ماجه (282/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الركوع فى الصلاة حديث (870) واحمد فى "مسنده": (119/4-122) والدارمي (304/1) كتاب الصلاة: باب: فى الذى لا يتم الركوع والسجود وابن خزيمة (300/1) حديث (591 -592) و (333/1) حديث (666) والحميدي (216/2) حديث (454) من طريق ابى معمر عن ابى مسعود الانصارى فذكره-

يَرُوْنَ اَنْ يُّقِيْمَ الرَّجُلُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وقَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ مَنْ لَمْ يُقِمْ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَصَلَاتُهٗ فَاسِدَةٌ لِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَّا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَعْمَرٍ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَاَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ الْبَدْرِيُّ اسْمُهٗ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو

◄► حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بدری بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی، جو نماز میں رکوع اور سجدے میں سیدھا نہیں کرتا (راوی کہتے ہیں) یعنی اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی رکھے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا' اس کی نماز فاسد ہوتی ہے۔ ان کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

''اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو اس میں اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجدے میں سیدھا نہیں کرتا''۔

ابومعمر نامی راوی کا نام عبداللہ بن سخبرہ ہے۔

حضرت ابومسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔

شرح

تعدیل ارکان کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

نماز میں تعدیل ارکان کی شرعی حیثیت کیا ہے، آیا یہ واجب ہے یا فرض ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ تعدیل ارکان واجب ہے۔ ان کے نزدیک خبر واحد سے واجب ثابت ہو جاتا ہے۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(الف) آپ نے حدیث مسیء الصلوٰۃ سے استدلال کیا ہے۔ اعرابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نہایت عجلت سے نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اعادہ کا حکم دیا۔ اس نے تعدیل ارکان کو نظرانداز کرتے ہوئے نماز ادا کی تھی اور اس کی اصلاح کے لیے آپ نے اعادہ کا حکم دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعدیل ارکان واجب ہے۔ اگر تعدیل ارکان فرض ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطلان نماز کا حکم جاری کیا جاتا۔

(ب) قرآن کریم میں مطلقاً رکوع اور سجود کا حکم دیا گیا ہے، اگر خبر واحد کی بناء پر تعدیل ارکان کو فرض قرار دیا جائے تو قرآن کریم کے حکم عام کو خاص کرنا اور اس پر زیادتی بھی لازم آئے گی۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے اور یہ خبر واحد سے ثابت ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: "لاتجزئ صلوۃ" یعنی تعدیل ارکان کا لحاظ نہ کرنے والے کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ وہ فرض کا تارک ہوگا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس مقام پر لفظ "لاتجزئ" کفایت کے معنیٰ کے ساتھ ہے، اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جو شخص تعدیل ارکان کا لحاظ نہیں رکھے گا، اس کی نماز کافی نہیں ہوگی۔ یہ مطلب ہمارے نظریہ کے ہرگز خلاف نہیں ہے کیونکہ ہم بھی تعدیل ارکان کو واجب قرار دیتے ہیں۔

من لایقیم صلبہ: حدیث باب کے ان الفاظ سے مراد ہے کہ نماز نہایت عجلت سے ادا کرنا کہ تعدیل ارکان کو نظرانداز کرنے کے باعث رکوع اور سجود میں اس کی پشت بھی سیدھی نہ ہوتی ہو۔ اس انداز کی نماز کامل نہیں ہوسکتی بلکہ ہر اعتبار سے ناقص، قابل اصلاح اور واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب 59: جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟

246 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ حَدَّثَنِیْ عَمِّی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی وَاَبِیْ جُحَيْفَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ قَالَ يَقُوْلُ هٰذَا فِی الْمَكْتُوْبَةِ وَالتَّطَوُّعِ

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ هٰذَا فِیْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُوْلُهَا فِیْ صَلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ

توضیح راوی: توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِنَّمَا يُقَالُ الْمَاجِشُوْنِيُّ لِاَنَّهٗ مِنْ وُّلْدِ الْمَاجِشُوْنِ

◄► حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمد سن لی جس نے اس کی حمد بیان کی اے ہمارے پروردگار! ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے

آسمانوں جتنی اور زمین جتنی' ان دونوں کے درمیان جو جگہ ہے' اس جتنی اور ان کے علاوہ ہر وہ چیز' جو تو چاہے اس جتنی''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: فرض اور نفل نماز میں اسی طرح پڑھا جائے گا۔

بعض اہلِ کوفہ یہ فرماتے ہیں: نفل نماز میں آدمی اس طرح پڑھے گا' البتہ فرض نماز میں ایسے نہیں پڑھے گا۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راوی کا نام ماجشونی بھی کہا گیا ہے' کیونکہ وہ ماجشون کی اولاد میں سے تھے۔

شرح

رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع اور تحمید کہنے میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں جملہ آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ منفرد شخص رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع اور تحمید دونوں کہے اور مقتدی صرف تحمید کہے گا۔ البتہ اس بات میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ امام تسمیع وتحمید دونوں کہے گا یا ان میں سے ایک۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام صرف تسمیع کہے گا۔ انہوں نے آئندہ باب کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **"واذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولك الحمد"** (جامع الترمذی رقم الحدیث ۲۴۷) جب امام تسمیع کہے تو تم تحمید کہو۔ اس روایت میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے الفاظ کا تعین کر دیا گیا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ امام تحمید وتسمیع دونوں کہے گا۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اقدس اٹھاتے وقت تسمیع کہتے اور تحمید بھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہ روایت فعلی ہے جبکہ ہماری دلیل حدیث قولی ہے اور جب ان دونوں کے درمیان تعارض ہو جائے تو حدیث قولی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ (۲) یہ روایت حالت انفراد پر محمول کی جاتی ہے۔

بَابُ مِنْهُ اٰخَرُ

باب 60: بلاعنوان

247 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اَنْ يَّقُوْلَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَيَقُوْلَ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَغَيْرُهٗ يَقُوْلُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْاِمَامُ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام "سمع اللّٰه لمن حمده" کہے تو تم "ربنا ولك الحمد" کہو! جس شخص کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا یعنی امام "سمع اللّٰه لمن حمده ربنا ولك الحمد" پڑھے گا اور مقتدی صرف "ربنا ولك الحمد" پڑھے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابن سیرین اور دیگر حضرات نے یہ رائے بیان کی ہے: جو شخص امام کے پیچھے ہو (یعنی مقتدی) وہ "سمع اللّٰه هو لمن حمده ربنا ولك الحمد" پڑھے گا جیسے امام پڑھے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

247- اخرجه البخاری (330/2) كتاب: الاذان باب: فضل "اللهم ربنا لك الحمد" حديث (796) و (360/6) كتاب بدء الخلق باب: اذا قال احدكم "آمين" والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفرله ما تقدم من ذنبه حديث (3228) ومسلم (292/2- الابى): كتاب الصلاة: باب: التسميع والتحميد والتامين حديث (409/71) وابو داؤد كتاب: الصلاة باب: مايقول اذا رفع راسه من الركوع حديث (848) والنسائي (196/2) كتاب: التطبيق باب: قوله ربنا ولك الحمد حديث (1063) من طريق سمى عن ابى صالح عن ابى هريرة فذكره-

شرح

تحمید کی فضیلت

امام جب رکوع سے سر اٹھاتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتا ہے تو اسی وقت فرشتے بھی یہی کلمات کہتے ہیں اور مقتدیوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی اسی وقت "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہو اور فرشتوں کے ساتھ موافقت و مطابقت ہو جانے کی صورت میں تمہارے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اس سے تحمید کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس سے مغفرت و بخشش ہو جاتی ہے۔ امام، مقتدی اور منفرد سب کو مغفرت ذنوب کا پروانہ مل سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُوْدِ

باب 61: سجدے میں (جاتے ہوئے) دونوں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھنا

248 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ زَادَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَلَمْ يَرْوِ شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُ اَحَدًا رَوَاهُ مِثْلَ هٰذَا عَنْ شَرِيْكٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ وَرَوٰى هَمَّامٌ عَنْ عَاصِمٍ هٰذَا مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ

◆◆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدے میں گئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے (زمین پر) رکھے اور جب آپ اٹھے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں سے پہلے (زمین سے) اٹھائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن بن علی نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ بات اضافی نقل کی ہے۔ یزید بن ہارون فرماتے

248- اخرجه ابو داؤد (282/1): كتاب الصلاة باب: كيف يضع ركبتيه قبل يديه؟ حديث (838) والنسائي (206/2) كتاب: التطبيق باب: اول ما يصل الى الارض من الانسان فى سجوده و (234/2): باب: رفع اليدين عن الارض قبل الركبتين وابن ماجه (286/1): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: السجود حديث (882) وابن خزيمة (318/1) حديث (626) و (319/1) حديث (629) والدارمى (303/1) كتاب: الصلاة باب: اول مايقع من الانسان على الارض اذا اراد ان يسجد من طريق عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر فذكره-

ہیں: شریک نے عاصم بن کلیب کے حوالے سے صرف اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب حسن" ہے۔

ہم ایسے کسی شخص سے واقف نہیں ہیں جس نے اسے روایت کیا ہو صرف شریک نے روایت کیا ہے۔

• اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھے گا اور جب اٹھے گا تو دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے گا۔

ہمام نامی راوی نے اس روایت کو عاصم کے حوالے سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے انہوں نے اس میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابٌ اٰخَرُ مِنْهُ

باب 62: بلاعنوان

249 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَبْرُكُ فِىْ صَلَاتِهٖ بَرْكَ الْجَمَلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِى الزِّنَادِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیحِ راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىُّ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهٗ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص اپنی نماز کے دوران اس طرح کیوں بیٹھ جاتا ہے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف ابو زناد کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت عبداللہ بن سعید مقبری نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

249- اخرجه ابو داؤد (283/1): كتاب الصلاة باب: كيف يضع ركبتيه قبل يديه حديث (840 - 841): والنسائی (207/2): كتاب: التطبيق باب: اول ما يصل الى الارض من الانسان فى سجوده واحمد فى "مسنده" (381/2) والدارمی (303/1) كتاب: الصلاة: باب اول ما يقع من الانسان على الارض اذا اراد ان يسجد من طريق محمد بن عبدالله بن حسن عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة فذكره۔

نقل کی ہے۔

عبداللہ بن سعید المقبری کو یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

سجدہ میں جاتے وقت اعضاء کو زمین پر رکھنے میں مذاہب آئمہ

حالت نماز میں امام یا مقتدی یا منفرد سجدہ کرتے وقت اعضاء کو کس ترتیب سے زمین پر رکھے گا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سجدہ کرتے وقت اعضاء کو زمین پر رکھنے کا یہ اصول ہے کہ جو عضو زمین کے قریب ہے، اسے پہلے رکھا جائے گا پھر اسی طرح باقی اعضاء رکھے جائیں گے مثلاً پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی رکھی جائے گی لیکن سجدہ سے قیام کی طرف اٹھتے وقت اس کا الٹ کیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ مبارک رکھتے تھے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں گے پھر گھٹنے وغیرہ۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اونٹ کی مثل نہ کرو کہ اونٹ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر ٹکاتا ہے، اس لیے تم پہلے گھٹنے رکھنے کی بجائے اپنے ہاتھ رکھو۔''

(جامع ترمذی)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

۱- ابتداء اسلام میں یہ حکم جائز تھا، جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔

۲- اونٹ کے سامنے والی دونوں ٹانگیں ہاتھوں کے قائمقام ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ تم زمین پر پہلے ہاتھ نہ ٹکاؤ بلکہ اپنے گھٹنے رکھو اور بعد میں ہاتھ رکھا کرو۔

۳- اس روایت میں اتصال نہیں ہے بلکہ انقطاع ہے، اس لیے کہ اس کا ایک راوی محمد بن عبداللہ ہے، جس نے ابوالزناد سے سماع نہیں کیا۔

۴- یہ روایت ایک دوسری سند کے ساتھ بھی بیان کی گئی ہے اور اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن سعد ہے جو ضعیف ہے، اس طرح یہ حدیث قابل حجت نہیں ہو سکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی السُّجُوْدِ عَلَی الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ

باب 63: پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنا

250 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِیِّ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ اَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهٗ مِنَ الْاَرْضِ وَنَحّٰی يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ حُمَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَّسْجُدَ الرَّجُلُ عَلٰی جَبْهَتِهٖ وَاَنْفِهٖ فَاِنْ سَجَدَ عَلٰی جَبْهَتِهٖ دُوْنَ اَنْفِهٖ فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يُجْزِئُهٗ

وَقَالَ غَيْرُهُمْ لَا يُجْزِئُهٗ حَتّٰی يَسْجُدَ عَلَی الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ

◆◆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر جما کر رکھتے تھے آپ اپنے دونوں بازو پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت وائل بن حجر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے یعنی مرد سجدہ پیشانی اور ناک پر کرے گا' جب وہ ناک کی بجائے صرف پیشانی پر سجدہ کرے' تو اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک یہ درست ہوگا اور دیگر حضرات کے نزدیک اس وقت تک درست نہیں ہوگا' جب تک پیشانی اور ناک (دونوں پر) سجدہ نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَيْنَ يَضَعُ الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِذَا سَجَدَ

باب 64: آدمی سجدے میں اپنا چہرہ کہاں رکھے؟

251 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَيْنَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهٗ اِذَا سَجَدَ فَقَالَ بَيْنَ كَفَّيْهِ

251– انفرد به الترمذی' واخرجه الطحاوی فی "معانی الآثار" (151/1) من طريق سهل بن عثمان عن حفص بن غياث

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّاَبِیْ حُمَيْدٍ
حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ
مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ تَكُوْنَ يَدَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ

◄► ابواسحٰق بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ سجدے میں اپنا چہرۂ مبارک (یعنی پیشانی) کہاں رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔

اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے' یعنی آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں کانوں کے قریب ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السُّجُوْدِ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ

باب 65: سات اعضاء پر سجدہ کرنا

252 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :
متنِ حدیث: اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَّجْهُهٗ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ
فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ
حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ الْعَبَّاسِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ
مذاہب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◄► حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب بندہ سجدہ کرتا ہے' تو اس کے ہمراہ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ، اس کی دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

252- اخرجه ابو داؤد (298/1): كتاب الصلاة: باب: اعضاء السجود: حديث (891) والنسائى (208/2) كتاب: التطبيق باب: على كم السجود؟ و (210/2) باب: السجود على القدمين وابن ماجه (286/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود حديث (885) واحمد فى "مسنده": (206/1 -208) وابن خزيمة (320/1) حديث (631) من طريق عامر بن سعد بن ابى وقاص عن العباس بن عبدالمطلب فذكره۔

253 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَّلَا يَكُفَّ شَعْرَهٗ وَلَا ثِيَابَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا تھا: آپ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور (نماز پڑھنے کے دوران) اپنے بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّجَافِيْ فِي السُّجُوْدِ

باب 66: سجدے کے دوران (بازوؤں کو پہلوؤں سے) الگ رکھنا

254 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَقْرَمِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ اَبِيْ بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ فَمَرَّتْ رَكَبَةٌ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ قَالَ فَكُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عُفْرَتَيْ اِبْطَيْهِ اِذَا سَجَدَ اَيْ بَيَاضِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ بُحَيْنَةَ وَجَابِرٍ وَّاَحْمَرَ بْنِ جَزْءٍ وَّمَيْمُوْنَةَ وَاَبِيْ حُمَيْدٍ وَّاَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ اُسَيْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَّعَدِيِّ بْنِ عَمِيْرَةَ وَعَائِشَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَحْمَرُ بْنُ جَزْءٍ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ حَدِيْثٌ وَّاحِدٌ

253- اخرجه البخاری (344/2): كتاب الاذان: باب: السجود على سبعة اعظم: حديث (809-810) و (347/2) باب: السجود على الانف: حديث (812) و (348/2): باب: لا يكف شعرا حديث (815) و (349/2): باب: لا يكف ثوبه في الصلاة حديث (816) و مسلم (380/2- الابى): كتاب: الصلاة باب: اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب وعقص الراس في الصلاة حديث (228) (231) وابو داؤد (298/1): كتاب: الصلاة: باب: اعضاء السجود حديث (889-890) والنسائي (208/2) كتاب التطبيق: باب: على كم السجود؛ و (215/2) : باب: النهي عن كف الشعر في السجود و (216/2): باب: النهي عن كف الثياب في السجود وابن ماجه (286/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود حديث (883-884) و (331/1): باب: كف الشعر والثوب في الصلاة حديث (1040) واحمد في "مسنده": (222, 255- 270- 279- 285- 286- 292- 305- 324- 221/1) والحميدى (230/1) حديث (493- 494) وابن خزيمة (320/1- 321) حديث (632- 633- 634- 635- 636) حديث (782) والدارمي (302/1) كتاب: الصلاة: باب: السجود على سبعة اعظم وكيف العمل في السجود؛ وعبد بن حميد ص (210) حديث (617) من طريق طاووس عن عبدالله بن عباس فذكره۔

254- اخرجه النسائي (213/2): كتاب: التطبيق باب: صفة السجود حديث (1108) وابن ماجه (285/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود حديث (881) والحميدى (412/2) حديث (923) واحمد في "مسنده": (35/4) من طريق داود عن قيس الفراء عن عبيدالله بن عبدالله بن اقرم الخزاعي عن ابيه فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَقْرَمَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ وَّلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَرْقَمَ الزُّهْرِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَاتِبُ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

◄► عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم خزاعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ وادی نمرہ کے مقام ''قاع'' میں تھا وہاں سے کچھ سوار گزرے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے' جب آپ سجدے میں گئے' تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی' یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے' (راوی کہتے ہیں یہاں پر لفظ عُفْرَتَیْ) سے مراد ان کی سفیدی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن بحینہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت احمر بن جزء رضی اللہ عنہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت احمر بن جزء رضی اللہ عنہ' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہیں اور ان سے ایک روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن اقرم سے منقول حدیث ''حسن'' ہے ہم اسے صرف داؤد بن قیس کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت عبداللہ بن اقرم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس روایت کے علاوہ اور کوئی حدیث نقل نہیں کی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ارقم زہری رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے۔

255 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ وَّاَنَسٍ وَّالْبَرَاءِ وَاَبِىْ حُمَيْدٍ وَّعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ الْاِعْتِدَالَ فِى السُّجُوْدِ وَيَكْرَهُوْنَ الْاِفْتِرَاشَ

255- اخرجه ابن ماجه (288/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: الاعتدال في السجود' حديث (891)' واحمد في "مسنده" (305/3-315 -389)' وابن خزيمة (325/1) حديث (644) من طريق الاعمش' عن ابي سفيان' عن جابر بن عبدالله فذكره-

كَافْتِرَاشِ السَّبُعِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص سجدے میں جائے تو اعتدال (کے طور پر) بیٹھے اور اپنے بازوؤں کو یوں نہ بچھائے جیسے کتا اپنے پاؤں بچھاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک سجدے میں اعتدال (کے طریقے) کو اختیار کیا جائے گا' ان حضرات کے نزدیک درندوں کی طرح ہاتھ پاؤں بچھانا مکروہ ہے۔

256 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطَنَّ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ بَسْطَ الْكَلْبِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سجدے میں اعتدال کرو اور کوئی بھی شخص اپنے بازوؤں کو نماز میں یوں نہ بچھائے جیسے کتا بچھاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُوْدِ

باب 67: سجدے میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا اور پاؤں کھڑے کرنا

257 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ

256- اخرجه البخاري (19/2) كتاب مواقيت الصلاة: باب: المصلي يناجي ربه عزوجل حديث (532) و (351/2): كتاب الاذان: باب: لا يفترش ذراعيه في السجود حديث (822) ومسلم (448/2 - النووي): كتاب الصلاة: باب: الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الارض حديث (493/233) وابو داؤد (299/1): كتاب الصلاة: باب: صفة السجود حديث (897) والنسائي (183/2) كتاب الافتتاح باب: الاعتدال في الركوع حديث (1028) و (211/2) كتاب: التطبيق باب: النهي عن بسط الذراعين في السجود حديث (1103) و (213/2) باب: الاعتدال في السجود وابن ماجه (288/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: الاعتدال في السجود حديث (892) والدارمي (303/1): كتاب الصلاة: باب: النهي عن الافتراش ونقرة الغراب واحمد في "مسنده" (3/109-115-177-179-191 -202 -214 -231 -274 -291)

اسنادِ دیگر: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ "مُرْسَلٌ"

حکمِ حدیث: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ الَّذِىْ اَجْمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ وَاخْتَارُوْهُ

◆◆ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدے میں) دونوں ہاتھ رکھنے اور دونوں پاؤں کھڑے کرنے کی ہدایت کی ہے۔

محمد بن ابراہیم، عامر بن سعد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ رکھنے کی ہدایت کی ہے اس کے بعد انہوں نے حسب سابق ذکر کیا ہے تاہم اس روایت میں انہوں نے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر راویوں نے محمد بن عجلان کے حوالے سے، محمد بن ابراہیم کے حوالے سے، عامر بن سعد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ زمین پر رکھنے اور پاؤں کھڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہ روایت وہیب کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس بات پر اہلِ علم کا اتفاق ہے اور انہوں نے اسے اختیار کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ اِقَامَةِ الصُّلْبِ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب 68: جب رکوع یا سجدے سے سر اٹھائیں تو کمر کو بالکل سیدھا کرنا

258 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسَى الْمَرْوَزِىُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

258- اخرجه البخاری (322/2): كتاب الاذان باب: حد اتمام الركوع والاعتدال والاطمانينة حديث (792) و (336/2): باب: الاطمانينة حين يرفع راسه من الركوع حديث (801) و (350/2): باب: المكث بين السجدتين حديث (820) ومسلم 361/2-362- الابى) كتاب الصلاة: باب: اعتدال اركان الصلاة و تخفيفها فى تمام حديث (193-471/194) ابو داؤد (286/1): كتاب الصلاة: باب: طول القيام من الركوع وبين السجدتين حديث (852) والنسائى (197/2): كتاب التطبيق: باب: قدر القيام بين الرفع من الركوع والسجود و (232/2) باب: قدر الجلوس بين السجدتين واحمد فى "مسنده" (298-285-280/4) والدارمى (306/1) كتاب الصلاة: باب: قدر كم كان يمكث النبى صلى الله عليه وسلم بعد ما يرفع راسه وابن خزيمة (309/1) حديث (610) و (330/1) حديث (659) و (331/1) حديث (661) و (340/1) حديث (683) من طريق الحكم عن عبدالرحمن بن ابى ليلى عن البراء بن عازب فذكره-

عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدے میں جاتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اس دوران (کا وقفہ) تقریباً برابر ہوتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے۔

شرح

سجدہ کی کیفیت، زمین پر ناک اور پیشانی ٹکانے میں مذاہب آئمہ

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ سات اعضاء کا زمین پر رکھنے کا نام ہے: دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں قدم اور چہرہ۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں کا زمین پر ٹیکنا سنت ہے۔ اس بات میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ ناک اور پیشانی میں سے کسی ایک پر اکتفاء جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام اسحاق اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان دونوں کا زمین پر ٹیکنا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک پر اقتصار درست نہیں ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، اکثر فقہاء مالکیہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ صرف ناک پر اقتصار جائز نہیں ہے بلکہ پیشانی کا زمین پر ٹیکنا بھی ضروری ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور بعض فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک چہرے کا کوئی بھی حصہ بہیئت تعظیم سے زمین پر رکھ دینے سے سجدہ ہو جائے گا۔ البتہ رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھنے سے سجدہ نہیں ہوگا۔ اس توضیح کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناک یا پیشانی دونوں میں سے کسی ایک کو بھی زمین پر رکھنے سے سجدہ ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا۔

جمہور اور صاحبین کے مؤقف کے مطابق اقتصار علی الانف جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناک اور پیشانی دونوں پر سجدہ کرتے تھے اور اس کا خلاف ثابت نہیں ہے۔شوافع، بعض فقہاء مالکیہ اور صاحبین کے نزدیک اقتصار علی الجبھۃ جائز ہے لیکن اقتصار علی الانف جائز نہیں ہے۔انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سات اعضاء بھی سجدہ ریز ہوتے ہیں: اس کا چہرہ، اس کے دونوں ہاتھ، اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ قرآن کریم میں لفظ ''سجود'' استعمال ہے، جس کا مفہوم ہے ''وضع الوجہ علی الارض'' یعنی چہرے کا زمین پر رکھ دینا، لہٰذا اقتصار علی الانف یا اقتصار علی الجبھۃ سے یہ مفہوم ادا ہوسکتا ہے لیکن حضرت امام صاحب کا یہ قول قدیم ہے۔بعد میں آپ کا حضرت امام مالک اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف رجوع ثابت ہے، جس کی بناء پر مفتی بہ قول یہی ہے کہ اقتصار علی الجبھۃ تو جائز ہے لیکن اقتصار علی الانف ناجائز ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل چھ ابواب میں نو احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں سجدہ کی کیفیت، اعضاء سجدہ کی تعداد اور ان کے زمین پر وضع ورفع کی تفصیل بیان کی ہے۔اعضاء سجدہ سات ہیں جو یہ ہیں: دونوں قدم، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور چہرہ۔سجدہ کرتے وقت ان اعضاء کو زمین پر ٹیکنے کا اصول یہ ہے کہ جو عضو زمین کے قریب ہے پہلے اسے ٹیکا جائے گا پھر علی ھذا القیاس ۔سجدہ سے ان اعضاء کو اٹھاتے وقت ان کا الٹ کیا جائے گا۔البتہ دوران سجدہ میں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو زانوؤں سے الگ رکھا جائے اور کلائیوں کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے گا۔دونوں قدموں کو زمین پر جما کر اور چہرے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ناک اور پیشانی دونوں کو خوب زمین پر ٹیکا جائے گا۔یہ تو مرد کے سجدہ کی کیفیت ہے لیکن خواتین اپنے تمام اعضاء کو ملا کر، سکڑ کر اور زمین سے چپٹ کر سجدہ کریں گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاھِیَةِ اَنْ یُّبَادَرَ الْاِمَامُ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب **69**: امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانا مکروہ ہے

259 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْجُدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْجُدَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَّمُعَاوِيَةَ وَابْنِ مَسْعَدَةَ صَاحِبِ الْجُيُوْشِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

259- اخرجه البخاری (212/2): كتاب الاذان: باب: متى يسجد من خلف الامام؟ حديث (690) و (271/2) باب: رفع البصر الى الامام فى الصلاة حديث (747) و (345/2): باب: السجود على سبعة اعظم حديث (811) ومسلم (363/2-الابی): كتاب الصلاة: باب: متابعة الامام والعمل بعده حديث (197-198/474) وابو داؤد (224/1) كتاب الصلاة: باب: ما يؤمر به الماموم من اتباع الامام حديث (620) والنسائی (96/2) كتاب الامامة: باب: مبادرة الامام حديث (829) واحمد فی "مسنده" (284/4-285-300-304) من طريق ابی اسحق عن عبدالله بن يزيد عن البراء بن عازب فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ الْبَرَاءِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَبِهٖ یَقُوْلُ اَهْلُ الْعِلْمِ اِنَّ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنَّمَا یَتْبَعُوْنَ الْاِمَامَ فِیْمَا یَصْنَعُ لَا یَرْكَعُوْنَ اِلَّا بَعْدَ رُكُوْعِهٖ وَلَا یَرْفَعُوْنَ اِلَّا بَعْدَ رَفْعِهٖ لَا نَعْلَمُ بَیْنَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اخْتِلَافًا

◄► عبداللہ بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے اور وہ جھوٹے نہیں ہیں وہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے اور جب آپ رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تھے تو کوئی بھی شخص اس وقت تک اپنی کمر کو نہیں جھکاتا تھا جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں نہیں چلے جاتے تھے (جب آپ سجدے میں چلے جاتے) تو ہم سجدے میں جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعدہ رضی اللہ عنہ جو لشکروں کے امیر تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یعنی جو لوگ امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہوں وہ امام کی پیروی کریں گے جو وہ کرتا ہے اور وہ امام کے رکوع میں جانے کے بعد رکوع میں جائیں گے اور امام کے سر اٹھانے کے بعد ہی سر اٹھائیں گے۔

ہمارے علم کے مطابق ان حضرات کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

شرح

مقتدی کا امام سے قبل رکوع وسجود میں جانے کی ممانعت

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ مقتدیوں پر افعال میں امام کی متابعت وپیروی ضروری ہے اور اس سے مبادرت ومسابقت کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ افعال سے مراد قیام، رکوع، سجود اور قعدہ ہے۔ البتہ اقوال میں امام کی متابعت وپیروی ضروری نہیں ہے۔ اگر مقتدی اقوال میں امام سے مسابقت ومبادرت کر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اقوال سے مراد تکبیر، تحمید، تسمیع، تسبیحات رکوع وسجود اور قعدہ میں تشہد پڑھنا ہے۔ ان امور میں مقتدی امام سے مسابقت کر جائے تو نہ نماز فاسد ہوگی نہ ثواب میں کمی واقع ہوگی اور نہ خود گناہگار ہوگا کیونکہ ان میں مطابقت وموافقت اور متابعت ناممکن نہیں تو دشوار ضروری ہے۔ اس سلسلے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت سے خوب رہنمائی ملتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تو رکوع کے بعد کوئی بھی شخص اس وقت تک سجدہ میں جانے کی جسارت نہیں کرتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہ لے جاتے تھے۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر امام عمر رسیدہ یا کمزور ہو اور تبدیل ارکان میں اسے دقت پیش آتی ہو تو مقتدیوں کو چاہیے کہ احتیاط سے کام لیں اور مبادرت ومسابقت کی ہرگز کوشش نہ کریں ورنہ گناہگار بھی ہوں گے اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ اگر امام نوجوان یا باہمت وطاقتور ہو اور مقتدی بھی نوجوان ہوں تو تبدیل ارکان ایک ساتھ بھی کر سکتے ہیں لیکن امام کو قدرے آگے

رہنا چاہیے تا کہ کسی مقتدی کی تھوڑی سی غفلت کی بنا پر نماز فاسد نہ ہو اور گناہگار بھی نہ ہو۔ امام سے مبادرت ومسابقت کے نتیجہ میں چہرہ مسخ ہو جانے کا بھی امکان ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک معلم صاحب اپنے تلامذہ کو تعلیم دیتے تھے اور وہ ہمہ وقت اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک تدریس کا سلسلہ جاری رہا لیکن معلم نے تلامذہ کو اپنا چہرہ نہ دکھایا۔ ایک دن طلباء نے نہایت ادب سے جسارت کرتے ہوئے اپنے استاد محترم سے عرض کیا: حضور! آپ اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ کر ہمیں تعلیم دیتے ہیں اور چہرے کی زیارت سے ہمیں محروم رکھتے ہیں۔ استاذ محترم نے جواب دیا: عزیز طلباء! بات دراصل یہ ہے کہ میں نے یہ مسئلہ پڑھا کہ امام سے مبادرت ومسابقت سے چہرہ مسخ ہو جاتا ہے تو میں نے اس مسئلہ کو کوئی اہمیت نہ دی اور دوران نماز اپنے امام سے مسابقت کی تو قدرت نے مجھ سے انتقام لیا کہ میرا چہرہ مسخ کر دیا جو دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور اس مجبوری کی وجہ سے اپنے چہرے پر نقاب رکھتا ہوں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۲۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب 70: دوسجدوں کے درمیان اقعاء (کے طور پر) بیٹھنا مکروہ ہے

260 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ وَاَكْرَهُ لَكَ مَا اَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

توضیح راوی: وَقَدْ ضَعَّفَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْحَارِثَ الْاَعْوَرَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُوْنَ الْاِقْعَاءَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! میں تمہارے لیے اسی بات کو پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لیے اسی بات کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں' تم دو سجدوں کے درمیان اقعاء (کے طور پر) نہ بیٹھنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف ابواسحٰق نامی راوی کے حوالے سے، حارث کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول جانتے ہیں۔

280- اخرجه ابن ماجه (289/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: الجلوس بين السجدتين حديث (895) من طريق ابى موسى و ابى اسحق عن الحارث عن على بن ابى طالب فذكره-

بعض اہلِ علم نے حارث اعور نامی راوی کوضعیف قرار دیا ہے۔
اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پرعمل کیا جائے گا۔ان حضرات کے نزدیک اقعاء (کے طور پر بیٹھنا) مکروہ ہے۔
اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَةِ فِی الْاِقْعَاءِ

باب 71: اقعاء (کے طور پر بیٹھے) کی رخصت

261 سندِحدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ طَاؤُسًا يَقُوْلُ

متنِ حدیث: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْاِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ قَالَ هِیَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا اِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ قَالَ بَلْ هِیَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ بِالْاِقْعَاءِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ مَكَّةَ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ

قَالَ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُوْنَ الْاِقْعَاءَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

◄► ابوزبیر بیان کرتے ہیں: انہوں نے طاؤس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پاؤں پر اقعاء کے طور پر بیٹھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: یہ سنت ہے۔ ہم نے عرض کی: ہم تو یہ سمجھتے ہیں یہ آدمی کے ساتھ زیادتی ہے' انہوں نے فرمایا: نہیں! یہ تمہارے نبی کی سنت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے' ان حضرات کے نزدیک اقعاء کے طور پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مکہ سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اور اہلِ فقہ کی یہی رائے ہے' تاہم اکثر اہلِ علم کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کے طور پر بیٹھنا مکروہ ہے۔

شرح

دونوں سجدوں کے درمیان ''اقعاء'' کرنے میں مذاہب آئمہ

لفظ ''اقعاء'' کے دومفاہیم ہو سکتے ہیں: (ا) کوئی شخص اپنے چیتڑوں پر بیٹھ کر اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کرے کہ اس کے

261–اخرجه مسلم (431/2) كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: جواز الاقعاء على العقبين' حديث (536/32) وابو داؤد (284/1) كتاب الصلاة: باب: الاقعاء بين السجدتين' حديث (845) واحمد في "مسنده": (313/1) وابن خزيمة (338/1) حديث (680) من طريق ابي الزبير انه سمع طاؤسا يقول: قلنا لابن عباس في الاقعاء على القدمين.....فذكره–

گھٹنے شانوں کے مقابل آ جائیں جبکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک دے۔ یہ اقعاء متفقہ طور پر مکروہ ہے۔ (۲) کوئی شخص اپنے دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے کر کے اپنی ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔ اس اقعاء میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی مطلقاً مکروہ ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! میں جو چیزیں اپنے لیے پسند کرتا ہوں، وہ تمہارے لیے بھی پسند کرتا ہوں اور چیز اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں وہ تمہارے لیے بھی ناپسند کرتا ہوں: "لاتقع بين السجدتين" دونوں سجدوں کے درمیان تم "اقعاء" نہ کرو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ان کی دلیل ہے: نهانى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الاقعاء فى الصلوٰة (المستدرک للحاکم جلد اول ص ۱۱۳) راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز میں اقعاء کرنے سے منع فرمایا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدتین کے درمیان "اقعاء" سنت ہے۔ ان کے نزدیک سجدتین کے درمیان اقعاء اور افتراش دونوں طریقے مسنون ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اقعاء کر کے پاؤں پر بیٹھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: یہ مسنون ہے۔ ہم نے عرض کیا: یہ تو انسان کے ساتھ زیادتی کی صورت بنتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) یہ روایت منسوخ ہے۔ (۲) یہ روایت عذر پر محمول ہے۔ (۳) یہ روایت کسی مجبوری کی صورت میں مسنون ہے۔

سوال: اس حدیث سے صورت "اقعاء" کی نفی ثابت ہوتی ہے جبکہ اس کے بعد والے باب کی حدیث سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) اقعاء پہلے مسنون تھا لیکن بعد میں منسوخ قرار پایا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی بناء پر کیا تھا جبکہ راوی نے اسے سنت کا درجہ دے دیا۔ (۳) بیان جواز کے درجہ میں ہے اور اس سے مراد نہی تنزیہی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب 72: دو سجدوں کے درمیان کیا پڑھے؟

262 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ كَامِلٍ اَبِى الْعَلَاءِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ

262-اخرجه ابو داؤد (286/1): كتاب الصلاة: باب: الدعاء بين السجدتين' حديث (850)' وابن ماجه (290/1)' كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: مايقول بين السجدتين' حديث (898)' واحمد فى "مسنده": (315/1) من طريق كامل ابى العلاء' قال: حدثنى حبيب بن ابى ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس' فذكره-

ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ

متن حدیث: وَارْزُقْنِيْ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ عَنْ كَامِلٍ اَبِي الْعَلَاءِ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

آثار صحابہ: وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَّبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَرَوْنَ هٰذَا جَائِزًا فِي الْمَكْتُوْبَةِ وَالتَّطَوُّعِ

اختلاف روایت: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ كَامِلٍ اَبِي الْعَلَاءِ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! میری مغفرت کردے! مجھ پر رحم کر! میری مصیبت اور نقصان کی تلافی فرمادے! مجھے ہدایت عطا کر اور مجھے رزق عطا کر"۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک فرض اور نفل نماز میں اس طرح پڑھنا جائز ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو کامل نامی راوی سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

سجدتین کے درمیان دعا کرنے میں مذاہب آئمہ

سجدتین کے درمیان پڑھی جانے والی دعا یہ ہے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" (اے اللہ! تو میری بخشش فرما، مجھ پر رحم فرما، میری شکستگی دور کر، میری رہنمائی فرما اور مجھے رزق عطا فرما) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سجدتین کے درمیان کی جانے والی دعا فقط فرائض میں جائز ہے یا فرائض ونوافل دونوں میں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دعا فرائض ونوافل میں پڑھی جاسکتی ہے اور اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دعا صرف نوافل میں پڑھی جاسکتی ہے جبکہ فرائض میں نہیں۔ حدیث باب کا انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ روایت نوافل پر محمول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِعْتِمَادِ فِي السُّجُوْدِ

باب 73: سجدے میں (جاتے ہوئے) سہارا لینا

263 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اشْتَكٰى بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَيْهِمْ اِذَا تَفَرَّجُوا فَقَالَ اسْتَعِيْنُوْا بِالرُّكَبِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَكَاَنَّ رِوَايَةَ هٰؤُلَاءِ اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سجدہ کرتے ہوئے مشکل کی شکایت کی کہ انہیں اعضاء کو علیحدہ رکھنے میں دقت پیش آتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گھٹنوں کے ذریعے مدد لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم صرف ابوصالح نامی راوی کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونے کے بارے میں جانتے ہیں اور یہ روایت صرف لیث نے ابن عجلان کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اسی روایت کو سفیان بن عیینہ اور دیگر حضرات نے سمی نامی راوی کے حوالے سے، نعمان بن ابوعیاش کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے تاہم یہ روایت لیث سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

دورانِ سجدہ کہنیاں ٹیکنے کا مسئلہ

گزشتہ صفحات میں سجدہ کی کیفیت لکھی جا چکی ہے کہ دورانِ سجدہ بازوؤں کو پہلوؤں سے، پیٹ کو زانوؤں سے اور کہنیوں کو زمین سے الگ رکھا جائے گا جبکہ چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ اگر کوئی شخص طویل سجدہ کرتا ہے اور اس میں دقت محسوس کرتا ہو تو وہ اپنے بازوؤں کو زمین پر ٹیک کر آسانی و سہولت کی صورت پیدا کر سکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی آسانی اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ

263- اخرجه ابو داؤد (1/300) كتاب: الصلاة باب: الرخصة في ذلك للضرورة حديث (902) واحمد في "مسنده": (2/339) من طريق ابي عجلان عن سمي عن ابي صالح عن ابي هريرة فذكره-

تعالیٰ عنہم نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی کہ اعضاء کو الگ اور علیحدہ رکھنے کی صورت میں انہیں دقت ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے گھٹنوں سے مدد لے سکتے ہو۔''

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ النُّهُوضُ مِنَ السُّجُوْدِ

باب 74: سجدے سے کس طرح اٹھا جائے؟

264 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَكَانَ اِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ وَبَعْضُ اَصْحَابِنَا

توضیحِ راوی: وَمَالِكٌ يُكْنٰى اَبَا سُلَيْمَانَ

◆◆ حضرت مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جب آپ طاق رکعت (یعنی پہلی، تیسری) ادا کرتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے' جب تک پہلے اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مالک بن حویرث' سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' اسحاق بن راہویہ اور ہمارے بعض اصحاب نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
مالک نامی راوی کی کنیت ''ابوسلیمان'' ہے۔

بَابُ مِنْهُ اَيْضًا

باب 75: بلاعنوان

265 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اِلْيَاسَ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

264- اخرجه البخاری (352/2): كتاب الاذان' باب: من استوی قاعدا فی وتر من صلاته ثم نهض' حديث (823) وابو داؤد (284/1): كتاب الصلاة' باب: النهوض فی الفرد' حديث (844) والنسائی (234/2) كتاب التطبيق' باب: الاستواء للجلوس عند الرفع من السجدتين' حديث (1151) وابن خزيمة (341/1) حديث (686) من طريق هشيم' قال: اخبرنا خالد الحذاء' عن ابی قلابة عن مالك بن الحويرث الليثی فذكره۔

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ اَنْ يَّنْهَضَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ

توضیح راوی: وَخَالِدُ بْنُ اِلْيَاسَ هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قَالَ وَيُقَالُ خَالِدُ بْنُ اِيَاسٍ اَيْضًا وَّصَالِحٌ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ هُوَ صَالِحُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ وَّاَبُوْ صَالِحٍ اسْمُهٗ نَبْهَانُ وَهُوَ مَدَنِيٌّ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (سجدے سے) اٹھتے ہوئے اپنے پاؤں کے اگلے حصے کے سہارے اٹھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث پر اہلِ علم کے نزدیک عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی نماز کے دوران اپنے پاؤں کے اگلے حصے پر زور دیتے ہوئے اٹھے۔

اس روایت کا راوی خالد بن الیاس محدثین کے نزدیک ضعیف ہے' ایک قول کے مطابق اس کا نام خالد بن ایاس ہے۔

اس روایت کے ایک راوی صالح مولی توامہ' یہ صالح بن ابوصالح ہیں اور ابوصالح کا نام نبہان ہے' اور یہ مدینہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

سجدہ سے اٹھنے کا مسئلہ

دوران نماز سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر نہیں اٹھنا چاہیے بلکہ گھٹنوں کے سہارے کھڑا ہونا چاہیے۔ عذر یا مجبوری یا ضعف و کمزوری کی وجہ سے بغیر سہارا کے کوئی شخص کھڑا نہ ہوسکتا ہوتو وہ اپنے بازوؤں کے سہارے کھڑا ہوسکتا ہے۔ البتہ مسنون طریقہ یہی ہے کہ کسی سہارے کے بغیر کھڑا ہو یا جائے۔ حدیث باب میں یہ مضمون بیان ہوا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب آپ طاق عدد رکعت پڑھتے تو اچھی طرح بیٹھے بغیر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ ہاتھوں کے سہارا کے علاوہ پاؤں کے سہارا کے ساتھ بھی اٹھا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشَهُّدِ

باب 76: تشہد کا بیان

266 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

265- اخرجه الزيلعي في "نصب الراية" (389/1) كتاب الصلاة' الحديث السابع والثلاثون وعزاه لابن عدي في الكامل' واعله بخالد' واسند تضعيفه عن البخاري' والنسائي واحمد-

متنِ حدیث: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ اَنْ نَّقُوْلَ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّهُوَ اَصَحُّ حَدِيْثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِي التَّشَهُّدِ فَقَالَ عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے: جب ہم دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھ جائیں تو یہ پڑھیں:

''ہر طرح کی جسمانی اور مالی عبادات' اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' اے نبی! آپ پر سلام نازل ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں' ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو' میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے خاص بندے' اور رسول ہیں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث' اس کے علاوہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے' اور یہ تشہد کے بارے میں منقول سب سے مستند حدیث ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم نے اس پر عمل کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

احمد بن محمد نے اپنی سند کے حوالے سے' خصیف کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! تشہد کے الفاظ کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ابن مسعود (کے حوالے سے منقول) تشہد کو اختیار کرو۔

266- اخرجه ابو داؤد (319/1) كتاب: الصلاة باب: التشهد حديث (970) والنسائي (2/239-240) كتاب التطبيق باب: كيف التشهد الاول واحمد في "مسنده": (1/422-450) والدارمي (1/309) كتاب الصلاة: باب: في التشهد من طريق الاسود بن يزيد وعلقمة عن عبدالله بن مسعود فذكره۔

267 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْاٰنَ فَكَانَ يَقُوْلُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

اسنادِدیگر: وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِىُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ نَحْوَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّرَوٰى اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْمَكِّىُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَّهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

مذاہب فقہاء: وَّذَهَبَ الشَّافِعِىُّ اِلٰى حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِى التَّشَهُّدِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اسی طرح تشہد سکھایا کرتے تھے' جیسے آپ ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے تھے آپ یہ پڑھتے تھے۔

''تمام برکت والی تعریفیں، نمازیں اور پاکیزگیاں (یعنی جسمانی اور مالی عبادتیں) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو' آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں' ہم پر بھی سلام ہو' اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی (سلام ہو) میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

عبدالرحمٰن بن حمید رواسی نے اس حدیث کو حضرت ابوزبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے' جس طرح لیث ابن سعد نے اسے نقل کیا ہے۔

ایمن بن نابل مکی نے اس روایت کو ابوزبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' تاہم یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد کے الفاظ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو اختیار کیا ہے۔

267-اخرجه مسلم (2/352- النووی): کتاب الصلاة' باب: التشهد فی الصلاة' حدیث (403/60)' وابو داؤد (1/320)' کتاب الصلاة: باب: التشهد' حدیث (974)' وابن ماجه (1/291): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها' باب: ماجاء فی التشهد' حدیث (900)' والنسائی (2/242) کتاب: التطبیق' باب: نوع آخر من التشهد واحمد فی "مسنده": (1/292)' وابن خزیمة (1/349) حدیث (705) من طریق اللیث بن سعد عن ابی الزبیر' عن سعید بن جبیر' و طاوس عن ابن عباس فذکره- واخرجه مسلم (2/352- النووی) کتاب الصلاة' باب: التشهد فی الصلاة' حدیث (403/61)' والنسائی (3/41): کتاب السهو' باب: کیف التشهد! واحمد فی "مسنده" (1/315) من طریق یحیی بن آدم قال: حدثنا عبدالرحمن بن حمید' قال: حدثنا ابو الزبیر عن طاوس عن ابن عباس' فذکره مختصرا' ولم یذکر سعید بن جبیر-

شرح

تشہد کی افضلیت میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ بھی ''تشہد'' پڑھی جائے جائز ہے۔ تشہد کے الفاظ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہیں۔ چند الفاظ کی تبدیلی کے علاوہ باقی تشہد کے الفاظ یکساں ہیں۔ افضلیت کے اعتبار سے اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس تشہد کی تعلیم دی ہے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ الخ

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ''تشہد فاروقی'' افضل ہے، جو یہ ہے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ الخ (باقی الفاظ تشہد مسعودی کی مثل ہیں)

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ''تشہد ابن عباس'' کو ترجیح دیتے ہیں، جو زیر بحث باب کے آئندہ باب کی روایت میں بایں الفاظ منقول ہے: اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا الخ (باقی تشہد مسعودی کی مثل ہے)

تشہد مسعودی کے افضل ہونے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- تشہد مسعودی اصح ہے، جس کی تصریح حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

۲- اس تشہد کی تعلیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر انہیں دی۔

۳- تشہد مسعودی کے الفاظ تمام کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس ''تشہد'' میں ایک لفظ کی بھی ترمیم واضافہ نہیں کیا۔

(کما صرح الامام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی المؤطا)

۵- اس کا ثبوت صیغہ امر کے ساتھ ملتا ہے۔ کسی روایت میں ہے: قُوْلُوْا، کسی میں: فَلْیَقُلْ اور کسی میں: فَقُوْلُوْا، کے الفاظ منقول ہیں۔

کتب احناف میں تحریر ہے کہ تشہد مسعودی واقعہ معراج کے حوالے سے بطور حکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ الخ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور جواب یوں فرمایا گیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے یوں کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ۔

احناف کے نزدیک فرائض، واجبات، سنن اور نوافل کے ہر قعدہ میں ''تشہد'' پڑھنا واجب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ يُخْفِي التَّشَهُّدَ

باب 77: پست آواز میں تشہد پڑھنا

268 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُّدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ بات سنت ہے: پست آواز میں تشہد پڑھا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

شرح

تشہد وغیرہ آہستہ پڑھنے کا مسئلہ

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ قعدہ میں تشہد، درود پاک اور ادعیہ کو پست آواز سے پڑھا جائے گا۔ انہیں پست آواز میں پڑھنا مسنون ہے۔ زیر بحث حدیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: تشہد کو پست آواز سے پڑھنا مسنون ہے۔

کچھ لوگوں نے اس روایت کو غریب قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث حسن کے درجہ میں ہے۔ اس طرح اس سے مسئلہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر تمام آئمہ وفقہاء کا عمل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ الْجُلُوْسُ فِي التَّشَهُّدِ

باب 78: تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

269 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِيْ

268- اخرجه ابو داؤد (324/1) كتاب الصلاة باب: اخفاء التشهد حديث (986) وابن خزيمة (349/1) حديث (706) من طريق عبدالله بن سعيد الكندى عن ابى سعيد الاشج قال: حدثنا يونس بن بكير عن محمد بن اسحق عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابيه عن عبدالله بن مسعود عن ابيه فذكره۔

لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى يَعْنِيْ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

◄► حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا میں نے یہ سوچا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اچھی طرح جائزہ لوں گا' جب آپ تشریف فرما ہوئے (راوی کہتے ہیں) یعنی تشہد میں (بیٹھے) تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا دیا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیا (راوی کہتے ہیں) یعنی بائیں زانوں کے بل (بیٹھے) اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے۔

270 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ

متنِ حدیث: اجْتَمَعَ اَبُوْ حُمَيْدٍ وَّاَبُوْ اُسَيْدٍ وَّسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَاَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهِ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَكَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاُصْبُعِهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَبِهِ يَقُوْلُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا يَقْعُدُ فِي التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ عَلٰى وَرِكِهِ وَاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالُوْا يَقْعُدُ فِي التَّشَهُّدِ الْاَوَّلِ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ الْيُمْنٰى

269– اخرجه ابو داؤد (251/1): كتاب الصلاة' باب: رفع اليدين في الصلاة حديث (727-726)' (315/1) باب: كيف الجلوس في التشهد! حديث (957)' والبخاري في "رفع اليدين" (26-30-71)' والنسائي (126/2): كتاب : الافتتاح' باب: موضع اليمين من الشمال في الصلاة' و (211/2) كتاب التطبيق' باب: مكان اليدين من السجود' و (236/2)باب: موضع اليدين عند الجلوس للتشهد الاول' و (34/3): كتاب السهو' باب: صفة الجلوس في الركعة التي يقضي فيها الصلاة' و (35/3): باب موضع المرفقين و (37/3): باب: قبض الثنتين من اصابع اليد اليمنى وعقد الوسطى والابهام منها' وابن ماجه (266/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: وضع اليمين على الشمال في الصلاة' حديث (810)' و (281/1) باب: رفع اليدين اذا ركع' واذا رفع راسه من الركوع' حديث (867)واحمد في "مسنده": (316/4 -317 -318 -319)' والدارمي (314/1): كتاب: الصلاة' باب: صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم' والحميدي (98/2) حديث (885)' وابن خزيمة (243-242/1) حديث (477-478-479-480)' و (323/1) حديث (641)' و (343/1) حديث (690-691)' و (346-345/1)حديث (697 -698)' و (354-353/1) حديث (714-713) من طريق ابن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر فذكره۔

حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوحمید، حضرت ابواسید، حضرت سہل بن سعد، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے ان حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی بات کا تذکرہ کیا' تو حضرت ابوحمید نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں، میں آپ سب کے مقابلے میں زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے' راوی کہتے ہیں یعنی تشہد کے لیے (بیٹھے)، تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا اور آپ نے اپنے دائیں پاؤں کے اگلے حصے کو قبلہ کی سمت میں کھڑا کرلیا' پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا اور اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

راوی کہتے ہیں: یعنی شہادت کی انگلی کے ذریعے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ حضرات یہ بیان کرتے ہیں: آدمی آخری تشہد میں اپنی سرین کے بل بیٹھے گا۔ ان حضرات نے حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

یہ حضرات یہ کہتے ہیں: آدمی پہلے والے تشہد میں بائیں پاؤں کے بل بیٹھے گا' اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرے گا۔

شرح

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت میں مذاہب آئمہ

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت میں مسنون افتراش ہے یا تورک؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دونوں قعدوں میں سنت طریقہ افتراش ہے۔ افتراش سے مراد ہے کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے جبکہ بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں افتراش کی شکل پسند فرماتے تھے، آپ اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قعدہ کی کیفیت افتراش بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت انس اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ''تورک'' کی شکل میں قعدہ کرنے کی ممانعت بیان ہوئی ہے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں قعدوں میں ''تورک'' کی شکل میں بیٹھنا سنت ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں محض ''تورک'' کا ذکر ہے۔

۳- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قعدہ اولیٰ میں افتراش مسنون ہے جبکہ قعدہ ثانیہ میں تورک۔ پھر دونوں کے مابین قدرے اختلاف ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ قعدہ اولیٰ میں افتراش مسنون قرار

دیتے ہیں جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ضابطہ ہے کہ جس قعدہ کے بعد سلام ہو، اس میں تورک ہے ورنہ افتراش۔ دونوں امام ہی اپنے اپنے مؤقف کو مسنون قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں آخری قعدہ میں ''تورک'' کی حالت بیان کی گئی ہے۔

حالت تورک کی توضیح: تورک کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) یہ ہے کہ نمازی اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو اس کے نیچے سے دائیں جانب نکال دے اور اپنی سرین پر بیٹھ جائے۔ یہ کیفیت حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان کی گئی ہے۔ (۲) یہ ہے کہ نمازی قعدہ کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں دائیں جانب نکال کر اور اپنی سرین پر بیٹھ جائے۔

احناف کی طرف سے تمام آئمہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان روایات کو عذر پر محمول کیا جائے گا، لہٰذا ان سے مسائل اخذ کرنا اور مسائل ثابت کرنا ناجائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

باب 79: تشہد میں اشارہ کرنا

271 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ الْيُمْنٰى يَدْعُوْ بِهَا وَيَدُهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطَهَا عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَنُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ حُمَيْدٍ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ يَخْتَارُوْنَ الْاِشَارَةَ فِي التَّشَهُّدِ وَهُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران جب بیٹھتے تھے تو آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر دعا کرتے تھے' آپ اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور

271- اخرجه مسلم (503/2- الابی): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: صفة الجلوس في الصلاة و كيفية وضع اليدين على الفخذين' حديث (580/114) وابن ماجه (295/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: الاشارة في التشهد حديث (913)' والنسائي (37/3) كتاب السهو: باب بسط اليسرى على الركبة' واحمد في "مسنده": (147-131/2)' والدارمي (308/1): كتاب الصلاة: باب: الاشارة في التشهد وابن خزيمة (355/1) حديث (717) من طريق نافع عن ابن عمر فذكره۔

اس کی انگلیاں سیدھی رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف عبیداللہ بن عمر نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں وہ بھی صرف اسی ایک سند کے ذریعے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات نے تشہد کے درمیان اشارہ کرنے کو اختیار کیا ہے۔

ہمارے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔

شرح

قعدہ میں اشارہ بالسبابہ کا مسئلہ

اس بات پر تمام آئمہ وفقہاء کا اتفاق ہے کہ قعدہ میں تشہد کے دوران اشارہ بالسبابۃ مسنون ہے، اس سلسلے میں روایات کثیر ہیں جو حدتواتر وشہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اشارہ بالسبابہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ابہام اور وسطیٰ دونوں کا حلقہ بنایا جائے اور سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا جائے۔ یہ اشارہ فقرہ: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کے حرف نفی (لا) پر شروع کر کے حرف اثبات (اِلَّا) پر ختم کردیا جائے۔

سوال: بعض فقہاء کی کتب متون میں اشارہ بالسبابۃ کا ذکر نہیں ہے، نہ اس کے اثبات کا اور نہ نفی کا بلکہ کتاب ''خلاصہ کیدانی'' میں اسے مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک اشارہ بالسبابۃ جائز نہیں ہے؟

جواب: کسی چیز کا عدم بیان، عدم وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔ احناف کے ہاں اشارہ بالسبابۃ مسنون ہے اور اسلاف واخلاف کی اکثریت اس پر عمل پیرا تھی۔ جہاں تک کتاب ''خلاصہ کیدانی'' میں اسے مکروہ قرار دینے کا تعلق ہے، تو مصنف کا یہ لکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ روایات معتبرہ کے خلاف ہے جو قابل قبول یا قابل حجت نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں کتاب ''خلاصہ کیدانی'' غیر معروف اور غیر معتبر ہے۔

سوال: حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوبات میں اشارہ بالسبابۃ کا انکار کیا ہے اور اس مضمون والی احادیث کو مضطرب قرار دیا ہے؟

جواب: حدیث مضطرب تو وہ ہوتی ہے' جس کے الفاظ میں مخالفت وتعارض موجود ہو جبکہ صورتحال یہ ہے اس حوالے سے کثیر روایات ہیں جن کو جمع کرنے سے اصل مسئلہ میں اضطراب کی صورت نہیں بنتی بلکہ اس مسئلہ کی توضیح وتشریح سامنے آجاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی التَّسْلِیْمِ فِی الصَّلٰوۃِ

باب 80: نماز میں سلام پھیرنا

272 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ کَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ یَّسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّعَمَّارٍ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّعَدِیِّ بْنِ عَمِیْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَیْهِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام وعلیکم ورحمة اللہ، السلام وعلیکم ورحمة اللہ پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اوران کے بعد آنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مِنْهُ اَیْضًا

باب 81: بلاعنوان

273 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی النَّیْسَابُوْرِیُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ اَبُوْ حَفْصٍ التِّنِّیْسِیُّ عَنْ زُهَیْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

272- اخرجه ابو داؤد (326/1): کتاب الصلاة؛ باب: فی السلام حدیث (996) والنسائی (63/3): کتاب السهو؛ باب: کیف السلام علی الشمال وابن ماجه (296/1): کتاب: اقامة الصلاة والسنة فیها باب: التسلیم حدیث (914) واحمد فی "مسنده" (448-444-408-390/1) وابن خزیمة حدیث (728) من طریق ابی اسحٰق عن ابی الاحوص عن عبدالله بن مسعود فذکره۔

273- اخرجه ابن ماجه (297/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: من یسلم تسلیمة واحدة حدیث (919) وابن خزیمة (360/1) حدیث (729) من طریق زهیر بن محمد المکی عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة فذکره۔

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُسَلِّمُ فِی الصَّلٰوۃِ تَسْلِیْمَۃً وَّاحِدَۃً تِلْقَاءَ وَجْہِہٖ یَمِیْلُ اِلَی الشِّقِّ الْاَیْمَنِ شَیْئًا

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَحَدِیْثُ عَآئِشَۃَ لَا نَعْرِفُہٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ ہٰذَا الْوَجْہِ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ زُہَیْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَہْلُ الشَّامِ یَرْوُوْنَ عَنْہُ مَنَاکِیْرَ وَرِوَایَۃُ اَہْلِ الْعِرَاقِ عَنْہُ اَشْبَہُ وَاَصَحُّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ کَاَنَّ زُہَیْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِیْ کَانَ وَقَعَ عِنْدَہُمْ لَیْسَ ہُوَ ہٰذَا الَّذِیْ یُرْوٰی عَنْہُ بِالْعِرَاقِ کَاَنَّہٗ رَجُلٌ اٰخَرُ قَلَبُوْا اسْمَہٗ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَدْ قَالَ بِہٖ بَعْضُ اَہْلِ الْعِلْمِ فِی التَّسْلِیْمِ فِی الصَّلٰوۃِ وَاَصَحُّ الرِّوَایَاتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمَتَانِ وَعَلَیْہِ اَکْثَرُ اَہْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَہُمْ

وَرَاٰی قَوْمٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِہِمْ تَسْلِیْمَۃً وَّاحِدَۃً فِی الْمَکْتُوْبَۃِ

قَالَ الشَّافِعِیُّ اِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِیْمَۃً وَّاحِدَۃً وَّاِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِیْمَتَیْنِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک مرتبہ سامنے کی طرف سلام پھیرتے تھے اور پھر ذرا سا دائیں طرف مڑ جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کے ''مرفوع'' ہونے کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زہیر بن محمد نامی راوی کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: اہلِ شام نے ان سے ایسی روایات نقل کی ہیں جو ''منکر'' ہیں اور اہلِ عراق نے ان سے مناسب روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ شام نے جس زہیر بن محمد سے روایات نقل کی ہیں یہ وہ شخص نہیں ہے' جس سے اہلِ عراق نے احادیث نقل کی ہیں' گویا یہ دوسرا شخص ہے' جس کا نام انہوں نے تبدیل کر دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے نماز کے دوران سلام پھیرنے کے حوالے سے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول مستند ترین روایت دو مرتبہ سلام پھیرنے کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی روایت پر ہے (جس میں دو مرتبہ سلام پھیرنے کا تذکرہ ہے)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور دیگر اہلِ علم میں سے بعض حضرات فرض نماز میں ایک مرتبہ سلام پھیرنے کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازی اگر چاہے تو ایک مرتبہ سلام پھیرے اور اگر وہ چاہے تو دو مرتبہ سلام پھیرے۔

شرح

نماز کا سلام پھیرنے میں مذاہب آئمہ

نماز سے فراغت حاصل کرنے کے لیے کتنے سلام ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام، مقتدی اور منفرد سب کے لیے دو سلام واجب ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: "وانہ کان یسلم عن یمینہ وعن یسارہ" اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو سلام پھیرا کرتے تھے ایک اپنی دائیں جانب اور دوسرا بائیں طرف۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام پر صرف ایک سلام واجب ہے، وہ سامنے کی جہت ہوگا۔ مقتدی کے لیے تین سلام ہیں: ایک سامنے، ایک دائیں جانب اور ایک بائیں طرف جبکہ منفرد کے لیے صرف دو سلام ہیں: ایک دائیں جانب اور ایک بائیں جانب۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم فی الصلوٰۃ تسلیمۃ واحدۃ تلقاء وجھہ" (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۲۷۳) اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام پھیرا کرتے تھے جو چہرے کی طرف ہوتا تھا۔

جمہور کی طرف سے اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ (ا) یہ روایت ضعیف ہونے کے سبب قابل حجت نہیں ہوسکتی، کیونکہ اس کی سند میں "زہیر بن محمد" نامی ایک شخص ہے، جس کے بارے میں حضرت امام ترمذی اور حضرت بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ان سے ملک شام کے منکرین حدیث روایت بیان کرتے ہیں اور ان کا اپنا تعلق بھی اہل شام سے ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ حَذْفَ السَّلَامِ سُنَّةٌ

باب 82: سلام کو حذف کرنا سنت ہے

274 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

آثارِ صحابہ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ

274- اخرجه ابو داؤد (328/1): كتاب الصلاة' باب حذف السلام' حديث (1004)' واحمد في "مسنده": (532/2)' وابن خزيمة (362/1)حديث (735-734)' من طريق الاوزاعي' عن قرة بن عبدالرحمن' عن الزهري' عن ابي سلمة' عن ابي هريرة' قال: "حذف السلام سنة"- قال ابو داؤد: قال عيسى: نهاني ابن المبارك عن رفع هذا الحديث' قال ابو داؤد: سمعت ابا عمير عيسى بن يونس الفاخوري الرملي قال: لما رجع الفريابي من مكة ترك رفع هذا الحديث' وقال: نهاه احمد بن حنبل عن رفعه-

قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَعْنِي اَنْ لَّا يَمُدَّهُ مَدًّا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِىْ يَسْتَحِبُّهُ اَهْلُ الْعِلْمِ وَرُوِىَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهُ قَالَ التَّكْبِيْرُ جَزْمٌ وَّالسَّلَامُ جَزْمٌ

توضیح راوی: وَهِقْلٌ يُقَالُ كَانَ كَاتِبَ الْاَوْزَاعِيِّ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سلام کو حذف کرنا سنت ہے۔

علی بن حجر بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی ہے اس سے مراد یہ ہے: اس کو کھینچے نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: تکبیر میں بھی وقف کیا جائے گا' اور سلام میں بھی وقف کیا جائے گا۔

اس روایت کے راوی ہقل (بن زیاد) کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ امام اوزاعی کے کاتب تھے۔

شرح

''حذف السلام سنة'' کا مفہوم:

اس جملہ کے متعدد مفاہیم ہیں:

۱-''ورحمة الله'' کی ''ہ'' کی حرکت ظاہر کیے بغیر وقف کی شکل میں پڑھا جائے۔

۲-''السلام عليكم ورحمة الله'' میں حروف مدہ کو زیادہ لمبا نہ کیا جائے بلکہ جس طرح خارج نماز کسی کو ''سلام'' کیا جاتا ہے، اسی انداز میں یہ الفاظ کہے جائیں۔ البتہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت آواز قدرے بلند اور بائیں طرف پست ہونی چاہیے۔

جو مقتدی امام کی دائیں طرف ہوں، وہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں جانب والے نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کریں۔ بائیں طرف سلام پھیرتے وقت اپنے امام، نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کریں۔ جو مقتدی امام کی بائیں طرف ہوں وہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت امام، نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کریں گے اور اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرتے وقت لیکن امام کو شامل نہ کریں گے۔ جو مقتدی امام کے بالکل پیچھے بیٹھا ہو، وہ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت نمازیوں کے ساتھ امام کی بھی نیت کرے گا۔ امام اور منفرد دونوں نماز کا سلام پھیرتے وقت دونوں طرف فرشتوں کی نیت کریں گے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ

باب 83: نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھے؟

275 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَوْبَانَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوٰى خَالِدٌ الْحَذَّاءُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ نَحْوَ حَدِيْثِ عَاصِمٍ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں یہ پڑھتے۔

''اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے' سلامتی تجھی سے حاصل ہوتی ہے' تو برکت والا ہے' اور عزت اور بزرگی کا مالک ہے''۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے، حمد اسی کے لیے

275– اخرجه مسلم (2/515-516-الابی): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته' حديث (592/136)' وابو داؤد (1/474): كتاب الصلاة' باب: مايقول الرجل اذا سلم' حديث (1512)' والنسائي (3/69)' كتاب السهو: باب: الذكر بعد الاستغفار' وابن ماجه (1/298) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: مايقال بعد التسليم' حديث (924)' واحمد في "مسنده" (6/62-184-235)' والدارمي (1/311): كتاب الصلاة: باب القول بعد السلام من طريق ابي الوليد عبدالله بن الحارث عن عائشة فذكره-

مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اے اللہ! جسے تو عطا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دینا چاہے اسے کوئی کچھ دے نہیں سکتا اور تیری مرضی کے مقابلے میں کسی کی کوشش کام نہیں آسکتی''۔

ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے۔

''تو پاک ہے اے پروردگار! اے عزت والے پروردگار! ہر اس چیز سے جس سے وہ (تجھے) موصوف کرتے ہیں اور سلامتی نازل ہو رسولوں پر اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

276 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ شَدَّادٌ اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَوْبَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ عَمَّارٍ اسْمُهٗ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تھے تو تین مرتبہ ''استغفار'' پڑھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے۔

''تو سلامتی عطا کرنے والا ہے اے برکت والے! اے عزت اور بزرگی کے مالک''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔ ابوعمار نامی راوی کا نام شداد بن عبداللہ ہے۔

شرح

نماز کے بعد پڑھی جانے والی ادعیہ اور اذکار ماثورہ

ایک حدیث میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے، جس سے بعد از نماز دعا کی فضیلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔ نماز سے فراغت پر بہت سی ادعیہ ماثورہ منقول و ثابت ہیں لیکن زیادہ مشہور دعائیں درج ذیل ہیں:

276- اخرجه مسلم (514/2): كتاب المساجد و مواضع الصلاة باب: استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته حديث (591/135) وابو داؤد (475/1): كتاب الصلاة: باب: مايقول الرجل اذا سلم حديث (1513) والنسائي (68/3) كتاب: السهو: باب الاستغفار بعد التسليم وفي "عمل اليوم والليلة" (139) وابن ماجه (300/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: مايقال بعد التسليم واحمد في "مسنده" : (279-275/5) والدارمي (311/1): كتاب الصلاة: باب: القول بعد السلام وابن خزيمة (363/1) حديث (738-737) من طريق الاوزاعي عن ابي عمار شداد (وهو ابن عبدالله) عن ابي اسماء الرحبي عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره-

۱-لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔[1]

۲-اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔[2]

۳-اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔[3]

یہ دعائیں فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی طور پر کرنا مسنون ہیں اور منفرد بھی کر سکتا ہے۔ان الفاظ کو تبدیل کیے بغیر ان پر اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔پوری نماز کے بعد بھی اجتماعی و انفرادی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے فرائض کے بعد دعا مختصر ہونی چاہیے۔

سلام پھیرنے کے بعد بہت سے اذکار بھی مسنون ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱-تین بار:سُبْحَانَ اللّٰہِ، تین بار:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، چار بار:اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

۲-تین بار:اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

۳-سات بار:اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، سات بار:اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔

۴-اٰیَۃَ الْکُرْسِیْ وغیرہ پڑھنا۔[4]

یاد رہے یہ اذکار دعا سے قبل مختصر ہونے چاہئیں اور دعا میں اختصار دعا کا حسن ہے۔نماز سے فراغت پر انفرادی طور پر جو چاہیں اور جتنے چاہیں اذکار و وظائف کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاِنْصِرَافِ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ

باب 84: نماز سے (فارغ ہونے کے بعد) دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے اٹھنا

277 سندِ حدیث:حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

متنِ حدیث:کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا فَیَنْصَرِفُ عَلٰی جَانِبَیْہِ جَمِیْعًا عَلٰی یَمِیْنِہٖ وَعَلٰی شِمَالِہٖ

فی الباب:وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ھُلْبٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء:وَّعَلَیْہِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّہٗ یَنْصَرِفُ عَلٰی اَیِّ جَانِبَیْہِ شَاءَ اِنْ شَاءَ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَاِنْ شَاءَ عَنْ یَّسَارِہٖ وَقَدْ صَحَّ الْاَمْرَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

---

[1] الصحیح للمسلم جلد اوّل ص۲۹۹

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح جلد اوّل ص۲۹۴

[3] جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۷۶

[4] بہارِ شریعت مفتی محمد امجد علی اعظمی،بہارِ شریعت جلد اوّل مکتبہ مدینہ ص۵۳۹

آثارِ صحابہ: وَيُرْوٰی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنْ كَانَتْ حَاجَتُهٗ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَخَذَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَتْ حَاجَتُهٗ عَنْ يَسَارِهٖ اَخَذَ عَنْ يَسَارِهٖ

◄► قبیصہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے تو آپ دونوں طرف سے اٹھ جایا کرتے تھے کبھی دائیں طرف سے کبھی بائیں طرف سے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ہلب سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یعنی نمازی جس طرف سے چاہے اس طرف سے اٹھ سکتا ہے' اگر وہ چاہے' تو دائیں طرف سے اٹھ سکتا ہے' اگر وہ چاہے' تو بائیں طرف سے اٹھ سکتا ہے' کیونکہ یہ دونوں طریقے نبی اکرم ﷺ سے مستند طور پر منقول ہیں۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اسے دائیں طرف سے اٹھنے کی ضرورت ہو' تو وہ دائیں طرف سے اٹھ جائے اور اگر بائیں طرف سے اٹھنے کی ضرورت ہو' تو بائیں طرف سے اٹھ جائے۔

شرح

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد امام کا دائیں بائیں جانب پھرنے کا مسئلہ

جب امام نماز سے سلام پھیر کر فراغت حاصل کرے تو اس کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ جب امام سلام پھیر کر نماز سے فراغت حاصل کرے تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دائیں یا بائیں طرف اپنا چہرہ پھیر کر بیٹھ سکتا ہے۔

زیر بحث حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی بیان ہوا ہے۔ آپ اکثر دائیں جانب پھر کر بیٹھا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے تھے۔ راقم الحروف کے معلم و مرشد حضور مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: امام نماز کا سلام پھیر کر دائیں طرف یا بائیں طرف یا نمازیوں کی طرف چہرہ کر کے بیٹھ سکتا ہے، یہ تینوں طریقے ہی مسنون ہیں۔ البتہ سیدھا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اور دعا کرنا خلاف سنت ہے۔ آپ کا عمل بھی اسی طرح تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وَصْفِ الصَّلٰوةِ

باب 85: نماز کا طریقہ

278 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا قَالَ رِفَاعَةُ وَنَحْنُ

مَعَهُ اِذْ جَائَهُ رَجُلٌ كَالْبَدَوِيِّ فَصَلّٰى فَاَخَفَّ صَلَاتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَفَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَاْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَخَافَ النَّاسُ وَكَبُرَ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّكُوْنَ مَنْ اَخَفَّ صَلَاتَهُ لَمْ يُصَلِّ فَقَالَ الرَّجُلُ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ فَاَرِنِيْ وَعَلِّمْنِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُصِيْبُ وَاُخْطِئُ فَقَالَ اَجَلْ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ وَاَقِمْ فَاِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَاْ وَاِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ قُمْ فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَاِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ قَالَ وَكَانَ هٰذَا اَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْاَوَّلِ اَنَّهُ مَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا انْتَقَصَ مِنْ صَلَاتِهٖ وَلَمْ تَذْهَبْ كُلُّهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِيَ عَنْ رِفَاعَةَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے' حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے' ایک شخص آپ کے پاس آیا جو دیہاتی لگ رہا تھا' اس نے نماز ادا کی اور خاصی مختصر ادا کی جب وہ پڑھ کر آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر بھی (سلام ہو) تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (درحقیقت) نماز ادا نہیں کی' وہ واپس گیا اور اس نے نماز ادا کی' پھر آ کر اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' تو آپ نے فرمایا: تم پر بھی (سلام ہو) تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے (درحقیقت) نماز ادا نہیں کی (راوی کہتے ہیں) ایسا دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ہوا ہر مرتبہ وہ آتا اور آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی ارشاد فرماتے' تم پر بھی (سلام

278- اخرجه ابو داؤد (1/288 -289): كتاب الصلاة: باب: صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود' حديث (858-859-860-861) والبخاري في القراء ةخلف الامام (101-102-103 -108 -110 -111 -112) والنسائي (1/20): كتاب الاذان: باب: الاقامة لمن يصلي وحده و (2/193): كتاب التطبيق: باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع و (2/225): باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع' و (2/59-60) : كتاب الاذان: باب: الاقامة لمن يصلي وحده و (2/193): كتاب التطبيق: باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع و (2/225): باب: الرخصة في ترك الذكر في الركوع' و (3/59-60) كتاب السهو: باب: اقل مايجزئ من عمل الصلاة' وابن ماجه (1/156): كتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء في الوضوء على ما امر الله تعالىٰ حديث (460)' واحمد في "مسنده" : (4/340)' والدارمي (1/305) كتاب الصلاة: باب: في الذي لا يتم الركوع والسجود' وابن خزيمة (1/302)' حديث (597)' و (1/322) حديث (638) من طريق علي بن يحيى بن خلاد بن مالك بن رافع بن مالك عن ابيه رفاعه بن رافع به-

ہو) تم واپس جاؤ اور تم نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی' لوگ اس حوالے سے گھبرا گئے اور پریشانی کا شکار ہو گئے شاید جو شخص مختصر نماز ادا کرتا ہے گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں اس شخص نے آخر کار عرض کی: آپ مجھے بتائیے اور مجھے سکھائیے' کیونکہ میں انسان ہوں میں صحیح کام بھی کر لیتا ہوں اور غلطی بھی کر لیتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے! جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو' تو وضو کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے بارے میں حکم دیا ہے' پھر تم کلمہ شہادت پڑھو' پھر کھڑے ہو جاؤ' اگر تمہیں قرآن آتا ہو' تو اس کی تلاوت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو' اس کی بڑائی کا تذکرہ کرو لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو' پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ' پھر کھڑے ہو جاؤ جب تم ایسا کرلو گے' تو تم نے اپنی نماز کو مکمل کر لیا اور اگر تم نے اس میں سے کسی چیز کی کمی کی' تو تمہاری نماز میں سے وہ کمی ہو جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں کے لیے پہلی کے مقابلے میں یہ چیز آسان تھی کہ جو شخص اس حوالے سے کوئی کمی کرے گا اس کی نماز میں اس حساب سے کمی ہو جائے گی اس کی پوری نماز ضائع نہیں ہو گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

279 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

279- اخرجه البخاری (276/2): كتاب الاذان: باب: وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوات كلها فی الحضر والسفر' وما يجهر فيها وما يخافت' حديث (757)' و (793/2): باب: امر النبی صلی الله عليه وسلم الذی لا يتم ركوعه بالاعادة' حديث (793)' و (39/11) كتاب: الاستئذان: باب: من ردفقال: عليك السلام حديث (6252)' ومسلم (339/2) - النووی): كتاب الصلاة باب: وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرا ما تيسر له من غيرها' حديث (397/45) واخرجه البخاری فی "القراءة خلف الامام (113)' وابو داؤد (287/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة من لا يقيم صلبه فی الركوع والسجود' حديث (856)' والنسائی (124/2) كتاب الافتتاح: باب: فرض التكبيرة الاولی' واحمد فی "مسنده" (437/2)' وابن خزيمة (224/1) حديث (461)' و (299/1) حديث (590) من طريق يحيی بن سعيد' عن عبيدالله بن عمر' عن سعيد المقبری' عن ابيه عن ابی هريرة فذكره- واخرجه البخاری (38/11) كتاب الاستئذان: باب: من رد فقال عليك السلام' حديث (6251)' و (557/11) كتاب الايمان والنذور: باب: اذ حنث ناسيا فی الايمان حديث (6667)' ومسلم (339/2- النووی): كتاب الصلاة: باب: وجوب قراءة الفاتحة فی كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرا ما تيسر له من غيرها' حديث (397/46)' وابن ماجه (336/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: اتمام الصلاة حديث (1060)' و (1218/2): كتاب الادب: باب رد السلام حديث (3295)' وابن خزيمة (232/1) حديث (454) من طريق عبيدالله بن عمر' عن سعيد بن ابی سعيد المقبری' عن ابی هريرة ليس فيه: (عن ابيه) وزاد فيه" فاذا فعلت هذا فقد تمت صلاتك ثم استقبل القبلة فكبر"' وساق نحوه-

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِىْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَّافْعَلْ ذٰلِكَ فِىْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف سند: قَالَ وَقَدْ رَوٰى ابْنُ نُمَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَرِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَصَحُّ

توضیح راوی: وَسَعِيْدٌ الْمَقْبُرِىُّ قَدْ سَمِعَ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَرَوٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىُّ اسْمُهٗ كَيْسَانُ وَسَعِيْدٌ الْمَقْبُرِىُّ يُكْنٰى اَبَا سَعْدٍ وَّكَيْسَانُ عَبْدٌ كَانَ مُكَاتَبًا لِبَعْضِهِمْ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے ایک شخص بھی مسجد میں آیا اس نے نماز ادا کی' پھر وہ آیا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا: اور فرمایا: تم جاؤ اور نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی' وہ شخص واپس گیا' اس نے اسی طرح نماز ادا کی' جیسے پہلے ادا کی تھی' پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اس نے آپ کو سلام کیا' آپ نے (سلام کا) جواب دیا: اور فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو' کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی' یہاں تک کہ ایسا اس نے تین مرتبہ کیا اس شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے' میں اس سے زیادہ اچھی نماز ادا نہیں کر سکتا' آپ مجھے تعلیم دیجئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو' تو تم تکبیر کہو' پھر قرأت کرو جتنا قرآن تمہیں آتا ہو اسے پڑھ لو' پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو' پھر سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر اٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ' تم اپنی پوری نماز میں اسی طرح ادا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابن نمیر نے اس حدیث کو عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے، سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس روایت میں اپنے والد کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

یحییٰ بن سعید نے عبید اللہ بن عمر سے جو روایت نقل کی ہے' وہ زیادہ مستند ہے' کیونکہ سعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں اور انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی ہیں۔

ابو سعید المقبری کا نام کیسان ہے' اور سعید مقبری کی کنیت ابو سعد ہے۔ کیسان ایک غلام تھے وہ ایک شخص کے مکاتب تھے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 86: (بلا عنوان)

280 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ

متنِ حدیث: عَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِىْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ يَقُوْلُ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مَا كُنْتَ اَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَّلَا اَكْثَرَنَا لَهُ اِتْيَانًا قَالَ بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَّرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يُصَوِّبْ رَاْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِىْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ اَهْوٰى اِلَى الْاَرْضِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ جَافٰى عَضُدَيْهِ عَنْ اِبْطَيْهِ وَفَتَخَ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِىْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ اَهْوٰى سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهٗ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِىْ مَوْضِعِهٖ ثُمَّ نَهَضَ ثُمَّ صَنَعَ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِىْ تَنْقَضِىْ فِيْهَا صَلَاتُهٗ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهٖ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: قَالَ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَرَفَعَ يَدَيْهِ اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ يَعْنِىْ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ النَّبِيْلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِىْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِمَعْنَاهُ

280- اخرجه البخاری (355/2) : کتاب الاذان: باب: سنة الجلوس فی التشهد حدیث (828) وفی "رفع الیدین" (3-4) وابو داؤد (252/1 -253) کتاب الصلاة: باب: افتتاح الصلاة حدیث (730-731-732) و (316/1-317): باب: من ذکر لاتورک فی الرابعة حدیث (963-964-965) والنسائی (187/2): کتاب التطبیق باب: الاعتدال فی الرکوع و (211/2) باب: فتح اصابع الرجلین فی السجود و (2/3): کتاب السهو: باب: رفع الیدین فی القیام الی الرکعتین الاخریین و (34/3): باب: صفة الجلوس فی الرکعة التی یقضی فیها الصلاة وابن ماجه (264/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: افتتاح الصلاة حدیث (803) و (280/1): باب: رفع الیدین اذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع حدیث (862) و (337/1): باب: اتمام الصلاة حدیث (1061) واحمد فی "مسنده" : (424/5) وابن خزیمة (927/1) حدیث (587) و (298/1) حدیث (588) و (317/1) حدیث (625) و (324/1) حدیث (643) و (327/1) حدیث (652) و (337/1) حدیث (677) و (341/1) حدیث (685) و (347/1) حدیث (700) والدارمی (299/1-300) کتاب الصلاة: باب: التجافی فی الرکوع و (313/1-314) باب: صفة صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم من طریق محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی فذکره۔

وَزَادَ فِيْهِ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ هٰذَا الْحَرْفَ قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا صَلّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: زَادَ اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ هٰذَا الْحَرْفَ قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا صَلّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄◄ محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ فرماتے ہوئے سنا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوحمید نے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں آپ سب کے مقابلے میں زیادہ بہتر جانتا ہوں' دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: نہ تو آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پرانا تعلق حاصل ہے' اور نہ ہی آپ بکثرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا ہی ہے (لیکن پھر بھی میری بات درست ہے) ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا پھر آپ پیش کیجئے۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے' پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے' یہاں تک کہ انہیں کندھوں تک اٹھا لیتے تھے۔ پھر جب آپ نے رکوع میں جانا ہوتا تھا' تو آپ دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے' یہاں تک کہ انہیں کندھوں تک اٹھاتے تھے' پھر آپ اللہ اکبر کہتے تھے اور رکوع میں چلے جاتے تھے' پھر اعتدال کے ساتھ رکوع کرتے تھے' آپ اس میں اپنے سر کو اٹھاتے بھی نہیں تھے اور جھکاتے بھی نہیں تھے آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے تھے' پھر آپ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے' اور بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے' یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مخصوص مقام پر آجاتی تھی پھر آپ سجدے میں جانے کے لیے زمین کی طرف جھکتے تھے' پھر آپ اللہ اکبر کہتے تھے (سجدے میں) آپ اپنے دونوں بازوؤں کو بغلوں سے علیحدہ رکھتے تھے اور پاؤں کی انگلیاں نرمی کے ساتھ قبلہ کی طرف کیے رکھتے تھے اس کے بعد آپ بائیں پاؤں کو موڑ کر اعتدال کے ساتھ اس پر بیٹھ جاتے تھے' یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ جاتی تھی' پھر آپ سجدے کے لیے سر کو جھکاتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے' اس کے بعد آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور ہر رکعت اسی طرح ادا کیا کرتے تھے' پھر آپ دو رکعات ادا کرنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہوتے تھے' اور دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کیا کرتے تھے' جیسا کہ نماز کے آغاز میں کرتے تھے' پھر آپ اسی طرح کرتے رہتے' یہاں تک کہ نماز کی آخری رکعت آجاتی تھی' اس میں آپ بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے تھے اور سرین کے بل بیٹھ جاتے تھے اس کے بعد آپ سلام پھیر لیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوحمید کا یہ کہنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے بعد رفع یدین کرتے تھے' اس سے مراد یہ ہے: جب آپ دو رکعات کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔

محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک حضرت ابوقتادہ بن ربعی بھی تھے۔ اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

تاہم اس روایت میں ابوعاصم نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں: ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: آپ نے سچ کہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوعاصم ضحاک بن مخلد نامی راوی نے عبدالحمید بن جعفر کے حوالے سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے:

ان صحابہ کرام نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

نماز ادا کرنے کا مکمل طریقہ

اس باب کی روایات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے تمام اجزاء بیان کیے گئے ہیں۔ زیر بحث باب کی پہلی حدیث کا لقب ہے مسیء فی الصلوٰۃ ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اسی اثناء میں ایک اعرابی مسجد میں آیا تو اس نے نہایت عجلت کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا۔ پھر فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی لہٰذا پھر نماز پڑھو۔ اس اعرابی نے دوبارہ نماز ادا کی پھر حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی لہٰذا پھر نماز پڑھو۔ پھر تیسری بار بھی آپ نے اسے ایسا ہی فرمایا۔ آخر اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے نماز پڑھنا سکھادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو بہترین وضو کرو پھر تکبیر تحریمہ کہو، پھر قیام کرو، قرأت کرو، پھر اطمینان سے رکوع کرو، رکوع سے اٹھ کر اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ، پھر بہترین سجدہ کرو، پھر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر تم ہر رکعت اسی طرح ادا کرو۔ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کیا جائے اور آخری قعدہ کے بعد سلام پھیر کر نماز مکمل کی جائے۔

اس بیان کردہ طریقہ نماز میں نماز کے تمام ارکان وفرائض آگئے ہیں۔ کسی رکن وفرض کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے فرائض سات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ، (۲) قیام، (۳) قرأت، (۴) رکوع، (۵) سجود، (۶) قعدہ اخیرہ، (۷) خروج بصنعۃ۔

تمام ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی چھوٹ جانے پر نماز نہیں ہوگی۔ فرائض کو اس انداز میں ادا کیا جائے تعدیل ارکان میں کوئی نقص نہ ہونے پائے۔

سوال: حاضر ہونے والے اعرابی کو پہلی بار ہی نماز کی تعلیم کیوں نہ دی گئی؟

جواب: (۱) اعرابی نے جب اپنی غلطی تسلیم کر لی تو اسے نماز کی تعلیم دی گئی۔ (۲) جب اعرابی کی خطاء فی الصلوٰۃ عادۃً معلوم ہوگئی تو اس کی تعلیم دے دی گئی۔ (۳) اس طریقہ میں مشقت اور اس کے فوائد ونتائج حوصلہ افزاء ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ

باب 87: صبح کی نماز میں کیا پڑھا جائے؟

281 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ (وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ) فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ وَاَبِيْ بَرْزَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَاَ فِي الصُّبْحِ بِالْوَاقِعَةِ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مِنْ سِتِّيْنَ اٰيَةً اِلٰى مِائَةٍ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهُ قَرَاَ (اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)

آثارِ صحابہ: وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَاْ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ

◈◈ حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں "والنخل باسقات" (یعنی سورہ ق) کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی نقل کی گئی ہے: آپ نے صبح کی نماز میں سورہ واقعہ کی تلاوت کی تھی۔

آپ کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ نے فجر کی نماز میں ساٹھ سے لے کر سو تک آیات کی تلاوت کی تھی۔

281- اخرجه مسلم (2/352- الابی) : كتاب الصلاة: باب: القراءة في الصبح' حديث (165-166-167/457) والبخاري في "خلق افعال العباد" (38) والنسائي (2/157) كتاب الافتتاح: باب القراءة في الصبح بقاف' وابن ماجه (1/268): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: القراءة في صلاة الفجر' حديث (816) واحمد في "مسنده" (4/322) والحميدي في "مسنده" (2/363) حديث (825) والدارمي (1/297): كتاب الصلاة: باب قدر القراءة في الفجر' وابن خزيمة (1/264) حديث (527) و (3/41) حديث (1591) من طريق زياد بن علاقة بن قطبة بن مالك فذكره-

آپ کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے "اذا الشمس کورت" کی تلاوت کی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا: صبح کی نماز میں "طوال مفصل" کی تلاوت کیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نمازِ فجر کی قرأت کا مسئلہ

چار مشہور آسمانی کتابیں، چار رسولوں پر نازل کی گئیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی اور قرآن کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں شب قدر میں یکبارگی نازل کیا گیا۔ آسمان دنیا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بحسب ضرورت نزول کا سلسلہ شروع ہوا جو تقریباً تیئس سالوں میں مکمل ہوا۔ سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝" ہے۔ مشہور قول کے مطابق سب سے آخری نازل ہونے والی آیت: اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط قرآن کریم میں کل حروف چھپیں ہزار، الفاظ کی تعداد ستتر ہزار چار سو پچاس، آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ، رکوعوں کی تعداد پانچ سو چالیس، منازل کی تعداد سات اور پاروں کی تعداد تیس ہے۔ سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ اور بِسْمِ اللهِ کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے۔ سب سے پہلی سورہ فاتحہ، سب سے آخری سورت الناس، سب سے بڑی سورت البقرہ اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔ وہ سورہ جسے قرآن کا قلب قرار دیا گیا ہے وہ سورہ یٰسین ہے۔

پنجگانہ نمازوں میں قرأت کے حوالے سے تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز فجر اور نماز ظہر میں طوال مفصل (از سورہ حجرات تا سورہ بروج) نماز عصر اور نماز عشاء میں اوساط مفصل (از سورہ بروج تا سورہ بینہ) اور نماز مغرب میں قصار مفصل (از سورہ بینہ تا آخر قرآن) میں سے کوئی سورت یا ان سے آیات کی قرأت مسنون ہے۔ فجر کی نماز میں سورہ واقعہ اور سورہ اذا الشمس کورت پڑھنا مسنون ہے۔ یہ قرأت ساٹھ سے سو آیات تک ہونی چاہیے۔ شیخین کے نزدیک فجر کی پہلی رکعت لمبی اور باقی نمازوں میں دونوں رکعات کا مساوی ہونا مسنون ہے۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام نمازوں میں پہلی رکعت، دوسری رکعت سے لمبی ہونی چاہیے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واجب ہے۔ احناف کے نزدیک فرضوں کی آخری رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب **88**: ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت

282 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ

حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهِهِمَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ خَبَّابٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ قَتَادَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَاَ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِيْنَ اٰيَةً وَّفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

آثارِ صحابہ: وَّرُوِيَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَاْ فِي الظُّهْرِ بِاَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ

مذاہبِ فقہاء: وَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْقِرَاءَةَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ كَنَحْوِ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ يَقْرَاُ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَرُوِيَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ تَعْدِلُ صَلَاةُ الْعَصْرِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فِي الْقِرَاءَةِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ تُضَاعَفُ صَلَاةُ الظُّهْرِ عَلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْقِرَاءَةِ اَرْبَعَ مِرَارٍ

◄◄ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں سورۂ بروج اور والسماء والطارق اور اس کی مانند سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ ظہر کی نماز میں سورۂ ''الٓمّ السجدہ'' کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

آپ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیات کی مقدار میں تلاوت کیا کرتے تھے' اور دوسری رکعت میں پندرہ آیات جتنی تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا تم ظہر کی نماز میں ''اوساط مفصل'' کی تلاوت کرو۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک عصر کی نماز میں بھی اتنی ہی قرأت کی جائے گی' جتنی مغرب کی نماز میں کی جاتی ہے' یعنی اس میں

282– اخرجه ابو داؤد (273/1): كتاب الصلاة: باب: قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر' حديث (805) والبخاري في جزء القراءة (296)' والنسائي (166/2) كتاب الافتتاح: باب: القراءة في الركعتين الاوليين من صلاة العصر' واحمد في "مسنده" (108- 103/5 106-)' والدارمي (295/1): كتاب الصلاة: باب: قدر القراءة في الظهر' من طريق حماد بن سلمة' عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة فذكره۔

قصار مفصل کی تلاوت کی جائے گی۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ قرأت کے حوالے سے عصر کی نماز کو مغرب کی نماز کے برابر قرار دیتے تھے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظہر کی نماز میں عصر کی نماز سے چار گنا زیادہ تلاوت کی جائے گی۔

شرح

نماز ظہر اور نماز عصر میں قرأت کا مسئلہ

نماز ظہر میں قرأت کے حوالے سے دو قول ہیں: (۱) طوال مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ (۲) اوساط مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ نماز ظہر میں قصار مفصل پڑھنا خلاف سنت ہے۔ پہلی رکعت قدرے لمبی ہونی چاہیے۔ فرضوں کی آخرت دونوں رکعات میں قرأت نہیں ہے، البتہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں قرأت تیس آیات کی مقدار اور دوسری میں پندرہ آیات کی مقدار ہونی چاہیے۔

نماز عصر میں قرأت کے حوالے سے دو قول ہیں: (۱) اوساط مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ (۲) قصار مفصل کا پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت لمبی ہونی چاہیے۔ آخری دونوں رکعات میں صرف سورہ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ نماز ظہر اور عصر میں سورہ بروج، سورج طارق، سورہ آلم تنزیل السجدہ اور ان کی مثل سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔ احناف کے نزدیک ان دونوں نمازوں میں قرأت پست آواز میں کرنا واجب ہے جبکہ نماز فجر، نماز مغرب اور نماز عشاء میں بلند آواز قرأت کرنا مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَآئَةِ فِي الْمَغْرِبِ

باب 89: مغرب کی نماز میں قرأت کرنا

283 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّهٖ اُمِّ الْفَضْلِ

متنِ حدیث: قَالَتْ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَاصِبٌ رَاْسَهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ فَقَرَاَ بِالْمُرْسَلَاتِ قَالَتْ فَمَا صَلَّاهَا بَعْدُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ

383- اخرجه البخاری (287/2): كتاب الاذان باب: القراءة فی المغرب' حديث (763)' و (736/7)' كتاب المغازی: باب: مرض النبی صلی الله عليه وسلم ووفاته' حديث (4469)' ومسلم (353/2- الابی) كتاب الصلاة: باب: القراءة فی الصبح' حديث (462/173)' وابوداؤد (274/1): كتاب الصلاة: باب: قدر القراءة فی المغرب' حديث (810)' والنسائی (168/2) كتاب الافتتاح: باب: القراءة فی المغرب بالمرسلات و مالك فی "الموطا" (78/1): كتاب الصلاة: باب: القراءة فی المغرب والعشاء' حديث (24)' واحمد فی "مسنده": (338/6- 340)' والدارمی (296/1): كتاب الصلاة' باب: فی قدر القراءة فی المغرب والحميدی فی "مسنده": (162/1) حديث (338)' وابن خزيمة (260/1) حديث (519)' وعبد بن حميد ص (458) حديث (1585) من طريق الزهری عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباس عن امه ام الفضل فذكره۔

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِي اَيُّوْبَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ الْفَضْلِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَاَ فِي الْمَغْرِبِ بِالْاَعْرَافِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا

وَرُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَاَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ

آثار صحابہ: وَرُوِىَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِي مُوْسٰى اَنِ اقْرَاْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ

وَرُوِىَ عَنْ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ قَرَاَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ

مذاہب فقہاء: قَالَ وَعَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَذُكِرَ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يُّقْرَاَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِالسُّوَرِ الطِّوَالِ نَحْوَ الطُّوْرِ وَالْمُرْسَلَاتِ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا اَكْرَهُ ذٰلِكَ بَلْ اَسْتَحِبُّ اَنْ يُّقْرَاَ بِهٰذِهِ السُّوَرِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے اپنی بیماری کے دوران اپنے سر مبارک پر پٹی باندھی ہوئی تھی آپ نے مغرب کی نماز ادا کی آپ نے سورۂ مرسلات کی تلاوت کی اس کے بعد آپ نے (باجماعت نماز میں) شرکت نہیں کی' یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

اس بارے میں حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ نے مغرب کی نماز میں دونوں رکعات میں سورہ اعراف پڑھی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے مغرب کی نماز میں سورہ طور کی تلاوت کی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا تھا: تم مغرب کی نماز میں ''قصار مفصل'' کی تلاوت کیا کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے مغرب کی نماز میں ''قصار مفصل'' کی تلاوت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ مغرب کی نماز میں طویل سورتوں کی تلاوت کو مکروہ سمجھتے تھے' جیسے سورہ طور، سورہ مرسلات۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس بات کو مکروہ نہیں سمجھتا' بلکہ میں اس بات کو مستحب سمجھتا ہوں مغرب کی نماز میں ان

سورتوں میں سے کسی ایک سورت کی تلاوت کی جائے۔

شرح

نمازِ مغرب میں مسنون قرأت کا مسئلہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نمازِ مغرب میں سورہ اعراف، سورہ مرسلات اور سورہ طور کا کچھ حصہ بطور قرأت پڑھنا مسنون ہے کیونکہ پوری کی پوری سورت کی قرأت کرنے سے نماز طوالت کا شکار ہو جائے گی جو حسن نماز کے خلاف ہے۔نمازِ مغرب کی پہلی دو رکعات میں باآواز قرأت کرنا واجب ہے جبکہ تیسری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے۔

حضرت اُمّ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نمازِ مغرب پڑھانے کے لیے اس حالت میں تشریف لائے آپ نے سرِ مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی۔آپ نے نمازِ مغرب میں سورہ مرسلات کی قرأت فرمائی۔اس کے بعد آپ باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے تشریف نہیں لائے حتیٰ کہ چند ایام بعد آپ کا وصال ہو گیا۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نمازِ مغرب میں سورہ اعراف، سورہ طور اور سورہ مرسلات مکمل کی قرأت مسنون ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورتیں پوری کی پوری بطور قرأت پڑھی ہیں۔ان کے نزدیک نمازِ مغرب میں طویل قرأت بھی جائز ہے۔نمازِ مغرب کو اول وقت میں ادا کرنا بھی مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ فِيْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ

باب 90: عشاء کی نماز میں قرأت

284 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَاَ فِي الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

آثارِ صحابہ: وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَاُ فِي الْعِشَاءِ بِسُوَرٍ مِّنْ اَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ نَحْوِ سُوْرَةِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَشْبَاهِهَا

284- اخرجه احمد في "مسنده" : (354/5) والنسائي (173/2): كتاب الافتتاح؛ باب: القراءة في العشاء الآخرة بالشمس وضحاها من طريق الحسين بن واقد عن عبدالله بن بريدة عن ابيه' فذكره-

وَرُوِيَ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ قَرَئُوْا بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا وَاَقَلَّ فَكَاَنَّ الْاَمْرَ عِنْدَهُمْ وَاسِعٌ فِيْ هٰذَا

حکمِ حدیث: وَاَحْسَنُ شَيْءٍ فِيْ ذٰلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَاَ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

◄► حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں "والشمس وضحها" اور اس کی مانند دیگر سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ عشاء کی نماز میں سورہ "والتین والزیتون" کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ عشاء کی نماز میں "اوساط مفصل" میں سے کوئی سورت پڑھا کرتے تھے جیسے سورہ "منافقون" اور اس جیسی دیگر سورتیں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ اس سے زیادہ لمبی تلاوت بھی کرلیا کرتے تھے اور اس سے کم بھی کر لیتے تھے یعنی ان کے نزدیک اس حوالے سے گنجائش موجود تھی تاہم اس بارے میں سب سے مستند چیز جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول ہے وہ یہی ہے: آپ نے "والشمس وضحها" اور "والتین والزیتون" کی تلاوت کی تھی۔

285 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِي الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورہ "والتین والزیتون" کی

285–اخرجه مالك في "الموطا": (79/1): كتاب الصلاة: باب: القراءة في المغرب والعشاء، حديث (27)، والبخاري (292/2): كتاب الاذان: باب: الجهر في العشاء، حديث (727)، و(293/2) باب: القراءة في العشاء، حديث (769)، و(583/8) كتاب التفسير: باب: سورة (والتين)، و(527/13) كتاب التوحيد: باب: وسمى النبي صلى الله عليه وسلم الصلاة عملا، وقال: لا صلاة لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب حديث (7546)، ومسلم (354/2 -355- الابي) كتاب الصلاة: باب: القراءة في العشاء، حديث (175-176 -177 /464) وابو داؤد (390/1) كتاب الصلاة: باب: قصر قراءة الصلاة في السفر، حديث (1221)، والنسائي (173/2): كتاب الافتتاح: باب: القراءة فيها بالتين والزيتون، وابن ماجه (272/1-273)، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: القراءة في صلاة العشاء، حديث (834-835) واحمد في "مسنده": (284/4 -286 -291 -298 -302 -303 -304)، والحميدي في "مسنده": (317/1) حديث (726)، وابن خزيمة (263/1) حديث (522)، و(41/3) حديث (1590) من طريق عدي بن ثابت عن البراء بن عازب فذكره۔

تلاوت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نمازِ عشاء میں مسنون قرأت کا مسئلہ

نمازِ عشاء میں بطور قرأت سورۃ الشمس، سورۃ والتین اور سورۃ المنافقون پڑھنا مسنون ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نمازِ عشاء میں اوساط مفصل کی سورتوں کی قرأت فرماتے تھے۔ سورہ والتین اور سورۃ المنافقون کی قرأت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء میں سورۃ الشمس اور سورۃ والتین کی قرأت کرتے تھے۔ نمازِ عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔ اس کی پہلی دو رکعت میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے جبکہ آخری دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

باب 91: امام کی اقتداء میں قرأت کرنا

286 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَائَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّيْ أَرَاكُمْ تَقْرَئُوْنَ وَرَآءَ إِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِیْ وَاللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَأَنَسٍ وَّأَبِيْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ وَهٰذَا أَصَحُّ

286– اخرجه ابو داؤد (277/1): كتاب الصلاة: باب: من ترك القراءة فى صلاته بام الكتاب حديث (823) والبخارى فى "القراءة خلف الامام (64 -257 -258) واحمد فى "مسنده" (313/5 -316 -321 -322) وابن خزيمة (36/3) حديث (1581) من طريق محمد بن اسحق عن مكحول عن محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت فذكره- واخرجه ابو داؤد (278/1): كتاب الصلاة: باب: من ترك القراءة فى صلاته بام الكتاب حديث (825) من طريق ابن جابر وسعيد بن عبدالعزيز وعبدالله بن العلاء عن مكحول عن عبادة فذكره ليس فيه محمود بن الربيع-

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي الْقِرَائَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ يَرَوْنَ الْقِرَائَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ

◄► حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی آپ کو قرأت کرنے میں دشواری پیش آئی جب آپ نماز پڑھ کے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے تم لوگ اپنے امام کی اقتداء میں قرأت کرتے ہو راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! جی ہاں۔ اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو! صرف سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو! کیونکہ جو شخص اسے نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

اس حدیث کو زہری رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن ربیع کے حوالے سے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے: جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے اور امام کے پیچھے قرأت کرنے کے حوالے سے اس حدیث پر اکثر اہلِ علم کے نزدیک عمل کیا جاتا ہے جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کی اقتداء میں قرأت کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَرْكِ الْقِرَائَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ بِالْقِرَائَةِ

باب 92: جب امام بلند آواز میں قرأت کر رہا ہو تو اس کی اقتداء میں قرأت کو ترک کیا جائے گا

287 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَائَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَائَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَوَاتِ

287- اخرجه ابو داؤد (278/1) كتاب الصلاة باب: من كره القراءة بفاتحة الكتاب اذا جهر الامام حديث (826- 827) والنسائي (140/2): كتاب الافتتاح: باب: ترك القراءة خلف الامام فيما جهر به وابن ماجه (276/1-277) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: اذا قرأ الامام فانصتوا حديث (848-849) من طريق الزهري عن ابن اكيمة الليثي عن ابي هريرة فذكره۔

بِالْقِرَائَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

في الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّابْنُ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيُّ اسْمُهٗ عُمَارَةُ وَيُقَالُ عَمْرُو بْنُ اُكَيْمَةَ

اختلاف روایت: وَرَوٰى بَعْضُ اَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَذَكَرُوْا هٰذَا الْحَرْفَ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَائَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدْخُلُ عَلٰى مَنْ رَاَى الْقِرَائَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ لِاَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

حدیث دیگر: وَرَوٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ فَقَالَ لَهٗ حَامِلُ الْحَدِيْثِ اِنِّيْ اَكُوْنُ اَحْيَانًا وَّرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ اقْرَاْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ وَرَوٰى اَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ اَنْ لَّا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَارَ اَكْثَرُ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يَقْرَاَ الرَّجُلُ اِذَا جَهَرَ الْاِمَامُ بِالْقِرَائَةِ وَقَالُوْا يَتَتَبَّعُ سَكَتَاتِ الْاِمَامِ

وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَائَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَرَاٰى اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ الْقِرَائَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ

وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ قَالَ اَنَا اَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ وَالنَّاسُ يَقْرَئُوْنَ اِلَّا قَوْمًا مِّنَ الْكُوْفِيِّيْنَ وَاَرٰى اَنَّ مَنْ لَّمْ يَقْرَاْ صَلَاتُهٗ جَائِزَةٌ

وَشَدَّدَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَرْكِ قِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاِنْ كَانَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالُوْا لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ اِلَّا بِقِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحْدَهٗ كَانَ اَوْ خَلْفَ الْاِمَامِ وَذَهَبُوْا اِلٰى مَا رَوٰى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَاَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَتَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَائَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاِسْحٰقُ وَغَيْرُهُمَا وَاَمَّا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ

حدیث دیگر: وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ

يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَهٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اَنَّ هٰذَا اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ وَاخْتَارَ اَحْمَدُ مَعَ هٰذَا الْقِرَاْءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ وَاَنْ لَّا يَتْرُكَ الرَّجُلُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَاِنْ كَانَ خَلْفَ الْإِمَامِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے‘ جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی تھی آپ نے فرمایا: کیا ابھی تم میں سے کسی ایک نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا: کیا وجہ ہے؟ قرأت میں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں‘ جن نمازوں میں آپ بلند آواز میں قرأت کرتے تھے، ان میں قرأت کرنے سے باز آ گئے۔ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ابن اکیمہ لیثی کا نام عمارہ ہے‘ اور ایک قول کے مطابق عمرو بن اکیمہ ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے اسے نقل کیا ہے‘ اور انہوں نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں‘ وہ بیان کرتے ہیں: زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی‘ تو لوگ قرأت کرنے سے باز آ گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے‘ جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ امام کی اقتداء میں قرأت کی جائے گی‘ کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بھی نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے‘ تو وہ نامکمل ہوتی ہے‘ پوری نہیں ہوتی۔

تو ان سے یہ حدیث سننے والے نے کہا بعض اوقات میں امام کی اقتداء میں بھی ہوتا ہوں‘ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے دل میں قرأت کرلیا کرو۔

ابوعثمان نہدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں یہ اعلان کروں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

محدثین نے اس بات کو اختیار کیا ہے: جب امام بلند آواز میں قرأت کررہا ہو‘ تو مقتدی قرأت نہیں کرے گا۔ یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: یہ شخص سکتوں کے درمیان قرأت کرلے گا۔

امام کی اقتداء میں قرأت کرنے کے حوالے سے اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب‘ تابعین اور ان کے بعد آنے والے اکثر اہل علم کے نزدیک امام کی اقتداء میں قرأت کی جائے گی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں امام کی اقتداء میں قرأت کرتا ہوں اور سبھی لوگ قرأت کرتے ہیں صرف اہلِ کوفہ نہیں کرتے' میرا یہ خیال ہے جو شخص (امام کی اقتداء میں) قرأت نہیں کرتا اس کی نماز درست ہوتی ہے۔
اہلِ علم کے ایک گروہ نے' سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں' شدت سے کام لیا ہے' اگرچہ کوئی شخص امام کی اقتداء میں ہو یہ حضرات یہ کہتے ہیں: نماز اس وقت تک درست نہیں ہوگی' جب تک آدمی سورت فاتحہ نہ پڑھ لے' خواہ وہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہو' یا امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو۔

ان حضرات نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے' جسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے' امام کی اقتداء میں قرأت کرنے کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تاویل کی ہے۔
''سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی''۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ ہے: جب آدمی تنہا ہو' تو سورہ فاتحہ کے بغیر اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث سے استدلال کیا ہے' جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا: جو شخص ایک رکعت ادا کرے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے' تو اس نے نماز ادا کی ہی نہیں' البتہ اگر وہ امام کے پیچھے ہو' تو حکم مختلف ہوگا۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز مکمل نہیں ہوتی' یہ حکم اس وقت ہے' جب آدمی تنہا نماز ادا کر رہا ہو۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) تاہم اس کے باوجود امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے: امام کی اقتداء میں بھی سورہ فاتحہ پڑھی جائے اور کوئی بھی شخص سورہ فاتحہ پڑھنا ترک نہ کرے' اگرچہ وہ امام کی اقتداء میں ہو۔

288 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَّهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ وہب بن کیسان بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کوئی ایک رکعت ادا کرے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے' تو اس نے گویا نماز ادا نہیں کی' البتہ اگر وہ امام کی اقتداء میں ہو' تو (حکم مختلف ہوگا)۔
یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ نماز جہری ہو یا سری دونوں میں مقتدی سورۃ نہیں پڑھے گا۔ البتہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں آئمہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قرأت خلف الامام منع ہے اس بارے میں آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشادربانی ہے: وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اسے سنو اور خاموشی اختیار کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جاسکے"۔ قرآن کا سننا فرض ہے، اسی وجہ سے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے۔

(۲) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز پڑھائی، ایک شخص نے قرأت خلف الامام کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: تم میں سے کس شخص نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا: حضور! میں نے۔ آپ نے فرمایا: میں بھی خیال کر رہا تھا کہ قرآن کے بارے میں مجھ سے کیوں جھگڑا کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد لوگ قرأت خلف الامام سے رک گئے۔" اس حدیث سے متعدد امور ثابت ہوئے: (۱) قرأت کرنا فقط امام کا حق و منصب ہے اور اس میں دخل اندازی امام کے خلاف بغاوت کے مترادف ہے۔ (۲) قرأت خلف الامام کی ممانعت اس سے قبل ہو چکی تھی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ کرتے۔ (۳) "انی انازع القرآن" کے الفاظ سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے جو اثناء سکتات میں قرأت خلف الامام کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صرف ایک شخص نے قرأت کی تھی، اگر یہ قرأت جائز ہوتی تو دوسرے لوگ بھی قرأت کرتے۔

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: "ومن كان له امام فقراءة الامام له قراءة" (سنن ابن ماجہ جلد اوّل ص ۶۱) امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام، وکیل کے قائمقام ہے جبکہ مقتدی مؤکل کی حیثیت رکھتا ہے۔ وکیل کا بولنا مؤکل کا بولنا، وکیل کی دلیل مؤکل کی دلیل اور وکیل کا فیصلہ مؤکل کا فیصلہ ہوتا ہے۔

۲-حضرت امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول جدید کے مطابق قرأت خلف الامام فرض ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول قدیم کے مطابق سری نمازوں میں مقتدی پر قرأت فاتحہ خلف الامام فرض ہے جبکہ جہری نمازوں میں مکروہ تحریمی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی تو قرأت آپ پر دشوار ہوگئی۔ نماز سے فراغت پر آپ نے صحابہ سے فرمایا: کیا تم لوگ امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہاں، آپ نے قرأت خلف الامام سے انہیں منع کر دیا۔ البتہ سورہ فاتحہ کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ اس کے بغیر

نماز درست نہیں ہوتی۔ (جامع ترمذی)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ومن صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج غیر تمام الخ۔ جس شخص نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز ناقص ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۲۸۷) راوی نے دریافت کیا کہ میں بعض اوقات امام کی اقتداء میں ہوتا ہوں تو قرأت کرسکتا ہوں؟ اس کے جواب میں فرمایا: تم اپنے دل میں پڑھ سکتے ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل کا جواب: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت تین طرق سے مروی ہے اور ان میں سے کسی طریق سے بھی استدلال صحیح نہیں ہوسکتا۔

طریق اول: روایت کا پہلا طریق یوں ہے: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" (صحیح بخاری جلد اوّل ص۱۰۴) اس طریق سے استدلال صحیح نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) یہ روایت مقتدی کے حق میں نہیں ہے بلکہ امام اور منفرد کے حق میں ہے۔

(۲) اس روایت میں صحیح سند کے ساتھ لفظ "فصاعدًا" کا اضافہ ثابت ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ اور مزید قرأت نہ کی اس کی نماز نہ ہوگی۔ یہ زیادتی واضافہ کسی سورت کی قرأت ہے جو تمہارے ہاں بھی فرض نہیں ہے۔

طریق ثانی: حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوکر نماز ادا کی اور انہوں نے سورہ فاتحہ کی قرأت کی۔ میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! اس لیے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس طریق سے بھی استدلال درست صحیح نہیں ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) مقتدی اور امام دونوں کے حق مین قرأت کو عام رکھنا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے جو احادیث مرفوع کے مقابل ہونے کی وجہ سے حجت نہیں بن سکتا۔

(۲) روایت کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد صحابہ اور دور تابعین میں قرأت خلف الامام کا عام رواج نہیں تھا۔

(۳) قرأت خلف الامام جائز ہوتی تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم فرماتے۔

طریق ثالث: زیر بحث باب کے تحت حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس حدیث کی تخریج کی ہے، اس سے بھی کئی وجوہات کی بناء پر استدلال صحیح نہیں ہے:

(۱) اس روایت میں اضطراب ہے۔

(۲) اس کے ایک راوی حضرت مکحول رضی اللہ عنہ ہیں جو ثقہ ہونے کے باوجود وہم کا شکار ہوجاتے تھے۔

دلیل دوم کا جواب: (۱) حدیث کا یہ حصہ: "من صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج" مقتدی کے حق

میں نہیں ہے بلکہ امام اور منفرد کے حق میں بیان ہوا ہے، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔(۲) حدیث کا آخری حصہ ہے: "اقرأ بها في نفسك" اس حصہ سے بھی استدلال درست نہیں ہے۔لفظ قرأت اور نفس میں سے ہر ایک کے دو، دو معانی ہو سکتے ہیں: (۱) حقیقی، (۲) مجازی۔عقلی اور قیاسی اعتبار سے اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) دونوں کا حقیقی معنیٰ مراد لیا جائے، یہ صحیح نہیں ہو سکتا، اس کا معنیٰ ہوگا: "تلفظ بلسانك في قلبك" تم اپنی زبان کے ساتھ اپنے دل میں تلفظ کرو۔اس کا مفہوم عیاں نہیں ہے۔(۲) لفظ قرأت کا حقیقی اور نفس کا مجازی معنیٰ لیا جائے، یہ جائز ہوگا۔اس لیے کہ اس کا معنیٰ یہ ہو سکتا ہے: "تلفظ بلسانك انفرادًا" تم انفرادی حالت میں اپنی زبان سے تلفظ کرو۔(۳) قرأت کا مجازی اور نفس کا حقیقی معنیٰ مراد ہو، یہ صحیح ہوگا، اس لیے معنیٰ ہوگا: تفكر في قلبك یعنی تم امام کی قرأت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔(۴) لفظ قرأت اور نفس دونوں کے مجازی معانی مراد لیے جائیں جس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ

باب 93: مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھا جائے؟

289 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

اختلافِ روایت: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ بِمَكَّةَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ قَالَ كَانَ اِذَا دَخَلَ قَالَ رَبِّ افْتَحْ لِيْ بَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ قَالَ رَبِّ افْتَحْ لِيْ بَابَ فَضْلِكَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ وَّاَبِيْ اُسَيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ فَاطِمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ

توضیحِ راوی: وَّفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى اِنَّمَا عَاشَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهُرًا

◆◆ عبداللہ بن حسن اپنی والدہ سیّدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ان کی دادی سیّدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان

289- اخرجه ابن ماجه (253/1): كتاب المساجد والجماعات: باب: الدعاء عند دخول المسجد حديث (771) واحمد في "مسنده" (283-282/6) من طريق ليث بن ابي سليم عن عبدالله بن الحسن عن امه فاطمة بنت الحسين عن جدتها فاطمة الكبرى بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرته-

نقل کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے' تو آپ اپنے اوپر درود پڑھتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کردے' اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔

جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تھے' تو اپنے اوپر درود پڑھتے تھے' پھر یہ دعا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کردے' اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

علی بن حجر نامی راوی بیان کرتے ہیں: اسماعیل بن ابراہیم نے یہ بات بیان کی ہے: مکہ میں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن حسن سے ہوئی میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی: جب نبی اکرم ﷺ (مسجد میں) داخل ہوتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔

جب آپ ﷺ باہر تشریف لے جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

اس بارے میں حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن'' ہے' تاہم اس کی سند متصل نہیں ہے' کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیّدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا' کیونکہ سیّدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے (وصال کے) بعد چند مہینے زندہ رہی تھیں (پھر ان کا انتقال ہو گیا تھا)

شرح

مسجد میں دخول اور خروج کے وقت کی مسنون دعائیں

گھر سے مسجد کی طرف روانہ ہوتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے خروج کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف دعائیں منقول ہیں:

۱-اپنے دردولت سے مسجد کی طرف روانہ ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے: اللھم انی اسئلك بحق السائلین علیك وبحق ممشای ھذا فانی لم اخرج اثیراً ولا بطراً ولا ریاءً ولا سمعة وخرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك فأسئلك ان تعیذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انه لایغفر الذنوب الا انت۔

(سنن ابن ماجہ' جلد اوّل ص ۴۲۸)

۲-ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف جاتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (سنن ابی داؤد)

۳-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے اپنی ذات والا صفات پر درود شریف پڑھتے پھر یہ دعا

پڑھتے: رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۲۸۹)

۴- جب آپ مسجد سے باہر تشریف لاتے تو پہلے اپنی ذات پر درود پڑھتے پھر یہ دعا پڑھتے تھے: رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

۵- ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف جاتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت یہ کلمات پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ پھر مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (الصحیح للمسلم، جلداوّل ص ۳۴۷)

۷- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے: اللھم انی اسئلك من فضلك (الصحیح للمسلم جلداوّل ص ۳۴۷)

نوٹ: مسجد میں داخل ہونے کی دعا سے قبل مسجد سے نکلنے کی دعا سے قبل اور اذان کی دعا سے قبل درود شریف پڑھنے کا التزام کرنا چاہیے، جس سے عوام وخواص سب غافل ہیں۔ یاد رہے اوپر دعاؤں میں جو یہ الفاظ مذکور ہیں: "رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ" ان کے استعمال کی کئی حکمتیں ہیں: (۱) امت کے گناہ مراد ہیں۔ (۲) تعلیم امت مقصود ہے۔ (۳) عجز وانکسار کے پیش نظر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

باب 94: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو، تو دو رکعت ادا کرلے

290 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِیْ اُمَامَةَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ ذَرٍّ وَّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

290- اخرجه مالك فی "الموطا" (162/1): كتاب قصر الصلاة فی السفر: باب: انتظار الصلاة والمشی اليها حديث (57) والبخاری (640/1): كتاب الصلاة: باب: اذا دخل المسجد فليركع ركعتين' حديث (444)' و (58/3) كتاب التهجد: باب: ما جاء فی التطوع مثنى مثنى حديث (1167)' ومسلم (3/37-38- الابی) كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: استحباب تحية المسجد بركعتين' و كراهة الجلوس قبل صلاتهما' وانها مشروعة فی جميع الاوقات' حديث (69-70/714) وابو داؤد (180/1): كتاب الصلاة: باب: ما جاء فی الصلاة عند دخول المسجد' حديث (467)' والنسائی (53/2) : كتاب المساجد باب: الامر بالصلاة قبل الجلوس فيه' وابن ماجه (324/1) كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: من دخل المسجد فلا يجلس حتى يركع' حديث (1013)' واحمد فی "مسنده": (295/5 -296 -303 ,305)' والحميدی (203/1) حديث (421)' والدارمی (323/1) كتاب الصلاة: باب: الركعتين اذا دخل المسجد' وابن خزيمة (162/3 -163 -164) حديث (1825 -1826 -1827 -1829) من طريق عامر بن عبدالله بن الزبير عن عمرو بن سليم الزرقی عن ابی قتادة فذكره-

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ قَتَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ رِوَايَةِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّرَوٰى سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اَبِىْ قَتَادَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَصْحَابِنَا اسْتَحَبُّوْا اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ اَنْ لَّا يَجْلِسَ حَتّٰى يُصَلِّىَ رَكْعَتَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ عُذْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَحَدِيْثُ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ خَطَاٌ اَخْبَرَنِىْ بِذٰلِكَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس حدیث کو محمد بن عجلان اور دیگر راویوں نے عامر بن عبداللہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

سہیل بن ابوصالح نے اس حدیث کو عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، عمرو بن سلیم کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

تاہم یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "صحیح" ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

ان حضرات کے نزدیک یہ بات مستحب ہے: جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعات ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے البتہ اگر اسے کوئی عذر لاحق ہو (تو وہ بیٹھ سکتا ہے)

علی بن مدینی فرماتے ہیں: سہیل بن ابوصالح کی روایت میں خطا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسحٰق بن ابراہیم نے علی بن مدینی کے حوالے سے یہ بات مجھے بتائی ہے۔

شرح

تحیۃ المسجد کے نوافل کا مسئلہ

جب کوئی شخص مسجد میں نماز کی ادائیگی، طواف، تلاوت قرآن، درس وتدریس اور ذکر وفکر وغیرہ کی غرض سے داخل ہو، وہ دو نوافل تحیۃ المسجد ادا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھنے سے قبل یہ نوافل ادا کیے جائیں۔ اگر کوئی شخص بیٹھ گیا تو پھر بھی اٹھ کر ادا کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور تحیۃ المسجد نوافل ادا کیے بغیر بیٹھ گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم نے تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کر لیے ہیں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں۔ آپ نے فرمایا: "قم فارکعهما" تم کھڑے ہو کر یہ دو رکعت ادا کرلو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلداوّل ص۳۴۰) اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھنے سے تحیۃ المسجد کے نوافل کا وقت فوت نہیں ہوتا۔ البتہ زیادہ دیر بیٹھنے سے اس کا وقت نکل جاتا ہے۔ تحیۃ المسجد کے نوافل درحقیقت بارگاہ الٰہی میں حاضری کا سلام ہے۔

جو شخص اوقات مکروہہ یا نماز عصر یا نماز فجر کے بعد مسجد میں داخل ہو، تو وہ تحیۃ المسجد کے نوافل نہیں پڑھ سکتا کیونکہ ان اوقات میں نوافل وسجدہ تلاوت ممنوع ہیں۔ اوقات مکروہہ سے مراد طلوع آفتاب، نصف النہار (زوال) اور غروب آفتاب کے اوقات ہیں۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے قبل وہ تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

باب 95: قبرستان اور حمام کے علاوہ پوری روئے زمین مسجد ہے

291 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّحُذَيْفَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِیْ اُمَامَةَ وَاَبِیْ ذَرٍّ قَالُوْا

حدیثِ دیگر: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا

291- اخرجه ابو داؤد (186/1): كتاب الصلاة: باب: فی المواضع التی لا تجوز فيها الصلاة حديث (492) وابن ماجه (246/1): كتاب المساجد والجماعات باب: المواضع التی تكره فيها الصلاة حديث (745) واحمد فی "مسنده": (83/3-96) والدارمی (322/1): كتاب الصلاة: باب الارض كلها طهور ما خلا المقبرة والحمام وابن خزيمة (7/2) حديث (791-792) من طريق يحيى بن عمارة عن ابی سعيد الخدری فذكره۔

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ

قَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ رِوَايَتَيْنِ مِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَذْكُرْهُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ فِيْهِ اضْطِرَابٌ رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ وَّرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَكَانَ عَامَّةُ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَاَنَّ رِوَايَةَ الثَّوْرِىِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْبَتُ وَاَصَحُّ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

قبرستان اور حمام کے علاوہ پوری روئے زمین مسجد ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حضرات بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے لیے تمام روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور طہارت کے حصول کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے''۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث عبدالعزیز بن محمد نامی راوی سے دو طریق سے منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور بعض راویوں نے اس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

اس حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

حماد بن سلمہ نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

محمد بن اسحٰق نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عام روایات میں یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' تاہم انہوں نے اس میں حضرت ابوسعید کے حوالے کا ذکر نہیں کیا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عمرو بن یحییٰ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے' اور یہ سند زیادہ مستند اور صحیح ہے۔

شرح

قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام روئے زمین کا مسجد ہونا

پہلی شریعتوں میں ایک حکم یہ بھی تھا کہ مساجد کے علاوہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے خواہ انہیں کتنا ہی طویل سفر طے کرنا پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابل اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امتیازی اوصاف عنایت فرمائے، ان میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ السلام اور آپ کی امت کے لیے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دینا بھی ہے۔ امت محمدیہ کے لیے جہاں اور بے شمار سہولیات سے نوازا گیا وہاں ایک یہ بھی ہے کہ پوری روئے زمین پر جہاں بھی چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ البتہ مسجد میں نماز ادا کرنے اور باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے۔ کوئی شخص اپنے گھر میں، اپنے کھیت میں، اپنے دفتر میں اور مسافر کا راستے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام روئے زمین مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔''

اس حدیث میں تمام زمین کو مسجد قرار دیا گیا ہے لیکن دو مقامات کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے: (۱) قبرستان: اسے مستثنیٰ قرار دینے کی وجہ غیر اللہ کے ساتھ عبادت کی مشابہت ہے۔ پہلی شریعتوں میں غیر اللہ کو سجدہ جائز تھا لیکن شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ اہل قبور کی آرام گاہ ہونے کی وجہ سے قبرستان میں نماز ادا کرنا حرام ہے۔ (۲) دوسرا مقام جہاں نماز ادا کرنا منع ہے، وہ حمام ہے۔ ارکان وفرائض نماز میں سے ایک طہارت یعنی جائے نماز کا پاک ہونا ہے، حمام نجس و پلید ہونے کی وجہ سے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہوسکتا۔ اس مقام پر خاص و عام سب لوگ اپنی نجاست دور کرتے ہیں، جس وجہ سے یہ ہمہ وقت نجس ہوتا ہے اور نجس جگہ پر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

باب 96: مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت

292 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِى الْجَنَّةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ وَاَبِىْ ذَرٍّ وَّعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

292- اخرجه مسلم (427/2- الابی) كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: فضل بناء المساجد والحث عليها' حديث (533/25-24)' و (450/9- الابی): كتاب الزهد والرقائق: باب: فضل بناء المساجد حديث (533/44-43)' وابن ماجه (243/1) كتاب المساجد والجماعات: باب: من بنى لله مسجدا' حديث (736)' واحمد في "مسنده": (1/ 61- 70) والدارمي (323/1): كتاب الصلاة: باب: من بنى لله مسجدا وابن خزيمة (268/2) حديث (1291) من طرق عن عثمان بن عفان به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُثْمَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَمَحْمُوْدُ ابْنُ لَبِيْدٍ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا غُلَامَانِ صَغِيْرَانِ مَدَنِيَّانِ

◄► حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مسجد بنائے گا' اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اس مسجد کی مانند جنت میں گھر بنادے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم کا زمانہ اقدس پایا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت محمود بن ربیع نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے (نبی اکرم کے وصال ظاہری کے وقت) یہ دونوں حضرات مدینہ منورہ کے رہنے والے دو چھوٹے بچے تھے۔

293 متن حدیث: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا صَغِيْرًا كَانَ اَوْ كَبِيْرًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى قَيْسٍ عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

◄► نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائے خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو' تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت میں گھر بنادے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

مسجد بنانے کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مسجد نبوی بالکل سادہ ایک جھونپڑے کی شکل میں تھی۔ نمازیوں کے اضافہ کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں توسیع فرمائی اور اصل مسجد کو بھی باقی رکھا گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی اصل مسجد کو برقرار رکھتے ہوئے توسیع کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے اخراجات سے مسجد میں توسیع کی۔ لوگوں کی طرف سے اعتراضات ہونے پر آپ نے صورتحال سے لوگوں کو واضح کیا کہ آپ نے محض رضائے الٰہی کے لیے مسجد میں توسیع کی ہے اور از سر نو پکی بنوائی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رضاءِ الٰہی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ

جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔

لفظ "بنی" کا اطلاق بڑی مسجد، چھوٹی مسجد، مسجد کی دیواروں، بنیادوں، صحن، فرش، صفوں اور اس کے متعلقات سب پر ہوتا ہے۔

"للہ" سے مراد ہے کہ مسجد کا کوئی حصہ یا مکمل تعمیر کرائی ہو، اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور ریا کاری ہرگز مقصود نہ ہو۔ اگر کوئی شخص مسجد یا اس کا ایک حصہ بنا کر اس پر اپنے نام کی پلیٹ لگا دیتا ہے تو اس کے ثواب میں کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح جو مزدور یا معمار لوگ اپنی مزدوری وصول کرتے ہیں، انہیں ثواب نہیں ملے گا۔ بعض علماء نے حسن نیت کی بناء پر انہیں اجر وثواب کے حقدار قرار دیا ہے۔ "مسجدًا": کا اطلاق بڑی یا چھوٹی، از سر نو تعمیر کرانے اور اس کی مرمت کرانے وغیرہ سب پر ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے خواہ کوئی شخص کسی پرندے کے انڈے دینے کی جگہ کے برابر بھی مسجد بنانے یا تعمیر کرنے میں حصہ لیتا ہے تو جنت میں گھر بنائے جانے کا اعزاز اسے بھی حاصل ہوگا۔

تعمیر مسجد کی فضیلت کے حوالے سے مشہور تین قسم کی احادیث ہیں:

۱- "من بنى لله مسجدًا بنى الله له مثله فى الجنة" جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کی مثل گھر بنائے گا۔

۲- "من بنى لله مسجدًا بنى الله له بيتاً فى الجنة افضل منه" جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنوائی تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے اس سے بہتر گھر بنائے گا۔

۳- "من بنى لله مسجدًا، صغيرًا كان او كبيرًا، بنى الله له بيتاً فى الجنة" جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنوائی خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

ایک روایت میں مساجد کو روئے زمین کی بہترین جگہ اور بازاروں کو بدترین جگہ قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ يَّتَّخِذَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا

باب 97: قبر پر مسجد بنانا مکروہ ہے

294 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ

294- اخرجه ابو داؤد (238/2): كتاب الجنائز: باب: في زيارة النساء القبور' حديث (3236) والنسائي (94/4): كتاب الجنائز باب: التغليظ في اتخاذ السراج على القبور' وابن ماجه (502/1): كتاب الجنائز: باب: ما جاء في النهي عن زيارة النساء القبور' حديث (1575) واحمد في "مسنده": (229/1 -287 -324 -337) من طريق محمد بن جحادة عن ابى صالح عن ابن عباس فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّاَبُوْ صَالِحٍ هٰذَا هُوَ مَوْلٰی اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّاسْمُهٗ بَاذَانُ وَیُقَالُ بَاذَامُ اَیْضًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں اور اس پر مسجد بنانے والے لوگوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ابوصالح نامی راوی سیّدہ اُمّ ہانی کے آزاد کردہ غلام ہیں' ان کا نام باذان' اور ایک قول کے مطابق باذام ہے۔

شرح

تین اہم مسائل کی وضاحت

اس حدیث میں تین اہم مسائل بیان کیے گئے: (۱) عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا۔ (۲) قبر کے پاس مسجد تعمیر کرنا۔ (۳) قبرستان پر چراغاں کرنا۔ ان کی توضیح ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱-عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا: عورتوں کے زیارت قبور کے حوالے سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوقول ہیں: (۱) حرام ہے۔ اس کی دلیل حدیث باب ہے' جس میں زائرات قبور پر لعنت کی گئی ہے اور یقیناً حرام کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے لعنت ہوسکتی ہے۔ (۲) جائز ہے۔ وہ خواتین جو قبرستان جا کر جزع وفزع نہ کریں یا عمر رسیدہ ہوں تو ان کا زیارت قبور کے لیے جانا جائز ہے۔ اس کی دلیل زیارت قبور کے جواز والی مشہور حدیث ہے۔ دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں خواتین وحضرات سب کو زیارت قبور سے منع کر دیا تھا، پھر اس کی اجازت دے دی تھی۔ جس طرح ممانعت والی روایت میں خواتین شامل تھیں، اسی طرح جواز والی روایت میں بھی وہ داخل ہیں۔ دور حاضر میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ خواتین زیارت قبور کے لیے نہ جائیں۔

۲-قبرستان پر مسجد بنانا: قبور کو ہموار کر کے ان کے اوپر مسجد بنانا یا وہاں نماز ادا کرنا حرام ہے۔ اگر قبرستان یا کسی بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنائی تاکہ زائرین کو وضو کرنے اور نماز ادا کرنے کی سہولت حاصل ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نماز ادا کرتے وقت بلاحجاب قبر سامنے نہیں ہونی چاہیے۔ اگر قبر چار دیواری میں ہو، نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز جائز ہے۔

۳-قبرستان پر چراغاں کرنا: قبر کے اوپر اگر بتی سلگانا یا موم بتی یا دیا جلانا منع ہے۔ قبروں پر چراغاں کرنا کہ اس سے اہل قبور کو فائدہ ہوگا، یہ ممنوع ہے، کیونکہ فضول خرچی ہے۔ البتہ قبرستان میں روشنی کا اہتمام کیا جس کا مقصد زائرین کی آمد ورفت میں سہولت مہیا کرنا ہو، جائز ہے۔ اسی طرح زائرین کے لیے تلاوت قرآن اور مطالعہ کتب کی غرض سے روشنی کا انتظام کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 98: مسجد میں سونا

295 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا

متنِ حدیث: نَنَامُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ شَبَابٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّا يَتَّخِذُهُ مَبِيتًا وَّلَا مَقِيْلًا وَّقَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ ذَهَبُوْا اِلٰى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مسجد میں سوجایا کرتے تھے، ہم جوان لوگ تھے (یعنی شادی شدہ نہیں تھے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اسے رات بسر کرنے اور دوپہر کے وقت آرام کرنے کی جگہ نہ بنالیا جائے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے کو اختیار کیا ہے۔

شرح

مسجد میں سونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا کوئی شخص مسجد میں سوسکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مسجد میں مطلقاً سونا جائز ہے، خواہ سونے والا مقیم ہو یا مسافر، وہ رات کو سوئے یا دن کے وقت۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ہم نوجوان مسجد میں سویا کرتے تھے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجد میں سونا منع ہے، البتہ معتکف اور مسافر اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے پایا تو انہیں بیدار کرتے ہوئے فرمایا: اے

295- اخرجه احمد (70/2) قال: حدثنا سكن بن نافع الباهلي ابو الحسين قال: صالح بن ابي الاخضر عن الزهري عن سالم بن عبدالله عن ابيه فذكره-

ابوذر! تم مسجد میں سوئے ہوئے ہو؟ عرض کیا: یارسول اللہ! نیند نے مجھ پر غلبہ پالیا، اس لیے سوگیا تھا۔ آپ نے عذر قبول فرمایا اور انہیں کچھ بھی نہ کہا۔ (امام نورالدین ہیثمی' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مقامی لوگوں کا مسجد میں سونا منع ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مسجد میں سونا ناپسند کیا۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو عذر پر محمول کیا جائے گا، جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو ان کے لیے گھروں اور آرام گاہوں کا انتظام نہیں تھا۔ خواتین اور بوڑھے لوگ تو گھروں میں سویا کرتے اور نوجوان عذر کی وجہ سے مسجد میں سویا کرتے تھے۔ جب نوجوانوں کے لیے بھی گھروں میں سونے کا اہتمام ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سونے والے نوجوانوں سے فرمایا: **یامعشر الشباب تزوجوا!** اے نوجوانو! تم اپنے گھر بساؤ۔

اہل عرب کی مساجد میں صرف جماعت خانہ ہوتا ہے لیکن متعلقات نہیں ہوتے اس لیے مسافروں کو مسجد میں سونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پاک و ہند میں مساجد کے ساتھ متعلقات یعنی حجروں اور کمروں کا اہتمام ہوتا ہے، لہٰذا مسافرین مسجد میں نہ سوئیں بلکہ متعلقات میں آرام کریں۔ اسی طرح بعض مساجد کے ساتھ دینی مدارس کا اہتمام ہوتا ہے جن میں درس نظامی اور حفظ القرآن کے طلباء پڑھتے ہیں۔ اداروں کے طلباء عموماً متعلقہ مسجد میں سوتے ہیں، تو وقتی طور پر ان کا یہ سونا جائز ہے لیکن یہ سونا مستقل نہیں ہونا چاہیے، مہتمم حضرات طلباء کی رہائش گاہوں کا اہتمام کریں تا کہ طلباء مسجد میں سونے کی قباحت سے بچ سکیں۔ (قصوری)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَاِنْشَادِ الضَّالَّةِ وَالشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 99: مسجد میں خرید و فروخت، گم شدہ چیز کا اعلان کرنا' شعر سنانا مکروہ ہے

296 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَاَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَجَابِرٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّعَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

296- اخرجه ابو داؤد (351/1): كتاب الصلاة: باب: التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة' حديث (1079) والنسائي (42/2): كتاب الاذان: باب: النهي عن البيع والشراء في المسجد وعن التحلق قبل صلاة الجمعة' وابن ماجه (247/1): كتاب المساجد والجماعات' باب: ما يكره في المساجد حديث (749) واحمد في "مسنده": (179/2 -212) وابن خزيمة (274/2) حديث (1304) و (275/2) حديث (1306) و (158/3) حديث (1816) من طريق عمرو بن شعيب عن ابيه فذكره-

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ رَاَيْتُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰق وَذَكَرَ غَيْرَهُمَا يَحْتَجُّوْنَ بِحَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّقَدْ سَمِعَ شُعَيْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِّنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اِنَّمَا ضَعَّفَهٗ لِاَنَّهٗ يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيفَةِ جَدِّهٖ كَاَنَّهُمْ رَاَوْا اَنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ مِنْ جَدِّهٖ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَاهٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ رُخْصَةٌ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَيْرِ حَدِيْثٍ رُخْصَةٌ فِيْ اِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے مسجد میں شعر پڑھنے، خرید و فروخت کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے: لوگ نماز سے پہلے مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

عمرو بن شعیب، یہ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں حضرات کے علاوہ دیگر حضرات کا بھی تذکرہ کیا ہے، جو عمرو بن شعیب سے منقول حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: شعیب بن محمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص عمرو بن شعیب کی حدیث کے بارے میں گفتگو کرتا ہے وہ انہیں ضعیف قرار دیتا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے دادا کے صحیفے سے احادیث نقل کی ہیں، گویا ان حضرات کے نزدیک ان صاحب نے ان روایات کو اپنے دادا سے سنا نہیں ہے۔

علی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے یہ بات کہی ہے: ہمارے نزدیک عمرو بن شعیب کی نقل کردہ روایات مستند نہیں ہیں۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

تابعین میں سے بعض اہلِ علم سے یہ روایت منقول ہے: انہوں نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے کی رخصت دی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دیگر روایات میں یہ بات منقول ہے: مسجد میں شعر سنانے کی اجازت ہے۔

شرح

مسجد میں تین امور کی ممانعت

لفظ ''مسجد'' کا مطلب ہے ''سجدہ گاہ'' چونکہ مسجد کا بنیادی وکلیدی مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت ہے، لہٰذا اس کا دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے بالخصوص اوقات نماز میں۔ زیر بحث حدیث میں تین امور سے منع کیا گیا ہے:

۱- بیت بازی کی ممانعت: مسجد میں بیت بازی، محفل مشاعرہ کا انعقاد اور دنیاوی اشعار پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ ان مواقع پر آواز بلند ہوتی ہے جو آداب مسجد کے خلاف ہے۔ البتہ حمد ونعت اور وعظ ونصیحت پر مشتمل اشعار پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہ اشعار بھی گلا پھاڑ پھاڑ کر نہیں بلکہ پست یا مناسب آواز میں پڑھنے چاہئیں تا کہ مسجد کا تقدس مجروح نہ ہو۔ جہالت پر مبنی یا غیر شرعی اشعار کا مسجد میں پڑھنا حرام ہے۔ حمد ونعت یا شرعی مضامین پر مشتمل اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں نعتیہ اشعار عموماً پڑھا کرتے تھے جبکہ سامعین میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوتے تھے۔

۲- خرید وفروخت کی ممانعت: کوئی چیز مسجد میں لا کر اس کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ سلسلہ ایک طرف آداب مسجد کے خلاف ہے اور دوسری طرف تعمیر مسجد کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ البتہ معتکف کوئی چیز مسجد میں لائے بغیر اس کی خرید وفروخت کرے تو اس کے لیے جائز ہے۔ اس مسئلہ سے ضمنی طور پر یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد یا اس کا کوئی حصہ فروخت کرنا بھی منع ہے، کیونکہ بعض علاقوں میں دنیادار لوگ مسجد تعمیر کراتے ہیں پھر اسے فروخت کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد وقف ہوتی ہے اور وقف چیز کی خرید وفروخت شرعی طور پر منع ہے۔

۳- جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں حلقہ قائم کرنے کی ممانعت: زیر بحث حدیث میں تیسری چیز جس سے منع کیا گیا ہے، جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں حلقہ قائم کرنا ہے۔ اس حلقہ سے مراد وہ حلقہ ہے جو نماز جمعۃ المبارک کا وقت شروع ہونے اور نمازیوں کی آمد پر قائم کیا جائے، کیونکہ اس طرح جمعۃ المبارک کے اجتماع اور شان وشوکت کا تقدس مجروح ہوگا۔ البتہ نماز جمعۃ المبارک کا وقت شروع ہونے سے قبل حلقہ تدریس یا حلقہ ذکر وفکر یا حلقہ وعظ ونصیحت قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ تعمیر مساجد کا کلیدی مقصد نمازوں کی ادائیگی اور مذہبی ودینی امور کے لیے استعمال کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

باب 100: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی

297 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اُنَيْسِ بْنِ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

297- اخرجه احمد (3/32-91) من طريق انيس بن ابى يحيى عن ابيه عن ابى سعيد الخدرى فذكره-

متن حدیث: اِمْتَرٰی رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ خُدْرَۃَ وَرَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی فَقَالَ الْخُدْرِیُّ هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ هُوَ هٰذَا يَعْنِیْ مَسْجِدَهٗ وَفِیْ ذٰلِكَ خَيْرٌ كَثِيْرٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ يَحْيَی بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ يَحْيَی الْاَسْلَمِیِّ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ بِهٖ بَاْسٌ وَّاَخُوْهُ اُنَيْسُ بْنُ اَبِیْ يَحْيٰی اَثْبَتُ مِنْهُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوخدرہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص اور بنوعمرو بن عوف سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے درمیان اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہوگیا' جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی (یعنی اس سے مراد کون سی مسجد ہے؟) خدری شخص نے یہ کہا: اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے' اور دوسرے شخص نے یہ کہا: اس سے مراد مسجد قباء ہے' یہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں' اس بارے میں حاضر ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہ ہے' (راوی کہتے ہیں) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اور اس میں بہت زیادہ بھلائی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

علی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے محمد بن ابویحییٰ اسلمی کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: ان میں کوئی حرج نہیں ہے' تاہم ان کے بھائی انیس بن ابویحییٰ ان سے زیادہ مستند ہیں۔

شرح

''لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی'' کا مصداق

ایک دفعہ قبیلہ خدرہ کے ایک صحابی اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ایک صحابی کے مابین اس آیت کے مصداق کے تعین میں اختلاف رائے ہوگیا۔ خدری صحابی کے نزدیک اس آیت کا مصداق ''مسجد نبوی'' تھا، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی بنیاد اپنے دست اقدس سے رکھی، لہٰذا یہی مسجد تقویٰ ہوسکتی ہے۔ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحابی کی رائے یہ تھی کہ اس آیت کا مصداق ''مسجد قباء'' ہے، اس لیے کہ آیت کے شان نزول اور سیاق وسباق سے یہی مسجد ثابت ہوتی ہے۔ دونوں صحابی اپنا نظریاتی مقدمہ لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت مسجد نبوی میں جلوہ افروز تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اس آیت کا مصداق یہ مسجد (مسجد نبوی) ہے۔ اس مسجد (مسجد قباء) میں خیر کثیر ہے۔''

مفسرین نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ جب کسی نص کے الفاظ عام ہوں تو حکم شان نزول کے ساتھ مخصوص نہیں رہ سکتا، بلکہ عام ہوتا ہے۔ اس آیت کا شان نزول خاص ہے لیکن حکم عام ہے۔ اس طرح مسجد نبوی بھی آیت کا مصداق ہے اور مسجد قباء بھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد صرف چودہ ایام تک مسجد قباء میں قیام پذیر رہے جبکہ مسجد نبوی میں دس سال تک تشریف فرما رہے۔ اس طرح دونوں مساجد ہی آیت کا مصداق اور عظمت وفضیلت والی ہیں۔

تمثیل: ارشادِ ربانی ہے: "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ٥" (الاحزاب: ۳۳) یہ آیت ایلاء کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حق میں نازل ہوئی لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی شامل کر کے اس آیت کا مصداق بنایا۔ خواہ اس آیت کا شانِ نزول خاص تھا لیکن حکم خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

باب 101: مسجد قباء میں نماز ادا کرنا

298 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّسُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَبْرَدِ مَوْلٰى بَنِيْ خَطْمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلصَّلٰوةُ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُسَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّلَا نَعْرِفُ لِاُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ شَيْئًا يَّصِحُّ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ

توضیح راوی: وَّاَبُو الْاَبْرَدِ اسْمُهٗ زِيَادٌ مَدِيْنِيٌّ

◆◆ ابوابرد بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "مسجد قبا میں نماز ادا کرنا' عمرہ کرنے کی مانند ہے"۔

اس بارے میں حضرت سہل بن حنیف سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور سے یہ روایت مستند طور پر منقول نہیں ہے' اور اس روایت کو بھی ہم ابواسامہ کی عبدالحمید بن جعفر کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابوالابرد نامی راوی کا نام زیاد مدینی تھا۔

شرح

مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

اہل مکہ نے جب مسلمانوں کو زیادہ ہی تنگ کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ

298- اخرجه ابن ماجه (452/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الصلاة في مسجد قباء' حديث (1411) من طريق ابي سفيان' عن عبدالحميد بن جعفر' قال: حدثنا ابو الابرد' عن اسيد بن ظهير الانصاري فذكره۔

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے قبل ''قباء'' نامی بستی میں ٹھہرے جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر تھی، جبکہ اس وقت مدینہ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ آپ نے اس بستی میں چودہ ایام تک قیام فرمایا اور ایک مسجد تعمیر کروائی اور اس کی تعمیر میں عملی طور پر خود بھی حصہ لیا تھا۔ اس مسجد کا نام ''مسجد قباء'' ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک ہاتھوں سے چار مساجد تعمیر ہوئیں: (۱) مسجد حرام: یہ مسجد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کی تھی۔ بیت اللہ، اس کے عین وسط میں ہے، جس میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) مسجد اقصیٰ: یہ مسجد انبیاء کا قبلہ رہی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کی تھی۔ اس میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے، اب مسجد یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آزاد کرانے کی عالم اسلام کو طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔ (۳) مسجد نبوی شریف: یہ مسجد مدینہ طیبہ میں واقع ہے، جو ہجرت کے بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کروائی تھی اور عملی طور پر اس کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا تھا۔ اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ (۴) مسجد قباء: یہ مسجد مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر قباء نامی بستی میں واقع تھی لیکن اب ایک محلّہ کی شکل میں اس مقدس شہر کا حصہ ہے۔ اس کی عظمت وفضیلت زیر بحث حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اس مسجد میں (دو نوافل) نماز ادا کرتا ہے، اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

''الصلٰوۃ فی مسجد قباء کعمرۃ'' کا مفہوم: اس حدیث کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) عمرہ ادا کرنے اور مسجد قباء میں دو نوافل ادا کرنے کا ثواب یکساں ہے۔ (۲) اجر وثواب کے اعتبار سے عمرہ کی جو حج سے نسبت ہے، وہی مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کے ثواب کی مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے ثواب کے ساتھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اَیِّ الْمَسَاجِدِ اَفْضَلُ

باب 102: کون سی مسجد زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟

299 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَّعُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰـذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

299- اخرجه مالك فی "الموطا" (196/1): كتاب القبلة باب: ما جاء فی مسجد النبی صلی الله علیه وسلم' حدیث (9) والبخاری (76/3): كتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدینة باب: فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدینة' حدیث (1190) و مسلم (176/5- النووی): كتاب الحج: فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدینة' حدیث (1394/507) والنسائی (214/5): كتاب مناسك الحج: باب: فضل الصلاة فی المسجد الحرام' وابن ماجه (450/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فیها' باب: ماجاء فی فضل الصلاة فی المسجد الحرام و مسجد النبی صلی الله علیه وسلم' حدیث (1404) واحمد فی "مسنده": (256/2- 386- 466- 468- 475- 485) والدارمی (330/1): كتاب الصلاة باب: فضل الصلاة فی مسجد النبی صلی الله علیه وسلم من طرق عن عبدالله الاغر عن ابی هریرة فذكره-

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِىْ حَدِيْثِهٖ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اِنَّمَا ذَكَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرُّ اسْمُهٗ سَلْمَانُ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِىٍّ وَّمَيْمُوْنَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِىْ ذَرٍّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا' دیگر تمام مساجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے' البتہ مسجد حرام (کا حکم مختلف ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قتیبہ نے اپنی روایت میں عبیداللہ کے حوالے سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ بات مذکور ہے: زید بن رباح نے اسے ابوعبداللہ اغر سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوعبداللہ اغر کا نام سلمان ہے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

300 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِىْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

300- اخرجه البخاری (84/3): كتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة: باب: مسجد بيت المقدس حديث (1197) و (87/4): كتاب : جزاء الصيد باب: حج النساء' حديث (1864) و (283/4) كتاب : الصوم' باب: صوم يوم النحر: حديث (1995) ومسلم (5/113-114-النووى): كتاب الحج: باب: سفر المراة مع محرم الى حج وغيره' حديث (415 -416 -418 /827) وابن ماجه (395/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: النهى عن الصلاة بعد الفجر و بعد العصر' حديث (1249) و (452/1): باب: ماجاء فی الصلاة فی مسجد بيت المقدس' حديث (1410) و (549/1): كتاب الصيام' باب: فی النهی عن صيام يوم الفطر والاضحی' حديث (1721) والدارمی (20/2): كتاب الصوم: باب: النهی عن الصيام يوم الفطر و يوم الاضحی' واحمد فی "مسنده": (7/3 -34 -45 -51 -59 -62 -71 -77 -78) والحميدی (330/2) حديث (750) وعبد بن حميد ص (299) حديث (965) من طريق قزعة عن ابی سعيد الخدری فذكره' ورواه بعضهم مختصرا۔

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے ''مسجد حرام'' میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

افضل مسجد کی وضاحت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں افضلیت مسجد کے حوالے سے دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔ پہلی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنا دیگر مساجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔ مساجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کے اسباب بانیوں کی نسبت اور نمازیوں کی کثرت ہے۔ مسجد حرام میں تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے، اس کے معمار بھی انبیاء ہیں اور نمازیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب دوسری مسجد میں لاکھ نماز ادا کرنے سے زیادہ ہے۔ اس طرح فضیلت کے اعتبار سے یہ مسجد تمام مساجد سے افضل ہے۔ مسجد نبوی کے بانی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسجد حرام کے بعد نمازیوں کی تعداد بھی اس میں زیادہ ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک اس میں مقیم رہے اور شب و روز اس میں عبادت و ریاضت کرتے رہے، لہٰذا مسجد حرام کے بعد فضیلت کے اعتبار سے دوسرے درجہ پر مسجد نبوی ہے؛ جس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور آپ کے قرب کی فضیلت الگ ہے۔ مسجد اقصیٰ انبیاء بنی اسرائیل کی عبادت گاہ رہی ہے اور اس میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح یہ مسجد فضیلت کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ مسجد قباء وہ بابرکت ہے؛ جس کے بانی خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس کے دامن میں شہداء احد کے مزارات ہیں جن کی زیارت اور فاتحہ خوانی کے لیے آپ ہر ہفتہ تشریف لے جاتے تھے۔ اس مسجد میں دو نوافل کا ثواب ایک عمرہ کے مساوی ہے۔ فضیلت و بزرگی اور عظمت و شان کے لحاظ سے یہ مسجد چوتھے درجہ پر ہے۔

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا جو اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے، وہ صرف مردوں کے لیے ہے اور خواتین گھروں میں نماز ادا کرنے سے زیادہ ثواب کی حقدار ہوں گی۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مذکورہ مساجد کا ثواب خواتین و حضرات سب کے لیے یکساں ہے، کیونکہ جو خواتین حج وعمرہ کے عزم سے مکہ مکرمہ میں حاضر ہوتی ہیں وہ اپنے اوطان اور خطوں سے کثیر ارمان لے کر جاتی ہیں۔ اگر وہاں پہنچنے کے بعد انہیں کوٹھڑیوں میں پابند کر دیا جائے اور انہیں حرمین کی مساجد (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے سے روک دیا جائے تو وہ پریشانیوں کی وجہ سے علیل ہو جائیں گی بلکہ تارک نماز بن سکتی ہیں۔ اس طرح ان کی حاضری کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔

بعض محدثین کے نزدیک یہ فضیلت مسجد نبوی کے اس حصہ میں نماز ادا کرنے کی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا، بعد کی توسیعات میں نماز ادا کرنے کی یہ فضیلت نہیں ہے لیکن جمہور محدثین کا مؤقف ہے کہ مسجد نبوی میں نماز ادا

کرنے کی یہ فضیلت کسی خاص حصہ کی نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کرتا حال بلکہ تا قیامت جو اس کی توسیعات ہوں گی، سب کو شامل ہے۔ پوری مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم یکساں ہے۔ یہی حکم مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء کی توسیعات کا ہے۔

"لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد" کا مفہوم: فقہاء نے اس حدیث کے دو مطالب و مفاہیم بیان کیے ہیں:

۱۔ بعض آئمہ کا مؤقف ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی مسجد کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا منع ہے۔ انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں "اِلَّا" حرف استثنٰی ہے جبکہ مستثنٰی مفرغ ہے اور مستثنٰی منہ محذوف ہے، کیونکہ اصل عبارت یوں تھی: "لاتشد الرحال الی شیء الا الی ثلاثة مساجد"۔ ان کا یہ مؤقف اور استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر، حصول علم کا سفر، جہاد کا سفر، علماء و مشائخ کی زیارت کا سفر اور والدین کی زیارت کا سفر وغیرہ سب باعث اجر و ثواب ہیں۔

۲۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مساجد ثلاثہ کے علاوہ بھی مسجد وغیرہ کا سفر کرنا جائز ہے۔ ان کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے ان مساجد ثلاثہ کے علاوہ انؐ کے برابر ثواب کی نیت سے سفر کر کے جانا منع ہے یعنی ان تین مساجد کے علاوہ ثواب کے اعتبار سے دنیا بھر کی مساجد برابر ہیں۔ انہوں نے بعض فقہاء کے استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث میں حرف "اِلَّا" استثنٰی اور اس کا مستثنٰی منہ مقدر ہے جو اصل عبارت یوں تھی: "لاتشد الرحال الی مساجد الا الی ثلاثة مساجد"۔

سوال: کیا زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے یا منع؟

جواب: زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر یقیناً جائز، باعث مغفرت و ثواب ہے۔ اس سلسلے میں کثیر تعداد میں احادیث موجود ہیں۔ دور صحابہ سے لے کر تا عصر حاضر تواتر سے تعامل الناس بھی اس کی بین دلیل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَشْيِ اِلَى الْمَسْجِدِ

باب 103: مسجد کی طرف چل کر جانا

301 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَلٰكِنِ ائْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسٍ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَشْيِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَمِنْهُمْ مَنْ رَاَى الْاِسْرَاعَ اِذَا

301– اخرجه البخاری (453/2): كتاب الجمعة: باب: المشي الى الجمعة' حديث (908) ومسلم (526/2- الابی): كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: استحباب اتيان الصلاة بوقار و سكينة' والنهي عن اتيانها سعيا' حديث (602/151)۔

خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيْرَةِ الْأُولٰى حَتّٰى ذُكِرَ عَنْ بَعْضِهِمْ اَنَّهٗ كَانَ يُهَرْوِلُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الْاِسْرَاعَ وَاخْتَارَ اَنْ يَّمْشِيَ عَلٰى تُؤَدَةٍ وَّوَقَارٍ وَّبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَا الْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ اِسْحٰقُ اِنْ خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فَلَا بَاْسَ اَنْ يُّسْرِعَ فِی الْمَشْیِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ هٰكَذَا قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب نماز کھڑی ہو جائے' تو تم دوڑتے ہوئے اس کی طرف نہ آؤ' بلکہ چلتے ہوئے اس کی طرف آؤ' تم پر سکون لازم ہے۔ جتنی نماز تمہیں ملے (وہ امام کی اقتداء میں) ادا کرلو اور جو گزر چکی ہوا سے (بعد میں) مکمل کرلو۔

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم نے مسجد کی طرف چل کر جانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک تیزی سے چل کر جایا جائے گا' جب پہلی تکبیر کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو' یہاں تک کہ بعض حضرات سے یہ بات مذکور ہے: وہ شخص نماز کے لیے دوڑ کر جائے گا۔

بعض حضرات کے نزدیک تیزی سے چل کر جانا مکروہ ہے۔ ان حضرات نے آرام اور وقار کے ساتھ چل کر جانے کو اختیار کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے' یہ دونوں حضرات یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تاہم اگر کسی شخص کو پہلی تکبیر فوت ہونے کا اندیشہ ہو' تو اس کے تیز چل کر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے وہی حدیث نقل کرتے ہیں: جو ابوسلمہ نے نقل کی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' اور یہ روایت یزید بن زریع سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

جماعت میں شمولیت کے لیے دوڑنے کی ممانعت

اقامت کہنے کے بعد جب جماعت کھڑی ہو جائے تو مسبوق نمازیوں کا راستہ سے یا وضو والی جگہ سے یا جوتوں والی جگہ سے دوڑ کر شامل ہونے کی ممانعت ہے۔ ایسی صورت میں ایک طرف جلبت منفعت ہے اور دوسری طرف دفع مضرت ہے، جب ان دونوں کا آپس میں مقابلہ ہو جائے تو دفع مضرت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا نمازی حضرات دوڑ کر جماعت میں شامل ہونے کی بجائے اطمینان کے ساتھ مسجد کی طرف آئیں، جتنی نماز امام کے ساتھ مل جائے پڑھیں جبکہ باقی ماندہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مکمل کر لیں۔ مسجد کی طرف اور مسجد میں دوڑنا، آداب مسجد کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں دوڑنے کی وجہ سے کوئی گر کر زخمی بھی ہو سکتا ہے جو کئی جماعتوں میں عدم شمولیت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے نمازیوں کو قدرے تیزی سے چل کر جماعت میں شامل ہونے کی اجازت دی ہے۔ زیر بحث حدیث میں بھی اسی مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جماعت کھڑی ہو جائے تو تم دوڑ کر اس میں شمولیت اختیار نہ کرو بلکہ اطمینان و طمانیت سے آؤ، جتنی نماز امام کے ساتھ مل جائے پڑھو اور باقی ماندہ امام کی فراغت کے بعد کھڑے ہو کر الگ مکمل کر لو۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْقُعُوْدِ فِی الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوةِ مِنَ الْفَضْلِ

باب **104**: مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

302 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاةٍ مَا دَامَ يَنْتَظِرُهَا وَلَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّیْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِی الْمَسْجِدِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَمَا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ اَوْ ضُرَاطٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے اور فرشتے اس شخص کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک آدمی مسجد میں موجود رہتا ہے (فرشتے دعا کرتے ہیں): ''اے اللہ! اس کی مغفرت کر دے، اے اللہ! اس پر رحم کر''

302- اخرجه مسلم (180/3- النووى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة:باب: فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة واحمد فى ... (319- 312- 280/2) من طريق همام بن منبه عن ابى هريرة فذكره-

جب تک وہ شخص بے وضو نہ ہو جائے۔ ''حضرموت'' سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے دریافت کیا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! حدث سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہوا خارج ہونا' یا آواز آنا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

وقتی نماز سے فراغت کے بعد جو شخص آئندہ نماز کے انتظار میں مسجد میں ٹھہرا رہا، ذکر و اذکار، نوافل و وظائف اور تلاوت قرآن میں مصروف رہا تو اس کے لیے نماز میں مشغولیت کا حکم ہے۔ یعنی اس کے نامہ اعمال میں نماز میں مصروف رہنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن شخص کا دل مسجد میں اس طرح اطمینان پذیر ہوتا ہے' جس طرح مچھلی پانی میں خوش ہوتی ہے اور مومن کا دل خارج مسجد میں اس طرح بے چینی کا شکار ہوتا ہے' جس طرح مچھلی پانی سے باہر ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن سات آدمیوں کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات آدمیوں میں سے ایک شخص وہ ہے جو نماز فرض ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکل گیا لیکن اس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہا۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۷۰۱) علاوہ ازیں اس کے لیے اس وقت تک فرشتے مغفرت و بخشش اور نزول رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہیں ہو جاتا۔ یہی مضمون حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

باب 105: چٹائی پر نماز ادا کرنا

303 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَاُمِّ سُلَيْمٍ وَّعَآئِشَةَ وَمَيْمُوْنَةَ وَاُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ وَلَمْ تَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةُ عَلَى الْخُمْرَةِ

303- اخرجه احمد فی "مسنده": (269/1- 309- 320- 358) من طریق سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس به-

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْخُمْرَةُ هُوَ حَصِيْرٌ قَصِيْرٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز ادا کر لیتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیّدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ بن عبدالاسد سے احادیث منقول ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے: چٹائی پر نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''خمرہ'' چھوٹی چٹائی کو کہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ

باب 106: نماز بڑی چٹائی پر ادا کرنا

304 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى حَصِيْرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلَّا اَنَّ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الصَّلٰوةَ عَلَى الْاَرْضِ اسْتِحْبَابًا وَّاَبُوْ سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' البتہ اہلِ علم کے ایک گروہ نے زمین پر نماز ادا کرنے کو استحباب کے طور پر اختیار کیا ہے۔ ابوسفیان نامی راوی کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

304- اخرجه مسلم (407/2- الابى): كتاب الصلاة باب: الصلاة في ثوب واحد و صفة لبسه حديث (519/284) وابن ماجه (328/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الصلاة على خمرة حديث (1029) واحمد في "مسنده" (10/3-52-59) وابن خزيمة (103/2) كتاب الصلاة باب: الصلاة على الحصير حديث (1004)-

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلوٰةِ عَلَى الْبُسُطِ

باب 107: بچھونے پر نماز ادا کرنا

305 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِطُنَا حَتّٰى اِنْ كَانَ يَقُوْلُ لِاَخٍ لِّي صَغِيْرٍ يَّا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ قَالَ وَنُضِحَ بِسَاطٌ لَّنَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ لَمْ يَرَوْا بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْبِسَاطِ وَالطُّنْفُسَةِ بَاْسًا وَّبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

توضیح راوی: وَاسْمُ اَبِي التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ گھل مل جایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے فرمایا کرتے تھے: اے ابوعمیر! تمہاری چڑیا کو کیا ہوا۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہمارے بچھونے کو دھویا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز ادا کی۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد والوں سے ہے اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات کے نزدیک بچھونے پر یا قالین پر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابوتیاح نامی راوی کا نام یزید بن حمید ہے۔

305–اخرجه البخاری (543/10): كتاب الادب باب: الانبساط الى الناس' و (598/10): باب الكنية للصبی و قبل ان يولد للرجل حديث (6203) وفی "الادب المفرد" (969) و مسلم (599/2- الابی) كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: جواز الجماعة فی النافلة' والصلاة علی حصير و خمرة و ثوب وغيرها من الطاهرات' حديث (259/267) (309/7-الابی): كتاب "الآداب" : باب: استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله الی صالح يحنكه' و جواز تسميته يوم ولادته' واستحباب التسمية بعبد الله و ابراهيم و سائر اسماء الانبياء عليهم السلام حديث (2150/30) و (44/8- الابی): كتاب الفضائل: باب : كان رسول الله صلی الله عليه وسلم احسن الناس خلقا' حديث (2310/55) وابن ماجه (1226/2): كتاب "الادب" : باب المزاح' حديث (3720) و (1231/2): باب: الرجل يكنی قبل ان يولد له' حديث (3740) والنسائی فی عمل اليوم والليلة (335-334) واحمد فی "مسنده" : (119/3- 171- 190- 212- 270) من طريق ابی التياح يزيد بن حميد عن انس بن مالك فذكره۔

شرح

چٹائی وغیرہ پر نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین ابواب میں تین احادیث تخریج کی ہیں۔ لفظ "خمرۃ" سے مراد چھوٹی چٹائی ہے جو گھر میں استعمال کی جاتی ہے، اس پر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو چہرہ اس پر نہ ٹکے بلکہ زمین پر ٹکتا ہو۔ "حصیر" سے مراد بڑی چٹائی ہے جو عموماً گھر میں بیٹھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے اور وہ نماز کے لیے بھی استعمال کی جا سکتی ہو۔ "بساط" سے مراد چٹائی یا کپڑے کی جانماز ہے۔

کیا زمین پر چٹائی وغیرہ بچھا کر اس پر نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ فرض نماز زمین پر یا ایسی چیز جو زمین کی جنس سے ہو، اس پر ادا کی جا سکتی ہے۔ زمین کی جنس سے وہ چیز ہے، جسے آگ نہ جلا سکتی ہو اور نہ پگھلا سکتی ہو مثال کے طور پر اینٹ، ریت اور پتھر وغیرہ۔ جس چیز کو آگ جلا دے یا پگھلا دے وہ زمین کی جنس سے نہیں ہو سکتی مثلاً لکڑی، چٹائی اور کپڑا وغیرہ۔ ان چیزوں پر فرض نماز درست نہیں ہے، البتہ نوافل ان اشیاء پر بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر قسم کی نماز زمین پر، اس کی جنس پر اور ہر قسم کی چٹائی پر ادا کرنا جائز ہے خواہ فرائض ہوں یا نوافل ہوں۔ جمہور نے احادیث ابواب سے استدلال کیا ہے کہ چھوٹی اور بڑی چٹائی اور ہر قسم کے کپڑے پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ البتہ ان کا پاک و طاہر ہونا شرط ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوۃِ فِي الْحِيطَانِ

باب 108: باغ میں نماز ادا کرنا

306 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الصَّلٰوةَ فِي الْحِيطَانِ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ يَعْنِي الْبَسَاتِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مُعَاذٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ

توضیحِ راوی: وَّالْحَسَنُ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّغَيْرُهٗ وَاَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ وَاَبُو الطُّفَيْلِ اسْمُهٗ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "حیطان" میں نماز ادا کرنے کو پسند کرتے تھے۔

306- انفرد به الترمذي ينظر "تحفة الاشراف" (402/8) حديث (11323)

ابوداؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں: یعنی باغ میں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "غریب" ہے، ہم اسے صرف حسن بن ابوجعفر نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حسن بن ابوجعفر کو یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر محدثین نے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

ابوزبیر نامی راوی کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے۔

ابوطفیل نامی راوی کا نام عامر بن واثلہ ہے۔

شرح

باغ میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ

لفظ "حیطان" حائط کی جمع ہے، اس سے مراد دیوار ہے۔ اہل عرب اپنے باغات کے اطراف میں دیوار بنایا کرتے تھے، اس لیے اس کا معنی ہوا: باغ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار باغ میں نماز ادا کرتے تھے اور آپ کا یہ مستقل معمول یا عادت مستمرہ نہیں تھی۔

قرون متوسطہ میں مشائخ کرام اور صوفیاء عظام نے پہاڑوں اور جنگلات میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنا شروع کر دی تھی اور انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا تھا۔ زیر بحث حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لیے اپنی عادت مستمرہ کے خلاف یہ کام کیا تھا۔ حضرات انبیاء اور خاتم الانبیاء علیہم السلام کی عادت مستمرہ تو یہ تھی کہ لوگوں اور اپنے بچوں میں رہتے ہوئے عبادت و ریاضت کی تھی۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مخلوق سے علیحدگی اختیار کر کے پہاڑوں اور جنگلات میں ریاضت کرنے کا طریقہ ہرگز اختیار نہیں فرمایا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ میں نماز ادا کرنا پسند کیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّی

باب 109: نمازی کے سترہ کا بیان

307 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِي مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ

307- اخرجه مسلم : (389/2- الابی) كتاب: الصلاة' باب: سترة المصلی' حديث (499/241)' وابو داؤد (239/1) كتاب الصلاة: باب: مايستر المصلی حديث (685)' وابن ماجه (303/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: مايستر المصلی حديث (940) واحمد (161/1) وابن خزيمة (11/2) حديث (805)

وَاَبِیْ جُحَیْفَةَ وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ طَلْحَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوْا سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةٌ لِمَنْ خَلْفَهٗ

◄► موسیٰ بن طلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنے آگے پالان کی لکڑی جتنی کوئی چیز رکھ لے تو وہ نماز ادا کرسکتا ہے پھر وہ اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ اس کے دوسری طرف سے کون گزر رہا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' وہ حضرات یہ فرماتے ہیں: امام کا سترہ' مقتدی کا بھی سترہ شمار ہوگا۔

شرح

نمازی کا اپنے سامنے سترہ نصب کرنے کا مسئلہ

جب امام یا منفرد کے سامنے سے حالت نماز میں کسی شخص کے گزرنے کا امکان ہو تو اپنے سامنے سترہ نصب کر لینا مستحب ہے۔ سترہ ایک ہاتھ طویل اور شہادت کی انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہیے۔ اگر کسی شخص کے پاس بطور سترہ رکھنے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہو تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لکیر کھینچ سکتا ہے اور لکیر سترہ کے قائم مقام ہو جائے گی۔ حضرات آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ نمازی اپنے سامنے بطور سترہ لکیر نہیں کھینچ سکتا، کیونکہ لکیر سترہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی میدان میں باجماعت نماز پڑھی جا رہی ہو تو صرف امام کے سامنے سترہ نصب کیا جائے گا، کیونکہ امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ ہر مقتدی کو اپنے سامنے الگ سے سترہ نصب کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے۔

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی شخص نے اپنے سامنے کجاوے کی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لی، تو وہ نماز پڑھتا رہے اور وہ پرواہ نہ کرے کہ اس کی دوسری طرف سے کون گزر رہا ہے۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْمُرُوْرِ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ

باب 110: نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ ہے

308 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ زَیْدَ ابْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِیَّ اَرْسَلَهٗ اِلٰی اَبِیْ جُهَیْمٍ یَّسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ فَقَالَ اَبُوْ جُهَیْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ

بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ جُهَيْمٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَاَنْ يَّقِفَ اَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ اَخِيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْمُرُوْرَ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي وَلَمْ يَرَوْا اَنَّ ذٰلِكَ يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ

توضیح راوی: وَاسْمُ اَبِي النَّضْرِ سَالِمٌ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيِّ

◄► حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اس بارے میں دریافت کریں کہ انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ پتہ چل جائے کہ اسے کتنا گناہ ہوگا؟ تو وہ چالیس تک ٹھہرنا اپنے لیے اس سے زیادہ بہتر سمجھے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

ابونضر نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے نہیں معلوم اس سے مراد چالیس دن ہیں یا چالیس مہینے ہیں یا چالیس سال ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے: کسی شخص کا ایک سو سال تک کھڑے رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کے آگے سے گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ ہے تاہم ان کے نزدیک اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ابونضر نامی راوی کا نام سالم ہے اور یہ عمر بن عبیداللہ مدینی کے غلام ہیں۔

308- اخرجه البخاری (696/1) كتاب الصلاة: باب: اثم المار بين يدی المصلی حديث (510) ومسلم (398/2- الابی) كتاب الصلاة: باب: المار بين يدی المصلی حديث (507/621) وابو داؤد (244/1) كتاب الصلاة باب: ماينهی عنه المرور بين يدی المصلی حديث (701) والنسائی (66/2) كتاب القبلة: باب: التشديد فی المرور بين يدی المصلی و بين سترته حديث (756) وابن ماجه (304/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: المرور بين يدی المصلی حديث (944) ومالك (154/1): كتاب قصر الصلاة فی السفر باب: التشديد فی ان يمر احد بين يدی المصلی حديث (34) والدارمی (329/1): كتاب الصلاة: باب: كراهية المرور بين يدی المصلی-

شرح

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وعید

کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتو اس کے سامنے سے گزرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ حضرت فرید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک شخص، حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ وہ دریافت کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اگر اس کا گناہ معلوم ہو جائے تو وہ چالیس تک ٹھہرا رہے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کے سامنے سے گزرے۔'' چالیس سے مراد: ایام یا مہینے یا سال بھی ہو سکتے ہیں۔ باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نمازی کے سامنے سے گزرنے والا سو سال تک بھی ٹھہرا رہے، یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے نمازی بھائی کے سامنے سے گزرے۔'' اس حدیث میں سو سال تک ٹھہرنے کا ذکر ہے۔ ان روایات سے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ

باب 111: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

309 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ رَدِيفَ الْفَضْلِ عَلٰى اَتَانٍ فَجِئْنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاَصْحَابِهِ بِمِنًى قَالَ فَنَزَلْنَا عَنْهَا فَوَصَلْنَا الصَّفَّ فَمَرَّتْ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ فَلَمْ تَقْطَعْ صَلَاتَهُمْ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ -

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ قَالُوْا لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ

309- اخرجه البخاری (680/1): كتاب الصلاة: باب: سترة الامام سترة من خلفه' حديث (493) ومسلم (395/2-الابی): كتب الصلاة: باب: سترة المصلی حديث (504/254) وابوداؤد (247/1): كتاب الصلاة: باب: من قال الحمار لا يقطع الصلاة' حديث (715) والنسائی (64/2): كتاب القبلة: باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدی المصلی سترة' حديث (752) وابن ماجه (305/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: مايقطع الصلاة' حديث (947) ومالك (155/1): كتاب قصر الصلاة في السفر' باب: الرخصة من المرور بين يدی المصلی' حديث (38) والدارمی (329/1): كتاب الصلاة: باب: لا يقطع الصلاة شیء' واحمد (342/1) وابن خزيمة (22/2) حديث (833) والحميدی (224/1) حديث (475)-

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک گدھی پر سوار تھا۔ ہم لوگ آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے ساتھیوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم اس سے اترے اور ہم صف کے ساتھ شامل ہو گئے وہ گدھی ان لوگوں کے آگے سے گزری لیکن اس نے ان لوگوں کی نماز کو نہیں توڑا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: نماز کو کوئی بھی چیز نہیں توڑتی ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ اِلَّا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ

باب 112: کتے، گدھے اور عورت کے علاوہ کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی

310 - سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّمَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الصَّامِتِ قَال سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَلَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَاٰخِرَةِ الرَّحْلِ اَوْ كَوَاسِطَةِ الرَّحْلِ قَطَعَ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ وَالْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ فَقُلْتُ لِاَبِىْ ذَرٍّ مَا بَالُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْاَحْمَرِ مِنَ الْاَبْيَضِ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ سَاَلْتَنِىْ كَمَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّالْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ ذَرٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلَيْهِ قَالُوْا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ قَالَ اَحْمَدُ الَّذِىْ لَا اَشُكُّ فِيْهِ اَنَّ الْكَلْبَ الْاَسْوَدَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَفِىْ نَفْسِىْ مِنَ الْحِمَارِ وَالْمَرْاَةِ شَىْءٌ قَالَ اِسْحٰقُ لَا يَقْطَعُهَا شَىْءٌ اِلَّا الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ

310- اخرجه مسلم (401/2- الابى): كتاب الصلاة: باب: قدر ما يستر المصلى' حديث (265 /510) وابو داؤد (244/1): كتاب الصلاة: باب: ما يقطع الصلاة' حديث (702)' والنسائى (63/2) كتاب القبلة' باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدى المصلى سترة' حديث (750)' وابن ماجه (306/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: ما يقطع الصلاة' حديث (952) واحمد فى "مسنده" : (149/5 -151 -155 -158 -160 -161) والدارمى (329/1): كتاب الصلاة: باب: ما يقطع الصلاة' وما لا يقطعها' وابن خزيمة (11/2) حديث (806) و (20/2-21) حديث (830 -831) من طريق حميد بن هلال' عن عبدالله بن الصامت' عن ابى ذر الغفارى فذكره-

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پیچھے والی لکڑی یا درمیانی لکڑی' جتنی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) نہ ہو' تو سیاہ کتا، عورت یا گدھا (آگے سے گزرنے سے) نماز توڑ دیتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: سرخ یا سفید کی بجائے کالے (کتے) کی کیا وجہ ہے' تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! جس طرح تم نے مجھ سے سوال کیا' اسی طرح میں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت حکم غفاری رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: گدھا، خاتون اور سیاہ کتا (آگے سے گزرنے سے) نماز کو توڑ دیتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے: سیاہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے' تاہم گدھے اور خاتون کے بارے میں میرے ذہن میں الجھن پائی جاتی ہے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صرف سیاہ کتا نماز کو توڑتا ہے۔

شرح

نمازی کے سامنے سے کسی جانور کے گزرنے سے نماز فاسد نہ ہونے کا مسئلہ

اس بات پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے مصلّی کے سامنے سے سترہ کے بغیر مرد گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ گزرنے والا گناہگار ضرور ہوتا ہے۔ کیا مصلّی کے سامنے سے سترہ کے بغیر کتا، گدھا اور عورت کے گزرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعض اہل ظواہر کا مؤقف ہے کہ ان تینوں میں سے کسی کے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ انہوں نے زیرِ بحث سے آئندہ باب کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص حالت نماز میں ہو، اس کے سامنے کجاوہ کی کوئی لکڑی بھی نہ ہو تو اس کی نماز کو سیاہ کتا، عورت یا گدھا (آگے گزرنے کے سبب) توڑ دیتا ہے۔"

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے کسی کے بھی بغیر سترہ کے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ وہ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک گدھی پر سوار تھے، ہم حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ہم گدھی سے اتر کر صف میں شامل ہو گئے جبکہ گدھی صفوں کے درمیان سے

گزری مگر اس سے لوگوں کی نماز فاسد نہیں ہوئی تھی۔اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے وقت وہ آپ کے سامنے لیٹی ہوئی تھیں۔معلوم ہوا کہ گدھے یا عورت کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال: سیاہ کتا، گدھا اور عورت کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

جواب: ان تینوں کی تخصیص کی وجہ ان میں شیطانی اثرات کا دخل ہے۔حدیث باب میں یہ الفاظ موجود ہیں: "الکلب الاسود شیطان" (سیاہ کتا شیطان ہے)۔عورتوں کے بارے میں یہ الفاظ ہیں: النساء حبائل الشیطان (عورتیں شیطان کے کھلونے ہیں) حمار کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ اس کی نہیق شیطانی اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔اس طرح بطور نتیجہ یوں کہا جاسکتا ہے: "فلکل من الثلاثة علاقة بالشیطان" یعنی تینوں کے مابین شیطانی اثرات کا تعلق وعلاقہ ہے۔اس قدر مشترک کی وجہ سے تینوں کی تخصیص کی گئی ہے۔

سوال: زیر بحث باب کی حدیث قولی ہے جبکہ آئندہ باب کی حدیث جو جمہور کی دلیل ہے، فعلی ہے۔مشہور ضابطہ کے مطابق قولی حدیث کو ترجیح حاصل ہونی چاہیے؟

جواب: قولی روایت کو اس وقت فعلی روایت پر ترجیح دیتے ہیں جب دونوں کے مابین تطبیق کی صورت نہ نکلتی ہو، یہاں تطبیق کی صورت موجود ہے، لہٰذا ترجیح والا قانون جاری نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

باب 113: ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا

311 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ مُشْتَمِلًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَاَنَسٍ وَّعَمْرِو بْنِ اَبِيْ اَسِيْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّكَيْسَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ وَاُمِّ هَانِئٍ وَّعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَّطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ وَّعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

311- اخرجه مالك في "الموطا": (140/1): كتاب صلاة الجماعة: باب: الرخصة في الصلاة في الثوب الواحد حديث (29) والبخاري (558/1- 559): كتاب الصلاة: باب: الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به حديث (354- 355- 356) ومسلم (406/2- الابي) كتاب الصلاة: باب: الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه حديث (517/278) والنسائي (70/2): كتاب القبلة: باب: الصلاة في الثوب الواحد وابن ماجه (333/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: الصلاة في الثوب الواحد حديث (1049) واحمد في "مسنده": (26/4) وابن خزيمة (374/1) حديث (761) و (378/1- 379) حديث (770-771) من طريق هشام بن عروة بن الزبير عن ابيه عن عمر بن ابي سلمة فذكره-

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبَيْنِ

◄► حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت صرف) ایک کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن ابواسید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت کیسان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین اور دیگر (طبقوں) سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یہ حضرات فرماتے ہیں: ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی دو کپڑے پہن کر نماز ادا کرے۔

شرح

ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ

نماز کے ارکان اور فرائض میں سے ایک ''ستر عورت'' ہے۔ یہ رکن فرائض ونوافل سب نمازوں کے لیے ہے۔ خواتین کا ''ستر عورت'' ان کے ہاتھوں، پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ہے جبکہ مرد کا ''ستر عورت'' ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ مرد کا ستر عورت کے علاوہ اپنے جسم کو حالت نماز میں چھپانا آداب نماز سے ہے۔ اپنے کپڑے زیب تن کر کے نماز ادا کرنی چاہیے، البتہ اگر کپڑے دستیاب نہ ہوں یا پاک نہ ہوں تو ایک کپڑے کے استعمال سے نماز درست ہو جائے گی۔ زیر بحث حدیث میں بیان جواز کی صورت بیان ہوئی۔ ورنہ ارشاد خداوندی یہ ہے: ''خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ'' (تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو) اس زینت سے مراد خوبصورت لباس، جسم کی طہارت اور کامل وضو ہے۔ عقل و دانش اور آداب مسجد و نماز کا تقاضا ہے کہ پورا لباس زیب تن کر کے نماز کی ادائیگی کے لیے حاضری ہو۔ علاوہ ازیں سر پر دستار اور ٹوپی دونوں یا دونوں میں سے ایک کا بھی التزام ہونا چاہیے۔ بعض لوگ ننگے سر نماز ادا کرنے کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوران نماز سر ڈھانپنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اسی آیت پر غور فرمالیں یا جس ذات کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتے ہیں، اس بارگاہ کے آداب پر غور فرمالیں تو ان کا دل یقیناً گواہی دے گا کہ ننگے سر نماز کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہونا چاہیے۔ حالت نماز میں دستار اور ٹوپی کا استعمال تو اپنی جگہ ہے لیکن خارج نماز اور خارج مسجد بھی انہیں ترک نہیں کرنا چاہیے۔ دور حاضر میں ننگے سر رہنا لڑکوں،

نوجوانوں اور بوڑھوں کا فیشن بن چکا ہے، جس سے شیطان اظہار مسرت کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ابْتِدَاءِ الْقِبْلَةِ

باب 114: قبلہ کا آغاز

312 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذٰلِكَ فَصَلّٰى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ ثُمَّ مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِیْ صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعُمَارَةَ بْنِ اَوْسٍ وَّعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانُوْا رُكُوْعًا فِیْ صَلَاةِ الصُّبْحِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سولہ یا شاید سترہ ماہ تک' بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ آپ کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا جائے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں' ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے' جس سے تم راضی ہو گے' تم اپنے چہرے کو مسجد حرام کی سمت میں پھیر لو''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا' جو آپ کو پسند بھی تھا۔

ایک شخص نے آپ کی اقتداء میں عصر کی نماز ادا کی' پھر وہ کچھ انصاریوں کے پاس سے گزرا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے وہ بولا: اور اس نے گواہی دے کر یہ بات بتائی' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے: ان تمام حضرات نے رکوع کی

312- اخرجه ابن ماجه (322/1): كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: القبلة حديث (1010) من طريق علقمة بن عمرو الدارمي قال: حدثنا ابوبكر بن عياش عن ابي اسحق عن البراء بن عازب' فذكره-

حالت میں اپنا رخ پھیر لیا (اور خانہ کعبہ کی طرف کر لیا)

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عمارہ بن اوس رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابواسحٰق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ سفیان نے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے' تاہم اس میں وہ یہ نقل کرتے ہیں' وہ لوگ صبح کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

باب 115: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے

313 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ مَعْشَرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ مَعْشَرٍ مِثْلَهٗ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ اَبِيْ مَعْشَرٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَاسْمُهٗ نَجِيْحٌ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ لَّا اَرْوِىْ عَنْهُ شَيْئًا وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ النَّاسُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْاَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَقْوٰى مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مَعْشَرٍ وَّاَصَحُّ

312- اخرجه مالك في "الموطا": (195/1): كتاب القبلة: باب: ما جاء في القبلة' حديث (6)' والبخاري (603/1): كتاب الصلاة: باب: ما جاء في القبلة' حديث (403)' و (22/8): كتاب التفسير' باب: قول الله تعالى: (وما جعلنا القبلة التي كنت عليها)' كتاب اخبار الآحاد' باب: ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام' حديث (7251)' ومسلم (12/3- النووي): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: تحويل القبلة من القدس الى الكعبة' حديث (526/13)' والنسائي (244/1): كتاب الصلاة: باب: استبانة الخطا بعد الاجتهاد' و (61/2) كتاب القبلة: باب: استبانة الخطا بعد الاجتهاد واحمد في "مسنده": (16/2-105-113) و (26/6) والدارمي (281/1): كتاب الصلاة' باب: في تحويل القبلة من بيت المقدس الى الكعبة' وابن خزيمة (225/1) حديث (435) من طريق عبدالله بن دينار عن عبدالله بن عمر فذكره-

313- اخرجه ابن ماجه (323/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: القبلة' حديث (1011) من طريق ابي معشر' عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة' فذكره-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث دیگر حوالوں سے منقول ہے۔ بعض اہلِ علم نے اس میں معشر نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے ان کا نام "نجیح" تھا اور یہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔
امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں ان سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) دیگر حضرات نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔
امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر مخرمی نے عثمان بن محمد اخنسی کے حوالے سے، سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو احادیث نقل کی ہیں وہ زیادہ مستند ہیں اور ابومعشر کی روایت سے زیادہ مستند ہیں۔

314 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَكْرٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْاَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متنِ حدیث: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ
وَّاِنَّمَا قِيْلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ لِاَنَّهُ مِنْ وَّلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ
آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ مِّنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ
وقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا جَعَلْتَ الْمَغْرِبَ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَالْمَشْرِقَ عَنْ يَّسَارِكَ فَمَا بَيْنَهُمَا قِبْلَةٌ اِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ
وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ هٰذَا لِاَهْلِ الْمَشْرِقِ وَاخْتَارَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ التَّيَاسُرَ لِاَهْلِ مَرْوٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔
یہ بات کہی جاتی ہے: عبداللہ بن جعفر مخرمی نامی راوی حضرت مسور بن مخرمہ کی اولاد میں سے ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔
یہی روایت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔
ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب تم مغرب کو اپنے دائیں طرف کرو اور مشرق کو اپنے بائیں طرف کرو تو جو ان دونوں کے درمیان ہوگا وہ قبلہ ہے جب تم قبلہ کی طرف رخ کرنے لگو۔
ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ یہ اہلِ مشرق کے لیے ہے۔
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "مرو" کے رہنے والوں کے لیے بائیں طرف کو اختیار کیا ہے۔

شرح

تحویل قبلہ کی تاریخ

تحویل قبلہ کتنی مرتبہ ہوا؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ تحویل قبلہ ایک مرتبہ ہوا۔ مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا، تو آپ عملاً بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں یہی حکم برقرار رہا اور آپ بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ پھر تحویل قبلہ ہو گیا اور آپ نے بیت اللہ کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

جمہور مؤرخین کے نزدیک تحویل قبلہ دو بار ہوا۔ مکہ مکرمہ میں استقبال کا حکم تھا جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عملاً بیک وقت بیت اللہ اور بیت المقدس کی طرف چہرہ انور کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا تو آپ عملاً صرف بیت المقدس کی طرف چہرہ فرماتے کیونکہ دونوں کا استقبال ممکن نہیں تھا۔ ہجرت کے سولہ یا سترہ ماہ کے بعد دوبارہ تحویل قبلہ ہوا۔ اب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس طرح دو بار تحویل قبلہ ہوا۔

ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ مدینہ طیبہ میں یہودی کثیر تعداد میں آباد تھے اور وہ بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ انہیں مؤثر طریقہ سے اسلام کی دعوت دینا مقصود تھا کہ ملت ابراہیمی اور یہود کا روحانی سرچشمہ صرف ایک ہے، وہ بیت المقدس ہے۔ علاوہ ازیں یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اسلامی کی مخالفت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے آپ کے دعوتی پروگرام کو چیلنج کرتے ہوئے کہا: اگر آپ حق پر ہیں، آپ کا پیغام حق ہے اور لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں تو آپ کا قبلہ ہم سے مختلف ہونا چاہیے، یعنی بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ قبلہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تحویل قبلہ کا قصد فرمایا اور خواہش کا اظہار بھی کیا تا کہ یہودیوں پر اسلام کی حقانیت واضح ہو جائے۔ عین نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا حکم بایں الفاظ نازل فرما دیا: ”فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط“ اے محبوب! آپ اپنا چہرہ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر بحث باب کے تحت دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے، دونوں کے الفاظ یکساں اور مضمون ایک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ما بین المشرق والمغرب قبلة“ (مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے) گویا ”بیت اللہ“ مغرب و مشرق اور روئے زمین کے عین وسط میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں بیت المعمور (فرشتوں کا قبلہ) کے بالکل نیچے ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فِي الْغَيْمِ

باب 116: جو شخص اندھیرے میں قبلہ کی بجائے کسی اور طرف رخ کر کے نماز ادا کر لے

315 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ سَعِيْدِ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ

عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

متن حدیث: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ فَلَمْ نَدْرِ اَیْنَ الْقِبْلَۃُ فَصَلّٰی کُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا عَلٰی حِیَالِہٖ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا ذَکَرْنَا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِذَاکَ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ اَشْعَثَ السَّمَّانِ

توضیح راوی: وَاَشْعَثُ بْنُ سَعِیْدٍ اَبُو الرَّبِیْعِ السَّمَّانُ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَھَبَ اَکْثَرُ اَھْلِ الْعِلْمِ اِلٰی ھٰذَا قَالُوْا اِذَا صَلّٰی فِی الْغَیْمِ لِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ ثُمَّ اسْتَبَانَ لَہٗ بَعْدَمَا صَلّٰی اَنَّہٗ صَلّٰی لِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ فَاِنَّ صَلَاتَہٗ جَائِزَۃٌ

وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◄► عاصم بن عبیداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' رات شدید تاریک تھی' ہمیں پتہ نہیں چلا کہ قبلہ کی سمت کیا ہے' تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنی حالت میں نماز ادا کرلی' جب صبح ہوئی اور ہم نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے"۔

یہ اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔ ہم اس روایت کو صرف اشعث سمان کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اشعث بن سعید ابوالربیع سمان کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

اکثر اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اندھیرے کی وجہ سے قبلہ کی بجائے' کسی اور طرف رخ کرکے نماز ادا کرلے اور اس نماز ادا کرلینے کے بعد اس کے سامنے یہ واضح ہو کہ اس نے قبلہ کی طرف رُخ کرکے نماز ادا نہیں کی' تو اس کی نماز درست شمار ہوگی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

غیر سمت قبلہ نماز ادا کرنے کا مسئلہ

استقبال قبلہ نماز کی شرائط میں سے ہے۔ جو شخص عمداً اس شرط کو فوت کردیتا ہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی بلکہ واجب الاعادہ ہے۔ جس شخص کے لیے بادل وغیرہ کی وجہ سے سمت قبلہ مشتبہ ہوگئی ہو اور اس نے تحری (غور وفکر) کرکے نماز کا آغاز کیا، دوران نماز اسے صحیح سمت معلوم ہوگئی، تو وہ اس سمت کی طرف پھر جائے۔ اگر اسے بعد از فراغت نماز معلوم ہوا کہ غلط سمت نماز پڑھی ہے، تو احناف کے نزدیک اس کی نماز ہوگئی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی نماز واجب الاعادہ ہے۔ حضرت امام

315- اخرجه ابن ماجه (326/1): كتاب : اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: من يصلي لغير القبلة وهو لا يعلم' حديث (1020) وعبد بن حميد' ص (130) حديث (316) من طريق عاصم بن عبيدالله عن عبدالله بن عامر بن ربيعة عن ابيه فذكره۔

مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اگر وقت باقی ہے تو نماز کا اعادہ مستحب ہے ورنہ نہیں۔ اگر منفرد نے تحری کے بغیر غلط سمت نماز ادا کی تو نماز نہیں ہوگی بلکہ واجب الاعادہ ہے۔ اگر باجماعت نماز پڑھنی ہو اور سمت قبلہ مشتبہ ہو جائے، تو سب لوگ تحری کر کے نماز پڑھیں تو جو مقتدی امام کے پیچھے ہوں گے ان کی نماز صحیح ہوگی اور جو امام سے آگے ہوں گے ان کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر باجماعت مقتدی کو غلطی یا اختلاف کا علم بعد از فراغت نماز ہو تو سب کی نماز ہو جائے گی۔

سوال: زیر بحث حدیث جماعت پر محمول ہوگی یا انفرادی طور پر نماز پڑھنے پر؟

جواب: اس حدیث میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ صحابہ نے انفرادی طور پر نماز ادا کی ہو یا باجماعت لیکن گھپ اندھیرے کی وجہ سے مخالفت امام کا علم فراغت نماز کے بعد ہوا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ مَا يُصَلّٰى اِلَيْهِ وَفِيْهِ

باب 117: کس چیز کی طرف اور کس جگہ پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے؟

346/316 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيْرَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّصَلّٰى فِيْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِيْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيْرَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسٍ اَبُوْ مَرْثَدٍ اسْمُهٗ كَنَّازُ بْنُ حُصَيْنٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيْ زَيْدِ بْنِ جَبِيْرَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَزَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ الْكُوْفِيُّ اَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَاَقْدَمُ وَقَدْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَحَدِيْثُ دَاوُدَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهُ وَاَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔ بیت

316- اخرجه ابن ماجه (1/246): كتاب المساجد والجماعات: باب: المواضع التي تكره فيها الصلاة حديث (746) وعبد بن حميد ص (246) حديث (765) من طريق زيد بن جبيرة عن داؤد بن الحصين عن نافع عن ابن عمر فذكره۔

الخلاء، مذبح، قبر، راستہ، حمام، اونٹوں کا باڑا اور بیت اللہ کی چھت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابومرثد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔اس میں زید بن جبیرہ نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا گیا ہے۔

لیث بن سعد نے اس حدیث کو عبداللہ بن عمر عمری کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے' جیسا کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے' وہ زیادہ مشابہ ہے' اور لیث بن سعد کی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

عبداللہ بن عمر عمری رضی اللہ عنہما کو بعض اہلِ علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے' جن میں یحییٰ بن سعید القطان بھی شامل ہیں۔

شرح

ایسے سات مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں سات ایسے مقامات بیان کیے ہیں جہاں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- **مَزْبِلَۃٌ**: یہ فعل ثلاثی مجرد سے ظرف مکان ہے' جس سے مراد ہے: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ۔اس جگہ کراہت نماز کی وجہ نجاست ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ ماکول اللحم جانوروں کے فضلات بھی نجس ہیں۔اس مقام پر کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز پڑھنا بھی کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

۲- **مَجْزَرَۃٌ**: مذبح یا ذبح گاہ، یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ نجاست یا قربِ نجاست ہے۔

۳- **مَقْبَرَۃٌ**: قبرستان میں نماز کے مکروہ ہونے کی وجہ وہاں قبروں کا سامنا کرنا ہے۔یہ احناف کے نزدیک ہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ نجاست ہے، کیونکہ قبرستان کی جگہ بار بار استعمال ہوتی ہے، کبھی قبر کے اندر کی مٹی باہر آتی ہے اور باہر والی اندر چلی جاتی ہے۔آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ دوسری اشیاء کی طرح زمین بھی دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتی، گویا جگہ نجس یا قریب النجس ہونے کی وجہ سے نماز کے لیے استعمال نہیں ہوسکتی۔

۴- **قَارِعَۃُ الطَّرِیْقِ**: اس سے مراد بڑے راستے کا درمیانہ حصہ یا عین راستہ کی جگہ ہے۔یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ عدم اطمینان ہے، کیونکہ لوگوں کی آمد و رفت کے باعث یہ جگہ اطمینان بخش نہیں ہوسکتی جبکہ اطمینان و خشوع نماز کی روح ہے۔

۵- **حِمَامٌ**: اس سے مراد غسل و طہارت حاصل کرنے کی جگہ ہے۔یہاں نماز مکروہ و ممنوع کی وجہ بے اطمینانی ہے۔لوگوں

کی کثرت سے آمدورفت ہونے کی وجہ سے نماز میں اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔

۶- مَعَاطِنُ الْاِبِلِ: اس سے مراداونٹ کا باڑا ہے، یہاں نماز مکروہ ہونے کی وجہ نا ہموار زمین یا نجس ہونا ہے۔

۷- فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللهِ: کعبۃ اللہ کی چھت، یہاں نماز ادا کرنے کی کراہت کی وجہ آداب بیت اللہ کی خلاف ورزی ہے اور عظمت بیت اللہ کا مجروح ہونا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَاَعْطَانِ الْاِبِلِ

باب **118**: بکریوں کے باڑے اور اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنا

317 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: صَلُّوا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِيْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ اَوْ بِنَحْوِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَصْحَابِنَا وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَحَدِيْثُ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: وَّرَوَاهُ اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا وَّلَمْ يَرْفَعْهُ وَاسْمُ اَبِيْ حَصِيْنٍ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَسَدِيُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرلو لیکن اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

317- اخرجه ابن ماجه (252/1): كتاب المساجد والجماعات: باب: الصلاة فى اعطان الابل و مراح الغنم' حديث (768) واحمد (41/2, 491 ;509) والدارمى (323/1) كتاب الصلاة' باب: الصلاة من مرابض الغنم و معاطن الابل وابن خزيمة (8/2) حديث (795)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابوحصین نے ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث نقل کی ہے' وہ حدیث ''غریب'' ہے۔

اسرائیل نے اس روایت کو ابوحصین کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے' انہوں نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

ابوحصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

318 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو التَّيَّاحِ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

ابوالتیاح ضبعی نامی راوی کا نام یزید بن حمید ہے۔

شرح

وہ مقامات جہاں نماز ادا کرنا ممنوع ہے

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت ایک حدیث تخریج کی ہے' جس میں بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کو جائز اور اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ آئمہ فقہ کے نزدیک متفقہ ہے۔ کیا اونٹوں

318- اخرجه البخارى (407/1): كتاب الوضوء' باب: ابوال الابل والدواب والغنم و مرابضها' حديث (234)' و (627/1): كتاب الصلاة: باب: الصلاة فى مرابض الغنم' حديث (429)' و (97/4): كتاب فضائل المدينة: باب: حرم المدينة حديث (1868)' و (382/4): كتاب البيوع: باب: صاحب السلعة احق بالسوم' حديث (2106)' و (474/5): كتاب الوصايا: باب: وقف الارض للمسجد' حديث (2724)' و (479/5): باب: اذا قال الواقف لا نطلب ثمنه الى الله فهو جائز' و (311/7): كتاب مناقب الانصار: باب: مقدم النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه المدينة' حديث (3932)' و مسلم (414/2- الابى) كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: ابتناء مسجد النبى صلى الله عليه وسلم حديث (524/9)' واحمد فى "مسنده" (131/3) من طريق شعبة' عن ابى التياح عن انس بن مالك' فذكره-

کے باڑے میں نماز ادا کرنے سے ہو جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز نہیں ہوگی بلکہ پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ہو جائے گی۔ انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ اس روایت میں عارضی مصلحت و حکمت کی بنا پر نماز سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اونٹ ایک شرارتی جانور ہے، جس پر کسی وقت بھی بھوت سوار ہو سکتا ہے لہٰذا ان کے باڑے میں نمازی کو حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ مزید یہ ہے کہ اونٹوں کے باڑے میں کھڈے ہوتے ہیں اور بدبو تیز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بکریاں شریف جانور ہیں، ان کے باڑے میں کھڈے نہیں ہوتے اور ان کے باڑے کی بدبو زیادہ تیز نہیں ہوتی۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اونٹ کے گوشت میں بدبو ہوتی ہے اور چکناہٹ بھی اسی لیے اس کا گوشت کھانے کے بعد وضوصغیر (ہاتھ منہ دھونے) کی تاکید کی گئی ہے جبکہ بکری کے گوشت میں بدبو ہوتی ہے اور نہ چکناہٹ۔

اسی باب کی دوسری حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و فعل کی ترجمان ہے، کے مضمون سے بھی اس مسئلہ کی تائید و توضیح ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ

باب 119: سواری پر نماز ادا کرنا، خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو

319 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّيَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالسُّجُوْدُ اَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوْعِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا لَّا يَرَوْنَ بَاْسًا اَنْ يُّصَلِّيَ

319- اخرجه ابو داؤد (306/1): كتاب الصلاة؛ باب: رد السلام في الصلاة' حديث (926)' و (391/1) باب التطوع الى الراحلة والوتر حديث (1227) والنسائي (6/3): كتاب السهو؛ باب: رد السلام بالاشارة في الصلاة' وابن ماجه (325/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: المصلي يسلم عليه كيف يرد' حديث (1018)' واحمد في "مسنده" (351- 363- 379- 380- 388- 296/3- 312- 332- 334) وابن خزيمة (49/2) حديث (889)' و (253/2) حديث (1270) من طريقه ابي الزبير عن جابر فذكره-

الرَّجُلُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا حَيْثُ مَا كَانَ وَجْهُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرِهَا

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے کسی کام سے بھیجا' جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف رخ کرکے اپنی سواری پر نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ رکوع کے مقابلے میں زیادہ جھکا ہوا ہوتا تھا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سر کو زیادہ جھکا لیتے تھے)

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت بعض دیگر حوالوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عام اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' ہمارے علم کے مطابق اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اگر کوئی شخص اپنی سواری پر ہی نفل نماز ادا کر لیتا ہے' خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو' قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو۔

شرح

سواری پر نماز ادا کرنے کا مسئلہ

نماز دو قسم کی ہوتی ہے:

(۱) نوافل،

(۲) فرائض۔ نفلی نماز سواری پر جائز ہے خواہ سواری کا منہ قبلہ رخ ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ نوافل میں استقبال قبلہ شرط نہیں ہے اور نہ رکوع و سجود لیکن رکوع و سجود اشارہ سے کیے جائیں گے۔ سجود، رکوع کی نسبت پست ہوگا تا کہ دونوں کے مابین امتیاز و فرق ہو سکے۔ ہوائی جہاز، بس اور ریل کار میں بھی استقبال قبلہ شرط نہیں ہے، لہٰذا ان میں بھی نوافل پڑھے جا سکتے ہیں اور رکوع و سجود اشارہ سے کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ہوائی جہاز یا ریل کار میں آسانی سے کھڑا ہونا ممکن ہو، تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے ورنہ مجبوری کی وجہ سے بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

فرائض میں استقبال قبلہ اور رکوع و سجود ارکان ہیں لہٰذا فرائض سواری پر نہیں پڑھ سکتے البتہ فرائض پڑھنے کے لیے سواری سے اترنا ضروری ہے۔ اگر سواری سرکش ہو، جو دوبارہ سوار نہیں ہونے دے گی یا اس کے دوڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اس عذر کی وجہ سے سواری پڑھی نماز (فرائض) جائز ہو جائے گی۔ البتہ آغاز نماز کے وقت استقبال قبلہ ضروری ہے۔ اسی طرح وقت تنگ ہو اور سواری رکنے کا امکان بھی نہ ہو، سواری پر نماز پڑھ لی جائے بعد میں اس کا اعادہ کیا جائے۔ اسی طرح نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں ہوائی جہاز، ریل کار اور بس وغیرہ پر استقبال قبلہ کا اعتبار کرتے ہوئے ممکنہ رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھ لے بعد میں وہ نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

نوٹ: یادرہے سواری، ہوائی جہاز، بس اور ریل کار پر فرائض کی ادائیگی میں فقہاء کا اختلاف ہے۔لہٰذا وقت کی تنگی وغیرہ اعذار کی وجہ سے ان پر اگر نماز ادا کرلی جائے تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ بعد میں اعادہ کیا جائے۔واللہ تعالٰی اعلم۔(تصوری)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ اِلَى الرَّاحِلَةِ

باب 120: سواری کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا

320 سندِحدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى اِلٰى بَعِيْرِهٖ اَوْ رَاحِلَتِهٖ وَكَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالصَّلٰوةِ اِلَى الْبَعِيْرِ بَاْسًا اَنْ يَّسْتَتِرَ بِهٖ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ کی طرف یا اپنی سواری کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر لیتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر بھی نماز ادا کر لیتے تھے خواہ اس کا رخ کسی بھی سمت میں ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔ان کے نزدیک اونٹ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی اسے سترہ بنا کر (نماز ادا کی جائے)

شرح

سواری کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا مسئلہ

"دابہ" عام سواری یا جانور کو کہا جاتا اور "راحلۃ" اس اونٹ کو کہا جاتا ہے جس پر ہودج یا کاٹھی وغیرہ رکھ کر سواری کے لیے تیار کیا گیا ہو۔جب اونٹ پر کاٹھی وغیرہ ڈال کر تیار کیا جاتا ہے تو وہ شرارتی نہیں رہتا بلکہ اپنے مالک کا تابعدار بن کر خدمت وسواری

320- اخرجه البخاری (566/2): کتاب الوتر : باب: الوتر علی الدابة' حدیث (999)'و (567/2)باب: الوتر فی السفر' حدیث (1000)' و (668/2) کتاب تقصیر الصلاة: باب: صلاة التطوع علی الدواب وحیثما توجهت به' حدیث (1095)' و (669/2) باب: الایماء علی الدابة' حدیث (1096)' وباب: ینزل للمکتوبة' حدیث (1098)' و (673/2): باب: من تطوع فی السفر فی غیر دبر الصلوات و قبلها فرکع النبی صلی الله علیه وسلم رکعتی الفجر فی السفر' حدیث (1105)' و مسلم (20/3- الابی): کتاب صلاة المسافرین وقصرها: باب: جواز صلاة النافلة علی الدابة فی السفر حیث توجهت به' حدیث (31-32/700)' والنسائی (232/3): کتاب : قیام اللیل و تطوع النهار: باب' الوتر علی الراحلة' واحمد فی "مسنده": (4/2-13 -38 -57 -124 -142)و (73/3)' وابن خزیمة (251/2) حدیث (1264) من طریق نافع عن ابن عمر فذکره۔

کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔ اونٹ بلکہ گدھے پر سواری کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ آپ کے سواری کے جانوروں میں ان کے نام نمایاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کو بطور سترہ بٹھا کر اس کی طرف اپنا چہرہ انور کر کے نماز ادا فرما لیتے تھے جس طرح حدیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَئُوْا بِالْعَشَاءِ

باب 121: نماز کا وقت ہو جائے اور کھانا بھی آ جائے تو پہلے کھانا کھالو

321 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَئُوْا بِالْعَشَاءِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَقُوْلَانِ يَبْدَاُ بِالْعَشَاءِ وَاِنْ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ فِي الْجَمَاعَةِ

قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: سَمِعْتُ الْجَارُوْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ يَبْدَاُ بِالْعَشَاءِ اِذَا كَانَ طَعَامًا يَّخَافُ فَسَادَهٗ وَالَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَشْبَهُ بِالْاِتِّبَاعِ وَاِنَّمَا اَرَادُوْا اَنْ لَّا يَقُوْمَ الرَّجُلُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَقَلْبُهٗ مَشْغُوْلٌ بِسَبَبِ شَيْءٍ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا نَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَفِيْ اَنْفُسِنَا شَيْءٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کھانا آ جائے اور نماز بھی کھڑی ہو چکی ہو تو تم پہلے کھانا کھالو۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، ان میں حضرت

321 اخرجه البخاری (497/9) كتاب الاطعمة' باب: اذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه: حديث (5463)' و مسلم (462/2) كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذى يريد اكله فى الحال و كراهة الصلاة مع مدافعة الاخبثين' حديث (557/ 64)' والنسائى (110/2) حديث (852) كتاب الامامة باب: المنذر فى ترك الجماعة' وابن ماجه (301/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: اذا حضرت الصلاة ووضع العشاء حديث (933)' الدارمى (293/1) كتاب الصلاة باب: اذا حضر العشاء واقيمت الصلاة واحمد (110/3)' والحميدى (499/2) حديث (1181)' وابن خزيمة (66/2) حديث (934)

ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ فرماتے ہیں: پہلے کھانا کھالیا جائے اگر چہ باجماعت نماز فوت ہو جائے میں نے جارود کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: آدمی پہلے کھانا کھالے اگر کھانے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر اہلِ علم میں سے کچھ حضرات اس بات کی طرف گئے ہیں جو پیروی کے زیادہ مشابہ ہے۔ ان حضرات نے یہ ارادہ کیا ہے: کوئی بھی شخص نماز کے لیے ایسی حالت میں کھڑا نہ ہو جب اس کا دل کسی اور طرف متوجہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ہم اس وقت نماز کے لیے کھڑے نہیں ہوتے جب ہمارا ذہن کسی دوسری طرف (منتشر) ہو۔

322 وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَئُوْا بِالْعَشَاءِ

آثارِ صحابہ: قَالَ وَتَعَشّٰی ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَائَةَ الْاِمَامِ

سندِ حدیث: قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کھانا رکھ دیا جائے اور نماز قائم ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانا کھاتے رہتے تھے اگر چہ وہ امام کی قرأت کی آواز سن رہے ہوتے تھے۔

یہ روایت نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کی ہے۔

شرح

جماعت کھڑی ہونے پر کھانا پیش کیا جائے تو کھانا کھانے کو اولیت دینا

عین جماعت کھڑی ہوتے وقت کھانا پیش کیا جائے جبکہ بھوک کی شدت کا بھوت بھی سوار ہو، تو پہلے کھانا کھایا جائے پھر نماز ادا کی جائے۔ یہ صورت عموماً غیر رمضان میں اہل الصیام کو پیش آتی ہے کیونکہ رمضان المبارک میں نماز مغرب کھڑی کرنے سے قبل روزے داروں کو افطاری وغیرہ کے لیے کچھ وقت فراہم کیا جاتا ہے جس میں وہ آسانی سے فراغت حاصل کر کے جماعت کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ غیر رمضان میں جماعت مغرب اذان کے فوراً بعد کھڑی ہو جاتی ہے تو روزے دار شدت بھوک کا شکار ہوتا ہے اور اگر وہ اسی حالت میں جماعت میں شامل ہوگا تو حضوری حاصل نہیں ہوگی جو نماز کی روح ہے۔ اس حالت میں باجماعت نماز ادا کرنے سے کھانے کی طرف میلان کے سبب نماز کھانا بن جائے گی لیکن کھانا پہلے کھانے سے

(۱) اخرجه البخاری (187/2) کتاب الاذان: باب: اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة حديث (673) ومسلم (392/1) كتاب المساجد: باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام حديث (557) من طريق عبيدالله عن نافع عن ابن عمر به۔

توجہ نماز کی طرف ہوگی جس وجہ سے کھانا نماز بن جائے گا۔ اہل الصیام کے علاوہ یہ صورت حال دوسرے لوگوں کو بھی پیش آسکتی ہے مثلاً کوئی شخص سفر سے واپس آیا یا دفتر سے گھر آیا یا کسی بھی کام سے فراغت حاصل کر کے گھر پہنچا اور شدت بھوک کا شکار ہے جبکہ ایک طرف جماعت کھڑی ہوگئی اور دوسری طرف کھانا پیش کر دیا گیا، تو پہلے کھانا کھایا جائے گا' حضوری وخشوع کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ اسی طرح پیش کیا جانے والا کھانا ضائع ہو جائے گا یا کوئی جانور کھا جائے گا، تو بھی پہلے کھانا تناول کیا جائے پھر نماز ادا کی جائے۔ زیر بحث حدیث کے ایک راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جن کے عمل سے بھی ہمارے مضمون کی تائید ہوتی ہے، جب جماعت کھڑی ہو جاتی اور آپ کے حضور کھانا پیش کیا جاتا تو پہلے کھانا کھاتے پھر نماز ادا کرتے تھے۔ اگر عین جماعت کے وقت کھانا پیش کیا جائے اور شدت کی بھوک بھی نہ ہو، تو پہلے نماز ادا کی جائے پھر کھانا تناول کیا جائے ورنہ ترک جماعت کی وجہ سے نمازی گناہگار ہوگا۔ زیر بحث باب کی دونوں روایات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ النُّعَاسِ

باب 122: اونگھنے کے وقت نماز ادا کرنا

323 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكِلَابِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو اونگھ آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو' تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے' جب اس کی نیند ختم ہو جائے (پھر نماز ادا کرے) کیونکہ جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہوتا ہے' اور

323- اخرجه مالك في "الموطا" (118/1): كتاب صلاة الليل: باب: ماجاء في صلاة الليل' حديث (3) والبخاري (375/1): كتاب الوضوء: باب: الوضوء من النوم' حديث (212)' ومسلم (123/3- الابي) كتاب صلاة المسافرين' باب: امر من نعس في صلاته' او استعجم عليه القرآن او الذكر' بان يرقد او يقعد حتى يذهب عنه ذلك حديث (785/220) وابو داؤد (418/1): كتاب الصلاة: باب: النعاس في الصلاة حديث (1310)' وابن ماجه (436/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في المصلي اذا نعس' حديث (1370) والنسائي (99/1): كتاب الطهارة: باب النعاس واحمد في "مسنده": (56/6 -202 -205 -259) والدارمي (321/1)' كتاب الصلاة: باب: كراهية الصلاة للناعس' والحميدي (96/1) حديث (185)' وابن خزيمة (55/2) حديث (907) من طرق لهشام بن عروة' عن ابيه' عن عائشة رضي الله عنها فذكره-

اس وقت وہ اونگھ جائے' تو ہوسکتا ہے: اپنی طرف سے وہ دعائے مغفرت کر رہا ہو' لیکن درحقیقت خود کو برا کہہ رہا ہو۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت

مسلمان کی نماز کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہے، اسے دیکھ رہا ہے اور اس سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہے یا کم از کم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ جب انسان پر نیند اور اونگھ کا غلبہ ہو تو، اسے اس حالت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ جو اس حالت میں اپنے لیے دعا مغفرت کر رہا ہے حقیقت میں اپنی ذات کو گالی دے رہا ہو۔ اس روایت کا مقصد ہے کہ اونگھ یا نیند کی حالت میں قرآن کریم کے مضامین کو اصل حالت میں نہیں بلکہ غلط انداز میں پیش کرنے کا قوی امکان ہے۔ نماز ادا کرنے کا مقصد رضائے الٰہی ہے لیکن جب اونگھ کی حالت میں قرأت کو بگاڑ کر پڑھے گا تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی حاصل ہوگی۔ عموماً یہ کیفیت نماز تہجد میں پیش آتی ہے لیکن بعض اوقات دوسری نمازوں میں بھی پیش آسکتی ہے۔ فرائض میں مقتدی کی حیثیت سے یہ صورتحال پیش آئی تو اس کی نماز ہو جائے گی، کیونکہ امام کی اقتداء میں مقتدی پر قرأت کرنا فرض نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی واجب چھوٹ جائے تو اس کا سجدہ سہو بھی نہیں ہے۔ زیر بحث حدیث میں اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ اونگھ اور نیند کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ سو جائے اور جب نیند پوری ہو جائے تو حضوری و خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیمَنْ زَارَ قَوْمًا لَّا یُصَلِّی بِهِمْ

باب 123: جو شخص کسی قوم سے ملنے کے لیے جائے اور وہ انہیں نماز نہ پڑھائے

324 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ اَبَانَ بْنِ یَزِیْدَ الْعَطَّارِ عَنْ بُدَیْلِ بْنِ مَیْسَرَةَ الْعُقَیْلِیِّ عَنْ اَبِیْ عَطِیَّةَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ یَاْتِیْنَا فِیْ مُصَلَّانَا یَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ یَوْمًا فَقُلْنَا لَهُ تَقَدَّمْ فَقَالَ لِیَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتّٰی اُحَدِّثَكُمْ لِمَ لَا اَتَقَدَّمُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا یَؤُمَّهُمْ وَلْیَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

324- اخرجه ابو داؤد (218/1): كتاب الصلاة باب: امامة الزائر' حديث (596)' والنسائي (80/2): كتاب الامامة: باب امامة الزائر واحمد في "مسنده": (436/3) و (53/5) وابن خزيمة (12/3) حديث (1520) من طريق ابان بن يزيد العطار عن بديل بن ميسرة العقيلي عن ابي عطية' عن مالك بن الحويرث' فذكره-

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا صَاحِبُ الْمَنْزِلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ مِنَ الزَّائِرِ

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَذِنَ لَهٗ فَلَا بَاْسَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهٖ وَقَالَ اِسْحٰقُ بِحَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَشَدَّدَ فِيْ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ اَحَدٌ بِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ وَاِنْ اَذِنَ لَهٗ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ قَالَ وَكَذٰلِكَ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ اِذَا زَارَهُمْ يَقُوْلُ لِيُصَلِّ بِهِمْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ

◆◆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں ہماری نماز کی جگہ پر تشریف لائے وہ بات چیت کرتے رہے جب نماز کا وقت ہوا تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیے! انہوں نے فرمایا: تم اپنے میں سے کسی ایک کو آگے کر دو! میں تمہیں بتاتا ہوں: میں نے آگے ہو کر (نماز کیوں نہیں پڑھائی؟) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی کو ملنے کے لیے جائے تو وہ ان کی امامت نہ کرے ان میں سے ہی کوئی ایک شخص ان کی امامت کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اور دیگر (طبقوں سے تعلق رکھنے والے) اکثر اہل علم نے اس پر عمل کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: مہمان کے مقابلے میں گھر کا مالک امامت کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

بعض اہل علم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب مالک مہمان کو اجازت دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے: وہ مہمان اسے نماز پڑھادے۔

حضرت اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے انہوں نے اس بارے میں شدت اختیار کی ہے یعنی کوئی بھی شخص گھر کے مالک کو نماز نہیں پڑھا سکتا اگرچہ گھر کا مالک اسے اجازت دے بھی دے۔

وہ فرماتے ہیں: اسی طرح مسجد میں ہوگا مسجد میں لوگوں کو کوئی ایسا شخص نماز نہیں پڑھائے گا جو ان سے ملنے کے لیے گیا ہو اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہیں ان میں سے ہی کوئی شخص نماز پڑھائے گا۔

شرح

صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر مہمان کے امام بننے کی ممانعت

جب کوئی شخص کسی کے ہاں کسی بھی مقصد کے لیے جاتا ہے تو صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر میزبان کی مسند پر بیٹھ سکتا ہے اور نہ امامت کرا سکتا ہے، اس لیے کہ صاحب خانہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ البتہ اگر میزبان اجازت دے دیتا ہے یا وہ امامت کا اہل نہ ہو تو مہمان نماز پڑھا سکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی بات کا درس دیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی قوم کے ہاں بطور مہمان جائے تو وہ وہاں امامت نہ کرائے بلکہ انہی لوگوں میں سے کوئی شخص امامت کرائے۔

سوال: جب لوگوں نے امامت کی اجازت دے دی تو پھر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کیوں پڑھائی؟

جواب: (۱) ممکن ہے کہ استثناء والی حدیث حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچی ہو۔ چونکہ اس روایت میں استثناء کی صورت نہیں ہے لہٰذا آپ اس پر عمل کرتے ہوئے امام نہیں بنے۔

(۲) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ چاہتے تھے لوگوں کو اس واقعہ کے سبب حدیث یاد ہو جائے، کیونکہ اگر وہ نماز پڑھا دیتے تو انہیں یہ حدیث یاد نہ رہ سکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ اَنْ یَّخُصَّ الْاِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ

باب 124: امام کا صرف اپنے لیے دعا کرنا مکروہ ہے

325 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ حَدَّثَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْ حَیٍّ الْمُؤَذِّنِ الْحِمْصِیِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا یَحِلُّ لِامْرِئٍ اَنْ یَّنْظُرَ فِیْ جَوْفِ بَیْتِ امْرِئٍ حَتّٰی یَسْتَاْذِنَ فَاِنْ نَّظَرَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا یَؤُمَّ قَوْمًا فَیَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یَقُوْمُ اِلَی الصَّلٰوةِ وَهُوَ حَقِنٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ثَوْبَانَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ السَّفْرِ بْنِ نُسَیْرٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَرُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَاَنَّ حَدِیْثَ یَزِیْدَ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْ حَیٍّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ فِیْ هٰذَا اَجْوَدُ اِسْنَادًا وَّاَشْهَرُ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی دوسرے کے گھر میں اجازت لیے بغیر جھانکے اور اگر اس نے اس طرح دیکھ لیا تو گویا وہ اس کے گھر کے اندر داخل ہو گیا اور نہ ہی یہ جائز ہے: کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا کرے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ ان کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرتا ہے اور کوئی بھی شخص ایسی حالت میں نماز کے لیے کھڑا نہ ہو جب اس نے پیشاب یا پاخانہ روک رکھا ہو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ثوبان سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

325- اخرجه ابو داؤد (70/1): کتاب الطهارة: باب: ایصلی الرجل وهو حاقن حدیث (90) وابن ماجه (202/1): کتاب الطهارة وسننها: باب: ماجاء فی النهی للحاقن ان یصلی حدیث (619) و (298/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ولا یخص الامام نفسه بالدعاء حدیث (923) والبخاری فی "الادب المفرد" (1093) واحمد فی "مسنده" (280/5) من طریق یزید بن شریح ان اباحی المؤذن حدثه عن ثوبان فذکره-

اس حدیث کو حضرت معاویہ بن صالح کے حوالے سے سفر بن نسیر کے حوالے سے، یزید بن شریح کے حوالے سے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے۔

یہی روایت یزید بن شریح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔

یہ روایت جسے یزید بن شریح نے ابوحی مؤذن کے حوالے سے' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند زیادہ بہتر اور زیادہ مشہور ہے۔

شرح

امام کا دعا کے لیے اپنی ذات کو مخصوص کرنے کی کراہت

ایک حدیث میں دعا کو نماز کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ جماعت اور تمام نماز سے فراغت پر اجتماعی دعا کرنی چاہیے جس میں امام مقتدیوں کو بھی شامل کرے۔ اس موقع پر عموماً قرآن وسنت میں مذکور دعائیں مانگی جاتی ہیں اور جب امام دعا کے دوران وقفہ کرتا ہے سب مقتدی ''آمین'' کہتے ہیں لیکن انہیں علم نہیں ہوتا کہ کیا دعا کی جارہی ہے اور کیا نہیں۔ اجتماعی دعا میں جمع کے صیغے استعمال کیے جائیں جن میں مقتدیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو شامل کیا جائے۔ اگر کوئی امام عمداً یا سہواً صرف اپنی ذات کے لیے دعا کرتا ہے اور مقتدیوں کو اس سے محروم کرتا ہے، تو وہ خائن ہے۔ ایسی دعا سے منع کیا گیا ہے۔

زیر بحث حدیث میں امور ثلاثہ سے منع کیا گیا ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- بلا اذن کسی کے گھر داخل ہونے کی ممانعت: اس حدیث میں پہلا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اجازت کے بغیر کسی کے گھر داخل ہونا منع ہے اور اس کے گھر جھانکنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ''انما جعل الاستئذان من اجل البصر'' (محمد بن اسماعیل بخاری' صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۲۴۱) بیشک طلب اجازت کا حکم نظر کے باعث ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی پر بے پردہ حالت میں غیر کی نظر نہ پڑے۔ اجازت سے قبل کسی کے گھر میں جھانکنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے کیونکہ اس طرح طلب اذن کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ خواتین میں یہ مرض عام ہے کہ وہ بلا اجازت ہر گھر میں اس طرح داخل ہو جاتی ہیں گویا ان کا اپنا گھر ہو۔ اسی طرح دینی مدارس کے طلباء بھی ایک دوسرے کے کمروں میں بلا اجازت داخل ہو جاتے ہیں جو غیر شرعی طریقہ ہے۔

۲- امام نماز کے بعد اجتماعی دعا میں اپنی ذات کو مخصوص کر لے اور مقتدیوں کو محروم کر دے، یہ مقتدیوں کے حقوق میں دخل اندازی اور خیانت ہے۔

۳- قضاء حاجت اور استنجاء کے دباؤ کو تکلف سے برداشت کر کے نماز ادا کرنا منع ہے، کیونکہ اس صورت میں حضوری واطمینان حاصل نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں اس کیفیت سے خشوع وخضوع بھی ختم ہو جائے گا جو درحقیقت نماز کی روح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ

باب 125: جوشخص لوگوں کونماز پڑھائے اورلوگ اسے ناپسند کرتے ہوں

326 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْاَسَدِيُّ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَال سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَّرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّطَلْحَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِىْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ لَّا يَصِحُّ لِاَنَّهٗ قَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ تَكَلَّمَ فِيْهِ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّضَعَّفَهٗ وَلَيْسَ بِالْحَافِظِ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ فَاِذَا كَانَ الْاِمَامُ غَيْرَ ظَالِمٍ فَاِنَّمَا الْاِثْمُ عَلٰى مَنْ كَرِهَهٗ وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ فِىْ هٰذَا اِذَا كَرِهَ وَاحِدٌ اَوِ اثْنَانِ اَوْ ثَلَاثَةٌ فَلَا بَاْسَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ حَتّٰى يَكْرَهَهٗ اَكْثَرُ الْقَوْمِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طرح کے لوگوں پر لعنت کی ہے، وہ شخص جو لوگوں کونماز پڑھاتا ہو اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں، ایک وہ عورت جو ایسی حالت میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور ایک وہ شخص جو حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ سنے اور پھر اس کا جواب نہ دے (یعنی باجماعت نماز میں شریک نہ ہو)۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "صحیح" نہیں ہے، اس لیے کہ یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "مرسل" روایت کے طور پر منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن قاسم نامی راوی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کلام کیا ہے، اور اسے ضعیف قرار دیا ہے یہ شخص حافظ نہیں تھا۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص دوسروں کونماز پڑھائے اور وہ لوگ اس شخص کو ناپسند کرتے ہوں، جب امام ظالم نہ ہو، تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جو اسے ناپسند کرتا ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں یہ فرمایا ہے: اگر کسی امام کو ایک شخص یا دو یا تین لوگ ناپسند کرتے ہیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے: اگر وہ دوسرے لوگوں کونماز پڑھادے، لیکن اگر اکثر لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (تو پھر یہ درست نہیں ہوگا)

327 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ يُقَالُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اثْنَانِ امْرَاَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا وَاِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ

قَالَ هَنَّادٌ قَالَ جَرِيْرٌ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَسَاَلْنَا عَنْ اَمْرِ الْاِمَامِ فَقِيْلَ لَنَا اِنَّمَا عَنٰى بِهٰذَا اَئِمَّةً ظَلَمَةً فَاَمَّا مَنْ اَقَامَ السُّنَّةَ فَاِنَّمَا الْاِثْمُ عَلٰى مَنْ كَرِهَهٗ

◆◆ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ بات کہی جاتی ہے سب سے شدید عذاب دو طرح کے لوگوں کو ہوگا ایک وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو اور ایک لوگوں کا وہ امام جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں۔

جریر کے بارے میں منصور بیان کرتے ہیں: ہم نے امام کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو ہمیں بتایا گیا اس سے مراد ظالم امام ہے البتہ جو شخص سنت کو قائم کرتا ہو تو اسے ناپسند کرنے والا شخص گنہگار ہوگا۔

328 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَالِبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ لَّا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ اٰذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَّاِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ غَالِبٍ اسْمُهٗ حَزَوَّرٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی نماز ان کے کان سے آگے نہیں بڑھتی ایک مفرور غلام جب تک وہ واپس نہ آجائے ایک وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا ہو اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس حوالے سے "غریب" ہے۔

ابوغالب نامی راوی کا نام حزور ہے۔

شرح

جس شخص کو لوگ ناپسند کریں اس کی امامت کا مسئلہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت تین احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں ایسے شخص کی مذمت بیان کی گئی ہے جو لوگوں کی امامت کرتا ہو جبکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ پہلی حدیث میں اسے لعنتی قرار دیا گیا ہے، دوسری حدیث میں اسے قیامت کے دن عذاب دینے کی وعید سنائی گئی ہے اور تیسری روایت میں اس کی نماز کے عدم قبول کی وعید بیان کی گئی ہے۔ زیر بحث حدیث میں تین آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱-لعنت کی وعید: لوگ جس شخص کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں مگر وہ امامت سے چپٹا رہے، تو اس پر لعنت کی گئی ہے۔ یہ ناپسندیدگی کسی ذاتی تنازعہ یا دنیاوی سبب کی وجہ سے نہ ہو بلکہ مذہبی ودینی ہو۔ بقول حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں: (۱) امام جاہل ہو، جو قرأت غلط کرتا ہو اور نماز کے بنیادی مسائل سے بھی ناواقف ہو۔ (۲) وہ فاسق وفاجر ہو اور شریعت کے خلاف کام کرتا ہو مثال کے طور پر داڑھی حد شرعی سے کم رکھی ہو یا تارک نماز ہو یا سینما بینی کرتا وغیرہ۔ (۳) اس کے عقائد وافکار اہل سنت وجماعت کے خلاف ہوں مثلاً انبیاء کی تنقیص کرتا ہو اور صحابہ وصالحین کی توہین کرتا ہو وغیرہ۔

۲-شوہر کی نافرمان عورت: اس عورت پر بھی لعنت کی گئی ہے جو رات کے وقت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو۔ ہمہ وقت بیوی کو اپنے خاوند کی تابع فرمان ہونا چاہیے بالخصوص رات کے وقت میں، جو خاتون رات بھر اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو، وہ لعنت کی مستحق ہے۔ اس کے لعنتی ہونے کے تین اسباب ہوسکتے ہیں: (۱) شوہر کی نافرمانی۔ (۲) شوہر کی بے ادبی اور اس سے بداخلاقی کا مظاہرہ۔ (۳) بے دینی: اس کا عمل شرعی اصولوں کے خلاف ہو، مثلاً نمازوں کا اہتمام نہ کرنا اور بے پردگی وغیرہ۔ لہٰذا ایسی عورت توبہ کرے ورنہ اس پر مستقل لعنت برستی رہے گی۔

۳-جو شخص اذان کے الفاظ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کا جواب نہ دے: اس کے جواب کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) قولی: اس کے جواب میں: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" کہنا۔ (۲) فعلی: مؤذن کے ان الفاظ کا فعلی جواب نماز باجماعت میں شمولیت اختیار کرنا ہے۔ جو شخص ان الفاظ کا جواب نہیں دیتا، اس پر لعنت کی گئی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اجابت فعلی کو فرض جبکہ حضرت امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ واجب قرار دیتے ہیں۔ جمہور فقہاء اجابت فعلی کو سنت مؤکدہ اشد قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عام سنت کے تارک پر لعنت نہیں کی جاسکتی لیکن تارک سنت مؤکدہ پر کی جاسکتی ہے۔

بعض آئمہ مقتدیوں کی طرف سے امام کی امامت کو ناپسندیدگی میں تعداد کا بھی اعتبار کرتے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقتدیوں کی کثرت امام کی مخالفت کرے تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر چند نمازی مخالفت کریں تو مکروہ نہیں ہے۔ جمہور اہل سنت مقتدیوں کی قلت وکثرت کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ باشعور اور اہل علم چند افراد کی مخالفت اور ناراضگی سے امام کی امامت کو مکروہ قرار دیتے ہیں خواہ وہ تعداد میں کم ہوں۔

زیر بحث باب کی تینوں احادیث میں بنیادی طور پر یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا صَلَّى الْاِمَامُ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُوْدًا

باب 126 جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز ادا کریں

329 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ قُعُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ اِنَّمَا الْاِمَامُ اَوْ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ

فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعُوْنَ

في الباب: قَالَ : وَفِى الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَمُعَاوِيَةَ

متن حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْهُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ وَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا صَلَّى الْاِمَامُ جَالِسًا لَمْ يُصَلِّ مَنْ خَلْفَهٗ اِلَّا قِيَامًا فَاِنْ صَلَّوْا قُعُوْدًا لَمْ تُجْزِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے آپ کو چوٹ آ گئی تو آپ نے بیٹھ کر نماز ادا کی' ہم نے بھی آپ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز ادا کی' جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک امام (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) بے شک امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے' تا کہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع میں جائے' تو تم بھی رکوع میں جاؤ جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ' جب وہ سمع الله لمن حمده کہے' تو تم ربنا ولك الحمد کہو' جب وہ سجدے میں جائے' تو تم سجدے میں جاؤ' جب وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے' تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث' جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کا ذکر ہے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب اس حدیث کے مطابق نظریہ رکھتے ہیں' ان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت اسید

329- اخرجه مالك فى "الموطا": (135/1)، كتاب صلاة الجماعة: باب: صلاة الامام وهو جالس حديث (16) والبخارى (204/2): كتاب الاذان: باب انما جعل الامام ليؤتم به حديث (689) و مسلم (295/2- الابى): كتاب الصلاة باب ائتمام الماموم بالامام حديث (77 /411) و ابو داؤد (219/1): كتاب الصلاة: باب: الامام يصلى من قعود حديث (601) وللنسائى (83/2): كتاب الامامة: باب الائتمام بالامام و (98/2): باب: الائتمام بالامام وهو يصلى قاعدا وابن ماجه (284/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع حديث (876) مختصرا واحمد فى "مسنده" (3-110 1620) والدارمى (286/1 -287): كتاب الصلاة: باب: فيمن يصلى خلف الامام والامام جالس والحميدى (501/2) حديث (1189) وابن خزيمة (89/2) حديث (977) وعبد بن حميد ص (351) حديث (1161) من طريق ابن شهاب الزهرى عن انس بن مالك فذكره۔

بن حضیر رضی اللہ عنہ‘ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم کی یہ رائے ہے: جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے‘ تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنے والا شخص کھڑا ہو کر ہی نماز ادا کرے گا‘ اگر وہ سب لوگ بھی بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں‘ تو ان کی نماز درست نہیں ہوگی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ‘ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ‘ امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 127: بلاعنوان

330 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ فِىْ مَرَضِهِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ قَاعِدًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا صَلَّى الْاِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا

وَرُوِىَ عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِىْ مَرَضِهٖ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ فَصَلّٰى اِلٰى جَنْبِ اَبِىْ بَكْرٍ وَالنَّاسُ يَاْتَمُّوْنَ بِاَبِىْ بَكْرٍ وَاَبُوْ بَكْرٍ يَاْتَمُّ بِالنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرُوِىَ عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ قَاعِدًا

وَرُوِىَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ وَهُوَ قَاعِدٌ

◆◆ مسروق‘ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی یہ اس بیماری کی بات ہے‘ جس سے آپ کا وصال ہو گیا تھا‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز ادا کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام بیٹھ کر نماز ادا کرے‘ تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری کے دوران باہر تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز ادا کی‘ لوگ حضرت

330- اخرجه النسائى (79/2): كتاب الامامة باب: صلاة الامام خلف رجل من رعيته' واحمد فى "مسنده": (159/6) وابن خزيمة (55/3) حديث (1620) من طريق عن شعبة' عن نعيم بن ابى هند' عن ابى وائل' عن مسروق عن عائشة فذكره۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کررہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کررہے تھے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی تھی۔

331 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ قَاعِدًا فِیْ ثَوْبٍ مُّتَوَشِّحًا بِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ وَهٰكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ وَّقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ ثَابِتٍ وَّمَنْ ذَكَرَ فِيْهِ عَنْ ثَابِتٍ فَهُوَ اَصَحُّ

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ آپ نے ایک کپڑا اوڑھا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو یحییٰ بن ایوب نے حمید کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

کئی راویوں نے اسے حمید کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' تاہم ان راویوں نے اس میں ثابت نامی راوی کا ذکر نہیں کیا' تاہم جس راوی نے ثابت کا ذکر کیا ہے وہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بیٹھ کر اقتداء کرنے کا مسئلہ اور مذاہب آئمہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو ابواب کے تحت تین احادیث کی تخریج کی ہے جن میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر امام کی اقتداء کریں۔

تمام فقہاء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ امام اور منفرد فرائض بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ قیام فرض ہے اور اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ البتہ نوافل بیٹھ کر پڑھے جا سکتے ہیں۔ اگر امام کسی عذر کی بناء پر بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدی کس طرح اس کی اقتداء کریں گے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام قاعد کی اقتداء کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، نہ قعود کی حالت میں اور نہ قیام کی حالت میں۔ البتہ ایسے معذور مقتدی جو قیام کی قدرت نہ رکھتے ہوں، وہ امام قاعد کی اقتداء کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: **ولا یؤمن رجل بعدی جالسًا** (مصنف عبدالرزاق' جلداوّل ص۴۶۳) میرے

بعد کوئی شخص قعود و جلوس کی حالت میں ہرگز امامت نہ کرائے۔ علاوہ ازیں دونوں امام حدیث باب کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲۔حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام اسحاق اور حضرت امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر امام علالت و مرض کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی صرف قعود کی حالت میں اس کی اقتداء کر سکتے ہیں اور بلاشبہ امام قاعد کی اقتداء جائز ہے۔ ایک قول کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام قاعد کی اقتداء چند شرائط کے ساتھ جائز ہے: (۱) امام آغاز نماز سے بیٹھ کر نماز پڑھائے یعنی دوران نماز اسے عذر لاحق نہ ہوا ہو شروع سے ہی ہو۔ (۲) مقتدیوں نے امام کو امامت کے لیے تعینات کیا ہو۔ (۳) اس کا عذر مستقل نہ ہو بلکہ عارضی ہو۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے: **اذا صلی قاعداً فصلوا قعوداً اجمعون**۔ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی سب بیٹھ کر (اس کی اقتداء میں) نماز ادا کرو۔

۳۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام سفیان ثوری اور حضرت امام ابویوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام قاعد کی اقتداء صحیح ہے، البتہ غیر معذور مقتدی حضرات بیٹھ کر اقتداء نہیں کر سکتے بلکہ کھڑے ہو کر نماز ادا کریں گے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ٥ جس میں مطلق قیام کو فرض قرار دیا گیا ہے"۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے، جس کا تعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال سے ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ آپ نے بیٹھ کر نماز امامت کرائی جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھڑے ہو کر اقتداء کی تھی۔ اس روایت سے حدیث باب منسوخ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل، پہلے عمل کا ناسخ ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِمَامِ يَنْهَضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ نَاسِيًا

باب 128: جب امام دو رکعت کے بعد بھول کر کھڑا ہو جائے اور (بیٹھے نہیں)

332 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا صَلّٰى بَقِيَّةَ صَلَاتِهٖ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِيْ فَعَلَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّسَعْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ قَالَ اَحْمَدُ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى هُوَ صَدُوْقٌ وَّلَا اَرْوِيْ عَنْهُ لِاَنَّهٗ لَا يَدْرِيْ صَحِيْحَ حَدِيْثِهٖ مِنْ سَقِيْمِهٖ وَكُلُّ مَنْ كَانَ مِثْلَ هٰذَا فَلَا اَرْوِيْ عَنْهُ شَيْئًا

332- اخرجه احمد (248/4) من طريق ابن ابي ليلى عن الشعبي عند المغيرة فذكره۔

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَوَاهُ سُفْیَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُبَیْلٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرٌ الْجُعْفِیُّ قَدْ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ تَرَكَهٗ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ وَّغَیْرُهُمَا

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ فِی الرَّكْعَتَیْنِ مَضٰی فِیْ صَلَاتِهٖ وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ مِنْهُمْ مَنْ رَاٰی قَبْلَ التَّسْلِیْمِ

قولِ امام ترمذی: وَمِنْهُمْ مَنْ رَاٰی بَعْدَ التَّسْلِیْمِ وَمَنْ رَاٰی قَبْلَ التَّسْلِیْمِ فَحَدِیْثُهٗ اَصَحُّ لِمَا رَوَی الزُّهْرِیُّ وَیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَیْنَةَ

◆◆ شعبی بیان کرتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی' وہ دورکعات پڑھنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑے ہوگئے لوگوں نے انہیں سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کرنا چاہا انہوں نے جواب میں بھی سبحان اللہ کہہ دیا۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی' تو سلام پھیر کر دومرتبہ سجدہ سہو کرلیا' جبکہ وہ بیٹھے ہوئے ہی تھے' پھر انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا' یعنی جیسا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث' دیگر حوالوں سے بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کے راوی ابن ابی لیلیٰ کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ کی حدیث کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ سچے ہیں' لیکن میں ان سے روایت نہیں کرتا' کیونکہ انہیں صحیح اور ضعیف روایت کے درمیان پتہ نہیں چلتا اور ہر وہ شخص جس کی یہ صورت حال ہو' میں اس سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت دیگر حوالوں سے بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

سفیان نے جابر نامی راوی کے حوالے سے مغیرہ بن شبیل کے حوالے سے' قیس بن ابوحازم کے حوالے سے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس کے ایک راوی جابر جعفی کو بعض اہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے یحییٰ بن سعید' عبدالرحمٰن بن مہدی اور دیگر محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی جب کوئی شخص دورکعات پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے (بیٹھے نہیں) تو اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں دوسجدہ سہو کرلے' تاہم کچھ حضرات کے نزدیک یہ دوسجدے سلام سے پہلے کیے جائیں گے اور کچھ کے نزدیک سلام پھیرنے کے بعد کیے جائیں گے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) جن حضرات کے نزدیک سلام پھیرنے سے پہلے کیے جائیں گے ان کی نقل کردہ حدیث زیادہ مستند ہے' جیسا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن سعید انصاری نے عبدالرحمٰن اعرج کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

333 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنِ الْمَسْعُوْدِيّ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَلَمَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ بِهٖ مَنْ خَلْفَهٗ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنْ قُوْمُوْا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ سَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ دو رکعات پڑھنے کے بعد وہ کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں' ان کے پیچھے لوگوں نے سبحان اللہ پڑھ کر متوجہ کرنا چاہا' تو انہوں نے انہیں اشارہ کیا کہ اب تم لوگ کھڑے رہو' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو انہوں نے سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدہ سہو کر لیا' پھر سلام پھیر دیا اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اس طرح کی صورتحال میں) اسی طرح کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہ روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے۔

شرح

دو رکعت کے بعد قعدہ کیے بغیر امام کا بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کا مسئلہ

جب امام رباعی یا ثلاثی فرائض میں پہلا قعدہ بیٹھنے کی بجائے بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کے یاد کرانے پر اسے قعدہ کی طرف واپس نہیں آنا چاہیے بلکہ مابعد نماز مکمل کر کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز پوری ہو جائے گی۔ قعدہ بیٹھنے کی بجائے امام بھول کر جب تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے، پھر خود یاد آنے یا مقتدیوں کے یاد کرانے پر اگر وہ قعدہ کی طرف واپس بھی آ جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ البتہ اس صورت میں بھی آخری قعدہ میں تشہد کے بعد سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

333- اخرجه ابو داؤد (338/1): كتاب الصلاة: باب: من نسى ان يتشهد وهو جالس' حديث (1037) واحمد (247/4 و 253 و 254) والدارمى (353/1): كتاب الصلاة: باب: اذا كان فى الصلاة نقصان من طريق يزيد بن هارون عن المسعودى عن زياد بن علاقة عن المغيرة بن شعبة فذكره-

مقتدیوں کی طرف سے "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہنے کا مقصد امام کو بھول یاد کرانا ہے اور اگر امام بھی ان کے جواب میں "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہے تو اس کا مقصد مقتدیوں کو یہ کہنا ہے کہ مجھ سے خواہ بھول ہو چکی ہے لیکن تم میری پیروی کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کا تدارک سجدہ سہو کے ساتھ کر لیا جائے گا۔ حدیث باب میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِقْدَارِ الْقُعُوْدِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ

باب 129: پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھنے کی مقدار

334 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَاَنَّهٗ عَلَى الرَّضْفِ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَرَّكَ سَعْدٌ شَفَتَيْهِ بِشَيْءٍ فَاَقُوْلُ حَتّٰى يَقُوْمَ فَيَقُوْلُ حَتّٰى يَقُوْمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِلَّا اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ اَنْ لَّا يُطِيْلَ الرَّجُلُ الْقُعُوْدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَلَا يَزِيْدَ عَلَى التَّشَهُّدِ شَيْئًا وَّقَالُوْا اِنْ زَادَ عَلَى التَّشَهُّدِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ هٰكَذَا رُوِيَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهٖ

◆◆ حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھتے تھے' تو یوں لگتا تھا جیسے آپ گرم پتھروں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: پھر سعد نامی راوی نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی (یعنی کچھ کہا جسے میں سمجھ نہیں سکا) لیکن میرا یہ خیال ہے: انہوں نے یہ الفاظ کہے تھے' یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے' البتہ ابوعبیدہ نامی راوی نے اسے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے نہیں سنا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی دو رکعات پڑھنے کے بعد والے قعدہ کو طویل نہ کرے اور پہلی دو رکعات پڑھنے کے بعد تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے۔

علماء نے یہ بات فرمائی ہے: اگر کوئی شخص تشہد سے زیادہ پڑھ لیتا ہے' تو اس پر سجدہ سہو کرنا لازم ہوتا ہے۔

شعبی اور دیگر حضرات سے اسی طرح منقول ہے۔

334- اخرجه ابو داؤد (326/1): كتاب الصلاة' باب في تخفيف القعود' حديث (995) والنسائي (243/2): كتاب التطبيق: باب: التخفيف في التشهد الاول' واحمد في "مسنده" : (386/1- 410- 428- 436- 460) من طريق سعد بن ابراهيم' عن ابي عبيدة بن عبد الله' عن ابيه' فذكره-

شرح

پہلی دورکعت کے بعد قعدہ بیٹھنے کی مقدار کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ فرائض ثلاثی ورباعی اور واجب نماز میں دورکعت کے بعد امام قعدہ کرے گا، جس میں صرف تشہد پڑھے گا۔ تشہد کے بعد ایک جملہ بھی پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ منفرد فرائض ثلاثی ورباعی، واجب نماز اور سنت مؤکدہ (چار رکعت والی) میں دورکعت کے بعد قعدہ کرے گا جس میں صرف تشہد پڑھے گا۔ نوافل اور سنت غیر مؤکدہ میں پہلی دو رکعت کے بعد منفرد قعدہ کرے گا جس میں تشہد، درود اور دعائیں سب کچھ پڑھے گا۔ اس لیے کہ نوافل اور سنت غیر مؤکدہ کا حکم یکساں ہے اور ان کا ہر شفعہ مکمل نماز ہوتی ہے۔ اس مسئلہ سے عام لوگ ناواقف ہیں، کیونکہ وہ سب نمازوں کو یکساں طریقے سے پڑھتے ہیں۔ منفرد آخری قعدہ میں جب سجدہ سہو کرے گا تو وہ اس میں تشہد، درود اور دعائیں سب کچھ پڑھے گا۔ عموماً لوگ اس مسئلہ میں بھی غفلت سے کام لیتے ہیں۔ البتہ باجماعت نماز میں سجدہ سہو کی صورت میں آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھی جائے گی، اس میں یہ حکمت ہے کہ درود، دعائیں پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے سے بعض مقتدی نماز کو مکمل تصور کرتے ہوئے دونوں طرف سلام پھیر دیں گے۔ حدیث باب میں بھی یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دورکعت کے بعد قعدہ میں جم کر نشست نہیں کرتے تھے بلکہ جلدی سے اٹھنے کی حالت میں بیٹھتے اور صرف تشہد پڑھتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 130: نماز کے دوران اشارہ کرنا

335 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ اِلَيَّ اِشَارَةً وَّقَالَ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ اِشَارَةً بِاِصْبَعِهٖ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ بِلَالٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّعَائِشَةَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صہیب کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: (وہ فرماتے ہیں:) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا آپ نماز ادا کررہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اشارے کے ذریعے مجھے جواب دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق انہوں نے یہ بات کہی تھی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے ذریعے اشارہ کیا۔

اس بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

335- اخرجه ابو داؤد (306/1): كتاب الصلاة: باب: رد السلام في الصلاة حديث (925) والنسائي (5/3): كتاب السهو: باب: رد السلام بالاشارة في الصلاة واحمد في "مسنده": (332/4) والدارمي (316/1): كتاب الصلاة: باب: كيف يرد السلام في الصلاة من طريق الليث بن سعد عن بكير بن عبد الله بن الاشج عن نابل صاحب العباء عن ابن عمر عن صهيب الرومي فذكره۔

336 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَحَدِيْثُ صُهَيْبٍ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ عَنْ بُكَيْرٍ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ حَيْثُ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ كَانَ يَرُدُّ اِشَارَةً وَّكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ لِاَنَّ قِصَّةَ حَدِيْثِ صُهَيْبٍ غَيْرُ قِصَّةِ حَدِيْثِ بِلَالٍ وَّاِنْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَوٰى عَنْهُمَا فَاحْتَمَلَ اَنْ يَّكُوْنَ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جواب کیسے دیتے تھے؟ جب لوگ آپ کو سلام کرتے تھے' اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے ہوتے تھے' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک کے ذریعے اشارہ کر دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔ ہم اسے صرف لیث نامی راوی کے حوالے سے بکیر کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

زید بن اسلم کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جواب کیسے دیا تھا؟ جب لوگوں نے آپ کو بنو عمرو بن عوف کی مسجد میں سلام کیا تھا' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارے کے ذریعے جواب دیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ دونوں احادیث میرے نزدیک ''صحیح'' ہیں اس لیے' کیونکہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قصے سے مختلف ہے' اگرچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں روایات کو نقل کیا ہے' تو اس بات کا احتمال موجود ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں حضرات سے یہ بات سنی ہو۔

شرح

حالتِ نماز میں انگلی کے اشارہ سے سلام کا جواب دینے میں مذاہب آئمہ

اس بات میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ دورانِ نماز انگلی کے اشارہ سے کسی کے سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص انگلی کے اشارہ سے جواب دیتا ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، خواہ اس کا مفہوم سمجھا جائے یا نہ۔ نوافل وسنت غیرہ مؤکدہ

336 اخرجه ابو داؤد (306/1)؛ كتاب الصلاة باب: رد السلام في الصلاة حديث (927)

میں اس کی گنجائش ہے جبکہ فرائض میں نہیں ہے۔اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستحب ہے۔حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ نماز میں مصروف تھے، میں نے سلام عرض کیا،تو آپ نے اپنی انگلی مبارک کے اشارہ سے جواب دیا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ انگلی سے سلام کا جواب دینا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے،ان کا بیان ہے کہ میں حبشہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں مصروف تھے، میں نے سلام پیش کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔اس سلسلے کے الفاظ یہ ہیں:فسلمت علیہ فلم یرد علی (شرح معانی الآثار جلداوّل ص۲۲۰)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث باب سے استدلال کرنا اس لیے درست نہیں ہے اس میں ابتداء اسلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے منسوخ ہے۔یادر ہے ان دونوں حدیثوں میں نفلی نمازوں کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ التَّسْبِيْحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقَ لِلنِّسَآءِ

باب 131: سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے

337 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حدیثِ دیگر: وَقَالَ عَلِيٌّ كُنْتُ اِذَا اسْتَاْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّى سَبَّحَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (نماز کے دوران امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے۔

337- اخرجه مسلم (315/2- الابی): كتاب الصلاة: باب: تسبيح الرجل و تصفيق المراة اذا نابهما شیء فی الصلاة' حديث (422/107-106) والنسائی (11/3): كتاب السهو: باب: التسبيح فی الصلاة' واحمد فی مسنده (261/2 -440 -479) من طريق سليمان الاعمش' عن ابی صالح ذكوان عن ابی هريرة' فذكره-

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا' اور آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ سبحان اللہ کہہ دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

امام کو مطلع کرنے کے لیے مردوں کے لیے تسبیح اور خواتین کے لیے تصفیق کا مسئلہ

امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی صورت میں امام سے جب کوئی سہو ہو جائے اور مقتدی حضرات انہیں مطلع کرنا چاہیں تو مرد حضرات ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہیں گے اور خواتین مطلع کرنے کے لیے ''تصفیق'' کریں گی یعنی دائیں ہاتھ کی چند انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر ماریں گی اور پیدا ہونے والی آواز امام کو مطلع کرنے کے لیے ہوگی، چونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ بمطابق ''صوت العورۃ عورت'' اس طرح اجنبی لوگوں کو عورت کی آواز سنائی نہیں دے گی۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ خواتین وحضرات سب امام کو مطلع کرنے کے لیے تسبیح کہیں گے۔ ان کے خیال کے مطابق حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو تصفیق سے اس لیے منع کیا گیا کہ وہ صرف تسبیح کہیں، کیونکہ ''تصفیق'' کے ذریعے آواز پیدا کرنا عورتوں کا کام ہے۔

تسبیح کہنے کے متعدد مقامات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) جب کوئی شخص سترہ کے بغیر اور بے خبری کے عالم میں نمازی کے سامنے سے گزرنا چاہتا ہو۔ (۲) امام حالت نماز میں کسی معاملے میں اپنے مقتدیوں کو مطلع کرنا چاہتا ہو۔ (۳) جب کوئی شخص اپنے گھر کے اندر نماز پڑھ رہا ہو تو عین اسی وقت کوئی آدمی دروازے پر آ کر آواز دیتا ہے، تو یہ اپنی حالت نماز سے مطلع کرنے کے لیے بلند آواز سے ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ التَّثَاؤُبِ فِی الصَّلٰوةِ

باب 132: نماز کے دوران جمائی لینا مکروہ ہے

338 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

338- اخرجه مسلم (347/9- النووی) كتاب الزهد والرقائق: باب: تشميت العاطس وكراهة التثاؤب حديث (2994/56)

متنِ حدیث: اَلتَّثَاؤُبُ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَدِّ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ التَّثَاؤُبَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اِبْرَاهِيمُ اِنِّي لَاَرُدُّ التَّثَاؤُبَ بِالتَّنَحْنُحِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز کے دوران جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب کسی شخص کو جمائی آرہی ہو تو جہاں تک اس کے لیے ممکن ہو وہ اپنے منہ کو بند رکھنے کی کوشش کرے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دادا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے نماز کے دوران جمائی لینے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کھانس کر جمائی کو روک دیتا ہوں۔

شرح

حالت نماز میں جمائی لینے کی ممانعت

لفظ ''التثاؤب'' سے مراد جمائی ہے، یہ لفظ ڈاماد کے معنیٰ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ دورانِ نماز جمائی لینا منع ہے، کیونکہ یہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے۔ ازخود اس سے اجتناب کرنا چاہیے اگر اس کا غلبہ ہو جائے تو اسے ختم کرنے کے لیے دانتوں سے زبان کو دبانا چاہیے۔ نماز کا آغاز کرنے سے قبل اس کا نام ونشان نہیں ہوتا مگر جونہی نماز شروع کی شیطان جمائی کی شکل میں اپنا اثر جمانا شروع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ریاضت میں خلل پیدا کرتا ہے۔ حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جمائی کے پی جانے اور اسے ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز کی طرح تلاوت قرآن، اوراد و وظائف اور دیگر امور خیر کی انجام دہی کے وقت بھی جمائی کا آغاز ہو جاتا ہے، کیونکہ شیطان اس کے ذریعے لوگوں کو نیکی کے کاموں سے روکنے یا کاہلی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

باب 133: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف ثواب ملتا ہے

339 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى قَائِمًا

فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَسٍ وَّالسَّائِبِ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا اَنَّهٗ يَقُوْلُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوٰى عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رِوَايَةِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ وَقَدْ رَوٰى اَبُوْ اُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رِوَايَةِ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ

مذاہب فقہاء: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِنْ شَاءَ الرَّجُلُ صَلّٰى صَلَاةَ التَّطَوُّعِ قَائِمًا وَّجَالِسًا وَّمُضْطَجِعًا

وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ جَالِسًا فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يُصَلِّيْ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلِّيْ مُسْتَلْقِيًا عَلٰى قَفَاهُ وَرِجْلَاهُ اِلَى الْقِبْلَةِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ صَلّٰى جَالِسًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ قَالَ هٰذَا لِلصَّحِيْحِ وَلِمَنْ لَيْسَ لَهٗ عُذْرٌ يَعْنِيْ فِي النَّوَافِلِ فَاَمَّا مَنْ كَانَ لَهٗ عُذْرٌ مِّنْ مَّرَضٍ اَوْ غَيْرِهٖ فَصَلّٰى جَالِسًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَقَدْ رُوِيَ فِيْ بَعْضِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلُ قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: جو بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: جو شخص کھڑا ہو کر نماز ادا کرے وہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور جو بیٹھ کر نماز ادا کرے تو اسے کھڑے ہوئے کے مقابلے میں نصف اجر ملتا ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف اجر ملتا ہے (اس سے مراد نفلی نماز ہے)

339- اخرجه البخاری (680/2): كتاب تقصير الصلاة باب: صلاة القاعد حديث (1115) و (683/2) باب: صلاة القاعد بالايماء حديث (1116) و (684/2): باب: اذا لم يطق قاعدا صلى على جنب و ابوداؤد (314/1): كتاب الصلاة: باب: في صلاة القاعد حديث (951) والنسائی (323/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: فضل صلاة القائم ثم على صلاة القاعد وابن ماجه (388/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم حديث (1231) واحمد في "مسنده": (433/4- 435- 442- 443) وابن خزيمة (235/2) حديث (1236) و (241/2) حديث (1249) من طريق حسين بن ذكوان المعلم عن عبدالله بن بريدة عن عمران بن بريدة فذكره-

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمار شخص کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے فرمایا: تم کھڑے ہو کر نماز ادا کرو! اگر تم نہیں کر سکتے تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پہلو کے بل ادا کرو۔

یہی روایت بعض دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق اور کسی شخص نے حصین معلم کے حوالے سے اس طرح کی روایت نقل نہیں کی۔

صرف ابواسامہ اور دیگر راویوں نے حصین معلم کے حوالے سے عیسیٰ بن یونس کی روایت کی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس سے مراد نفلی نماز ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص چاہے، تو وہ نفلی نماز کھڑے ہو کر بھی ادا کر سکتا ہے، بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے اور لیٹ کر بھی ادا کر سکتا ہے۔

اہلِ علم نے بیمار شخص کی نماز کے بارے میں اختلاف کیا ہے، جب وہ بیٹھ کر نماز ادا نہ کر سکتا ہو۔

بعض اہلِ علم نے یہ رائے پیش کی ہے: وہ اپنے دائیں پہلو کے بل نماز ادا کرے گا۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: وہ سیدھا چت لیٹ کر نماز ادا کرے گا، جب کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں گے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرے اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف اجر ملے گا۔

سفیان فرماتے ہیں: یہ تندرست شخص کے لیے ہے، اور اس شخص کے لیے ہے، جسے کوئی بھی عذر لاحق نہ ہو، البتہ جس شخص کو بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کوئی عذر لاحق ہو، اور وہ بیٹھ کر نماز ادا کرلے، تو اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی مانند اجر ملے گا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) بعض روایات میں یہ بات ملتی ہے، جو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید کرتی ہے۔

شرح

مفہوم حدیث

اس حدیث میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص قعود کی حالت میں نماز پڑھے گا، اسے قیام کی حالت میں پڑھنے والے کی بنسبت نصف ثواب عطا ہوگا اور جو شخص لیٹ کر نماز ادا کرے گا، اسے قعود کی حالت میں نماز پڑھنے کی بنسبت نصف ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے شارحین نے طویل ابحاث کی ہیں، ہم مختصر الفاظ اور نہایت اختصار سے اس حدیث کے مصداق و مفہوم کو ذیل میں سوال و جواب کی شکل میں پیش کرتے ہیں:

اشکال: یہ حدیث دو حالتوں سے خالی نہیں ہوسکتی: مفترض سے متعلق ہوگی یا متنفل سے متعلق۔ اگر یہ مفترض سے متعلق ہو تو اس کی دو حالتیں ہوسکتی ہیں، کہ اسے قیام پر قدرت حاصل ہوگی یا نہیں۔ قیام پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود اگر وہ قعود کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر اسے قیام پر علالت وغیرہ کی وجہ سے قدرت حاصل نہ ہو تو قعود کی حالت میں نماز پڑھنے سے، اسے نصف نہیں بلکہ مکمل ثواب ملتا ہے۔ اگر حدیث متنفل سے متعلق ہو تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، کہ وہ معذور ہوگا یا نہیں، بر سبیل اول اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی اور بر سبیل ثانی جمہور کے نزدیک لیٹ کر نوافل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا حدیث کے الفاظ: "من صلاها نائماً" کا مفہوم درست نہیں ہوگا؟

جواب: یہ حدیث مفترض سے متعلق نہیں بلکہ متنفل معذور سے متعلق ہے۔ متنفل کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) اسے قیام پر قدرت حاصل نہیں ہوگی۔ (۲) دقت و مشقت کے ساتھ اسے قیام پر قدرت حاصل ہوگی۔ زیر بحث حدیث میں دوسری قسم کی حالت بیان کی گئی ہے۔ اس کا قیام کی حالت میں نماز ادا کرنا عزیمت ہے اور قعود کی کیفیت میں نماز پڑھنا رخصت ہے۔ عزیمت پر عمل کرنے کی صورت میں اسے پورا ثواب ملے گا جبکہ رخصت کی حالت میں وہ نصف ثواب کا حقدار ہوگا۔ یہاں نصف ثواب تندرست شخص کے مقابل نہیں بلکہ عزیمت کے مقابلہ میں ہے۔ اس طرح زیر بحث حدیث کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ جَالِسًا

باب 134: جو شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے

340 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا وَّيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ وَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ اَطْوَلَ مِنْهَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ حَفْصَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ جَالِسًا فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهٖ قَدْرُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ

340- اخرجه مالك فى الموطا (137/1): كتاب صلاة الجماعة: باب: ما جاء فى صلاة القاعد فى النافلة حديث (21)، و مسلم (60/3- الابى) كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: جواز النافلة قائما و قاعدا حديث (733/118)، والنسائى (223/3): كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب: صلاة القاعد فى النافلة وذكر الاختلاف على ابى اسحق فى ذلك، واحمد فى "مسنده": (285/6)، والدارمى (322/1) كتاب الصلاة: باب: صلاة التطوع قاعدا، وابن خزيمة (238/2) حديث (1242) من طريق ابن شهاب الزهرى عن السائب بن يزيد، عن المطلب بن ابى وداعة السهمى عن حفصة ام المومنين رضى الله عنها فذكره-

وَرُوِیَ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا فَاِذَا قَرَاَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَّاِذَا قَرَاَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَالْعَمَلُ عَلٰى كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ كَاَنَّهُمَا رَاَيَا كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحًا مَعْمُوْلًا بِهِمَا

◄◄ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی کوئی نفلی نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا' یہاں تک کہ جب آپ کی وفات سے ایک سال پہلے کا وقت آیا' تو آپ نفلی نماز بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے' آپ اس میں کسی سورت کی تلاوت کرنا شروع کرتے تھے' اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے کہ وہ اس سے زیادہ لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی محسوس ہوتی تھی۔

اس بارے میں سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بیٹھ کر نماز ادا کیا کرتے تھے' جب آپ کی قرأت میں تیس یا چالیس آیات جتنی تلاوت باقی رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے کھڑے ہو کر وہ قرأت کرتے تھے' پھر رکوع میں جاتے تھے' پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے' پھر جب آپ قرأت کرتے تھے' تو کھڑے ہو جاتے تھے' پھر آپ رکوع میں جاتے تھے' پھر سجدے میں چلے جاتے تھے' یعنی کھڑے ہو کر رکوع میں اور سجدے میں جایا کرتے تھے' لیکن جب آپ قرأت کرتے تھے' تو اس وقت بیٹھ جاتے تھے' پھر آپ رکوع میں اور سجدے میں چلے جاتے تھے' جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دونوں روایات پر عمل کیا جا سکتا ہے' گویا کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک یہ دونوں روایات ''صحیح'' ہیں اور معمول بہ ہیں۔

341 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَاُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهٖ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَاَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ

341- اخرجه مالك في "الموطا" : (138/1): كتاب صلاة الجماعة باب: ما جاء في صلاة القاعد في النافلة' حديث (23) والبخاري (686/2): كتاب اذا صلى قاعدا ثم صح' حديث (1119) و مسلم (59/3- الابي): كتاب صلاة المسافرين' باب: جواز النافلة قائما و قاعدا' حديث (731/112) وابو داؤد (314/1): كتاب الصلاة' باب: في صلاة القاعد' حديث (954) والنسائي (220/3) كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب: كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما' واحمد (178/6) من طريق مالك عن عبدالله بن يزيد' وابي النضر مولى عمر بن عبيدالله' عن ابي سلمة عن عائشة فذكره ولم يذكر المصنف عبدالله بن يزيد-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے' اور قرأت کرتے تھے' جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے' جب آپ کی قرأت میں تیس یا چالیس آیات جتنی مقدار رہ جاتی تھی' تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے' اور کھڑے ہو کر قرأت کرتے تھے' پھر آپ رکوع میں جاتے تھے' پھر سجدے میں جاتے تھے' پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

342 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ وَّهُوَ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ قَالَتْ كَانَ يُصَلِّیْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَآئِمًا وَّلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا فَاِذَا قَرَاَ وَهُوَ قَآئِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَآئِمٌ وَّاِذَا قَرَاَ وَهُوَ جَالِسٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ جَالِسٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت طویل نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے' اور طویل نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے' جب آپ قرأت کرتے تھے' تو آپ کھڑے ہو کر کرتے تھے' پھر رکوع میں جاتے تھے' پھر سجدے میں جاتے تھے' جبکہ آپ قیام کی حالت میں ہوتے تھے' پھر آپ بیٹھ کر قرأت کرتے تھے' اور رکوع اور سجدے میں بیٹھے ہوئے ہی چلے جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنے کا مسئلہ

فرائض، واجب اور سنن مؤکدہ میں قیام فرض ہے، قیام پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے ان کو بیٹھ کر پڑھنے

342- اخرجه مسلم (3/56- الابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب جواز النافلة قائما و قاعدا و فعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا' حديث (105 -730)' وابو داؤد (1/314)' كتاب الصلاة: باب: في صلاة القاعد حديث (955 -956)' و (1/401): باب: تفريع ابواب التطوع وركعات السنة' حديث (1251)' والنسائي (3/219): كتاب قيام الليل وتطوع النهار' باب: كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما' وابن ماجه (1/368) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الركعتين بعد المغرب' حديث (1164)' و (1/388): باب: في صلاة النافلة قاعدا' حديث (1228)' واحمد في "مسنده": (6/ 98- 100- 112- 113- 166- 204- 216- 227- 228)' وابن خزيمة (2/192) حديث (1167)' و (2/208) حديث (1199)' و (2/239- 241) حديث (1245- 1246- 1247- 1248)' من طريق عبد الله بن شقيق العقيلي عن عائشة ام المومنين رضي الله عنها' فذكره۔

سے نماز نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس نوافل اور سنن غیر مؤکدہ میں قیام فرض نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ان کو بیٹھ کر پڑھتا ہے، تو جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے کی نسبت نصف ثواب ملے گا۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا فرماتے تھے لیکن وصال سے ایک سال قبل نماز تہجد بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور چھوٹی سورتوں کی قرأت ترتیل کے ساتھ فرماتے کہ وہ طویل سورتیں معلوم ہوتی تھیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فِي الصَّلٰوةِ فَاُخَفِّفُ

باب 135: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: میں نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں' تو اسے مختصر کر دیتا ہوں

343 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَتَنَ اُمُّهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ کی قسم (بعض اوقات) جب میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں' اور اس وقت میں نماز (باجماعت) کی حالت میں ہوتا ہوں' تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ اس خوف کے تحت کہ کہیں اس کی ماں آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اس بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

بچے کے رونے کے باعث نماز کو مختصر کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت عالم اور مہربان خورد وکلاں بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا عملی طور پر درس دیا جس میں سر مو بھی کمی نہیں آنے دی اور یہی آپ کی شایانِ شان بھی تھا۔ آپ بچوں کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت کرتے، ان پر شفقت فرماتے اور ان کے رونے پر پریشان ہو جاتے۔ خارج نماز کے علاوہ عین نماز کی حالت میں بھی اگر بچوں کے رونے کی آواز سنائی دیتی تو آپ اپنی نماز کو مختصر کر دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم بخدا! اگر حالت نماز میں، میں بچے کے رونے کی آواز سنوں تو میں ضرور نماز کو مختصر کر دوں تا کہ اس کی ماں آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائے۔“

نماز کو مختصر کرنے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں: (۱) بچے کے رونے کی آواز۔ (۲) والدہ کی پریشانی۔ یعنی والدہ باجماعت نماز میں شامل ہے اور بچے نے بھوک اور پیاس وغیرہ کی وجہ سے چیخنا شروع کر دیا ہو۔ نماز کے اختصار کی وجہ سے ایک طرف والدہ کی پریشانی دور ہو جائے گی اور دوسری طرف بچہ جلدی خاموش ہو جائے گا۔ اس روایت سے چند مسائل ہوئے:

☆ کسی ایک نمازی یا سب نمازیوں کی پریشانی کی وجہ سے نماز مختصر کی جاسکتی ہے۔

☆ مسجد کے صحن میں جماعت کھڑی ہو اور اچانک بارش یا آندھی شروع ہو جانے پر نماز مختصر کی جاسکتی ہے۔

☆ امام کو یقین ہو کہ طویل قرأت سے نمازیوں میں اضافہ ہو جائے گا یعنی لوگ وضو وغیرہ کر کے جماعت میں شامل ہو جائیں گے، تو امام قرأت لمبی کر سکتا ہے۔

☆ کسی اہم شخصیت کو جماعت میں شامل کرنے کے لیے قرأت ہرگز طویل نہیں کی جاسکتی۔

نوٹ: نماز کو مختصر کرنے سے مراد صرف قرأت کو مختصر کرنا ہے نہ کہ رکعات یا تسبیحات یا تشہد کو کم کرنا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْمَرْاَةِ اِلَّا بِخِمَارٍ

باب 136: حائضہ (یعنی جوان) عورت کی نماز چادر کے بغیر قبول نہیں ہوتی

344 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ الْحَارِثِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ اِلَّا بِخِمَارٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَوْلُهُ الْحَائِضِ يَعْنِي الْمَرْاَةَ الْبَالِغَ يَعْنِي اِذَا حَاضَتْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَدْرَكَتْ فَصَلَّتْ وَشَيْءٌ مِّنْ شَعْرِهَا مَكْشُوفٌ لَّا تَجُوْزُ صَلَاتُهَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ لَا تَجُوْزُ صَلَاةُ الْمَرْاَةِ وَشَيْءٌ مِّنْ جَسَدِهَا مَكْشُوفٌ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَقَدْ قِيلَ اِنْ كَانَ ظَهْرُ قَدَمَيْهَا مَكْشُوفًا فَصَلَاتُهَا جَائِزَةٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ (بالغ) عورت کی نماز چادر کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

344- اخرجه ابو داؤد (299/1): كتاب الصلاة: باب: المراة تصلي بغير خمار حديث (641) وابن ماجه (214/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: اذا حاضت الجارية لم تصل الا بخمار' حديث (654) واحمد في "مسنده": (150/6 -218) وابن خزيمة حديث (775) من طريق حماد بن سلمة' عن قتادة عن محمد بن سيرين' عن صفية بنت الحارث عن عائشة ام المومنين رضي الله عنها فذكرته۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا، یعنی جب کوئی عورت بالغ ہو جائے، وہ نماز پڑھے اور اس کے سر کا کچھ حصہ بے پردہ ہو، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ ایسی عورت کی نماز درست نہیں ہوتی، جس کے جسم کا کوئی بھی حصہ بے پردہ ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق عورت کے پاؤں بے پردہ ہوں، تو اس کی نماز درست ہوگی۔

شرح

بالغہ خاتون کی نماز کے لیے اوڑھنی شرط ہونا

نماز کی شرائط میں سے عورت کے لیے بلوغت اور اوڑھنی بھی ہیں۔ نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی پر نماز فرض نہیں ہے۔ بالغ لڑکی یا لڑکے پر نماز فرض ہے اور سترِ عورت بھی دونوں کے لیے شرط ہے۔ مرد کی سترِ عورت ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ عورت کے لیے ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم سترِ عورت ہے۔ نماز کے علاوہ عورت اپنے چہرے پر نقاب ڈالے گی تاکہ کسی اجنبی شخص کی چہرے پر نظر نہ پڑے۔ عورت کے لیے اوڑھنی کا استعمال بھی ضروری ہے، کیونکہ اس کے سر کا چوتھائی یا اس سے زائد حصہ کھلا رہنے کی صورت میں نماز درست نہیں ہوگی۔ یہی حکم عورت کے جسم کے ہر ہر حصہ کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بالغہ خاتون کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی۔" یعنی بالغہ خاتون کے لیے سترِ عورت شرط اور ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عورت کی آواز بھی سترِ عورت میں داخل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِيَةِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوةِ

باب 137: نماز کے دوران سدل کا مکروہ ہونا

345 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عِسْلِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ

345- اخرجه ابو داؤد (229/1): كتاب الصلاة باب: ما جاء في السدل في الصلاة حديث (643) وابن ماجه (310/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يكره في الصلاة حديث (966) واحمد في "مسنده": (295/2 -341 -345 -348) والدارمي (320/1): كتاب الصلاة: باب: النهي عن السدل في الصلاة وابن خزيمة (379/1) حديث (772) و (60/2) حديث (918) من طريق عطاء بن ابي رباح عن ابي هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لَا نَعْرِفُہٗ مِنْ حَدِیْثِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عِسْلِ بْنِ سُفْیَانَ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَھْلُ الْعِلْمِ فِی السَّدْلِ فِی الصَّلٰوۃِ فَکَرِہَ بَعْضُھُمُ السَّدْلَ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَالُوْا ھٰکَذَا تَصْنَعُ الْیَھُوْدُ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّمَا کُرِہَ السَّدْلُ فِی الصَّلٰوۃِ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَلَیْہِ اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ فَاَمَّا اِذَا سَدَلَ عَلَی الْقَمِیْصِ فَلَا بَاْسَ

وَھُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَکَرِہَ ابْنُ الْمُبَارَکِ السَّدْلَ فِی الصَّلٰوۃِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران ''سدل'' سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف عطا نامی راوی کے حوالے سے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کے طور پر جانتے ہیں' جو حضرت عسل بن سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

اہلِ علم نے نماز کے دوران ''سدل'' کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے ''سدل'' کو مکروہ قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس طرح یہود کیا کرتے تھے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: نماز کے دوران ''سدل'' اس وقت مکروہ ہے' جب آدمی پر اس وقت ایک کپڑا ہو' اگر وہ قمیص پر ''سدل'' کر لیتا ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے دوران ''سدل'' کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

سدل کی تعریف اور اس کی ممانعت میں مذاہب آئمہ

لفظ ''سدل'' کے تین مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) رومال یا چادر یا عام کپڑے کو سر پر یا کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں کنارے دونوں طرف نیچے لٹکا دینا۔ (۲) اپنے آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دونوں ہاتھوں کو بھی اس میں چھپا لینا اور اسی حالت میں رکوع وسجود کرنا۔ (۳) اسبال ازار الی تحت الکعبین یعنی چادر کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانا۔ پہلی دونوں حالتوں کا تعلق نماز سے ہے اور ان میں نماز مکروہ قرار پائے گی جبکہ غیر حالت نماز میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تیسری حالت کا تعلق نماز سے نہیں ہے۔ البتہ یہ تکبر و نخوت کی علامت ہے' جس کے بارے میں احادیث میں وعید بیان کی گئی ہے۔

سدل کی کراہت وعدم کراہت کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اگر سدل قمیص کے اوپر ہو تو اس میں کراہت نہیں ہے، گویا ان کے نزدیک کراہت کا مدار ''ثواب واحد'' ہے۔ اس لیے کہ ایک کپڑے کی صورت میں کشف عورت کا قوی امکان ہوتا ہے، جو مکروہ ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سدل کی کراہت کا مدار خلاف معمول کپڑے کا استعمال ہے۔ لہٰذا ان کے ہاں سدل علی القمیص اور سدل علی الازار مکروہ قرار پائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلٰوةِ

باب 138: نماز کے دوران کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے

346 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ مُعَيْقِيْبٍ وَّعَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّحُذَيْفَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ ذَرٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَرِهَ الْمَسْحَ فِی الصَّلٰوةِ وَقَالَ اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَّاحِدَةً كَاَنَّهٗ رُوِیَ عَنْهُ رُخْصَةٌ فِی الْمَرَّةِ الْوَاحِدَةِ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ کنکریوں (کو نہ ہٹائے) کیونکہ رحمت اس کے مدمقابل ہوتی ہے۔

اس بارے میں حضرت معیقیب' حضرت علی بن ابوطالب' حضرت حذیفہ اور حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی روایت کی گئی ہے' آپ نے نماز کے دوران کنکریاں ہٹانے سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے: اگر تم نے ضرور یہ کرنا ہو تو ایک مرتبہ کرلو۔

گویا ایک مرتبہ ایسا کرنے کے بارے میں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت منقول ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

347 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَيْقِيْبٍ قَالَ

346- اخرجه ابو داؤد (312/1) كتاب الصلاة' باب: فی مسح الحصی فی الصلاة' حديث (945)' وابن ماجه (327/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: مسح الحصی فی الصلاة حديث (1027)' والنسائی (6/3): كتاب السهو: باب: النهی عن مسح الحصی فی الصلاة' واحمد فی "مسنده": (149/5 -150 -163 -179) والدارمی (322/1): كتاب الصلاة: باب النهی عن مسح الحصی' وابن خزيمة (59/2) حديث (913) و (914) والحميدی (70/1) حديث (128) من طريق الزهری عن ابی الاحوص عن ابی ذر-

متن حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَّاحِدَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ابوسلمہ، حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے دوران کنکریاں ہٹانے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: کوئی مجبوری ہو' تو ایک مرتبہ ایسا کرلو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حالت نماز میں کنکریاں ہٹانے کی کراہت کا مسئلہ

آغاز اسلام میں زمین پر کوئی کپڑا بچھائے بغیر مسلمان نماز ادا کرتے تھے۔ سرزمین عرب پتھریلی ہونے کی وجہ سے اس میں سنگریزوں کی بھرمار ہوتی تھی۔ نماز شروع کرنے سے قبل نمازی حضرات اپنی سجدہ گاہ سے سنگریزوں کو دور کردیتے تھے تاکہ حالت سجدہ میں انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ بعض اوقات بھول کی وجہ سے یا جلدی سے جماعت میں شامل ہونے کے سبب سجدہ گاہ کے سنگریزوں کو صاف نہ کر پاتے تو سجدہ کرتے وقت انہیں شدید دشواری پیش آتی تھی۔ دوران نماز ایک آدھی بار کنکریوں کو ہٹانے کی اجازت دی گئی لیکن بچوں کے کھیل کی طرح بار بار سنگریزوں کو ہٹانے سے منع کیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص حالت نماز میں ہوتو وہ سنگریزوں کو نہ ہٹائے، کیونکہ رحمت باری تعالیٰ ان سے متصل ہوتی ہے۔'' ایک آدھی بار تو حالت نماز میں کنکریوں کو دور کیا جا سکتا ہے لیکن بار بار کے عمل سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اس سلسلے میں دوسری حدیث باب ہے، حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت نماز میں سنگریزوں کو ہٹانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں زیادہ ضرورت پیش آئے تو ایک بار کنکریوں کو دور کر سکتے ہو۔'' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بچوں کے کھیل کی طرح بار بار سجدہ گاہ سے کنکریوں کو دور کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے بلکہ اس سے نماز بھی فاسد ہوسکتی ہے۔

347- اخرجه البخاری (95/3): کتاب العمل فی الصلاة باب: مسح الحصی فی الصلاة' حدیث (1207) ' ومسلم (451/2- الابی): کتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: کراهة مسح الحصی و تسویة التراب فی الصلاة' حدیث (47-48 -546/49) ' وابوداؤد (312/1) کتاب الصلاة: باب : فی مسح الحصی فی الصلاة' حدیث (946) ' والنسائی (7/3): کتاب السهو: باب: الرخصة فیه مرة' وابن ماجه (327/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب مسح الحصی فی الصلاة' حدیث (1026) ' واحمد (426/3) و (425/5) ' والدارمی (322/1): کتاب الصلاة: باب: النهی عن مسح الحصی' وابن خزیمة (51/2-52) حدیث (895 -896) من طریق یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن معیقیب ' فذکره-

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاھِیَةِ النَّفْخِ فِی الصَّلٰوۃِ

باب 139: نماز کے دوران پھونک مارنا مکروہ ہے

348 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ اَخْبَرَنَا مَیْمُوْنٌ اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ مَوْلٰی طَلْحَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَنَا یُقَالُ لَهٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْهَكَ قَالَ اَحْمَدُ ابْنُ مَنِیْعٍ وَّكَرِهَ عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ النَّفْخَ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَالَ اِنْ نَّفَخَ لَمْ یَقْطَعْ صَلَاتَهٗ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ وَّبِهٖ نَاْخُذُ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَرَوٰی بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ هٰذَا الْحَدِیْثَ وَقَالَ مَوْلًی لَنَا یُقَالُ لَهٗ رَبَاحٌ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ مَیْمُوْنٍ اَبِیْ حَمْزَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَقَالَ غُلَامٌ لَنَا یُقَالُ لَهٗ رَبَاحٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَحَدِیْثُ اُمِّ سَلَمَةَ اِسْنَادُهٗ لَیْسَ بِذَاكَ وَمَیْمُوْنٌ اَبُوْ حَمْزَةَ قَدْ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی النَّفْخِ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنْ نَّفَخَ فِی الصَّلٰوۃِ اسْتَقْبَلَ الصَّلٰوۃَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ بَعْضُهُمْ یُكْرَهُ النَّفْخُ فِی الصَّلٰوۃِ وَاِنْ نَّفَخَ فِیْ صَلَاتِهٖ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهٗ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمارے ایک لڑکے کو دیکھا جسے ہم افلح کہتے تھے جب وہ سجدے میں جاتا تھا' تو پھونک مار دیتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود ہونے دو۔

احمد بن منیع نامی راوی اپنے (استاد) کے بارے میں فرماتے ہیں: عباد نے نماز کے دوران پھونک مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اگر آدمی پھونک مار دیتا ہے' تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

احمد بن منیع فرماتے ہیں: ہم اس کو اختیار کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض افراد نے ابوحمزہ کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے' وہ یہ بیان کرتے ہیں: ہمارا ایک غلام تھا' جس کا نام رباح تھا۔

یہ روایت ابوحمزہ کے حوالے سے منقول ہے' جس میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں: ہمارا ایک غلام تھا' جس کا نام رباح تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

میمون ابوحمزہ کو بعض علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔

نماز کے دوران پھونک مارنے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص نماز

348- اخرجہ احمد فی "مسندہ": (323-301/6) من طریق ابی صالح مولی ابی طلحة عن ام سلمة فذکرہ۔

کے دوران پھونک مارتا ہے تو دوبارہ نماز پڑھے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے۔

بعض کے نزدیک نماز کے دوران پھونک مارنا مکروہ ہے۔ اگر وہ شخص اپنی نماز کے دوران پھونک مار دیتا ہے تو وہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔

یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

شرح

حالت نماز میں پھونک مارنے کی ممانعت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ احناف کے ہاں حالت نماز میں سجدہ گاہ کو پھونک مار کر صاف کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن فقہاء احناف کے نزدیک مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ مسئلہ کی نوعیت یوں ہے کہ حالت نماز میں کوئی شخص اپنا گلا صاف کرنے کے لیے بلا عذر کھنگھارتا ہے، تو مکروہ ہے۔ اگر کھنگھارنے کی صورت میں حروف پیدا ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ نماز میں گفتگو کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ اس مسئلہ کا مصداق ناپید ہے، کیونکہ اس مسئلہ پر عمل نہیں ہے اس لیے کہ کوئی بھی نمازی بے ضرورت نہیں کھنگھارتا۔ حدیث باب سے حالت نماز میں پھونک مار کر سجدہ گاہ کو صاف کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، کیونکہ ایک آدھ بار پھونکنا عمل قلیل ہے اور عمل قلیل مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ اس روایت کی ممانعت احتیاط پر محمول ہے، یعنی احتیاط کا تقاضا ہے کہ حالت نماز میں پھونک مار کر سجدہ گاہ کو صاف کرنے، بے ضرورت کھنگھارنے اور ہاتھوں سے زمین کو صاف کرنے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اس مسئلہ کی توضیح سے فقہ حنفی میں احتیاط اور اعتدال کا پہلو بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاِخْتِصَارِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 140: نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت ہے

349 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

349- اخرجه البخاری (106/3): کتاب العمل فی الصلاۃ باب: الخصر فی الصلاۃ حدیث (1220-1219) و مسلم (2/450- الابی): کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ: باب کراھۃ الاختصار فی الصلاۃ حدیث (46 /545) و ابو داؤد (312/1): کتاب الصلاۃ باب: الرجل یصلی مختصرا حدیث (947) والنسائی (127/2): کتاب الافتتاح باب: النہی عن التخصر فی الصلاۃ واحمد فی "مسندہ": (290/2 -295 -231 -232 -399) والدارمی (332/1) کتاب الصلاۃ باب: النہی عن الاختصار فی الصلاۃ وابن خزیمۃ (56/2) حدیث (908) من طریق ھشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ فذکرہ۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْاِخْتِصَارَ فِی الصَّلٰوةِ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّمْشِیَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَّالْاِخْتِصَارُ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهٗ عَلٰى خَاصِرَتِهٖ فِی الصَّلٰوةِ اَوْ يَضَعَ يَدَيْهِ جَمِيْعًا عَلٰى خَاصِرَتَيْهِ وَيُرْوٰى اَنَّ اِبْلِيْسَ اِذَا مَشٰى مَشٰى مُخْتَصِرًا

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا کرے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے نماز کے دوران پہلو پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ بعض اہلِ علم نے پہلو پر ہاتھ رکھ کر چلنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

اختصار کا مطلب یہ ہے: آدمی نماز کے دوران اپنا ہاتھ اپنے پہلو پر رکھے یا دونوں ہاتھ دونوں پہلوؤں پر رکھے۔

یہ روایت بھی منقول ہے: ابلیس (شیطان) جب چلتا ہے تو وہ اپنے پہلو پر ہاتھ رکھ کر چلتا ہے۔

شرح

حالت نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا مسئلہ

لفظ ''اختصار'' سے مراد ہے کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں پر رکھ کر کھڑا ہونا۔ حالت نماز میں اس سے منع کیا گیا ہے اور خارج نماز بھی اس کی ممانعت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس انداز میں کھڑا ہونا، شیطان اور جہنمی لوگوں کا طریقہ ہے۔ قیامت کے دن جہنمی لوگ جب مسلسل کھڑے رہنے سے تھک جائیں گے تو وہ ستانے کی غرض سے پہلوؤں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ حدیث باب میں اس کیفیت میں کھڑا ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص حالت نماز میں پہلوؤں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو۔''

حالت نماز اور خارج نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونے اور چلنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ شیطان کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ وہ اسی حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور اسی کیفیت میں چلتا ہے۔ علاوہ ازیں کھڑا ہونے اور چلنے کا یہ انداز تکبر و نخوت کی علامت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ كَفِّ الشَّعْرِ فِی الصَّلٰوةِ

باب 141: نماز کے دوران بال سمیٹنا مکروہ ہے

350 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوْسٰى

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ

متن حدیث: اَنَّهُ مَرَّ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَّهُوَ يُصَلِّی وَقَدْ عَقَصَ ضَفِرَتَهُ فِیْ قَفَاهُ فَحَلَّهَا فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ الْحَسَنُ مُغْضَبًا فَقَالَ اَقْبِلْ عَلٰی صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ذٰلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ رَافِعٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا اَنْ يُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَهُوَ مَعْقُوصٌ شَعْرُهٗ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَعِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰی هُوَ الْقُرَشِیُّ الْمَكِّیُّ وَهُوَ اَخُو اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی

◆◆ ابورافع رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جو اس وقت نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے اپنے بالوں کو گردن پر باندھا ہوا تھا' اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں کھول دیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ناراضگی سے ان کی طرف نظر کی تو وہ بولے: تم اپنی نماز برقرار رکھو اور غصہ میں نہ آؤ' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ شیطان کا حصہ ہے۔

اس بارے میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص بال باندھ کر نماز ادا کرے۔

عمران بن موسیٰ نامی راوی قریشی مکی ہیں اور یہ ایوب بن موسیٰ کے بھائی ہیں۔

شرح

حالت نماز میں بالوں کو باندھنے کی ممانعت

حالت نماز میں جہاں انسان کے تین سو ساٹھ اعضاء سجدہ ریز ہوتے ہیں وہاں بال بھی سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس لیے ان کو باندھنے سے منع کیا گیا ہے اور باندھنے کی حالت کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ کراہت وممانعت کا حکم صرف مردوں کے لیے خاص ہے۔ خواتین اپنے بال باندھ سکتی ہیں تاکہ حالت نماز میں وہ کھلنے نہ پائیں۔ خواتین کے بال بھی ایک مستقل عضو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عورت کے بالوں کا ایک چوتھائی حصہ ایک رکن کی ادائیگی کے وقت (تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کی مقدار) تک کھلا رہنے سے، نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ حدیث باب میں بالوں کے باندھنے کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔ یہی اس کی ممانعت وکراہت کی

350- اخرجه ابو داؤد (230/1): كتاب الصلاة: باب: الرجل يصلي عاقصا شعره' حديث . 646' وابن ماجه (331/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها' باب: كف الشعر والثوب فی الصلاة' حديث (1042)' واحمد فی "مسنده": (8/6 -391) والدارمی (320/1) : كتاب الصلاة: باب فی عقص الشعر وابن خزيمة (58/2) حديث (911) من طرق مختلفة عن ابی رافع مولی رسول الله صلی الله عليه وسلم -

وجہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّخَشُّعِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 142: نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرنا

351 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعِ ابْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اَلصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشَّعُ وَتَضَرَّعُ وَتَمَسْكَنُ وَتَذَرَّعُ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَالَ غَيْرُ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ فَاَخْطَاَ فِيْ مَوَاضِعَ فَقَالَ عَنْ اَنَسِ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ وَهُوَ عِمْرَانُ بْنُ اَبِيْ اَنَسٍ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَاِنَّمَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعِ ابْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا هُوَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ يَعْنِيْ اَصَحَّ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ

◆◆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نماز دو دو کر کے ادا کی جائے ہر دو رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھا جاتا ہے۔ نماز خشوع وخضوع' گریہ وعاجزی کے ساتھ اور سکون کے ساتھ ادا کی جاتی ہے' تم اپنے دونوں ہاتھ بلند کرو' اپنے پروردگار کی بارگاہ میں' ان کی ہتھیلیوں کا رخ تمہارے چہرے کی طرف ہو' اور تم یہ کہو: اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اس طرح ہے' اس طرح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر آدمیوں نے اس حدیث سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص ایسا نہیں کرتا تو اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: شعبہ نے اس حدیث کو (اپنے استاد) عبدربہ بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کئی مقامات پر غلطی کی ہے۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: یہ روایت انس بن ابوانس کے حوالے سے منقول ہے جبکہ وہ عمران بن ابوانس ہیں۔

351- اخرجه احمد في "مسنده": (211/1) و (167/4) وابن خزيمة (221/2) حديث (1213) من طريق الليث بن سعد' قال حدثنا عبد ربه بن سعيد' عن عمران بن ابى انس' عن عبدالله بن نافع بن العمياء' عن ربيعة بن الحارث عن الفضل بن الحارث فذكره-

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: عبداللہ بن حارث کے حوالے سے منقول ہے' جب کہ وہ عبداللہ بن نافع بن عمیا ہیں انہوں نے ربیعہ بن حارث سے اسے نقل کیا ہے۔

شعبہ یہ روایت کرتے ہیں: عبداللہ بن حارث نے اسے مطلب کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' جبکہ وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہیں' جنہوں نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیث بن سعد کی نقل کردہ روایت شعبہ کی نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

خشوع وخضوع نماز کی روح ومعراج

حدیث باب میں نماز کے حوالے سے چند اہم مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- اہل تہجد کے لیے سہولت: گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ تہجد گزار لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: طویل قیام وقرأت پھر طویل سجدوں میں ہاتھوں کو کشادہ رکھنے کے سبب ان کے ہاتھ تھک جاتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سہولت مہیا کرنے کے لیے فرمایا: ''حالت سجدہ میں وہ اپنی کہنیاں گھٹنوں پر ٹیک لیا کریں۔'' آپ کا یہ ارشاد بطور مسئلہ نہیں تھا بلکہ انہیں حصول سہولت کی تعلیم دی تھی۔ اسی طرح حدیث باب میں بھی اہل تہجد کو سہولت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ تہجد کے نوافل دو، دو کر کے پڑھیں تا کہ طویل قیام وقرأت، رکوع وسجود اور قعود وتشہد کی وجہ سے وہ تھک نہ جائیں۔ اس لیے کہ جو کام سہولت کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ مسلسل اور مستقل ہوتا ہے۔

۲- نوافل کا شفعہ ہونا: زیر بحث حدیث سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کی نماز شفعہ، شفعہ ہوتی ہے یعنی ہر دو رکعت کے بعد قعدہ میں تشہد، دُرود ابراہیمی اور ادعیہ سب کچھ پڑھا جائے گا۔ گویا ان کا ہر قعدہ، آخری قعدہ ہوتا ہے خواہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے یا نہ۔ البتہ واجب (نماز وتر) اور سنن مؤکدہ کی ادائیگی فرائض کی طرح ہوگی۔

۳- خشوع وخضوع کی تعریف: نماز کی روح خشوع وخضوع ہے۔ ظاہری عجز وانکسار کو ''خشوع'' کہا جاتا ہے' جس کا تعلق آواز سے ہے۔ باطنی تذلل کو خضوع کہا جاتا ہے' جس کا تعلق قلب وذہن سے ہے۔ سراپاء عاجزی کی کیفیت کو تمسکن وطمانیت کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خشوع وخضوع بہت مشہور ہے کہ آپ نماز تہجد میں طویل ترین قیام وقرأت، رکوع وسجود اور قعود وتشہد کرتے تھے۔ دوران نماز آپ کے بطن اطہر سے ہنڈیا کی سنسناہٹ جیسی آواز سنائی دیتی تھی اور دعا گڑگڑا کر کرتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

سوال: جب نماز کے آخری قعدہ میں نمازی حضرات دعائیں مانگ لیتے ہیں تو فراغت نماز پر دوبارہ دعائیں مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: (ا) نماز کے آخری قعدہ میں سلام پھیرنے سے قبل نمازی صرف عربی زبان میں اور مخصوص دعائیں کر سکتا ہے۔ ان

کے علاوہ کئی دعائیں کرنے سے نماز فاسد ہوسکتی ہے۔(۲) نماز سے فراغت پر ہر زبان میں اور ہر قسم کی دعائیں کی جاسکتی ہیں۔اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت نماز پر خود دعا کی اور اپنی امت کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی۔

سوال: دعا کرنے کی کیفیت کیا ہونی چاہیے؟

جواب: ارشاد نبوی ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔دعا کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے سینہ کے مقابل تک بلند کیا جائے جبکہ انگلیوں کے سرے چہرے کے سامنے ہوں اور دونوں ہاتھوں کے مابین چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے۔اس دوران نظریں جھکی ہوئی ہوں۔اجتماعی دعا کی صورت میں جمع کے صیغے استعمال کیے جائیں تاکہ تمام نمازیوں بلکہ سب مسلمانوں کے لیے دعا کی جائے۔

جس طرح فرض نماز کے آخری قعدہ میں دعائیں کرنے کے باوجود فراغت نماز پر دوبارہ دعا کرنا مسنون ہے، اسی طرح نماز جنازہ میں خواہ دعائیں موجود ہیں لیکن فراغت پر دعا کرنے کی بھی اجازت ہے، کیونکہ ایک حدیث میں تصریح ہے کہ فراغت نماز جنازہ پر میت کے حق میں خصوصی دعا کرو۔یاد رہے جب دعا فقط اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے تو اس سے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے سے وہ خوش ہوتا ہے اور اپنی بخششوں، عنایات اور نوازشات کے دروازے بندوں کے لیے کھول دیتا ہے۔(قصوری)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّشْبِيكِ بَيْنَ الْاَصَابِعِ فِي الصَّلٰوةِ

باب **143**: نماز کے دوران انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسانا مکروہ ہے

352 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَاِنَّهٗ فِيْ صَلَاةٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ مِثْلَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَرَوٰى شَرِيْكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

وَحَدِيْثُ شَرِيْكٍ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

352- اخرجه ابو داؤد (209/1) كتاب الصلاة: باب: ما جاء في الهدى في المشى الى الصلاة حديث (562) وابن ماجه (31/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يكره في الصلاة حديث (967) واحمد في "مسنده": (241/4- 442- 443) والدارمي (327/1): كتاب الصلاة: باب النهي عن الاشتباك اذا خرج الى المسجد وابن خزيمة (227/1) حديث (-443-444 442-441) و عبد بن حميد ص (144) حديث (369) من طرق مختلفة عن كعب بن عجرة به-

◄► حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے وضو کرے اور پھر وہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے تو اس دوران اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں نہ پھنسائے کیونکہ وہ نماز کی حالت میں (شمار) ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو کئی راویوں نے ابن عجلان کے حوالے سے نقل کیا ہے جیسا کہ حدیث لیث نے روایت کیا ہے۔

شریک نامی راوی نے اسے محمد بن عجلان اور ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی نقل کیا ہے۔

تاہم شریک کی نقل کردہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

شرح

حالت نماز میں انگلیوں کو باہم ایک دوسری میں داخل کرنے کی ممانعت

گھر سے مسجد کی طرف جاتے ہوئے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی کیفیت غلبہ نوم کو ظاہر کرتی ہے، جو اس وقت درست نہیں ہے کیونکہ یہ کاہلی نماز کی فوتگی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اسی طرح مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کے دوران یا عین نماز کی حالت میں انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا آداب مسجد اور آداب نماز کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، بلکہ عمل کثیر کی شکل اختیار کر جانے کے باعث مفسد صلوٰۃ بھی ہوسکتا ہے۔ ان تینوں مواقع پر یہ عمل "مقدمة النوم" کی حیثیت رکھتا ہے۔ نماز کے منتظر اور نمازی کو غلبہ نوم جیسی کیفیت غالب نہیں ہونے دینی چاہیے، کیونکہ یہ حالت کمال نماز کے منافی ہے۔

لفظ "شبكة" کا معنیٰ ہے "جال" جبکہ "تشبيك" سے مراد ہے انگلیاں، انگلیوں میں ڈال کر اسے جال کی شکل بنانا۔ ہر حالت نہایت قبیح اور ناپسند ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ زیر بحث حدیث میں بھی اس سے ممانعت کا درس دیا گیا ہے۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص گھر سے اچھا وضو کر کے مسجد کی طرف آئے تو وہ انگلیوں کو انگلیوں میں ہرگز نہ ڈالے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 144: نماز کے دوران طویل قیام کرنا

353 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُولُ الْقُنُوْتِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جس میں قیام طویل ہو۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت مختلف طریقوں سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَثْرَةِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَفَضْلِهٖ

باب 145: رکوع اور سجدے بکثرت کرنا

354 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ وحَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ رَجَاءٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ قَالَ

متنِ حدیث: لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَّنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهٖ وَيُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَسَكَتَ عَنِّيْ مَلِيًّا ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً

قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَلَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهٗ عَمَّا سَاَلْتُ عَنْهُ ثَوْبَانَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً

قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ وَيُقَالُ ابْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَاَبِيْ فَاطِمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ثَوْبَانَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ كَثْرَةِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ طُوْلُ الْقِيَامِ فِي الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ كَثْرَةِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وقَالَ بَعْضُهُمْ كَثْرَةُ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ اَفْضَلُ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

354- اخرجه مسلم (2/378- الابی): كتاب الصلاة باب: فضل السجود والحث عليه' حديث (225 /488) والنسائی (2/228): كتاب التطبيق: باب: ثواب من سجد لله عزوجل سجدة' حديث (1139) واحمد فی "مسنده": (5/276-280) وابن خزيمة (1/163) حديث (316) من طريق الاوزاعی' قال: حدثنی الوليد بن هشام المعطی' قال: حدثنی معدان بن ابی طلحة' عن ثوبان مولی رسول الله صلی الله عليه وسلم' فذكره-

قَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا حَدِیْثَانِ وَلَمْ یَقْضِ فِیْہِ بِشَیْءٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ اَمَّا فِی النَّھَارِ فَکَثْرَۃُ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَاَمَّا بِاللَّیْلِ فَطُوْلُ الْقِیَامِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ لَہٗ جُزْءٌ بِاللَّیْلِ یَاْتِیْ عَلَیْہِ فَکَثْرَۃُ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فِیْ ھٰذَا اَحَبُّ اِلَیَّ لِاَنَّہٗ یَاْتِیْ عَلٰی جُزْئِہٖ وَقَدْ رَبِحَ کَثْرَۃَ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَاِنَّمَا قَالَ اِسْحٰقُ ھٰذَا لِاَنَّہٗ کَذَا وُصِفَ صَلَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ وَوُصِفَ طُوْلُ الْقِیَامِ وَاَمَّا بِالنَّھَارِ فَلَمْ یُوْصَفْ مِنْ صَلَاتِہٖ مِنْ طُوْلِ الْقِیَامِ مَا وُصِفَ بِاللَّیْلِ

◄◄ معدان بن ابوطلحہ یعمری بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، میں نے ان سے کہا: میری کسی ایسے عمل کی طرف راہنمائی کیجیے! جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے، اور مجھے جنت میں داخل کرے، تو وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے، پھر انہوں نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: تم سجدہ (بکثرت) کیا کرو، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجہ کو بلند کر دیتا ہے، اور اس شخص کے گناہ کو ختم کر دیتا ہے''۔

معدان نامی راوی بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے ان سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا: جس بارے میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تھا، تو انہوں نے بھی یہی فرمایا: تم سجدہ (بکثرت) کیا کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجے کو بلند کر دیتا ہے، اور اس کی وجہ سے اس شخص کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے''۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں بکثرت رکوع وسجود کرنے کا ذکر ہے یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل علم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کے نزدیک نماز میں طویل قیام کرنا بکثرت رکوع اور سجود کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

بعض افراد کے نزدیک نماز میں بکثرت رکوع اور سجود کرنا، طویل قیام کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دو احادیث منقول ہیں اور انہوں (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس بارے میں کوئی باقاعدہ فیصلہ نہیں دیا۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہاں تک دن کا تعلق ہے، تو اس میں بکثرت رکوع وسجود کرنا (زیادہ فضیلت رکھتا ہے) جہاں تک رات کا تعلق ہے، تو اس میں طویل قیام کرنا فضیلت رکھتا ہے، البتہ اگر کسی شخص نے رات کا کوئی حصہ عبادت کے لیے مخصوص کیا ہو، تو اس شخص کے لیے میرے نزدیک (یعنی امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے) پسندیدہ عمل یہ ہے: وہ اپنے اس مخصوص حصے میں نوافل ادا کرے اور بکثرت رکوع اور سجود کے ذریعے نفع حاصل کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس لیے کہی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کو اسی طرح

بیان کیا گیا ہے' جس میں طویل قیام کا تذکرہ ہے' جہاں تک دن کی نماز کا تعلق ہے' تو اس میں اتنے طویل قیام کا واقعہ بیان نہیں کیا گیا جتنا رات کی نماز میں بیان کیا گیا ہے۔

شرح

دن کے نوافل میں کثرت رکوع وسجود اور رات کے نوافل میں طول قرأت افضل ہونا

ان دو ابواب کی دونوں روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ دن کے نوافل میں کثرت سجود اور رات کے نوافل میں طول قرأت افضل ہے۔ مسئلہ کے پہلے حصہ یعنی دن کے وقت کثرت سجود افضل ہے، پر دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں عرض گزار ہوا: آپ میری ایسے عمل کے بارے میں رہنمائی فرمائیں جو میرے لیے نفع ہو اور دخول جنت کا باعث ہو؟ وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے پھر فرمایا: تم کثرت سجود کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔ مسئلہ کے دوسرے حصہ رات کے وقت نوافل میں طویل قرأت افضل ہے، اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بہترین نماز کون سی ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: طول القنوت یعنی ایسی نماز جس میں طویل قرأت ہو۔ علاوہ ازیں دن کے وقت ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ نوافل اور رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلٰوةِ

باب **146**: نماز کے دوران دوسیاہ چیزوں (سانپ اور بچھو) کو مارنا

355 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّأَبِي رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَتْلَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ

355- اخرجه ابو داؤد (305/1): كتاب الصلاة: باب: العمل في الصلاة حديث (921) والنسائي (10/3): كتاب السهو: باب قتل الحية والعقرب في الصلاة' وابن ماجه (394/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة' حديث (1245) واحمد (233/2- 248- 255- 284- 473- 475- 490) والدارمي (354/1): كتاب الصلاة: باب: قتل الحية والعقرب في الصلاة' وابن خزيمة (41/2) حديث (869) من طريق ضمضم عن ابي هريرة به۔

فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا وَّالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ سانپ اور بچھو۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے نماز کے دوران سانپ اور بچھو کو مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ابراہیم (نخعی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: نماز ایک مشغولیت ہے' جس میں کوئی اور کام کرنا منع ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے زیادہ درست ہے۔

شرح

حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا مسئلہ

اس باب کی حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نمازی کے سامنے سے سانپ یا بچھو گزرے، تو حالت نماز میں ہی اسے مار دینا چاہیے کیونکہ یہ دونوں انسان کے دشمن ہیں اور بچ جانے کی صورت میں یہ چھپ جائیں گے جب بھی موقعہ ملا تو نقصان پہنچائیں گے۔ حدیث کا مقصد صرف یہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حالت نماز میں سانپ یا بچھو کو مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان موذی جانوروں کو حالت نماز میں مارنے کی گنجائش ہے، کیونکہ یہ شرعی عذر ہے۔ رہی یہ بات کہ نماز باقی رہے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کو عمل قلیل سے مارا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی مثلاً نمازی کے پاس جوتا پڑا ہوا تھا تو وہ پکڑ کر بچھو کے اوپر رکھ کر دبا دیا اور وہ مر گیا۔ اگر مارنے میں عمل کثیر ہو جائے یعنی کوئی چھڑی پکڑی، بار بار وہ استعمال کی اور دائیں بائیں بھاگنا پڑا تو یہ عمل کثیر ہے' جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اس موقع پر نماز توڑنے کی وجہ سے گناہگار نہیں ہوگا، کیونکہ یہاں شرعی عذر موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت نماز میں دو سیاہ جانوروں کو مارنے کا حکم دیا: (۱) سانپ، (۲) بچھو۔ بعض فقہاء نے حالت نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن جمہور کے نزدیک عذر شرعی کی وجہ سے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ

باب 147: سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کرنا

356 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّ

حَلِيفِ بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِـىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِىْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِىْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَّهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِىَ مِنَ الْجُلُوسِ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

◄► حضرت عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ بنوعبدالمطلب کے حلیف ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں قیام کیا' حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا' جب آپ نے نماز مکمل کی' تو آپ نے دومرتبہ سجدہ سہو کیا' آپ نے ہر ایک سجدے میں تکبیر کہی آپ نے بیٹھے ہوئے (جو سجدے کیے تھے) سلام پھیرنے سے پہلے کیے تھے۔ آپ کے ہمراہ لوگوں نے بھی یہ دونوں سجدے کیے یہ اس وجہ سے تھا' جو آپ بیٹھنا بھول گئے تھے۔ اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

357 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى وَاَبُوْ دَاوٗدَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

آثارِ صحابہ: اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّائِبِ الْقَارِئَ كَانَا يَسْجُدَانِ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ بُحَيْنَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْـعَـمَـلُ عَلٰى هـٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِىِّ يَرٰى سَجْدَتَيِ السَّهْوِ كُلِّهٖ قَبْلَ السَّلَامِ وَيَـقُـوْلُ هـٰذَا النَّاسِخُ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَيَذْكُرُ اَنَّ اٰخِرَ فِعْلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَـلٰـى هـٰـذَا وَقَـالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ فَاِنَّهٗ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ عَلٰى حَـدِيْـثِ ابْـنِ بُـحَيْنَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُحَيْنَةَ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَالِكٍ وَّهُوَ ابْنُ بُحَيْنَةَ مَالِكٌ اَبُوْهُ وَبُحَيْنَةُ اُمُّهٗ هٰكَذَا اَخْبَرَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِىِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَدِيْنِىِّ

قَـالَ اَبُـوْ عِيْسٰـى: وَاخْتَـلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِىْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ مَتٰى يَسْجُدُهُمَا الرَّجُلُ قَبْلَ السَّلَامِ اَوْ بَعْدَهٗ

356– اخرجه البخارى (2/361) : كتاب الاذان: باب: من لم ير التشهد الاول واجبا' حديث (829)' و (2/362) باب: التشهد فى الاولى' حديث (830)' و (3/111) كتاب السهو: باب: ماجاء فى السهو اذا قام فى ركعتى الفريضة' حديث (1224-1225)' و (3/119): باب: من يكبر فى سجدتى السهو' حديث (1230)' و (11/558) كتاب الايمان والنذور: باب: اذا حنث ناسيا فى الايمان حديث (6670)' و مسلم (2/483 -484- الابى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: السهو فى الصلاة والسجود له حديث (85 -86 -87-570)' وابو داؤد (1/337) كتاب الصلاة: باب: من قام اثنتين ولم يتشهد' حديث (1034 -1035) والنسائى (2/244): كتاب التطبيق' باب: ترك التشهد الاول' و (3/19-20): كتاب السهو باب: ما يفعل من قام من اثنتين ناسيا ولم يتشهد' و (3/34): باب: التكبير فى سجدتى السهو' وابن ماجه (1/381): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء فيمن قام من اثنتين ساهيا' حديث (1206 -1207) ومالك فى "الموطا" : (1/96): كتاب الصلاة باب: من قام بعد الاتمام او فى الركعتين' حديث (65) واحمد فى "مسنده": (5/345 -346)' والدارمى (1/352): كتاب الصلاة: باب: اذا كان فى الصلاة نقصان والحميدى (2/402)' حديث (903-904) وابن خزيمة (2/115-115) حديث (1029-1030-1031) من طريق عبدالرحمن الاعرج عن عبدالله بن بحينة' فذكره۔

فَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنْ يَّسْجُدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ بَعْضُهُمْ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِثْلِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّرَبِيْعَةَ وَغَيْرِهِمَا وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَتْ زِيَادَةً فِي الصَّلٰوةِ فَبَعْدَ السَّلَامِ وَاِذَا كَانَ نُقْصَانًا فَقَبْلَ السَّلَامِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وقَالَ اَحْمَدُ مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فَيُسْتَعْمَلُ كُلٌّ عَلٰى جِهَتِهٖ يَرٰى اِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلٰى حَدِيْثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ فَاِنَّهٗ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَاِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَاِنَّهٗ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَاِذَا سَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَاِنَّهٗ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَكُلٌّ يُسْتَعْمَلُ عَلٰى جِهَتِهٖ وَكُلُّ سَهْوٍ لَيْسَ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرٌ فَاِنَّ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ وقَالَ اِسْحٰقُ نَحْوَ قَوْلِ اَحْمَدَ فِيْ هٰذَا كُلِّهٖ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ كُلُّ سَهْوٍ لَيْسَ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرٌ فَاِنْ كَانَتْ زِيَادَةً فِي الصَّلٰوةِ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ وَاِنْ كَانَ نُقْصَانًا يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سائب قاری یہ دونوں حضرات سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کے نزدیک ہر قسم کا سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حدیث دیگر تمام روایتوں کی ناسخ ہے۔ (جن میں سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کا ذکر ہے)

انہوں نے یہ بات بھی ذکر کی ہے: اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے آخری فعل یہی (منقول) ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص دو رکعت پڑھنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑا ہو جائے' تو وہ سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرے گا' جیسا کہ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں یہ بات موجود ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ، یہ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں (یعنی مالک) بحینہ کے صاحبزادے ہیں' مالک ان کے والد ہیں اور بحینہ ان کی والدہ ہیں۔ اسحٰق بن منصور نے علی بن مدینی کے حوالے سے یہی بات مجھے بتائی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سجدہ سہو کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے: آدمی کب سجدہ سہو کرے گا؟ سلام پھیرنے سے پہلے یا اس کے بعد؟ بعض حضرات کے نزدیک آدمی سلام پھیرنے کے بعد ان دونوں سجدوں کو کرے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کے نزدیک یہی رائے درست ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک آدمی سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے گا مدینہ منورہ کے اکثر فقہاء کی بھی یہی رائے ہے' جس میں حضرت یحییٰ بن سعید اور ربیعہ (الرائے) وغیرہ شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اگر نماز میں کسی زیادتی کی وجہ سے (سجدہ سہو لازم ہو تو) سلام پھیرنے کے بعد کیا

جائے گا' اور اگر کمی کی وجہ سے ہو' تو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے گا۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ سہو کے بارے میں جو منقول ہے' اس میں سے ہر ایک کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب کوئی شخص دو رکعت پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے' تو وہ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث کے مطابق سلام پھیرنے سے پہلے دونوں سجدے کرے گا' اور اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعت ادا کرے' تو وہ سلام پھیرنے کے بعد یہ دونوں سجدے کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ظہر اور عصر کی نماز کے وقت سلام پھیر دے' تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دونوں سجدے کرے گا۔ ان میں سے ہر ایک روایت کو ان کی مخصوص صورتحال پر محمول کیا جائے گا۔ البتہ ہر وہ سجدہ سہو جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ منقول نہ ہو' اس میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں' جو ان تمام صورتوں کے بارے میں ہے' البتہ وہ یہ فرماتے ہیں: ہر وہ سجدہ سہو جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ منقول نہ ہو' اگر وہ نماز میں کسی زیادتی کی وجہ سے ہو' تو وہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد کرے گا' اور اگر کسی کمی کی وجہ سے ہو' تو سلام پھیرنے سے پہلے کرے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

باب **148**: سلام پھیرنے اور کلام کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا

358 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت ادا کر لیں' تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے یا آپ بھول گئے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ سہو

358- اخرجه البخاری (113/3): كتاب سجود القرآن باب: اذا صلى خمسا' حديث (1226)' ومسلم (485/2- الابی): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: السهو فی الصلاة والسجود له' حديث (89-90-91/572) وابو داؤد (333/1): كتاب الصلاة: باب: اذا صلى خمسا' حديث (1019-1020)' والنسائی (28/3-29): كتاب السهو باب: التحری' و (31/3-32): باب: ما يفعل من صلى خمسا' وابن ماجه (380/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب السهو فی الصلاة حديث (1203)- وباب: من يصلی الظهر خمسا وهو ساه' حديث (1205) و (382/1): باب: ماجاء فيمن شك فی صلاته فتحری الصواب' حديث (1211)' واحمد فی " مسنده ": (376/1- 379- 419- 438- 443- 455- 465)' والدارمی (352/1): كتاب الصلاة: باب سجدة السهو من الزيادة' وابن خزيمة (113/2) حديث (1028) و (131/2) حديث (1055- 1056- 1057) من طريق ابراهيم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود' فذكره-

کیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

359 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ الْكَلَامِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ مُّعَاوِيَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت عبداللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: کلام کرنے کے بعد سجدہ سہو کیے تھے۔

اس بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

360 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ اَيُّوْبُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَحَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَصَلَاتُهُ جَائِزَةٌ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَاِنْ لَّمْ يَجْلِسْ فِي الرَّابِعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَّلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْض

359- اخرجه مسلم (2/490- الابى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب السهو فى الصلاة والسجود له حديث (572/95) والنسائى (3/66): كتاب السهو: باب: سجدتى السهو بعد السلام والكلام' وابن ماجه (1/385): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ماجاء فيمن سجدهما بعد السلام' حديث (1218) واحمد فى مسنده: (376-456)' والحميدى (1/53) حديث (96)' وابن خزيمة (2/132) حديث (1058-1059) من طريق ابراهيم' عن علقمة عند ابن مسعود فذكره-

360- اخرجه مالك فى الموطا (1/93): كتاب الصلاة: باب: ما يفعل من سلم من ركعتين ساهيا' حديث (58)' والبخارى (3/118): كتاب السهو باب: من لم يتشهد فى سجدتى السهو' حديث (1228) و مسلم (2/490- الابى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة باب: السهو فى الصلاة والسجود له' حديث (97-573/98) وابوداؤد (1/330): كتاب الصلاة: باب: السهو فى السجدتين' حديث (1008-1009-1010-1011) والنسائى (3/20-22) : كتاب السهو: باب: مايفعل من سلم من ركعتين ناسيا وهو يتكلم' و (3/26) باب: ذكر الاختلاف على ابى هريرة فى السجدتين' وابن ماجه (1/383): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: فيمن سلم من اثنتين او ثلاث ساهيا' حديث (1214)' واحمد فى "مسنده": (2/37- 234- 247- 284)' والدارمى (1/351): كتاب الصلاة باب: سجدة السهو من الزيادة' والحميدى (2/433) حديث (983)' وابن خزيمة حديث (860)' و (2/117) حديث (1036- 1035) من طريق محمد بن سيرين عن ابى هريرة' فذكره-

اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں سجدے سلام پھیرنے کے بعد کیے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ایوب اور دیگر راویوں نے اسے ابن سیرین کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پرعمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعت ادا کرلے تو اس کی نماز جائز ہوگی' البتہ وہ دوبار سجدہ سہو کرے گا۔ اگر وہ چوتھی رکعت کے بعد بیٹھا نہیں تھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کے وقت پانچ رکعت نماز ادا کرلیتا ہے' اور چوتھی رکعت کے بعد تشہد کی مقدار تک نہیں بیٹھتا' تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہلِ کوفہ کی بھی یہی رائے ہے۔

شرح

سجدہ سہو قبل السلام یا بعد السلام ہونے میں مذاہب آئمہ

اس بات میں سب آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ سجدہ سہو قبل السلام بھی جائز ہے اور بعد السلام بھی۔ البتہ دونوں صورتوں میں افضل کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے؛ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ سجدہ سہو بعد السلام افضل ہے۔اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد، درود اور دعائیں پڑھنے کے بعد صرف دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیے جائیں۔ بعد ازاں تشہد، درود اور دعائیں پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیرنے سے نماز مکمل ہوجائے گی۔ البتہ باجماعت نماز کی صورت میں صرف تشہد کے بعد سلام پھیرا جائے گا تاکہ مسبوق مقتدی یہ جان لیں کہ یہ سجدۂ سہو کا سلام ہے۔ سجدہ سہو سے قبل جو سلام پھیرا جاتا ہے، اس کی تعداد میں احناف کے نزدیک تین اقوال ہیں: (۱) محض ایک سلام پھیرا جائے گا جو صرف سامنے کی سمت ہوگا۔ (۲) دو سلام پھیرے جائیں گے جن میں سے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب۔ (۳) صرف ایک سلام پھیرا جائے گا اور وہ دائیں جانب۔ آخری قول زیادہ مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کسی شخص کو نماز کی رکعات کی تعداد میں شک پڑ جائے تو وہ غور وفکر کرے اور ظن غالب والی جہت کو لے پھر سلام پھیر کر دو سجدے سہو کرے۔

(جامع ترمذی جلد اوّل ص ۷۸)

۲-حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سہو کی ہر صورت میں دوسجدے ہیں، سلام پھیرنے کے بعد۔
(سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۱۰۳۸)

۳-حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو نماز میں شک لاحق ہو جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دوسجدے کرے۔ (سنن ابی داؤد، جلداوّل رقم الحدیث ۱۰۳۳)

۴-سلام کے بعد دوسجدے کرنے کی صورت میں عبادت میں کثرت ہے، کیونکہ پوری تشہد، درود اور دعائیں دو، دومرتبہ پڑھی جاتی ہیں۔

(۲)-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سلام سے قبل دوسجدے سہو کرنا افضل ہے۔ان کے نزدیک سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد، درود شریف اور دعائیں پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دوسجدے کیے جائیں گے پھر ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز سے فراغت حاصل کر لی جائے گی۔ وہ سجدہ سہو قبل السلام والی روایات کو ناسخ اور سجدہ سہو بعد السلام والی روایات کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ان کی دلیل قبل السلام سجدۂ سہو کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل السلام اور بعد السلام سجدہ سہو کرنا مروی ہے لیکن آپ کا آخری عمل قبل السلام سجدہ سہو کرنے کا ہے۔

(۳)-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی زیادتی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا ہو تو بعد السلام سجدہ سہو کیا جائے گا اور اگر کسی چیز کی کمی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا ہو تو وہ قبل السلام کیا جائے گا۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ احادیث پر غور کیا جائے گا جن صورتوں میں قبل السلام کا ذکر ہے ان میں قبل السلام سجدہ سہو کیا جائے گا اور جن صورتوں میں بعد السلام سجدۂ سہو کا ذکر ہے ان میں بعد السلام کیا جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف دلائل قوی ہونے کی وجہ سے راجح ہے، دیگر آئمہ کے اکثر دلائل یا منسوخ روایات سے ہیں یا ضعیف سے جو قابل حجت نہیں ہو سکتے۔

زیر بحث دونوں ابواب کی پانچوں احادیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ان میں سے سجدہ سہو بعد السلام والی احادیث قوی اور ناسخ جبکہ قبل السلام سجدہ سہو والی روایات منسوخ یا ضعیف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشَهُّدِ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

باب 149: تشہد میں سجدہ سہو کرنا

361 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ وَهُوَ عَمُّ اَبِىْ قِلَابَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ

توضیح راوی: وَاَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ اَيْضًا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو

وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِىُّ وَهُشَيْمٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ بِطُولِهٖ

حدیثِ دیگر: وَهُوَ حَدِيْثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ فِىْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِّنَ الْعَصْرِ فَقَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى التَّشَهُّدِ فِىْ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَتَشَهَّدُ فِيْهِمَا وَيُسَلِّمُ وقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ فِيْهِمَا تَشَهُّدٌ وَّتَسْلِيْمٌ وَّاِذَا سَجَدَهُمَا قَبْلَ السَّلَامِ لَمْ يَتَشَهَّدْ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَا اِذَا سَجَدَ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ لَمْ يَتَشَهَّدْ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی آپ سے سہو ہوگیا تو آپ نے دو بار سجدہ سہو کیا' پھر آپ نے تشہد پڑھا پھر آپ نے سلام پھیرا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابن سیرین نے اس روایت کو ابومہلب کے حوالے سے نقل کیا ہے' جو ابوقلابہ نامی راوی کے چچا ہیں اور انہوں نے اسے مختلف طور پر نقل کیا ہے۔

امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے اس حدیث کو خالد حذاء کے حوالے سے' ابوقلابہ کے حوالے سے' ابومہلب سے نقل کیا ہے۔

ابومہلب نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن عمرو ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام معاویہ بن عمرو ہے۔

عبدالوہاب ثقفی' ہشیم اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو خالد حذاء کے حوالے سے' ابوقلابہ کے حوالے سے طوالت کے ساتھ نقل کیا ہے۔

یہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز میں تین رکعت نماز پڑھا دیں اور (سلام پھیر دیا) تو ایک صاحب کھڑے ہوئے جن کا نام خرباق تھا (الحدیث)

اہلِ علم نے سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے' بعض حضرات نے یہ رائے دی ہے: آدمی تشہد پڑھے گا' اور پھر سلام پھیرے گا۔

بعض حضرات کے نزدیک ان (سجدوں کے بعد تشہد نہیں پڑھا جائے گا' اور صرف سلام پھیر دیا جائے گا' جب آدمی سلام

361- اخرجه ابو داؤد (339/1): كتاب الصلاة' باب: سجدتى السهو فيهما تشهد و تسليم' حديث (1039)' والنسائى (26/3): كتاب السهو: باب: ذكر الاختلاف على ابى هريرة فى السجدتين' وابن خزيمة حديث (1062) من طريق محمد بن عبد الله الانصارى' عن اشعث عن محمد بن سيرين عن خالد الحذاء عن ابى قلابة عن ابى المهلب عن عمران بن حصين' فذكره۔

پھیرنے سے پہلے یہ دونوں سجدے کرتا ہے تو وہ تشہد نہیں پڑھے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: جب آدمی سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لے تو وہ تشہد (دوبارہ) نہیں پڑھے گا۔

شرح

سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے میں مذاہب آئمہ

نماز کے آخری قعدہ میں سجدہ سہو کے بعد کیا تشہد پڑھا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- جو لوگ سجدہ سہو قبل السلام کے قائل ہیں، ان کے دوگروپ ہیں: (۱) بعض صحابہ، امام ابن سیرین اور حضرت امام ابن ابی یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا موقف ہے سجدہ سہو کے بعد تشہد نہیں ہے بلکہ سلام پھیر دیا جائے گا۔ (۲) حضرت انس بن مالک، حضرت حسن بصری اور حضرت امام طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سجدہ سہو کے بعد نہ تشہد ہے اور نہ سلام ہے بلکہ سجدہ سہو کے فوراً بعد ازخود نماز مکمل ہو جائے گی۔

۲- جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک سجدہ سہو کی حقیقت تین چیزوں پر مشتمل ہے: (۱) دو سجدے، (۲) تشہد اور (۳) سلام۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی جس میں آپ سے سہو واقع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیے، تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّجُلِ يُصَلِّي فَيَشُكُّ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ

باب 150: جس شخص کو نماز میں کسی کمی یا اضافہ کا شک ہو

362 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِيَاضٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاَبِي سَعِيدٍ اَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَيْفَ صَلّٰى فَقَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلّٰى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ اَبِي سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

362- اخرجه ابو داؤد (336/1): كتاب الصلاة: باب: من قال يتم على اكبر ظنه' وابن ماجه (380/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: السهو في الصلاة' حديث (1204)' واحمد (3/12-37-50-51 -53)' وابن خزيمة (19/1) حديث (29) من طريق يحيى بن ابي كثير' عن عياض بن هلال عن ابي سعيد الخدري' فذكره-

وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِی الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهُمَا وَاحِدَةً وَّاِذَا شَكَّ فِی الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهُمَا ثِنْتَيْنِ وَيَسْجُدُ فِیْ ذٰلِكَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَصْحَابِنَا وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى فَلْيُعِدْ

◆◆ عیاض بن ہلال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت ادا کی ہیں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اس کو یہ یاد نہ رہے: اس نے کتنی رکعت نماز ادا کی ہیں؟ تو وہ بیٹھ کر (تشہد کی حالت میں) دو بار سجدہ سہو کر لے۔

اس باب میں حضرت عثمان غنی، حضرت ابن مسعود، حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اسی روایت کو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سے دیگر حوالے سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جب کسی شخص کو ایک یا دو رکعت کے بعد ایسا شک ہو جائے تو اس کو ایک رکعت قرار دے اور اگر تین رکعت کے بارے میں شک ہو تو وہ اس کو دو رکعت قرار دے (یعنی وہ کم از کم تعداد قرار دے) اس حوالے سے دو بار سجدہ سہو کر لے اور سلام پھیرنے سے پہلے کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک جب آدمی کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو اور اس کو یہ یاد نہ رہے: اس نے کتنی رکعت نماز ادا کی ہیں؟ تو وہ دوبارہ نماز ادا کرے۔

363 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْتِیْ اَحَدَكُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ فَيَلْبِسُ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِیَ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

363– اخرجه مالك فی "الموطا": (100/1): كتاب السهو: باب: العمل فی السهو حديث (1) والبخاری (125/3): كتاب السهو: باب: السهو فی الفرض والتطوع حديث (1232) و مسلم (479/2- الابی) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: السهو فی الصلاة والسجود له حديث (389/83-82) وابو داؤد (336/1): كتاب الصلاة: باب من قال يتم على اكبر ظنه حديث (1032-1031-1030) والنسائی (31-30/3): كتاب السهو: باب: التحری وابن ماجه (384/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فی سجدتی السهو قبل السلام حديث (1217-1216) واحمد (522-483-284-283-273-241/2) والدارمی (350/1): كتاب الصلاة: باب الرجل لا يدری اثلاثا صلى ام اربعا والحميدی (422/2) حديث (947) وابن خزيمة (109/2) حديث (1020) من طريق ابی سلمة عن ابی هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: شیطان تم میں سے کسی ایک کی نماز کے دوران آتا ہے اور اسے شک کا شکار کر دیتا ہے' تو اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت ادا کی ہیں؟ جب کسی شخص کو ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے' تو وہ قعدہ کی حالت میں دو مرتبہ سجدہ سہو کرلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

364 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنُ عَثْمَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اِذَا سَهَا اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلّٰى اَوْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلٰى وَاحِدَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلّٰى اَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلٰى ثِنْتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلّٰى اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی شخص کو نماز میں شک ہو جائے' اسے یہ یاد نہ رہے: اس نے ایک رکعت ادا کی ہے یا دو ادا کی ہیں' تو وہ ایک رکعت پر بنیاد رکھے اور اگر اسے یہ یاد نہ رہے: اس نے دو کی ہیں' یا تین کی ہیں' تو وہ دو پر بنیاد رکھے اور اگر اس کو یہ یاد نہ آئے کہ تین پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں' تو پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدہ سہو کرلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے دیگر اسناد کے حوالے سے بھی منقول ہے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبیداللہ بن عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

365 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ وَهُوَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ

364- اخرجه ابن ماجه (381/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما جاء فيمن شك في صلاته فرجع الى اليقين حديث (1209)' واحمد في "مسنده" :(190/1 -195) من طريق عبدالله بن عباس عن عبدالرحمن بن عوف' فذكره-

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَذِى الْيَدَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِذَا تَكَلَّمَ فِى الصَّلٰوةِ نَاسِيًا اَوْ جَاهِلًا اَوْ مَا كَانَ فَاِنَّهٗ يُعِيْدُ الصَّلٰوةَ وَاعْتَلُّوا بِاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ كَانَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْكَلَامِ فِى الصَّلٰوةِ قَالَ وَاَمَّا الشَّافِعِيُّ فَرَاٰى هٰذَا حَدِيْثًا صَحِيْحًا فَقَالَ بِهٖ

حدیث دیگر: وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِىْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصَّائِمِ اِذَا اَكَلَ نَاسِيًا فَاِنَّهٗ لَا يَقْضِى وَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ

قَالَ الشَّافِعِيُّ وَفَرَّقَ هٰؤُلَآءِ بَيْنَ الْعَمْدِ وَالنِّسْيَانِ فِىْ اَكْلِ الصَّائِمِ بِحَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

وَقَالَ اَحْمَدُ فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اِنْ تَكَلَّمَ الْاِمَامُ فِىْ شَىْءٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ قَدْ اَكْمَلَهَا ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ لَمْ يُكْمِلْهَا يُتِمُّ صَلَاتَهٗ وَمَنْ تَكَلَّمَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَعَلَيْهِ اَنْ يَّسْتَقْبِلَهَا وَاحْتَجَّ بِاَنَّ الْفَرَائِضَ كَانَتْ تُزَادُ وَتُنْقَصُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّمَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ وَهُوَ عَلٰى يَقِيْنٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ اَنَّهَا تَمَّتْ وَلَيْسَ هٰكَذَا الْيَوْمَ لَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتَكَلَّمَ عَلٰى مَعْنٰى مَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ لِاَنَّ الْفَرَائِضَ الْيَوْمَ لَا يُزَادُ فِيْهَا وَلَا يُنْقَصُ قَالَ اَحْمَدُ نَحْوًا مِّنْ هٰذَا الْكَلَامِ وَقَالَ اِسْحٰقُ نَحْوَ قَوْلِ اَحْمَدَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا' حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ دو رکعت ادا کی' پھر آپ نے سلام پھیرا' پھر تکبیر کہی' پھر آپ نے عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا' پھر آپ نے تکبیر کہی اپنا سر مبارک اٹھایا' پھر اپنے سجدوں کی طرح سجدہ یا اس سے طویل سجدہ کیا۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، اور حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس حدیث کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض اہلِ کوفہ نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص نماز کے دوران بھول کر یا ناواقفیت کی بنیاد پر یا کسی بھی وجہ سے بات چیت کر لیتا ہے' تو اس کو دوبارہ نماز پڑھنی پڑھے گی۔

وہ حضرات اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں۔ یہ نماز کے دوران کلام کی حرمت ثابت ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو روایات منقول ہیں ان میں سب سے بہترین سب سے مستند یہ روایت ہے جو روزہ دار کے حوالے سے ہے: جب وہ بھول کر کوئی چیز کھالے تو وہ قضا نہیں کرے گا کیونکہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان حضرات میں اس حوالے میں جان بوجھ کر کھانے میں اور بھول کر کھانے میں فرق کیا ہے روزہ دار کے کھانے کے حوالے سے اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: امام نماز کے دوران کوئی بات کردے اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ نماز کو مکمل کردے گی پھر اس کو پتا چلے کہ اس نے نماز کو مکمل نہیں کیا تو وہ اپنی نماز مکمل کرے گا اور جو شخص امام کی اقتداء میں کوئی کلام کردے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اس پر بقیہ نماز لازم ہے تو اس کو نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ انہوں نے دلیل کے طور پر یہ بات بیان کی ہے: فرائض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کمی بیشی ہو جایا کرتی تھی حضرت ذوالیدین نے اس بارے میں کلام کیا اور ان کو اپنی نماز کے بارے میں اس بات کا یقین تھا کہ وہ مکمل ہو چکی ہے یہ حکم آج کی طرح اس شخص کے بارے میں نہیں ہے یعنی وہ شخص اس مفہوم کو برقرار رکھتے ہوئے کلام نہیں کرے گا جس کلام کو ذہن میں رکھتے ہوئے حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تھا۔ اس لیے کہ آج فرائض میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی مانند بات کہی ہے۔

اس بارے میں امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک فتویٰ دیا ہے۔

شرح

تعداد رکعات نماز میں زیادتی یا کمی کا شک ہونے میں مذاہب آئمہ

اس باب کی پانچوں احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت نماز میں نمازی کو تعداد رکعات نماز میں شک پڑ گیا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، تو اس بارے میں کیا کیا جائے گا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے بناء علی الاقل یابناء علی الیقین کی جہت کو اختیار کیا جائے گا مثلاً کسی شخص کو شک ہوا کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار؟ وہ تین رکعت تصور کرے گا اور باقی ماندہ نماز پوری کرے اور آخری قعدہ کے اختتام پر سجدہ سہو بھی کرے گا۔

جہاں قعدہ اخیرہ کی صورت بنتی ہو، وہاں قعدہ اخیرہ کرے گا۔ اس صورت میں تیسری رکعت کے بعد اور چوتھی رکعت کے بعد بھی قعدہ ہوگا۔

۲۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سہو کی ہر صورت میں صرف سجدہ سہو کیا جائے گا۔

۳-حضرت امام اوزاعی اور حضرت امام شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ تعداد رکعات نماز میں شک پیدا ہو جانے پر فوراً سلام پھیر کر نماز ختم کردی جائے پھر نئے سرے سے نماز پڑھی جائے۔

۴-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر نمازی کو پہلی بار شک پڑا یا دو تین سال کے بعد یعنی کبھی کبھار شک پڑتا ہو، تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے اگر اسے بار بار نماز میں شک لاحق ہوتا ہو، تو وہ غور وفکر کے بعد بناء علی الاقل یا بناء علی الیقین کی صورت کو اختیار کرے گا۔

مسئلہ: "الکلام فی الصلوٰۃ" میں مذاہب آئمہ

زیر بحث باب کی آخری حدیث سے بھی دوران نماز گفتگو کا ثبوت ملتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ حالت نماز میں بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلام فی الصلوٰۃ مفسد صلوٰۃ نہیں ہے خواہ سہواً ہو یا عمداً یا جہلاً۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلام فی الصلوٰۃ اصلاح نماز کے لیے ہو تو مفسد صلوٰۃ نہیں ورنہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کلام فی الصلوٰۃ تمام صلوٰۃ کے گمان سے ہو تو مفسد صلوٰۃ نہیں ہے ورنہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ الغرض آئمہ ثلاثہ کے نزدیک فی الجملۃ کلام مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ انہوں نے ذوالیدین والی حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت والی نماز، تین رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا، حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کچھ بھی نہیں ہوا۔ عرض کیا: دونوں کاموں میں سے ایک ضرور ہوا ہے۔ آپ نے مقتدیوں سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بھی حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت مزید ملا کر نماز مکمل کی۔ اس روایت سے دوران نماز گفتگو کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ کلام فی الصلوٰۃ مطلقاً ناقض صلوٰۃ ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً یا جہلاً۔ آپ کے مؤقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قوموا للہ قانتین" اس آیت میں لفظ "قنوت" سکوت کے معنیٰ کے ساتھ ہے۔ یہ آیت کلام فی الصلوٰۃ کی ممانعت کے لیے نازل کی گئی ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دوران نماز گفتگو کیا کرتے تھے لیکن اس آیت کے نزول پر ہم نے ترک کردی کیونکہ اس میں کلام فی الصلوٰۃ سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں حبشہ سے واپسی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت نماز میں مصروف تھے، میں نے آپ کے حضور سلام عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: کلام فی الصلوٰۃ منسوخ ہو چکا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کلام فی الصلوٰۃ مطلقاً ممنوع ہے۔

(سنن نسائی جلد اوّل ص ۱۸۱)

۳-حضرت معاویہ بن حکم سلمی انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دوران نماز ایک آدمی کی چھینک کا جواب دیا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر دریافت فرمایا: چھینک کا جواب کس نے دیا ہے؟ نماز میں گفتگو نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ نماز میں کلام کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔(الصحیح للمسلم جلداوّل ص۲۰۴)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی روایت ابتداءِ اسلام کی ہے جو بعد میں منسوخ ہوگئی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الصَّلٰوۃِ فِی النِّعَالِ

باب 151: جوتوں سمیت نماز پڑھنا

366 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ اَبِیْ مَسْلَمَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَّشَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَّاَوْسٍ الثَّقَفِيِّ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَطَاءٍ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ شَيْبَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ ابوسلمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں سمیت نماز ادا کرلیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن ابی حبیبہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، اوس ثقفی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ ان کے علاوہ عطا نے ابوشیبہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے بھی ایک روایت کو نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

366- اخرجه البخاری (589/1): کتاب الصلاة؛ باب: الصلاة فی النعال' حدیث (386)' و (320/10): کتاب اللباس: باب: النعال السبتية و غيرها' حديث (5850)' ومسلم (457/2- الابی): کتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: جواز الصلاة فی النعلین' حدیث (555/60)' والنسائی (74/2): کتاب الامامة: باب: الصلاة فی النعلین' حدیث (775)' واحمد فی "مسنده": (189-166-100/3)' والدارمی (320/1): کتاب الصلاة' باب: الصلاة فی النعلین' وابن خزیمة (105/2) حدیث (1010) من طریق سعید بن یزید ابی مسلمة عن انس بن مالك' فذکره۔

شرح

جوتوں سمیت نماز پڑھنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ

مختلف روایات سے ثابت ہے کہ چپل پہن کر نماز ادا کرنا جائز ہے، اس لیے کہ پاؤں کو کھلا رکھنا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ ہاں، اس میں یہ شرط ہے کہ چپل پاک ہو اور سجود کی حالت میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹک سکتی ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی چپل سمیت نماز ادا کرتے تھے۔ حدیث باب سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ایک روایت میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی جوتوں سمیت نماز نہیں پڑھتے، تم جوتوں سمیت نماز ادا کرو تاکہ ان کی مخالفت ہو جائے۔ ایک روایت میں یہ مضمون بھی موجود ہے کہ آپ نے عین نماز کی حالت میں اپنے چپل اتار دیے تھے تو آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے چپل اتار دیے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے دریافت کیا: تم لوگوں نے اپنے چپل کیوں اتارے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی اتباع میں ہم نے اپنے جوتے اتارے ہیں کیونکہ آپ نے اتارے تھے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل حاضر ہوئے اور انہوں نے چپل کے نجس ہونے کا کہا تو میں نے اتار دیے۔

سوال جواب یہ ہے کہ جوتوں سمیت نماز ادا کرنا مستحب ہے یا جائز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بعض حنفیہ، بعض حنابلہ اور اہل ظواہر کے نزدیک جوتوں سمیت نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ انہوں نے مذکورہ بالا روایات سے اپنے مؤقف پر استدلال کیا ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک جوتوں سمیت نماز ادا کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ مباح ہے بشرطیکہ وہ پاک ہوں، حالت سجود میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگ سکتی ہوں اور مسجد کے تلوث ہونے کا بھی اندیشہ نہ ہو۔ ان کے نزدیک جوتوں سے مراد ایسے چپل ہیں جو آسانی کے ساتھ زیب تن کیے جاتے ہیں اور اتارے بھی جاتے ہیں۔ جمہور آئمہ کی طرف سے بعض فقہاء کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) دور رسالت میں ایسے چپل استعمال کیے جاتے تھے جو حالت سجود میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگنے سے مانع نہیں تھے۔ (۲) مدینہ طیبہ کی سڑکوں پر نجاست کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ (۳) مسجد نبوی کا فرش سادہ تھا۔ (۴) پاپوشوں کو پاک رکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا، اس کے برعکس آج یہ امور موجود نہیں ہیں۔ (۵) یہودی ننگے پاؤں عبادت کرتے تھے تو حالت نماز میں چپل جوتے پہننے کا درس دیا گیا ہے۔ دور حاضر میں ان لوگوں نے جوتے پہن کر ریاضت شروع کی ہے تو ان کی مخالفت ومخاصمت جوتے اتار کر کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقُنُوْتِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب 152: صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا

367 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرٍو

بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِیْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَّاَنَسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّخُفَافِ بْنِ اَيْمَاءَ بْنِ رَحْضَةَ الْغِفَارِیِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الْقُنُوْتِ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْقُنُوْتَ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِیِّ

وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يُقْنَتُ فِی الْفَجْرِ اِلَّا عِنْدَ نَازِلَةٍ تَنْزِلُ بِالْمُسْلِمِيْنَ فَاِذَا نَزَلَتْ نَازِلَةٌ فَلِلْاِمَامِ اَنْ يَّدْعُوَ لِجُيُوْشِ الْمُسْلِمِيْنَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں اور مغرب کی نماز میں دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم میں فجر کی نماز میں' دعائے قنوت پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک' فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی جائے گی' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فجر کی نماز میں دعائے قنوت اس وقت پڑھی جائے گی جب مسلمانوں پر کوئی آفت نازل ہو' جب کوئی آفتِ نازل ہو جائے' تو امام کو اس بات کا حق حاصل ہے: وہ مسلمانوں کے لشکروں کے لیے دعا کرے۔

شرح

نمازِ فجر اور نمازِ مغرب میں دعائے قنوت پڑھنے کا مسئلہ

لفظ ''قنوت'' سے مراد دعا ہے۔اس کی تین اقسام ہوسکتی ہیں: ا-قنوت وتر: یہ نمازِ وتر میں پڑھی جانے والی دعا قنوت ہے۔یہ

367- اخرجه مسلم (2/617- الابی): كتاب المساجد و مواضع الصلاة؛ باب: استحباب القنوت فی جميع الصلاة' اذا نزلت بالمسلمين نازلة' حديث (305-678/306) وابو داؤد (1/457)؛ كتاب الصلاة؛ باب: القنوت فی الصلاة' حديث (1441)' والنسائی (2/202): كتاب التطبيق؛ باب: القنوت فی صلاة المغرب' واحمد فی "مسنده": (4/280-285- 299- 300)' والدارمی (1/375) كتاب الصلاة؛ باب: القنوت بعد الركوع' وابن خزيمة (1/312) حديث (616)' و(2/154) حديث (1099- 1098) من طريق عمرو بن مرة' عن عبدالرحمن بن ابی ليلى عن البراء بن عازب' فذكره-

قنوت نماز عشاء کے بعد پڑھے جانے والے وتروں کی آخری رکعت میں قرأت کے اختتام اور رکوع میں جانے سے قبل پڑھی جاتی ہے۔ یہ مستقل ہے اور احناف کے نزدیک یہ واجب ہے۔ ۲-قنوت نازلہ: یہ قنوت دشمن کی طرف سے مسلمانوں کو خوف یا پریشانی لاحق ہوتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس کے بارے میں دو قول ہیں: (۱) یہ قنوت تمام جہری نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ (۲) یہ قنوت فقط نماز فجر میں پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پانچوں نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ ۳-قنوت راتبہ: یہ وہ دعا قنوت ہے جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ صرف اس کے قائل ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے سنت قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مستحب گردانتے ہیں۔

حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب سے قنوت راتبہ مراد ہے، یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک نماز مغرب میں قنوت راتبہ نہیں پڑھی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَرْكِ الْقُنُوْتِ

باب 153 دعائے قنوت نہ پڑھنا

368 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاَبِيْ يَا اَبَةِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ هَا هُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ اِنْ قَنَتَ فِي الْفَجْرِ فَحَسَنٌ وَّاِنْ لَّمْ يَقْنُتْ فَحَسَنٌ وَّاخْتَارَ اَنْ لَّا يَقْنُتَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الْقُنُوْتَ فِي الْفَجْرِ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

◆◆ حضرت ابو مالک اشجعی بیان کرتے ہیں: اپنے والد سے میں نے دریافت کیا: اے ابا جان کیا' آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں (اور ان کے علاوہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں یہاں کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں ادا کی ہیں' تو کیا یہ تمام حضرات (فجر کی نماز میں) دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے یہ نئی چیز ہے۔

368-اخرجہ النسائی (204/2): کتاب التطبیق باب: ترک القنوت' وابن ماجہ (393/1) کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا: باب: ماجاء فی القنوت فی صلاۃ الفجر' حدیث (1241)' واحمد فی "مسندہ": (472/3) و (394/6) من طریق ابی مالک الاشجعی عن ابیہ' فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص فجر کی نماز میں قنوت پڑھ لے تو یہ بہتر ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو یہ بھی بہتر ہے۔
تاہم انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: وہ دعائے قنوت نہ پڑھے۔
ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فجر کی نماز کے دوران دعائے قنوت نہیں پڑھی جائے گی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو مالک اشجعی کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔
حضرت ابو مالک اشجعی سے یہی روایت اور ایک جگہ منقول ہے۔

شرح

نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنے میں مذاہب آئمہ

نماز کی موجودہ کیفیت اور ادائیگی کا طریق کار کثیر مراحل سے گزر کر ہم تک پہنچا ہے۔ ابتداء اسلام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز فجر میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے لیکن چند ایام تک پڑھی تھی پھر ترک کر دی تھی۔ بعد میں کچھ صحابہ نے روایت کو زندہ کرنے کے لیے پڑھا لیکن مستقل طور پر نہیں پڑھا۔ بعد والے لوگوں نے اسے مستقل طور پر اپنا لیا۔ حدیث باب سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت امام ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد گرامی سے دریافت کیا: مدینہ طیبہ میں آپ نے خلفاء ثلاثہ کے پیچھے اور کوفہ شہر میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پانچ سال تک نماز ادا کی، تو کیا وہ نماز فجر میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے یہ ایک جدید چیز ہے۔

نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کوئی حادثہ پیش آنے کی صورت میں نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے، وہ بھی چند ایام تک لیکن سال بھر اس کا پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ ان کے مؤقف کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں صرف بددعا کے طور پر قنوت پڑھتے تھے۔ (نصب الرایہ) (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے: **ولم یقنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصبح الاشھراً ثم ترکہ ولم یقنت قبلہ ولا بعدہ** (شرح معانی الآثار، جلد اوّل ص۱۲۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں صرف ایک ماہ تک دعا قنوت پڑھی تھی، پھر آپ نے ترک کر دی تھی۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا سنت ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی دوسری رکعت میں یوں دعا کیا کرتے

تھے: اللھم اھدنی فیمن ھدیت الخ (فتح القدیر، جلداوّل ص۳۰۶) (۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقنت فی صلوٰۃ الصبح (جامع ترمذی جلداوّل ص۷۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل کا جواب: یہ حدیث قنوت نازلہ پر محمول کی جاتی ہے۔

دلیل ثانی کا جواب: (۱) اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں نماز مغرب کا ذکر ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز مغرب میں قنوت پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۲) یہ حدیث قنوت نازلہ پر محمول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَعْطِسُ فِي الصَّلٰوةِ

باب 154: آدمی کا نماز کے دوران چھینکنا

369 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ عَمِّ اَبِيْهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ ابْنُ عَفْرَاءَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَلَكًا اَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَّوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّعَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ رِفَاعَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

وَكَاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ فِي التَّطَوُّعِ لِاَنَّ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ قَالُوْا اِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ اِنَّمَا يَحْمَدُ اللّٰهَ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُوَسِّعُوْا فِيْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

◆◆ رفاعہ بن رافع اپنے والد کے چچا معاذ بن رفاعہ کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے

369- اخرجه ابو داؤد (264/1): كتاب الصلاة باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء حديث (773) والنسائي (145/2): كتاب الافتتاح باب قول الماموم اذا عطس خلف الامام من طريق رفاعة بن يحيى بن عبدالله بن رفاعة بن رافع الزرقي عن عم ابيه معاذ بن رفاعة بن رافع عن رفاعة بن رافع الزرقي فذكره-

نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی مجھے چھینک آ گئی تو میں نے یہ پڑھا۔

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو زیادہ ہو پاکیزہ ہو اس میں برکت موجود ہو اس پر برکت ہو اسی طرح جیسے ہمارا پروردگار پسند کرے اور راضی ہو''۔

جب نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے دریافت کیا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون تھا؟ کسی بھی شخص نے جواب نہیں دیا' نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون تھا؟ پھر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا' آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: نماز کے دوران کلام کرنے والا شخص کون تھا؟ تو حضرت رفاعہ بن رافع بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں' یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا پڑھا تھا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے پڑھا تھا۔

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو بہت زیادہ ہو' پاکیزہ ہو' اس میں برکت موجود ہو' اس پر برکت ہو' اسی طرح جیسے ہمارا پروردگار پسند کرے اور راضی ہو''۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' تیس سے زیادہ فرشتے تیزی سے اس کی طرف لپکے تھے کہ ان میں سے کون اسے لے کر اوپر جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک یہ روایت نفل نماز کے بارے میں ہے اس کی وجہ یہ ہے: کئی تابعین نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی کو فرض نماز کے دوران چھینک آ جائے' تو وہ اپنے دل میں الحمد للہ پڑھے انہوں نے اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں دی ہے۔

شرح

دوران نماز چھینک کا جواب دینے کی ممانعت

حالت نماز میں چھینک آنے پر دل میں تحمید کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اسی طرح زبان سے تحمید بجالانے سے بھی جمہور فقہاء کے نزدیک نماز نہیں ٹوٹے گی لیکن اس سے اجتناب ضروری ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے والے کی تحمید پر تین دفعہ ڈانٹ پلائی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ جو شخص عاطس کے جواب میں: يَرْحَمُكَ اللهُ، وغیرہ الفاظ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ کلام الناس کے مشابہ ہے' جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

سوال: آپ نے کہا ہے کہ عاطس کے حق میں تحمید باللسان ممنوع ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جبکہ حدیث باب میں حالت نماز میں تحمید باللسان کی فضیلت بیان کی گئی ہے؟

جواب: کسی استحباب کو ثابت کرنے کے لیے کوئی واقعہ جزئیہ کافی نہیں ہو سکتا جبکہ عوام الناس کا عمل اس کے برعکس ہو۔ اس حدیث میں واقعہ جزئیہ ہے' جس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 155: نماز کے دوران بات چیت کرنے کا منسوخ ہونا

370 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا نَتَكَلَّمُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ مِنَّا صَاحِبَهُ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ (وَقُومُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ) فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّمُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا تَكَلَّمَ الرَّجُلُ عَامِدًا فِي الصَّلٰوةِ اَوْ نَاسِيًا اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا تَكَلَّمَ عَامِدًا فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كَانَ نَاسِيًا اَوْ جَاهِلًا اَجْزَاَهٗ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ

◆◆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے بات چیت کرلیا کرتے تھے ہم میں سے کوئی ایک شخص اپنے پہلو میں موجود دوسرے شخص کے ساتھ بات چیت کرلیتا تھا' یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

''اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ کھڑے ہو''۔

تو ہمیں خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور بات چیت کرنے سے منع کردیا گیا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص نماز کے دوران جان بوجھ کر بات چیت کرلے یا بھول کر بات چیت کرلے' تو وہ دوبارہ نماز ادا کرے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

370- اخرجه البخاری (88/3)' كتاب العمل فى الصلاة باب ما ينهى من الكلام فى الصلاة' حديث (1200) و (46/8)' كتاب التفسير: باب (وقوموا لله قنتين) حديث (4534)' ومسلم (441/35-الابى)' كتاب المساجد و مواضع الصلاة: باب: تحريم الكلام فى الصلاة ونسخ ما كان من اباحته حديث (539/35)' وابو داؤد (313/1)' كتاب الصلاة: باب: النهى عن الكلام فى الصلاة حديث (949)' والنسائى (18/3)' كتاب السهو: باب: الكلام فى الصلاة' واحمد فى "مسنده" (368/4)' وعبد بن حميد ص (113) حديث (260)' وابن خزيمة (34/2) حديث (856) من طريق اسماعيل بن ابى خالد' عن الحارث بن شبيل' عن ابى عمرو الشيبانى' عن زيد بن ارقم' فذكره-

بعض فقہاء نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص نماز کے دوران جان بوجھ کر کلام کر لے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے گا' لیکن اگر بھول کر یا ناواقفیت کی بنیاد پر ایسا کرتا ہے' تو اس کی نماز درست ہوگی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

حالت نماز میں گفتگو کی تنسیخ کا مسئلہ

ابتداء اسلام میں دوران نماز، کلام کرنے کی اجازت تھی۔ آنے والا شخص سلام کرتا تو حالت نماز میں جواب دیا جاتا تھا۔ اگر کسی کو چھینک آتی تو خود بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وغیرہ الفاظ سے تحمید کر سکتا تھا اور سننے والا نمازی یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہہ سکتا تھا اور اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی تھی لیکن بعد میں دوان نماز کسی بھی گفتگو سے منع کیا گیا اور اسے منسوخ قرار دیا گیا۔ اس سلسلے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور با ہم گفتگو بھی کر لیتے تھے۔ نماز کی حالت میں حسب ضرورت دائیں یا بائیں بیٹھنے والے نمازیوں سے بات کر لیتے تھے۔ جب ارشاد ربانی: "قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" (البقرہ: ۲۳۸) نازل ہوا تو حالت نماز میں گفتگو سے منع کیا گیا اور اس کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اس آیت میں دوران نماز سکوت کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ

باب 156: توبہ کے وقت (نفل) نماز ادا کرنا

371 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ

متنِ حدیث: اِنِّيْ كُنْتُ رَجُلًا اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ بِهٖ وَاِذَا حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهٗ فَاِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهٗ وَاِنَّهٗ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّصَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ رَجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ اُمَامَةَ وَمُعَاذٍ وَّوَاثِلَةَ وَاَبِي الْيَسَرِ وَاسْمُهٗ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ

371– اخرجه ابو داؤد (476/1): كتاب الصلاة باب في الاستغفار حديث (1521) وابن ماجه (446/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ما جاء في ان الصلاة كفارة حديث (1395) واحمد في "مسنده": (2/1-8-9-10) والحميدي (2/1) حديث (1) و (4/1) حديث (4-5) من طريق علي عن ابي بكر الصديق فذكره۔

عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

اسنادِدیگر: وَرَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فَرَفَعُوْهُ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِىْ عَوَانَةَ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَمِسْعَرٌ فَاَوْقَفَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ مِسْعَرٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَرْفُوْعًا اَيْضًا وَلَا نَعْرِفُ لِاَسْمَاءَ ابْنِ الْحَكَمِ حَدِيْثًا مَرْفُوْعًا اِلَّا هٰذَا

◄◄ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک ایسا شخص ہوں جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی حدیث سنتا اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے وہ نفع عطا کر دیتا جواس نے مجھے عطا کرنا ہوتا اور جب میں کسی صحابی سے حدیث سنتا تو میں اس سے قسم لے لیتا تھا اگر وہ میرے سامنے قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی بات کی تصدیق کر دیتا تھا (ورنہ اسے معتبر قرار نہیں دیتا تھا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرے پھر وہ اٹھ کر اچھی طرح سے وضو کرے پھر وہ نماز ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔

پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اور وہ لوگ کہ جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنے اوپر زیادتی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں"۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابومعاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابویسر رضی اللہ عنہ، ان کا نام کعب بن عمرو ہے، سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے عثمان بن مغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ان سے اس روایت کو شعبہ کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی نقل کیا ہے اور انہوں نے بھی ابوعوانہ نامی راوی کی طرح اس روایت کو "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

تاہم سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور مسعر نے اس روایت کو "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے انہوں نے اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک "مرفوع" کے طور پر نقل نہیں کیا۔

مسعر کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر بھی منقول ہے۔

ہمارے علم کے مطابق اسماء بن حکم سے صرف یہی ایک "مرفوع" روایت منقول ہے۔

شرح

صلوٰۃ التوبہ کا مسئلہ

سورہ آل عمران کی آیت 135 میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے: "نیکوکار وہ لوگ ہیں کہ جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کر گزرتے ہیں یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے کثیر

طریقے ہیں جن میں سے ایک با قاعدگی سے نماز ادا کرنا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے ''صلوٰۃ التوبہ'' کا جواز نکالا ہے۔جب کوئی شخص گناہ کبیرہ یا ظلم وستم کی انتہاء کردیتا ہے تو وہ مغفرت وبخشش کی غرض سے نماز ادا کر کے دعا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔اس نماز کو''صلوٰۃ التوبہ'' کہا جاتا ہے۔اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کے کبیرہ گناہ معاف فرمادیتا ہے۔توبہ کی حقیقت تین چیزوں پر مشتمل ہے:(۱) گناہوں کے باعث نادم ہونا۔(۲) گناہوں کو ترک کردینا۔(۳) دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پکا وعدہ کرنا۔جب یہ تینوں شرائط پائی جائیں گی تو توبہ متحقق ہوگی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں ایک ایسا آدمی تھا کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ وہ میرے لیے مفید ونافع بنادیتا تھا،جب میں کسی صحابی سے حدیث سنتا تو میں اس سے حلف لیتا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یہ روایت سنی ہے یا کسی دوسرے شخص سے؟ جب وہ قسم اٹھاتا تو مجھے یقین ہوجاتا تھا۔حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے، پھر وہ وضو کر کے نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیتا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد ربانی کی تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان:۷۳)

بَابُ مَا جَآءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلٰوةِ

باب 157: بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کب دیا جائے؟

372 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَا مَا تَرَكَ الْغُلَامُ بَعْدَ الْعَشْرِ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ يُعِيْدُ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَبْرَةُ هُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيُّ وَيُقَالُ هُوَ ابْنُ عَوْسَجَةَ

◄► عبدالملک بن ربیع اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بچے کو نماز کی تعلیم دو جب وہ سات سال کا ہو اور اس کی وجہ سے اس کی پٹائی کرو جب وہ دس سال کا ہو۔

372- اخرجه ابو داؤد (187/1): كتاب الصلاة: باب متى يؤمر الغلام بالصلاة حديث (494) واحمد في "مسنده": (404/3) والدارمي (333/1) كتاب الصلاة: باب: متى يؤمر الصبي بالصلاة من طريق عبدالملك بن الربيع بن سبرة الجهني عن ابيه عن جده فذكره-

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سبرہ بن معبد جہنی سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: جب دس سال کی عمر کے بعد کوئی لڑکا نماز ترک کر دے، تو وہ ان کی قضاء ادا کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حضرت سبرہ جو ہیں، یہ سبرہ بن معبد جہنی ہیں اور ایک قول کے مطابق یہ سبرہ بن عوسجہ ہیں۔

شرح

بچوں کو مار کر نماز پڑھانے کا حکم اور مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نابالغ بچے پر نماز فرض نہیں ہے۔ جب بچے کی عمر سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز کی ترغیب دے کر عادی بنایا جائے اور اس کا بستر الگ کر دیا جائے۔ بچے کی عمر جب دس سال کی ہو جائے تو اسے مار کر نماز پڑھائی جائے۔ علاوہ ازیں لڑکی کے بلوغ کی علامات یہ ہیں: (۱) احتلام ہونا، (۲) حیض آ جانا، (۳) حاملہ ہو جانا، (۴) زیر ناف یا بغلوں میں بال اگ آنا۔ لڑکے کے بلوغ کی علامات یہ ہیں: (۱) احتلام ہونا، (۲) حاملہ کر دینا، (۳) زیر ناف یا بغلوں کے بال اگ آنا۔ ان علامات میں سے کوئی نہ پائی جائے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سترہ سال عمر ہونے پر بچہ بالغ ہو جائے گا۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک پندرہ سال کی عمر میں بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے مؤقف پر فتویٰ ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ لڑکی نو سال سے قبل اور لڑکا بارہ سال سے قبل بالغ نہیں ہو سکتا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ قصاب کے بچے جلدی بالغ ہو جاتے ہیں۔ نابالغ بچوں پر عبادات بدنیہ جیسے نماز اور روزہ یا مالی و بدنیہ کا مجموعہ مثلاً حج فرض نہیں ہے۔ عبادت مالیہ محض مثلاً زکوٰۃ کی فرضیت میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نابالغ بچوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اگر نابالغ بچے صاحب نصاب ہوں تو ان کے مال سے زکوٰۃ وضع کی جائے گی۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچے کی عمر سات سال ہو جانے پر اسے نماز کی ترغیب دو اور دس سال عمر ہونے پر اسے مار کر نماز پڑھاؤ۔'' جو بچے نماز کے عادی نہ ہوں، انہیں قضاء نماز پڑھائیں تاکہ انہیں قضاء نمازوں کے پڑھنے کا بھی طریقہ معلوم ہو جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّجُلِ یُحْدِثُ فِی التَّشَهُّدِ

باب 158: جس شخص کا تشہد کے بعد وضو ٹوٹ جائے

373 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسَی الْمُلَقَّبُ مَرْدُوَیْهِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا

373- اخرجه ابوداؤد (223/1)، كتاب الصلاة باب: الامام يحدث بعدما يرفع راسه من آخر الركعة حديث (617) من طريق عبدالرحمن بن زياد بن انعم عن عبدالرحمن بن رافع وبكر بن سوادة عن عبدالله بن عمرو فذكره۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ رَافِعٍ وَّبَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ اَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِذَا اَحْدَثَ يَعْنِي الرَّجُلَ وَقَدْ جَلَسَ فِيْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَقَدِ اضْطَرَبُوْا فِيْ اِسْنَادِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا قَالُوْا اِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَاَحْدَثَ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهٗ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَحْدَثَ قَبْلَ اَنْ يَّتَشَهَّدَ وَقَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وقَالَ اَحْمَدُ اِذَا لَمْ يَتَشَهَّدْ وَسَلَّمَ اَجْزَاَهٗ

حدیثِ دیگر: لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ وَالتَّشَهُّدُ اَهْوَنُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اثْنَتَيْنِ فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ وقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اِذَا تَشَهَّدَ وَلَمْ يُسَلِّمْ اَجْزَاَهٗ

حدیثِ دیگر: وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حِيْنَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فَقَالَ اِذَا فَرَغْتَ مِنْ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ اَنْعُمٍ هُوَ الْاَفْرِيْقِيُّ وَقَدْ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب وہ (یعنی آدمی) بے وضو ہو جائے اور وہ اس وقت نماز کے آخر میں (قعدہ میں) بیٹھا ہوا ہو اور سلام نہ پھیرا ہو تو اس کی نماز درست ہو گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے راویوں نے اس کی سند میں اضطراب ظاہر کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک یہی رائے ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب آدمی تشہد کی مقدار میں بیٹھ چکا ہو اور سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے' تو اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر آدمی کے تشہد پڑھنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یا سلام پھیرنے سے پہلے ٹوٹ جاتا ہے' تو وہ دوبارہ نماز پڑھے گا' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آدمی نے تشہد نہ پڑھا ہو اور وہ سلام پھیر دے' تو اس کی نماز درست ہو گی' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سلام پھیرنے سے نماز ختم ہو جاتی ہے' اور تشہد پڑھنا کم اہمیت کا حامل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے تھے اور آپ نے اپنی نماز مکمل کی تھی اور تشہد نہیں پڑھا تھا۔

اسحق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آدمی تشہد پڑھ لے اور اس نے سلام نہ پھیرا ہو (اور پھر بے وضو ہو جائے) تو اس کی نماز درست ہو گی۔ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشہد پڑھنے کی تعلیم دی تھی اور پھر فرمایا تھا: جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو تم نے اپنے اوپر لازم چیز کو ادا کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن زیاد نامی راوی افریقی ہیں' علم حدیث کے بعض ماہرین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے' ان میں یحییٰ بن سعید قطان اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

شرح

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد حدث لاحق ہونے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت جس حدیث کی تخریج کی ہے، اس میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھ لینے یا اس کی مقدار بیٹھ جانے کے بعد حدث لاحق ہو جائے تو کیا کیا جائے گا؟ اس بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں: (۱) استیناف افضل ہے۔ (۲) وضو کر کے بناء کرے۔ (۳) کچھ بھی نہ کرے، کیونکہ نماز مکمل ہو گئی ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھ چکا ہو اور سلام پھیرنے سے قبل اسے حدث لاحق ہو جائے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا قلت هذا او قضيت هذا فقد قضيت صلاتك (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۹۷۰) جب تو اس طرح کہہ لے یا اس طرح کرے تو تم نے اپنی نماز مکمل کر لی۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سلام پھیرنا نماز کا آخری رکن ہے، تشہد کا اندازہ قعدہ بیٹھنے یا تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل حدث لاحق ہو گیا تو ایک رکن فوت ہو جانے کی وجہ سے نماز مکمل نہیں ہو گی۔ لہٰذا وہ وضو کرنے کے بعد دوبارہ نماز ادا کرے گا۔ انہوں نے اس ارشاد نبوی سے استدلال کیا ہے: "تحليلها التسليم" سلام پھیرنے پر نماز مکمل ہو گی۔ لہٰذا وہ وضو کر کے از سر نو اپنی نماز مکمل کرے گا۔

احناف کے نزدیک آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے یا اس کی مقدار بیٹھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل از خود نماز توڑ دیتا ہے تو اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔ اس لیے خروج بصنعه نماز کا آخری رکن ہے جو پایا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا كَانَ الْمَطَرُ فَالصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ

باب 159: بارش کے وقت نماز اپنی رہائش گاہ میں ادا کرنا

374 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

374- اخرجه مسلم (17/3- الابی): كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: الصلاة في الرجال في المطر' حديث (698/25)' وابو داؤد (347/1) كتاب الصلاة: باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطرة' حديث (1065)' واحمد في "مسنده": (312/3 -327 -397)' وابن خزيمة (81/3) حديث (1659) من طريق زهير بن معاوية عن ابي الزبير عن جابر' فذكره-

متن حدیث: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاَصَابَنَا مَطَرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ فِي رَحْلِهِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَةَ وَاَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْهِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُعُوْدِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَطَرِ وَالطِّيْنِ وَبِهِ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ يَقُوْلُ رَوٰى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيْثًا وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ لَمْ نَرَ بِالْبَصْرَةِ اَحْفَظَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ وَابْنِ الشَّاذَكُوْنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ وَاَبُو الْمَلِيْحِ اسْمُهُ عَامِرٌ وَّيُقَالُ زَيْدُ بْنُ اُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں ہوتے تھے جب بارش ہوجاتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے وہ اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی نماز ادا کرلے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بات کی رخصت دی ہے: آدمی بارش اور کیچڑ کے موقع پر باجماعت نماز یا جمعہ میں شریک نہ ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے عفان بن مسلم کے حوالے سے، عمرو بن علی کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے بصرہ میں ان تین افراد، علی بن مدینی، ابن شاذکونی اور عمرو بن علی سے زیادہ (احادیث کا) حافظ اور کوئی نہیں دیکھا۔

ابوالملیح بن اسامہ کا نام عامر ہے اور ایک قول کے مطابق زید بن اسامہ بن عمیر ہذلی ہے۔

شرح

بارش کے سبب اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا مسئلہ

آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ اعذار کی وجہ سے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی بجائے اپنے گھر میں انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔ ان اعذار میں سے ایک نزول باران ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس مقدار میں بارش ہے جو ترک جماعت کے لیے عذر شرعی بن سکتی ہے؟ اس کا تعلق صرف پیش آنے والی صورتحال ہے۔ شب و روز، مختلف اوقات، روشنی کے ہونے یا نہ ہونے،

سڑک پختہ ہونے یا خام نہ ہونے، صحت وعلالت اور جوانی و بڑھاپا وغیرہ امور کو اس مسئلہ میں خصوصی عمل و دخل ہے۔ اگر کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ دوران بارش وہ آسانی سے مسجد میں پہنچ سکتا ہے تو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرے اور اگر صورتحال اس سے مختلف ہو تو گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے۔

اس مسئلہ سے متعلق بعض لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے: "اذا ابتلیت النعال فصلوا فی الرحال"[1] (جب اس قدر بارش ہو کہ اس سے جوتا بھیگ جائے تو تم اپنے گھر میں نماز ادا کر سکتے ہو) یہ حدیث موضوع ہے، کیونکہ کسی معتبر کتاب حدیث میں موجود نہیں ہے۔ کتب فقہ، کتب تفسیر، صالحین کے تذکروں اور ان کے ملفوظات کی کتابوں میں پائی جانے والی ہر حدیث درجہ صحت میں نہیں ہوتی۔ البتہ جب وہ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود ہو اور اس کے راوی بھی قابل اعتماد ہوں، تو وہ صحت کے درجہ میں ہوگی۔

حدیث باب میں بھی نزول باران کو ترک جماعت کا عذر شرعی قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر میں ہم ساتھ تھے، اچانک نزول بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروادیا جو شخص اپنے ڈیرے میں نماز ادا کرنا چاہے، اس کے لیے اجازت ہے۔" طریقہ کار یہ تھا کہ دوران سفر جہاں قافلہ پڑاؤ ڈالتا تو مختلف مقامات پر صحابہ کرام خیمہ زن ہو کر رہائش پذیر ہو جاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے پاس زمین ہموار کر کے باجماعت نماز ادا کرنے کی جگہ تیار کر لی جاتی تھی۔ ایک موقع پر اچانک تیز دھار بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ اعلان کروادیا گیا کہ آپ لوگ اپنے خیموں میں ہی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ اعلان نزول باران کو ترک جماعت کا عذر شرعی قرار دیتے ہوئے کیا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْبِيحِ فِيْ اَدْبَارِ الصَّلٰوةِ

باب 160: نماز کے بعد تسبیح پڑھنا

375 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ وَّعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ الْفُقَرَاءُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْاَغْنِيَاءَ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُوْنَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ اَمْوَالٌ يُعْتِقُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ قَالَ فَاِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُوْلُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ فَاِنَّكُمْ تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَا يَسْبِقُكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّاَبِي

375- اخرجه النسائی (78/3): کتاب السهو باب: نوع آخر من طريق عتاب بن بشير عن خصيف عن مجاهد وعكرمة عن ابن عباس فذكره-

الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ ذَرٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَحَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

وَفِی الْبَابِ اَیْضًا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَالْمُغِیْرَةِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ خَصْلَتَانِ لَا یُحْصِیهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ یُسَبِّحُ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَّیَحْمَدُهُ عَشْرًا وَّیُكَبِّرُهُ عَشْرًا وَّیُسَبِّحُ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیُكَبِّرُهُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غریب لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! خوشحال لوگ اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں' جیسے ہم نماز ادا کرتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں' جیسے ہم روزے رکھتے ہیں' لیکن ان کے پاس مال ہے جن کے ذریعے وہ غلام آزاد کر لیتے ہیں' صدقہ کر لیتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز ادا کرلو تو تم سبحان اللہ 33 مرتبہ پڑھو' الحمدللہ 33 مرتبہ پڑھو' اللہ اکبر 34 مرتبہ پڑھو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دس مرتبہ پڑھو' تو تم اس کی وجہ سے اس تک پہنچ جاؤ گے' جو تم سے آگے ہے' اور تمہارے بعد والا تم تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اس بارے میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''دو خصلتیں ایسی ہیں' جنہیں جو بھی مسلمان اختیار کرے گا' وہ جنت میں داخل ہو جائے گا' (ایک عمل یہ ہے) ہر نماز کے بعد 10 مرتبہ سبحان اللہ 10 مرتبہ الحمدللہ اور 10 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔ اور (دوسرا عمل یہ ہے) سوتے ہوئے 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔

شرح

نماز کے بعد اذکار و وظائف

جن فرائض کے بعد سنن ونوافل ہوں ان کے بعد مختصر دعا کر کے باقی ماندہ نماز پڑھنی چاہیے اور جن فرائض کے بعد سنن و نوافل نہ ہوں، ان کے بعد اوراد و وظائف کر کے دعا کی جاسکتی ہے۔ فرائض سے قبل کی سنتیں اور بعد کی سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا مسنون ہے۔ البتہ فرائض کے بعد متصل دو سنت یا نوافل مسجد میں پڑھ کر باقی نماز گھر میں آکر پڑھنی چاہیے۔

نماز سے فراغت پر آیت الکرسی، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور سورہ اخلاص کی تلاوت وغیرہ اذکار مسنون ہیں۔ یہ اوراد و وظائف فرائض ونوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر کرنا زیادہ مناسب ہیں۔ حدیث باب میں تسبیحات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار پڑھنا چاہیے۔ ان تسبیحات کی برکت سے اللہ

تعالیٰ کی راہ میں کثیر مال ومتاع خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔اس وظیفہ کو تسبیح فقراء کا نام دیا جاتا ہے۔اسے تسبیح فاطمہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تسبیح اپنی چہیتی صاجزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سکھائی تھی[1]۔اس وظیفہ کی برکت سے خواتین گھریلو کاموں سے تھک نہیں سکتیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمام کام ان کے لیے آسان کر دیتا ہے۔ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جوان کو اختیار کرے گا اسے جنت عطا ہوگی: (۱) ہر نماز سے فراغت پر دس بار سُبْحَانَ اللهِ ، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور دس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔(۲) سُبْحَانَ اللهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار پڑھنا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ

باب 161: کیچڑ اور بارش کے موسم میں سواری پر نماز ادا کرنا

376 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيْرٍ فَانْتَهَوْا اِلٰى مَضِيقٍ وَّحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَمُطِرُوا السَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَالْبِلَّةُ مِنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاَقَامَ اَوْ اَقَامَ فَتَقَدَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ يُوْمِئُ اِيْمَاءً يَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: تَفَرَّدَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ لَا يُعْرَفُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

آثارِ صحابہ: وَكَذٰلِكَ رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ صَلّٰى فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ عَلٰى دَابَّتِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ عمرو بن عثمان اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں شریک تھے اور ایک تنگ جگہ پر پہنچے تو نماز کا وقت ہوگیا اسی دوران بارش نازل ہونا شروع ہوگئی ان کے نیچے کیچڑ ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر موجود رہتے ہوئے اذان دی اور اقامت کہی' پھر آپ اپنی سواری پر موجود رہتے ہوئے آگے بڑھے اور آپ نے ان سب لوگوں کو اشارے کے ساتھ نماز پڑھائی۔ آپ کا سجدہ رکوع کے مقابلے میں ذرا پست ہوتا تھا (یعنی آپ اس میں سر کو زرا زیادہ جھکا لیتے تھے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے عمر بن رماح بلخی نامی راوی اس کو نقل کرنے میں منفرد ہیں انہیں صرف اسی حدیث کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔

376- اخرجه احمد في "مسنده" (173/4) من طريق عمرو بن عثمان بن يعلى بن مرة عن ابيه عن جده فذكره۔

ان کے حوالے سے کئی اہلِ علم نے احادیث نقل کی ہیں۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے: انہوں نے بارش اور کیچڑ کے موسم میں اپنی سواری پر نماز ادا کی تھی۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

کیچڑ اور بارش کی صورت میں سواری پر نماز ادا کرنا

تمام آئمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حالت سفر میں نوافل اونٹ یا گھوڑے یا گدھے وغیرہ پر ادا کیے جا سکتے ہیں لیکن حضر میں جائز نہیں ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''سفر'' سے مراد سفر لغوی ہے یعنی کوئی بھی سفر ہو خواہ کھیت کا سفر ہو یا ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ کا سفر ہو یا ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر ہو۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سفر سے مراد سفر شرعی ہے، جس کی وجہ سے نماز میں قصر کی جاتی ہے۔ بلا عذر شرعی فرائض سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عذر شرعی کی بناء پر فرائض بھی سواری پر پڑھے جا سکتے ہیں مثلاً زمین پر دلدل یا کیچڑ یا بارش وغیرہ کا پانی ہو۔

سوال یہ ہے کہ جب عذر شرعی کی بناء پر سواری پر فرائض پڑھنا جائز تو کیا چند لوگ مل کر سواریوں پر باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ آئمہ ثلاثہ اور حضرت محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پڑھ سکتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سواریوں پر باجماعت نماز درست نہیں ہے بلکہ انفرادی طور پر نماز ادا کریں گے کیونکہ جماعت کی شرائط میں سے ایک اتحاد مکان ہے، جس کے مفقود ہونے کی وجہ سے جماعت درست نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِجْتِهَادِ فِي الصَّلٰوۃِ

باب 162: نماز میں اہتمام کرنا

377 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ

377- اخرجه البخارى (3/19) كتاب التهجد، باب قيام النبى صلى الله عليه وسلم، حديث (1130)، و (8/448) كتاب التفسير: باب: ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ويتم نعمته عليك ويهديك صرطا مستقيما) حديث (4836)، و (11/309): كتاب الرقاق: باب: الصبر عن محارم الله (انما يوفى الصبرون اجرهم بغير حساب) حديث (6471)، ومسلم (9/267- الابى) كتاب صفات المنافقين و احكامهم: باب: اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة، حديث . 79-80/21819)، والنسائى (3/219): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: الاختلاف على عائشة فى احياء الليل وابن ماجه (1/456): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى طول القيام فى الصلوات، حديث (1419)، واحمد فى "مسنده": (4/251-255)، والحميدى (2/335) حديث (759)، وابن خزيمة (2/200-201) حديث (1182-1183) من طريق زياد بن علاقة عن المغيرة بن شعبة، فذكره-

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُورًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بکثرت نفل) نماز ادا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں متورم ہو جاتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: آپ اتنی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں جبکہ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ذنب کی مغفرت کردی گئی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نماز میں باقاعدگی اور اہتمام کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ نماز کی ادائیگی ہے، نماز ایک ایسی عبادت ہے جو ہر نبی اور امت پر فرض رہی ہے۔ اعلان نبوت سے قبل بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی شکل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔ شب معراج میں آپ کی اقتداء میں سب انبیاء اور رسل عظام علیہم السلام نے نماز ادا کی تھی۔ نماز کے ذریعے انسان، اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے، اسے خوش کرتا ہے اور اسے راضی کرتا ہے۔ اسی عظیم وظیفہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا تھا۔ قیامت کے دن سب سے قبل سوال بھی نماز کے بارے میں ہوگا۔ اسی ریاضت کے ذریعے انسان کو طہارت، آداب، عجز وانکسار اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ آتا ہے۔ نماز تقویٰ وطہارت اور صفائی اختیار کرنے کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن کریم نے سب اعمال سے زیادہ نماز کی تاکید وتلقین فرمائی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قصر اسلام کا دوسرا رکن قرار دیا ہے۔ انبیاء، رسل، صحابہ کرام، صالحین اور عام مسلمان اس کی ادائیگی کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں۔ حدیث باب میں بھی نماز کی ادائیگی میں باقاعدگی اور اہتمام کا مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس اہتمام سے ادا فرماتے کہ آپ کے قدمین شریفین پر ورم آجاتے، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ تو معصوم عن الخطاء ہیں تو پھر آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

ہمارے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام، رسل عظام اور ملائکہ مقربین سب کے سب معصوم ہیں، یہ بھول کر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کی نسبت کرنا ناجائز ہے۔ حدیث کے الفاظ: ''غُفِرَ

لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ" کا مفہوم یہ ہے: آپ کے پہلوں یعنی آباؤ اجداد اور پچھلوں یعنی آل و اولاد سب کے گناہ معاف کیے گئے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ

باب 163: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا

378 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا قَالَ فَجَلَسْتُ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يَّرْزُقَنِيْ جَلِيسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِيْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ بِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلَاتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُ اَصْحَابِ الْحَسَنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْمَشْهُوْرُ هُوَ قَبِيصَةُ بْنُ حُرَيْثٍ وَّرُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا

◆◆ حریث بن قبیصہ بیان کرتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا میں نے دعا کی:

"اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشین نصیب کر دے"۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آ کر بیٹھا اور بولا: میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی، مجھے نیک ہم نشین نصیب کر دے، تو آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مجھے نفع عطا کر دے، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا، اگر وہ درست ہوگی تو آدمی کامیاب ہو جائے گا، اور کامران ہو جائے گا، اور اگر وہ درست نہیں ہوگی تو آدمی نقصان اور خسارے کا شکار ہو جائے گا، اگر اس

378- اخرجه النسائى (232/1) كتاب الصلاة : باب: المحاسبة على الصلاة ' حديث (465) من طريق همام عن قتادة عن الحسن عن حريث بن قبيصة عن ابى هريرة ' فذكره-

کے فرض میں کوئی کمی ہوگی تو پروردگار ارشاد فرمائے گا: اس بات کا جائزہ لو! کیا میرے بندے کی کوئی نفلی عبادت ہے‘ تو اس کے ذریعے فرض میں موجود کمی کو مکمل کردو‘ پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔

اس بارے میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔

یہ روایت ایک اور حوالے سے‘ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے اس روایت کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے قبیصہ بن حریث کے حوالے سے نقل کیا ہے‘ اور مشہور یہی ہے: ان کا نام قبیصہ بن حریث ہے۔

یہی روایت انس بن حکیم کے حوالے سے‘ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اسی کی مانند منقول ہے۔

شرح

نماز کی فضیلت واہمیت

نماز کی فضیلت واہمیت کی بناء پر اسے اُمّ العبادات قرار دیا گیا ہے۔ زمانہ بلوغ سے لے کر تا حیات اس کی فرضیت باقی رہتی ہے۔ اس عبادت کے احکام ومسائل لامکان پر فرض ہوئے تھے۔ یہی ریاضت خواتین وحضرات ایک دن میں پانچ مرتبہ نہایت اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف نماز ہے۔ قیامت کے دن سب سے قبل نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ حدیث باب میں خصوصیت سے یوں فرمایا گیا ہے:

ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة من عمله صلاته، فان صلحت فقد افلح وانجح۔“
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک قیامت کے دن بندے سے جس عمل کا سب سے قبل حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے۔ اگر نماز کا جواب درست ہوا، تو کامیابی ونجات حاصل ہوگی۔“

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ صَلّٰى فِىْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ وَمَا لَهٗ فِيْهِ مِنَ الْفَضْلِ

باب **164**: جو شخص سال بھر روزانہ بارہ رکعت ادا کرتا رہے‘ اسے کیا فضیلت حاصل ہوگی؟

379 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

379–اخرجه النسائی (3/260): کتاب قیام اللیل وتطوع النهار: باب ثواب من صلی فی الیوم واللیلة ثنتی عشرة رکعة سوی المکتوبة وذکر اختلاف الناقلین فیه لخبر ام حبیبة فی ذلك والاختلاف علی عطاء‘ وابن ماجه (1/361): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ماجاء فی ثنتی عشرة رکعة من السنة‘ من طریق اسحق بن سلیمان الرازی‘ قال: اخبرنا مغیرة بن زیاد عن عطاء بن ابی رباح عن عائشة‘ فذکره۔

متن حدیث: مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ مُوْسٰى وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَمُغِيْرَةُ بْنُ زِيَادٍ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ بارہ رکعت سنت ادا کرتا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنادے گا' چار رکعت ظہر سے پہلے ہوں گی دو اس کے بعد ہوں گی' دو مغرب کے بعد ہوں گی' دو عشاء کے بعد ہوں گی، دو فجر سے پہلے ہوں گی۔

اس بارے میں سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث اس حوالے سے ''غریب'' ہے۔ مغیرہ بن زیاد نامی راوی کے بارے میں بعض اہلِ علم نے اس کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

380 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَنْ صَلّٰى فِىْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِىَ لَهٗ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ عَنْبَسَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَنْبَسَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص روزانہ بارہ رکعات (سنت) ادا کرے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے' چار رکعت ظہر سے پہلے' دو رکعت اس کے بعد' دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے

380- اخرجه مسلم (3/53-54- الابى): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن' وبيان عددهن' حديث (101-102-103/728) والنسائى (3/261- 262- 263): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: ثواب من صلى فى اليوم والليلة ثنتى عشرة ركعة سوى المكتوبة وذكر اختلاف الناقلين فيه لخبر ام حبيبة فى ذلك والاختلاف على عطاء' وابو داؤد (1/401): كتاب الصلاة: باب: تفريع ابواب التطوع' وركعات السنة' حديث (1250)' وابن ماجه (1/361): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء فى ثنتى عشرة ركعة من السنة' حديث (1141)' واحمد (6/326- 327- 426) وعبد بن حميد' ص (448) حديث (1552-1553)' والدارمى (1/335): كتاب الصلاة: باب: فى صلاة السنة' وابن خزيمة (2/202-203-204) حديث (1185-1186-1187-1888- 1189) من طريق عنبسة بن ابى سفيان عن ام حبيبة ام المومنين رضى الله عنها' فذكره-

بعداوردورکعت صبح کی نماز سے پہلے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عنبسہ نے سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے اس بارے میں جو حدیث نقل کی ہے وہ ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عنبسہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

شب وروز کی بارہ سنن مؤکدہ کی فضیلت

سنت مؤکدہ کی تعدادرکعات کے بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سنن مؤکدہ کی تحدید وتعیین نہیں ہے۔انسان جتنی سنن پسند کرے پڑھ سکتا ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سنن مؤکدہ کی تعداد دس ہے۔انہوں نے دس رکعات والی روایت سے استدلال کیا ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شب وروز چار نوافل ایک سلام سے ادا کرنا افضل ہے۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شب وروز میں دورکعت نوافل ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے۔

سوال: سنن مؤکدہ کی تعدادرکعات کے بارے میں دوروایات ہیں: (۱) میں دس رکعات کا ذکر ہے۔(۲) میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔آپ نے بارہ رکعات والی روایت کو کیوں اختیار کیا ہے؟

جواب: ہم نے بارہ رکعات والی روایت کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ اعلیٰ میں ادنیٰ موجود ہوتا ہے۔جس طرح خمس من الفطرۃ، عشر من الفطرۃ دونوں میں سے ہم نے دوسری روایت کو اختیار کیا ہے کیونکہ اس میں پہلی روایت داخل وشامل ہے۔

نماز ظہر کے بعد دونوافل، نماز عصر سے قبل چار نوافل، نماز مغرب کے بعد دونوافل، نماز عشاء سے قبل چار نوافل اور اس کے بعد چار نوافل یعنی دو نماز وتر سے قبل اور دو بعد۔یہ کل سولہ نوافل بنتے ہیں' جن کی فضیلت بیان نہیں کی گئی۔ان کو سنن غیر مؤکدہ یا نوافل کہتے ہیں۔

سنن مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے: چار رکعات نماز ظہر سے قبل، دو بعد میں، دورکعت نماز مغرب کے بعد، دورکعت نماز عشاء کے بعد اور دورکعت نماز فجر سے قبل۔جو شخص باقاعدگی سے اور اہتمام سے یہ بارہ رکعات پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنادیتا ہے۔اس سے سنن مؤکدہ کی فضیلت عیاں ہوجاتی ہے۔باب کے تحت دونوں احادیث میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 165: فجر کی دورکعت (سنت) کی فضیلت

381 سندِحدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التِّرْمِذِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ

سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوٰى اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التِّرْمِذِيِّ حَدِيْثًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا اور اس میں موجود (سب چیزوں) سے زیادہ بہتر ہیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت صالح بن عبداللہ ترمذی کے حوالے سے نقل کی ہے۔

شرح

فجر کی سنت مؤکدہ کی فضیلت

سنن مؤکدہ میں سے فجر کی دو سنت کی تاکید زیادہ ہے' جس کی وجہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق ان کا درجہ وجوب ہے۔ ان کی فضیلت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان دو رکعت کا درجہ سنتوں سے بہر حال بلند ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں کا جتنا اہتمام کرتے اتنا اہتمام اور سنتوں کا نہ فرماتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فجر کی سنتوں کو ہرگز نہ چھوڑو خواہ تمہیں روند دیا جائے۔'' (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۱۷۹)

حدیث باب میں فجر کی سنتوں کی فضیلت بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فجر کی دو سنت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْفِيْفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا

باب 166: فجر کی دو رکعت (سنت) مختصر ادا کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کیا پڑھا کرتے تھے؟

381- اخرجه مسلم (3/50- الابى) كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب استحباب ركعتى سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما والمحافظة عليهما' وبيان ما يستحب ان يقرا فيهما' حديث (725/97/96)' والنسائى (3/252): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: المحافظة على الركعتين قبل الفجر' واحمد فى "مسنده": (6/50 -149 -265)' وابن خزيمة (2/160) حديث (1107) من طريق قتادة عن زرارة بن اوفى' عن سعد بن هشام عن عائشة' فذكره-

382 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَاَبُوْ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَاُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّحَفْصَةَ وَعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَّلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ اَحْمَدَ وَالْمَعْرُوْفُ عِنْدَ النَّاسِ حَدِيْثُ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ وَقَدْ رَوٰى عَنْ اَبِىْ اَحْمَدَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا

توضیحِ راوی: وَّاَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ قَالَ سَمِعْتُ بُنْدَارًا يَّقُوْلُ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ حِفْظًا مِّنْ اَبِىْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيِّ وَاَبُوْ اَحْمَدَ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْكُوْفِيُّ الْاَسَدِيُّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ایک ماہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جائزہ لیتا رہا' آپ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت (سنت) میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ثوری کے حوالے سے، ابواسحٰق سے منقول روایت کو ہم صرف ابواحمد نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

لوگوں کے نزدیک معروف روایت وہ ہے' جسے اسرائیل نے ابواسحٰق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ابواحمد کے حوالے سے اسرائیل سے بھی نقل کی گئی ہے۔

ابواحمد زبیری ثقہ اور حافظ ہیں' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے بندار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے ابواحمد زبیری سے زیادہ بہتر حافظے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

ان کا نام محمد بن عبداللہ بن زبیر اسدی کوفی ہے۔

382- اخرجه احمد فی مسنده (2/24-58-35-94-95-99) ' وابن ماجه (1/363): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فيما يقرا فی الركعتين قبل الفجر حديث (1149) ' من طريق ابی اسحق عن مجاهد عن ابن عمر ' فذكره ' واخرجه النسائی (2/170): كتاب الافتتاح باب القراء ة فی الركعتين بعد المغرب ' حديث (992)من طريق ابی اسحق ' عن ابراهيم بن مهاجر ' عن مجاهد عن ابن عمر ' فذكره ' وزاد فی اسناده "ابراهيم بن مهاجر" -

شرح

فجر کی دونوں سنتوں میں اختصار وقرأت

نماز میں اختصار نماز کا حسن ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں اختصار سے کام لیتے تھے۔ پھر فجر کی دونوں سنتوں میں بھی اختصار کو پیش نظر رکھتے تھے۔ فجر کی نماز کے لیے بیدار ہونا شیطان کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کے مترادف ہے۔ ایک روایت میں موجود ہے کہ شیطان رات کے وقت مومن پر تین گرہیں لگاتا ہے اور کہتا ہے: "علیك لیل طویل فارقد" (محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۱۴۲) ابھی رات کافی پڑی ہے لہٰذا تو سوجا"۔ جب مسلمان بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ جب وہ غسل یا وضو کرتا ہے تو اس کی دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ جب نماز ادا کرتا ہے تو اس کی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر وہ نیکی کے معاملے میں ہوشیار ہو جاتا ہے۔

فجر کی سنتوں میں جہاں اختصار پیش نظر رکھنا سنت ہے وہاں پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں ایک مہینہ تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور بڑے غور سے جائزہ لیتا رہا کہ آپ فجر کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی قرأت فرماتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں بطور قرأت متعین کی ہوئی تھیں۔ نماز جمعہ اور عیدین میں آپ سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الجمعہ، سورۃ الغاشیہ اور سورۃ المنافقون کی قرأت کرتے تھے۔ نماز وتر میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی قرأت کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْکَلَامِ بَعْدَ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ

باب 167: فجر کی دو رکعات کے بعد بات چیت کرنا

383 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی الْمَرْوَزِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاِنْ کَانَتْ لَهُ اِلَیَّ حَاجَةٌ کَلَّمَنِیْ وَاِلَّا خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ

383- اخرجه البخاری (53/3)، کتاب التہجد باب: من تحدث بعد الرکعتین ولم یضطجع حدیث (1161) و (54/3): باب: الحدیث بعد رکعتی الفجر حدیث (1162) و مسلم (71/3- الأبی): کتاب صلاۃ المسافرین و قصرها: باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیه وسلم فی اللیل وان الوتر رکعة وان الرکعة صلاۃ صحیحة حدیث (743/133) وابو داؤد (404/1) کتاب الصلاۃ: باب الاضطجاع بعدها حدیث (1262- 1263) واحمد (35/6) والدارمی (337/1) کتاب الصلاۃ: باب الکلام بعد رکعتی الفجر والحمیدی (93/1) حدیث (175- 176- 177) وابن خزیمة (168/2) حدیث (1122) من طریق ابی سلمة بن عبدالرحمن عن عائشة ام المومنین فذکرہ۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ کَرِہَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِھِمُ الْکَلَامَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ حَتّٰی یُصَلِّیَ صَلَاۃَ الْفَجْرِ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اَوْ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْہُ وَھُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کر لیتے تھے' تو اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام ہوتا' تو آپ مجھ سے بات کر لیتے تھے' ورنہ نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے صبح صادق ہو جانے کے بعد فجر کی نماز ادا کرنے سے پہلے کلام کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے (یہ حضرات فرماتے ہیں) آدمی صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتا ہے یا کوئی انتہائی ضروری کلام کر سکتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کرنے کا مسئلہ

خارج نماز بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن بات چیت با مقصد ہونی چاہیے۔ فضول اور بے مقصد گفتگو سے منع کیا گیا ہے۔ خاموش رہنا خواہ عبادت نہیں ہے لیکن بے مقصد بات چیت سے احتراز کرنا افضل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من سکت نجا او کما قال علیہ السلام ۔ نماز فجر کی سنتوں اور فرائض کے درمیان کا وقت مقبولیت کا ہے۔ اس لیے اس وقت کو ذکر الٰہی، درود شریف، تلاوت قرآن، استغفار اور یا خاموشی میں گزارنا چاہیے۔ یہ وقت ''مقدمۃ الیوم'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت میں اوراد و وظائف، تلاوت قرآن اور درود شریف کی برکت سے تمام دن اطمینان و سکون سے گزرتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ تھی کہ نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو اپنی ازواج کو بیدار نہ کرتے خود ہی خاموشی سے وضو کر کے نماز تہجد میں مصروف ہو جاتے۔ صبح صادق کا وقت قریب ہوتا تو نماز وتر ادا کرتے وقت اپنی ازواج مطہرات کو بیدار کرتے تھے۔ البتہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تہجد کے وقت اپنے اہل کو بھی بیدار کر دیتے۔ نماز فجر کا وقت ہونے پر آپ گھر میں فجر کی سنتیں ادا فرماتے۔ فجر کی سنتوں اور فرائض کے دوران آپ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے بلکہ یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔ پھر نماز فجر کی جماعت کا وقت ہونے پر آپ مسجد میں تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات امت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر دارین کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ

باب 168: صبح صادق ہو جانے کے بعد (فجر کی) دو رکعت (سنت) کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھی جائے گی

384 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ يَّسَارٍ مَوْلٰی ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ اِلَّا سَجْدَتَيْنِ وَمَعْنٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّمَا يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَحَفْصَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ قُدَامَةَ بْنِ مُوْسٰی وَرَوٰی عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ كَرِهُوْا اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح صادق ہو جانے کے بعد صرف دو رکعت پڑھی جا سکتی ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف قدامہ بن موسیٰ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں اور ان سے کئی راویوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس بات پر تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے' انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ' صبح صادق ہو جانے کے بعد کوئی اور نماز ادا کرے۔

شرح

صبح صادق کا وقت ہونے پر فجر کی دو سنت کے علاوہ نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

صبح صادق کا وقت شروع ہونے پر فجر کی دو سنت کے علاوہ بھی نوافل پڑھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں

384- اخرجه ابو داؤد (409/1): كتاب الصلاة باب من رخص فيهما اذا كانت الشمس مرتفعة حديث (1278) وابن ماجه (86/1): المقدمة: باب: من بلغ علما حديث (235) واحمد في "مسنده" : (104/2) من طريق وهيب قال: حدثنا قدامة بن موسى قال: حدثنا ايوب بن حصين التميمي عن ابى علقمة مولى عبدالله بن عباس عن يسار مولى عبدالله بن عمر عن ابن عمر فذكره واخرجه احمد (23/2) قال: حدثنا وكيع قال حدثنا قدامة بن موسى عن شيخ عن ابن عمر فذكره-

اختلاف ہے، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز فجر کے وقت میں فجر کی سنتوں کے علاوہ جتنے چاہیں نوافل ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمرو بن عبسہ السلمی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! دعا کی قبولیت کا افضل وقت کون سا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: "جوف الليل الاخر، فصل ماشئت حتى تصلى الصبح" دعا کی قبولیت کا افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے، لہٰذا صبح کی نماز تک آپ جتنے چاہیں نوافل ادا کر سکتے ہیں۔ اس وقت نماز میں فرشتے شامل ہوتے ہیں اور اس کا اجر وثواب لکھا جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، جلداوّل ص۱۸۱)

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک صبح صادق کے وقت فجر کی سنتوں کے علاوہ نوافل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح صادق کا وقت شروع ہونے پر فجر کی دو سنتوں کے علاوہ کوئی (نفلی) نماز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے وقت صرف دو مختصر رکعت ادا فرماتے تھے۔ (الصحیح للبخاری رقم الحدیث ۱۱۷۳)

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہی حدیث مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ میں موجود ہے، جس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: "حتّٰى يطلع الفجر" یہ الفاظ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہے ورنہ حضرت حفصہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات کے ساتھ تعارض آئے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب 169: فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کرنے کے بعد لیٹ جانا

385 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ

385 اخرجه ابو داؤد (404/1)؛ كتاب الصلاة باب: فى تخفيفهما حديث (1261) وابن ماجه (378/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: ماجاء فى الضجعة بعد الوتر و بعد ركعتى الفجر حديث (1199) واحمد (415/2) وابن خزيمة (167/2) حديث (1120) من طريق سهيل بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة قال: "كان النبى صلى الله عليه وسلم يضطجع بعد ركعتى الفجر على شقه الايمن ثم يجلس....."

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ

حدیثِ دیگر: رُوِىَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَىِ الْفَجْرِ فِىْ بَيْتِهٖ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّحْمَلَ هٰذَا اسْتِحْبَابًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص فجر کی دو رکعت (سنت) ادا کرلے تو وہ اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے جو اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت (سنت) اپنے گھر میں ادا کر لیتے تھے تو آپ لیٹ جایا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں یہ استحباب پر محمول ہوگا۔

شرح

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانے میں مذاہب آئمہ

صبح صادق کا وقت ہونے پر فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور درود میں وقت گزارنا چاہیے۔ اس وقت فضول گفتگو سے اجتناب کرنا چاہیے، البتہ بقدر ضرورت بات کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان لیٹنا سنت تشریعیہ ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ لیٹنا سنت تشریعیہ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی دو سنت کے بعد جو لیٹنا چاہے وہ دائیں پہلو پر لیٹے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کی سنتوں اور فرائض کے درمیان لیٹنا جائز ہے لیکن یہ سنت تشریعیہ نہیں ہے، اس لیے کہ آپ کا یہ عمل مستقل یا عادت مستمرہ کی بنا پر ہرگز نہیں تھا بلکہ شاذ و نادر آپ ایسا کرتے تھے۔ جمہور فقہاء نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلَاۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ

باب 170: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے‘ تو صرف فرض نماز ادا کی جائے

386 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ ابْنَ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلَاۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنِ ابْنِ بُحَیْنَۃَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَّهٰکَذَا رَوٰی اَیُّوْبُ وَوَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ وَزِیَادُ بْنُ سَعْدٍ وَّاِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُسْلِمٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰی حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ وَّسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ فَلَمْ یَرْفَعَاهُ وَالْحَدِیْثُ الْمَرْفُوْعُ اَصَحُّ عِنْدَنَا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ الرَّجُلُ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ عَیَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِیُّ الْمِصْرِیُّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے‘ تو صرف فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

ایوب، ورقا بن عمر، زیاد بن سعد، اسماعیل بن مسلم، محمد بن جحادہ نے اپنی اسناد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے

386- اخرجہ مسلم (32/1): کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا: باب کراھۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذن' حدیث (710/63)' وابو داؤد (405/1) کتاب الصلاۃ: باب: اذا ادرک الامام ولم یصل رکعتی الفجر' حدیث (1266)' والنسائی (116/2): کتاب الامامۃ: باب ما یکرہ من الصلاۃ عند الاقامۃ' وابن ماجہ (364/1): کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا: باب: ماجاء فی اذا اقیمت الصلاۃ' فلا صلاۃ الا المکتوبۃ' حدیث (1151)' واحمد فی "مسندہ": (531-517-455-231/2) والدارمی (338/1): کتاب الصلاۃ: باب: اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ' وابن خزیمۃ (169/2) حدیث (1123) من طریق عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ' فذکرہ۔

احادیث نقل کی ہیں۔

حماد بن زیاد اور سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک ''مرفوع'' روایت زیادہ مستند ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یعنی جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے' تو آدمی صرف فرض نماز ادا کرسکتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے' جو دوسری سند کے حوالے سے منقول ہے۔

عیاش بن عباس قتبانی مصرف نے اسے ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

شرح

جماعت کھڑی ہونے پر سنن ونوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء کی جماعت کھڑی ہونے پر سنن ونوافل کی نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ فجر کی جماعت کھڑی ہونے پر صبح کی سنتیں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی ہونے پر فجر کی سنتوں کا بھی دوسری نمازوں کا حکم ہے یعنی ناجائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہے۔''

۲۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فجر کی سنتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی فجر کی جماعت کھڑی ہونے پر سنتیں کسی کونے یا فاصلے پر کھڑے ہو کر ادا کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں نماز فجر کی سنتوں کی تاکید کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ فجر کی نماز کھڑی ہونے میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بیدار کیا تو انہوں نے پہلے فجر کی سنتیں ادا کیں۔ (شرح معانی الآثار' جلد اوّل ص ۱۸۳)

۲۔ حضرت ابوعثمان انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت تشریف لائے کہ فجر کی جماعت کھڑی تھی، انہوں نے پہلے فجر کی سنتیں ادا کیں پھر جماعت میں شامل ہو گئے۔ (امام طحاوی شرح معانی الآثار جلد اوّل ص ۱۸۳)

۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسجد میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ جماعت میں

کھڑے تھے، انہوں نے پہلے دوسنت ادا کیں پھر جماعت میں شامل ہو گئے۔ (امام طحاوی شرح معانی الآثار جلداوّل ص۱۸۳)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس حدیث پر استدلال کنندگان کا بھی عمل نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص اپنے گھر میں سنتیں پڑھ کر آئے اور جماعت میں شامل ہو جائے تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ (۲) حدیث باب سے فجر کی سنتوں کو مستثنیٰ کرنے سے آثار صحابہ اور معمولات صحابہ سے تعارض لازم نہیں آئے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ تَفُوتُهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب 171: جس شخص کی فجر سے پہلے کی دو رکعت (سنت) فوت ہو جائیں وہ صبح کی نماز کے بعد انہیں ادا کر سکتا ہے

387 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَدِّهِ قَيْسٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي فَقَالَ مَهْلًا يَا قَيْسُ أَصَلَاتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا إِذَنْ

اختلافِ روایت: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ وَقَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ مِنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا يُرْوَى هٰذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلًا

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

توضیحِ راوی: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وَقَيْسٌ هُوَ جَدُّ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَيُقَالُ هُوَ قَيْسُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ هُوَ قَيْسُ بْنُ فَهْدٍ وَإِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسٍ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى قَيْسًا وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ

387- اخرجه ابو داؤد (406/1): كتاب الصلاة باب: من فاتته متى يقضيها؟ حديث (1267) وابن ماجه (365/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء فيمن فاتته الركعتان قبل صلاة الفجر متى يقضيهما؟ حديث (1154) واحمد في "مسنده" (447/5) والحميدي (383/2) حديث (868) وابن خزيمة (164/2) حديث (1116) من طريق سعد بن سعيد بن قيس عن محمد بن ابراهيم عن قيس بن عمرو الانصاري فذكره-

سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ

◆◆ محمد بن ابراہیم اپنے دادا حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے نماز کے لیے' اقامت کہی جاچکی تھی' میں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا (یعنی میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگا تھا) آپ نے فرمایا: اے قیس! ٹھہر جاؤ' کیا دونمازیں ایک ساتھ؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں فجر کی دو رکعت (سنت) ادا نہیں کر سکا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد بن ابراہیم سے منقول اس حدیث کو ہم صرف سعد بن سعید نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: عطا بن ابی رباح نے اس روایت کو سعد بن سعید سے سنا ہے۔

اس روایت کو "مرسل" روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

مکہ سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: کوئی شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے اور فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت ادا کر لے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعد بن سعید نامی راوی یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نامی صحابی یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ قیس بن عمرو ہیں اور ایک قول کے مطابق قیس بن فہد ہیں۔

اس روایت کی سند متصل نہیں ہے۔ محمد بن ابراہیم تیمی نے اس روایت کو قیس سے نہیں سنا۔

بعض حضرات نے اس روایت کو سعد بن سعید کے حوالے سے' محمد بن ابراہیم کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' تو آپ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے' جسے عبدالعزیز نے سعد بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

فجر کے فرضوں کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل فجر کی سنت ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

کوئی شخص فجر کی سنتیں ادا کیے بغیر جماعت میں شامل ہو جائے تو کیا وہ سنتیں طلوع آفتاب سے قبل پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک پڑھ سکتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ فجر کی سنتیں پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہو گئے تو انہوں نے طلوع آفتاب سے قبل وہ سنتیں ادا کیں اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کے فرضوں کے بعد اور طلوعِ آفتاب سے قبل سنن و نوافل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے قبل اسی روز وہ سنتیں پڑھی جا سکتی

ہیں۔انہوں نے فجر کی نماز کے بعد سنن ونوافل کی ممانعت والی روایات سے استدلال کیا ہے۔علاوہ ازیں انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے:قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من لم یصل رکعتی الفجر فیصلھما بعد ماتطلع الشمس (جامع ترمذی جلداوّل ص۸۲)(حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے فجر کی دورکعت (سنتیں) نہ پڑھی ہوں تو وہ طلوع آفتاب کے بعد انہیں پڑھے)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:(۱)اس حدیث کی سند منقطع ہے۔(۲)بعض روایات میں یہ حدیث یوں ہے:فسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومضی ولم یقل شیئاً (مصنف عبدالرزاق جلد ثانی ص۴۴۲)حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی،تشریف لے گئے اور کوئی بات نہ کہی۔ان آثار ومعمولات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِعَادَتِهِمَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

باب 172: سورج طلوع ہوجانے کے بعد ان دورکعات کو پڑھنا

388 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ فَعَلَهُ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالَ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هَمَّامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ هٰذَا اِلَّا عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الْكِلَابِيَّ

حدیثِ دیگر: وَالْمَعْرُوْفُ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص فجر کی دورکعت (سنت) ادا نہ کر سکا ہو وہ سورج نکلنے کے بعد ان دونوں کو ادا کرلے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

388- اخرجه ابن خزيمة (165/2) حديث (1117) من طريق بشير بن نهيك عن ابى هريرة فذكره۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری، شافعی، احمد، اسحٰق اور ابن مبارک نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرو بن عاصم کلابی کے علاوہ ہم کسی ایسے راوی سے واقف نہیں ہیں، جس نے اس روایت کو ہمام کے حوالے سے نقل کیا ہو۔

معروف یہ ہے: یہ روایت قتادہ نے نضر بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، بشیر بن نہیک کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی (فرض نماز) کی ایک رکعت پالے۔ اس نے صبح (کی نماز) کو پالیا۔

شرح

فجر کی فوت شدہ سنتیں طلوع آفتاب کے بعد ادا کرنا

اگر کوئی شخص طلوع صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب سے قبل فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکا ہو، تو وہ طلوع آفتاب کے بعد اور زوال کے وقت سے قبل ادا کر سکتا ہے۔ یہ پڑھی جانے والی سنتیں قضاء نہیں ہوں گی بلکہ بدل ہوں گی۔ اس لیے قضاء صرف واجبات اور فرائض کی ہوتی ہے۔ یہ بھی صرف اسی دن ادا کی جا سکتی ہیں بعد میں نہیں۔ اس کی نظیر نماز تہجد موجود ہے۔ کسی عذر یا مجبوری کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد چھوٹ جاتی تو آپ بطور قضاء نہیں بلکہ بطور بدل دن کے وقت ادا فرما لیتے تھے۔

یاد رہے یہ موقف آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے فجر کی دو سنت نہ پڑھی ہوں، تو وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ سکتا ہے۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ

باب 173: ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا

389 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

389- اخرجه النسائي (119/2): كتاب الامامة باب: الصلاة قبل العصر وذكر اختلاف الناقلين عن ابي اسحق في ذلك' وابن ماجه (367/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فيما يستحب من التطوع بالنهار' حديث (1161)' واحمد في "مسنده" (85/1- 89- 111- 143- 146- 147- 160)' وابن خزيمة (218/2) حديث (1211)' و (233/2) حديث (1232) من طريق عاصم بن ضمرة عن علي بن ابي طالب' فذكره-

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ حَبِیْبَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَلِیٍّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ الْعَطَّارُ قَالَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ کُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِیْثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلٰی حَدِیْثِ الْحَارِثِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ یَخْتَارُوْنَ اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاِسْحٰقَ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ صَلَاةُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یَرَوْنَ الْفَصْلَ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَبِهٖ یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے' اور اس کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

سفیان بیان کرتے ہیں: ہم عاصم بن ضمرہ کی نقل کردہ حدیث کو حارث نامی راوی کی نقل کردہ حدیث سے زیادہ فضیلت والی سمجھتے ہیں۔

اکثر اہلِ علم' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اس کے بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔

انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ادا کرے۔

سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحٰق بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔ ان کے نزدیک دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نمازِ ظہر سے قبل کی سنتوں میں مذاہب آئمہ

نمازِ ظہر کے فرائض سے قبل چار سنتیں ہیں یا دو؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ اور ایک قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق نمازِ ظہر کے فرائض سے قبل چار رکعت سنت ہیں۔

ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر سے قبل چار رکعت اور بعد

میں دو رکعت ادا فرماتے تھے۔ (۲) حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے نماز ظہر سے قبل چار رکعت اور چار رکعت بعد والی باقاعدگی سے ادا کیں تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام قرار دے دی۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۲) (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی چار رکعت نہ پڑھ سکتے تو وہ نماز ظہر کے بعد پڑھ لیا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۱)

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ظہر سے قبل دو رکعت ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، آپ نے ظہر سے قبل دو رکعت اور دو رکعت بعد میں ادا کیں۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث ۸۳)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں دو رکعت نماز ظہر کی نہیں تھیں بلکہ صلوٰۃ الزوال کی تھیں۔ علاوہ ازیں دونوں روایات کو صحیح قرار دے کر دونوں پر عمل کرنے کے لیے چار رکعت والی روایت کو اختیار کیا جائے، کیونکہ اس کے ضمن میں دو رکعت والی روایت بھی آجائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

باب 174: ظہر کے بعد کی دو رکعت

390 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد دو، دو رکعت (سنت) ادا کی ہیں۔

390- اخرجه مالك في "الموطا": (166/1) كتاب قصر الصلاة في السفر' باب: العمل في جامع الصلاة' حديث (69)' والبخاري (493/2): كتاب الجمعة: باب: الصلاة بعد الجمعة فقبلها' حديث (937)' و (60/3): كتاب التهجد باب: التطوع بعد المكتوبة' حديث (1172)' و (70/3): باب: الركعتين قبل الظهر' حديث (1180)' و مسلم (55/3- الابي) كتاب صلاة المسافرين باب: فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن' حديث (729/104)' وابو داؤد (402/1) كتاب الصلاة: باب تفريع ابواب التطوع وركعات السنة' حديث (1252)' والنسائي (119/2): كتاب الامامة: باب الصلاة بعد الظهر و (113/3): كتاب الجمعة: باب: صلاة الامام بعد الجمعة' وباب اطالة الركعتين بعد الجمعة' وابن ماجه (358/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الصلاة قبل الجمعة' حديث (1130)' واحمد في "مسنده": (6/2- 17- 23- 35- 63- 75- 77- 87- 123)' والدارمي (335/1): كتاب الصلاة: باب في صلاة السنة' وابن خزيمة (208/2) حديث (1197) و (182/3) حديث (1869 -1870)' وعبد بن حميد' ص (250) حديث (781) من طريق نافع عن ابن عمر' فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نمازِ ظہر کے قبل کی سنتیں چھوٹ جانے پر ان کی ادائیگی کا محل

ظہر کی پہلی چار سنتیں چھوٹ جائیں تو وہ فرائض کے بعد پڑھی جائیں گی۔ جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک چھوٹی ہوئی چار سنتیں فرائض کے بعد متصل پڑھی جائیں گی، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا: **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا لم یصل اربعا قبل الظھر صلاھن بعدھا** ۔ بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سنن ظہر چھوٹ جاتیں تو آپ فرض نماز کے بعد انہیں پڑھ لیتے تھے۔ اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) ان سنتوں کی ادائیگی رکعتین سے قبل ہوگی۔ (۲) ان کی ادائیگی رکعتین کے بعد ہوگی۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: "**کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فاتتہ الاربع قبل الظھر صلاھا بعد الرکعتین بعد الظھر**۔" ظہر سے قبل کی چھوٹ جانے والی چار سنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرضوں کے بعد دو سنت پڑھ کر ادا کرتے تھے۔

بَابُ مِنْهُ اٰخَرُ

باب 175: بلاعنوان

391 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعَتَكِيُّ الْمَرْوَزِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ نَحْوَ هٰذَا وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرَ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا

◆◆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی وقت ظہر سے پہلے کی چار رکعات ادا نہیں کر پاتے تھے' تو آپ انہیں ظہر کے بعد ادا کر لیتے تھے۔

391- اخرجه ابن ماجه (366/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب : من فاتته الاربع قبل الظهر حديث (1158) من طريق خالد الحذاء عن عبدالله بن شقيق عن عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ہم اسے صرف ابن مبارک کی نقل کردہ روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

قیس بن ربیع نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے، خالد حذاء کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ہمیں ایسے کسی شخص کا پتہ نہیں ہے' جس نے اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے نقل کیا ہو' صرف قیس بن ربیع نے اسے نقل کیا ہے۔

یہی روایت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح منقول ہے۔

392 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الشُّعَیْثِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ صَلّٰی قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا اَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَّقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعت (سنت) ادا کرے اور اس کے بعد چار رکعت ادا کرے' تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یہ روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

393 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْبَغْدَادِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ التِّنِّیْسِیُّ الشَّامِیُّ حَدَّثَنَا الْهَیْثَمُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنِی الْعَلَاءُ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُخْتِیْ اُمَّ حَبِیْبَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: مَنْ حَافَظَ عَلٰی اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یُكْنٰی اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ شَامِیٌّ وَّهُوَ صَاحِبُ اَبِیْ اُمَامَةَ

◆◆ حضرت عنبسہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی بہن سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص ظہر

392– اخرجه ابو داؤد (406/1): كتاب الصلاة باب: الاربع قبل الظهر وبعدها حديث (1269) والنسائي (266-265-264/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب الاختلاف على اسماعيل بن ابي خالد وابن ماجه (367/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء فيمن صلى قبل الظهر اربعا وبعدها اربعا حديث (1160) واحمد في "مسنده": (326-325/6) وابن خزيمة (206/2) حديث (1191 -1192) من طريق عنبسة بن ابي سفيان عن ام حبيبة فذكره-

سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعت باقاعدگی سے ادا کرتا رہے گا' اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن صحیح غریب" ہے۔

قاسم نامی راوی' قاسم بن عبدالرحمٰن ہے۔ ان کی کنیت "ابوعبدالرحمٰن" ہے' اور یہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ ثقہ ہیں' شام کے رہنے والے ہیں اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

شرح

ظہر کی سنن ونوافل کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز ادا کرنے سے گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ نماز فرض وواجب کے علاوہ سنن ونوافل کی ادائیگی بھی بلندی درجات کا ذریعہ ہیں۔ سنن مؤکدہ وہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تواتر سے پڑھی ہوں اور ان کے ادا کرنے کا اپنے صحابہ کو حکم دیا ہو۔ نوافل وہ عبادت ہے' جس کی ادائیگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل مستمرہ کے طور پر نہ کی ہو اور نہ ہی اس کی ادائیگی کا کسی کو حکم دیا ہو۔ زیر بحث باب کی احادیث میں نماز ظہر کے نوافل وسنن کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے ظہر کی پہلی چار سنت اور بعد کی چار رکعت ادا کیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔" ایک روایت میں پڑھنے کا ذکر ہے اور ایک روایت میں نماز کی حفاظت یعنی باقاعدگی سے ادا کرنے کا بیان ہے۔ سب روایات سے مراد ایک ہی مضمون ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کے بعد کی چار رکعت مستحب ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت مستحب (نوافل) ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ

باب 176: عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا

394 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَارَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْ لَّا يُفْصَلَ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ اِسْحٰقُ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اَنَّهٗ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ يَعْنِي التَّشَهُّدَ وَرَاَى الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

مَثْنٰی مَثْنٰی یَخْتَارَانِ الْفَصْلَ فِی الْاَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ

◆◆ عاصم بن ضمرہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے' اوران چار رکعت کے درمیان مقرب فرشتوں اوران کے پیروکار مسلمانوں اور مومنوں پر' سلام بھیج کر فصل کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت علی سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: عصر سے پہلے کی چار رکعت میں فصل نہیں کیا جائے گا۔

انہوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے ذریعے فصل کیا کرتے تھے۔ اس سے مراد تشہد پڑھنا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رات اور دن کی تمام نفل نمازوں کو دو' دو، کر کے ادا کیا جائے گا۔ انہوں نے (چار رکعت کے درمیان) فصل کو اختیار کیا ہے۔

395 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ وَاَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّیَالِسِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ مِهْرَانَ سَمِعَ جَدَّهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

نمازِ عصر کی چار رکعات کی فضیلت

نمازِ ظہر کی طرح نمازِ عصر سے قبل کی چار سنت کی بھی فضیلت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ نوافل ادا فرماتے تھے اور تشہد کے ساتھ نوافل اور فرائض میں فصل فرماتے تھے۔ لفظ ''تسلیم'' سے مراد ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہنا نہیں ہے بلکہ تشہد پڑھنا ہے، کیونکہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ'' یہاں عباد سے مسلمان، مومن اور فرشتے سب کے سب مراد ہیں۔ دوسری روایت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص یہ نوافل ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے۔

395- اخرجه ابو داؤد (407/1): كتاب الصلاة باب: الصلاة قبل العصر' حديث (1271)' واحمد في "مسنده": (117/2)' وابن خزيمة (206/2) حديث (1193) من طريق سليمان بن داؤد عن ابي داؤد الطيالسي' قال : حدثنا محمد بن مسلم بن مهران' قال: حدثني جدي عن ابن عمر' فذكره-

سوال: دوسری روایت میں نوافل ادا کرنے والے پر فقط رحم کرنے کی خوشخبری ہے لیکن نماز ظہر کی طرح اس کی فضیلت واضح طور پر بیان نہیں کی گئی؟

جواب: خواہ ان دونوں روایات میں نماز عصر کے نوافل ادا کرنے کی فضیلت واضح طور پر بیان نہیں کی گئی مگر اس کی فضیلت نماز ظہر کی سنن ونوافل سے بھی زیادہ ہے بلکہ بیان سے باہر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَالْقِرَائَةِ فِيْهِمَا

باب 177: مغرب کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کرنا اور ان میں قرأت کرنا

396 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ مَا اُحْصِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَاصِمٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اس کا شمار نہیں کرسکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد والی دو رکعت میں اور فجر سے پہلے والی دو رکعت میں، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "غریب" ہے۔ ہم اسے صرف عبدالملک بن معدان نامی راوی کے حوالے سے عاصم نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ يُصَلِّيهِمَا فِي الْبَيْتِ

باب 178: یہ دونوں رکعات (یعنی مغرب کے بعد کی سنتیں) گھر میں ادا کرنا

397 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَّكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ

396- اخرجه ابن ماجه (369/1)، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما يقرا من الركعتين بعد المغرب حديث (1166) من طريق عبد الملك بن الوليد قال: حدثنا عاصم بن بهدلة عن زر وابي وائل عن ابن مسعود فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مغرب کے بعد کی دو رکعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ادا کی تھیں۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خدیج اور حضرت کعب بن عجرہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

398 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ كَانَ يُصَلِّيهَا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ قَالَ وَحَدَّثَتْنِىْ حَفْصَةُ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّى قَبْلَ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مجھے دس رکعات یاد ہیں' جنہیں آپ دن اور رات میں ادا کیا کرتے تھے۔ ظہر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ مغرب کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے عشاء کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے بھی دو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مغرب کی دو سنت کا درجہ اور ان میں قرأت

نماز مغرب کے بعد دو سنت مؤکدہ اور دو سنت غیر مؤکدہ یا نوافل ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو سنت مؤکدہ ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز

مغرب کے بعد چھ رکعات ہیں اور یہ سب مستحب ہیں۔

فرائض اور واجبات کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے جبکہ سنن ونوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے۔گھر میں نماز ادا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ گھر میں برکت ہوگی اور اہل خانہ کو بھی نماز پڑھنے کا پیغام ملے گا۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سنن ونوافل مسجد میں نہیں پڑھے جاسکتے۔سات قسم کے نوافل مسجد میں ادا کرنا افضل ہے:(۱) نماز تراویح۔(۲) تحیۃ المسجد۔(۳) صلوٰۃ کسوف۔(۴) احرام کے دونوافل۔(۵) مسافر جب سفر سے واپس آئے دونوافل۔(۶) معتکف کے تمام نوافل۔(۷) جمعۃ المبارک کی سنتیں وغیرہ۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز پنجگانہ میں صرف دس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب وروز کی نماز پنجگانہ میں دس رکعات ادا فرماتے تھے: نماز ظہر سے قبل دو رکعات اور دو اس کے بعد، نماز مغرب کے بعد دو رکعات، دو رکعت نماز عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے قبل۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۸)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شب وروز کی سنن مؤکدہ کی کل تعداد بارہ رکعات ہیں۔نماز ظہر سے قبل چار رکعات ہیں۔آپ نے بارہ رکعات والی روایت سے استدلال کیا ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ التَّطَوُّعِ وَسِتِّ رَکَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

باب 179: مغرب کے بعد چھ رکعت نفل ادا کرنے کی فضیلت

399 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ یَعْنِیْ مُحَمَّدَ بْنَ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیّ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اَبِیْ خَثْعَمٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ زَیْدِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ خَثْعَمٍ

399–اخرجه ابن ماجه (369/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ما جاء فی الست رکعات بعد المغرب' حدیث (1167) وابن خزیمة حدیث (1195) من طریق زید بن الحباب ابی الحسین العکلی' عن عمر بن ابی خثعم الیمامی' عن یحیی بن ابی کثیر' عن ابی سلمة' عن ابی هریرة' فذکره۔

قولِ امام بخاری: قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ خَثْعَمٍ مُّنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَضَعَّفَهٗ جِدًّا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت ادا کرلے اوران کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے' تو یہ رکعت اس شخص کے لیے بارہ برس کی عبادت کے برابر شمار ہوں گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعت ادا کرلے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔ہم اسے صرف زید بن حباب نامی راوی کے حوالے سے عمرو بن ابوخثعم کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔عمر بن عبداللہ بن ابوخثعم ''منکر حدیث'' ہے۔امام بخاری نے اسے انتہائی ضعیف قرار دیا۔

شرح

نماز مغرب کے بعد چھ نوافل ادا کرنے کی فضیلت

نماز مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل ادا کرنے کی فضیلت اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔اس نماز کو عام طور پر ''صلوٰۃ الاوابین'' کہا جاتا ہے۔اس کے ادا کرنے سے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف بھی قرار دیا ہے لیکن ضعیف حدیث فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔

سوال: نماز مغرب کے بعد کی دو رکعات ملا کر یہ چھ رکعات ہیں یا ان کے بغیر؟

جواب: اس میں دو قول ہیں: (۱) دو سنت ملا کر چھ رکعات ہیں۔(۲) دو سنت کے علاوہ چھ رکعات ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب 180: عشاء کے بعد دو رکعت ادا کرنا

400 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ عَآئِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا: انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے۔ مغرب کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے' عشاء کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے' اور فجر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبداللہ بن شقیق کی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کردہ یہ روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نمازِ عشاء کے بعد دوسنت کا مسئلہ

نماز عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ہیں اور دو غیرمؤکدہ یعنی نوافل ہیں۔ نماز عشاء سے قبل چار رکعات سنن غیرمؤکدہ ہیں، جن کا ذکر فقہاء نے اپنی تصانیف میں کیا ہے۔ ان کا ثبوت کسی معتبر حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ عقلی دلیل ضرور ہے کہ ظہر، عصر اور فجر سے قبل ان کے فرائض کی تعداد کے مطابق سنتیں ہیں، اسی طرح نماز عشاء سے قبل بھی نماز ہونی چاہیے اور وہ چار رکعات ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا بعد والی سنتوں اور نوافل کی طرح پہلے بھی چار سنتیں پڑھنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى

باب 181: رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے گی

401 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ وَّاجْعَلْ اٰخِرَ صَلَاتِكَ وِتْرًا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ

401- اخرجه مالك في "الموطا": (123/1): كتاب صلاة الليل: باب: الامر بالوتر' حديث (13)' والبخاری (554/2): كتاب الوتر: باب: ما جاء في الوتر' حديث (990)' ومسلم (3/78- الابی): كتاب صلاة المسافرين: باب' صلاة الليل مثنى مثنى' والوتر ركعة من آخر الليل' حديث (749/145)' وابو داؤد (422/1) كتاب الصلاة: باب: صلاة الليل مثنى مثنى' حديث (1326) والنسائی (233/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: كم الوتر!' من طريق مالك' عن نافع و عبدالله بن دينار عن ابن عمر فذكره' واخرجه ابن ماجه (418/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في صلاة الليل ركعتين' حديث (1320)' والحميدی (282/1) حديث (631)' وابن خزيمة (139/2) حديث (1072) من طريق عبدالله بن دينار عن ابن عمر' فذكره' ليس فيه "نافع"- واخرجه النسائی (227/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار باب كيف صلاة الليل' و (233/3): باب كيف الوتر بواحدة وابن ماجه (418/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما جاء في صلاة الليل ركعتين' حديث (1319)' واحمد في مسنده (2/5-48 -49 -54 -66 -102 -119)' والدارمی (340/1): كتاب الصلاة: باب: في صلاة الليل' وابن خزيمة (139/2) حديث (1072) من طريق نافع عن ابن عمر' فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔آپ نے ارشادفرمایا ہے: رات کی نماز دو،دو کر کے ادا کی جائے گی۔تمہیں صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ذریعے اسے طاق کرلو اوراپنی آخری نماز کو طاق کرو۔

اس بارے میں حضرت عمرو بن عبسہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا،یعنی رات کے نوافل دو،دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔

سفیان ثوری،ابن مبارک،شافعی،احمد اور اسحٰق کا یہی قول ہے۔

شرح

رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ

رات کے وقت نوافل ادا کرنے کا افضل طریقہ کون سا ہے؟اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے،جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شب وروز کے نوافل چار رکعت ایک سلام سے ادا کرنا افضل ہے۔البتہ دو،چھ اور آٹھ رکعت بھی ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں۔آٹھ رکعت سے زائد نوافل ایک سلام کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: **ما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولافی غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثاً** (الصحیح للبخاری،جلداوّل ص۱۵۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔آپ چار رکعت پڑھتے تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ،پھر آپ چار رکعت پڑھتے تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ،پھر آپ تین رکعت پڑھتے تھے''۔

۲-صاحبین کے نزدیک دن میں چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اور رات کے وقت دو رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۳-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شب وروز میں دو،دو نوافل ایک سلام سے ادا کرنا افضل ہے جبکہ چار رکعت بھی ایک سلام کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔انہوں نے کہا: حدیث باب سے مراد یہ ہے کہ رات کے وقت نوافل دو،دو رکعت ایک سلام سے پڑھنے چاہئیں اور دن کے وقت بھی اس پر قیاس کیا جائے گا۔

۴-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ رات کے وقت ایک سلام سے دو سے زیادہ نوافل ادا کرنا درست نہیں

ہے جبکہ دن کے وقت میں ایک سلام کے ساتھ دو، دو رکعت پڑھنا افضل ہے جبکہ چار رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ صَلاَةِ اللَّيْلِ

باب 182: رات کی نماز کی فضیلت

402 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّبِلَالٍ وَّاَبِیْ اُمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ بِشْرٍ اسْمُهٗ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ وَحْشِيَّةَ وَاسْمُ اَبِیْ وَحْشِيَّةَ اِيَاسٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے روزے' اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد' سب سے زیادہ فضیلت والی نماز' رات کے نوافل ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوبشر نامی راوی کا نام جعفر بن ابووحشیہ ہے' ابووحشیہ کا نام ''ایاس'' تھا۔

شرح

رات کے نوافل کی فضیلت

دن کے مقابل رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ فضیلت دی گئی ہے مثلاً شب برأت، شب قدر اور شب معراج وغیرہ۔ اسی مناسبت سے رات کی عبادت کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ رات کے اوقات زیادہ قبولیت کے حامل ہیں۔ حدیث باب میں بھی اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے بعد افضل روزے

402- اخرجه مسلم (123/4- الابی): كتاب الصيام باب: فضل صوم المحرم' حديث (202-203 /1163)' وابو داؤد (738/1): كتاب الصيام: باب: في صوم المحرم حديث (2429)' والنسائي (206/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: فضل صلاة الليل' وابن ماجه (554/1): كتاب الصيام: باب صيام اشهر الحرم' واحمد (303/2 -329 -342 -535)' والدارمي (346/1): كتاب الصلاة: باب: اى صلاة الليل افضل' و (21/2): كتاب الصوم: باب فى صيام المحرم' وابن خزيمة (176/2) حديث (1134)' و (282/3) حديث (2076)' وعبد بن حميد' ص (416) حديث (1423) من طريق حميد بن عبدالرحمن عن ابى هريرة' فذكره-

ماہ محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی ہے۔صلوٰۃ اللیل کا مصداق نماز تہجد بھی ہوسکتی ہے۔نماز تہجد کا وقت، نزول رحمت باری تعالیٰ اور خصوصی دعاؤں کی قبولیت کا ہوتا ہے، لہٰذا اس وقت نوافل ادا کرنا افضل اور باعث برکت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَصْفِ صَلَاةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ

باب 183: نبی اکرم ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت

403 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ سَاَلَ عَآئِشَةَ كَیْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ یَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں نوافل کس طرح ادا کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں یا اس کے علاوہ گیارہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے۔آپ پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے، تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں سوال نہ کرو، پھر آپ چار رکعت ادا کرتے تھے۔تم ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو پھر آپ تین رکعت ادا کرتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے ہی سونے لگے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میری آنکھیں سو جاتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

404 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِیْسٰی حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

403- اخرجه مالك فی "الموطا" :(120/1): كتاب صلاة الليل: باب: صلاة النبی صلی الله عليه وسلم فی الوتر' حديث (9)' والبخاری (40/3): كتاب التهجد باب: قيام النبی صلی الله عليه وسلم فی رمضان وغيره' حديث (1147)' و (294/4): كتاب صلاة التراويح باب: من قام رمضان' حديث (2013)' و (670/6) كتاب المناقب: باب: كان النبی صلی الله عليه وسلم تنام عيناه ولا ينام قلبه' حديث (3569)' ومسلم (65/3- الابی): كتاب صلاة المسافرين: باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبی صلی الله عليه وسلم فی الليل' حديث (738/125)' وابو داؤد (426/1) كتاب الصلاة: باب: فی صلاة الليل' حديث (1341)' والنسائی (234/3): كتاب قيام الليل و تطوع النهار' باب: كيف الوتر بثلاث' واحمد (36/6 -73 -104) وابن خزيمة (30/1) حديث (49)' و (192/2) حديث (1166) من طريق مالك عن سعيد بن ابی سعيد المقبری' عن ابی سلمة عن عائشه به-

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ایک رکعت کے ذریعے انہیں طاق کر لیتے تھے' جب آپ اس سے فارغ ہوتے تھے' تو دائیں پہلو کے بل لیٹ جایا کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 184: بلاعنوان

405 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

404- اخرجه مالك في "الموطا": (120/1): كتاب صلاة الليل: باب صلاة النبي صلى الله عليه وسلم في الوتر' حديث (8)' والبخاري (555/2): كتاب الوتر باب: ماجاء في الوتر' حديث (994)' و (10/3) كتاب التهجد' باب: طول السجود في قيام الليل' حديث (1123)' و (112/11)' كتاب الدعوات' باب الضجع على الشق الايمن' حديث (6310)' ومسلم (3/26- الابي): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل' حديث (121-736/122)' وابو داؤد (425/1) كتاب الصلاة: باب في اصلاة الليل' حديث (1335-1336-1337)' والنسائي (30/2): كتاب الاذان: باب: ايذان المؤذنين الائمة بالصلاة' و (65/2): كتاب القبلة باب ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدي المصلي سترة' و (234/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار' و (249/3): باب: قدر السجدة بعد الوتر' وابن ماجه (372/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الوتر بركعة' حديث (1177)' و (432/1): باب: ماجاء في كم يصلي بالليل' حديث (1358)' واحمد في "مسنده" (34/6- 35- 83-84- 88- 143- 167- 182- 215- 248)' والدارمي (344/1): كتاب الصلاة: باب: صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم و (372/1): باب كم الوتر' و عبد بن حميد ص (428) حديث (1470) من طريق ابن شهاب الزهري عن عروة عن عائشة' فذكره-

405- اخرجه البخاري (25/3): كتاب التهجد: باب: كيف صلاة النبي صلى الله عليه وسلم ! وكم كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل!' حديث (1138)' ومسلم (102/3- الابي): كتاب صلاة المسافرين و قصرها' باب: الدعاء في صلاة الليل و قيامه' حديث (764/194)' واحمد (228/1 -324 3380)' وابن خزيمة (/191) حديث (1164) من طريق شعبة' عن ابي جمرة عن ابن عباس' فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔ابوجمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 185: بلاعنوان

406 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَكْثَرُ مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَّعَ الْوِتْرِ وَاَقَلُّ مَا وُصِفَ مِنْ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ تِسْعُ رَكَعَاتٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نو رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

رات کی نماز کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر یہی منقول ہے: آپ وتر کے ہمراہ تیرہ رکعت ادا کیا کرتے تھے' اور آپ کی رات کی نماز میں کم از کم نو رکعات منقول ہیں۔

407 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ النَّوْمُ اَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَعْدُ بْنُ هِشَامٍ هُوَ ابْنُ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيُّ وَهِشَامُ بْنُ عَامِرٍ هُوَ مِنْ اَصْحَاب

406–اخرجه النسائي (242/3): كتاب قيام الليل و تطوع النهار' باب: كيف الوتر بتسع' وابن ماجه (432/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في كم يصلي بالليل' حديث (1360) واحمد في "مسنده": (253/6) من طريق الاعمش عن ابراهيم عن الاسود بن يزيد' فذكره-

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ كَانَ زُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى قَاضِىَ الْبَصْرَةِ وَكَانَ يَؤُمُّ فِىْ بَنِىْ قُشَيْرٍ فَقَرَاَ يَوْمًا فِىْ صَلَاةِ الصُّبْحِ (فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُورِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيرٌ) خَرَّ مَيِّتًا فَكُنْتُ فِيمَنِ احْتَمَلَهُ اِلٰى دَارِهٖ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوجانے کی وجہ سے رات کے نوافل ادا نہیں کر پاتے تھے یا آپ کو نیند آرہی ہوتی تھی تو آپ دن کے وقت بارہ رکعت ادا کر لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعد بن ہشام نامی راوی عامر انصاری کے صاحبزادے ہیں اور ہشام بن عامر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں: زرارہ بن اوفی بصرہ کے قاضی تھے وہ بنو قشیر کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں یہ آیت تلاوت کی۔

"اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو یہ دن سخت تنگ ہوگا"

(یہ آیت تلاوت کر کے) وہ گر پڑے اور فوت ہوگئے۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے انہیں اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچایا۔

407- اخرجه مسلم (3/73- الابى): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: جامع صلاة الليل ومن نام عنه او مرض حديث (139-140-141/746) والبخارى فى خلق افعال العباد (48) وابو داؤد: كتاب الصلاة: باب: فى صلاة الليل حديث (1342- 1343- 1344- 1345- 1349- 1352) والنسائى (3/60): كتاب السهو: باب: اقل مايجزى من عمل الصلاة و (3/199): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: قيام الليل و (3/218): باب: الاختلاف على عائشة فى احياء الليل و (3/220): باب: كيف يعمل اذا افتتح الصلاة قائما وذكر اختلاف الناقلين عن عائشة فى ذلك و (3/240): باب: كيف الوتر بسبع و (3/241- 242): باب: كيف الوتر بتسع و (3/259): باب كم يصلى من نام عن صلاة او منعه وجع و (4/199) كتاب الصيام: باب: صوم النبى صلى الله عليه وسلم بابى و امى وذكر اختلاف الناقلين للخبر فى ذلك وابن ماجه (1/376): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء فى الوتر بثلاث و خمس و سبع وتسع حديث (1191) و (1/428): باب: فى كم يستحب بختم القرآن حديث (1348) واحمد فى "مسنده": (6/53- 91- 94- 97- 109- 163- 168- 216- 227- 235- 236- 258) والدارمى (1/344): كتاب الصلاة: باب: صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وابن خزيمة (2/141) حديث (1078) و (2/158) حديث (1104) و (2/171) حديث (1127) و (2/194) حديث (1169- 1170) و (2/199) حديث (1178) من طريق سعد بن هشام عن عائشة به واخرجه ابو داؤد (1/428) كتاب الصلاة: باب: فى صلاة الليل حديث (1346- 1347) واحمد (6/236) من طريق بهز بن حكيم عن زرارة بن اوفى عن عائشة فذكره-

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ''صلوٰۃ اللیل'' کی کیفیت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ''صلوٰۃ اللیل'' کی کیفیت کے حوالے سے مختلف روایات ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے تین ابواب کی پانچ احادیث میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ کسی روایت میں نو رکعات کا ذکر ہے' جس میں تین وتر اور چھ رکعات نماز تہجد، کسی روایت میں سات رکعات ہیں' جس میں تین وتر اور چار رکعات تہجد، کسی روایت میں تیرہ رکعات ہیں جس میں تین وتر اور دس رکعات نماز تہجد اور کسی روایت میں سترہ رکعات کا ذکر ہے' جس میں تین وتر ہیں اور چودہ رکعات نماز تہجد ہے۔ ان تمام روایات میں سب سے اعلیٰ درجہ کی گیارہ رکعات والی ہے' جس میں تین وتر اور آٹھ رکعات تہجد ہیں۔ صحت کے دوسرے درجہ کی روایت تیرہ رکعات والی ہے' جس میں تین وتر اور دس رکعات تہجد ہیں۔

نماز تہجد کی روایات مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں جو تخفیف کے بعد پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ احکام میں تنسیخ و تبدیلی ہوتی رہی لیکن بعض منسوخ شدہ احکام کا استحباب باقی رکھا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز میں پچاس رکعات نماز ادا فرماتے تھے جن میں فرائض، واجبات، سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ، صلوٰۃ تہجد، صلوٰۃ چاشت، صلوٰۃ اشراق اور صلوٰۃ اوابین وغیرہ شامل تھیں۔ ان پچاس رکعات میں جتنی کم ہوتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نماز تہجد میں کمی، بیشی کر کے مکمل فرما لیتے تھے۔ نماز مغرب چونکہ تین رکعت ہے' جس کی وجہ سے پچاس کی تعداد میں کمی ہوگی یعنی انچاس رکعات یا بیشی ہوگی یعنی اکاون رکعات تو اس کی تکمیل نماز تہجد کی رکعات کے ذریعے کی جاتی تھی۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین رات نماز تراویح با جماعت ادا فرمائی، پھر ترک فرما دی کہ امت پر یہ نماز بھی واجب نہ ہو جائے اور مشقت کا باعث ہو۔ البتہ جو نماز تراویح آپ ادا فرماتے تھے ان کی تعداد رکعات بیس تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تاریخ ساز کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے باجماعت نماز تراویح کا اجراء کیا اور اس کی تعداد بھی بیس رکعات پر مشتمل تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں آج بھی نماز تراویح باجماعت ادا کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی بھاری اکثریت بیس رکعات نماز تراویح ادا کرتی ہے بالخصوص حرمین شریفین میں۔ ماہ رمضان میں حرمین شریفین کا یہ منظر براہ راست ٹی وی کی سکرین پر دنیا بھر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بیس رکعت نماز تراویح پر صحابہ کرام، آئمہ اربعہ، فقہاء اور علماء کا اجماع و اتفاق ہے۔ جس کے دلائل کتب احادیث و فقہ میں موجود ہیں۔

۳۔ اس بات پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نماز وتر تین رکعات ہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں گے یا دو سلام کے ساتھ؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ہیں جو دو سلام سے پڑھی جائے گی۔ سب آئمہ کے دلائل اپنے اپنے مقام پر مذکور ہیں۔

۴۔ نوم ناقض وضو ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ

بھی بیان فرمادی کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ غفلت کی نیند سے نماز فاسد ہوتی ہے لیکن نبی کی نیند غفلت کی نہیں ہوتی۔

سوال: جب نبی کی نوم ناقض وضو نہیں ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہونے کے بعد وضو کیوں کرتے تھے؟

جواب: (۱) تعلیم امت کے لیے۔ (۲) احتیاط کی بنا پر۔ (۳) تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ مقام کے پیش نظر۔ (۴) طہارت و نظافت کے پیش نظر۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نُزُولِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ

باب 186: اللہ تعالیٰ کا روزانہ رات کے وقت آسمان دنیا کی طرف نزول کرنا

408 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِيْنَ يَمْضِيْ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلُ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِيْءَ الْفَجْرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِي الدَّرْدَاءِ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ اَوْجُهٍ كَثِيْرَةٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ وَهُوَ اَصَحُّ الرِّوَايَاتِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزانہ رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر جانے کے بعد' اللہ تعالیٰ آسمانی دنیا کی طرف نزول کرتا ہے' اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں' وہ کون ہے؟ جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے؟ جو مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے عطا کروں کون ہے؟ جو مجھ سے مغفرت طلب کرے' میں اس کو بخش دوں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اسی طرح ہوتا ہے' یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ' حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:

408- اخرجه البخاری (29/3) كتاب: التهجد باب: الدعاء والصلاة من آخر الليل حديث (1145) و مسلم (522/1) كتاب صلاة المسافرين باب الترغيب في الدعاء والذكر حديث (758/169, 168)

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: رات کا جب آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے۔

یہ روایت سب سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

رات کے آخری حصہ میں رب کائنات کا آسمان دنیا پر نزول اور رحمت بھرا اعلان

شب و روز بلکہ ہر گھڑی رحمت باری تعالیٰ کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے، دن کی بنسبت رات کے اوقات زیادہ بابرکت ہیں۔ بالخصوص نصف شب یا آخری تہائی حصہ میں خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس گھڑی میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ حدیث کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ رات کا اول تہائی حصہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ فقرہ ''آسمان دنیا پر نزول فرمانے'' کے مفہوم میں کئی مذاہب ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-مشبہ کا مؤقف ہے کہ یہ الفاظ اپنے حقیقی معنیٰ پر محمول ہیں۔ ان کے نزدیک صفات باری کی حیثیت وہی ہے جو حادث اشیاء کی ہے۔ یہ مذہب باطل محض ہے۔ اہل سنت ہر دور میں ان کی تردید و تضلیل کرتے چلے آئے ہیں۔

۲-معتزلہ اور خوارج صفات باری تعالیٰ کو تسلیم نہیں کرتے۔ حدیث باب اور اس کی مثل دیگر احادیث کو ہرگز نہیں مانتے۔ ماقبل مذہب کی طرح یہ بھی باطل و بے بنیاد ہے۔

۳-جمہور محدثین و اسلاف کا مؤقف ہے کہ اس حدیث کا تعلق متشابہات سے ہے۔ نزول باری تعالیٰ کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کے مفہوم کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے گا اور اس میں غور و فکر نہیں کیا جائے گا۔ مؤرخین ان حضرات کو ''مفوضہ'' کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

۴-متکلمین کے نزدیک ان الفاظ کا حقیقی و ظاہری مفہوم مراد نہیں لیا جا سکتا بلکہ ان سے مراد نزول رحمت باری تعالیٰ، ملائکہ اور بخشش و مغفرت فرمانا ہے۔ ان حضرات کو ''مؤولہ'' کہا جاتا ہے۔ رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے تو یہ اعلان فرماتا ہے: ''میں سلطان ہوں جو شخص مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول فرماتا ہوں۔'' اس میں درس دیا گیا ہے کہ تقریباً نصب شب گزرنے پر بالخصوص آخری تہائی حصہ میں انسان نیند سے بیدار ہو کر عبادت و ریاضت، اوراد و اذکار اور درود و سلام میں مشغول ہو جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے: ''کوئی شخص ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔'' اس اعلان میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ یہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہے، لہٰذا غفلت کی نیند ترک کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت و بخشش اور مقبولیت کے حوالے سے نہایت عجز و انکسار سے دعا کرنی چاہیے۔ یہ وقت محرومی کا نہیں ہے۔

پھر اعلان ہوتا ہے: ''کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے، تو میں اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔'' اس اعلان مین درس دیا گیا ہے کہ اے غفلت کی نیند سونے والو! یہ غفلت چھوڑ کر بیدار ہو جاؤ اور مغفرت و بخشش کا وقت ہے، لہٰذا تم اپنے

گناہوں کی مغفرت کروالو اور توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف نیک لوگوں کی بات تسلیم کی جاتی ہے اور دعا قبول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قِرَائَةِ اللَّيْلِ

باب 187: رات کے وقت تلاوت کرنا

409 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اِسْحٰقَ هُوَ السَّالَحِيْنِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تَقْرَاُ وَاَنْتَ تَخْفِضُ مِنْ صَوْتِكَ فَقَالَ اِنِّیْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ قَالَ ارْفَعْ قَلِيْلًا وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تَقْرَاُ وَاَنْتَ تَرْفَعُ صَوْتَكَ قَالَ اِنِّیْ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّيْطَانَ قَالَ اخْفِضْ قَلِيْلًا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ هَانِئٍ وَّاَنَسٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: وَاِنَّمَا اَسْنَدَهٗ يَحْيَى بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَاَكْثَرُ النَّاسِ اِنَّمَا رَوَوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہارے پاس سے گزرا تھا' تم اس وقت قرأت کر رہے تھے' تم پست آواز میں قرأت کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: میں اس ذات کو سنا رہا تھا' جس سے میں مناجات کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ذرا آواز بلند کر لیا کرو! پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہارے پاس سے گزرا تھا' اور تم بھی قرأت کر رہے تھے' تم بلند آواز میں کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: میں سونے والوں کو جگانا چاہتا تھا' اور شیطان کو بھگانا چاہتا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آواز کو پست رکھو۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ، سیّدہ اُم ہانی، حضرت انس سیّدہ اُم سلمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

یحییٰ بن اسحاق نے اس کو حماد بن سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' جبکہ اکثر محدثین نے اس حدیث کو ثابت کے حوالے سے' عبداللہ بن رباح کے حوالے سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

410 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِی الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

409- اخرجه ابو داؤد (423/1) كتاب الصلاة: باب: رفع الصوت بالقراءة فی صلاة الليل' حديث (1329)' وابن خزيمة (189/2) حديث (1161) من طريق حماد بن سلمة' عن ثابت البنانی عن عبدالله بن رباح عن ابی قتادة' فذكره۔

متن حدیث: قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاٰیَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَیْلَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات رات کے قیام میں ایک ہی آیت بار بار تلاوت کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔

411 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ مُّعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ قَالَ

متن حدیث: سَاَلْتُ عَآئِشَةَ کَیْفَ کَانَتْ قِرَائَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ اَکَانَ یُسِرُّ بِالْقِرَائَةِ اَمْ یَجْهَرُ فَقَالَتْ کُلُّ ذٰلِكَ قَدْ کَانَ یَفْعَلُ رُبَّمَا اَسَرَّ بِالْقِرَائَةِ وَرُبَّمَا جَهَرَ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

◆◆ عبداللہ بن ابوقیس بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت کس طرح تلاوت کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہر طرح کر لیتے تھے۔ بعض اوقات آپ پست آواز میں قرأت کرتے تھے' اور بعض اوقات بلند آواز میں کرتے تھے' تو میں نے کہا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جس نے اس معاملے میں کشادگی رکھی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

رات کے وقت تلاوت قرآن کی کیفیت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس باب کی تینوں احادیث میں تلاوت قرآن کی کیفیت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پست آواز میں تلاوت قرآن فرما رہے تھے تو انہیں قدرے بلند آواز میں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے قرأت کرتے جس کا مقصد سوئے لوگوں کو بیدار کرنا تھا، تو انہیں قدرے پست آواز میں قرأت کا حکم دیا۔ اس طرح "خیر الامور اوسطھا" پر عمل کرنے کی ہدایت جاری کی گئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات کی طرح حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجرات بھی مسجد نبوی سے متصل تھے۔ رات کے وقت آپ بیدار ہوئے اور ان کے حجرات کے پاس جا کر قرأت سن کر انہیں میانہ روی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس انداز قرأت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان نہ اکتاتا ہے اور نہ تھکتا ہے کیونکہ پست آواز میں تلاوت کرنے سے انسان اکتا جاتا ہے اور بلند آواز سے تھک جاتا ہے۔ نماز تہجد میں قرأت سراً بھی پڑھی جا سکتی ہے اور جہراً بھی۔ حضور

411- اخرجه النسائی (224/3): کتاب: قیام اللیل وتطوع النهار' باب: کیف القراءة باللیل حدیث (1662) من طریق معاویة بن صالح عن عبدالله بن ابی قیس عن عائشة' فذکره-

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں سراً قرأت کرتے تھے اور جہراً بھی۔ کبھی ایک رکعت میں سراً اور دوسری میں جہراً قرأت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ایک ہی رکعت میں قرأت کا کچھ حصہ سراً اور کچھ حصہ جہراً بھی فرماتے تھے۔

اجتماعی قرآن خوانی کے موقع پر سب لوگ پست آواز سے تلاوت کریں گے جبکہ بلند آواز سے تلاوت منع ہے۔ البتہ اگر ایک شخص بلند آواز سے پڑھے تو دوسرے توجہ سے سنیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن سنت ہے لیکن اس کا سننا واجب ہے۔ اگر سب لوگ بلند آواز سے تلاوت کریں تو ترک وجوب کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

باب 188: نفل نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت

412 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَفْضَلُ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَوٰى مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَرْفُوْعًا وَّرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَاَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَالْحَدِيْثُ الْمَرْفُوْعُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تمہاری سب سے زیادہ فضیلت والی نماز وہ ہے جو تم گھر میں ادا کرو۔ سوائے فرض نماز کے (کیونکہ اسے باجماعت پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے)

اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ،

412- اخرجه البخاری (251/2): كتاب: الاذان' باب: صلاة الليل حديث (731)' و (533/10): كتاب الادب: باب: مايجوز من الغضب والشدة لامر الله تعالٰى' حديث (6113)' و (278/13) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب: مايكره من كثرة السوال' ومن تكلف ما لا يعنيه' حديث (7290)' ومسلم (119/3- الابى): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد' حديث (213-781/214)' وابو داؤد (340/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الرجل التطوع في بيته' حديث (1044)' و (458/1): باب: في فضل التطوع في البيت' حديث (1447)' والنسائی (197/3): كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب' الحث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك' واحمد (182/5 -183 -186 -187 -184)' وابن خزيمة (211/2) حديث (1203 -1204)' والدارمی (317/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة التطوع في اى موضع افضل' وعبد بن حميد ص (110) حديث (250) من طريق ابى النضر سالم بن ابى امية عن بسر بن سعيد عن زيد بن ثابت' فذكره-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اس حدیث کی روایت کے بارے میں محدثین نے اختلاف کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابراہیم بن ابونضر نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے' جبکہ بعض محدثین نے اسے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام مالک نے ابونضر کے حوالے سے' اسے نقل کیا ہے' اور اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے' تاہم ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کے اعتبار سے یہ زیادہ مستند ہے۔

413 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلُّوا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے گھروں میں (نفل) نماز ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نفلی نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت واہمیت

اس باب کی دونوں احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ فرائض، واجبات اور ایک قول کے مطابق سنن مؤکدہ کے علاوہ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔ اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں:

(۱) گھر میں نوافل ادا کرنے سے اہل خانہ بالخصوص قریب البلوغ بچوں کو نماز کی ترغیب و تلقین مقصود ہے۔ (۲) گھر میں برکت حاصل ہوگی، کیونکہ جہاں نماز ادا کی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا زیادہ فضیلت ہے، کیونکہ اگر ان کو بھی گھر میں پڑھنے کی اجازت دی جائے تو مساجد کا تقدس مجروح ہوگا اور وہ ویران ہوکر رہ جائیں گی۔ علاوہ ازیں مسجد میں آمد ورفت اور وہاں انتظار میں بیٹھنے کا اجر وثواب

413– اخرجه البخاری (630/1): كتاب الصلاة: باب كراهية الصلاة في المقابر' حديث (432)' و (75/2): كتاب التهجد: باب: التطوع في البيت' حديث (1187)' ومسلم (117/3-الابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: استحباب صلاة النافلة في بيته و جوازها في المسجد' حديث (777/209-208) وابو داؤد (340/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الرجل التطوع في بيته' حديث (1043)' و (458/1) باب: في فضل التطوع في البيت' حديث (1448)' والنسائي (197/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب الحث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك' وابن ماجه (438/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب' ماجاء في التطوع في البيت' حديث (1377)' واحمد (122-16-6/2)' وابن خزيمة (212/2) حديث (1205) من طريق نافع عن ابن عمر فذكره۔

الگ ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے: ''گھروں میں نماز ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ' اس کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) یہ نہ ہونا چاہیے کہ جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی تم اپنے گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ انداز رحمت باری تعالیٰ سے محرومی کا باعث ہوگا۔

(۲) تم اپنے مردوں کو گھروں میں دفن نہ کرو بلکہ قبرستان میں تدفین کرو تا کہ کثیر لوگوں کی آمد ورفت سے وہ کثیر دعاؤں اور بلندی درجات کے حقدار قرار پائیں۔ علاوہ ازیں گھر میں تدفین کی صورت میں اہل خانہ کو گھر میں نماز ادا کرنے میں دقت پیش آئے گی اور گھر نماز کی خیر و برکت سے محروم رہے گا۔

سوال: کسی بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنانا یا مسجد میں قبر بنانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: کسی بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس کے کئی فوائد ہیں: (۱) زائرین کو وضو وغیرہ کی سہولت میسر آئے گی۔ (۲) زائرین آسانی سے بروقت نماز ادا کر سکیں گے۔ (۳) علماء کو تبلیغ کا موقع میسر آئے گا اور زائرین کو شرعی مسائل سے آگاہی حاصل ہوگی۔

مسجد اور دینی درسگاہ میں قبر بنانا شرعی طور پر ممنوع و ناجائز ہے، کیونکہ یہ مقامات وقف ہوتے ہیں جن کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ایسی وصیت کرنا گناہ ہے اور وصیت پر عمل کرنا بھی گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ دور حاضر کا المیہ یہ ہے کہ مسجد کا مؤذن یا امام و خطیب یا بانی و متولی یا دینی ادارہ کا بانی و ناظم فوت ہو جائے تو اس کی تدفین اعزازی طور پر مسجد یا ادارہ میں کی جاتی ہے، یہ غیر شرعی حرکت ہے' جس سے اجتناب از بس ضروری ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْوِتْرِ

وتر کے ابواب

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْوِتْرِ

باب 1: وتر کی فضیلت

414 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبُرَيْدَةَ وَاَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ وَّقَدْ وَهِمَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِيْنَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الزُّرَقِيِّ وَهُوَ وَهَمٌ فِيْ هٰذَا

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ اسْمُهُ حُمَيْلُ بْنُ بَصْرَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ جَمِيْلُ بْنُ بَصْرَةَ وَلَا يَصِحُّ وَاَبُوْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ رَجُلٌ اٰخَرُ يَرْوِيْ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَّهُوَ ابْنُ اَخِيْ اَبِيْ ذَرٍّ

◆◆ حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مزید نماز عطا کی ہے' جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ وتر کی نماز ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عشاء کی نماز سے لے کر' صبح صادق تک' کے درمیانی وقت میں مقرر کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، سے احادیث منقول ہیں۔

414- اخرجه ابو داؤد (450/1): كتاب: الصلاة باب: استحباب الوتر' حديث (1418)' وابن ماجه (369/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الوتر' حديث (1168)' واحمد في "مسنده" (71/1)' والدارمي (370/1): كتاب الصلاة باب: في الوتر' من طريق يزيد بن ابي حبيب' عن عبدالله بن راشد الزوفي' عن عبدالله بن ابي مرة الزوفي عن خارجة بن حذافة العدوي' فذكره-

(امام ترمذی عِشِیَّہ فرماتے ہیں:) حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔ہم اسے صرف ابویزید بن ابوحبیب نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔بعض محدثین نے اس روایت کونقل کرنے میں وہم کیا ہے۔انہوں نے عبداللہ بن راشد زرقی کہا ہے'اور یہ وہم ہے۔

حضرت ابوبصرہ غفاری کا نام جمیل بن بصرہ ہے جبکہ بعض نے جمیل بن بصرہ بیان کیا ہے۔حضرت ابوذر غفاری سے احادیث روایت کرنے والے ابوبصرہ غفاری اور ہیں' وہ حضرت ابوذر غفاری کے بھتیجے ہیں۔

شرح

نماز وتر کی فضیلت اوراس کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

لفظ''وتر'' سے مراد طاق اور بے جوڑ ہونا ہے۔اس کی جمع اوتار آتی ہے۔نماز وتر کی شرعی حیثیت کے تعین میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے'جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز وتر تین رکعت واجب ہیں جوایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا:الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا (سنن ابی داؤد'جلداوّل ص۲۰۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یوں فرمایا: وتر واجب ہیں،پس جس شخص نے نماز وتر نہ پڑھی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(۲) الوتر حق واجب علی کل مسلم (تلخیص نصب الرایۃ جلداوّل ص۱۹۰) نماز وتر حق ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے۔(۳) حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مزید نماز عطا فرمائی جوتمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے،وہ نماز وتر ہے'جس کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔(جامع ترمذی'جلداوّل ص۸۵)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاوتروا یا اھل القرآن (جامع ترمذی) ''اے ایمان والو!تم نماز وتر ادا کرو''

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر مسلسل اور ہمیشہ ادا فرمائی کبھی ترک نہیں فرمائی۔آپ کا دائمی عمل اس کے وجوب کی دلیل ہے۔وجوب وتر کے حوالے سے مزید چودہ احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

۲-حضرت امام شافعی،حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر واجب نہیں ہیں بلکہ محض سنت ہیں۔انہوں نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الوتر لیس بحتم کصلوٰتکم المکتوبۃ ولکن سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جامع ترمذی) نماز وتر تمہاری فرض نماز کی طرح ضروری نہیں ہے لیکن یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص نماز وتر کو واجب قرار دیتا ہے،تو انہوں نے فوراً

فرمایا: کذب (سنن ابی داؤد جلداوّل ص۲۰۱) اس نے جھوٹ کہا ہے۔

(۳) کثیر روایات میں نمازوں کی تعداد پانچ بتائی گئی ہے، اگر نماز وتر واجب ہوتی تو نمازوں کی تعداد چھ ہونی چاہیے تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات یوں دیے جاتے ہیں:

پہلی دلیل کا جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں فرضیت کی نفی ہے نہ کہ وجوب کی۔ اس پر یہ الفاظ بطور دلیل ہیں: کصلٰوتکم المکتوبۃ۔

دوسری دلیل کا جواب: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بھی وجوب کا نہیں بلکہ فرضیت کا انکار کیا تھا۔

تیسری دلیل کا جواب: نماز وتر، نماز عشاء کے تابع ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا وقت بھی نماز عشاء کا ہے۔ لہٰذا اسے مستقل نماز قرار دے کر نمازوں کی تعداد چھ بنانا ضروری نہیں تھا۔

نماز وتر اور نماز تہجد میں فرق کے حوالے سے مذاہب آئمہ

حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز وتر اور نماز تہجد دونوں الگ نہیں بلکہ ایک ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر اور نماز تہجد الگ الگ ہیں۔ اس مسئلہ میں آئمہ اربعہ کی آراء ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر اور نماز تہجد دونوں ایک نماز کے نام ہیں۔ دونوں مسنون ہیں، البتہ نماز وتر کی تاکید زیادہ ہے۔ ان کے ہاں ایک سے لے کر گیارہ تک تمام رکعات وتر ہیں اور تہجد بھی۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے گا اور آخر میں ایک رکعت الگ پڑھی جائے گی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نماز وتر الگ اور نماز تہجد الگ ہے۔ نماز وتر واجب ہے جو دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز تہجد مسنون ہے جو دو رکعت یا چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز وتر مسنون ہے جو تین رکعات ہیں۔ یہ نماز دو سلام سے ادا کرنا مستحب اور ایک سلام سے پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز تہجد مسنون ہے۔ البتہ نماز وتر مؤکدہ ہے جو ترک نہیں کی جاسکتی۔

۴- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر ایک رکعت ہے اور اس سے قبل کی دو رکعت اس میں شامل ہیں۔ پہلی دو رکعت کو تہجد کا دوگانہ کہا جاتا ہے۔ نماز وتر مسنون ہے۔

نماز وتر کا وقت: آئمہ اربعہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ نماز وتر کا وقت نماز عشاء کی فراغت سے لے کر طلوع صبح صادق تک ہے۔ جس کی نماز وتر عمداً یا سہواً چھوٹ جائے تو یاد آنے پر اس کی قضاء ضروری ہے۔ البتہ قضاء کی مدت میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز فرض کی طرح نماز وتر کی قضاء بھی تاحیات ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز وتر کی قضاء کا وقت نماز فجر تک ہے۔ نماز فجر پڑھنے پر نماز وتر کی قضاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

حدیث باب میں سب سے قبل نماز وتر کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ نماز سرخ اونٹ ملنے سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔ اہل عرب کے ہاں سرخ اونٹ بہت پسند کیے جاتے تھے۔ اس کے بعد نماز وتر کا وجوب بیان کیا گیا، وہ اس طرح کہ اس کی نسبت اللہ

تعالیٰ کی طرف کر کے اس کا لزوم ثابت کیا گیا۔ آخر میں نمازِ وتر کا وقت بیان کیا کہ نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر طلوعِ صبح صادق تک اس کا وقت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ

باب 2: وتر' فرض نہیں ہیں

415 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاتِكُمُ الْمَكْتُوْبَةِ وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وتر فرض نہیں ہیں' جیسے تمہاری فرض نمازیں ہیں' بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقرر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ طاق ہے' اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے' اس لیے اے اہلِ قرآن! تم بھی طاق (وتر) ادا کیا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

416 وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَلٰكِنْ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ وَّقَدْ رَوَاهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ نَحْوَ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ

◆◆ سفیان ثوری اور دیگر محدثین نے اس روایت کو ابواسحٰق کے حوالے سے، عاصم بن ضمرہ کے حوالے سے، حضرت

415- اخرجه ابو داؤد (449/1): كتاب الصلاة باب استحباب الوتر' حديث (1416) والنسائي (229/3): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب الامر بالوتر' وابن ماجه (370/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الوتر' حديث (1169) واحمد في "مسنده" : (86/1- 98- 100- 107- 110- 115- 120) وعبدالله بن احمد بن حنبل في زوائده على المسند (144- 145- 143/1) والدارمي (371/1): كتاب الصلاة باب: في الوتر' وابن خزيمة (136/2) حديث (1067) وعبد بن حميد' ص (53) حديث (70) من طريق ابي اسحق عن عاصم بن ضمرة عن علي' فذكره-

علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: وتر تمہاری فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہیں' بلکہ یہ سنت ہیں جنہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

نماز وتر فرض نہ ہونے کا مسئلہ

اس باب کے تحت حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نماز پنجگانہ کی طرح نماز وتر فرض نہیں ہے۔ یہ حدیث آئمہ ثلاثہ کی دلیل ہے کہ نماز وتر واجب نہیں ہے۔ احناف کی طرف سے اس کے کئی جوابات دیے جاتے ہیں: (۱) ان روایات میں فرضیت کی نفی کی گئی ہے نہ کہ وجوب کی، ہم تو نماز وتر کو واجب قرار دیتے ہیں نہ کہ فرض۔ (۲) اس مقام پر نماز وتر سے مراد نماز تہجد ہے۔ جس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ نماز پنجگانہ کی طرح نماز تہجد واجب وضروری نہیں ہے، البتہ اس کے پڑھنے سے اجر عظیم سے نوازا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں نماز وتر کو سنت قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ نماز وتر کا وجوب قرآن سے نہیں بلکہ سنت (حدیث) سے ثابت ہے، کیونکہ قرآن کی طرح حدیث سے بھی احکام ثابت ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْوِتْرِ

باب 3: وتر ادا کرنے سے پہلے سونا مکروہ ہے

417 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ عِيْسٰى بْنِ اَبِيْ عَزَّةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ ثَوْرٍ الْاَزْدِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ قَالَ عِيْسٰى بْنُ اَبِيْ عَزَّةَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنَامُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاَبُوْ ثَوْرٍ الْاَزْدِيُّ اسْمُهٗ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اَنْ لَّا يَنَامَ الرَّجُلُ حَتّٰى يُوْتِرَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت کی تھی' میں سونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کروں۔

عیسیٰ بن ابوعزہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: شعبی رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لیتے تھے' پھر سویا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اس سند کے حوالے سے "حسن غریب" ہے۔

ابوثور ازدی نامی راوی کا نام حبیب بن ابوملیکہ ہے۔

اہلِ علم کا ایک گروہ' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتا ہے' انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی وتر پڑھنے سے پہلے نہ سوئے۔

418 وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ خَشِیَ مِنْکُمْ اَنْ لَّا یَسْتَیْقِظَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوتِرْ مِنْ اَوَّلِهٖ وَمَنْ طَمِعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوتِرْ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَاِنَّ قِرَآءَةَ الْقُرْاٰنِ فِیْ اٰخِرِ اللَّیْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَّهِیَ اَفْضَلُ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

◆◆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لے اور جو شخص رات کے آخری حصے میں بیدار ہوتا ہو' اور جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نوافل ادا کرے' تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے' کیونکہ رات کے آخری حصے میں قرأت کرنا' حضوری کا باعث ہوتا ہے۔ (یعنی اس میں فرشتے شریک ہوتے ہیں) اور یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

نماز وتر ادا کرنے سے قبل سونے کی ممانعت

وتر سے مراد کبھی حقیقی معنیٰ صلوٰۃ وتر، کبھی مجازی معنیٰ صلوٰۃ اللیل اور کبھی دونوں کا مجموعہ "صلوٰۃ الوتر" اور "صلوٰۃ اللیل" ہوتا ہے۔ جب تک کسی حدیث میں ان تینوں میں سے کسی ایک معنیٰ کا تعین نہ کیا جائے تو اس کا مفہوم نہیں سمجھا جا سکتا۔ زیر مطالعہ باب کی پہلی حدیث میں "وتر" سے مراد اس کا معنیٰ "صلوٰۃ الوتر" بھی ہو سکتا ہے اور "صلوٰۃ الوتر" اور "صلوٰۃ اللیل" دونوں کا مجموعہ بھی۔ پہلے معنیٰ کے لحاظ سے حدیث کا مفہوم ہوگا کہ جس شخص کو نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جانے کا یقین ہو، وہ نماز وتر نماز تہجد کے بعد ادا کرے اور اگر اسے نماز تہجد کے وقت بیدار ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ سونے سے قبل وتر پڑھ کر سوئے۔ تہجد کے وقت بیدار ہو جائے تو نماز تہجد پڑھ لے لیکن نماز وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ نماز تہجد کے لیے وتر ساتھ پڑھنا شرط ہے۔ البتہ نماز تہجد کے بعد دو نوافل پڑھ لے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگر وتر کا دوسرا معنیٰ مراد ہو تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کسی شخص کو نماز تہجد کے وقت بیدار ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ نماز عشاء کے بعد قدرے تاخیر سے اور سونے سے قبل نماز تہجد کے

نوافل مع نماز وتر پڑھ کر سوئے۔ یہ نماز تہجد نہیں ہوگی بلکہ اس کا بدل ہوگا۔ یاد رہے چیز کا بدل مقام بھی ہوسکتا ہے اور مؤخر بھی۔ اگر کسی کو نماز تہجد کے وقت بیدار ہونے کا یقین ہو تو وہ نماز تہجد اور وتر تہجد کے وقت پڑھے گا۔

باب کی دوسری حدیث میں وتر سے مراد اس کا حقیقی معنیٰ ''صلوٰۃ الوتر'' ہے۔ اس معنیٰ کے اعتبار سے اس روایت کا مفہوم ہوگا جسے نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جانے کا یقین ہو تو وہ نماز وتر نماز تہجد کے بعد ادا کرے اور جسے بیدار ہونے کا یقین نہ ہو، وہ سونے سے قبل نماز وتر ادا کرے۔ پھر وہ اگر نماز تہجد کے لیے بیدار ہو گیا تو فقط نماز تہجد پڑھے نماز وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس کے بعد دو رکعت نوافل ادا کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاٰخِرِهٖ

باب 4: رات کے ابتدائی حصے میں یا آخری حصے میں وتر ادا کرنا

419 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ سَاَلَ عَآئِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ اَوَّلَهٗ وَاَوْسَطَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَانْتَهٰى وِتْرُهٗ حِيْنَ مَاتَ اِلَى السَّحَرِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَبُوْ حَصِيْنٍ اسْمُهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَسَدِيُّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّاَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَاَبِيْ قَتَادَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِيْ اخْتَارَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْوِتْرُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ

◆◆ مسروق بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: آپ ہر حصے میں وتر ادا کر لیتے تھے' آپ نے ابتدائی حصے میں بھی وتر ادا کیے ہیں درمیانی حصے میں بھی اور رات کے آخری حصے میں بھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح صادق کے قریب بھی وتر ادا کیے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابوحصین نامی راوی کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

اس بارے میں حضرت علی، حضرت جابر اور حضرت ابومسعود انصاری اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

419- اخرجه البخاري (564/2): كتاب الوتر: باب: ساعات الوتر حديث (996)' ومسلم (72/3- الابي): كتاب صلاة المسافرين وقصرها باب: صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل' وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة' حديث (136 -137 -138 /745)' وابو داؤد (455/1): كتاب الصلاة: باب: في وقت الوتر' حديث (1435)' والنسائي (230/3): كتاب: قيام الليل وتطوع النهار: باب: وقت الوتر' وابن ماجه (374/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الوتر آخر الليل' حديث (1185)' واحمد (46/6 -100 -107 -129 -204) والدارمي (372/1): كتاب الصلاة: باب: ماجاء في وقت الوتر' والحميدي (97/1) حديث (188) من طريق مسروق عن عائشة' فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔
بعض اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: وتر رات کے آخری حصے میں ادا کیے جائیں۔

شرح

نماز وتر کے وقت کا مسئلہ

حدیث باب وتر سے مراد حقیقی معنیٰ "صلوٰۃ الوتر" ہے۔ "صلوٰۃ الوتر" کا وقت نماز عشاء کا ہے یعنی فراغت نماز عشاء سے لے کر طلوع صبح صادق تک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ توسیع وقت ہے لیکن اِس میں مسنون وقت کون سا ہے؟ اس کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر اول وقت میں ادا فرمائی، میانہ وقت میں بھی اور آخری وقت بھی۔ البتہ حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں آپ نے آخری وقت کا تعین فرمالیا تھا۔" حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں نماز وتر کسی بھی وقت ادا کیے جا سکتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اوقات میں ادا فرمائے لیکن اول وقت کی بجائے دوسرے وقت میں ادا کرنا زیادہ فضیلت اور دوسرے وقت کی بجائے آخری وقت میں ادا کرنا اس سے بھی زیادہ فضیلت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں نماز وتر کے لیے آخری وقت کا تعین فرمانے کی وجہ مصروفیات میں بے پناہ اضافہ تھا۔ اسلام کی ترقی کے باعث کثیر تعداد میں وفود حاضر خدمت ہوتے، ان کی تعلیم وتربیت، قیام وطعام اور دیگر امور کے باعث مصروفیات میں اضافہ ہو گیا جبکہ دوسری طرف آپ کے بڑھاپے کا بھی آغاز ہو چکا تھا۔ جس وجہ سے آپ نے نماز وتر کے لیے آخری وقت کا تعین فرمالیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ بِسَبْعٍ

باب 5: وتر سات ہیں

420 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ وَتِسْعٍ وَّسَبْعٍ وَّخَمْسٍ وَّثَلَاثٍ وَّوَاحِدَةٍ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ مَعْنٰى مَا رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ

420- اخرجه النسائی (237/3) : کتاب قیام اللیل وتطوع النهار: باب : ذکر الاختلاف علی حبیب بن ابی ثابت فی حدیث ابن عباس فی الوتر' و (243/3): باب: الوتر بثلاث عشرة رکعة' واحمد فی مسنده (322/6) من طریق ابی معاویة' عن الاعمش' عن عمرو بن مرة' عن یحیی بن الجزار عن ام سلمة' فذکره ولفظ النسائی"......فلما کبر وضعف اوتر بتسع"

عَشْرَةَ قَالَ اِنَّمَا مَعْنَاهُ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَّعَ الْوِتْرِ فَنُسِبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ اِلَى الْوِتْرِ وَرَوٰى فِيْ ذٰلِكَ حَدِيْثًا عَنْ عَآئِشَةَ وَاحْتَجَّ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

حدیثِ دیگر: اَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اِنَّمَا عَنٰى بِهٖ قِيَامَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اِنَّمَا قِيَامُ اللَّيْلِ عَلٰى اَصْحَابِ الْقُرْاٰنِ

◆◆ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر (سمیت) ادا کرتے تھے' جب آپ بوڑھے ہو گئے اور کمزور ہو گئے' تو آپ سات رکعت (وتر سمیت) ادا کرتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے: آپ وتر سمیت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے' یا گیارہ رکعت ادا کرتے تھے' یا نو رکعت ادا کرتے تھے' یا سات ادا کرتے تھے' یا پانچ ادا کرتے تھے' یا تین ادا کرتے تھے' یا ایک ادا کرتے تھے۔

اسحٰق بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: یہ بات جو روایت کی گئی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر سمیت ادا کرتے تھے۔ اس کا مفہوم یہ ہے: آپ رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کرتے تھے' جن میں سے ایک رکعت وتر ہوتی تھی' تو رات کی تمام نماز کو وتر کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

اس بارے میں ایک حدیث سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے: اہلِ قرآن! تم وتر ادا کیا کرو! اس کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

(اسحاق بن راہویہ) یہ فرماتے ہیں: اس سے مراد رات کے نوافل ہیں اور وہ یہ فرماتے ہیں: رات کے نوافل اصحاب قرآن (حفاظ یا اُمتِ محمدیہ مراد ہے) پر لازم کیے گئے ہیں۔

شرح

سات رکعت وتر کا مسئلہ

حدیث باب میں ''اوتر بسبع'' کے الفاظ قابل غور ہیں کیونکہ دوسری کتب احادیث میں ''اوتر بتسع'' کے الفاظ موجود ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اعتراف کر چکے ہیں وتر کی کم از کم رکعات نو اور زیادہ سے زیادہ سترہ ہیں۔ ممکن ہے کہ امام ترمذی سے سہو ہوا ہو یا کاتب کی غلطی ہو کہ ''بتسع'' سے ''بسبع'' ہو گیا۔ علاوہ ازیں کسی معتبر کتاب حدیث میں سات رکعت کا ذکر نہیں ہے۔ حدیث باب میں وتر سے مراد حقیقی وتر (صلوٰۃ الوتر) اور صلوٰۃ اللیل کا مجموعہ ہے۔ اس حدیث میں تیرہ رکعت وتر کا ذکر ہے' جس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) تین رکعت ''صلوٰۃ الوتر'' اور دس رکعت صلوٰۃ اللیل ہو۔ (۲) تین رکعت ''صلوٰۃ الوتر''، آٹھ رکعت صلوٰۃ اللیل ہو اور دو رکعت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔ (۳) تین رکعت ''صلوٰۃ الوتر''، آٹھ رکعت صلوٰۃ اللیل اور دو رکعت فجر کی سنت۔

حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث باب میں ہے: ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔'' اس سے مراد ہے ''صلوٰۃ اللیل'' کو ''صلوٰۃ الوتر'' سے ملا کر کل تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے، کیونکہ بعض اوقات وتر کا اطلاق ''صلوٰۃ اللیل'' پر بھی ہوتا ہے۔ اس پر دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت ادا فرماتے: منها الوتر رکعتا الفجر (الصحیح للمسلم) ان میں وتر اور فجر کی دوسنت شامل تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ''صلوٰۃ اللیل'' تیرہ رکعت نہیں بلکہ بعض صلوٰۃ اللیل، بعض ''صلوٰۃ الوتر'' اور فجر کی دوسنت بھی اس میں شامل ہیں۔ ان میں سے ''صلوٰۃ الوتر'' کی اہمیت کے پیش نظر صلوٰۃ اللیل اور فجر کی دونوں سنت کو تابع کرتے ہوئے سب کو ''صلوٰۃ الوتر'' کا نام دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ بِخَمْسٍ

باب 6: وتر پانچ ہوتے ہیں

421 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْكَوْسَجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَّا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْهُنَّ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْوِتْرَ بِخَمْسٍ وَّقَالُوْا لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْهُنَّ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَاَلْتُ اَبَا مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِالتِّسْعِ وَالسَّبْعِ قُلْتُ كَيْفَ يُوْتِرُ بِالتِّسْعِ وَالسَّبْعِ قَالَ يُصَلِّيْ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُسَلِّمُ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی' جن میں سے آپ پانچ وتر ادا کرتے تھے۔ آپ ان کے درمیان میں نہیں بیٹھتے تھے' صرف آخر میں بیٹھا کرتے تھے' پھر جب مؤذن اذان دے دیتا تھا' تو آپ اٹھ کر دو مختصر رکعت ادا کر لیتے تھے۔ اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک وتر پانچ ہیں: وہ حضرات فرماتے ہیں: ان کے دوران قعدہ نہیں کیا جائے گا' صرف آخر میں بیٹھا جائے گا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے ابومصعب مدینی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا کہ نبی اکرم وتر میں (کبھی) نو اور (کبھی) سات رکعات ادا کرتے تھے' میں نے پوچھا: آدمی نو رکعت ادا کرے یا سات؟ انہوں نے فرمایا: آدمی دو' دو رکعات

کر کے وتر کی نماز ادا کرے اور ایک رکعت کے ذریعے انہیں طاق کر لے۔

شرح

پانچ رکعت وتر کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

نماز وتر کی تعداد رکعت کتنی ہیں اور ان کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز وتر ایک رکعت سے لے کر تیرہ رکعات تک پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس کے ادا کرنے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں: (۱) تین یا پانچ یا سات یا نو یا تیرہ رکعات "صلوٰۃ الوتر" کی نیت سے ادا کی جائیں گی، درمیان میں قعدہ نہیں کیا جائے گا بلکہ بالکل آخر میں قعدہ کیا جائے گا۔ (۲) دو، دو رکعت الگ الگ سلام سے ادا کی جائیں گی اور آخر میں ایک رکعت ایک سلام سے پڑھی جائے گی۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے طریقے کو جواز محمول کیا ہے جبکہ دوسرے طریقے کو افضل قرار دیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ہیں جو دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ تین رکعات سے کم یا زیادہ جائز نہیں ہیں۔ حدیث باب میں جو بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم "صلوٰۃ الوتر" پانچ رکعات ادا فرماتے تو درمیان میں نہ بیٹھتے بلکہ آخر میں بیٹھتے تھے۔ آخر میں بیٹھنے سے قعدہ مراد نہیں بلکہ آرام وسکون کی غرض سے بیٹھا کرتے تھے۔ یہ پانچوں رکعات صرف وتر نہیں تھے بلکہ ان میں تین رکعات وتر اور آخر میں دو نوافل تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ دو رکعت نوافل کو "صلوٰۃ الوتر" کے تابع اور ان میں شامل کر کے حدیث میں وتر کی پانچ رکعات بیان کی گئی ہیں۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت نماز تہجد پڑھ کر آرام فرما ہو جاتے اور لیٹ جاتے تھے۔ پھر آپ چار رکعت نماز تہجد ادا فرماتے اور آرام فرما ہو جاتے تھے۔ پھر آپ تین رکعات "صلوٰۃ الوتر" ادا کرتے اور آرام کیے بغیر بعد میں بیٹھ کر دو نوافل ادا کرتے پھر آرام فرما ہو جاتے تھے۔ بعد ازاں فجر کی اذان ہونے پر کھڑے ہو کر فجر کی دو سنت ادا کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ رکعت کے بعد بیٹھنے سے مراد بطور قعدہ نہیں ہے بلکہ بطور آرام ہے جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے نماز کا آخری قعدہ مراد ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ

باب 7: وتر تین رکعات ہیں

422 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَاُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ يَقْرَاُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُوَرٍ اٰخِرُهُنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ اَيُّوْبَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْـزَی عَـنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ وَّيُرْوٰی اَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رَوٰی بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اُبَیٍّ وَّذَكَرَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَی عَنْ اُبَیٍّ

مذاہب فقہاء: قَـالَ اَبُوْ عِيْـسٰـی: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْـرِهِـمْ اِلٰـی هٰـذَا وَرَاَوْا اَنْ يُّـوْتِـرَ الرَّجُلُ بِثَلَاثٍ قَالَ سُفْيَانُ اِنْ شِئْتَ اَوْتَرْتَ بِخَمْسٍ وَّاِنْ شِئْتَ اَوْتَرْتَ بِثَلَاثٍ وَّاِنْ شِـئْـتَ اَوْتَرْتَ بِرَكْعَةٍ قَالَ سُفْيَانُ وَالَّذِیْ اَسْتَحِبُّ اَنْ اُوْتِرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَّهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

حَـدَّثَـنَـا سَـعِيْـدُ بْـنُ يَـعْقُوْبَ الطَّالَقَانِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كَانُوْا يُوْتِرُوْنَ بِخَمْسٍ وَّبِثَلَاثٍ وَّبِرَكْعَةٍ وَّيَرَوْنَ كُلَّ ذٰلِكَ حَسَنًا

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے' آپ ان میں قصار مفصل سے تعلق رکھنے نوسورتیں تلاوت کیا کرتے تھے' آپ ہر رکعت میں تین سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے' جن میں سب سے آخر میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور ایک روایت کے مطابق عبدالرحمٰن بن ابزی کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث منقول ہیں۔

بعض حضرات نے اسے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا' جبکہ بعض حضرات نے اسے عبدالرحمٰن بن ابزی کے حوالے سے' حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' اہلِ علم کی ایک جماعت نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی تین رکعت وتر ادا کرے گا۔

امام سفیان ثوری فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو ایک رکعت وتر بھی ادا کر سکتے ہو۔

422- اخرجه مسلم (65/3- الابی): كتاب: صلاة المسافرين و قصرها: باب: صلاة الليل و عدد ركعات النبی صلی الله عليه وسلم فی الليل' وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة' حديث (123-124/737)' و ابو داؤد (425/1): كتاب الصلاة: باب: فی صلاة الليل حديث (1334)' و (432/1) حديث (1359)' والنسائی (240/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف علی الحكم فی حديث الوتر' وابن ماجه (432/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فی كم يصلی باالليل' حديث (1359)' واحمد فی "مسنده" (50/6 -64 -123 -161 -205 -213 -230 -275)' والدارمی (371/1) كتاب الصلاة: باب: فی كم الوتر؟ والحميدی (99/1) حديث (195)' وابن خزيمة (140/2) حديث (1076 -1077) من طريق عروة بن الزبير عن عائشة' فذكره-

(۱)- اخرجه احمد فی "مسنده": (89/1)' و عبد بن حميد' ص: (52) حديث (68) من طريق ابی اسحق' عن الحارث عن علی' فذكره-

سفیان فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بات مستحب ہے: آدمی تین رکعت وتر ادا کرے۔

ابن مبارک بھی اسی بات کے قائل ہیں اور اہلِ کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

محمد بن سیرین فرماتے ہیں: پہلے زمانے کے لوگ پانچ رکعت یا تین رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے' اور وہ ان دونوں کو درست سمجھتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

باب 8: ایک رکعت وتر ادا کرنا

423 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ اُطِيلُ فِي رَكْعَتَي الْفَجْرِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَّكَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْاَذَانُ فِي اُذُنِهٖ يَعْنِيْ يُخَفِّفُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَّالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِي اَيُّوْبَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ رَاَوْا اَنْ يَّفْصِلَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالثَّالِثَةِ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَّبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ انس بن سیرین بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: میں فجر کی دو رکعت سنت طویل ادا کیا کروں؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز دو دو کر کے ادا کیا کرتے تھے' اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔ آپ صرف دو رکعت ادا کرتے تھے' جبکہ اذان آپ کے کانوں میں ہوتی تھی۔ (یعنی اذان کے فوراً بعد فجر کی سنتیں ادا کر لیتے تھے)

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک آدمی دو رکعت اور تیسری رکعت کے درمیان فصل کرے گا' اور ایک رکعت وتر ادا کرے گا۔

423- اخرجه البخاری (564/2): كتاب الوتر باب: ساعات الوتر' حديث (995)' ومسلم (81/3- الابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: صلاة الليل مثنى مثنى' والوتر ركعة من آخر الليل' حديث (157 -158 /749)' وابن ماجه (262/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء فى الركعتين قبل الفجر' حديث (1144) و (371/1): باب: ماجاء فى الوتر بركعة' حديث (1174)' و (418/1): باب ماجاء فى صلاة الليل ركعتين حديث (1318)' واحمد (88/2 -126)' وابن خزيمة (139/2) حديث (1073)' و (162/2) حديث (1112) من طريق انس بن سيرين عن ابن عمر' فذكره-

امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْوِتْرِ

باب 9: وتر کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے؟

424 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّيُرْوٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَاَ فِي الْوِتْرِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالَّذِي اخْتَارَهُ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اَنْ يَّقْرَاَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَقْرَاُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِّنْ ذٰلِكَ بِسُوْرَةٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں سورۂ اعلیٰ، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص ایک' ایک رکعت میں ادا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبدالرحمٰن بن ابزی کے حوالے سے' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تیسری رکعت میں معوذتین اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

اکثر اہلِ علم' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں اور بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: نمازی، سورہ الاعلیٰ، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کی ایک' ایک رکعت میں تلاوت کرے۔

425 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ

424- اخرجه النسائی (236/3): كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب: ذكر الاختلاف على ابی اسحق فی حديث سعيد بن جبير على ابن عباس فی الوتر' وابن ماجه (371/1): كتاب اقامة السنة والصلاة فيها: باب: ماجاء فيما يقرا فی الوتر' حديث (1172) واحمد فی مسنده: (299/1- 300- 316- 372) والدارمی (372/1): كتاب الصلاة: باب: القراءة فی الوتر' من طريق سعيد بن جبير عن ابن عباس' فذكره-

متنِ حدیث: سَاَلْنَا عَآئِشَةَ بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یُوتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ یَقْرَاُ فِی الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِی الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: قَالَ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ هٰذَا هُوَ وَالِدُ ابْنِ جُرَيْجٍ صَاحِبِ عَطَاءٍ وَّابْنُ جُرَيْجٍ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ

اسنادِ دیگر: وَّقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِیُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► عبدالعزیز بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں کیا پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: آپ پہلی رکعت میں سورہ الاعلیٰ پڑھتے تھے۔ دوسری میں سورہ کافرون پڑھتے تھے اور تیسری میں سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

عبدالعزیز نامی راوی ابن جریج کے والد ہیں اور عطا کے ساتھی ہیں۔

ابن جریج نامی راوی کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے اس روایت کو عمر کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

شرح

تین رکعات وتر میں قرأت اور تعداد وتر میں مذاہب آئمہ

سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کی ہر رکعت کی ''صلوٰۃ الوتر'' کی بھی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ وتر تین رکعات ادا فرمائی اور اس میں قرأت بھی فرمائی۔ اس کی ہر رکعت میں مسنون قرأت کچھ اس طرح ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ تکاثر، سورہ قدر اور سورہ زلزال پڑھنا مسنون ہے۔ دوسری رکعت میں سورہ عصر، سورہ کوثر اور سورہ نصر کی قرأت مسنون ہے۔ تیسری رکعت میں سورہ کافرون، سورہ لہب اور سورہ اخلاص کی قرأت مسنون ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صلوٰۃ الوتر'' تین رکعات ہیں جو دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ زیر بحث حدیث آپ کی دلیل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل وتر ایک رکعت ہے جو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جبکہ باقی دو رکعت تہجد کی ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ

425- اخرجه ابو داؤد (451/1): كتاب الصلاة باب: مايقرا في الوتر' وابن ماجه (370/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فيما يقرا في الوتر' حديث (1173)' واحمد في "مسنده": (227/6) من طريق محمد بن سلمة الحراني عن خصيف عن عبدالعزيز بن جريج' عن عائشة فذكره-

کے نزدیک ''صلوٰۃ الوتر'' تین رکعات ہے جو دو تشہد اور دو سلام سے پڑھی جاتی ہے۔

آئندہ باب کی حدیث باب میں جو ایک رکعت نماز وتر کا ذکر ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کا مفہوم سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ''صلوٰۃ اللیل'' دو، دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ جب طلوع صبح صادق کا وقت قریب آتا تو آخری دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ ایک رکعت مزید ساتھ ملا کر تین رکعت بنا لیتے تھے۔ پہلی دو، دو رکعت ''صلوٰۃ اللیل'' ہوتی تھی جب آخری تین رکعات ''صلوٰۃ الوتر'' ہوتی تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ''مثنیٰ مثنیٰ'' فرما رہے ہیں، جس سے مراد ہے ''صلوٰۃ اللیل'' دو، دو رکعت کر کے پڑھی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ

باب 10: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا

426 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِى الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

متنِ حدیث: عَلَّمَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِى الْوِتْرِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِىْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِى الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ وَاسْمُهٗ رَبِيْعَةُ بْنُ شَيْبَانَ وَلَا نَعْرِفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْقُنُوْتِ فِى الْوِتْرِ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى الْقُنُوْتِ فِى الْوِتْرِ فَرَاَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْقُنُوْتَ فِى الْوِتْرِ فِى السَّنَةِ كُلِّهَا وَاخْتَارَ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاِسْحٰقُ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَقْنُتُ اِلَّا فِى النِّصْفِ الْاٰخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوْعِ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ

◄► امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تھے' جو میں وتر کی نماز میں پڑھتا

426- اخرجه ابو داؤد (452/1): كتاب الصلاة: باب: القنوت فى الوتر' حديث (1425 -1426) والنسائى (248/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: الدعاء فى الوتر' وابن ماجه (372/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى القنوت فى الوتر' حديث (1178)' واحمد (199/1 -200)و (200/5)' والدارمى 373/1): كتاب الصلاة: باب: الدعاء فى القنوت' وابن خزيمة (151/2) حديث (1095-1096) من طريق بريد بن ابى مريم عن ابى الحوراء السعدى' عن الحسن بن على' فذكره-

ہوں (وہ یہ ہیں)

''اے اللہ! مجھے بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہدایت عطا کر' جنہیں تو نے ہدایت عطا کی ہے' اور ان لوگوں کے ہمراہ عافیت عطا کر! جنہیں تو نے عافیت عطا کی ہے' اور مجھے بھی ان لوگوں کے ہمراہ دوست بنا لے' جنہیں تو نے دوست بنایا ہے' اور تو نے جو مجھے عطا کیا ہے۔ اس میں مجھے برکت عطا فرما اور تو نے جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کے شر سے مجھے بچا' بے شک تو ہی فیصلہ کرتا ہے' تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا' جس کا تو دوست ہو' وہ ذلیل نہیں ہو سکتا' تو برکت والا ہے۔ ہمارے پروردگار تو بلند و برتر ہے۔''

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو ابوحوراء سعدی سے منقول ہے۔ ان کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

دعائے قنوت کے بارے میں اس حدیث سے زیادہ مستند ہمیں کسی اور روایت کا علم نہیں ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔

وتر میں دعائے قنوت پڑھنے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر کی نماز میں سارا سال دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔ انہوں نے رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔

بعض اہلِ علم بھی اسی بات کے قائل ہیں: سفیان ثوری، ابن مبارک اسحٰق اور اہلِ کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ رمضان کے آخری نصف حصے میں دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے' اور وہ بھی رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

''صلوٰۃ الوتر'' کے حوالے سے تین اہم مسائل کی وضاحت

''صلوٰۃ الوتر'' سے متعلق تین اہم مسائل کی توضیح ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

قنوت کا مفہوم: لفظ ''قنوت'' سے مراد دعا ہے۔ نماز وتر کی آخری رکعت میں کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے، کسی دعا کا متعین کرنا ضروری نہیں ہے۔ مشہور دو دعائیں ہیں: ایک وہ دعا ہے جو احناف پڑھتے ہیں: اللھم انا نستعینك و نستغفرك و نؤمن بك الخ۔ دوسری دعا حدیث باب میں مذکور ہے' جسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے خواہ وہ طویل ہو یا مختصر۔

دعاءِ قنوت کے زمانہ میں مذاہب: سوال یہ ہے کہ کیا دعا قنوت صرف رمضان المبارک کے مہینہ میں پڑھی جائے گی یا پورا سال؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول راجح اور ایک روایت حضرت امام شافعی رحمہ

اللہ تعالیٰ کے مطابق ''صلوٰۃ الوتر'' میں دعا قنوت پورا سال پڑھی جائے گی۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دعا قنوت صرف رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں پڑھی جائے جبکہ باقی گیارہ مہینوں میں نہیں پڑھی جائے گی۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل کے ایک قول اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے راجح مؤقف کے مطابق ''صلوٰۃ الوتر'' میں دعا قنوت رمضان المبارک کی سولہ تاریخ سے لے کر تا ختم رمضان پڑھی جائے گی جبکہ باقی ساڑھے گیارہ مہینے نہیں پڑھی جائے گی۔

محل دعا قنوت میں مذاہب آئمہ: سوال یہ ہے کہ دعا قنوت کب پڑھی جائے گی؟ اس میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دعا قنوت کا محل ''صلوٰۃ الوتر'' کی آخری رکعت میں رکوع جانے سے قبل ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے استدلال کیا ہے، کیونکہ وہ نماز وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے قبل دعا قنوت پڑھتے تھے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا قنوت کا محل رکوع کے بعد قومہ ہے یعنی قومہ میں دعا قنوت پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معمول سے استدلال کیا ہے، کیونکہ وہ صرف رمضان المبارک کے آخری پندرہ ایام میں ''صلوٰۃ الوتر'' کی آخری رکعت کے قومہ میں دعا قنوت پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ يَنْسَاهُ

باب 11: جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے

427 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ نَّامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو جائے یا وتر ادا کرنا بھول جائے' تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو' تو انہیں ادا کرلے۔

428 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ

427- اخرجه ابو داؤد (454/1): كتاب الصلاة: باب: في الدعاء بعد الوتر' حديث (1431)' وابن ماجه (375/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب من نام عن وتر او نسيه' حديث (1188)' واحمد في مسنده (31/1-44) من طريق زيد بن اسلم' عن عطاء بن يسار عن ابی سعيد الخدری' فذكره-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّامَ عَنْ وِتْرِهٖ فَلْیُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: سَمِعْتُ اَبَا دَاوٗدَ السِّجْزِیَّ یَعْنِیْ سُلَیْمَانَ بْنَ الْاَشْعَثِ یَقُوْلُ سَاَلْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ فَقَالَ اَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ لَا بَاْسَ بِهٖ

قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَذْكُرُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ ضَعَّفَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ ثِقَةٌ

مذاہب فقہاء: قَالَ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْكُوْفَةِ اِلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالُوْا یُوْتِرُ الرَّجُلُ اِذَا ذَكَرَ وَاِنْ كَانَ بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ

◆◆ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو جائے' تو صبح کے وقت انہیں ادا کر لے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند روایت ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے ابوداؤد سجزی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام ترمذی کی مراد سلیمان اشعث (یعنی سنن ابوداؤد کے مصنف) ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: ان کے بھائی عبداللہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو علی بن عبداللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو ضعیف قرار دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں۔

بعض اہلِ کوفہ نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی کو یاد آ جائے' تو وہ وتر کی نماز ادا کر لے' اگرچہ سورج طلوع ہو چکا ہو۔

سفیان ثوری نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نیند یا بھول سے ''صلوٰۃ الوتر'' چھوٹ جانے کا حکم

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ سونے سے یا بھول کر یا سہواً ''صلوٰۃ الوتر'' چھوٹ جائے، تو اس کی قضاء واجب ہے۔ یہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کہ ''صلوٰۃ الوتر'' واجب ہے، کی دلیل ہے۔ البتہ اس بات میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے کہ اس کی قضاء کا وقت کب تک ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صلوٰۃ الوتر'' کی قضاء کا

وقت فرائض کی طرح تاحیات ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اس کی قضاء کا وقت فرائض فجر کی ادائیگی تک ہے۔ فجر کے فرائض پڑھنے سے اس کی قضاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُبَادَرَةِ الصُّبْحِ بِالْوِتْرِ

باب 12: صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کر لینا

429 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کر لیا کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

430 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح صادق ہو جانے سے پہلے وتر ادا کر لو۔

431 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ

429- اخرجه ابو داؤد (456/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة: باب: في وقت الوتر' حديث (1436)' واحمد في "مسنده" : (37/2)' وابن خزيمة (146/2) حديث (1087) من طريق يحيى بن زكريا' هو ابن ابى زائدة' قال حدثنى عبيدالله بن عمر' عن نافع' عن ابن عمر' فذكره-

430- اخرجه مسلم (83/3- الابى): كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب صلاة الليل مثنى مثنى' والوتر ركعة من آخر الليل' حديث (160-754/161)' والنسائى (231/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: الامر بالوتر قبل الصبح' وابن ماجه (375/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: من نام عن وتر او نسيه' حديث (1189)' واحمد (4/3 -13 -35 -37 -71)' والدارمى (372/1)' كتاب الصلاة باب: ماجاء فى وقت الوتر' وابن خزيمة (147/2) حديث (1089) من طريق يحيى بن ابى كثير' عن ابى نضرة عن ابى سعيد الخدرى' فذكره-

431- اخرجه احمد (149/2) وابن خزيمة (148/2) حديث (1091) من طريق ابن جريج قال: حدثنى سليمان بن موسى' قال حدثنا نافع' عن ابن عمر' فذكره-

فَاَوْتِرُوْا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى قَدْ تَفَرَّدَ بِهٖ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ

حدیثِ دیگر: وَرُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا وِتْرَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَوْنَ الْوِتْرَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب صبح صادق ہو جائے' تورات کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے' اور وتر کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے' تو تم صبح صادق ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سلیمان بن موسیٰ نامی راوی نے اس روایت کو ان لفظوں میں نقل کرنے میں تفرد کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح کی نماز کے بعد وتر نہیں ہوتے۔

کئی اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد، امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد وتر ادا نہیں کیے جاسکتے۔

شرح

احادیث باب کا مفہوم

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ باب کی احادیث ثلاثہ میں یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ صبح سے قبل تم ''صلوٰۃ الوتر'' ادا کرلو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث ثلاثہ کا مفہوم یہ سمجھا ہے نماز وتر کا وقت صبح صادق سے قبل تک ہے۔ طلوع صبح صادق ہوتے ہی نماز وتر کا وقت ادا ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کی قضاء کی جائے گی جس کا وقت قضاء فرائض کی طرح تاحیات ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک احادیث ثلاثہ کا مفہوم یہ ہے کہ ''صلوٰۃ الوتر'' کا وقت نماز فجر سے قبل تک ہے۔ نماز فجر پڑھ لی تو ''صلوٰۃ الوتر'' کا وقت ختم ہو جائے گا اور بعد میں اس کی قضاء نہیں ہوسکتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صبح'' سے مراد صبح صادق ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ''صبح'' سے مراد نماز فجر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا وِتْرَانِ فِیْ لَيْلَةٍ

باب 13: ایک رات میں دو مرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے

432 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا وِتْرَانِ فِیْ لَيْلَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

مذاہب فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الَّذِیْ یُوْتِرُ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ ثُمَّ یَقُوْمُ مِنْ اٰخِرِهٖ فَرَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ نَقْضَ الْوِتْرِ وَقَالُوْا یُضِیْفُ اِلَیْهَا رَکْعَةً وَّیُصَلِّیْ مَا بَدَا لَهٗ ثُمَّ یُوْتِرُ فِیْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ لِاَنَّهٗ لَا وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَةٍ وَّهُوَ الَّذِیْ ذَهَبَ اِلَیْهِ اِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ اِذَا اَوْتَرَ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ یُصَلِّیْ مَا بَدَا لَهٗ وَلَا یَنْقُضُ وِتْرَهٗ وَیَدَعُ وِتْرَهٗ عَلٰی مَا کَانَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ وَاَحْمَدَ وَهٰذَا اَصَحُّ

حدیث دیگر: لِاَنَّهٗ قَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلّٰی بَعْدَ الْوِتْرِ

◆◆ قیس بن طلق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک رات میں دومرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

اہلِ علم نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے' جو رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لیتا ہے' اور پھر وہ آخری حصے میں نوافل ادا کرتا ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور بعد کے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے: وہ وتر کو توڑ دے گا (یعنی پہلے جو وتر ادا کیے تھے) ان کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر (انہیں جفت کر لے گا) پھر وہ جتنی مناسب سمجھے گا۔ اتنے ہی نفل ادا کر لے گا' پھر اپنی نماز کے آخر میں وتر ادا کر لے گا' کیونکہ ایک ہی رات میں دومرتبہ وتر ادا نہیں کیے جاسکتے۔ یہ وہ مؤقف ہے' جس کو اسحٰق نے اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض دیگر اہلِ علم نے یہ رائے اختیار کی ہے: جب آدمی رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کرنے کے بعد سو جائے اور پھر رات کے آخری حصے میں بھی بیدار ہو جائے' تو وہ جتنا مناسب سمجھے نوافل ادا کرتا رہے' لیکن وہ اپنے وتروں کو نہیں توڑے گا۔ اپنے وتروں کو ویسے ہی رہنے دے گا' جیسے وہ پہلے تھے۔

سفیان ثوری، مالک بن انس، شافعی، ابن مبارک اہلِ کوفہ اور امام احمد کی یہی رائے ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ بات زیادہ مستند ہے' کیونکہ دیگر حوالوں سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے وتر ادا کرنے کے بعد بھی نوافل ادا کیے تھے۔

433 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مُوْسَی الْمَرَئِیِّ عَنْ

432- اخرجه ابو داؤد (456/1): کتاب الصلاة: باب: فی نقض الوتر حدیث (1439) والنسائی (229/3): کتاب قیام اللیل وتطوع النهار: باب: نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن الوترین فی لیلة واحمد (23/4) وابن خزیمة (156/2) حدیث (1101) من طریق قیس بن طلق بن علی عن ابیه فذکره۔

الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ وَعَائِشَةَ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄◄ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

اس کی مانند روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کی ہے۔

شرح

ایک رات میں دو وتر نہ ہونے کا مسئلہ

حدیث باب کا مفہوم پیچیدہ ہونے کی وجہ سے اس کے سمجھنے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ نقض وتر جائز ہے یا نہیں؟ نقض وتر کا مطلب یہ ہے کہ احتیاط کی بنیاد پر ایک شخص سونے سے قبل نماز وتر پڑھ کر سویا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے صلوٰۃ اللیل کے لیے وہ بیدار ہو گیا۔ اس نے ایک رکعت پڑھ کر سونے سے قبل پڑھے ہوئے وتر کے ساتھ ملا دی تا کہ وہ شفع میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ نماز تہجد پڑھے اور آخر میں وتر پڑھے؟ جمہور آئمہ فقہ کا مؤقف ہے کہ نقض وتر جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نقض وتر جائز ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: اجعلوا اخر صلٰوتکم باللیل وتراً (الصحیح للبخاری' جلد اوّل ص ۱۳۶) (تم اپنی صلوٰۃ اللیل کے آخر میں وتر ادا کرو) لہٰذا نقض وتر جائز قرار دے کر اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔ جمہور آئمہ کی طرف سے امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب و جواز پر محمول ہے۔ حضرت ابوامامہ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات سے بھی اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔

باب کی دوسری حدیث پر عمل کرنے کے لیے "صلوٰۃ اللیل" کے آخر میں دو نوافل ادا کیے جائیں گے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں نوافل بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔ یہ دو نوافل نہ واجب ہیں اور سنن مؤکدہ ہیں بلکہ مستحب ہیں۔ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل پڑھنے کا مقصد فرائض و واجبات کے نقائص کو ختم کر کے انہیں کامل و اکمل بنانا ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

باب 14: سواری پر وتر ادا کرنا

433- اخرجه ابن ماجه (377/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء في الركعتين بعد الوتر جالساً حديث (1195) واحمد (298/6) من طريق حماد بن مسعدة قال: حدثنا ميمون بن موسىٰ المرئي عن الحسن عن امه عن ام سلمة فذكره۔

434 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَمْشِى مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِىْ سَفَرٍ فَتَخَلَّفْتُ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ اَوْتَرْتُ فَقَالَ اَلَيْسَ لَكَ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا وَرَاَوْا اَنْ يُّوتِرَ الرَّجُلُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوتِرَ نَزَلَ فَاَوْتَرَ عَلَى الْاَرْضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا' میں ان سے پیچھے رہ گیا (جب ان سے آ کر ملا) انہوں نے دریافت کیا: تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کہا: میں وتر ادا کر رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار میں اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ہی وتر ادا کر لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک آدمی سواری پر وتر کی نماز ادا کر سکتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک آدمی سواری پر نماز ادا نہیں کر سکتا' جب اس نے وتر ادا کرنے ہوں گے' تو سواری سے نیچے اتر کر زمین پر وتر ادا کرے گا۔ بعض اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

سواری پر وتر پڑھنے میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور نوافل سواری پر پڑھے جا سکتے ہیں۔ البتہ اس مسئلہ میں

434- اخرجه البخارى (566/2): كتاب الوتر: باب: الوتر على الدابة' حديث (999) و مسلم (210/3- الابى): كتاب صلاة المسافرين و قصرها باب: جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت حديث (700/36)' والنسائى (232/3): كتاب قيام الليل تطوع النهار: باب: الوتر على الراحلة' وابن ماجه (379/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى الوتر على الراحلة' حديث (1200) من طريق سعيد بن يسار عن ابن عمر' فذكره-

اختلاف ہے کہ ''صلوٰۃ الوتر'' بھی سواری پر جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فرائض کی طرح نماز وتر بھی سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ فرائض اور ''صلوٰۃ الوتر'' دونوں کی عملاً حیثیت یکساں ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنن ونوافل کی طرح نماز وتر بھی سواری پر جائز ہے، کیونکہ نماز وتر اور سنن ونوافل کا حکم یکساں ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نماز وتر ادا کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (راوی) کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز تہجد سواری پر ادا کرتے اور وتر ادا کرنے کے لیے نیچے زمین پر اتر آتے تھے۔ پھر یوں بیان کرتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کیا کرتے تھے۔ (شرح معانی الآثار، جلداوّل ص ۲۰۸)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث باب میں ''صلوٰۃ الوتر'' سے مراد صلوٰۃ اللیل مع الوتر ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ''صلوٰۃ الوتر'' اپنے حقیقی معنیٰ میں ہے۔ احناف کے ہاں اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کو بطور وصیت فرمایا: تم تہجد سواری پر پڑھ سکتے ہو کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد سواری پر ادا فرماتے تھے لیکن وتر ادا کرنے کے لیے سواری سے نیچے زمین پر اتر آیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ الضُّحَى

باب 15: چاشت کی نماز

435 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسٰى بْنُ فُلَانِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ وَّاَبِىْ ذَرٍّ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِىْ اُمَامَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ وَابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

435- اخرجه ابن ماجه (1/439): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في صلاة الضحى' حديث (1380) من طريق محمد ابن اسحق' عبد موسىٰ بن انس (كذا في رواية ابن ماجه) عن ثمامة بن انس بن مالك' عن انس بن مالك' فذكره' وفي رواية المصنف: قال ابن اسحق: حدثني موسى بن فلان بن انس' عن ثمامة بن انس بن مالك' عن انس بن مالك' فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص چاشت کے وقت بارہ رکعت ادا کرلے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنادے گا۔

اس بارے میں سیّدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے،ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

436 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى قَالَ

متن حدیث: مَا اَخْبَرَنِىْ اَحَدٌ اَنَّهُ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الضُّحٰى اِلَّا اُمُّ هَانِئٍ فَاِنَّهَا حَدَّثَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مَا رَاَيْتُهُ صَلّٰى صَلَاةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَكَاَنَّ اَحْمَدَ رَاَى اَصَحَّ شَىْءٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثَ اُمِّ هَانِئٍ وَاخْتَلَفُوْا فِىْ نُعَيْمٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نُعَيْمُ بْنُ خَمَّارٍ وقَالَ بَعْضُهُمْ ابْنُ هَمَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَبَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَمَّامٍ وَالصَّحِيْحُ ابْنُ هَمَّارٍ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَهِمَ فِيْهِ فَقَالَ ابْنُ حِمَازٍ وَاَخْطَاَ فِيْهِ ثُمَّ تَرَكَ فَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَخْبَرَنِىْ بِذٰلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِىْ نُعَيْمٍ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں: مجھے کبھی کسی نے یہ بات نہیں بتائی کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ صرف سیّدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے غسل کیا' پھر آپ نے آٹھ رکعت ادا کیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ مختصر نماز ادا کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا' تاہم آپ نے رکوع اور سجود مکمل ادا کیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس بارے میں سب سے زیادہ مستند روایت وہی ہے' جو سیّدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

محدثین نے نعیم نامی راوی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات نے ان کا نام نعیم بن خمار بیان کیا ہے۔ بعض حضرات نے ابن ہمار بیان کیا ہے۔ بعض نے ابن ہبار کیا ہے' بعض نے ابن ہمام بیان کیا ہے۔ صحیح قول ابن ہمار ہے۔

ابونعیم نامی راوی کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔انہوں نے ابن خماز کہا ہے'اوراس میں غلطی کی ہے' پھرانہوں نے اسے ترک کردیااور بولے: نعیم نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے'امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبد بن حمید نے ابونعیم کے حوالے سے مجھے یہ بات بتائی ہے۔

437 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَوْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ ابْنَ اٰدَمَ ارْكَعْ لِىْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اے ابن آدم! تم میرے لیے چار رکعت دن کے ابتدائی حصے میں ادا کرو۔ میں دن کے آخری حصے تک تمہارے لیے کفایت کروں گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

438 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ شَدَّادٍ اَبِىْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى وَكِيْعٌ وَّالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ وَّلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص چاشت کے جفت نوافل کو باقاعدگی سے ادا کرتا رہے گا اس کے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

وکیع اور نضر بن شمیل کے علاوہ دیگر ائمہ نے اس حدیث کو نہاس بن قہم کے حوالے سے نقل کیا ہے'اور ہم اسے صرف اسی حوالے سے پہچانتے ہیں۔

439 سندِحدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ

438- اخرجه ابن ماجه (440/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب: ما جاء في صلاة الضحى' حديث (1382)' واحمد في "مسنده": (443/2 - 497 - 499) وعبد بن حميد ص (416) حديث (1422) من طريق نهاس بن قهم' عن شداد ابى عمار' عن ابى هريرة به-

439- اخرجه احمد في "مسنده": (3/21-36) وعبد بن حميد' ص (280) حديث (891) من طريق فضيل بن مرزوق عن عطية العوفي عن ابى سعيد الخدري فذكره-

عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَدَعُ وَيَدَعُهَا حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُصَلِّي

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (بعض اوقات) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز (اتنی باقاعدگی کے ساتھ) ادا کیا کرتے تھے۔ کہ ہم یہ سمجھتے تھے' اب آپ اسے ترک نہیں کریں گے' پھر آپ اسے ترک کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے' اب آپ اسے ادا نہیں کریں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

شرح

نمازِ اشراق و چاشت کی فضیلت، تعداد رکعات اور طریقہ ادائیگی

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت پانچ احادیث کی تخریج فرمائی ہے جن میں نمازِ اشراق و چاشت کی فضیلت اور تعداد رکعات وغیرہ امور بیان کیے ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمازِ اشراق و چاشت کی فضیلت: نوافل ادا کرنے سے بندہ کو قربِ الٰہی کی دولت حاصل ہوتی ہے اور جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بارہ رکعت نماز چاشت ادا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا گھر بنائے گا۔ (۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان یوں بیان فرمایا: اے اولادِ آدم! تم دن کے ابتدائی حصہ میں میرے لیے چار رکعت ادا کرو، تو میں تمہارے لیے دن کے آخری حصہ تک کفایت کروں گا۔ (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چاشت کی دو رکعت ادا کرنے کا (مستقل) اہتمام کیا اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

نمازِ اشراق و چاشت کی تعداد رکعات: جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک نمازِ اشراق و چاشت دونوں ایک نماز کے نام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتبِ فقہ میں ان کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا۔ البتہ بعض فقہاء کے نزدیک ان دونوں کے درمیان لطیف سا فرق بھی کیا گیا ہے۔ نمازِ اشراق: یہ وہ نفلی نماز ہے جو طلوعِ آفتاب کے بعد فوراً پڑھی جائے۔ یہ نماز کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہے۔ نمازِ چاشت: یہ وہ نفلی نماز ہے جو دن کے نو بجے سے لے کر گیارہ بجے (زوال سے قبل) تک پڑھی جاتی ہے۔ اس کی کم از کم آٹھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔

ادا کرنے کا طریقہ: نمازِ اشراق اور نمازِ چاشت وغیرہ نوافل درحقیقت دو، دو رکعت ہوتے ہیں جو ایک تشہد، ایک قعدہ اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ نوافل ادا کرنے کا یہی طریقہ افضل ہے۔ اگر بیک وقت چار رکعت ایک سلام کے ساتھ

پڑھے جائیں، تب بھی جائز ہے مگر اس کے قعدہ اولیٰ میں بھی تشہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الزَّوَالِ

باب 16: زوال کے وقت نماز ادا کرنا

440 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ اَبِي الْوَضَّاحِ هُوَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِي فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ

◄► حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھل جانے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: یہ وہ گھڑی ہے' جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند ہے اس میں میری طرف سے نیک عمل اوپر جائے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے: آپ زوال کے بعد جو چار رکعت ادا کرتے تھے۔ ان کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

شرح

صلوٰۃ زوال کی فضیلت اور اس کا طریقہ

شب وروز کے چوبیس گھنٹوں میں کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں روحانیت کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور ان میں کی جانے والی عبادت فوراً درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ ان اوقات میں سے ایک نصف النہار یعنی زوال کے بعد کا وقت ہے۔ اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے تا کہ آپ کے اعمال

440-اخرجه احمد في "مسنده" (411/3) من طريق محمد بن مسلم بن ابي الوضاح- ابي سعيد المودب- عن عبد الكريم الجزري عن مجاهد عن عبد الله بن السائب' فذكره-

صالحہ درجہ قبولیت میں پہنچ جائیں۔ آسمان کے دروازے کھلنے کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) فرشتے نزول کرتے ہیں اور بندوں کے اعمال خیر لے کر بارگاہ خداوندی میں پہنچا دیتے ہیں۔

(۲) اعمال خیر از خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال کے بعد پڑھی جانے والی نماز مستقل نہیں ہے بلکہ نماز ظہر کا حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت سنت نماز ظہر کے حصہ کے طور پر ادا فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ نماز، نماز ظہر کا حصہ نہیں تھی بلکہ ایک الگ اور مستقل نماز کی حیثیت سے پڑھی جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعت نماز ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ کتب فقہ میں اس نماز کا الگ ذکر نہیں ہے کیونکہ یہ نماز ظہر کا حصہ ہونے کے طور پر ادا کی جاتی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ الْحَاجَةِ

باب 17: نماز حاجت کا بیان

441 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيْسٰى بْنِ يَزِيْدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَانَتْ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَلْيَتَوَضَّاْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ

توضیح راوی: فَائِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَفَائِدٌ هُوَ اَبُو الْوَرْقَاءِ

◄► حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو یا اولاد آدم میں سے کسی کے ساتھ کوئی کام ہو' تو وہ وضو کرے' اچھی طرح وضو کرے' پھر دو رکعت ادا کرے' پھر اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح حمد و ثناء بیان کرے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بردبار ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے' جو عظیم عرش کا پروردگار

441- اخرجه ابن ماجه (441/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في صلاة الحاجة من طريق فائد بن عبد الرحمن عن عبد الله بن ابي اوفى' فذكره-

ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔(اے اللہ) میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں اور تیری مغفرت کو پختہ کرنے والی چیزوں اور ہر نیکی کے اندر غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں تو میرے ہر گناہ کو بخش دے ہر غم کو ختم کر دے اور میری ہر حاجت کو اپنی رضا کے مطابق پورا کر دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔

اس کی سند میں کچھ کلام ہے۔ فائد بن عبدالرحمٰن نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور فائد نامی یہ راوی ابوورقاء ہیں۔

شرح

نماز حاجت اور اس کا طریقہ

انسان کو جب بھی کوئی ضروری مسئلہ درپیش ہو خواہ اللہ تعالیٰ سے یا کسی انسان سے تو وہ بہترین وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے، درود شریف پڑھے اور حصول مقصد کی نیت سے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الخ اس دعا کے بعد اپنی خصوصی حاجت اور مقصد کا اللہ تعالیٰ سے ذکر کرے، اس کی وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسلاف، صالحین اور اولیاء کرام اسی طرح نماز حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتے تو ان کے مقصد کی تکمیل ہو جاتی تھی۔ ایک نابینا صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی سے نواز دے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر تم صبر کرو تو باعث اجر و ثواب ہوگا اور اگر چاہتے ہو تو میں دعا کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں! اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں "صلوٰۃ الحاجۃ" کی تعلیم دی اور پڑھنے کا حکم دیا۔ غیر اللہ سے بھی کوئی حاجت و ضرورت ہو تو اس سے بھی استعانت کی جا سکتی ہے کیونکہ حقیقی معاون تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن مجازی طور پر بندہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں مشہور حدیث بھی موجود ہے: جو شخص اپنے بھائی کی معاونت میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ، رقم الحدیث ۲۰۴)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ الْاِسْتِخَارَةِ

باب 18: نماز استخارہ کا بیان

442 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِى الْمَوَالِى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ

اَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِيْ دِيْنِيْ وَمَعِيشَتِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّي فِيْ دِيْنِيْ وَمَعِيشَتِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهٗ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الْمَوَالِيْ

توضیح راوی: وَهُوَ شَيْخٌ مَدِيْنِيٌّ ثِقَةٌ رَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ حَدِيْثًا وَّقَدْ رَوٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِي الْمَوَالِيْ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اسی طرح دیا کرتے تھے' جیسے آپ ہمیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ارشاد فرماتے تھے: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو' تو وہ فرض نماز کے علاوہ' دو رکعت ادا کرے' پھر یہ دعا کرے۔

"اے اللہ! میں تجھ سے' تیرے علم کے وسیلے سے بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے وسیلے سے' تیری مدد چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں' جو عظیم ہے بے شک تو قدرت رکھتا ہے' اور میں قدرت نہیں رکھتا' تو جانتا ہے' اور میں علم نہیں رکھتا' تو غیبوں کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے: یہ معاملہ میرے لیے' میرے دین میں' میری دنیا میں، میری آخرت میں' بہتر ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) جلدی اور دیر ہر حوالے سے بہتر ہے' تو اس کو میرے لیے آسان کردے' اور پھر میرے لیے اس میں برکت پیدا کردے' اور اگر تو یہ علم رکھتا ہے: یہ معاملہ میرے لیے میرے دین، میری زندگی، میری آخرت میں برا ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) جلد یا بدیر کسی بھی حالت میں برا ہے' تو اس کو مجھ سے پھیر دے' اور مجھے اس سے پھیر دے' اور میرے لیے بھلائی مقدر کردے' خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو' اور مجھے اس سے راضی کردے۔"

442– اخرجه البخاری (58/3): كتاب التهجد: باب: ماجاء فی التطوع مثنی مثنی' حدیث (1166)' و (187/11) كتاب الدعوات: باب: الدعاء عند الاستخارة' حدیث (6382)' و (387/13): كتاب التوحيد باب: قول الله تعالٰی: (قل هو القادر): حدیث (7390)' وفی "الادب المفرد" (703)' وابو داؤد (481/1): كتاب الصلاة: باب: فی الاستخارة' حدیث (1538)' والنسائی (80/6): كتاب النكاح: باب: كيف الاستخارة' حدیث (3253)' وابن ماجه (440/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فی صلاة الاستخارة' حدیث (1383)' واحمد فی "مسنده" (344/3)' وعبدالله بن احمد فی زوائده علی المسند (344/3) وعبد بن حميد' ص (328) حدیث (1089) من طريق عبدالرحمن بن ابی الموالی' عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبدالله' فذكره۔

نبی اکرم ﷺ ارشادفرماتے ہیں: پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔
اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب سے احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔
ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمٰن بن ابوموالی کے حوالے سے جانتے ہیں اور یہ مدنی بزرگ ہیں اور ثقہ ہیں۔
ان سے سفیان نے ایک حدیث نقل کی ہے۔
عبدالرحمٰن نامی راوی کے حوالے سے کئی ائمہ نے احادیث نقل کی ہیں۔ یہ عبدالرحمٰن بن زید بن ابوموالی ہیں۔

شرح

استخارہ کا مفہوم وطریق کار

لفظ ''استخارہ'' کا مطلب ہے بھلائی چاہنا، طلب خیر اور بااعتماد شخصیت سے مشاورت کرنا۔ کسی چیز کی اہمیت وافادیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی اس کی تعلیم دی جاتی ہے، درس دیا جاتا ہے اور اس کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کلام خداوندی ہے، بے مثل ہے اور بڑی فضیلت والا ہے۔ اس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ قرآن کے مسلمان پر کئی حقوق ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں: (۱) اس کو پڑھنا (۲) اسے سمجھنا (۳) اس پر عمل کرنا (۴) دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دینا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (صحیح بخاری جلد ثانی ص۷۵۲) ''تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے، جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔'' عَلٰی هٰذَا الْقِيَاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو استخارہ کی تعلیم بھی اسی طرح دی ہے تاکہ وہ کسی معاملہ میں پریشانی کا شکار نہ ہوں۔

استخارہ خود بھی کرسکتا ہے۔ اگر خود نہیں کرسکتا تو دوسرے سے بھی کرواسکتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ رات کے وقت دو رکعت نوافل سونے سے قبل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے۔ نماز کے بعد یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ خَيْرًا لِّیْ فِیْ مَعِيْشَتِیْ وَخَيْرًا لِّیْ فِیْ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْهِ ۔'' اس دعا کے بعد قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے سوجائے۔ خواب میں روشنی یا سبزہ یا صاف جاری پانی دیکھے تو زیر غور کام کرنے میں بہتری کی طرف اشارہ ہوگا اور اگر حالت خواب میں اندھیرا یا گدلا پانی یا سیاہی دیکھے تو اس کی ناکامی کی طرف اشارہ ہوگا۔ سات دن تک یہ عمل کرنے سے حالت خواب میں صورتحال واضح طور پر سامنے آجائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص استخارہ کرتا ہے، وہ نقصان میں نہیں رہے گا اور جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ پریشان نہیں ہوگا۔ یاد رہے کہ استخارہ کرنے والا صوم وصلوٰۃ کا پابند، صاحب تقویٰ، صادق وامین اور شرعی اصولوں کا پابند ہونا چاہیے۔

استخارہ کے حوالہ سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- محرمات وممنوعات، فرائض وواجبات اور امور روزمرہ مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے اور لباس وغیرہ کے بارے میں

استخارہ نہیں کیا جاسکتا۔

۲-جہاد اور حج وغیرہ کے لیے استخارہ نہیں کیا جاسکتا، البتہ ان کے تعین وقت کے حوالہ سے کیا جاسکتا ہے۔

۳-استخارہ کا مقصد اللہ تعالیٰ اور بندہ کے تعلق میں استحکام پیدا کرنا ہے۔

۴-استخارہ ایسے معاملہ میں کیا جاسکتا ہے، جس سے انسان تذبذب کا شکار ہو اور یقینی طور پر کوئی سمت متعین کرنے میں کامیابی نظر نہ آتی ہو۔

۵-وہ امور جو خیر وشر اور نفع ونقصان دونوں کا احتمال رکھتے ہوں، میں بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے۔

۶-دعائے استخارہ سے قبل درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے۔

۷-بہتر ہے کہ سات بار استخارہ کیا جائے، اگر اس سے قبل مقصد حاصل ہو جائے تو اس پر اکتفا کیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلَاةِ التَّسْبِیْحِ

باب 19: نمازِ تسبیح کا بیان

443 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ غَدَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَلِّمْنِیْ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِیْ صَلَاتِیْ فَقَالَ كَبِّرِی اللّٰهَ عَشْرًا وَّسَبِّحِی اللّٰهَ عَشْرًا وَّاحْمَدِیْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلِیْ مَا شِئْتِ یَقُوْلُ نَعَمْ نَعَمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَنَسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَّقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرُ حَدِیْثٍ فِیْ صَلَاةِ التَّسْبِیْحِ وَلَا یَصِحُّ مِنْهُ كَبِیْرُ شَیْءٍ

مذاہب فقہاء: وَّقَدْ رَاَی ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ صَلَاةَ التَّسْبِیْحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِیْهِ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ وَهْبٍ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلٰوةِ الَّتِیْ یُسَبَّحُ فِیْهَا فَقَالَ یُكَبِّرُ ثُمَّ یَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ ثُمَّ یَقُوْلُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ وَیَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً ثُمَّ یَقُوْلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ یَرْكَعُ فَیَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَیَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ یَسْجُدُ فَیَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهُ فَیَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ یَسْجُدُ الثَّانِیَةَ فَیَقُوْلُهَا عَشْرًا یُصَلِّیْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلٰی هٰذَا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ تَسْبِیْحَةً فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ یَبْدَاُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِخَمْسَ عَشْرَةَ تَسْبِیْحَةً ثُمَّ یَقْرَاُ ثُمَّ یُسَبِّحُ عَشْرًا فَاِنْ صَلّٰی لَیْلًا

443- اخرجه الحاكم (318-317/1) من طريق عبد الله بن المبارك به- وقال: صحيح على شرط مسلم و وافقه الذهبي-

فَاَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یُّسَلِّمَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ وَاِنْ صَلّٰی نَهَارًا فَاِنْ شَاءَ سَلَّمَ وَاِنْ شَاءَ لَمْ یُسَلِّمْ قَالَ اَبُوْ وَهْبٍ وَّاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ رِزْمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ یَبْدَاُ فِی الرُّکُوْعِ بِسُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَفِی السُّجُوْدِ بِسُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلَاثًا ثُمَّ یُسَبِّحُ التَّسْبِیْحَاتِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ رِزْمَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اِنْ سَهَا فِیْهَا یُسَبِّحُ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا اِنَّمَا هِیَ ثَلَاثُ مِائَةِ تَسْبِیْحَةٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: آپ مجھے ایسے کلمات سکھائیں' جو میں نماز میں ادا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو، دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھو اور دس مرتبہ الحمد للہ پڑھو' پھر جو چاہو وہ سوال کرو' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں' ہاں۔ (یعنی میں اسے قبول کرتا ہوں)

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نماز تسبیح کے بارے میں دیگر روایات بھی منقول ہیں اور ان میں سے اکثر مستند نہیں ہیں۔

ابن مبارک اور دیگر اہلِ علم نے نماز تسبیح کو نقل کیا ہے' اور اس میں فضیلت کا تذکرہ کیا ہے۔

ابووہب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے ''صلوٰۃ تسبیح'' کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: آدمی تکبیر کہے' پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ پڑھے' پھر پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے۔

پھر اعوذ باللہ پڑھے' پھر ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھے' پھر سورہ فاتحہ پڑھے' پھر ایک سورت پڑھے' پھر دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے' پھر سر کو اٹھائے پھر دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھے' پھر سجدے میں جائے۔ دس مرتبہ انہیں پڑھے' پھر سجدے سے سر کو اٹھائے پھر دس مرتبہ انہیں پڑھے' پھر دوسرے سجدے میں جائے اور انہیں دس مرتبہ پڑھے۔

اس طرح چار رکعت ادا کرلے' تو یہ ایک رکعت میں 75 تسبیح ہوں گی۔ ہر رکعت کے آغاز میں پندرہ مرتبہ پڑھے' پھر قرأت کرے' پھر دس مرتبہ پڑھے' اگر اسے رات کے وقت پڑھے' تو مجھے یہ پسند ہے: وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور اگر دن کے وقت پڑھتا ہو' تو اس کی مرضی ہے' اگر وہ چاہے' تو سلام پھیر دے اگر چاہے' تو (دو رکعت پڑھ کر) سلام نہ پھیرے (بلکہ آخر میں سلام پھیرے)

ابووہب نامی راوی بیان کرتے ہیں: عبدالعزیز جو عبدالعزیز بن ابورزمہ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کے بارے میں مجھے یہ بات بتائی ہے: وہ رکوع میں پہلے ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' اور سجدے میں پہلے ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد ان تسبیحات کو پڑھتے تھے۔

عبدالعزیز بن ابورزمہ بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا: اگر کوئی شخص اس نماز کے دوران سہو کا شکار ہو جاتا ہے تو کیا وہ سجدہ سہو میں بھی اس تسبیح کو دس دس مرتبہ پڑھے گا؟ انہوں نے فرمایا: یا نہیں یہ تسبیح تین سو مرتبہ پڑھی جائے گی۔

444 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ الْعُكْلِيُّ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِلْعَبَّاسِ يَا عَمِّ اَلَا اَصِلُكَ اَلَا اَحْبُوكَ اَلَا اَنْفَعُكَ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَا عَمِّ صَلِّ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ فَاِذَا انْقَضَتِ الْقِرَائَةُ فَقُلِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ اَنْ تَرْكَعَ ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدِ الثَّانِيَةَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ فَتِلْكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ هِيَ ثَلَاثُ مِائَةٍ فِيْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوْبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ لَّغَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ اَنْ تَقُوْلَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فَقُلْهَا فِيْ جُمُعَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ اَنْ تَقُوْلَهَا فِيْ جُمُعَةٍ فَقُلْهَا فِيْ شَهْرٍ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ لَهٗ حَتّٰى قَالَ فَقُلْهَا فِيْ سَنَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ رَافِعٍ

◄► حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کروں۔ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں' کیا میں آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اے چچا جان! آپ چار رکعت پڑھیے۔ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھیں اور ایک سورت پڑھیں' پھر جب آپ قرأت کو مکمل کر لیں' تو اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ پندرہ مرتبہ پڑھیں' رکوع میں جانے سے پہلے' پھر آپ رکوع میں جائیں' پھر اسے دس مرتبہ پڑھیں' پھر سجدے میں جائیں' پھر اسے دس مرتبہ پڑھیں' پھر اپنے سر کو اٹھائیں' تو اسے دس مرتبہ پڑھیں۔ کھڑے ہونے سے پہلے' اس طرح ہر ایک رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائے گا' اور یہ چار رکعت میں تین سو مرتبہ ہو جائیں گے۔ اگر آپ کے گناہ ریت کے ٹیلوں کی طرح ہوں' تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کر دے گا۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! روزانہ اسے کون پڑھ سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ اسے روزانہ نہیں پڑھ سکتے تو ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھ لیں' اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ (راوی کہتے ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی ارشاد فرماتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

444- اخرجه ابن ماجه (442/1) : كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في صلاة التسبيح' حديث (1386) من طريق زيد بن الحباب قال: حدثنا موسى بن عبيدة: قال: حدثني سعيد بن ابي سعيد مولى ابي بكر بن عمرو بن حزم عن ابي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم' فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے، جو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

صلوٰۃ التسبیح کا مفہوم، فضیلت، کلمات تسبیح اور پڑھنے کا طریقہ

صلوٰۃ التسبیح کی وجہ تسمیہ: اس نماز میں کثرت سے تسبیحات کہی جاتی ہیں حتیٰ کہ ایک رکعت کے مختلف مقامات میں کہی جانے والی تسبیحات کی تعداد پچھتر تک پہنچ جاتی ہے اور چار رکعات میں تسبیحات کی تعداد تین سو ہو جاتی ہے، اس لیے اسے ''صلوٰۃ التسبیح'' کہا جاتا ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر نہایت درجہ کی مہربانی وشفقت فرماتے ہوئے انہیں اس نماز کی تعلیم وتلقین فرمائی۔ انہوں نے خیال کیا شاید ہر روز یہ نماز پڑھنا ہوگی، عرض کیا: یا رسول اللہ! روزانہ اس نماز کا ادا کرنا تو مشکل سا کام ہے۔ فرمایا: اگر آپ روزانہ نہیں پڑھ سکتے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا کریں۔ عرض کیا: حضور! ہر ہفتہ میں اس کا پڑھنا بھی دشوار ہے۔ فرمایا: آپ ہر ماہ میں ایک دفعہ ادا کرلیا کریں۔ عرض کیا: یہ بھی مشکل سا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا: آپ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! اس میں مزید تخفیف کی ضرورت ہے۔ فرمایا: اے چچا جان! آپ زندگی بھر میں بھی ایک مرتبہ یہ نماز ادا کرلیں گے تو پورے اجر وثواب کے مستحق قرار پائیں گے۔

(سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ جلداوّل ص ۱۸۴)

مختلف روایات میں صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ دس قسم کے گناہ معاف فرمادیتا ہے: سابقہ وآئندہ، قدیم وجدید، سہواً وعمداً، صغیرہ وکبیرہ اور اعلانیہ وپوشیدہ۔ (سنن ابی داؤد جلداوّل ص ۱۸۴)

کلمات التسبیح: اس نماز میں کلمات تسبیح کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ کلمات تسبیح کی ترتیب دوطرح کی ہے: (۱) ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ۔'' کلمات تسبیح کی یہ ترتیب حدیث میں مذکور ہے۔ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ کلمات تسبیح کی یہ ترتیب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جو آسان و مقبول ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ: صلوٰۃ التسبیح ادا کرنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) چار رکعت نوافل کی نیت سے نماز شروع کی جائے۔ ثناء، تعوذ وتسمیہ، فاتحہ اور قرأت سورت کے بعد اور رکوع سے قبل پندرہ بار یہ کلمات تسبیح پڑھے جائیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، رکوع میں دس بار، قومہ میں دس بار، سجدہ اول میں دس بار، جلسہ میں دس بار، سجدہ ثانیہ میں دس بار اور جلسۂ استراحت میں دس بار۔ یہ طریقہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ ایک رکعت میں ۷۵ بار تسبیحات ہوئیں۔ اسی طرح چار رکعات میں تسبیحات کی تعداد تین سو تک پہنچ جائے گی۔

(۲) چار رکعت نوافل صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے شروع کیے جائیں۔ ثناء کے بعد اور سورہ فاتحہ سے قبل پندرہ بار یہ تسبیح پڑھی جائے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، قرأت سورت کے بعد اور قبل از رکوع دس بار، رکوع میں دس

بار، قومہ میں دس بار، سجدہ اول میں دس بار، جلسہ میں دس بار اور سجدہ ثانیہ میں دس بار۔ ایک رکعت میں تسبیحات کی تعداد ۷۵ ہو جائے گی اور چار رکعات کی کل تعداد تسبیحات تین سو ہو جائے گی۔ یہ طریقہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کا تجویز فرمودہ ہے۔ دونوں طریقوں سے "صلوٰۃ التسبیح" پڑھی جا سکتی ہے۔ (مفتی محمد امجد علی اعظمی، بہار شریعت مکتبہ مدینہ جلد اوّل ص ۶۸۳)

ضروری مسئلہ: پانچ اوقات مکروہہ (۱) بوقت طلوع آفتاب (۲) بوقت غروبِ آفتاب (۳) نصف النہار (بوقت زوال) (۴) بعد از نماز عصر تا غروب آفتاب (۵) بعد از طلوع صبح صادق تا طلوع آفتاب کے علاوہ جب بھی چاہیں صلوٰۃ التسبیح پڑھی جا سکتی ہے۔ اعلان کے ساتھ یہ نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ اگر اعلان کے بغیر چند افراد صلوٰۃ التسبیح باجماعت ادا کریں تو جائز ہے لیکن انفرادی طور پر ادا کرنا افضل ہے۔ اس کے پہلے قعدہ میں تشہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔

سوال: صلوٰۃ التسبیح کے حوالے سے گیارہ احادیث ہیں جو سب کی سب ضعیف ہیں، تو پھر اس کے احکام کیسے ثابت ہو سکتے ہیں؟

جواب: احادیث کی کثرت کے سبب یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ میں ہے، جس سے استحباب درجہ کا عمل ثابت ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب **20**: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ

445 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِّسْعَرٍ وَّالْاَجْلَحِ وَمَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَلِمْنَا فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ قَالَ مَحْمُوْدٌ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ وَزَادَنِيْ زَائِدَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

445- اخرجه البخاری (470/6): كتاب احاديث الانبياء حديث (3370) و (392/8) : كتاب التفسير: باب: قوله تعالىٰ: (ان الله وملئكة يصلون على النبي يايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) حديث (4797) و (156/11) كتاب الدعوات باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم حديث (6357) ومسلم (2/290- الابی): كتاب الصلاة: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد حديث (66-67 -68 /406) وابو داؤد (321/1 -322): كتاب الصلاة: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد حديث (976 -977 -978) والنسائی (47/3 -48) كتاب السهو: باب: نوع آخر وابن ماجه (293/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم حديث (904) واحمد فی "مسنده": (241/4 -243 -244) والدارمی (309/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والحميدی (310-311/2) حديث (711 -712) وعبد بن حميد ص (144) حديث (368) من طريق عبدالرحمن بن ابی ليلى عن كعب بن عجرة فذكره-

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّاَبِیْ حُمَیْدٍ وَّاَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَّطَلْحَۃَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَّبُرَیْدَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَارِجَۃَ وَیُقَالُ ابْنُ جَارِیَۃَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیح راوی: وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی کُنْیَتُہٗ اَبُوْ عِیْسٰی وَاَبُوْ لَیْلٰی اسْمُہٗ یَسَارٌ

◄► حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو وہ ہے' جس کا ہمیں پتہ چل چکا ہے' ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ! تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل کر' جیسے تو نے حضرت ابراہیم پر درود نازل کیا' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے' تو حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر' برکت نازل کر' جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر برکت نازل کی' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے''۔

محمود نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابواسامہ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: زائدہ نامی راوی نے اعمش کے حوالے سے، حکم کے حوالے سے، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کے حوالے سے' یہ بات اضافی نقل کی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ علینا معھم بھی پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی، حضرت ابوحمید، حضرت ابومسعود حضرت طلحہ، حضرت ابوسعید، حضرت بریدہ، حضرت زید بن خارجہ اور ایک قول کے مطابق زید بن حارثہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نامی راوی کی کنیت ابوعیسیٰ ہے' اور ابولیلیٰ کا نام یسار ہے۔

شرح

قعدہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود پیش کرنے میں مذاہب آئمہ

نماز کے قعدہ اخیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف پیش کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- ایک روایت حضرت امام احمد اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف پیش کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کے آخری قعدہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ پر درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

تیس سے زائد مختلف صیغوں سے درود شریف مروی ہے۔ سب سے افضل درود، درود ابراہیمی ہے' جس کی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو دی۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ!

آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ، آپ درود شریف پیش کرنے کا طریقہ بھی تعلیم فرما دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف پیش کرنے کی یوں تعلیم دی: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو ملا کر خود بھی کرتا ہے اور مسلمانوں کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (الاحزاب:۵۶) (بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود پڑھو اور سلام بھیجو جس طرح بھیجنے کا حق ہے)

زندگی میں کم از کم ایک دفعہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کے وقت ایک بار درود شریف پڑھنا واجب۔ کسی مجلس میں آپ کا اسم گرامی سن کر ہر بار درود شریف پیش کرنا مستحب ہے اور اہم ترین عبادت۔ درود ابراہیمی بطور حکایت نہیں بلکہ بطور انشاء بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ درود ابراہیم کا مفہوم اس درود شریف سے ادا ہو جاتا ہے: اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔ دور رسالت میں نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے لوگ درود ابراہیمی پڑھا کرتے تھے بلکہ خواتین اپنے گھروں میں، دوسری مساجد اور شہروں کے لوگ بھی کسی تغیر و تبدل کے بغیر درود ابراہیمی ہی پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب 21: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

446 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنُ عَثْمَةَ حَدَّثَنِیْ مُوْسٰی بْنُ یَعْقُوْبَ الزَّمْعِیُّ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ کَیْسَانَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلَاةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

حدیثِ دیگر: وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا وَّکَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا' جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہے:

"جو شخص روزانہ مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی"

447 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّعَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعَمَّارٍ وَّاَبِيْ طَلْحَةَ وَاَنَسٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا صَلَاةُ الرَّبِّ الرَّحْمَةُ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الْاِسْتِغْفَارُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عمار، حضرت ابوطلحہ، حضرت انس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

سفیان ثوری اور دیگر کئی اہلِ علم سے یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد رحمت ہے' اور فرشتوں کے درود سے مراد دعائے مغفرت ہے۔

448 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْمَصَاحِفِيُّ الْبَلْخِيُّ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ اَبِيْ قُرَّةَ الْاَسَدِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

آثارِ صحابہ: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے۔ اس میں سے کچھ بھی اس وقت تک بلند نہیں ہوتا' جب تک تم اپنے نبی پر درود نہیں بھیجتے۔

449 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

آثارِ صحابہ: لَا يَبِعْ فِيْ سُوْقِنَا اِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ

447- اخرجه مسلم (291/2- الابى) كتاب الصلاة باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد' حديث (408/70)' والبخارى فى الادب المفرد (645)' وابو داؤد (479/1) : كتاب الصلاة: باب فى الاستغفار' حديث (1530) والنسائى (50/3) كتاب السهو: باب: الفضل فى الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم' واحمد فى "مسنده": (262/2- 372- 375- 485)' والدارمى (317/2): كتاب الرقاق: باب: فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم من طريق العلاء بن عبدالرحمن بن يعقوب عن ابيه عن ابى هريرة' فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ۔

توضیح راوی: عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ یَعْقُوْبَ وَهُوَ مَوْلَی الْحُرَقَةِ وَالْعَلَاءُ هُوَ مِنَ التَّابِعِیْنَ سَمِعَ مِنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّغَیْرِهٖ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ یَعْقُوْبَ وَالِدُ الْعَلَاءِ وَهُوَ اَیْضًا مِّنَ التَّابِعِیْنَ سَمِعَ مِنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَابْنِ عُمَرَ وَیَعْقُوْبَ جَدُّ الْعَلَاءِ هُوَ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِیْنَ اَیْضًا قَدْ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَرَوٰی عَنْهُ

◆◆ علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ہمارے بازار میں وہی شخص خرید وفروخت کرے' جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر چکا ہو۔

یہ روایت ''حسن غریب'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عباس نامی راوی' عباس بن عبدالعظیم ہیں۔ علاء بن عبدالرحمٰن نامی راوی یہ ابن یعقوب ہیں' جو حرقہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ علاء تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث سنی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن یعقوب جو علاء کے والد ہیں یہ بھی تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔

یعقوب جو علاء کے دادا ہیں' یہ اکابر تابعین میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب کا زمانہ پایا ہے۔ ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

فضائل درود شریف

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے تحت پانچ احادیث مبارکہ کی تخریج کی ہے جن میں بتایا گیا ہے جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار درود شریف کا ہدیہ پیش کرتا ہے، اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اول وآخر درود پڑھے بغیر کی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود شریف پیش کرنے کے چند فوائد ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- درود شریف کی برکت سے جان کنی کے وقت تکلیف نہیں ہوگی۔

۲- قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جواب دینے میں آسانی ہوگی۔

۳- قبر میں دہشت و پریشانی نام کی کوئی چیز لاحق نہیں ہوگی۔

۴- قبر میں مٹی جسم کو نہیں کھائے گی اور جسم صحیح سالم رہے گا۔

۵- دنیا سے رخصت ہونے سے قبل جنت میں اپنا گھر دیکھ لے گا۔

۶- حشر ونشر کی تکالیف، مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ رہے گا۔
۷- قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ ملے گی۔
۸- حوض کوثر سے پانی نوش کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔
۹- قیامت کے دن حساب کتاب دینے میں آسانی ہوگی۔
۱۰- پل صراط سے گزرنے کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے گا۔
۱۱- پل صراط سے گزرتے وقت نور میسر آئے گا۔
۱۲- جنت کی راہداری کا پروانہ میسر آئے گا۔
۱۳- جنت میں قرب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت حاصل ہوگی۔
۱۴- گناہ مٹ جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
۱۵- چہرے پر رونق آجاتی ہے اور قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔
۱۶- فرشتے دعا مغفرت وبخشش کرتے ہیں۔
۱۷- قیامت کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
۱۸- شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی۔
۱۹- اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہوگی۔
۲۰- آخرت کی تمام منازل آسان ہو جائیں گی۔
۲۱- گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔
۲۲- قیامت کے دن گھبراہٹ اور ہولناکی سے نجات حاصل ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجُمُعَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جمعہ کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب 1: جمعہ کے دن کی فضیلت

450 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِىْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ لُبَابَةَ وَسَلْمَانَ وَاَبِىْ ذَرٍّ وَّسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَاَوْسِ بْنِ اَوْسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اسی دن انہیں وہاں سے نکالا گیا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

فضائل جمعۃ المبارک

لفظ ''جمعہ'' کے تلفظ میں چار لغات ہیں: (۱) بضم المیم (۲) بسکون المیم (۳) بفتح المیم (۴) بکسر المیم۔ پہلی لغت مشہور اور

450- اخرجه مسلم (214/3- الابى): كتاب الجمعة: باب: فضل يوم الجمعة' حديث (854/17) والنسائى (89/3): كتاب الجمعة: باب: ذكر فضل الجمعة' واحمد (512-418-401/2) من طريق عبدالرحمن الاعرج عن ابى هريرة' فذكره-

قرآنی تلفظ کے مطابق ہے۔زمانہ جاہلیت میں اس دن کو''یوم العروبۃ'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔اسلام نے اس کا نام تبدیل کر کے''یوم الجمعۃ'' تجویز کیا۔کعب بن لوئی اس دن لوگوں کو جمع کر کے ان سے خطاب کیا کرتا تھا،اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس دن لوگ نماز کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں،لہٰذا اسی مناسبت سے اسے''یوم الجمعۃ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ہجرت کے پہلے سال بلکہ ابتدائی ایام میں''نماز جمعۃ المبارک''فرض ہوئی۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد پہلا خطبہ جمعہ''قباء'' نامی بستی میں ارشاد فرمایا تھا،اب یہ بستی مدینہ منورہ کا حصہ (محلہ) بن چکی ہے۔

موضوع کی مناسبت سے یہاں تین قسم کے فضائل ہو سکتے ہیں:

۱-یوم جمعہ کے فضائل:یوم جمعہ کے فضائل کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پچھلے ہیں اور قیامت کے دن پہلے، سوا اس کے کہ انہیں ہم سے قبل کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد۔جمعۃ المبارک وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا تو وہ اس کے خلاف ہو گئے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں۔یہود نے دوسرے دن (ہفتہ) کو متعین کیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن کو (اتوار) کو مقرر کیا۔(محمد بن اسماعیل بخاری،صحیح بخاری جلد اوّل ص۳۰۳)

(۲) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی،اسی دن وصال ہوا،اسی دن نفخہ اور اسی دن صعقہ ہو گا۔تم اسی دن مجھ پر درود پیش کرنے کی کثرت کرو،کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت ہمارا درود شریف کیسے پہنچے گا جب آپ کا انتقال ہو چکا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔(سنن نسائی جلد اوّل ص۲۳۷)

(۳) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام ایام کا سردار ہے،اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا ہے حتیٰ کہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی بڑا ہے۔(سنن ابن ماجہ جلد دوم ص۸)

۲-نماز جمعہ کے فضائل: نماز جمعہ ادا کرنے کے فضائل اور نہ ادا کرنے کی وعید کے حوالہ سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بہترین وضو کیا،نماز ادا کرنے کے لیے آیا،خاموش رہا (خطبہ سنا) تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور دو جمعوں کے درمیان والے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(الصحیح للمسلم جلد اوّل ص۲۸۷)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں پانچ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت لکھ دے گا: (۱) مریض کی عیادت کے لیے گیا (۲) نماز جنازہ میں شامل ہوا (۳) روزہ رکھا (۴) نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے گیا (۵) غلام آزاد کیا۔(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد رابع ص۱۹۱)

(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین جمعے بلا عذر ترک کر دے،وہ منافق ہے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد رابع ص۲۳۷)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر جو لوگ نماز جمعہ ادا کرنے میں پیچھے رہ گئے ہیں میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(الصحیح للمسلم، جلد اوّل ص ۳۲۷)

۳- جمعہ کے شب و روز میں مرنے کی فضیلت: جمعہ کی رات یا دن میں مرنے والے کی فضیلت کے حوالے سے چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان شخص جمعہ کے دن یا رات میں وفات پائے گا، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس پر شہداء کی مہر لگی ہوگی۔

(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۳۳۹)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب جمعہ روشن رات اور یوم جمعہ روشن دن ہے۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل ص ۳۹۲)

(۳) حضرت عطار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان مرد یا عورت کی جمعہ کی شب یا دن میں وفات ہوگی، اسے فتنۂ قبر اور عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ سے ملتے وقت اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس کے ساتھ گواہی کے لیے گواہ ہوں گے یا مہر ہوگی۔ (شرح الصدور للسیوطی ص ۱۵۱)

(۴) ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت قرآن تلاوت کی: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: ۳) (آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین بنا دیا) پاس کھڑے ہوئے ایک یہودی نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو بطور عید مناتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: تم ایک عید کی بات کرتے ہو ہماری تو اس کے نزول کے دن دو عیدیں تھیں: (۱) جمعۃ المبارک، (۲) یوم العرفہ (یوم الحج) (جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۰۵۵)

حدیث باب پر تبصرہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوم جمعہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ تمام دنوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے افضل ہونے کی چار وجوہات بیان کی گئی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- تخلیق آدم: یوم جمعہ کے افضل ہونے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، جس دن کسی بزرگ ہستی کی ولادت ہوئی ہو، وہ بابرکت ہوتا ہے۔ اس دن کو لوگ تحدیث نعمت اور شکر باری تعالیٰ کے طور پر مناتے ہیں اور اس بزرگ سے اظہار عقیدت کرتے ہیں۔ جس طرح ہر سال بارہ ربیع الاول دن پورے عالم اسلام میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

۲- حضرت آدم علیہ السلام کا دخول جنت: انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے انعام سے نوازا گیا۔ آپ کی تخلیق زمین پر ہوئی پھر آپ اور آپ کی زوجہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت میں داخل کیا گیا۔

دخول جنت کا واقعہ بھی یوم جمعہ میں پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اولاد آدم اور حضرت آدم وحواء علیہما السلام پر بہت بڑا انعام تھا۔ اس انعام کی وجہ سے یہ دن بھی باعظمت ہو کر دیگر ایام سے افضل بن گیا۔

۳- حضرت آدم علیہ السلام کا خروج جنت: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت میں داخل کیا اور ان پر کچھ پابندیاں عائد کیں جن کو وہ ملحوظ خاطر نہ رکھ سکے تو اس کی پاداش میں جنت سے ان کے اخراج کا واقعہ بھی یوم جمعہ میں پیش آیا۔ بظاہر اس واقعہ سے یوم جمعہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی لیکن تھوڑی گہرائی میں اتر کر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کے اخراج کے واقعہ کی وجہ سے خلافت کا تاج حضرت آدم علیہ السلام پھر آپ کی اولاد کے سر پر سجایا گیا اور زمین پر رونقیں اور بہاریں آ گئیں۔

۴- قیام قیامت: مستقبل میں ایک واقعہ پیش آئے گا، جسے "قیام قیامت" کہا جاتا ہے۔ اس دن حساب کتاب ہوگا، نیک لوگوں کو دخول جنت کا پروانہ دیا جائے گا اور برے لوگوں کو جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ واقعہ بھی یوم جمعہ میں پیش آئے گا۔ اس وجہ سے "یوم جمعہ" سید الایام اور تمام دنوں سے افضل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ تُرْجَى فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب 2: جمعہ کے دن میں موجود وہ مخصوص گھڑی جس میں (دعا کی قبولیت) کی امید کی جا سکتی ہے

451 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: اِلْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِيْ تُرْجَى فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰى غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

وَيُقَالُ لَهٗ حَمَّادُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ وَّيُقَالُ هُوَ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَنْصَارِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ السَّاعَةَ الَّتِيْ تُرْجَى فِيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

وَقَالَ اَحْمَدُ اَكْثَرُ الْاَحَادِيْثِ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ تُرْجَى فِيْهَا اِجَابَةُ الدَّعْوَةِ اَنَّهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَتُرْجَى بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جمعہ کے دن میں عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک اس مخصوص گھڑی کو تلاش کرو جس میں (دعا کی قبولیت) کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی محمد بن ابوحمید کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

ایک قول کے مطابق' یہ ابراہیم انصاری ہیں اور وہ ''منکر الحدیث'' ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک وہ مخصوص گھڑی جس میں دعا کی قبولیت کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ وہ عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہے۔

امام احمد اور امام اسحق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر احادیث میں اس مخصوص گھڑی' جس میں دعا کی قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے' کے بارے میں یہی منقول ہے۔ وہ عصر کے بعد ہوتی ہے' تاہم سورج ڈھلنے کے بعد بھی اس کی امید کی جاسکتی ہے۔

452 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ فِى الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَّا يَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَبْدُ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَّةُ سَاعَةٍ هِىَ قَالَ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ اِلَى الْاِنْصِرَافِ مِنْهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى وَاَبِىْ ذَرٍّ وَّسَلْمَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّاَبِىْ لُبَابَةَ وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَاَبِىْ اُمَامَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے: بندہ اس میں جو بھی چیز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: وہ کون سی گھڑی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب (جمعہ کی نماز) کھڑی ہوتی ہے' تو اس کے ختم ہونے تک (وہ گھڑی ہے)۔

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

453 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

452- اخرجه ابن ماجه (360/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الساعة التي ترجى في الجمعة' حديث (1138) وعبد بن حميد' ص (120)' حديث (291) من طريق كثير بن عبدالله بن عمرو بن عوف المزني عن ابيه عن جده' فذكره۔

متن حدیث: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُهْبِطَ مِنْهَا وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي فَيَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَذَكَرْتُ لَهٗ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِتِلْكَ السَّاعَةِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضْنَنْ بِهَا عَلَيَّ قَالَ هِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقُلْتُ كَيْفَ تَكُوْنُ بَعْدَ الْعَصْرِ

متن حدیث: وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَّهُوَ يُصَلِّي وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلّٰى فِيْهَا

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَّنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذَاكَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: قَالَ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضْنَنْ بِهَا عَلَيَّ لَا تَبْخَلْ بِهَا عَلَيَّ وَالضَّنُّ الْبُخْلُ وَالظَّنِيْنُ الْمُتَّهَمُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے' جس میں حضرت آدم کو پیدا کیا گیا۔ اسی دن میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی میں انہیں وہاں سے (زمین پر) اتارا گیا' تو اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے: بندہ مسلم اس میں نماز پڑھ رہا ہو' تو اس گھڑی میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے اس حدیث کا تذکرہ ان سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: مجھے اس گھڑی کے بارے میں پتہ ہے۔ میں نے کہا: آپ مجھے اس کے بارے میں بتائیں اور آپ اس بارے میں میرے ساتھ بخل سے کام نہ لیں' تو انہوں نے فرمایا: وہ عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ عصر کے بعد ہو' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''اس میں جو مسلمان بندہ نماز ادا کر رہا ہو (اور آپ جس وقت کی بات کر رہے ہیں) وہ ایسا وقت ہے' جس میں نماز ادا نہیں کی جاتی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے: جو شخص بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہا ہو' وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: یہ بھی ایسا ہی ہے۔

453- اخرجه مالك في "الموطا" (108/1): كتاب الجمعة: باب: ماجاء في الساعة التي في يوم الجمعة حديث (16) وابو داؤد (341/1) كتاب الصلاة: باب: فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة حديث (1046) والنسائي (113/3): كتاب الجمعة: باب: الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة واحمد (65-63/3) و (450/5) وابن خزيمة (46/2) حديث (881) و (81/3) حديث (1660) و (122/3) حديث (1741) من طرق عن ابي سلمة عن ابي هريرة وابي سعيد الخدري فذكره-

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: آپ مجھے اس کے بارے میں بتائیں اور میرے ساتھ اس بارے میں بخل کا مظاہرہ نہ کریں۔

اس سے مراد یہ ہے: اس بارے میں کنجوسی کا مظاہرہ نہ کریں۔

لفظ ضنن کا مطلب کنجوس ہونا ہے' اور لفظ ظنین کا مطلب ہے' جس پر الزام لگایا گیا ہو۔

شرح

ساعت قبولیت دعا کی فضیلت اور اس کی نشاندہی

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر نظر باب میں تین احادیث کی تخریج کی ہے۔ ان میں ساعت قبولیت دعا کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ جمعۃ المبارک میں وہ گھڑی جس میں دعا قبول کی جاتی ہے، کی واضح طور پر نشاندہی نہیں کی گئی۔ تاہم اس کے بارے میں پچاس سے زائد اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) نماز عصر کی فراغت سے لے کر تا غروب آفتاب۔ (۲) امام کے منبر پر جلوہ افروز ہونے سے لے کر تا ختم نماز جمعہ۔ (۳) جمعۃ المبارک کے دن بوقت اذان فجر۔ (۴) طلوع فجر سے لے کر تا طلوع آفتاب۔ (۵) طلوع آفتاب کے بعد ایک گھنٹہ تک۔ (۶) عین طلوع آفتاب کے وقت۔ (۷) عین بوقت زوال۔ (۸) اذان خطبہ کے وقت۔ (۹) یہ ساعت پورا دن گردش کرتی رہتی ہے۔ (۱۰) یہ ساعت ایک جمعہ کے دن نہیں ہوتی بلکہ سال بھر کے ایام جمعہ میں گردش کرتی رہتی ہے۔ (۱۱) دو وقتوں میں ہے: طلوع فجر سے تا طلوع آفتاب اور بعد از نماز عصر تا نماز مغرب۔ (۱۲) اذان جمعہ کے باعث بیع حرام ہونے سے لے کر تا وقت بیع حلال۔ (۱۳) بعد از اذان تا اختتام نماز۔ (۱۴) خطبہ کے لیے امام کی آمد سے لے کر تا اختتام نماز جمعہ۔ (۱۵) تین اوقات کا مجموعہ: جمعہ کی اذان ثانی، وقت خطبہ اور وقت اقامت صلوٰۃ۔ (۱۶) دو خطبوں کے درمیان کا وقت۔ (۱۷) اقامت صلوٰۃ سے لے کر تا اختتام نماز۔ (۱۸) دوران نماز عصر (دعا دل میں کی جائے) (۱۹) آغاز صلوٰۃ تا غروب آفتاب۔ (۲۰) نصف النہار سے تا غروب آفتاب۔

ساعت اجابت دعا کی فضیلت: جمعۃ المبارک کے دن ''ساعت اجابت دعا'' کی فضیلت کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک میں ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان اس میں جو بھی دعا کرتا ہے، وہ قبول ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۲۲۴)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بہتر دن جس میں طلوع آفتاب ہوتا ہے جمعۃ المبارک ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن میں انہیں اترنے کا حکم ہوا، اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی

میں ان کا وصال ہوا اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ اسی دن طلوع فجر کے وقت سے لے کر تا طلوع آفتاب ہر جانور قیام قیامت کے خوف سے چیختا ہے سوائے آدمی اور جن کے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کرتا ہے، وہ قبول ہوتی ہے۔ (مفتی محمد امجد علی اعظمی بہار شریعت جلداوّل مکتبہ مدینہ ص ۷۵۴)

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے شب و روز میں کوئی گھڑی ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ نہ دیتا ہو جن پر دوزخ واجب ہو چکی تھی۔

(مسند ابی یعلیٰ جلد ثالث ص ۲۳۵)

۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمعۃ المبارک کے دن کسی بھی مسلمان کی مغفرت کیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ (المعجم الاوسط جلد ثالث ص ۳۵۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِغْتِسَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 3: جمعہ کے دن غسل کرنا

454 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِي سَعِيدٍ وَّجَابِرٍ وَّالْبَرَاءِ وَعَائِشَةَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: وَرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيثُ اَيْضًا

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ

وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

454- اخرجه البخاری (443/2): کتاب الجمعة: باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان و غيرهم؛ حديث (894) و (462/2): باب: الخطبة على المنبر حديث (919) ومسلم (199/3- الابی): کتاب الجمعة حديث (844/2) والنسائی (105/3): کتاب الجمعة باب: حض الامام فی خطبة على الغسل يوم الجمعة واحمد (330/1) و (149-35/2) والحميدی (276/2) حديث (608) وابن خزيمة (125/3) حديث (1749) من طريق ابن شهاب الزهری عن سالم عن ابيه به-

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَيْضًا وَّهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کر لے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

زہری کے حوالے سے، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کے حوالے سے۔ ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

عبداللہ بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زہری نے سالم کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' جو حدیث نقل کی ہے' اور عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے والد کے حوالے سے جو حدیث نقل کی ہے۔ یہ دونوں احادیث مستند ہیں۔

زہری کے بعض شاگردوں نے اس روایت کو زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر کی آل سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالے سے' مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر کے حوالے سے' حضرت عمر کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی نقل کی گئی ہے:

جمعہ کے دن غسل کرنا چاہیے۔ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

455 سندِ حدیث: وَرَوَاهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهٖ فَقَالَ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ وَمَا زِدْتُ عَلٰى اَنْ تَوَضَّاْتُ قَالَ وَالْوُضُوْءُ اَيْضًا وَّقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْغُسْلِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا

455- اخرجه البخاری (415/2): كتاب الجمعة: باب: فضل الغسل يوم الجمعة حديث (878) و مسلم (200/3): كتاب الجمعة حديث (845/3) من طريق الزهری عن سالم عن ابيه عن عمر بن الخطاب به-

الْحَدِيثِ وَرَوٰى مَالِكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ
قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ الصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّقَدْ رُوِىَ عَنْ مَالِكٍ اَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ نَحْوُ هٰذَا الْحَدِيثِ

◆◆ سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ یہ جمعہ کے دن کی بات ہے اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب اندر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ کون سا وقت ہے؟ (مسجد میں آنے کا) انہوں نے جواب دیا: میں نے جیسے ہی اذان سنی تو صرف وضو کیا ہے اور یہاں آ گیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وضو کرنا بھی غلط ہے۔ کیا آپ یہ بات نہیں جانتے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جمعہ کے دن) غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ زہری کے حوالے سے منقول ہے۔

امام مالک نے اس حدیث کو زہری کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ صحیح ہے' جو زہری نے سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو امام مالک کے حوالے سے، زہری کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے، ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 4: جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت

456 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَاَبُوْ جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ حَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ

456- اخرجه ابو داؤد (148/1) كتاب الطهارة: باب: في الغسل يوم الجمعة' حديث (345)' والنسائي (3/95-96): كتاب الجمعة: باب: فضل غسل يوم الجمعة' (3/97): باب: فضل المشي الى الجمعة' و (102/3): باب: الفضل في الدنو من الامام' وابن ماجه (346/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الغسل يوم الجمعة' حديث (1087)' واحمد (4/9-10-104) والدارمي (363/1): كتاب الصلاة: باب: الاستماع يوم الجمعة عند الخطبة والانصات' وابن خزيمة (128/3) حديث (1758)' و (132/3) حديث (1761) من طريق ابي الاشعث عن اوس بن اوس الثقفي' فذكره-

يَخْطُوْهَا اَجْرُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا

مذاہبِ فقہاء: قَالَ مَحْمُوْدٌ قَالَ وَكِيْعٌ اغْتَسَلَ هُوَ وَغَسَّلَ امْرَاَتَهُ قَالَ وَيُرْوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ يَعْنِيْ غَسَلَ رَاْسَهُ وَاغْتَسَلَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّسَلْمَانَ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّاَبُو الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ اسْمُهُ شَرَاحِيلُ بْنُ اٰدَةَ وَاَبُوْ جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْقَصَّابُ الْكُوْفِيُّ

◆◆ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح دھوئے (جسم) اور جلدی کرے اور (مسجد) چلا جائے اور قریب ہو کر غور سے (خطبہ) سنے اور (اس دوران) خاموش رہے' تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کے نفلی روزوں اور نوافل کا ثواب ملتا ہے۔

محمود نامی راوی یہ بات بیان کرتے ہیں: وکیع نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے لفظ اغتسل کا مطلب ہے وہ خود غسل کرے غَسَّلَ کا مطلب یہ ہے: وہ اپنی بیوی کو غسل کرنے کے لیے کہے۔

حضرت ابن مبارک کے حوالے سے اس حدیث کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: لفظ غسل اور اغتسل کا مطلب یہ ہے: وہ اپنے سر کو دھوئے اور باقی جسم پر بھی غسل کرے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ابواشعث صنعانی نامی راوی کا نام شراحیل بن آدہ ہے۔ جبکہ ابو جناب' یحییٰ بن حبیب قصاب کوفی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 5: جمعہ کے دن وضو کرنا

457 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

457- اخرجه ابو داؤد (151/1): كتاب الصلاة: باب: فى الرخصة فى ترك الغسل يوم الجمعة' والنسائى (94/3): كتاب الجمعة: باب: الرخصة فى ترك الغسل يوم الجمعة' واحمد (5/8-11-15-16-22)' والدارمى (362/1): كتاب الصلاة: باب: الغسل يوم الجمعة' وابن خزيمة (128/3)' حديث (1757) من طريق قتادة' عن الحسن' عن سمرة بن جندب' فذكره-

متن حدیث: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُ اَصْحَابِ قَتَادَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَّرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ اخْتَارُوا الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَاَوْا اَنْ يُّجْزِئَ الْوُضُوْءُ مِنَ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ اَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنَّهُ عَلَى الْاِخْتِيَارِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ حَدِيْثُ عُمَرَ حَيْثُ قَالَ لِعُثْمَانَ وَالْوُضُوْءُ اَيْضًا وَّقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَوْ عَلِمَا اَنَّ اَمْرَهُ عَلَى الْوُجُوبِ لَا عَلَى الْاِخْتِيَارِ لَمْ يَتْرُكْ عُمَرُ عُثْمَانَ حَتّٰى يَرُدَّهُ وَيَقُوْلَ لَهُ ارْجِعْ فَاغْتَسِلْ وَلَمَا خَفِيَ عَلٰى عُثْمَانَ ذٰلِكَ مَعَ عِلْمِهِ وَلٰكِنْ دَلَّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ فَضْلٌ مِّنْ غَيْرِ وُجُوْبٍ يَّجِبُ عَلَى الْمَرْءِ فِيْ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن وضو کر لے' تو یہ کافی ہے۔ ٹھیک ہے' لیکن جو شخص غسل کر لے' تو یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

قتادہ کے بعض شاگردوں نے حسن بصری کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو نقل کیا ہے' اور اسے ''مرسل'' کے طور پر نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے' اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ انہوں نے جمعہ کے دن غسل کرنے کو اختیار کیا ہے' تاہم ان حضرات کی رائے ہے: جمعہ کے دن غسل کی بجائے وضو کر لینا بھی جائز ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات کی دلیل کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جو غسل کرنے کا حکم دیا ہے' وہ اختیار کی شکل میں ہے۔ وجوب کی شکل میں نہیں ہے۔ اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث ہے: جب انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا: صرف وضو کرنا بھی ایک غلطی ہے' جبکہ آپ جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم دیا تھا (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اگر ان دونوں حضرات کو یہ علم ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب کے طور پر یہ حکم دیا تھا' اختیار کے طور پر نہیں دیا تھا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یوں نہ چھوڑتے اور انہیں واپس کر دیتے اور ان سے کہتے: آپ واپس جا کر غسل کر کے آئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علم و فضل سے بھی یہ بات مخفی نہیں رہتی (کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے)

لیکن یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے: جمعہ کے دن غسل کرنا فضیلت رکھتا ہے' تاہم یہ واجب نہیں ہے: آدمی پر اسے کرنا لازم ہو۔

458 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَّمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کر لے' پھر وہ جمعہ کے لیے آئے' پھر وہ قریب آ جائے اور غور سے (خطبہ) سنے اور خاموش رہے' تو اس کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیان اور مزید تین دن تک (یعنی دس دن کے) گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو شخص (امام کے خطبے کے دوران) کنکریوں کو چھوئے' تو اس نے لغو حرکت کا ارتکاب کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

غسل یوم جمعہ کے فضائل

یوم جمعہ مسلمانوں کے لیے یوم عید کی حیثیت رکھتا ہے اور اسے سید الایام بھی کہا جاتا ہے۔ اس دن کے فضائل کے حوالے سے کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غسل کرے، غسل کرائے، اول وقت نماز جمعہ کے لیے آئے، پیدل چل کر آئے، امام کے قریب بیٹھے، غور سے خطبہ سماعت کرے اور لغو و بے ہودہ کام نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض سال بھر کی نیکیوں، سال بھر کے روزوں اور راتوں کے قیام کا ثواب دیا جاتا ہے۔

(المسند لاحمد جلد۵ ص۴۶۵)

۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن غسل کرتا ہے تو اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (المعجم الکبیر' جلد۱۸ ص۱۳۹)

458- اخرجه مسلم (222/3- الابی): كتاب الجمعة: باب: فضل من استمع وانصت فی الخطبة' حديث (857/27) وابو داؤد (343/1): كتاب الصلاة: باب: فضل الجمعة' حديث (1050) وابن ماجه (327/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: مسح الحصى فی الصلاة' حديث (1025) و (346/1): باب: ماجاء فی الرخصة فی ذلك' حديث (1090) واحمد (424/2) وابن خزيمة (128/3) حديث (1756) و (109/3) حديث (1818) من طريق ابی معاوية' عن الاعمش' عن ابی صالح عن ابی هريرة' فذكره۔

۳-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جمعۃ المبارک کا غسل بالوں کی جڑوں سے گناہ نکال دیتا ہے۔
(المعجم الکبیر جلد۸ص۲۵۶)

۴-حضرت حسن براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا حق ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے، گھر میں خوشبو استعمال کرے اور اگر خوشبو دستیاب نہ ہو تو غسل کرنا ہی خوشبو استعمال کرنے کے قائم مقام ہے۔
(جامع ترمذی جلد ثانی ص۵۸)

چند مسائل کی وضاحت

باب کی مناسبت سے چند مسائل کی ذیل میں وضاحت پیش کی جاتی ہے:

۱-غسل جمعہ کی شرعی حیثیت: آئمہ اربعہ کے نزدیک غسل جمعہ، نماز جمعہ کے لیے ہے اور مسنون ہے۔ علماء ظواہر کے نزدیک غسل جمعہ، یوم جمعہ کے لیے اور یہ فرض ہے۔ ان کے نزدیک خواتین وحضرات سب پر غسل جمعہ فرض ہے۔ تاہم ان کے ہاں صحت نماز کے لیے غسل شرط نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص غسل کے بغیر نماز جمعہ پڑھ لے گا تو نماز درست ہوگی، البتہ ترک غسل کی وجہ سے وہ گناہگار ہوگا۔

۲-آئمہ احناف میں اختلاف رائے: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل جمعہ، نماز جمعہ کے لیے مسنون ہے جبکہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ غسل، نماز جمعہ کے لیے نہیں بلکہ یوم جمعہ کے لیے مسنون ہے۔ ثمرۂ اختلاف اس طرح ظاہر ہوگا کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دیہاتی لوگوں، مسافروں اور خواتین سب کے لیے غسل جمعہ مسنون ہے۔ شیخین کے نزدیک ان لوگوں کے لیے غسل جمعہ مسنون ہے جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔

۳-طہارت غسل اور طہارت وضو میں مذاہب آئمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ طہارت غسل نماز جمعہ کے لیے ضروری نہیں ہے بلکہ طہارت وضو سے بھی نماز جمعہ درست ہے۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے کہ وہ نماز جمعہ کے لیے طہارت غسل کرتے پھر وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں طہارت وضو کر کے نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے طہارت غسل ہی مسنون ہے اور یہ سنت طہارت وضو کے ساتھ ادا نہیں ہوگی۔ ان کے ہاں اس مؤقف پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک نماز جمعہ کی صحت کے لیے وضو شرط ہے، غسل شرط نہیں۔ البتہ غسل کرنا افضل ہے۔ جمعہ کے دن نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کرنا، خوشبو استعمال کرنا، غسل کرنا، سرمہ لگانا، نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے اوّل وقت مسجد میں جانا، اول صف میں بیٹھنا، خطبہ توجہ سے سننا اور سنن جمعہ ادا کرنا وغیرہ امور مسنون ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّبْكِيرِ اِلَى الْجُمُعَةِ

باب 6: جمعہ کے دن جلدی جانا

459 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کرے' پھر وہ (مسجد کی طرف) چلا جائے' تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو شخص دوسری گھڑی میں جائے' تو گویا اس نے گائے کی قربانی کی' جو شخص تیسری گھڑی میں جائے' گویا اس نے سینگ والے دنبے کی قربانی کی (مسجد میں) جو شخص چوتھی گھڑی میں جائے گویا اس نے مرغی کی قربانی کی اور جو شخص پانچویں گھڑی میں جائے' گویا اس نے انڈا صدقہ کیا۔ پھر جب امام نکل آئے' تو فرشتے آ کر خطبہ سننے لگتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نماز جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت

نماز جمعہ اپنی شرائط کے ساتھ فرض ہے اور یہ نماز ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے۔ اس کو ادا کرنے کے لیے اول وقت مسجد میں جانے کی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے

459- اخرجه مالك في "الموطا": (101/1): كتاب الجمعة: باب: العمل في غسل يوم الجمعة' حديث (1) والبخاري (424/2): كتاب الجمعة: باب: فضل الجمعة' حديث (881) و مسلم (208/3- الابي): كتاب الجمعة: باب: الطيب والسواك يوم الجمعة' حديث (849/10) وابو داؤد (150/1) كتاب الصلاة باب: في الغسل يوم الجمعة حديث (351) والنسائي (98/3): كتاب الجمعة: باب: التبكير الى الجمعة' و (99/3) باب: وقت الجمعة' واحمد (460/2) من طريق ابي صالح السمان عن ابي هريرة' فذكره-

جیسے جنابت کا غسل کیا جاتا ہے پھر اوّل وقت مسجد میں جائے تو اسے اتنا ثواب دیا جاتا ہے گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی پیش کی، جو دوسرے وقت میں آتا ہے اسے گائے کی قربانی کا ثواب دیا جاتا ہے، جو تیسرے وقت میں آتا ہے اسے سینگ والے بکرے کی قربانی کا ثواب دیا جاتا ہے، جو چوتھے وقت میں آتا ہے اسے ایک مرغی کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور جو پانچویں ساعت میں آئے گا اسے مرغی کا انڈہ صدقہ کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ جب امام خطبہ کی نیت سے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے ذکر سننے کے لیے آجاتے ہیں۔ (الصحیح للبخاری، جلداوّل ص ۳۰۵)

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر آجاتے ہیں اور آنے والے لوگوں کے نام لکھتے ہیں۔ سب سے قبل آنے والے کا، پھر اس کے بعد آنے والے کا اور جب امام خطبہ کے لیے برآمد ہوتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ (الصحیح للبخاری، جلداوّل ص ۳۱۹)

بَابُ مَا جَآءَ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

باب 7: کسی عذر کے بغیر جمعہ ترک کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

460 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبِيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الْجَعْدِ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فِيمَا زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَمُرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِي الْجَعْدِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنِ اسْمِ اَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ فَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَهُ وَقَالَ لَا اَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابوالجعد یعنی ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، جیسا کہ محمد بن عمرو نے یہ بات بیان کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص تین مرتبہ، جمعہ کو کمتر سمجھتے ہوئے، ترک کر دے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوالجعد سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

460- اخرجه ابو داؤد (344/1): كتاب الصلاة: باب: التشديد في ترك الجمعة حديث (1052) والنسائي (88/3): كتاب الجمعة: باب: التشديد في التخلف عن الجمعة وابن ماجه (357/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: فيمن ترك الجمعة من غير عذر حديث (1125) واحمد (424/3) والدارمي (369/1): كتاب الصلاة: باب: فيمن يترك الجمعة من غير عذر وابن خزيمة (177/3) حديث (1857) من طريق محمد بن عمرو بن علقمة الليثي عن عبيدة بن سفيان عن ابي الجعد الضمري فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوالجعد ضمری کے نام کے بارے میں دریافت کیا' تو انہیں ان کے نام کا پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے بتایا: مجھے ان کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صرف اسی حدیث کا پتہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو محمد بن عمرو نامی راوی کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

شرح

بلاعذر شرعی ترک نماز جمعہ کی وعید

نماز ظہر فرض ہے اور بلاعذر شرعی اسے ترک کرنا گناہ ہے۔ نماز ظہر کی بنسبت نماز جمعہ کی تاکید زیادہ ہے۔ اس کا منکر کافر اور بلا عذر شرعی اس کا تارک منافق اور سزا کا حقدار ہے۔ نماز جمعہ ترک کر کے صرف نماز ظہر پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہے۔ جو شخص بلا عذر شرعی مسلسل تین جمعے ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ تین جمعوں سے مراد زندگی بھر کے تین جمعے نہیں ہیں بلکہ مسلسل تین جمعے ہیں۔ اس کے دل پر مہر لگانے کی وجہ سے ممکن ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ نماز جمعہ ادا کرنے کی طرف متوجہ ہی نہ ہو۔ عذر شرعی کی بنا پر نماز جمعہ چھوڑنے کی یہ وعید نہیں ہے مثلاً مسافر ہو یا مریض ہو یا عورت ہو یا غلام ہو یا بچہ ہو، ان پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنْ كَمْ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ

باب 8: کتنی دور سے جمعہ کے لیے آیا جائے گا

461 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ قُبَاءَ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءَ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا وَلَا يَصِحُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ فِىْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَىْءٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهِ وَهٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ اِنَّمَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ مُعَارِكِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىَّ فِى الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: فَقَالَ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ قَالَ بَعْضُهُمْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى مَنْزِلِهٖ وقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَجِبُ الْجُمُعَةُ اِلَّا عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

سَمِعْتُ اَحْمَدَ ابْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ كُنَّا عِنْدَ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَذَكَرُوْا عَلٰى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ فَلَمْ يَذْكُرْ اَحْمَدُ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ فَقُلْتُ لِاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْمَدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ حَدَّثَنَا مُعَارِكُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهٖ

قَالَ فَغَضِبَ عَلَيَّ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّقَالَ لِى اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اِنَّمَا فَعَلَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هٰذَا لِاَنَّهٗ لَمْ يَعُدَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ شَيْئًا وَّضَعَّفَهٗ لِحَالِ اِسْنَادِهٖ

◆◆ ثویر قباء سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں شامل تھے۔ وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی: ہم قباء سے آ کر جمعہ میں شریک ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے جو زیادہ مستند ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جمعہ ان لوگوں پر لازم ہے جو رات کے وقت اپنے گھر پہنچ سکے۔ (یعنی جمعہ ادا کرنے کے بعد پہنچ سکے)

اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اس حدیث کو معارک بن عباد کے حوالے سے، عبداللہ بن سعید مقبری سے نقل کیا گیا ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان نے علم حدیث میں عبداللہ بن سعید المقبری کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: کس شخص پر جمعہ واجب ہوتا ہے؟

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہوتا ہے (جو جمعہ ادا کر لینے کے بعد) رات تک اپنے گھر پہنچ سکے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جمعہ اس شخص پر واجب ہوتا ہے جو اذان کی آواز سنے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق اسی بات کے قائل ہیں۔

میں نے امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ہم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھے۔ لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا کس شخص پر جمعہ واجب ہوتا ہے تو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث نقل نہیں کی۔

امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی حدیث منقول ہے۔

تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث منقول ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! (پھر میں نے سند بیان کی)

حجاج بن نصیر نے معارک بن عباد کے حوالے سے، عبداللہ بن سعید مقبری کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جمعہ ہر اس شخص پر لازم ہے جو (جمعہ ادا کرنے کے بعد) رات تک اپنے گھر پہنچ سکے۔

امام احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اِس بات پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ غصے میں آ گئے اور فرمایا: تم اپنے پروردگار سے دعائے مغفرت کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا اس لیے کہا تھا کیونکہ وہ اس حدیث کو مستند شمار نہیں کرتے تھے اور اس کی سند کی وجہ سے انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

گاؤں میں نماز جمعہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا دیہات میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ صحت نماز جمعہ کے لیے مصر شرط ہے، لہٰذا گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے۔ لہٰذا گاؤں میں نماز ظہر پڑھی جائے گی۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **لا جمعة ولا تشريق ولا صلوٰة فطر ولا اضحٰى الا مصر جامع** (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ثانی ص ۱۰۱) (جمعہ، تکبیرات تشریق، نماز عید اور نماز بقرعید بڑے شہر کے علاوہ جائز نہیں ہیں)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد چودہ دن تک قباء نامی بستی میں قیام پذیر رہے تو آپ نے نماز جمعہ نہیں پڑھائی۔ جب آپ مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوئے تو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا: آپ نے قباء بستی میں نماز جمعہ اس لیے نہیں پڑھی تھی کہ اس کے لیے مصر شرط ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: **ان اول جمعة جمعت فی الاسلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المدینة لجمعة جمعت بجواثا قرية من قری البحرين** (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۱۵۳) (تاریخ اسلام میں ایک جمعہ کے علاوہ پہلا جمعہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں پڑھا گیا۔ ایک جمعہ جواثا میں جو بحرین کا گاؤں ہے، میں پڑھا گیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کسی مقام پر نماز جمعہ نہیں ہوتی تھی۔ وفد عبدالقیس نے واپس جا کر ۶ھ یا ۸ھ میں جواثا میں نماز جمعہ قائم کی۔

(۴) حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن ہونے کے باوجود آپ نے نماز جمعہ نہیں پڑھائی تھی، کیونکہ مصر کی شرط مفقود تھی جبکہ یہ مقام مکہ مکرمہ سے صرف نو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک صحت نماز جمعہ کے لیے مصر شرط نہیں ہے، لہٰذا ان کے نزدیک گاؤں میں بھی نماز جمعہ ادا کی جا سکتی ہے۔ جمہور آئمہ فقہ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(ا) آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ نماز جمعہ قائم کرنے کے لیے مصر (شہر) ہونا ضروری نہیں ہے، وہ شہر میں پڑھی جا سکتی ہے اور گاؤں میں بھی۔ جمہور کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: انہوں نے "جواثا" والی روایت سے استدلال کیا ہے۔ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: "قرية من قرى البحرين" جواثا بحرین کے دیہاتوں میں سے ایک گاؤں تھا۔ اس روایت میں "جواثا" پر "قرية" کا اطلاق ہوا ہے، جس میں صحابہ کرام نے نماز جمعہ قائم کی تھی، تو معلوم ہوا کہ دیہاتوں میں بھی نماز جمعہ قائم کی جا سکتی ہے۔

جواب: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

(ا) لفظ "قرية" کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے مثلاً قرآن کریم میں ہے: "لو لا نزل هذا القراٰن على رجل من القريتين عظيم" اس آیت میں "قريتين" کا مصداق مکہ مکرمہ اور طائف ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مکہ مکرمہ اس دور میں بھی بہت بڑا شہر تھا۔ (۲) لغت کے مشہور آئمہ ابوعبید اور ابوالحسن کی تصریح کے مطابق "جواثا" بہت بڑا شہر تھا۔ (۳) اگر "جواثا" کو گاؤں بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا جواب ہوگا کہ صحابہ کرام نے "جواثا" میں اجتہاد کی بناء پر نماز جمعہ قائم کی تھی۔

دوسری دلیل: ہزم النبیت نامی بستی میں صرف چالیس آدمی رہائش پذیر تھے جو نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ یہ ایک گاؤں تھا جس کے باشندے نماز جمعہ ادا کرتے تھے، تو معلوم ہوا کہ گاؤں میں نماز جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔

جواب: (ا) اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن اسحاق ہیں جو منفرد ہیں۔ انہیں دجال و کذاب تک کہا گیا ہے۔

(۲) ہزم النبیت نامی گاؤں درحقیقت مدینہ طیبہ کا ایک محلہ تھا جو الگ گاؤں نہیں تھا۔ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے اس حصہ (محلّہ) میں بھی نماز جمعہ قائم کر دی تھی۔ (۳) اگر ہزم النبیت نامی محلّہ کو مستقل دیہات بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجتہاد کی بناء پر یہاں نماز جمعہ قائم کی تھی۔

عید کے دن جمعہ آنے کی صورت میں جمعہ کی ادائیگی میں مذاہب آئمہ

عید کے دن میں جمعہ آنے کی صورت میں کیا نماز جمعہ ادا کی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف آئمہ ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا- آئمہ اربعہ کے نزدیک نماز عید اور نماز جمعہ اپنے اپنے وقتوں میں دونوں ادا کی جائیں گی۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط" (الجمعۃ:۹) (اے ایمان والو! جب جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ کی اذان کہی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) کی طرف جلدی سے آؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو)

۲- حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ نماز جمعہ معاف ہے اور صرف نماز عید ادا کی جائے گی۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: صلى العيد ثم رخص في الجمعة فقال من شاء ان يصلىَ

فليصل (سنن ابی داؤد)(انہوں نے نماز عید پڑھی پھر نماز جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی کہ جو شخص پڑھنا چاہے پڑھ لے۔)
جواب: (۱) یہ خطاب اہل مدینہ کو نہیں تھا بلکہ اہل عوالی کو تھا جو ایک گاؤں کے باشندے تھے، انہیں نماز عید پڑھنے کا حکم دیا اور گاؤں ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرنے کا کہا گیا۔ (۲) اس روایت کی سند میں اضطراب ہے کیونکہ ایاس نامی راوی مجہول ہے۔

دوسری دلیل: حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جمعۃ المبارک میں دن کے پہلے حصہ میں نماز عید پڑھائی پھر ہم نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو وہ تشریف نہ لائے تو ہم نے انفرادی طور پر نماز (نماز ظہر) ادا کی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما طائف میں تھے، جب وہ آئے تو ہم نے اس بارے میں ان سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس زمانہ میں نابالغ بچے تھے جن کی صف بالکل پیچھے ہوتی تھی تو انہوں نے نماز جمعہ کی رخصت کا سن لیا اور یہ کیوں نہ سنا کہ یہ حکم اہل عوالی کا ہے اہل مدینہ کا نہیں ہے۔

تیسری دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قد اجتمع فی یومکم هذا عيدان فمن شاء اجزأه من الجمعة وانا مجمعون (سنن ابی داؤد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دن دو عیدیں (نماز عید اور نماز جمعہ) جمع ہوگئی ہیں، پس جو پسند کرے جمعہ پڑھے اور ہم تو نماز جمعہ پڑھیں گے۔

جواب: اس روایت میں رخصت اہل عوالی کے لیے ہے اور اہل مدینہ کے لیے نماز جمعہ ثابت ہو رہی ہے، جس کے لیے یہ الفاظ ہیں: وانا مجموعون۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

باب 9: جمعہ کے وقت کا بیان

462 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيلُ الشَّمْسُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَجَابِرٍ وَّالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

462- اخرجه البخاری (449/2): كتاب الجمعة: باب: وقت الجمعة اذا زالت الشمس حديث (904) وابو داؤد (352/1): كتاب الصلاة: باب: في وقت الجمعة حديث (1084) واحمد في "مسنده": (150-128/3) من طريق عثمان بن عبدالرحمن التيمي عن ابي هريرة به-

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِیْ اَجْمَعَ عَلَيْهِ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ وَقْتَ الْجُمُعَةِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ كَوَقْتِ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ اِذَا صُلِّيَتْ قَبْلَ الزَّوَالِ اَنَّهَا تَجُوْزُ اَيْضًا وقَالَ اَحْمَدُ وَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ اِعَادَةً

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اس وقت ادا کر لیتے تھے' جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے: جمعہ کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے' جب سورج ڈھل جائے' بالکل اسی طرح جیسے ظہر کا وقت ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم بھی اس بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات نقل کی ہے: اگر زوال سے پہلے جمعہ کی نماز کو ادا کر لیا جائے' تو یہ بھی جائز ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص زوال سے پہلے اس کو ادا کر لے' تو ان کے نزدیک اس شخص پر دوبارہ جمعہ پڑھنا لازم نہیں ہوگا۔

شرح

نماز جمعہ کے وقت میں مذاہب آئمہ

نماز جمعہ کے وقت میں اختلاف آئمہ ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جمعہ کا وقت زوال کا وقت ختم ہونے سے لے کر نماز عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جمعہ، نماز ظہر کا نائب ہے اور جو وقت نماز ظہر ہے وہی نماز جمعہ کا ہے۔ نماز ظہر کے وقت کی بحث گزر چکی ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعض اہل ظاہر کا موقف ہے کہ نماز جمعہ زوال کے وقت سے پہلے پڑھی جائے گی۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ما کنا نتغدی فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا نقیل الا بعد الجمعة (آثار السنن، ص ۲۴۲) (ہم دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز جمعہ کے بعد صبح کا کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے) اس روایت میں لفظ ''غداۃ'' کا اطلاق اس کھانے پر ہوتا ہے جو طلوع آفتاب کے بعد سے لے کر زوال کے وقت سے قبل تک کھایا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ: ''کنا نتغدی'' سے مراد ہے ہم صبح کا کھانا نماز جمعہ سے فراغت پر کھایا کرتے تھے اور وہ وقت زوال سے قبل ہے۔

جواب: جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ خواہ لفظ ''غداۃ'' کا

اطلاق صبح کے کھانے پر ہوتا ہے لیکن عرفاً اور وسعاً اس کا اطلاق دوپہر کے کھانے پر بھی ہوسکتا ہے جو زوال کے بعد کھایا جاتا ہے۔اسی طرح سحری کے کھانے پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هلموا الى الغداء المبارك ۔ تم میرے پاس بابرکت (سحری کا) کھانا لاؤ۔ (سنن نسائی جلداوّل ص۳۰۴)

دلیل ثانی: حضرت عبداللہ بن سیدان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: قال شهدت يوم الجمعة مع ابى بكر و كانت صلوته و خطبته قبل نصف النهار ثم شهدتها مع عمرو كانت صلوته و خطبته الى ان اقول انتصف النهار ثم شهدتها مع عثمان فكانت صلوته و خطبته الى ان اقول زال النهار فما رأيت احدًا غاب ذلك ولا انكره (سنن دار قطنی جلد دوم ص۱۷)

اس روایت میں صراحت ہے کہ خلفاء ثلاثہ زوال سے قبل نماز جمعہ پڑھتے تھے۔

جواب: (۱) اس روایت کی سند میں اضطراب ہے کہ عبداللہ بن سیدان، ضعیف ہیں۔(۲) انتصاف نہار کا اطلاق توسعاً زوال کے وقت کے بعد تک بھی ہوسکتا ہے۔گویا خلافہ ثلاثہ نماز ظہر کے ابتدائی وقت میں نماز جمعہ قائم کرتے تھے کچھ لوگوں کو گمان ہوتا کہ ابھی تک زوال کا وقت ختم نہیں ہوا۔

نماز جمعہ کے فقہی مسائل

قیام جمعہ کی چھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو جمعہ نہیں ہوگا۔وہ درج ذیل ہیں:

۱-مصر: مصر سے مراد ہے وہاں بازار ہوں جہاں سے ضروریات زندگی کی ہر چیز دستیاب ہو۔وہاں باقاعدہ حاکم مقرر ہو جو مظلوم کو ظالم سے انصاف لے کر دے سکتا ہو۔اس میں قبرستان، اسٹیشن اور گھڑ دوڑ کا میدان ہو۔

۲-امیر اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے: امیر وقت یا اس کے حکم سے اس کا نائب نماز جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ان کے علاوہ کسی کا تقرر جائز نہیں ہے۔

۳-وقت ظہر: جمعہ نماز ظہر کا نائب ہے لہٰذا اس کے لیے وقت ظہر ہونا بھی ضروری ہے۔وقت ظہر سے قبل یا بعد میں جمعہ جائز نہیں ہوگا۔وہ وقت زوال کے بعد سے لے کر آغاز نماز عصر تک ہے۔

۴-خطبہ: جمعہ کی شرائط میں سے ایک خطبہ ہے۔اس کی چار شرائط ہیں: (۱) وقت کے اندر ہو۔(۲) نماز سے قبل ہو۔(۳) اتنے لوگوں کے سامنے ہو جو جماعت کے لیے ضروری ہیں یعنی امام کے علاوہ تین آدمی ہوں۔(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس بیٹھنے والے سن سکتے ہوں۔

خطبہ کے لیے یہ امور مسنون ہیں: (۱) خطیب کا پاک وصاف ہونا۔(۲) کھڑا ہونا۔(۳) خطبہ سے قبل خطیب کا بیٹھنا۔(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔(۵) سامعین کی طرف چہرہ ہونا۔(۶) قبلہ کی طرف پشت ہونا۔(۷) حاضرین کا توجہ سے سننا۔(۸) تعوذ کا پست آواز میں پڑھنا۔(۹) خطبہ باآواز پڑھنا تاکہ لوگ سن سکیں۔(۱۰) تحمید سے آغاز کرنا۔(۱۱) ثناء کرنا۔(۱۲) توحید و رسالت کا اقرار کرنا۔(۱۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔(۱۴) کم از کم ایک آیت کی قرأت کرنا۔

(۱۵) لوگوں کو پند و نصیحت کرنا۔ (۱۶) سب مسلمانوں کے لیے دعا خیر کرنا۔ (۱۷) حمد و ثناء اور درود کا اعادہ کرنا۔ (۱۸) دونوں خطبوں کا مختصر ہونا۔ (۱۹) دونوں خطبوں کے درمیان تین آیات کی تلاوت کی مقدار بیٹھنا۔ (۲۰) سامعین کا دو زانو اور مؤدب بیٹھنا۔

۵- جماعت: جتنے لوگ جماعت کے لیے ہوتے ہیں، ان کی جماعت ہونا یعنی امام کے علاوہ کم از کم تین نمازی ہوں۔ انفرادی طور پر جمعہ نہیں پڑھا جا سکتا۔

۶- اذن عام: سب لوگوں کو مسجد میں یا جہاں نماز جمعہ قائم کرنی ہو، میں آنے کی اجازت ہو۔ اس موقع پر چھوٹے بچوں یا عورتوں کو منع کرنا، اذن عام کے منافی نہیں ہے۔

وجوب جمعہ کی گیارہ شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔ (۴) تندرست ہونا۔ (۵) شہر میں مقیم ہونا۔ (۶) مرد ہونا۔ (۷) آزاد ہونا۔ (۸) دونوں آنکھوں کا درست ہونا۔ (۹) آمد و رفت پر قدرت ہونا۔ (۱۰) دشمن وغیرہ کا خطرہ نہ ہو۔ (۱۱) بارش یا آندھی وغیرہ کی کیفیت نہ ہونا۔

جمعہ اور عیدین کے خطبہ میں فرق: جمعہ، عیدین اور نکاح کے خطبہ کے درمیان تسبیح و تہلیل، سلام و کلام اور ہر قسم کے ذکر و وظائف سے اجتناب کرتے ہوئے خاموشی سے بیٹھنا چاہیے۔ خطبہ جمعہ اور خطبہ عیدین کے درمیان کئی اعتبار سے فرق ہے: (۱) عیدین میں خطبہ مسنون ہے جبکہ جمعہ میں شرط ہے۔ (۲) عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے جبکہ جمعہ میں نماز سے قبل ہوتا ہے۔ (۳) عیدین میں ترک خطبہ سے نماز ہو جائے گی خواہ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگی لیکن جمعہ میں ترک خطبہ سے جمعہ نہیں ہوگا۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلداوّل مکتبہ مدینہ از صفحہ ۷۶۲ تا ۷۷۶)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنبَرِ

باب 10: منبر پر خطبہ دینا

463 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ الصَّيْرَفِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنبَرَ حَنَّ الْجِذْعُ حَتّٰى اَتَاهُ فَالْتَزَمَهُ فَسَكَنَ

فِى الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّجَابِرٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

463- اخرجه البخاري (696/6): كتاب المناقب: باب: علامات النبوة في الاسلام حديث (3583) والدارمي (15/1): باب: ما اكرم النبي صلى الله عليه وسلم بحنين المنبر من طريق معاذ بن العلاء عن نافع عن ابن عمر فذكره-

توضیح راوی: وَّمُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ هُوَ بَصْرِيٌّ وَّهُوَ اَخُو اَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس (کھڑے ہوکر) خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کو اختیار کیا' تو وہ تنا رونے لگا آپ اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اسے ساتھ چمٹا لیا' تو اسے سکون آیا۔

اس بارے میں حضرت انس، حضرت جابر، حضرت سہل بن سعد، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

معاذ بن علاء نامی راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں اور یہ ابوعمرو بن علاء کے بھائی ہیں۔

شرح

منبر پر خطبہ کا آغاز اور ایک معجزہ نبوی

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ اگر منبر دستیاب نہ ہوتو زمین پر کھڑے ہوکر بھی خطبہ پڑھا جا سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے بغیر زمین پر کھڑے ہوکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے پھر منبر تیار ہونے پر اس پر جلوہ افروز ہوکر خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ہجرت فرما کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو کھجوروں کا ایک باغ قیمتاً خرید کر درختوں کو کاٹ دیا گیا، وہاں مسجد نبوی بنائی گئی، درختوں کے تنوں کو بطور ستون استعمال کیا گیا، اس کی شاخوں اور پتوں کو چھت کے لیے استعمال میں لایا گیا۔ اس طرح ایک سادہ مگر پرشکوہ مسجد تیار ہوئی، ہاں یہ مسجد نبوی کی ابتدائی شکل تھی جس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے مساوی دیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا تو کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے لیکن اپنی پشت مبارک کھجور کے ایک تنے سے لگایا کرتے تھے۔ ایک وقت آیا کہ خطبہ کے لیے منبر تیار کیا گیا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہوکر خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔ دوران خطبہ و وعظ آپ جس تنے سے پشت مبارک لگاتے تو اسے داغ مفارقت برداشت نہ ہوسکا اور اس نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے آہ و بکا کرنے کی آواز اپنے کانوں سے سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنے کو بچے کی طرح اپنے سینہ اقدس سے لگا کر پیار کیا تو اس نے خاموشی اختیار کر لی اسے کاٹا نہ گیا بلکہ اکھاڑ کر منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

باب 11: دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا

464 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَالَ مِثْلَ مَا تَفْعَلُوْنَ الْيَوْمَ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّهُوَ الَّذِیْ رَاٰهُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ يَّفْصِلَ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِجُلُوْسٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دیتے تھے' پھر تشریف فرما ہو جاتے تھے' پھر آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

انہوں نے بتایا: بالکل اسی طرح جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت جابر بن سمرہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم بھی اسی بات کے قائل ہیں: دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کیا جائے گا۔

شرح

دو خطبوں اور ان کے درمیان بیٹھنے میں مذاہب آئمہ

اس بات پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ کیا دونوں خطبے اور دونوں کے درمیان بیٹھنا شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کے مطابق دو خطبے اور دونوں خطبوں کے مابین بیٹھنا شرط ہے۔ ایک خطبہ اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا چھوڑنے سے جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھا بھی کرتے تھے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک خطبہ شرط و فرض ہے، دو خطبے مسنون اور ان کے درمیان بیٹھنا بھی مسنون ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: ''فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط'' (الجمعۃ:۹) (جب جمعہ کی اذان کہی جائے تو تم اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف تیزی سے آؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو)

464- اخرجه البخاری (466/2): كتاب الجمعة: باب: الخطبة قائما' حديث (920) و (471/2): باب: القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة' حديث (928) ومسلم (224/3- الابى): كتاب الجمعة: باب: ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة' حديث (861/33) والنسائي (109/3): كتاب الجمعة: باب: الفصل بين الخطبتين بالجلوس' وابن ماجه (351/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الخطبة يوم الجمعة' حديث (1103)' واحمد (2/35-91-98) والدارمى (366/1): كتاب الصلاة: باب: القعود بين الخطبتين' وابن خزيمة (349/2) حديث (1446) و (142/3)' حديث (1781) من طريق نافع عن ابن عمر به-

ان کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب ایک فعلی روایت ہے، جس سے نص قرآنی پر زیادتی جائز نہیں ہے، البتہ اس پر عمل کی شکل یہ ہے کہ مطلق خطبہ کو شرط وفرض قرار دیا جائے جبکہ دو خطبوں اور دونوں کے درمیان بیٹھنے کو مسنون قرار دیا جائے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے نص قرآنی اور خبر واحد دونوں پر عمل ہوسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَصْدِ الْخُطْبَةِ

باب 12: مختصر خطبہ دینا

465 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهُ قَصْدًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَّابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

اس بارے میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابن ابی اوفیٰ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

خطبہ کا اختصار اس کا حسن:

ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے، بالخصوص امامت وخطابت میں یہ اصول اس کے حسن کی ضمانت ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین کلام وہ ہے، جس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے: ان طول صلوٰة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه (الصحیح للمسلم، جلد۱، ص۲۸۶) بیشک کسی شخص کی نماز میں طوالت اور خطبہ میں اختصار اس کی دانشمندی کا آئینہ دار ہے۔

خطابت و وعظ، ایک تقریر ہی نہیں بلکہ قرآن، اذان اور سنت کی طرح شعار اسلام بھی ہے۔ شعائر اسلام کا تحفظ اور اس کے ارتقاء کی جدوجہد ہر مسلمان کا فرض ہے۔ علماء کرام اور مشائخ عظام پر ذمہ داری دوسروں کی نسبت زیادہ ہے کہ وہ اپنے متعلقین، عقیدتمندوں اور نمازیوں کے مزاج کو پیش نظر رکھ کر وعظ وتلقین اور ذکر وفکر کا حلقہ قائم فرمائیں تا کہ ان میں ذوق ومحبت اور مذہبی

465- اخرجه مسلم (3/332- الابی): کتاب الجمعة: باب: تخفیف الصلاة والخطبة' حدیث (41-866/42) والدارمی (1/365): کتاب الصلاة: باب: فی قصر الخطبة' من طریق ابی الاحوص عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة' فذكره-

معاملات وامور میں دلچسپی کا ذوق بھی پیدا ہو۔ زیر بحث حدیث میں بھی یہی درس دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور خطبہ دونوں "خير الامور اوسطها" کا آئینہ دار ہوتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَآئَةِ عَلَى الْمِنبَرِ

باب 13: منبر پر قرأت کرنا

466 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَّهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَّقْرَأَ الْإِمَامُ فِي الْخُطْبَةِ آيًا مِّنَ الْقُرْآنِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَإِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ فَلَمْ يَقْرَأْ فِي خُطْبَتِهِ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ أَعَادَ الْخُطْبَةَ

◄► صفوان بن یعلیٰ بن امیہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے: "وَنَادَوْا يَا مَالِكُ"

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔ یہ روایت ابن عیینہ سے منقول ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے: امام خطبے میں قرآن کی آیات پڑھے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر امام خطبہ دیتے ہوئے اپنے خطبے کے دوران قرآن کی کوئی بھی آیت نہ پڑھے' تو وہ اپنا خطبہ دوبارہ دے گا۔

شرح

خطبہ میں تلاوت قرآن کے حوالے سے مذاہب آئمہ

دوران خطبہ تلاوت قرآن یا قرأت قرآن فرض ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل

466- اخرجه البخاری (360/6): كتاب : بدء الخلق باب: اذا قال احدكم "آمين" والملائكة فی السماء فوافقت احداهما الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه' حديث (3230) و (381/6): باب: صفة النار وانها مخلوقة حديث (3266)' و (431/8): كتاب التفسير باب: (ونادوا يمالك ليقض علينا ربك) (الزخرف: 77)' حديث (4819)' ومسلم (241/3- الابی): كتاب الجمعة: باب تخفيف الصلاة والخطبة' حديث (871/49) والبخاری فی "خلق افعال العباد" (76)' وابو داؤد (4310/2): كتاب الحروف والقراءات' حديث (3992)' واحمد (223/4)' والحميدی (346/2) حديث (787) من طريق سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن عطاء بن ابی رباح' عن صفوان بن يعلى عن ابيه' فذكره۔

ہے:

۱-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ خطبہ میں چار امور شرط ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود پیش کرنا۔ (۳) سامعین کو تقویٰ و طہارت اختیار کرنے کی تلقین کرنا۔ (۴) کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ ان امور میں سے ایک بھی مفقود ہو جائے تو خطبہ درست نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک خطبہ میں قرأت قرآن شرط و فرض نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ ان کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ایک فعلی حدیث اور خبر واحد ہے، جس سے فرض و شرط ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ خطبہ میں ایک آیت کی تلاوت مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ إِذَا خَطَبَ

باب 14: جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رخ کرنا

467 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوْهِنَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ مَنْصُوْرٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ضَعِيْفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَصْحَابِنَا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَسْتَحِبُّوْنَ اسْتِقْبَالَ الْإِمَامِ إِذَا خَطَبَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہو جاتے تھے، تو ہم اپنا رُخ آپ کی طرف کر لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

منصور نامی راوی سے منقول اس روایت کو ہم صرف محمد بن فضل بن عطیہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

محمد بن فضل بن عطیہ نامی راوی ضعیف ہیں اور ہمارے اصحاب (محدثین) کے نزدیک یہ احادیث یاد نہیں رکھتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رُخ کرنا مستحب ہے۔

امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمہم اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت منقول نہیں ہے۔

شرح

مجلس وعظ کا سنہری اصول

مقرر ہو یا خطیب محنت شاقہ کے بعد سامعین کے سامنے خطاب کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ان کی طرف سے سامعین کے دلوں میں بات اتارنے اور سامعین کی طرف سے گفتگو سے استفادہ کرنے کا ایک سنہری اصول ہے، جس کو اپنا کر محفل کو مطلب خیز بنایا جا سکتا ہے۔وہ یہ ہے مقرر سامعین کو اپنی نظروں سے بار بار ملاحظہ کرے اور اپنے ہاتھوں کے اشاروں سے متوجہ کرنے کی کوشش کرے جبکہ سامعین بھی مقرر کی طرف اپنی نظریں جما کر دیکھیں اور ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں۔اس طرح مقرر اور سامعین میں سے کسی کا حق مجروح نہیں ہوگا۔مقرر نابینا ہو یا اپنی نظریں نیچے کیے ہوئے گفتگو کرے یا سامعین مقرر پر اپنی نظریں جما کر نہ بیٹھیں تو سامعین حصول فیض اور مقرر فیض رسانی میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا جَآءَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب 15: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت کسی شخص کا آکر دو رکعت ادا کرنا

468 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ أَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ایک شخص آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: کیا تم نے (تحیت المسجد) کی نماز ادا کر لی ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اور پڑھ لو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔اور اس بارے میں سب سے زیادہ مستند ہے۔

468- اخرجه البخاری (473/2): كتاب الجمعة: باب: اذا رای الامام رجلا جاء وهو يخطب امره ان يصلی ركعتين' حديث (930) و (478/2): باب: من جاء والامام يخطب صلی ركعتين خفيفتين' حديث (931) ومسلم (243/3- الابی): كتاب الجمعة: باب التحية والامام يخطب' حديث (875/57-56-55-54) وابو داؤد (359/1): كتاب الصلاة: باب: اذا دخل الرجل والامام يخطب' حديث (1115) والنسائی (103/2): كتاب الجمعة: باب الصلاة يوم الجمعة لمن جاء والامام يخطب و (107/3): باب: مخاطبة الامام رعيته وهو علی المنبر' وابن ماجه (353/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما جاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب' حديث (1112) واحمد (380-369-308/3) والدارمی (364/1) كتاب الصلاة: باب فيمن دخل المسجد يوم الجمعة والامام يخطب والحميدی (513/2) حديث (1223) وابن خزيمة (165/2) حديث (1833-1832) من طريق عمرو بن دينار عن جابر بن عبدالله' فذكره۔

469 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ فَقَامَ يُصَلِّى فَجَآءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوْهُ فَاَبٰى حَتّٰى صَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كَادُوْا لَيَقَعُوْا بِكَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَیْءٍ رَاَيْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْ هَيْئَةٍ بَذَّةٍ وَّالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَمَرَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُصَلِّى رَكْعَتَيْنِ اِذَا جَآءَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَكَانَ يَاْمُرُ بِهٖ وَكَانَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ يَرَاهُ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ ثِقَةً مَّاْمُوْنًا فِی الْحَدِيْثِ

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا دَخَلَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَاِنَّهٗ يَجْلِسُ وَلَا يُصَلِّى وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِیُّ قَالَ رَاَيْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ اِنَّمَا فَعَلَ الْحَسَنُ اتِّبَاعًا لِلْحَدِيْثِ وَهُوَ رَوٰى عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ عیاض بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لائے' مروان اس وقت خطبہ دے رہا تھا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی' سپاہی آئے' تا کہ انہیں زبردستی بٹھا دیں' تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ان کی بات نہیں مانی اور نماز ادا کر لی' جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے وہ آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے تھے' تو انہوں نے فرمایا: میں ان دونوں رکعات کو اس کے بعد ترک

469- اخرجه ابو داؤد (525/1) كتاب الزكاة: باب: الرجل يخرج من ماله' حديث (1675)' والبخاری فی "القراءة خلف الامام" (162)' والنسائی (106/3): كتاب الجمعة باب: حث الامام على الصدقة يوم الجمعة فی خطبته' وابن ماجه (353/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب' حديث (1113)' والدارمی (364/1): كتاب الصلاة: باب: فيمن دخل المسجد يوم الجمعة والامام يخطب' والحميدی (326/2) حديث (741) وابن خزيمة (150/3) حديث (1799)' و (165/3) حديث (183)و (114/4) حديث (2481) واحمد (25/3) من طريق محمد بن عجلان' قال: حدثنا عياض بن عبدالله بن سعد عن ابی سعيد الخدری' فذكره-

نہیں کرسکتا' جبکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے انہیں جانا ہو' پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک شخص میلے کچیلے عالم میں آیا۔ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے' آپ ﷺ نے اسے ہدایت کی' تو اس شخص نے دو رکعت نماز ادا کی' جبکہ نبی اکرم ﷺ اس دوران خطبہ دیتے رہے۔

ابن ابی عمر نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابن عیینہ اگر ایسے وقت آتے جب امام خطبہ دے رہا ہوتا' تو وہ دو رکعت ادا کر لیتے تھے اوران رکعات کو ادا کرنے کی ہدایت بھی کرتے تھے' جبکہ اس دوران ابوعبدالرحمٰن مقری انہیں دیکھ رہے ہوتے تھے۔

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں: محمد بن عجلان نامی راوی ثقہ ہیں اور حدیث میں مامون ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی مسجد میں آئے اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو' تو وہ شخص بیٹھ جائے اور نماز ادا نہ کرے۔

سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) پہلی رائے زیادہ درست ہے۔

علاء بن خالد قرشی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت حسن بصری کو دیکھا' وہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لائے۔ امام اس وقت خطبہ دے رہا تھا' تو حضرت حسن بصری نے پہلے دو رکعت ادا کیں پھر بیٹھے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت حسن بصری نے حدیث کی پیروی کرتے ہوئے ایسا کیا تھا۔

حضرت حسن بصری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے۔

شرح

دورانِ خطبہ نوافل تحیۃ المسجد ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

امام خطبہ جمعہ دے رہا ہو تو اس دوران مسجد میں داخل ہونے والا شخص نوافل تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ آنے والا شخص نوافل تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے مگر اختصار سے پڑھے پھر سامعین میں شامل ہو جائے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے جن سے جواز تحیۃ المسجد ثابت ہوتا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنے والا شخص تحیۃ المسجد کے نوافل ادا نہیں کر

سکتا، بلکہ خاموشی سے خطبہ سننے کے لیے بیٹھ جائے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی شخص مسجد میں آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو وہ نماز نہ پڑھے اور بات چیت بھی نہ کرے حتیٰ کہ امام فراغت حاصل کرلے۔'' (مجمع الزوائد جلد ثانی ص ۱۸۴)

ان کی طرف سے احادیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حدیث قولی ہے، لہٰذا اس پر عمل کیا جائے گا اور احادیث باب کو ترک کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں احتیاط و آداب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس روایت کو معمول بہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب 16: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت بات چیت کرنا مکروہ ہے

470 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا لِلرَّجُلِ اَنْ يَّتَكَلَّمَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَقَالُوْا اِنْ تَكَلَّمَ غَيْرُهٗ فَلَا يُنْكِرْ عَلَيْهِ اِلَّا بِالْإِشَارَةِ وَاخْتَلَفُوْا فِيْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَكَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو' اس وقت جو شخص (اپنے ساتھی سے) یہ کہے: تم خاموش رہو تو اس شخص نے لغو حرکت کی۔

اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفیٰ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

470 اخرجه البخاری (480/2): کتاب الجمعة: باب: الانصات یوم الجمعة والامام یخطب' حدیث (934)' مسلم (210/3- الابی)' کتاب الجمعة' باب: فی الانصات یوم الجمعة فی الخطبة' حدیث (851/11)' وابو داؤد (359/1): کتاب الصلاة: باب: الکلام والامام یخطب حدیث (1112)' والنسائی (103/3): کتاب الجمعة: باب الانصات للخطبة یوم الجمعة' و (188/3): کتاب الاستسقاء. باب: الانصات للخطبة' وابن ماجه (352/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ماجاء فی الاستماع للخطبة والانصات لها' حدیث (1110)' واحمد (272/2 -280 -393-396 -474 -485 -518 -532)' والدارمی (363/1): کتاب الصلاة: باب الاستماع یوم الجمعة عند الخطبة والانصات' وابن خزیمة (153/3) حدیث (1805) من طریق ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة' فذکره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
اہلِ علم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں: ان حضرات نے آدمی کے لیے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: وہ امام کے خطبے کے دوران کوئی بات کرے' یہ حضرات یہ فرماتے ہیں: اگر کوئی دوسرا شخص بات کرے' تو یہ آدمی صرف اشارہ کے ذریعے اسے منع کر سکتا ہے۔
(امام کے خطبہ دینے کے دوران) سلام کا جواب دینے اور چھینکنے والے کا جواب دینے کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔
بعض اہلِ علم نے سلام کا جواب دینے اور چھینک کا جواب دینے کی رخصت دی ہے' جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔
امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما اسی بات کے قائل ہیں۔
تابعین اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اسے بھی مکروہ قرار دیا ہے۔ (کہ امام کے خطبے کے دوران سلام یا چھینک کا جواب دیا جائے)
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

شرح

دورانِ خطبہ بات چیت کرنے کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ

دورانِ خطبۂ جمعہ بات چیت کرنے کے جواز وعدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:
۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دورانِ خطبہ بات چیت منع ہے بلکہ توجہ اور خاموشی سے خطبہ سننا ضروری ہے۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔
۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر امام، مقتدی کو کوئی بات کہے یا مقتدی امام سے کچھ عرض کرے یا مقتدی باہم کوئی بات کہیں یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کوئی ہدایت جاری فرمائی یا کسی نے آپ سے کوئی ہدایت حاصل کرنے کے لیے کچھ عرض کیا۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان روایات سے جو گفتگو ثابت ہوتی ہے، اس کا تعلق ہماری بحث سے نہیں ہے کیونکہ ان میں اصلاح وہدایت کی غرض سے گفتگو کی گئی ہے جبکہ ہماری بحث شور وغل کے حوالے سے ہے۔
جب امام خطبہ کی غرض سے منبر پر بیٹھ جائے اس وقت سے لے کر تاختم خطبہ دنیاوی گفتگو، سلام وکلام اور کسی کو خاموشی اختیار کرنے کا کہنا بھی ممنوع وناجائز ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّخَطِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 17: جمعہ کے دن لوگوں کو پھلانگنا مکروہ ہے

471 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ

الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا اَنْ يَّتَخَطَّى الرَّجُلُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَشَدَّدُوْا فِيْ ذٰلِكَ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ وَّضَعَّفَهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے وہ جہنم کے پل کی طرف جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سہل بن معاذ بن انس جہنی سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن سعد نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر (آگے جائے) ان حضرات نے اس بارے میں شدت سے کام لیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے رشدین بن سعد نامی راوی کے بارے میں کلام کیا ہے' اور ان کے حافظے کے حوالے سے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی ممانعت و وعید

جمعۃ المبارک کا مجمع ہو یا حلقہ تدریس ہو یا وعظ و نصیحت کی مجلس ہو تو پروگرام کا آغاز ہونے سے قبل دو صورتوں میں آگے بڑھنے کی اجازت ہے: (۱) آگے جگہ خالی ہو اور اسے پر کرنا مقصود ہو۔ (۲) آگے بڑھنے کی وجہ سے کسی کو گزند نہ پہنچنے پائے۔ تاہم جب پروگرام کا آغاز ہو چکا ہو تو ہر اعتبار سے آگے بڑھنے کی ممانعت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جمعہ کے دوران ایک شخص آگے بڑھ رہا تھا تو آپ نے اس سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا: ''اجلس فقد اٰذیت الناس'' (سنن نسائی جلد اوّل ص ۲۰۷) تم بیٹھ جاؤ تم نے لوگوں کو تکلیف دی ہے''۔ اس سے ثابت ہوا کہ محفل کا آغاز ہونے پر آگے بڑھنے کی ہر لحاظ سے ممانعت ہے۔ حدیث باب میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنے والے کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

471- اخرجه ابن ماجه (354/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء في النهي عن تخطي الناس يوم الجمعة' حديث (1116) ' واحمد (437/3) من طريق زبان بن فائد' عن سهل بن معاذ بن انس عن ابيه' فذكره-

''جس شخص نے جمعۃ المبارک کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اس نے جہنم کی طرف اپنے لیے پل بنایا۔'' گویا گردنیں پھلانگنا جہنم کی طرف بڑھنے کے مترادف ہے۔ اس سے گردنیں پھلانگنے کی وعید و مذمت عیاں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْاِحْتِبَاءِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

باب 18: جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنا مکروہ ہے

472 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّاَبُوْ مَرْحُوْمٍ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ مَيْمُوْنٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ الْحِبْوَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَرَخَّصَ فِیْ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهٗ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَيَانِ بِالْحِبْوَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ بَاْسًا

◆◆ سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن، جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ابومرحوم نامی راوی کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔

بعض اہلِ علم نے جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

جبکہ بعض اہلِ علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے' جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر حضرات بھی شامل ہیں۔

امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت احتباء کے طور پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

دورانِ خطبہ احتباء کی شکل میں بیٹھنے کی ممانعت

احتباء کی شکل یہ ہے کہ سرین پر بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے انہیں مضبوطی سے پکڑ لینا یا سرین پر بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ لینا۔ حدیث باب میں دورانِ خطبہ اس کیفیت میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔ احتباء کی حالت میں بیٹھنے کی علت مقدمۃ النوم ہے۔ جس طرح دیوار یا ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھنے سے نیند غالب آ جاتی ہے،

472- اخرجه ابو داؤد (358/1): كتاب الصلاة باب: الاحتباء والامام يخطب' حديث (1110)' واحمد (439/3)' وابن خزيمة (158/3) حديث (1815) من طريق ابی عبدالرحمن عبدالله بن يزيد المقرئ' عن سعيد بن ابی ايوب' قال: اخبرنی ابو مرحوم عبدالرحيم بن ميمون عن سهل بن معاذ بن انس الجهنی' عن ابيه' فذكره-

اسی طرح احتباء کی صورت بھی جالب نوم ہے۔ دوران خطبہ ان حالتوں میں بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

سوال: دوران خطبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حالت احتباء میں بیٹھنا ثابت ہے؟

جواب: (۱) آغاز خطبہ سے قبل کوئی شخص حالت احتباء میں بیٹھا ہو پھر دوران خطبہ بھی اسی طرح بیٹھا رہا اور خطبہ سماعت کرتا رہا تو اس کی ممانعت نہیں ہے، البتہ دوران خطبہ حالت احتباء اختیار کر کے بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ (۲) یہ ممانعت والی روایت خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی پر محمول ہے کیونکہ عمل صحابہ اس کے معارض ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْاَيْدِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب 19: منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے) دونوں ہاتھ بلند کرنا مکروہ ہے

473 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيَّ وَبِشْرُ بْنُ مَرْوَانَ يَخْطُبُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ فَقَالَ عُمَارَةُ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيُدَيَّتَيْنِ الْقُصَيِّرَتَيْنِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا وَاَشَارَ هُشَيْمٌ بِالسَّبَّابَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حصین بیان کرتے ہیں: بشر بن مروان خطبہ دے رہا تھا اس نے (خطبے کے دوران) دعا میں دونوں ہاتھ بلند کیے تو حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو خراب کرے، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے: آپ صرف یہ کیا کرتے تھے۔

ہشیم نامی راوی نے شہادت کی انگلی کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا (کہ ایسا کیا کرتے تھے)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دوران خطبہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کی ممانعت

دوران خطبہ امام اپنے دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ بلند نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کبھی نہیں کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ اپنا دست اقدس زیادہ بلند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ اسی طرح امام دوران خطبہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کر سکتا کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے۔ دوران خطبہ

473- اخرجه مسلم (242/3- الابی): كتاب الجمعة: باب تخفيف الصلاة والخطبة' حديث (874/53) وابو داؤد (357/1): كتاب الصلاة: باب رفع اليدين على المنبر' حديث (1104) والنسائی (108/3) كتاب الجمعة: باب: الاشارة في الخطبة' واحمد (4/135-136-261) والدارمی (366/1): كتاب الصلاة: باب كيف يشير الامام في الخطبة' وابن خزيمة (147/3) حديث (1793 -1794) من طريق حصين عن عمارة بن رويبة الثقفي' فذكره۔

مقتدی بھی اپنے ہاتھ اٹھا کر دعانہیں کرسکتا، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ جمعۃ المبارک کی اذان ثانی کا جواب بھی دل میں دیا جائے اوردعا بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دل میں کی جائے۔ گورنر مدینہ بشر بن مروان نے دوران خطبہ دعا میں اپنے ہاتھ بلند کیے تو حضرت عمارہ رویبہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اس حالت کو ناپسند کیا اور اظہار ناراضگی کرتے ہوئے ان کے لیے بددعا بھی کی۔ انہوں نے بایں الفاظ بددعا کی تھی: "قبح اللہ هاتين اليدين القصيرتين" اللہ تعالیٰ ان چھوٹے ہاتھوں کو ہلاک کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَذَانِ الْجُمُعَةِ

باب 20: جمعہ کی اذان کا بیان

474 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ وَاِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں' اذان اس وقت ہوتی تھی' جب امام آجاتا تھا' اور جب نماز کھڑی ہوتی تھی (تو اس وقت اقامت کہی جاتی تھی) لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے تیسری اذان (یعنی پہلے زمانے والی دو اذانوں' یعنی اذان اور اقامت کے علاوہ اذان) کا اضافہ زوراء کے مقام پر کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جمعہ کی اذان ثانی کا آغاز

دور رسالت، دور صدیقی اور دور فاروقی میں جمعہ کی ایک اذان پڑھی جاتی تھی جس کے دو مقاصد تھے: (۱) لوگوں کو نماز کی اطلاع دینا۔ (۲) حاضرین کو امام کی آمد سے مطلع کرنا۔ دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ اذان مسجد نبوی کے دروازہ

474- اخرجه البخارى (457/2): كتاب الجمعة: باب الاذان يوم الجمعة' حديث (912)' و (459/2) باب المؤذن الواحد يوم الجمعة' حديث (913)' و (460/2): باب: الجلوس على المنبر عند التاذين' حديث (915)' و (461/2) باب: التاذين عند الخطبة' حديث (916)' وابو داؤد (352/1-353): كتاب الصلاة: باب: النداء يوم الجمعة حديث (1087-1088-1089-1090)' والنسائى (101-103/3) كتاب الجمعة: باب: الاذان للجمعة' وابن ماجه (359/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى الاذان يوم الجمعة' حديث (1135)' واحمد (449/3 -450) وابن خزيمة (163/3)' حديث (1773-1774) و (168/3) حديث (1837) من طريق الزهرى عن السائب بن يزيد' فذكره-

(چھت) پر پڑھی جاتی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے ایک اذان کا اضافہ فرمایا۔ یہ اذان خطیب کے سامنے پڑھی جانے لگی۔ اس کا مقصد حاضرین کو نماز کے لیے تیار کرنا تھا۔ حدیث باب میں بھی اسی کی تصریح ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کا اجماع دین میں سنگ میل اور ٹھوس بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

ارشاد ربانی: "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ" (الجمعۃ:۹) کا مصداق اذان اول ہے۔ جب یہ اذان کہہ دی جائے تو کاروبار اور خرید وفروخت چھوڑ کر لوگوں کو تیزی سے مسجد کی طرف آ جانا چاہیے۔ برصغیر (پاک وہند) میں عموماً یہ اذان خطبہ سے آدھ پون گھنٹہ قبل پڑھی جاتی ہے کیونکہ لوگ کاروبار اور خرید وفروخت میں حسب معمول مصروف رہتے ہیں۔ جب خطبہ کا آغاز ہوتا ہے بلکہ اختتام کو پہنچنے والا ہوتا ہے تو لوگ مسجد کا رخ کرتے ہیں۔ اذان کے بعد کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے گناہگار ہوتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ لوگ اپنے آپ میں کچھ مذہبی بیداری پیدا کریں اور مؤذن بھی پہلی اذان تاخیر سے خطبہ کے قریب کہے تاکہ لوگ گناہگار نہ ہوں۔

سوال: حدیث باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اذان کو اذان ثالث کیوں کہا گیا ہے؟ جبکہ اذانیں دو ہیں۔

جواب: بیشک دو اذانیں ہیں مگر اقامت کو بھی تغلیب کے طور پر اذانوں میں شامل کر کے اذان ثالث کہا گیا ہے۔ بطور تغلیب اقامت کو اذان کہنا حدیث سے ثابت ہے چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں: "بین کل اذانین صلوٰۃ لمن شاء" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جو شخص پڑھنا چاہے۔ یہاں ایک اذان سے مراد اقامت ہے یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز سنت ہے۔

سوال: کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اذان کو "بدعت" کہنا جائز ہے؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اذان کو "بدعت" کہنا جائز نہیں ہے: (۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے خلیفہ ثالث ہیں اور ان کی پیروی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین" (سنن ابن ماجہ جلد اوّل ص۵) (تم پر میرا طریقہ اور خلفاء راشدین کا طریقہ لازم ہے)

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْکَلَامِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْاِمَامِ مِنَ الْمِنْبَرِ

باب 21: امام کے منبر سے نیچے آ جانے کے بعد بات چیت کرنا

475 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ

475- اخرجه ابو داؤد (361/1)؛ كتاب الصلاة باب؛ الامام يتكلم بعدما ينزل من المنبر' حديث (1120)' والنسائي (110/3)؛ كتاب الجمعة؛ باب؛ الكلام والقيام بعد النزول عن المنبر' وابن ماجه (354/1)؛ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها؛ باب؛ ماجاء في الكلام بعد نزول الامام عن المنبر' حديث (1117)' واحمد (3/119-127-213)' وعبد بن حميد' ص (376) حديث (1260)' وابن خزيمة (169/3) حديث (1838) من طريق جرير بن حازم' عن ثابت عن انس بن مالك' فذكره۔

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلَّمُ بِالْحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ جَرِيْرِ ابْنِ حَازِمٍ

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ وَهِمَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

حدیث دیگر: وَالصَّحِيْحُ مَا رُوِىَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَخَذَ رَجُلٌ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُكَلِّمُهُ حَتّٰى نَعَسَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّالْحَدِيْثُ هُوَ هٰذَا وَجَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ رُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ وَهُوَ صَدُوْقٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّهِمَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ فِيْ حَدِيْثِ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَّيُرْوٰى عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَحَدَّثَ حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ

فَوَهِمَ جَرِيْرٌ فَظَنَّ اَنَّ ثَابِتًا حَدَّثَهُمْ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر سے نیچے تشریف لے آتے تھے' تو ضرورت کے تحت کوئی بات چیت کر لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کو ہم صرف جریر بن حازم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جریر بن حازم اس روایت میں وہم کا شکار ہوئے ہیں۔

صحیح روایت وہ ہے' جو ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی۔ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اتنی دیر بات چیت کرتے رہے کہ حاضرین میں سے بعض لوگ اونگھنے لگے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اصل حدیث یہ ہے۔ (امام بخاری یہ بھی بیان کرتے ہیں) جریر بن حازم بعض اوقات کسی چیز کے بارے میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں' حالانکہ وہ سچے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: جریر بن حازم نے ثابت سے منقول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ اس حدیث کے اندر بھی وہم کیا ہے' جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے' تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو"۔

امام بخاری فرماتے ہیں: اس روایت کو حماد بن زید کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: ہم ثابت بنانی کے

پاس موجود تھے۔ وہاں حجاج صواف نامی راوی نے یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے عبداللہ بن ابوقتادہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہے:

''جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے' تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو''۔

(امام بخاری بیان کرتے ہیں) تو جریر کو اس بارے میں وہم ہوا' وہ یہ سمجھے کہ شاید ثابت نے ان حضرات کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت سنائی ہے۔

476 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلٰوةُ يُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ يَقُوْمُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَمَا يَزَالُ يُكَلِّمُهُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَنَا يَنْعَسُ مِنْ طُوْلِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یاد ہے: نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی تھی اور ایک شخص آپ کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ مسلسل اس کے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے بعض حاضرین کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے طویل قیام کی وجہ سے اونگھنے لگے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

خطبہ کے اختتام اور نماز جمعہ سے قبل گفتگو کرنے میں مذاہب آئمہ

خطبہ کے اختتام اور نماز جمعہ سے قبل گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عدم جواز کے قائل ہیں' جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے یہاں اعادہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس وقفہ کے دوران گفتگو کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے اختتام پر ضرورت کے مطابق گفتگو فرما لیتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احادیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے تھا۔ (۲) امام مقتدیوں سے اور مقتدی امام سے گفتگو کر سکتے ہیں، کیونکہ اس کا مقصد اصلاح نماز ہوتا ہے۔ البتہ لوگوں کا باہم گفتگو کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ شوروغل کے لیے ہوتا ہے۔

476- اخرجه احمد فی "مسنده": (161/3) و عبد بن حميد' ص (374) حديث (1249) من طريق معمر' عن ثابت عن انس بن مالك فذكره-

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب 22: جمعہ کی نماز میں قرأت کرنا

477 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى بِنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَفِى السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ اِذَا جَآئَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ تَقْرَاُ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَاُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ بِهِمَا

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّاَبِىْ عِنَبَةَ الْخَوْلَانِىِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَرُوِىَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَاُ فِىْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

توضیح راوی: عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

◆◆ حضرت عبیداللہ بن ابورافع' جو نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں' بیان کرتے ہیں: مروان نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا' اور خود مکہ چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کی تلاوت کی۔

عبیداللہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے کہا: آپ نے ان دو سورتوں کی تلاوت کی ہے جن کی تلاوت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں (جمعہ کی نماز میں) کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو (جمعہ کی نماز میں) ان دونوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: آپ نے جمعہ کی نماز میں ''سورہ الاعلیٰ'' اور ''سورہ الغاشیہ'' کی تلاوت کی تھی۔

477- اخرجه مسلم (248/3- الابى) كتاب الجمعة: باب: ما يقرا فى صلاة الجمعة' حديث (877/61)' وابو داؤد (360/1): كتاب الصلاة: باب: مايقرا به في الجمعة' حديث (1124)' وابن ماجه (355/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في القراءة في الصلاة يوم الجمعة' حديث (1118)' واحمد فى "مسنده": (429/2)' وابن خزيمة (171-170/3) حديث (1844-1843) من طريق جعفر بن محمد' عن ابيه عن عبيدالله بن ابى رافع' عن ابى هريرة به- واخرجه احمد فى "مسنده" (467/2) من طريق الحكم عن محمد بن على ان رجلا قال لابى هريرة' فذكره-

شرح

نماز جمعہ میں قرأت کا مسئلہ

نماز جمعہ میں چار سورتوں کی قرأت مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر طویل قرأت کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی قرأت فرماتے تھے۔ ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ پہلی سورۃ کا مضمون نماز جمعہ سے متعلق ہے اور دوسری سورۃ کے انتخاب کی وجہ منافقوں کو تحذیر و تنبیہ کرنا مقصود تھا تا کہ وہ اپنا طرز عمل تبدیل کریں، کیونکہ نماز میں منافق لوگ بھی شامل ہوتے تھے۔ اگر ہلکی پھلکی قرأت کرنے کا ارادہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ کی قرأت فرماتے تھے۔ ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قیام قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے، جس سے ترغیب وترہیب کا درس ملتا ہے اور عظیم اجتماع کے لیے یہ مضمون موزوں و مناسب تر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَا يَقْرَاُ بِهٖ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 23: جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے

478 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مُّخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُّسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُّخَوَّلٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں "سورہ تنزیل السجدہ" اور "سورہ الدھر" کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

478- اخرجه مسلم (250/3- الابى): كتاب الجمعة باب: ما يقرا فى يوم الجمعة' حديث (879/64)' وابو داؤد (349/1): كتاب الصلاة: باب: ما يقرا فى صلاة الصبح يوم الجمعة' حديث (1075-1074)' والنسائى (159/2): كتاب الافتتاح: باب: القراء ة فى الصبح يوم اجلمعة' و (111/3): كتاب الجمعة: باب: القراء ة فى صلاة الجمعة بسورة (الجمعة) و (المنافقين) وابن ماجه (269/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب القراء ة فى صلاة الفجر يوم الجمعة' حديث (821)' واحمد (328- 334- 340- 354- 226/1 -272- 307- 316) وابن خزيمة (266/1) حديث (533) من طريق سعيد بن جبير عن ابن عباس' فذكره واخرجه احمد: (361/1) قال: حدثنا عبدالصمد' قال: حدثنا همام' قال: حدثنا قتادة' عن صاحب له' عن سعيد بن جبير عن ابن عباس' فذكره۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اس روایت کو مخول سے نقل کیا ہے۔

شرح

جمعہ کے دن نماز فجر میں مسنون قرأت

چھ ایام میں فجر کی نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نصف پارہ کی قرأت فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن نماز فجر میں دیگر ایام کی نسبت ہلکی پھلکی قرأت فرماتے تھے۔ آپ پہلی رکعت میں سورۃ السجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدہر کی قرأت کرتے تھے۔ ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قیام قیامت اور اس کے احوال کی تفصیل بیان کی گئی ہے جبکہ قیامت بھی جمعۃ المبارک کے دن قائم ہوگی، اس میں یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ ہر جمعہ میں جس طرح چوپائے قیام قیامت کے منتظر ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں کو بھی منتظر رہنا چاہیے۔ اس پیغام کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

باب 24: جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد (نفل) نماز ادا کرنا

479 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَيْضًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ

◄► سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ جمعہ (کی فرض رکعات) کے بعد دو رکعت (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نافع کے حوالے سے یہی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی نقل کی گئی ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

480 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: جب وہ جمعہ کی نماز ادا کر لیتے تھے اور واپس جاتے تھے تو اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

481 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا (۱)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ سُهَيْلَ بْنَ اَبِي صَالِحٍ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا اَرْبَعًا وَّقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اَمَرَ اَنْ يُّصَلّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا وَّذَهَبَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ اِلٰى قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وقَالَ اِسْحٰقُ اِنْ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَّاِنْ صَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاحْتَجَّ بِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَابْنُ عُمَرَ هُوَ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ

(۱)- اخرجه مسلم (251/3-الابى): كتاب الجمعة: باب الصلاة بعد الجمعة' حديث (67-68-69/881) وابو داؤد (363/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة بعد الجمعة' حديث (1131) والنسائى (113/3) كتاب الجمعة' باب: عدد الصلاة بعد الجمعة فى المسجد' وابن ماجه (358/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى الصلاة بعد الجمعة' حديث (1132) واحمد (499-249/2 -442) والدارمى (370/1): كتاب الصلاة: باب: ماجاء فى الصلاة بعد الجمعة' والحميدى (431/2) حديث (976) وابن خزيمة (183/3-184) حديث (1873-1874) من طريق سهيل بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة' فذكره-

رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلّٰى بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ اَرْبَعًا

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ اَرْبَعًا

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَنَصَّ لِلْحَدِيْثِ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا الدَّنَانِيْرُ وَالدَّرَاهِمُ اَهْوَنُ عَلَيْهِ مِنْهُ اِنْ كَانَتِ الدَّنَانِيْرُ وَالدَّرَاهِمُ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَعْرِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ كَانَ عَمْرُو ابْنُ دِيْنَارٍ اَسَنَّ مِنَ الزُّهْرِيِّ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس شخص نے جمعہ کے بعد نماز ادا کرنی ہو' وہ چار رکعت ادا کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: ہم سہیل بن ابوصالح نامی راوی کو علم حدیث میں مستند سمجھتے ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے: وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے' اور اس کے بعد بھی چار رکعت ادا کرتے تھے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت ادا کرنے اور پھر چار رکعت ادا کرنے کی ہدایت کی تھی۔

سفیان ثوری اور ابن مبارک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کسی شخص نے جمعہ کے دن مسجد میں (جمعہ کے بعد) رکعات ادا کرنی ہوں' تو وہ چار رکعت ادا کرے گا۔ اگر اس نے اپنے گھر میں نماز ادا کرنی ہو' تو وہ دو رکعت ادا کرے گا۔

انہوں نے دلیل کے طور پر یہ روایت پیش کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے جمعہ کے بعد نماز ادا کرنی ہو' وہ چار رکعت ادا کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: آپ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خود بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے بعد' مسجد میں جمعہ کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے' اور ان دو

رکعت کے بعد چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

عطاء بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت ادا کیں پھر اس کے بعد چار رکعت ادا کیں۔

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: میں نے زہری سے زیادہ بہتر طور پر حدیث بیان کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی ایسا شخص دیکھا ہے' جس کے نزدیک درہم ان سے زیادہ بےحیثیت ہوں۔ ان کے نزدیک درہم کی حیثیت مینگنی کی طرح تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے ابن ابی عمر کو سنا ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: عمرو بن دینار' عمر میں زہری سے بڑے تھے۔

شرح

جمعہ سے قبل اور اس کے بعد نماز (سنن) میں مذاہب آئمہ

نماز جمعہ سے قبل اور اس کے بعد کتنی رکعات مسنون ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز جمعہ سے قبل بھی چار رکعت ہیں اور نماز جمعہ کے بعد بھی چار رکعت ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں چار رکعت قبلیہ اور چار رکعت بعدیہ کا ذکر ہے۔ (حافظ زیلعی' نصب الرایۃ جلد ثانی ص ۲۰۶) حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چار رکعت دو سلام کے ساتھ ادا کی جائیں گی۔

۲- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جمعہ سے قبل چار سنت ہیں ایک سلام کے ساتھ اور بعد میں چھ سنت ہیں۔ پہلے چار رکعت ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے۔

۳- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جمعہ سے قبل چار سنت ہیں اور دو سنت بعد میں ہیں۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جمعہ سے قبل اور نماز جمعہ کے بعد سنتوں کی کوئی تحدید نہیں ہے۔ نماز ایک کار خیر اور عمل نیک ہے اسے محدود نہیں کیا جا سکتا' لہٰذا اس کے پہلے اور بعد میں جتنی چاہیں سنتیں اور نوافل ادا کر سکتے ہیں۔

احناف کا مفتا بہ قول صاحبین ہے یعنی نماز جمعہ سے قبل چار سنت ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں اور بعد چھ رکعات پڑھی جائیں، چار رکعت ایک سلام سے اور دو رکعات ایک سلام سے۔

سب آئمہ نے اپنے اپنے مؤقف پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

باب 25: جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پائے

482 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْجُمُعَةِ صَلّٰى اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ اَدْرَكَهُمْ جُلُوْسًا صَلّٰى اَرْبَعًا وَّبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص نے نماز کی ایک رکعت پالی۔ اس نے اس نماز کو پالیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' وہ حضرات یہ فرماتے ہیں: جس شخص نے جمعہ کی ایک رکعت پالی وہ دوسری رکعت بعد میں پڑھ لے گا' لیکن جس شخص نے نمازیوں کو قعدے کی حالت میں پایا وہ چار رکعت ادا کرے گا۔

سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

483 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: مَا كُنَّا نَتَغَدّٰى فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَقِيْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم جمعہ کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے

482–اخرجه مسلم (532/2- الابى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة' حديث (161-607/162)' والنسائى (112/3): كتاب الجمعة: باب: من ادرك ركعة من صلاة الجمعة' وابن ماجه (356/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فيمن ادرك من الجمعة ركعة حديث (1122)' من طريق الزهرى عن ابى سلمة عن ابى هريرة فذكره۔

اور قیلولہ کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سہل بن سعد سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نماز جمعہ کی رکعت ثانیہ میں شامل ہونے والے کے بارے میں مذاہب آئمہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے قعدہ میں بھی نماز جمعہ کی جماعت میں شامل ہو گیا، اس نے جمعہ کی فضیلت حاصل کر لی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی نماز جمعہ مکمل کرے گا۔
آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ کو پانے کے لیے کم از کم ایک رکعت امام کے ساتھ پانا ضروری ہے۔ جو شخص دوسری رکعت کے رکوع کے بعد نماز جمعہ میں شامل ہوا، وہ اسی تحریمہ کے ساتھ امام کے سلام پھیرنے پر چار رکعت نماز ظہر ادا کرے گا، کیونکہ اس کی نماز جمعہ فوت ہو چکی ہے۔

نماز جمعہ میں دوسری رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہونے والا شخص نماز جمعہ ادا کرے گا یا نماز ظہر ادا کرے گا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد جماعت میں شامل ہوا، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسب معمول نماز جمعہ (دو رکعت) مکمل کرے گا۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مافاتکم فاتموا** (محمد بن اسماعیل بخاری، جلد اوّل ص ۸۸) تمہاری جتنی نماز فوت ہو جائے تم وہ پوری کرو) اس روایت میں لفظ: **اتموا**، کا مفہوم یہ ہے کہ نمازی جس نماز میں شامل ہوا ہو وہی مکمل کرے گا۔

۲- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہوا، وہ نماز جمعہ مکمل نہیں کرے گا بلکہ نماز ظہر چار رکعت ادا کرے گا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ''**من فاتته الركعتان**

483- اخرجه البخاری (494/2): كتاب الجمعة باب: قول الله تعالىٰ (فاذا قضيت الصلاة فانتشروا فى الارض وابتغوا من فضل الله) (الجمعة: 10) حديث (939-938) و (496/2): باب: القائلة بعد الجمعة، حديث (941)، و (34/5): كتاب الحرث والمزارعة: باب: ماجاء فى الغرس حديث (2349)، و (455/9): كتاب الاطعمة: باب: السلق والشعير، حديث (5403)، (35/11): كتاب الاستئذان باب: تسليم الرجال على النساء، والنساء على الرجال، حديث (6248)، و (72/11): باب القائلة بعد الجمعة، حديث (6279)، ومسلم (224/3- الابى): كتاب الجمعة: باب: صلاة الجمعة حين تزول الشمس، حديث (859/30)، وابو داؤد (352/1): كتاب الصلاة: باب: فى وقت الجمعة، حديث (1086)، وابن ماجه (350/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى وقت الجمعة، حديث (1099)، واحمد (433/3) و (336/5)، وعبد بن حميد، ص (168)، حديث (454)، وابن خزيمة (184/3) حديث (1876-1875) من طريق ابى حازم عن سهل بن سعد الساعدى، فذكره۔

فلیصل اربعا" (الدارقطنی) جس شخص کی (نماز جمعہ) دورکعت فوت ہو جائیں پس وہ چار رکعت (نماز ظہر) ادا کرے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) دورکعت فوت ہو جانے کا مفہوم یہ ہے کہ آنے والا آدمی امام کے سلام پھیرنے کے بعد آیا ہو۔ (۲) امام بخاری، امام نسائی اور امام دارقطنی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ نَعَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنَّهُ يَتَحَوَّلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ

باب 26: جس شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آئے وہ اپنی جگہ تبدیل کر لے

484 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَـا اَبُـوْ سَـعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آجائے' تو وہ اپنی جگہ تبدیل کر لے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جمعہ کے دوران نیند کا غلبہ ہونے پر اسے دور کرنے کا طریقہ

دوران جمعہ یا درس و تدریس کے حلقہ یا وعظ و تبلیغ کی محفل میں نیند غالب آجائے تو اسے فوراً دور کرنا چاہیے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہاں سے اٹھ کر چند قدم چلے یا جگہ تبدیل کر لے یا ٹیک ختم کر دے یا تازہ وضو کر لے تو نیند کا غلبہ ختم ہو جائے گا۔ حدیث باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں تصریح ہے کہ جگہ تبدیل کرنے سے نیند کا غلبہ ختم ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 27: جمعہ کے دن سفر کرنا

485 سندِ حدیث: حَـدَّثَـنَـا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

484- اخرجه احمد فی "مسنده": (2/22-13532) وابو داؤد (1/360): كتاب الصلاة: باب: الرجل ينعس والامام يخطب' حديث (1119) وعبد بن حميد ص: (243) حديث (747) وابن خزيمة (3/160) حديث (1819) من طريق محمد بن اسحق عن نافع عن ابن عمر' فذكره۔

متنِ حدیث: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا اَصْحَابُهُ فَقَالَ اَتَخَلَّفُ فَاُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَلَمَّا صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَغْدُوَ مَعَ اَصْحَابِكَ فَقَالَ اَرَدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ اَلْحَقَهُمْ قَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَا اَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّقَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعِ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ اِلَّا خَمْسَةَ اَحَادِيْثَ وَعَدَّهَا شُعْبَةُ وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْمَا عَدَّ شُعْبَةُ فَكَاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَمْ يَسْمَعْهُ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ

مذاہبِ فقہاء: وَّقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ بَاْسًا بِاَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الصَّلٰوةُ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَلَا يَخْرُجُ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْجُمُعَةَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک مہم میں بھیجا یہ جمعہ کے دن کی بات ہے۔ حضرت عبداللہ کے دوسرے ساتھی صبح روانہ ہو گئے۔ انہوں نے یہ سوچا: میں ٹھہر جاتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرلوں گا' پھران لوگوں کے ساتھ جا کرمل جاؤں گا' جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاحظہ فرمایا: تو ان سے دریافت کیا: تم صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے یہ چاہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں پھران کے ساتھ جا کرمل جاؤں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرتم روئے زمین میں موجود سب چیزیں خرچ کردو' تو بھی ان لوگوں کے صبح جانے جتنی فضیلت حاصل نہیں کر سکتے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

علی بن مدینی کہتے ہیں یحییٰ بن سعید نے یہ بات بیان کی ہے: شعبہ فرماتے ہیں: حاکم نے مقسم سے صرف پانچ روایات سنی ہیں۔ پھر شعبہ نے ان روایات کو گنوایا۔ ان میں یہ روایت نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے: حاکم نے اس روایت کو مقسم سے نہیں سنا۔

جمعہ کے دن سفر کرنے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے' جبکہ نماز کا وقت نہ ہوا ہو۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اگر دن اچھی طرح نکل چکا ہو' تو آدمی اس وقت تک سفر پر روانہ نہ ہو' جب تک جمعہ پڑھ نہ لے۔

485– اخرجه احمد (1/224-256) وعبد بن حميد' ص (654-655)' حديث (654-656) من طريق الحجاج بن ارطاة' عن الحكم' عن مقسم عن ابن عباس' فذكره-

شرح

جمعہ کے دن سفر کرنے کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن زوال سے قبل سفر کرنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد اور جمعہ کا وقت شروع ہونے پر بلا عذر شرعی سفر کرنا منع ہے۔ اگر دوسری جگہ میں جمعہ مل جانے کا امکان ہو تو زوال کے بعد سفر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یا خود خطیب ہو اور دوسری جگہ جا کر خطبہ دینا ہو تو بھی سفر کیا جا سکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی تصریح ہے کہ جہاد وغیرہ کا کوئی مسئلہ درپیش ہو یا عذر شرعی ہو تو بعد از زوال بھی سفر کرنا جائز ہے۔ اس بحث سے نماز جمعہ کی تاکید اور اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اس کی فضیلت ولزوم کی وجہ سے اسے باقاعدگی سے ادا کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السِّوَاكِ وَالطِّيبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 28: جمعہ کے دن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا

486 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلْيَمَسَّ اَحَدُهُمْ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَالْمَآءُ لَهٗ طِيْبٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّشَيْخٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْبَرَاءِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّرِوَايَةُ هُشَيْمٍ اَحْسَنُ مِنْ رِوَايَةِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمانوں پر یہ بات لازم ہے: وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور ہر شخص اپنے گھر میں موجود خوشبو بھی لگا لے اگر خوشبو نہیں ملتی تو پانی ہی اس کے لیے خوشبو ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید اور انصار سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ سے روایت منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت براء سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ہشیم کی روایت اسماعیل بن ابراہیم تیمی کی روایت سے زیادہ بہتر ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم تیمی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

486- اخرجه احمد في "مسنده": (4/282-283) منطريق يزيد بن ابي زياد' عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء بن عازب' فذكره-

شرح

جمعہ کے دن مسواک کرنے اور خوشبو استعمال کرنے کی اہمیت

کسی بھی مجلس میں شمولیت کے لیے جن امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے وہ یہ ہیں: نئے یا دھلے ہوئے کپڑوں کا زیب تن کرنا، غسل کرنا، ناخن ترشوانا، مسواک کرنا، حجامت بنوانا، سرمہ لگانا اور خوشبو استعمال کرنا وغیرہ۔ ان سب امور کی اہمیت وفضیلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ مسواک کرنا اور خوشبو کا استعمال کرنا بہرحال سب سے افضل ہے۔ مسواک کرنے سے تمام انبیاء کی سنت ادا ہو جاتی ہے اور منہ کی بدبو کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے جبکہ خوشبو کے استعمال سے سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہو جاتا ہے اور جسمانی بدبو بھی ختم ہو جاتی ہے۔ حدیث باب میں بھی ان دونوں کے التزام واہتمام کا درس دیا گیا ہے۔ جمعۃ المبارک کے موقع پر ان دونوں چیزوں کے استعمال کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے۔



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْعِيْدَيْنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

عیدین کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

عید کا معنیٰ ومفہوم

لفظ "عید" عاد یعود سے بنا ہے جو اصل میں "عود" تھا، تو واؤ کو یاء سے بدلا تو "عید" ہو گیا۔ عید کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں: (۱) لفظ "عید" عود سے بنا ہے جس سے مراد ہے کسی چیز کا بار بار پلٹ کر آنا، چونکہ یہ دن بھی سال بعد بار بار آتا ہے، اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔ (۲) لفظ "عید" عود سے بنا ہے جس کا مطلب ہے لکڑی چونکہ اس دن لکڑی (جلانے کے لیے) زیادہ استعمال ہوتی ہے، اس لیے اسے "عید" کا نام دیا گیا ہے۔ (۳) اس کا معنیٰ ہے اظہار فرحت وسرور کرنا، چونکہ اس دن لوگ اچھے کپڑے زیب تن کر کے، غسل کر کے اور خوشبو استعمال کر کے نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلتے ہیں، اس لیے اسے عید کہا جانے لگا۔

ہر مذہب میں خوشی اور تہوار منانے کا تصور موجود ہے، اس لیے اسلام نے بھی مسلمانوں کو اس سے محروم نہیں رکھا۔ اسلام نے مسلمانوں کو سال میں منانے کے لیے مشہور دو تہوار دیے ہیں اور دونوں کا تعلق تکمیل عبادت سے ہے۔ وہ دو تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ عید الفطر صیام رمضان کی تکمیل کی خوشی میں اور عید الاضحیٰ تکمیل سنت ابراہیمی (قربانی) کی خوشی میں عطا فرمائی ہے۔

عیدین کی تاریخ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے تو یہاں کے لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ سال میں دو دن بطور لہو ولعب مناتے تھے۔ آپ نے انہیں یہ دو دن منانے سے منع کیا اور ان کی بجائے دو دن بطور عید منانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ ایک دن عید الفطر کا جو یکم شوال المکرّم کو صیام رمضان کی تکمیل کے سلسلہ میں منایا جاتا ہے اور دوسرا دسویں ذی الحجہ کا دن عید الاضحیٰ ہے جو یادِ سنت ابراہیمی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ان دونوں دنوں میں مسلمان خود خوش ہوتے ہیں اور ان کا پروردگار بھی۔ غیر مسلم اقوام سال میں اپنے دو تہوار منا کر خود تو خوش ہوتی ہیں لیکن ان کے خدا کے خوش ہونے یا نہ ہونے کا انہیں بھی یقین نہیں ہے۔ الغرض مسلمانوں کے اسلامی تہوار بامقصد ہیں جبکہ غیر مسلموں کے بے مقصد اور فضول ہیں۔

نماز عید کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

نماز عید واجب ہے یا مسنون ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عید فرض ہے۔انہوں نے نماز جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اسے فرض قرار دیا ہے۔

۲-حضرت امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کے مطابق نماز عید "سنت مؤکدہ" ہے۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عید واجب ہے۔آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱)ارشاد ربانی ہے:"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○" (الکوثر:۲)(پس اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے رب کے لیے نماز ادا کریں اور قربانی کریں)یہاں نماز سے مراد نماز عید ہے۔(۲)حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم الفطر و یوم الاضحی الی المصلی فیصلی بالناس الخ(سنن نسائی)(حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز عید پڑھاتے تھے)آپ کا یہ عمل مسلسل اس کے وجوب کا متقاضی ہے۔(۳)دور صحابہ سے لے کر تاہنوز امت کا عمل اس کے وجوب کی نشاندہی کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَشْيِ يَوْمَ الْعِيْدِ

باب1:عید کے دن پیدل جانا

487 سندِحدیث:حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث:مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَخْرُجَ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَّاَنْ تَاْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَّاَنْ يَّاْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ لِصَلَاةِ الْفِطْرِ

قولِ امام ترمذی:قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيُسْتَحَبُّ اَنْ لَّا يَرْكَبَ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ بات سنت ہے:تم عید کی نماز کے لیے پیدل جاؤ اور(چھوٹی عید کے دن)نکلنے سے پہلے کچھ کھالو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:)یہ حدیث "حسن" ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے ان حضرات نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے:آدمی پیدل عید(کی نماز پڑھنے کے لیے)جائے اور عید الفطر کی نماز کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھالے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:یہ بات مستحب ہے کہ آدمی سوار ہو کر نمازِ عید ادا کرنے کے لیے نہ جائے البتہ عذر ہو تو حکم مختلف ہے۔

487- اخرجه ابن ماجه (411/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى الخروج الى العيد ماشيا حديث (1296) من طريق ابى اسحق عن الحارث عن على بن ابى طالب' فذكره-

شرح

نمازِعیدادا کرنے کے لیے عیدگاہ میں پیدل جانے کا مسئلہ

اس بات پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ نمازِعیدین اور نمازِ جمعہ کے لیے عیدگاہ اور مسجد کا سفر پیدل کیا جائے۔ یہ پیدل جانا مستحب ہے۔ البتہ کوئی شرعی مجبوری ہو تو سواری پر جانا بھی جائز ہے مثلاً دیہات سے جمعہ کے لیے شہر میں آنا یا کمزور وعلیل ہو یا کوئی ضعیف و عمر رسیدہ ہو۔ پیدل آنے کے کئی فوائد ہیں: (۱) اس میں عجز وانکساری ہے۔ (۲) جتنے قدم چل کر جائیں گے اور واپس آئیں گے ہر قدم پر نیکی لکھی جائے گی۔ (۳) عبادت وریاضت کی شایانِ شان بھی یہی ہے۔ (۴) سواری پر آنے کی وجہ سے رش زیادہ ہوگا یعنی لوگوں اور سواریوں کا۔ (۵) سواریوں کو کھڑا کرنے کا بھی مسئلہ پیدا ہوگا۔ (۶) پیدل جانا شرعی طور پر مستحب ہے۔

نمازِعیدالفطر کے لیے جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھانا بھی سنت ہے خواہ وہ کھجور یا چھوہارا ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ نمازِعیدالاضحیٰ سے قبل کوئی چیز نہ کھانا بھی مسنون ہے۔ عیدین کی ادائیگی کے لیے آمدورفت کا راستہ تبدیل کرنا بھی مسنون ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ جانے اور آنے کے دونوں راستے نمازی کے لیے گواہ بن جائیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی نماز وایمان کی گواہی پیش کریں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

باب 2: عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا کی جاتی ہے

488 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُوْنَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ صَلَاةَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَيُقَالُ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز خطبے سے

488- اخرجه البخاری (225/2): كتاب العيدين: باب: الخطبة بعد العيد' حديث (963)' ومسلم (261/3- الابی): كتاب صلاة العيدين: حديث (888/8)' والنسائی (183/3): كتاب صلاة العيدين' باب: صلاة العيدين قبل الخطبة' وابن ماجه (407/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فی صلاة العيدين' حديث (1276)' واحمد (12/2-38)' وابن خزيمة (347/2) حديث (1443)

پہلے ادا کرتے تھے پھر خطبہ دیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا کی جائے گی۔

ایک قول کے مطابق مروان بن حکم وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تھا۔

شرح

نماز عید کا خطبہ سے قبل ہونا

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نماز عیدین خطبہ سے قبل ہیں۔ زمانہ ماضی میں کچھ عرصہ تک مروان وغیرہ کی شرارت یا زیادتی سے خطبہ کو عیدین سے قبل کر دیا گیا تھا جو ظلم کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تواتر سے نماز عیدین کو خطبہ سے قبل ادا فرمایا کرتے تھے۔

سوال: نماز عیدین میں خطبہ بعد میں اور نماز جمعہ میں خطبہ پہلے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (۱) عیدین کے مواقع پر لوگ خطبہ سننے کی غرض سے نہیں آتے بلکہ دوگانہ پڑھنے کے ارادہ سے آتے ہیں۔ اس طرح پہلے دوگانہ ہونا چاہیے بعد میں خطبہ بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آغاز اسلام میں جمعہ کا خطبہ بھی نماز جمعہ کے بعد ہی تھا۔ اس وقت اچانک یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک تجارتی قافلہ آیا، اعلان ہوا اور نقارہ بجا جس کے نتیجہ میں لوگ خرید و فروخت میں مصروف ہو گئے اور کچھ تماشہ بینی میں مشغول ہو گئے۔ اس طرح مجمع منتشر ہو گیا اور سامعین و حاضرین میں سے چند افراد باقی رہ گئے۔ اس موقع پر سورۃ الجمعہ کی آیت گیارہ (جمعہ: ۱۱) نازل ہوئی اور خطبہ کو دوگانہ سے قبل کر دیا گیا تاکہ پھر آئندہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔ (۲) جمعہ کی نسبت نماز عیدین میں لوگوں کا ذوق وشوق دیدنی اور زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) عیدین سال کے بعد آتی ہیں جبکہ جمعہ ہفتہ کے بعد آتا ہے۔ (۲) عیدین کے موقع پر لوگوں کا مجمع زیادہ ہوتا ہے جبکہ جمعہ کے موقع پر اتنا نہیں ہوتا۔

جمعہ ہفتہ وار ایک اجتماع کی حیثیت رکھتا ہے، اس میں خطبہ بعد میں ہوتا تو لوگوں کے تاخیر اور کاہلی سے آنے کی وجہ سے ان کی پوری نماز جمعہ یا ایک رکعت عموماً چھوٹ جاتی جس سے ان کے آنے کا مقصد فوت ہو جاتا۔ اس میں خطبہ کو مقدم کر دیا گیا تاکہ لوگوں کو مکمل نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہو سکے۔

ایک اہم مسئلہ: جس زمانہ میں جمعہ کا خطبہ نماز کے بعد تھا، خطبہ نماز جمعہ کے لیے شرط نہیں تھا جس طرح عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہے اور نماز عیدین کے لیے شرط نہیں ہے۔ اس لیے یہ ضابطہ ہے کہ بعد والی چیز پہلی کے لیے شرط نہیں ہوتی لیکن پہلی چیز بعد والی کے لیے شرط ہوتی ہے۔ جب خطبہ، جمعہ سے مقدم کر دیا گیا تو نماز جمعہ کے لیے شرط بن گیا۔ خطبہ پڑھنا شرط و ضروری ہے لیکن

اس کا سننا شرط نہیں ہے۔ اگر بالفرض سامعین سب کے سب بہرے ہوں تو خطبہ درست ہو جائے گا۔

سوال: عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے، اگر خطبہ نماز سے قبل پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اس صورت میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسا کرنا عمل سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا کرنا ناپسندیدہ یا مکروہ ہے کیونکہ عیدین کے لیے خطبہ شرط نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ صَلَاةَ الْعِيْدَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

باب 3: عید کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر ہوگی

489 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُ لَا يُؤَذَّنُ لِصَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ وَلَا لِشَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں (کئی مرتبہ) اذان اور اقامت کے بغیر (عید کی نماز) ادا کی ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک عید کی نماز کے لیے یا کسی بھی نفل نماز کے لیے اذان نہیں دی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَآئَةِ فِي الْعِيْدَيْنِ

باب 4: عیدین میں قرأت کرنا

490 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَبِيْبِ

489- اخرجه مسلم (3/261- الابي): كتاب: صلاة العيدين' حديث (7/887) 'وابو داؤد (1/368): كتاب الصلاة: باب: ترك الاذان في العيد حديث (1148) 'واحمد (5/91-94-107) 'وعبدالله بن احمد في زوائده على "المسند" (5/95-98) وابن خزيمة (2/343) حديث (1432) من طريق سماك بن حرب عن جابر بن سمرة' فذكره-

بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِى الْعِيْدَيْنِ وَفِى الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِىْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ وَاقِدٍ وَّسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَّهٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَمِسْعَرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِىْ عَوَانَةَ وَاَمَّا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فَيُخْتَلَفُ عَلَيْهِ فِى الرِّوَايَةِ يُرْوٰى عَنْهُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّلَا نَعْرِفُ لِحَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ رِوَايَةً عَنْ اَبِيْهِ وَحَبِيْبُ بْنُ سَالِمٍ هُوَ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّرَوٰى عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَحَادِيْثَ وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ نَحْوُ رِوَايَةِ هٰؤُلَاءِ

حدیث دیگر: وَرُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِىْ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ بِقَافٍ وَّاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِىُّ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں اور جمعہ کی نماز میں ''سورہ الاعلیٰ'' اور ''سورہ الغاشیہ'' کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) بعض اوقات یہ دونوں (عید اور جمعہ) ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جاتے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ان دونوں نمازوں میں) یہی دونوں سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

490- اخرجه مسلم (3/249- الابى): كتاب الجمعة: باب: ما يقرا فى صلاة الجمعة' حديث (62-63/878) وابو داؤد (1/361): كتاب الصلاة' باب: ما يقرا به فى الجمعة' حديث (1122) والنسائى (3/112) كتاب الجمعة: باب: ذكر الاختلاف على النعمان بن بشير فى القراءة فى صلاة الجمعة' و (3/184) كتاب صلاة العيدين: باب: القراءة فى العيدين بسبح اسم ربك الاعلى وهل اتاك حديث الغاشية و (3/194): باب: اجتماع العيدين و شهودهما' وابن ماجه(1/408): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى القراءة فى صلاة العيدين' حديث (1281)' واحمد فى "مسنده" (4/273-276-277) والحميدى (2/411) حديث (921) والدارمى (1/368) كتاب الصلاة: باب: القراءة فى صلاة الجمعة' و (1/376): باب: القراءة فى العيدين' وابن خزيمة (2/358) حديث (1463) من طريق ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه' عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير' فذكره واخرجه احمد (4/271) قال حدثنا يحيى بن سعيد عن شعبة قال: حدثنى ابراهيم' عن حبيب بن سالم' فذكره' ليس فيه (محمد بن المنتشر والد ابراهيم) واخرجه الحميدى (2/411) حديث (920) واحمد (4/271) قالا: حدثنا سفيان قال: حدثنا ابراهيم بن محمد بن المنتشر' عن ابيه' عن حبيب بن سالم' عن ابيه عن النعمان بن بشير' فذكره۔

سفیان ثوری اور مسعر نے اس روایت کو ابراہیم بن محمد کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے ابوعوانہ نے نقل کیا ہے۔
جہاں تک ابن عیینہ کا تعلق ہے تو روایت کرنے میں ان کے حوالے سے اختلاف کیا گیا ہے۔
ان کے حوالے سے ابراہیم بن محمد بن منتشر کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حبیب بن سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی گئی ہے۔
لیکن ہمارے علم کے مطابق حبیب بن سالم نے اپنے والد کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔
حبیب بن سالم، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے چند احادیث روایت کی ہیں۔
ابن عیینہ نے ابراہیم بن محمد بن منتشر کے حوالے سے اسی طرح کی روایات نقل کی ہیں۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: آپ عیدین کی نماز میں "سورہ ق" اور سورہ "اقتربت الساعۃ" کی تلاوت کرتے تھے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

491 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ اَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ بِهٖ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى قَالَ كَانَ يَقْرَاُ بِق وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَبُوْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ

◆◆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں کون سی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ "ق و القرآن المجید" اور "اقتربت الساعۃ" کی تلاوت کرتے تھے۔

491- اخرجه مالك في "الموطا": (180/1): كتاب العيدين: باب: ماجاء في التكبير والقراءة في صلاة العيدين حديث (8)' ومسلم (266/3- الابي): كتاب صلاة العيدين: باب: مايقراء في صلاة العيدين: حديث (14-891/15) وابو داؤد (369/1): كتاب الصلاة: باب: مايقرا في الاضحي والفطر' حديث (1154)' والنسائي (183/3): كتاب صلاة العيدين: باب: القراءة في العيدين "قاف" و "اقتربت" وابن ماجه (408/1)' كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في القراءة في صلاة العيدين' حديث (1282)' واحمد: (219-217/5)' والحميدي (375/2) حديث (849) وابن خزيمة (346/2) حديث (1440) من طريق فليح بن سليمان' عن سعيد' عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود' عن ابي واقد الليثي' قال سالني عمر بن الخطاب عما قرابه رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم العيد.....فذكره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوواقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے۔

شرح

نماز عیدین کے حوالہ سے فقہی مسائل

نماز عیدین کے حوالے سے چند اہم فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ عیدین کے لیے اذان ہے نہ اقامت۔ البتہ بایں الفاظ اعلان کیا جاسکتا ہے: **الصلوٰۃ جامعۃ۔**

☆ عیدین واجب ہیں لیکن سب پر نہیں بلکہ ان لوگوں پر جن پر جمعہ واجب ہے۔ اس کی ادائیگی کی وہی شرائط ہیں جو جمعہ کی ہیں۔ ان میں دو طرح سے فرق ہے: (۱) جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت۔ (۲) جمعہ کا خطبہ قبل از نماز ہے اور عیدین کا بعد از نماز۔

☆ بلاعذر شرعی عیدین کا ترک کرنا گمراہی و بے دینی ہے۔

☆ عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے لے کر زوال (نصف النہار) سے قبل تک ہے۔

☆ نماز عیدالفطر کو تاخیر سے اور نماز عیدالاضحیٰ کو جلدی پڑھنا مسنون ہے۔

☆ نماز عید دو رکعت ہیں اس میں چھ زائد تکبیرات کہی جائیں گی۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین زائد تکبیریں کہی جائیں گی اور رکعت ثانیہ میں رکوع سے قبل تین زائد تکبیرات کہی جائیں گی۔ زائد تکبیرات کہتے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔

☆ امام اگر تکبیرات زوائد میں رفع یدین کرنا بھول گیا تو مقتدیوں کو ترک نہ کرنا چاہیے۔

☆ پہلی رکعت میں امام تکبیرات بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو قرأت کے بعد یا رکوع میں کہہ لے اور قرأت کا اعادہ نہ کرے۔

☆ نماز عیدین کے لیے جماعت شرط ہے، اگر کسی شخص کی جماعت چھوٹ گئی تو اکیلا نماز نہیں پڑھ سکتا بلکہ اس کی بجائے وہ نماز چاشت پڑھ لے۔

☆ نماز عیدالفطر اور نماز عیدالاضحیٰ دونوں کے احکام یکساں ہیں۔ البتہ نماز عیدالاضحیٰ سے قبل کوئی چیز نہ کھانا مستحب ہے لیکن اسے روزہ کا نام دینا درست نہیں ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

☆ نماز عید سے فارغ ہو کر مسلمانوں کا باہم مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا مسنون ہے۔

☆ اگر قربانی کرنی ہو تو مستحب ہے کہ یکم ذوالحجہ سے دسویں ذوالحجہ تک نہ حجامت بنوائے اور نہ ناخن ترشوائے۔

☆ نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ایسے فرائض کے بعد جو باجماعت ادا کیے گئے ہوں۔ بلند آواز سے ایک بار تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔ تکبیرات تشریق یہ ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

☆ تکبیرات تشریق امام کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد پڑھی جائیں۔ بھولنے کے سبب تاخیر ہوگئی یا مسجد کے باہر چلا گیا یا گفتگو کرلی یا قصداً وضو توڑ دیا تو تکبیرات ساقط ہو جائیں گی۔ اگر بلا قصد وضو ٹوٹ گیا، تو تکبیرات تشریق کہہ لے۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ منفرد پر تکبیرات تشریق واجب نہیں ہیں لیکن صاحبین کے نزدیک منفرد پر بھی تکبیرات تشریق واجب ہیں۔

☆ امام نے تکبیرات تشریق نہ کہیں تو مقتدیوں پر ان کا کہنا پھر بھی واجب ہے خواہ مقتدی مقیم ہو یا مسافر، مرد ہو یا عورت، دیہاتی یا شہری۔

☆ عیدین کے دن یہ امور مستحب ہیں: (۱) حجامت بنوانا۔ (۲) ناخن ترشوانا۔ (۳) غسل کرنا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کرنا۔ (۶) انگوٹھی استعمال کرنا۔ (۷) خوشبو لگانا۔ (۸) نماز فجر مسجد محلہ میں ادا کرنا۔ (۹) عیدگاہ کی طرف جلدی جانا۔ (۱۰) قبل از نماز عید صدقہ فطر ادا کرنا۔ (۱۱) عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا۔ (۱۲) راستہ تبدیل کرکے واپس آنا۔ (۱۳) نماز عید الفطر سے قبل چند کھجوریں یا میٹھی چیز کھانا۔ (۱۴) اظہار مسرت کرنا۔ (۱۵) کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا۔ (۱۶) عیدگاہ کی طرف وقار و اطمینان اور نظریں جھکا کر جانا۔ (۱۷) باہم ایک دوسرے کو مبارک باد دینا اور راستہ میں با آواز تکبیرات تشریق کہنا۔

☆ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ کی قرأت کرنا مسنون ہے۔ قرأت کے لیے ان دونوں سورتوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قیام قیامت کا مضمون بیان کیا گیا ہے اور اس موقع پر ایک تو عقیدہ آخرت مستحکم کرنے کا درس دینا مقصود ہے اور دوسرا اپنی آخرت بہتر بنانے کی جدوجہد کرنے کا پیغام ہے۔ سالانہ مجمع عام کے موقع پر شرکاء کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی پیغام نہیں ہوسکتا۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اوّل 'مکتبہ مدینہ' ص ۷۷۹ تا ۷۸۶)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّكْبِيْرِ فِي الْعِيْدَيْنِ

باب 5: عیدین میں تکبیر کہنا

492 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو اَبُوْ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِيْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّآئِغُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

492- اخرجه ابن ماجه (407/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في كم يكبر الامام في صلاة العيدين حديث (1279) وعبد بن حميد ص (120) حديث (290) وابن خزيمة (346/2) حديث (1438-1439) من طريق كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن ابيه عن جده فذكره-

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَدِّ كَثِيْرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّهُوَ اَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِىَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

آثارِ صحابہ: وَهٰكَذَا رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ صَلَّى بِالْمَدِيْنَةِ نَحْوَ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ

وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَرُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَالَ فِى التَّكْبِيْرِ فِى الْعِيْدَيْنِ تِسْعَ تَكْبِيْرَاتٍ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَائَةِ وَفِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَبْدَاُ بِالْقِرَائَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا مَعَ تَكْبِيْرَةِ الرُّكُوْعِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

◄► کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) کثیر کے دادا سے منقول روایت "حسن" ہے۔

یہ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول سب سے مستند روایت ہے۔

(کثیر کے دادا کا نام) عمرو بن عوف مزنی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی طرح منقول ہے: انہوں نے مدینہ منورہ میں اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

اہلِ مدینہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ فرماتے ہیں: پہلی رکعت میں تکبیر قرأت سے پہلے کہی جائے گی اور دوسری رکعت میں آدمی پہلے قرأت کرے گا، پھر رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہے گا۔

نبی اکرم ﷺ کے کئی اصحاب سے اس کی مانند بھی منقول ہے۔ اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں اور سفیان ثوری نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

تعداد تکبیرات عیدین میں مذاہب آئمہ

تعداد تکبیرات عیدین میں ائمہ فقہ کے اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تکبیرات نماز عید چھ ہیں۔پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل تین زائد تکبیریں ہیں۔اس طرح دونوں رکعت میں کل چھ تکبیریں ہوئیں۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: کان یکبر اربعًا (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۱۱۵۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے کہ وہ عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے قبل چار تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔دونوں مقامات پر ایک تکبیر مقامی اور تین، تین زائدہ ہوتی تھیں۔

۲-آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز عیدین کی دونوں رکعت میں بارہ تکبیریں زائد ہیں۔پہلی رکعت میں سات تکبیریں قبل القرأت اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل القرأت ہیں۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: التکبیر فی الفطر سبع فی الاولی و خمس فی الأخرة والقراء ة بعدهما کلتیهما (سنن ابی داؤد جلداوّل ص۱۶۳) عیدالفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں میں قرأت سے قبل ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ارجح ہے کیونکہ جن صحابہ کرام سے آپ کے مذہب کی تائید منقول ہے، ان سے اس کے خلاف تعداد منقول نہیں ہے۔البتہ جن صحابہ کرام سے جمہور کے مذہب کی تائید منقول ہے ان سے مختلف اعداد منقول و مشہور ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا صَلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

باب 6: عیدین سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی

493 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِيْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

493-اخرجه البخاری (525/2): کتاب العیدین: باب: الخطبة بعد العید' حدیث (964)' و (929/2) باب الصلاة قبل العید وبعدها' حدیث (989)' و مسلم (266/3- الابی): کتاب صلاة العیدین: باب: ترك الصلاة قبل العید و بعدها فی المصلی' حدیث (884/13)' وابو داؤد (371/1): کتاب الصلاة: باب الصلاة بعد صلاة العید' حدیث (1159)' والنسائی (193/3) کتاب صلاة العید' باب: الصلاة قبل العیدین وبعدها' وابن ماجه (410/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب: ماجاء فی الصلاة قبل صلاة العید وبعدها' حدیث (1291)' واحمد (1/280-340-355)' والدارمی (376/1) کتاب الصلاة: باب لا صلاة قبل العید ولا بعدها وابن خزیمة (354/2) حدیث (1436) من طریق شعبة' قال: اخبرنی عدی بن ثابت' قال سمعت سعید بن جبیر یحدث عن ابن عباس فذکره۔

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَدْ رَاٰى طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ الصَّلٰوةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ وَقَبْلَهَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن تشریف لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ نے اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک عیدین کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ان اہلِ علم کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بھی ہے' اور دیگر طبقوں سے بھی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:)' تاہم پہلا قول زیادہ درست ہے۔

494 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ وَّهُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ خَرَجَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: وہ عید کے دن تشریف لے گئے اور انہوں نے عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی اور (نفل) نماز ادا نہیں کی اور اس بات کا تذکرہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

عیدین سے قبل یا بعد میں نوافل ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

عید کے دن نمازِ عید سے قبل یا بعد میں نوافل ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) نمازِ عید سے قبل اور بعد گھر میں اور عید گاہ میں نوافل مکروہ ہیں۔ (۲) مکروہ نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر قیاسی دلیل پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ پڑھنا کراہت کی دلیل

494- اخرجه احمد (57/2) وعبد بن حميد ص (265) حديث (838) من طريق ابان بن عبد الله البجلي قال: حدثني ابو بكر بن حفص بن عمر بن سعد بن ابي وقاص عن ابن عمر فذكره۔

نہیں ہے۔

۲-حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز عید سے پہلے اور بعد گھر میں اور عیدگاہ میں مکروہ ہیں۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: **خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فطر فصلى ركعتين لم يصل قبلها ولا بعدها** (سنن ابی داؤد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر اس (نماز عید) سے قبل اور اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔

۳-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز عید کے بعد عیدگاہ اور گھر میں نوافل جائز ہیں۔انہوں نے عقلی دلیل سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ جب نماز عید کے بعد گھر میں نوافل ادا کرنا جائز ہیں تو عیدگاہ میں بھی جائز ہونے چاہئیں۔

۴-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز عید سے قبل گھر اور عیدگاہ میں اور بعد میں عیدگاہ میں مکروہ ہیں جبکہ گھر میں جائز ہیں۔آپ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يصل قبل العيد شيئاً فاذا رجع الى منزله صلى ركعتين** (سنن ابن ماجۃ) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے نوافل نہ ادا کرتے اور جب اپنے گھر تشریف لاتے تو دو رکعت نوافل ادا کرتے تھے)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرنا بہت پسند تھا' لیکن آپ نے نماز عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں ایک بار بھی نماز ادا نہیں فرمائی اور یہ نماز ادا نہ کرنا اس کے مکروہ ہونے کی وجہ سے تھا ورنہ کم از کم ایک مرتبہ تو آپ ضروری نوافل ادا کرتے یا کسی کو ادا کرنے کا حکم دیتے۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ: "ولا بعدها" کا مفہوم ہے کہ آپ نے نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نماز ادا نہیں فرمائی اور اس سے گھر میں نوافل ادا کرنے کی نفی نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خُرُوْجِ النِّسَآءِ فِي الْعِيْدَيْنِ

باب 7: عیدین میں خواتین کا جانا

495 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ وَّهُوَ ابْنُ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ

495- اخرجه البخارى (556/1): كتاب الصلاة: باب وجوب الصلاة فى الثياب' وقول الله تعالى :(خذوا زينتكم عند كل مسجد) (الاعراف: 31) ومن صلى ملتحفا فى ثوب واحد' حديث (351) و (537/2): كتاب العيدين: باب: خروج النساء والحيض الى المصلى' حديث (974) و (544/2): باب : اعتزال الحيض المصلى' حديث (981) ومسلم (262/3- الابى): كتاب صلاة العيدين: باب ذكر اباحة خروج النساء فى العيدين الى المصلى وشهود الخطبة' مفارقات للرجال' حديث (890/10) وابو داؤد (365/1): كتاب الصلاة: باب: خروج النساء فى العيد' حديث (1136-1137) والنسائى (180/3): كتاب صلاة العيدين: باب: اعتزال الحيض مصلى الناس' وابن ماجه (415/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى خروج النساء فى العيدين' حديث (1308) واحمد (85/5) وابن خزيمة (361/2) حديث (1467) منطريق محمد بن سيرين عن ام عطية الانصارية' فذكره-

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ الْاَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضَ فِى الْعِيْدَيْنِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتُعِرْهَا اُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيْبِهَا

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ (۱)

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَخَّصَ لِلنِّسَآءِ فِى الْخُرُوْجِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَرُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ اَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوْجَ لِلنِّسَآءِ فِى الْعِيْدَيْنِ فَاِنْ اَبَتِ الْمَرْاَةُ اِلَّا اَنْ تَخْرُجَ فَلْيَاْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا اَنْ تَخْرُجَ فِىْ اَطْمَارِهَا الْخُلْقَانِ وَلَا تَتَزَيَّنْ فَاِنْ اَبَتْ اَنْ تَخْرُجَ كَذٰلِكَ فَلِلزَّوْجِ اَنْ يَّمْنَعَهَا عَنِ الْخُرُوْجِ

آثار صحابہ: وَيُرْوٰى عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ وَيُرْوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ اَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوْجَ لِلنِّسَآءِ اِلَى الْعِيْدِ

◆◆ سیّدہ اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں کو جوان اور پردہ دار عورتوں کو اور حیض والی عورتوں کو بھی عیدین کی نماز کے لیے لے جایا کرتے تھے' جہاں تک حیض والی خواتین کا تعلق تھا' تو وہ عیدگاہ سے الگ رہتی تھیں' تاہم مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ ایک خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی بہن اسے اپنی چادر دیدے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

(۱)– اخرجه البخاری (504/1): كتاب الحيض: باب: شهود الحائض العيدين ودعوة المسلمين و يعتزلن المسجد' حديث (324)' و (971/2): كتاب العيدين باب: التكبير ايام منى واذا غدا الى عرفة' حديث (971)' (543/2): باب: اذا لم يكن لها جلباب فى العيد حديث (980)' و (589/3): كتاب الحج: باب تقضى الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت' واذا سعى على غير وضوء بين الصفا والمروة' حديث (1652)' و مسلم (263/3- الابى): كتاب صلاة العيدين' باب: ذكر اباحة خروج النساء فى العيدين الى المصلى و شهود الخطبة' مفارقات للرجال' حديث (11-12/890)وابو داؤد (365/1): كتاب الصلاة: باب: خروج النساء فى العيد' حديث (1138)' والنسائى (180/3): كتاب صلاة العيدين: باب: خروج العواتق و ذوات الخدور فى العيدين' و (193/1): كتاب الحيض والاستحاضة: باب: شهود الحيض العيدين ودعوة المسلمين' وابن ماجه (414/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى خروج النساء فى العيدين' حديث (1307)' والدارمى (377/1): كتاب الصلاة باب: خروج النساء فى العيدين' والحميدى (175/1) حديث (361-362)' وابن خزيمة (360/2-361) حديث (1466-1467) من طريق حفصة بنت سيرين' عن ام عطية الانصارية فذكره۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ انہوں نے خواتین کو یہ رخصت دی ہے: وہ عیدین کی نماز کے لیے جاسکتی ہیں، جبکہ بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

ابن مبارک کے بارے میں منقول ہے، وہ یہ فرماتے ہیں: میں آج کل خواتین کے عیدین کی نماز کے لیے جانے کو مکروہ قرار دیتا ہوں اگر کوئی عورت نہیں مانتی اور جانے پر اصرار کرتی ہے، تو اس کا شوہر اسے جانے کی اجازت دے، لیکن وہ عورت میلے کچیلے کپڑوں میں جائے گی اور آراستہ نہیں ہوگی اگر وہ آراستہ ہوکر جانے پر اصرار کرتی ہے، تو شوہر کو یہ حق حاصل ہے: وہ اسے جانے سے روک دے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول منقول ہے۔ وہ فرماتی ہیں: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی خواتین کو دیکھ لیتے، تو انہیں بھی مسجد میں جانے سے روک دیتے، جیسے بنی اسرائیل کی خواتین کو منع کر دیا گیا تھا۔

سفیان ثوری کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنے زمانے کے حساب سے خواتین کے عید کی نماز کے لیے جانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

خواتین کا نمازِ عید ادا کرنے کے لیے نکلنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

مسئلہ یہ ہے کہ مردوں کی طرح خواتین بھی نمازِ عیدین اور نماز جمعہ میں شمولیت کے لیے مسجد میں جانے کے لیے گھروں سے نکل سکتی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے مطلقاً اجازت دی ہے، بعض نے مطلقاً منع کیا ہے اور بعض نے نوجوان خواتین کو خروج سے منع کیا ہے باقی کو اجازت دی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) جائز ہے۔ (۲) ناجائز ہے۔ دوسرا قول زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے۔ دورِ حاضر میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ سب خواتین کو نماز جمعہ اور نمازِ عیدین میں شرکت سے منع کیا جائے اور سختی سے اس پر عمل کیا جائے۔

سوال: جب دورِ رسالت میں مردوں کی طرح خواتین بھی نماز جمعہ اور نمازِ عیدین میں شامل ہوتی تھیں تو اب انہیں اس سعادت سے محروم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: (۱) وہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ لوگوں کا تھا اور امن کا عہد تھا جبکہ خواتین بھی زیب و زینت کی رسیا نہیں تھیں۔ (۲) شان اسلام کے اظہار اور کفار کے مقابل مسلمانوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لیے خواتین کو مطلقاً خروج کی اجازت تھی۔ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے: لو ادرك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل (مؤطا امام مالک ص ۱۸۴) (اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کی عورتوں کے حالات دیکھ لیتے تو مسجد کی طرف جانے سے انہیں اس طرح منع کر دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی خواتین منع

کی گئی تھیں)(۴) آج کا دور جہالت، بے عملی اور فتنہ کا ہے جس وجہ سے خواتین کو نماز جمعہ اور نماز عیدین کے لیے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ وَّرُجُوْعِهٖ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ

باب 8: نبی اکرم ﷺ کا عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

496 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِيُّ وَاَبُوْ زُرْعَةَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ رَافِعٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى اَبُوْ تُمَيْلَةَ وَيُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لِلْاِمَامِ اِذَا خَرَجَ فِيْ طَرِيْقٍ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْ غَيْرِهٖ اِتِّبَاعًا لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ كَاَنَّهٗ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب عید کے دن (نماز عید کے لیے) تشریف لے جاتے تھے' تو ایک راستے سے جاتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے' تو دوسرے سے آتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابوتمیلہ اور یونس بن محمد نامی راوی نے اس روایت کو فلیح بن سلیمان کے حوالے سے، سعید بن حارث کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے امام کے لیے یہ بات مستحب قرار دی ہے: جب وہ جائے' تو ایک راستے سے جائے اور واپس دوسرے راستے سے آئے' تاکہ اس حدیث کی پیروی کر لے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

496- اخرجه ابن ماجه (412/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في الخروج يوم العيد من طريق والرجوع من غيره' حديث (1301) واحمد (338/2) والدارمي (378/1): كتاب الصلاة: باب: الرجوع من المصلي من غير الطريق الذي خرج منه' وابن خزيمة (362/2) حديث (1468) من طريق فليح بن سليمان' عن سعيد بن الحارث' عن ابي هريرة' فذكره۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث گویا زیادہ مستند ہے۔

شرح

نمازِ عید کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ آمد و رفت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عید گاہ کی طرف آنے جانے کا طریقہ یہ تھا کہ ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لاتے تھے۔ امت کے لیے بھی عید گاہ کی طرف آمد و رفت کا یہی مسنون طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ دونوں راستوں میں قدرے بلند آواز سے تکبیریں بھی پڑھا کرتے تھے۔ راستہ کی تبدیلی اختیار کرنے میں کئی حکمتیں ہیں:

(۱) دونوں راستے قیامت کے دن نمازِ عید میں شمولیت کی گواہی دیں گے۔ (۲) فاصلہ زیادہ ہونے کی صورت میں آمد و رفت کے قدموں کا اضافہ ہوگا جو نیکیوں میں کثرت کا سبب بنے گا۔ (۳) مختلف راستوں کے سبب لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت ہوگی۔ اس طرح رش اور ازدحام میں بھی کمی ہوگی۔ حدیث باب میں بھی یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوْجِ

باب 9: عید الفطر کے دن (گھر سے) نکلنے سے پہلے کچھ کھانا

497 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ ثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْاَسْلَمِيِّ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَّآ اَعْرِفُ لِثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ شَيْئًا وَّيُسْتَحَبُّ لَهٗ اَنْ يُّفْطِرَ عَلٰى تَمْرٍ وَّلَا يَطْعَمَ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يَرْجِعَ

◄► حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن اس وقت تک گھر سے نہیں نکلتے تھے' جب تک کچھ کھا نہیں لیتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن آپ اس وقت تک کچھ نہیں کھاتے تھے' جب تک نماز ادا نہیں کر لیتے تھے۔

497- اخرجه ابن ماجه (558/1): كتاب الصيام باب: في الاكل يوم الفطر قبل ان يخرج' حديث (1756)' واحمد (360-352/5)' والدارمي (375/1): كتاب الصلاة: باب: في الاكل قبل الخروج يوم العيد' وابن خزيمة (341/2) حديث (1426) من طريق عبدالله بن بريدة عن ابيه' فذكره-

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی سے منقول حدیث "غریب" ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں: میرے علم میں ثواب بن عتبہ نامی راوی کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی عید الفطر کے دن اس وقت تک نہ نکلے جب تک وہ کچھ کھا نہ لے اور اس کے لیے یہ بات مستحب ہے: وہ کھجور کھائے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھائے جب تک واپس نہیں آ جاتا۔

498 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُفْطِرُ عَلٰى تَمَرَاتٍ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الْمُصَلّٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کچھ کھجوریں کھا لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

شرح

عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے قبل کوئی چیز کھانا اور عید الاضحیٰ میں نہ کھانا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جانے سے قبل کوئی چیز تناول فرماتے اور عید الاضحیٰ کے دن کوئی چیز نہ کھاتے تھے۔ یہی طریقہ آپ کی امت کے لیے مسنون ہے۔ عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے قبل کھجوریں کھائی جائیں جو طاق عدد میں ہوں یا چھوہارے کھائے جائیں یا کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جائے۔ اس سے عملاً یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ آج کا دن رمضان کا نہیں ہے بلکہ عید کا اور کھانے پینے کا ہے۔ بقر عید کے دن نمازِ عید سے قبل کچھ نہ کھائے۔ واپسی پر اپنے جانور کا گوشت کھائے گا تو اسے بھوک کی وجہ سے زیادہ لذت آئے گی۔ نہ کھانے کو روزہ کا نام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس دن روزہ منع ہے بلکہ مسنون طریقہ کہا جائے گا۔ بیمار یا ضعیف شخص عید الاضحیٰ ادا کرنے سے قبل کوئی چیز کھا بھی لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

498- اخرجه الدارمي (375/1): كتاب الصلاة: باب: في الاكل قبل الخروج يوم العيد، وعبد بن حميد، ص (371) حديث (1237)، وابن خزيمة (342/2) حديث (1428) من طريق هشيم عن محمد بن اسحق، عن حفص بن عبيدالله بن انس بن مالك عن انس بن مالك، فذكره-

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ السَّفَرِ

سفر کے ابواب

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّقْصِيْرِ فِي السَّفَرِ

باب 1: سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنا

499 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلُّوْنَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا اَوْ بَعْدَهَا لَاَتْمَمْتُهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ وَّعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ مِثْلَ هٰذَا

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ سُرَاقَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

آثارِ صحابہ: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَبَعْدَهَا

حدیثِ دیگر: وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تُتِمُّ الصَّلٰوةَ فِي السَّفَرِ وَالْعَمَلُ عَلٰى مَا رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ اِلَّا اَنَّ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ التَّقْصِيْرُ رُخْصَةٌ لَهٗ فِي السَّفَرِ فَاِنْ اَتَمَّ

499- اخرجه ابن خزيمة (72/2) حديث (947) من طريق الوهاب بن عبدالحكم الوراق (هو البغدادي) قال حدثنا يحيى بن سليم عن عبيدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر فذكره-

الصَّلٰوۃَ اَجزَاَ عَنہُ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر کیا ہے۔ یہ حضرات ظہر اور عصر کی نماز میں دو دو رکعت ادا کرتے تھے' اور ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی اور (نفل) نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: اگر میں نے ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی اور (نفل) نماز پڑھنی ہوتی' تو انہیں ہی پوری پڑھ لیتا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف یحییٰ بن سلیم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے آل سراقہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عطیہ عوفی نامی راوی کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران نماز سے پہلے اور اس کے بعد نفل نماز ادا کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات مستند طور پر ثابت ہے: آپ سفر کے دوران قصر نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ (بھی ایسا کرتے تھے) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے۔

اکثر اہل علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ سفر کے دوران پوری نماز ادا کیا کرتی تھیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) عمل اس چیز پر کیا جائے گا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے منقول ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم اسی بات کے قائل ہیں' تاہم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں: سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنے کی آدمی کو رخصت ہے' اگر وہ پوری نماز ادا کر لیتا ہے' تو یہ جائز ہوگا۔

500 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ فَقَالَ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَحَجَجْتُ مَعَ اَبِي بَكْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ سِتَّ

500- اخرجه ابو داؤد (9/2): كتاب الصلاة' باب: متى يتم المسافر؟ حديث (1229) واحمد (4/430-431-432-440) وابن خزيمة (3/70-71) حديث (1643) من طريق علي بن زيد بن جدعان' عن ابي نضرة' فذكره۔

سِنِيْنَ مِنْ خِلَافَتِهٖ اَوْ ثَمَانِيَ ثَمَانِيْ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ ابونضرہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مسافر شخص کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے۔ انہوں نے دو رکعت ہی ادا کی ہیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے۔ انہوں نے بھی دو رکعت ادا کی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں کے دوران (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) آٹھ سالوں کے دوران (ان کے ساتھ بھی حج کیا) تو وہ بھی دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

501 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَاِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَّبِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز میں چار رکعت ادا کیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز میں دو رکعت ادا کیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

502 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

501– اخرجه البخاری (663/2)، كتاب تقصير الصلاة: باب: يقصر اذا خرج من موضعه حديث (1089) مسلم (10/3- الابی): كتاب صلاة المسافرين وقصرها حديث (690/11) وابو داؤد (385/1): كتاب الصلاة: باب: متى يقصر المسافر حديث (1202) والنسائی (235/1) كتاب الصلاة: باب عدد صلاة الظهر فی الحضر واحمد (3/110-111-177) والدارمی (355/1) كتاب الصلاة: باب قصر الصلاة فی السفر من طريق محمد بن المنكدر و ابراهيم بن ميسرة عن انس بن مالك به واخرجه البخاری (476/3): كتاب الحج: باب: من بات بذی الحليفة حتى اصبح حديث (1546) واحمد (237/3) والدارمی (354/1): كتاب الصلاة: باب: قصر الصلاة فی السفر والحميدی (502/2) حديث (1191) من طريق محمد بن المنكدر عن انس بن مالك به ليس فيه (ابراهيم بن ميسرة) واخرجه الحميدی (503/2) حديث (1193) من طريق ابراهيم بن ميسرة عن انس فذكره (ليس فيه محمد بن المنكدر)۔

502–اخرجه النسائی (117/3): كتاب تقصير الصلاة فی السفر واحمد (1/215-226-354-355-362-369) و عبد بن حميد ص (221) حديث (662-663) من طريق ابن سيرين عن ابن عباس فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے' آپ کو صرف تمام جہانوں کے پروردگار کا خوف تھا (یعنی کسی دشمن کا خوف نہیں تھا) لیکن آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نماز قصر کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

کیا دورانِ سفر قصر اسقاط ضروری ہے یا قصر رخصت؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رباعی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں قصر واجب ہے، اسے قصر اسقاط کہا جاتا ہے جبکہ اتمام گناہ ہے۔

پہلی دلیل: آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: **فرضت الصلوٰة رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوٰة السفر وزید فی صلوٰة الحضر** (سنن ابی داؤد) اصل میں نماز سفر و حضر میں دو، دو رکعت فرض کی گئی تھیں، سفر کی نماز باقی رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

سوال: اس دلیل پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: **اقرت صلوٰة السفر** یعنی نماز سفر اصلی حالت میں باقی رکھی گئی جبکہ ارشاد ربانی ہے: **واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة** ۔ اور جب تم زمین پر چلو تو نماز میں قصر کرنے میں تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے"۔ گویا حدیث میں نماز کو باقی رکھنے کا ذکر ہے اور آیت میں نماز کم کرنے کا ذکر ہے، تو یہ تعارض ہوا؟

جواب: (۱) لفظ "قصر" لفظ "حضر" کے مقابل ہے یعنی حالت سفر میں اصل نماز باقی ہے جبکہ حضر کی نماز میں اضافہ ہے۔ (۲) آیت میں قصر سے مراد صرف کیفیت ہے یعنی حالت سفر میں اختصار سے کام لیا جائے اور حدیث میں تعداد رکعات مراد ہے یعنی اصل کے مطابق دو رکعت پڑھی جائیں۔ (۳) ہجرت تک نماز دو، دو رکعت فرض تھیں اور ہجرت کے بعد حالت سفر میں اصل نماز باقی رکھی گئی جبکہ حضر میں ظہر، عصر اور عشاء میں مزید دو، دو رکعت شامل کر کے چار، چار رکعت بنا دی گئیں۔

دوسری دلیل: حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: **ارأیت اقصار الناس الصلوٰة الیوم وانما قال اللہ تعالیٰ: ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقد ذهب ذلك الیوم فقال عجبت مما عجبت منه فذکرت ذلك لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال صدقة تصدق اللہ تعالٰی بها علیکم فاقبلوا صدقته** (مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۱۳۳۵) اس روایت میں صراحت ہے کہ قصر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر صدقہ و انعام ہے اور صدقہ کو قبول کرنا واجب ہے کیونکہ اس کے لیے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے: **فاقبلوا** یعنی تم صدقہ قبول کرو۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک حالت سفر میں قصر بھی جائز ہے اور مکمل نماز پڑھنا بھی۔ اس کو قصر رخصت کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: افطر وصمت وقصر واتممت فقلت بابی وامی افطرت وصمت و قصرت واتممت فقال: احسنت یا عائشۃ (سنن نسائی جلداوّل ص۲۱۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں افطار بھی کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور آپ نے قصر بھی کیا اور میں نے اتمام صلوٰۃ بھی کیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والدین آپ پر نثار ہوں! آپ نے افطار کیا میں نے روزہ رکھا، آپ نے قصر کیا جبکہ میں نے اتمام صلوٰۃ کی ہے؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے اچھا کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ روایت بے اصل، موضوع اور کذب پر مبنی ہے، جس کی نسبت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوةُ

باب 2: کتنے سفر میں نماز قصر کی جائے گی؟

503 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَقَامَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ تِسْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ اِذَا اَقَمْنَا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَاِنْ زِدْنَا عَلٰى ذٰلِكَ اَتْمَمْنَا الصَّلٰوةَ

آثارِ صحابہ: وَرُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَقَامَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ

503- اخرجه البخاري (653/2): كتاب تقصير الصلاة باب: ماجاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر حديث (1081) و (615/7): كتاب المغازي: باب: مقام النبي صلى الله عليه وسلم بمكة زمن الفتح حديث (4297) ومسلم (12/3- الابي): كتاب صلاة المسافرين و قصرها حديث (693/15) وابو داؤد (390/10): كتاب الصلاة: باب: متى يتم المسافر؟ حديث (1233) والنسائي (118/3) كتاب تقصير الصلاة في السفر حديث (1438) و (121/3) باب: المقام الذي يقصر بمثله الصلاة حديث (1452) وابن ماجه (342/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة حديث (1077) واحمد (3/187-190-282) والدارمي (355/1): كتاب الصلاة: باب: فيمن اراد ان يقيم ببلدة كم يقيم حتى يقصر الصلاة وابن خزيمة (75/2) حديث (956) و (326/4) حديث (2996) من طريق يحيى بن ابي اسحق عن انس بن مالك فذكره-

وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَقَدْ رُوِیَ عَنْهُ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ وَرُوِیَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ اِذَا اَقَامَ اَرْبَعًا صَلّٰى اَرْبَعًا وَّرَوٰى عَنْهُ ذٰلِكَ قَتَادَةُ وَعَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ وَرَوٰى عَنْهُ دَاوُدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ خِلَافَ هٰذَا

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدُ فِیْ ذٰلِكَ فَاَمَّا سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ فَذَهَبُوْا اِلٰى تَوْقِيْتِ خَمْسَ عَشْرَةَ وَقَالُوْا اِذَا اَجْمَعَ عَلٰى اِقَامَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰى اِقَامَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰى اِقَامَةِ اَرْبَعَةٍ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ وَاَمَّا اِسْحٰقُ فَرَاٰى اَقْوَى الْمَذَاهِبِ فِيْهِ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِاَنَّهُ رَوٰى عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَاَوَّلَهُ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰى اِقَامَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ الْمُسَافِرَ يَقْصُرُ مَا لَمْ يُجْمِعْ اِقَامَةً وَّاِنْ اَتٰى عَلَيْهِ سِنُوْنَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے' تو آپ نے دورکعت نماز ادا کی۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا تھا' تو انہوں نے جواب دیا: دس دن۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: آپ نے اپنے ایک سفر کے دوران انیس دن قیام کیا تھا' اور اس دوران آپ دورکعت نماز ہی ادا کرتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ہم کسی جگہ پر انیس دن تک کا قیام کریں' تو دورکعت نماز بھی ادا کریں گے' اگر اس سے زیادہ قیام کرلیں' تو مکمل نماز ادا کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص دس دن قیام کرے وہ پوری نماز ادا کرے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بات منقول ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص پندرہ دن قیام کرے گا وہ پوری نماز ادا کرے گا۔

انہی سے ایک روایت بارہ دن کے بارے میں بھی ہے۔

سعید بن مسیّب سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی چار دن قیام کرے' تو چار رکعت نماز ادا کرے گا۔

قتادہ اور عطا خرسانی نے ان سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

جبکہ داؤد بن ابو ہند نے ان کے حوالے سے اس کے برعکس روایت نقل کی ہے۔

اس کے بعد اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے' جہاں تک سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ کا تعلق ہے' تو انہوں نے یہ مدت

پندرہ دن مقرر کی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی پندرہ دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ پوری نماز ادا کرے گا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں: جب آدمی بارہ دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم یہ فرماتے ہیں: جب آدمی چار دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سب سے مستند روایت وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: پہلے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بعد میں خود بھی اس پر عمل کیا ہے: جب کوئی آدمی انیس دن قیام کا ارادہ کر لے تو وہ مکمل نماز ادا کرے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس کے بعد تمام اہلِ علم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے: مسافر شخص اس وقت تک قصر نماز ادا کرتا رہے گا جب تک وہ قیام کا ارادہ نہیں کر لیتا اگرچہ اسے کئی برس گزر جائیں۔

504 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا فَصَلّٰى تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا اَقَمْنَا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا اَرْبَعًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر کیا، تو آپ نے انیس دن تک دو، دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم بھی انیس دن تک دو، دو رکعت ہی نماز ادا کرتے ہیں، اگر ہم نے اس سے زیادہ قیام کرنا ہو تو پھر ہم چار رکعت ادا کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب حسن صحیح" ہے۔

شرح

مسافت قصر اور مدت قصر میں مذاہب آئمہ

قصر نماز کی مسافت شرعی اور مدت قصر میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے دونوں مسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

504- اخرجه البخاری (653/2): كتاب تقصير الصلاة: باب ماجاء فی التقصير وكم يقيم حتى يقصر حديث (1081) و (615/7): كتاب المغازی: باب: مقام النبی صلى الله عليه وسلم بمكة زمن الفتح حديث (4298-4299) وابو داؤد (392/1) كتاب الصلاة: باب: متى يتم المسافر؟ حديث (1230-1232) وابن ماجه (341/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلده حديث (1075) واحمد (223/1 - 303 - 315) وعبدالله بن احمد فی زوائده على "المسند" (315/1) وعبد بن حميد ص (201-202) حديث (582-585) وابن خزيمة (74/2) حديث (955) من طريق عكرمة عن ابن عباس فذكره۔

مسافت قصر: کتنی مسافت کو سفر شرعی قرار دیتے ہوئے نماز قصر جائز ہوگی؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کم از کم تین دن کے سفر کا ارادہ ہو تو نماز قصر جائز ہوگی۔ محلہ یا گاؤں کی حد سے نکلنے سے لے کر واپسی پر محلّہ میں داخل ہونے تک رباعی نمازوں یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں قصر کی جائے گی۔ اس سے تین دن کا سفر میانی رفتار کا مراد ہے۔ دوران سفر دو پہر میں مختصر قیام راحت، نمازوں کی ادائیگی اور طعام وغیرہ کے لیے ٹھہرنا بھی شامل ہے۔ یہ سفر طلوع آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ رات میں آرام وسکون اور اتمام نوم وغیرہ ہو گا۔ تین ایام کی یہ کل مسافت ساڑھے ستاون میل بنتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے۔

جمہور نے کثیر آثار صحابہ سے اپنے مؤقف پر استدلال کیا ہے۔

۲-بعض اہل ظواہر کے نزدیک مسافت قصر صلوٰۃ تین میل ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج مسيرة ثلاثة اميال او ثلاثة فراسخ (سنن ابی داؤد جلداوّل ص ۱۷۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل کی مسافت کے ارادہ سے نکلتے تو قصر فرمایا کرتے تھے۔

جمہور آئمہ کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل کا سفر طے کر لیتے تو نماز قصر کا آغاز فرماتے تھے۔

مدت قصر: احادیث باب سے متعلق دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کتنے ایام کی اقامت مسافت قصر کی نیت کو باطل کر دیتی ہے؟ اس بارے میں بھی آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱-حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے مسافر جب چار ایام سے زائد قیام کی نیت کرتا ہے تو نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: اذا اقام اربعا صلى اربعا (جامع الترمذی) جب کوئی شخص چار ایام اقامت کرے تو وہ چار رکعت نماز ادا کرے۔

۲-حضرت ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسافر جب ایک دن اور ایک رات کے قیام کی نیت کرے تو نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔

۳-حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ایام کی اقامت سے نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: اذا اجمعت ان تقيم اثنتى عشرة ليلة فاتم الصلوة (مصنف عبدالرزاق) جب تم بارہ راتوں کے قیام کا ارادہ کرو تو نماز پوری پڑھو"۔

۴-حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انیس ایام کے قیام کے ارادہ سے نیت قصر باطل ہو جاتی ہے۔

۵-حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسافر جب تک وطن واپس نہیں آ جاتا اس وقت تک وہ نماز میں قصر

کرتا رہے گا۔

۶۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پندرہ ایام یا اس سے زائد مدت قیام سے نیت قصر باطل ہو جائے گی اور اتمام صلوٰۃ ضروری ہو جائے گا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: اذا کنت مسافرا فوطنت نفسك علی اقامة خمسة عشر یوما فاتمم الصلوٰۃ وان کنت لاتدری فاقصر الصلوٰۃ (کتاب الآثار،ص۴۴) جب تو حالت سفر میں پندرہ ایام تک قیام کا ارادہ کرے تو نماز پوری ادا کر اور اگر تجھے (پندرہ ایام تک قیام کا) یقین نہ ہو نماز میں قصر کر۔ علاوہ ازیں وہ روایات جن میں پندرہ ایام سے زائد کے قیام کا ذکر ہے ان سے بھی آپ کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔

نماز قصر کے حوالے سے فقہی مسائل

دوران سفر نماز قصر کے حوالے سے چند اہم اور ضروری فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ شرعی مسافر وہ شخص ہے جو تین ایام کی مسافت پر جانے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ محلّہ یا بستی سے باہر نکل جائے۔

☆ فناء شہر یعنی شہر کے وہ مقامات جو اہل شہر کے مقاصد کے لیے استعمال کیے جاتے ہوں مثلاً قبرستان، گھڑ دوڑ کا میدان اور کوڑا پھینکنے کی جگہ وغیرہ سے باہر نکل جائے۔

☆ مسافر پر قصر نماز واجب ہے۔ وہ رباعی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء کے فرائض دو رکعت پڑھے۔ مسافر کے حق میں دو فرائض، چار فرائض کے برابر ہیں۔ اگر مسافر نے دو رکعت کی بجائے چار رکعت فرائض پڑھ لیے اور پہلا قعدہ بھی بیٹھا تھا تو پہلی دو رکعت فرض اور دوسری دو رکعت نوافل ہوں گے۔

☆ قصر نماز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسافر کے لیے رخصت ہے خواہ وہ سفر نیکی کا ہو یا برائی کا بہر حال اس پر احکام نافذ ہوں گے۔

☆ مسافر اس وقت تک مسافر تصور ہوگا جب تک وہ کسی مقام پر پندرہ ایام تک قیام کا ارادہ نہ کرے یا وہ اپنی بستی یا محلّہ میں واپس نہ آ جائے۔

☆ صحت نیت اقامت کی چھ شرائط ہیں: (۱) کم از کم پندرہ ایام تک قیام کا قصد ہو۔ (۲) سفر ترک کر دے۔ (۳) وہ جگہ اقامت اختیار کرنے کے لیے کافی ہو۔ (۴) ایک ہی جگہ میں اقامت کی نیت کی ہو۔ (۵) اقامت میں استقلال ہو۔ (۶) مسافر کی ظاہری حالت اس کے قصد کے منافی نہ ہو۔

☆ مسافر اگر اپنے ارادہ میں پختہ نہ ہو تو وہ پندرہ ایام کی نیت سے مقیم نہیں ہوگا مثلاً ایسی خاتون جس کا مہر معجّل شوہر کے ذمہ باقی ہو، شوہر کی تابع ہے اور اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

☆ اداء وقضاء دونوں میں مقیم، مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کرے۔

☆ وقت ختم ہو جانے پر مسافر، مقیم کی اقتداء نہیں کر سکتا، صرف وقت میں کر سکتا ہے۔

☆وطن دو قسم کے ہیں: (۱) وطن اصلی: وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو یا اس کے اہل خانہ رہائش پذیر ہوں یا وہ رہائش پذیر ہو گیا ہو اور وہ وہاں سے نہ جائے۔ (۲) وطن اقامت: یہ ایسی جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ ایام یا اس سے زائد ایام تک ٹھہرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہو۔

☆مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ جائے تو اس کا سفر ختم ہو جائے گا خواہ اس نے اقامت کا قصد کیا ہو یا نہ۔

☆دوران سفر حضر کے ایام کی فوت شدہ نماز قضا کرنے کی صورت میں پوری پڑھی جائے گی۔ حالت حضر میں سفر کے دنوں کی فوت شدہ نماز قضا کرنے کی صورت میں قصر نماز پڑھی جائے گی۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلداول مدینہ از صفحہ ۷۴۰ تا ۷۵۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

باب 3: سفر کے دوران نفل نماز ادا کرنا

505 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَرَآهُ حَسَنًا

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ

مذاہبِ فقہاء: ثُمَّ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَطَوَّعَ الرَّجُلُ فِي السَّفَرِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ وَلَمْ تَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَمَعْنَى مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ قَبُولُ الرُّخْصَةِ وَمَنْ تَطَوَّعَ فَلَهُ فِي ذٰلِكَ فَضْلٌ كَثِيرٌ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ التَّطَوُّعَ فِي السَّفَرِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اٹھارہ اسفار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں، میں نے آپ

505- اخرجه ابو داؤد (390/1): كتاب الصلاة: باب: التطوع في السفر، حديث (1222)، واحمد (292/4)، و (295/4)، وابن خزيمة (244/2) حديث (1253) من طريق صفوان بن سليم، عن ابي بسرة الغفاري عن البراء بن عازب فذكره۔

کونہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے دو رکعت ترک کی ہوں۔ اس وقت جب ظہر سے پہلے سورج ڈھل جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت براء سے منقول حدیث "غریب" ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو ان کے علم میں یہ روایت صرف لیث بن سعد نامی راوی کے حوالے سے منقول تھی۔

امام بخاری کو ابو بسرہ غفاری نامی راوی کا نہیں پتا تھا' تاہم انہوں نے اس روایت کو "حسن" قرار دیا ہے۔

انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نفل نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

اور انہی کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ سفر کے دوران نفل نماز ادا کر لیتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض صحابہ کرام کے نزدیک آدمی سفر کے دو. ان نفل نماز ادا کر سکتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک آدمی (سفر کے دوران) فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز ادا نہیں کر سکتا۔

جو حضرات یہ کہتے ہیں: آدمی سفر کے دوران نفل نماز ادا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے رخصت کو قبول کیا ہے' اور جو لوگ نفل نماز ادا کرتے ہیں' تو اس شخص کے لیے اس بارے میں بہت زیادہ فضیلت ہے۔

اکثر اہلِ علم کا قول یہی ہے۔ انہوں نے سفر کے دوران نفل نماز پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔

506 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں' سفر کے دوران' ظہر کی نماز میں دو رکعت ادا کی تھیں اور اس کے بعد بھی دو رکعت ادا کی تھیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو عطیہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

507 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِى الْكُوفِيَّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ

506- اخرجه احمد (90/2) من طريق عطية العوفي عن ابي عمر - فذكره-

الظُّهرَ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَّالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَّا تَنْقُصُ فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي السَّفَرِ هِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ مَا رَوٰى ابْنُ اَبِي لَيْلٰى حَدِيْثًا اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْ هٰذَا وَلَا اَرْوِىْ عَنْهُ شَيْئًا

نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضر میں اور سفر میں نماز ادا کی ہے۔ میں نے حضر میں آپ کی اقتداء میں ظہر میں چار رکعت ادا کی اور اس کے بعد دو رکعت ادا کیں اور میں نے آپ کی اقتداء میں سفر میں ظہر کی نماز میں دو رکعت ادا کی تھیں اور اس کے بعد بھی دو رکعت ادا کی تھیں اور عصر میں دو رکعت ادا کی تھیں' لیکن آپ نے اس کے بعد کوئی نفل نماز نہیں پڑھی اور مغرب کی نماز میں حضر میں اور سفر میں برابر تین رکعت ہی ادا کی تھیں۔ حضر میں اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور سفر میں بھی کوئی نہیں ہوئی۔ یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد دو رکعت ادا کی تھیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابن ابی لیلیٰ نے میرے نزدیک اس سے بہترین اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ تاہم میں ان سے روایت نقل نہیں کرتا ہوں۔

شرح

دورانِ سفر سنن مؤکدہ کے ادا کرنے میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حالت سفر میں رباعی نماز میں قصر کی جائے گی لیکن نوافل یعنی صلوٰۃ اشراق، صلوٰۃ چاشت، صلوٰۃ اوابین اور صلوٰۃ تہجد ادا کرنا جائز ہے۔ البتہ سنن مؤکدہ کے ادا کرنے یا نہ کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنن مؤکدہ کا حسب معمول ادا کی جائیں گی۔ بالخصوص فجر کی دو سنت دوسری سنن کی نسبت زیادہ مؤکدہ ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **لا تدعوهما** (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص ۱۷۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فجر کی دو سنت ترک نہ کرو۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر میں فجر کی دو سنت اہتمام سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر قضاء ہو جانے پھر اسے ادا کرنے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: **ثم اذن بلال بالصلوٰة فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين ثم صلى الغداة فصنع كما كان يصنع كل يوم** (الصحیح للمسلم جلد اوّل ص ۲۳۹) پھر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کی اذان کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا فرمائیں پھر آپ نے فجر

507- اخرجه ابن خزيمة (244/2) حديث (1254) من طريق ابن ابى ليلى عن نافع و عطية بن سعد العوفى عن ابن عمر فذكره۔

کی نماز حسب معمول ادا فرمائی۔اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں کی قضاء کر کے اپنے عمل سے ان کی تاکید مزید فرمادی۔واللہ تعالٰی اعلم ۔یہی حکم تمام سنن مؤکدہ کا ہے۔الحاصل: مسافت شرعی کے دوران رباعی نمازوں یعنی ظہر،عصر اور عشاء کے فرائض میں صرف قصر کی جائے گی باقی سنن ونوافل مؤکدہ وغیر مؤکدہ سب حسب معمول پڑھی جائیں گی۔کچھ لوگ کم علمی یا بے عملی کے سبب فرائض میں قصر کرنے کے ساتھ ساتھ نوافل وسنن کو مکمل طور پر ترک کر دیتے ہیں۔نوافل وسنن کے ادا کرنے کا مقصد فرائض کے نقائص اور کمی کی تکمیل ہے۔اس طرح ان کے ادا کرنے کی اہمیت،افادیت اور فضیلت سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

باب4: دونمازیں اکٹھی کرنا

508 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ هُوَ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوكَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلَى اَنْ يَّجْمَعَهَا اِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيْعًا وَّاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ اِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالصَّحِيْحُ عَنْ اُسَامَةَ وَرَوٰى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ قُتَيْبَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا اللُّؤْلُؤِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْاَعْيَنُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَعْنِيْ حَدِيْثَ مُعَاذٍ وَّحَدِيْثُ مُعَاذٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ تَفَرَّدَ بِهٖ قُتَيْبَةُ لَا نَعْرِفُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنِ اللَّيْثِ غَيْرَهُ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: وَّالْمَعْرُوْفُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيْثُ مُعَاذٍ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ رَوَاهُ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ وَّسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ

508- اخرجه ابو داؤد (389/1): كتاب الصلاة: باب: الجمع بين الصلاتين حديث (1220) واحمد في "مسنده": (241/5) من طريق قتيبة بن سعيد قال: حديث الليث بن سعد عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الطفيل عامر بن واثلة عن معاذ بن جبل فذكره۔

مذاہب فقہاء: وَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَقُوْلَانِ لَا بَاْسَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ فِيْ وَقْتِ اِحْدَاهُمَا

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ تبوک کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے سے پہلے روانہ ہوتے' تو آپ ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ ملا دیتے تھے اور ان دونوں کو ایک ساتھ ادا کرتے تھے' اور اگر آپ نے سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرنا ہوتا' تو عصر کی نماز کو ظہر کی نماز کے ساتھ ملا کر جلدی ادا کر لیتے تھے اور ظہر اور عصر ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔ پھر آپ روانہ ہو جاتے تھے۔ اسی طرح اگر آپ نے مغرب سے پہلے روانہ ہونا ہوتا' تو آپ مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ ادا کرتے تھے' اور اگر آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہونا ہوتا' تو آپ عشاء کی نماز جلدی ادا کر لیتے تھے اور اسے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ''صحیح'' یہ ہے کہ یہ روایت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علی بن مدینی نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے قتیبہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ قتیبہ نامی راوی نے اسے نقل کرنے میں تفرد کیا ہے۔

ہمیں قتیبہ کے علاوہ کسی ایسے شخص کا پتہ نہیں ہے' جس نے اس روایت کو لیث کے حوالے سے بیان کیا ہو۔

لیث نے یزید بن ابوحبیب کے حوالے سے' ابوطفیل کے حوالے سے، حضرت معاذ سے جو روایت نقل کی ہے وہ ''غریب'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک معروف روایت وہ ہے: جو ابوزبیر نامی راوی نے' ابوطفیل کے حوالے سے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

اس روایت کو قرہ بن خالد، سفیان ثوری، امام مالک اور دیگر کئی راویوں نے ابوزبیر مکی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہما یہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: آدمی سفر کے دوران دو نمازوں کو ایک وقت میں اکٹھا ادا کر لے۔

509 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ

509- اخرجه مالك في "الموطا" :(144/1)؛ كتاب قصر الصلاة في السفر' باب: الجمع بين الصلاتين في الحضر والسفر' حديث (3)' و مسلم (23/3 - الابی) كتاب صلاة المسافرين و قصرها' حديث (42-703/43) وابو داؤد (386/1)؛ كتاب الصلاة؛ باب: الجمع بين الصلاتين' حديث (1207-1213)' والنسائي (1/287- 288) ؛ كتاب الصلاة؛ باب: الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء' و (289/1)؛ باب: الحال التي يجمع فيها بين الصلاتين' واحمد في "مسنده" : -51 -54 -80 -102 -106 -150 4/2-7 -63)' وعبد بن حميد' ص (243)' حديث (748)' وابن خزيمة (84/2) حديث (970) من طريق نافع عن ابن عمر' فذكره-

ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّهُ اسْتُغِيثَ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ فَجَدَّ بِهِ السَّيْرُ فَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: ان کی اہلیہ کے حوالے سے ان سے مدد مانگی گئی (یعنی انہوں نے جلدی پہنچنا تھا) تو انہوں نے سفر تیز کر دیا اور مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیا۔ یہاں تک کہ شفق غروب ہوگئی تو وہ سواری سے اترے اور انہوں نے ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا کیا' اور لوگوں کو یہ بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے' جب آپ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

لیث نے یزید بن ابوحبیب کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

مسئلہ جمع صلوٰتین میں مذاہب آئمہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ حج کے دوران میدان عرفات اور مزدلفہ میں جمع صلوٰتین جائز ہے۔ اس لیے کہ عہد رسالت سے لے کر تا عصر حاضر اس پر تواتر سے عمل ہوتا آ رہا ہے۔ ان دو مقامات کے علاوہ کسی عذر کی بناء پر جمع صلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اعذار کی وجہ سے جمع صلوٰتین جائز ہے مثلاً ظہرین اور عشائین کو جمع کرنا جائز ہے۔ البتہ اعذار کے حوالے سے ان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعذار تین ہیں: (۱) سفر (۲) بارش (۳) مرض۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عذر صرف ایک ہے۔ وہ سفر ہے۔ جمع صلوٰتین تقدیماً و تاخیراً میں بھی آئمہ ثلاثہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمع صلوٰتین مطلقاً جائز ہے خواہ تقدیماً ہو یا تاخیراً۔ وہ اس طرح کہ نماز ظہر میں تاخیر کر کے دونوں کو عصر کے وقت میں یا نماز عصر کو مقدم کر کے دونوں کو ظہر کے وقت میں پڑھا جائے۔ اسی طرح نماز مغرب کو مؤخر کر کے دونوں کو نماز عشاء کے وقت میں یا نماز عشاء کو مقدم کر کے دونوں کو مغرب کے وقت میں پڑھا جائے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) جمع تقدیم ناجائز اور جمع تاخیر جائز ہے۔ (۲) عجلت کے سفر میں جمع تقدیم جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جمع صلوٰتین مطلقاً ناجائز ہے تقدیماً اور تاخیراً بھی۔ البتہ شدید مجبوری اور عذر کی بناء پر جمع صلوٰتین صوری جائز ہوگی نہ کہ حقیقی۔ جمع صلوٰتین صوری کی شکل یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت

میں اور دوسری نماز کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے۔ مثلاً ظہر کو بالکل اس کے آخری وقت اور نماز عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں ادا کیا جائے۔ اس صورت کو جمع صوری کہتے ہیں نہ کہ جمع حقیقی کیونکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں۔ آپ نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتابًا موقوتًا ۔ بیشک نماز اپنے اپنے مقررہ وقتوں میں مومنوں پر فرض کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب 5: نماز استسقاء کا بیان

510 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَائَةِ فِيهَا وَحَوَّلَ رِدَائَهٗ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَسْقٰى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّآبِي اللَّحْمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّعَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ

510– اخرجه مالك في "الموطا" : (190/1) كتاب الاستسقاء: باب: العمل في الاستسقاء' حديث (1)' والبخاري (571/2): كتاب الاستسقاء: باب: الاستسقاء و خروج النبي صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء' حديث (1005)' و (578/2): باب: تحويل الرداء في الاستسقاء' حديث (1012-1011)' و (595/2): باب الدعاة في الاستسقاء قائما' حديث (1023)' و (597/2): باب: الجهر بالقراءة في الاستسقاء' وباب: كيف حول النبي صلى الله عليه وسلم ظهره الى الناس؟ حديث (1025)' وباب: صلاة الاستسقاء ركعتين' حديث (1026)' و (598/2): باب: الاستسقاء في المصلى' حديث (1027)' وباب: استقبال القبلة في الاستسقاء حديث (1028)' و (148/11): كتاب الدعوات: باب: الدعاء مستقبل القبلة' حديث (6343)' و مسلم (274/3-الابي) كتاب صلاة الاستسقاء' حديث (1-2-3-894/4)' وابو داؤد (372/1): كتاب الصلاة: باب: جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها' حديث (1161 -1162 -1163 -1164)' و (373/1): باب: في اي وقت يحول رداء ه اذا استسقى حديث (1166 -1167)' والنسائي (-155/3): كتاب الاستسقاء باب' خروج الامام الى المصلى للاستسقاء' و (157/3): باب: تحويل الامام ظهره اليالناس عند الدعاء في الاستسقاء' وباب: تقليب الامام الرداء عند الاستسقاء' وباب: متى يحول الامام رداء ه' و (156/3): باب: الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج' و (158/3): باب: رفع الامام يده' و (163/3): باب: الصلاة بعد الدعاء' و باب: كم صلاة الاستسقاء' و (164/3): باب: الجهر بالقراء ة في صلاة الاستسقاء وابن ماجه (403/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب ما جاء في صلاة الاستسقاء' حديث (1267)' واحمد في "مسنده" : (38/4 -39 -40 -41 -42) والحميدي (201/1) حديث (416- 415)' وعبد بن حميد' ص (184)' حديث (516)' والدارمي (360/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الاستسقاء' وابن خزيمة (331/2)' حديث (1406)' و (332/2) حديث (1407)' و (333/2) حديث (1410)' و (334/2) حديث (1414)' و (335/2) حديث (1415)' و (337/2) حديث (1420)' و (339/2) حديث (1424) من طريق عباد بن تميم عن عمه عبدالله بن يزيد بن عاصم المازني' فذكره۔

اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ

◆◆ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ لوگوں کو لے کر نکلے تاکہ نماز استسقاء ادا کریں آپ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی پھر آپ نے اپنی چادر کو الٹا دیا' آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور بارش کے نزول کی دعا کی اور قبلہ کی طرف رخ کرلیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی لحم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

عباد بن تمیم کے چچا کا نام حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔

511 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى اٰبِي اللَّحْمِ عَنْ اٰبِي اللَّحْمِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْنِعٌ بِكَفَّيْهِ يَدْعُو

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: كَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اٰبِي اللَّحْمِ وَلَا نَعْرِفُ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ الْوَاحِدَ وَعُمَيْرٌ مَوْلٰى اٰبِي اللَّحْمِ قَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ وَلَهٗ صُحْبَةٌ

◆◆ حضرت ابی لحم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو "حجار زیت" کے قریب دیکھا' آپ ﷺ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) قتیبہ نے اس روایت میں حضرت ابی لحم کے حوالے سے اسی طرح بیان کیا ہے' اور ہمارے علم کے مطابق ان کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔

حضرت ابی لحم کے غلام عمیر نے بھی' نبی اکرم ﷺ سے' احادیث نقل کی ہیں اور انہیں بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

512 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اِسْحٰقَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ

511– اخرجه النسائي (158/3): كتاب الاستسقاء: باب: كيف يرفع' واحمد (223/5) من طريق الليث بن سعد' عن خالد بن يزيد عن سعيد بن ابي هلال' عن يزيد بن عبدالله' عن عمير مولى آبي اللحم عن آبي اللحم الغفاري' فذكره-

512– اخرجه ابو داؤد (373/1): كتاب الصلاة: باب: جماع ابواب صلاة الاستسقاء و تفريعها' حديث (1165)' والنسائي (156/3): كتاب الاستسقاء: باب: الحال التي يستحب للامام ان يكون عليها اذا خرج' وباب: جلوس الامام على المنبر للاستسقاء' و (163/3): باب: كيف صلاة الاستسقاء' وابن ماجه (403/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في صلاة الاستسقاء' حديث (1266)' واحمد (355/230/1) وابن خزيمة (331/2) حديث (1405)' و (332/2) حديث (1408) من طريق هشام بن اسحق بن عبدالله بن كنانة' عن ابيه' عن ابن عباس' فذكره-

عَنْ اَبِیْهِ قَالَ

متن حدیث: اَرْسَلَنِی الْوَلِیْدُ بْنُ عُقْبَةَ وَهُوَ اَمِیْرُ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهُ عَنِ اسْتِسْقَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتّٰی اَتَی الْمُصَلّٰی فَلَمْ یَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ وَلٰكِنْ لَمْ یَزَلْ فِی الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِیْرِ وَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ كَمَا كَانَ یُصَلِّیْ فِی الْعِیْدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ اَبِیْهِ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِیْهِ مُتَخَشِّعًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ قَالَ یُصَلِّیْ صَلَاةَ الْاِسْتِسْقَاءِ نَحْوَ صَلَاةِ الْعِیْدَیْنِ یُكَبِّرُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰی سَبْعًا وَّفِی الثَّانِیَةِ خَمْسًا وَّاحْتَجَّ بِحَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَرُوِیَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا یُكَبِّرُ فِیْ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ كَمَا یُكَبِّرُ فِیْ صَلَاةِ الْعِیْدَیْنِ وَقَالَ النُّعْمَانُ اَبُوْ حَنِیْفَةَ لَا تُصَلّٰی صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ وَلَا اٰمُرُهُمْ بِتَحْوِیْلِ الرِّدَاءِ وَلٰكِنْ یَّدْعُوْنَ وَیَرْجِعُوْنَ بِجُمْلَتِهِمْ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: خَالَفَ السُّنَّةَ

◆◆ ہشام بن اسحٰق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ ولید بن عقبہ نے مجھے بھیجا جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ اس نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء کے بارے میں دریافت کروں میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زینت کے بغیر عاجزی کے عالم میں گریہ وزاری کرتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ عیدگاہ تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرح خطبہ نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دعا میں گریہ وزاری میں اور تکبیر کہنے میں مشغول رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی۔ جس طرح آپ عید کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہشام بن اسحٰق اپنے والد کے حوالے سے' اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں' تاہم اس میں ایک لفظ ''خشوع وخضوع'' کے ساتھ زائد ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء عیدین کی نماز کی طرح ادا کی جائے گی۔ اس میں پہلی رکعت میں سات مرتبہ تکبیر کہی جائے گی اور دوسری رکعت میں پانچ مرتبہ تکبیر کہی جائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے' وہ فرماتے ہیں: نماز استسقاء میں عیدین کی نماز کی طرح تکبیر نہیں کہی جائے گی۔

(امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے یہ کہا ہے: نماز استسقاء ادا نہیں کی جائے گی' میں انہیں چادر الٹانے کی ہدایت بھی نہیں کروں گا' البتہ (بارش کے نازل کے لیے لوگ جمع ہوکر) دعا مانگیں گے اور سب واپس آجائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے سنت کے برخلاف (فتویٰ دیا) ہے۔

شرح

صلوٰۃ استسقاء کا طریقہ

صلوٰۃ استسقاء ادا کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱- لوگ جمع ہوکر اپنے امام کی سرپرستی میں میدان میں جائیں اور وہاں اجتماعی طور پر طویل دعا کریں۔ یہ طریقہ حضرت ابواللحم رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مقام "احجار الزیت" میں پہنچے اور وہاں عجز وانکسار کی تصویر بن کر خوب گڑگڑا کر طلب باراں کے لیے دعا کی اور پھر واپس تشریف لے آئے۔

۲- دوران خطبہ جمعہ دعا استسقاء کی جائے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ طلب باراں کی دعا کریں کیونکہ ہماری فصلیں ضائع ہوگئیں اور پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے جانور نڈھال ہیں۔ آپ نے دوران خطبہ دعا فرمائی تو سلسلہ نزول باراں شروع ہوگیا اور لوگ بھیگ کر اپنے گھروں میں پہنچے۔ نزول باراں کا سلسلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا حتیٰ کہ آئندہ جمعہ آگیا۔ پھر خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو گزشتہ جمعہ والا شخص یا دوسرا شخص دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! نزول باراں کا سلسلہ ہمارے لیے وبال ثابت ہورہا ہے، لہٰذا آپ بارش تھمنے کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے بارش تھمنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور یوں کہا: اللھم حوالینا ولا علینا (الصحیح للبخاری) اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر بارش نہ ہو۔ اسی وقت مدینہ میں بارش رک گئی جبکہ اس کے اطراف میں مسلسل بارش ہوتی رہی"۔

۳- امام مقتدیوں کو لے کر میدان میں جائے، لوگوں کے کپڑے سادہ ہوں، سروں پر بھی کپڑے نہ ہوں اور جانوروں کو بھی ساتھ لے جائیں۔ دوگانہ نماز ادا کی جائے، طویل قرأت کی جائے اور اختتام پر الٹے ہاتھ کرکے طویل ترین دعا کی جائے۔ امام خطبہ بھی دے۔ حدیث باب سے نماز کا طریقہ یہ ثابت ہوتا ہے۔

صلوٰۃ استسقاء میں مذاہب آئمہ

صلوٰۃ استسقاء کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلوٰۃ استسقاء کے تین طریقے ہیں: (ا) نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ کے بعد

طلب باراں کی دعا کی جائے۔(۲)امام لوگوں کو لے کر میدان میں جائے اور وہاں طلب باراں کی اجتماعی دعا کریں۔(۳)امام لوگوں کو لے کر میدان میں جائے اور وہاں دوگانہ نماز ادا کریں،قرأت میں طوالت سے کام لیا جائے اور اختتام پر اجتماعی دعا کی جائے۔گویا آپ کے نزدیک دعا کی جاسکتی ہے اور نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۲-حضرت امام شافعی،حضرت امام مالک اور حضرت احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز استسقاء سنت ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

دوگانہ نماز استسقاء کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں ھل اتٰك کی قرأت کی جائے۔دعا کے وقت توبہ و استغفار کی جائے۔امام چادر بھی الٹائے یعنی اوپر کے کنارے نیچے اور نیچے کے اوپر لائے۔امام اس میں جہری قرأت کرے گا۔یہ نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے اور انفرادی طور پر بھی۔نماز استسقاء تین دن تک پڑھی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

باب 6: نماز کسوف کا بیان

513 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ صَلّٰى فِیْ كُسُوْفٍ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَالْاُخْرٰى مِثْلُهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ بَكْرَةَ وَسَمُرَةَ وَاَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنِ عُمَرَ وَقَبِيْصَةَ الْهِلَالِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى فِیْ كُسُوفٍ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِیْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالَ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الْقِرَائَةِ فِیْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

مذاہبِ فقہاء: فَرَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّسِرَّ بِالْقِرَائَةِ فِيْهَا بِالنَّهَارِ وَرَاٰی بَعْضُهُمْ اَنْ يَّجْهَرَ بِالْقِرَائَةِ فِيْهَا

513- اخرجه مسلم (3/305- الابی): كتاب الكسوف: باب: ذكر من قال انه ركع ثمان ركعات فی اربع سجدات' حديث (909/19)' وابو داؤد (1/379): كتاب الصلاة: باب من قال: اربع ركعات' حديث (1183)' والنسائی (3/128-129) كتاب الكسوف: باب: كيف صلاة الكسوف' واحمد (1/225-346)' والدارمی (1/359): كتاب الصلاة: باب: الصلاة عند الكسوف وابن خزيمة (2/317) حديث (1385) من طريق سفيان الثوری' عن حبيب بن ابی ثابت' عن طاوس عن ابن عباس' فذكره-

كَنَحْوِ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ وَبِهِ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَرَوْنَ الْجَهْرَ فِيْهَا وقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَجْهَرُ فِيْهَا وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ صَحَّ عَنْهُ اَنَّهٗ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّصَحَّ عَنْهُ اَيْضًا اَنَّهٗ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّهٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ جَائِزٌ عَلٰى قَدْرِ الْكُسُوفِ اِنْ تَطَاوَلَ الْكُسُوفُ فَصَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَهُوَ جَائِزٌ وَّاِنْ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّاَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَهُوَ جَائِزٌ وَّيَرٰى اَصْحَابُنَا اَنْ تُصَلّٰى صَلَاةُ الْكُسُوفِ فِيْ جَمَاعَةٍ فِيْ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازکسوف ادا کی' اس میں قرأت کی' پھرآپ رکوع میں چلے گئے۔ پھرآپ نے قرأت کی' پھرآپ رکوع میں چلے گئے پھرآپ نے دومرتبہ سجدے کیے پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازکسوف میں (دو رکعات میں) چارمرتبہ رکوع کیا تھا' اور چارمرتبہ سجدہ کیا تھا۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نمازکسوف میں قرأت کرنے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس نماز میں دن کے وقت پست آواز میں قرأت کی جائے گی۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس نماز میں عیدین اور جمعہ کی نماز کی طرح بلند آواز میں قرأت کی جائے گی۔

امام مالک، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس نماز میں بلند آواز میں قرأت کی جائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں بلند آواز میں قرأت نہیں کی جائے گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دونوں طرح کی روایات مستند طور پر منقول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مستند طور پر یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے (دو رکعات میں) چار مرتبہ رکوع کیا تھا' اور چار سجدے کیے تھے۔

اور آپ سے مستند طور پر یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے چھ مرتبہ رکوع کیا تھا' اور چار سجدے کیے تھے۔

اہلِ علم کے نزدیک یہ گرہن کی مقدار کے حساب سے ہے' اگر گرہن لمبا ہو' تو آدمی چھ رکوع کرے گا' اور چار سجدے کرے گا' اور یہ جائز ہوگا' لیکن اگر وہ چار رکوع کرتا ہے' اور چار سجدے کرتا ہے' اور قرأت طویل کر لیتا ہے' تو یہ بھی جائز ہے۔

ہمارے اصحاب کے نزدیک سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں میں نماز کسوف باجماعت ادا کی جائے گی۔

514 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ هِىَ دُوْنَ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ الشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَرَوْنَ صَلَاةَ الْكُسُوْفِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِىْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ قَالَ الشَّافِعِىُّ يَقْرَاُ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَنَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ سِرًّا اِنْ كَانَ بِالنَّهَارِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَتِهٖ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ بِتَكْبِيْرٍ وَّثَبَتَ قَائِمًا كَمَا هُوَ وَقَرَاَ اَيْضًا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَنَحْوًا مِّنْ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَتِهٖ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ تَامَّتَيْنِ وَيُقِيْمُ فِىْ كُلِّ سَجْدَةٍ نَّحْوًا مِّمَّا اَقَامَ فِىْ رُكُوْعِهٖ ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَنَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَتِهٖ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ بِتَكْبِيْرٍ وَّثَبَتَ قَائِمًا ثُمَّ قَرَاَ نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَتِهٖ ثُمَّ رَفَعَ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ وَسَلَّمَ

514- اخرجه مالك فى "الموطا" : (186/1): كتاب صلاة الكسوف: باب: العمل فى صلاة الكسوف' حديث (1)' والبخارى (615/2): كتاب الكسوف: باب: الصدقة فى الكسوف' حديث (1044)' وينظر اطرافه فى (1046 -1047 -1058 -1065 -1066 -1212 -3203 -4624 -5221 -6631)' ومسلم كتاب الكسوف: باب: صلاة الكسوف' حديث (1-2-3-4-5/901)' وابو داؤد (378/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الكسوف' حديث (1180)' و (380/1): باب: القراءة فى صلاة الكسوف حديث (1187-1188)' و (381/1): باب: ينادى فيها بالصلاة حديث (1190)' و (382/1): باب: الصدقة فيها' حديث (1191)' والنسائى (127/3): كتاب الكسوف: باب' الامر بالنداء لصلاة الكسوف' و (128/3): باب: الصفوف فى صلاة الكسوف و (130/3): باب' نوع آخر منه عن عائشة و (132/3): باب' نوع آخر منه عن عائشة' و (148/3) باب: الجهر بالقراءة فى صلاة الكسوف' و (150/3) باب: التشهد والتسليم فى صلاة الكسوف' و (152/3): باب: كيف الخطبة فى الكسوف' وابن ماجه (401/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فى صلاة الكسوف' حديث (1263) واحمد فى "مسنده" (6/32-65-86-87-164-168)' والحميدى (95/1) حديث (180)' والدارمى (36/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة عند الكسوف' وابن خزيمة (314/2) حديث (1379)' و (319/2) حديث (1387)' و (322/3) حديث (1391)' و (324/3) حديث (1395)' و (328/3) حديث (1398)' من طريق عروة بن الزبير عن عائشة رضى الله عنها' فذكره۔

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ نے طویل قرأت کی' پھر آپ رکوع میں چلے گئے۔ آپ نے طویل رکوع کیا' پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قرأت کی' لیکن پہلی قرأت سے کم تھی۔ پھر آپ رکوع میں چلے گئے اور آپ نے طویل رکوع کیا' لیکن یہ پہلے والے رکوع سے کم تھا' پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ پھر آپ سجدے میں چلے گئے۔ ایسا ہی آپ نے دوسری رکعت میں بھی کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نماز کسوف میں چار رکوع کیے جائیں گے اور چار سجدے کیے جائیں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے گا' اور تقریباً سورہ بقرہ جتنی تلاوت پست آواز میں کرے گا۔ اگر دن کا وقت ہو' پھر وہ رکوع میں چلا جائے گا' اور طویل رکوع کرے گا' جو اس کی قرأت جتنا لمبا ہوگا' پھر وہ کھڑا ہو کر سورہ فاتحہ پڑھے گا' اور تقریباً سورہ آل عمران جتنی تلاوت کرے گا' پھر وہ رکوع میں جائے گا' اور اتنا طویل رکوع کرے گا' جو اس کی اس قرأت جتنا ہو' پھر وہ اپنا سر اٹھائے گا' اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا۔ پھر وہ دو مرتبہ مکمل سجدے کرے گا' اور ہر سجدے میں اتنی دیر ٹھہرے گا جتنی دیر رکوع میں ٹھہرا تھا پھر وہ کھڑا ہو جائے گا' اور سورہ فاتحہ پڑھے گا' اور تقریباً سورہ نساء جتنی تلاوت کرے گا' پھر وہ رکوع میں جائے گا' اور طویل رکوع کرے گا' جو اس کی اس قرأت جتنا طویل ہوگا' پھر وہ تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے گا' اور سیدھا کھڑا ہو جائے گا' پھر قرأت کرے گا' جو تقریباً سورہ مائدہ جتنی ہوگی' پھر وہ رکوع میں جائے گا' اور طویل رکوع کرے گا' جو اس کی اس قرأت جتنا ہوگا' پھر وہ سر اٹھائے گا' اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا' پھر دو مرتبہ سجدہ کرے گا' پھر تشہد پڑھے گا' اور سلام پھیر دے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الْقِرَائَةِ فِي الْكُسُوفِ

باب7: نماز کسوف میں قرأت کس طرح کی جائے گی؟

515 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كُسُوفٍ لَّا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

515- اخرجه ابو داؤد (379/1): كتاب الصلاة: باب: من قال اربع ركعات حديث (1184) والبخاري في "خلق افعال العباد" (53-54) والنسائي (140/3): كتاب الكسوف: باب: نوع آخر و (148/3): باب: ترك الجهر فيها بالقراءة و (152/3): باب: كيف الخطبة في الكسوف وابن ماجه (402/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في صلاة الكسوف حديث (1264) واحمد في "مسنده" (14/5-16-17-19-23) وابن خزيمة (325/2) من طريق الاسود بن قيس قال: حدثني ثعلبة بن عباد العبدي عن سمرة بن جندب فذكره-

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نمازِ کسوف پڑھائی تو ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں دی (یعنی آپ نے پست آواز میں قرأت کی)

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

516 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ صَدَقَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةَ الْكُسُوْفِ وَجَهَرَ بِالْقِرَائَةِ فِيْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَاهُ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ نَحْوَهُ

مذاہب فقہاء: وَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ کسوف ادا کی تھی اور اس میں بلند آواز میں قرأت کی تھی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابواسحٰق فزاری نے سفیان بن حسین کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

امام مالک، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

سورج گہن کی نماز کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ

لفظ کسوف اور خسوف دونوں کا اطلاق سورج گہن اور چاند گہن دونوں پر ہوسکتا ہے۔ اس بات پر تمام آئمہ متفق ہیں کہ نماز سورج گہن باجماعت ادا کرنا سنت ہے۔ البتہ چاند گہن کی نماز باجماعت سنت ہے یا انفرادی طور پر؟ اس میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف نماز مسنون ہے جبکہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ باجماعت نماز سنت ہے۔

قرأت میں مذاہب آئمہ

چاند گہن اگر باجماعت نماز ادا کی جائے تو اس میں قرأت جہری ہوگی کیونکہ یہ رات کی نماز ہے۔ سورج گہن باجماعت ادا

کرنے کی صورت میں قرأت جہری ہوگی یا سری؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قرأت سری ہوگی کیونکہ یہ دن کی نماز ہے جبکہ دن کی رات گونگی ہوا کرتی ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قرأت جہری ہوگی۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

سورج گہن کی نماز کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہے۔ اس کے لیے نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔ اس کی ہر رکعت ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ چار رکعت ایک سلام سے پڑھنے کی صورت میں پہلے قعدہ میں بھی تشہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔ اس نماز میں طویل ترین قرأت کی جائے اور رکوع و سجود کی تسبیحات بڑھا کر ان کو بھی لمبا کیا جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا بھی طویل کی جائے حتیٰ کہ گہن ختم ہو جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ

باب 8: نمازِ خوف کا بیان

517 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاةَ الْخَوْفِ بِاِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ رَكْعَةً وَّالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰی مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَقَامُوْا فِیْ مَقَامِ اُولٰٓئِكَ وَجَآءَ اُولٰٓئِكَ فَصَلّٰی بِهِمْ رَكْعَةً اُخْرٰی ثُمَّ سَلَّمَ عَلَیْهِمْ فَقَامَ هٰٓؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰٓؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَ هٰذَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّحُذَیْفَةَ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ وَاَبِیْ عَیَّاشٍ الزُّرَقِیِّ وَاسْمُهٗ زَیْدُ بْنُ صَامِتٍ وَّاَبِیْ بَكْرَةَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَقَدْ ذَهَبَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ اِلٰی حَدِیْثِ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَقَالَ اَحْمَدُ قَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْخَوْفِ عَلٰی اَوْجُهٍ وَّمَا

517- اخرجه البخاری (497/2): کتاب صلاة الخوف: باب: صلاة الخوف حدیث (942) و (487/7): کتاب المغازی: باب: غزوة ذات الرقاع حدیث (4132 -4133) و مسلم (191/3 - الابی): کتاب صلاة المسافرین و قصرها: باب: صلاة الخوف حدیث (305-839/306) وابو داؤد (398/1): کتاب الصلاة: باب: من قال: یصلی بکل طائفة رکعة ثم یسلم فیقوم کل صف فیصلون لانفسهم رکعة حدیث (1243) والنسائی (171/3): کتاب صلاة الخوف واحمد: (147/1 -150) والدارمی (357/1): کتاب الصلاة: باب: فی صلاة الخوف وابن خزیمة (297/2-298) حدیث (1354-1355) من طریق الزهری عن سالم عن ابیه فذکره-واخرجه النسائی (172/3): کتاب صلاة الخوف من طریق الزهری عن عبدالله بن عمر (لیس فیه سالم)

اَعْلَمُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ اِلَّا حَدِیْثًا صَحِیْحًا وَّاَخْتَارُ حَدِیْثَ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ وَهٰكَذَا قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ ثَبَتَتِ الرِّوَایَاتُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَرَاٰی اَنَّ كُلَّ مَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ فَهُوَ جَائِزٌ وَّهٰذَا عَلٰی قَدْرِ الْخَوْفِ قَالَ اِسْحٰقُ وَلَسْنَا نَخْتَارُ حَدِیْثَ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ عَلٰی غَیْرِهٖ مِنَ الرِّوَایَاتِ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف میں دو میں سے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں موجود رہا' پھر یہ لوگ واپس چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے پھر وہ لوگ آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی اور آپ نے سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنی رکعت مکمل کی' پھر وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی رکعت مکمل کی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعیاش زرقی جن کا نام زید بن صامت ہے' اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نماز خوف کے بارے میں حضرت سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث کو اختیار کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نماز خوف کے مختلف طریقے روایت کیے گئے ہیں اور میرے علم کے مطابق اس بارے میں صرف ایک مستند روایت منقول ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت کو اختیار کیا ہے۔

امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: نماز خوف کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی روایات منقول ہیں۔ امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نماز خوف کے بارے میں جو کچھ بھی منقول ہے' وہ درست ہے اور یہ خوف کی حیثیت کے اعتبار سے ہے۔

امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کسی دوسری روایت کے مقابلے میں بطور خاص اختیار نہیں کریں گے۔

518 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ

آثارِ صحابہ: اَنَّهٗ قَالَ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ یَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُوْمُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ

مِّنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَوُجُوهُهُمْ اِلَى الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَّيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِيْ مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُوْنَ اِلٰى مَقَامِ اُولٰٓئِكَ وَيَجِيْءُ اُولٰٓئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَّيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهٗ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ رَكْعَةً وَّيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَقَالَ لِيْ يَحْيٰى اُكْتُبْهُ اِلٰى جَنْبِهٖ وَلَسْتُ اَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَلٰكِنَّهٗ مِثْلُ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: لَمْ يَرْفَعْهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّهٰكَذَا رَوٰى اَصْحَابُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ مَوْقُوْفًا وَّرَفَعَهٗ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ مَنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ (۱)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَرُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَبُوْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِيُّ اسْمُهٗ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ

518– اخرجه البخاری (486/7): کتاب المغازی: باب: غزوة ذات الرقاع' حدیث (4131) ومسلم (196/3-الابی) کتاب صلاة المسافرین و قصرها: باب صلاة الخوف' حدیث (841/309) وابو داؤد (395/1): کتاب الصلاة: باب: من قال: یقوم صف مع الامام وصف وجاه العدو .... حدیث (1237) والنسائی (170/3): کتاب صلاة الخوف' واحمد (448/3) والدارمی (358/1): کتاب الصلاة: باب: فی صلاة الخوف' وابن ماجه (399/1): کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: ما جاء فی صلاة الخوف' حدیث (1259) وابن خزیمة (299/2-300) حدیث (1356-1357-1359) من طریق شعبة عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیه عن صالح بن خوات عن سهل بن ابی حثمة' فذکره- واخرجه مالك فی "الموطا": (183/1): کتاب صلاة الخوف: باب: صلاة الخوف' حدیث (2) والبخاری (486/7): کتاب المغازی: باب: غزوة ذات الرقاع' حدیث (1431) وابو داؤد (395/1): کتاب الصلاة: باب: من قال: اذا صلی رکعة' وثبت قائما' اتموا لانفسهم رکعة' ثم سلموا' ثم انصرفوا' فکانوا وجاه العدو واختلف فی السلام' حدیث (1239) والنسائی (178/3): کتاب صلاة الخوف' واحمد (448/3) والدارمی (358/1): کتاب الصلاة باب: فی صلاة الخوف' وابن خزیمة (300/2) حدیث (1358) من طریق یحیی بن سعید الانصاری عن القاسم بن محمد عن صالح بن خوات عن سهل بن ابی حثمة فذکره موقوفا-

◆◆ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ نمازِ خوف کے بارے میں فرماتے ہیں: امام قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوگا ایک گروہ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوگا' اور دوسرا دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے گا۔ جسکا رخ دشمن کی طرف ہوگا۔ امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے گا' اور دو سجدے کر لے گا' یہ لوگ بھی اسی طرح کریں گے' پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے اور دوسرے لوگ آ جائیں گے۔ امام انہیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے (یعنی ایک رکعت) پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعات ہو جائیں گی اور ان دونوں میں سے ہر ایک فریق نے ایک رکعت پڑھی ہوگی' پھر یہ فریق اٹھ کر ایک رکوع اور دو سجدوں کے (یعنی ایک رکعت کے ساتھ) اپنی نماز مکمل کر لے گا۔[1]

محمد بن بشار بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن قاسم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، صالح بن خوات کے حوالے سے، حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے' یحییٰ بن سعید انصاری کی نقل کردہ روایت کی مانند حدیث نقل کی۔

انہوں نے مجھ سے فرمایا: اسے بھی اس کے ساتھ لکھ لو' کیونکہ مجھے حدیث اچھی طرح یاد نہیں ہے' تاہم یہ یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کی مانند ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یحییٰ بن سعید انصاری نے اس روایت کو قاسم بن محمد کے حوالے سے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یحییٰ بن سعید انصاری کے ساتھیوں نے بھی اس روایت کو اسی طرح ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

تاہم شعبہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد کے حوالے سے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس نے اس روایت کو یزید بن رومان کے حوالے سے، صالح بن خوات کے حوالے سے' ان صحابی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز خوف ادا کی تھی اور پھر انہوں نے اس کی مانند ذکر کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

کئی راویوں کے حوالے سے یہ روایت بھی منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کو ایک' ایک رکعت پڑھائی تھی۔ یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعات ہو گئی تھیں اور ان کی ایک' ایک رکعت ہوئی تھی۔

(۱)– اخرجه مالك فی "الموطا" : (183/1) كتاب صلاة الخوف؛ باب: صلاة الليل حديث (1) والبخاری (486/7) كتاب المغازی: باب: غزوة ذات الرقاع حديث (4129) ومسلم (196/3- الابی) كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: صلاة الخوف حديث (842/310) وابو داؤد (395/1): كتاب الصلاة: باب: من قال: اذا صلی ركعة وثبت قائما: اتموا لانفسهم ركعة ثم .... حديث (1238) والنسائی (171/3) كتاب صلاة الخوف من طريق يزيد بن رومان عن صالح بن خوات عن من صلی مع النبی صلی الله عليه وسلم فذكره-

شرح

نماز خوف ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ

تمام آئمہ فقہ کے نزدیک صلوٰۃ خوف کی مشروعیت ثابت ہے اوراس کا پڑھنا جائز ہے۔البتہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام مزنی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صلوٰۃ خوف مشروع نہیں ہے۔امام مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی مشروعیت منسوخ ہوچکی ہے۔حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ صلوٰۃ خوف کا سورۃ النساء کی آیت (۱۰۲) میں ذکر ہے لیکن اس کی مشروعیت ایک شرط کے ساتھ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود پڑھائیں۔اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے لہٰذا اس کی مشروعیت بھی منسوخ ہوگئی ہے۔یہ دلیل ضعیف وکمزور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ نے متعدد جنگوں میں نماز خوف ادا کی ہے۔

۱۔حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا،ایک حصہ دشمن کا مقابلہ کرے گا جبکہ دوسرا حصہ امام کی اقتداء میں کھڑا ہو جائے گا۔اگر امام مسافر ہوگا تو ایک رکعت ورنہ دو رکعت پڑھائے گا،پھر یہ حصہ دشمن کے مقابل چلا جائے گا اور مقابل والا حصہ آجائے گا تو امام اسے بھی ایک یا دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے گا۔یہ گروہ سلام پھیرے بغیر دشمن کے مقابل چلا جائے گا۔پہلا طائفہ آکر لاحق کی مثل قرأت کے بغیر نماز پوری کرے گا۔پھر یہ دشمن کے مقابل چلا جائے گا اور دوسرا طائفہ آکر مسبوق کی مثل قرأت کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

۲۔آئمہ ثلاثہ کا طریقہ: فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ایک طائفہ دشمن کے مقابل رہے گا۔دوسرا امام کی اقتداء میں ایک یا دو رکعت نماز پڑھے گا،پھر یہی طائفہ لاحق کی طرح بغیر قرأت کے اپنی نماز پوری کرکے دشمن کے مقابل چلا جائے گا۔دوسرا طائفہ آکر امام کی اقتداء میں ایک رکعت یا دو رکعت پڑھے گا جبکہ امام سلام پھیر کر فارغ ہو جائے گا۔یہی طائفہ مسبوق کی مثل قرأت کے ساتھ نماز پوری کرکے دشمن کے مقابل چلا جائے گا۔

صلوٰۃ خوف کے حوالے سے چند فقہی مسائل

☆ امام کی اقتداء میں نماز پڑھ کر دشمن کے مقابلے میں جانے سے مراد پیدل جانا ہے اور اگر سواری پر گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ اگر دشمن کا خوف زیادہ ہو تو دشمن کے مقابلہ کے دوران اشارہ سے رکوع وسجود کرتے ہوئے انفرادی طور پر نماز پڑھی جائے گی۔

☆ صلوٰۃ خوف میں امام اور دشمن کے مقابل آمدورفت سے نماز فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرعی طور پر اس موقع پر اتنا چلنا معاف ہے۔

☆ نماز خوف کے دوران ہتھیار لگائے رکھنا مستحب ہے۔

☆ جس طرح دشمن کے خوف کے وقت نمازِ خوف جائز ہے، اسی طرح کسی درندے اور سانپ وغیرہ کے خوف کے وقت بھی نماز خوف جائز ہے۔ (ماخوذ از: بہارِ شریعت جلد اوّل' مکتبہ مدینہ از صفحہ ۷۹۶ تا ۷۹۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

باب 9: قرآن مجید کے سجود

519 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ

متنِ حدیث: سَجَدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِّنْهَا الَّتِيْ فِي النَّجْمِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيُّ قَال سَمِعْتُ مُخْبِرًا يُّخْبِرُ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِلَفْظِهٖ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ

◆◆ سیّدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں (قرآن مجید میں) گیارہ (مقامات) پر سجدے کیے ہیں' جن میں سے ایک وہ ہے' جو"سورہ نجم" میں ہے۔

سیّدہ اُم درداء، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتی ہیں: (اس کے بعد حسب سابق روایت ہے)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت سفیان بن وکیع کی عبداللہ بن وھب کے حوالے سے نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "غریب" ہے۔

ہم اسے صرف سعید بن ابوہلال نامی راوی کی عمر دمشقی نامی راوی سے روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

519- اخرجه ابن ماجه (335/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: عدد سجود القرآن' حديث (1055) واحمد في "مسنده" (194/5) و (442/6) من طريق سعيد بن ابي هلال' عن عمر بن حيان الدمشقي' قال: سمعت مخبراً' يخبر' عن ام الدرداء' عن ابي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم' نحوه-

شرح

آیات سجدہ ہائے تلاوت

احناف کے نزدیک قرآن کریم کی آیات سجدہ چودہ ہیں۔ان کی تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ان آیات کا نقشہ درج ذیل ہے:

نقشہ آیات سجدہ ہائے تلاوت

نمبر شمار	سورہ مع آیت نمبر	نمبر شمار	سورہ مع آیت نمبر
۱	الاعراف:۲۰۶	۲	الرعد:۱۵
۳	النحل:۵۱	۴	بنی اسرائیل:۱۰۹
۵	المریم:۵۸	۶	الحج:۱۸
۷	الفرقان:۶۰	۸	النمل:۲۶
۹	السجدہ:۱۵	۱۰	ص:۲۴
۱۱	حم السجدہ:۳۸	۱۲	النجم:۶۲
۱۳	الانشقاق:۲۱	۱۴	العلق:۱۹

سجدہ تلاوت کی فضیلت:

سجدہ نماز کا اعلیٰ و افضل رکن ہے اور اسے نماز کی روح قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ یہی وہ رکن ہے، جس کا شیطان نے انکار کیا تو وہ مردود بارگاہ صمدیت قرار پایا۔اس کی فضیلت کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ ریز ہوتا ہے تو شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میرے لیے بربادی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اس کے لیے جنت ہے، مجھے حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا اور میرے لیے جہنم ہے۔(الصحیح للمسلم)

سجدۂ تلاوت میں مذاہب آئمہ:

سجدہ تلاوت واجب ہے یا مسنون؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱-حضرت امام مالک، حضرت احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ تلاوت مسنون ہے۔ اس کا کرنا افضل ہے۔انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم تلاوت کی تو سجدہ تلاوت نہ کیا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ تلاوت واجب ہے۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد فی صٓ (مسند امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ) بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ صٓ تلاوت فرمائی تو آپ نے سجدہ کیا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) آیت سجدہ کرنے کے فوراً بعد سجدہ تلاوت کرنا ضروری نہیں ہے ممکن ہے کہ آپ نے بروقت سجدہ تلاوت نہ کیا بعد میں کرلیا ہو۔ (۲) تلاوت قرآن کے وقت، مکروہ وقت ہونے کی وجہ سے آپ نے سجدہ تلاوت نہ کیا ہو اور بعد میں کرلیا ہو۔ (۳) بیان جواز اور امت کی سہولت کے لیے آپ نے بروقت سجدہ نہ کیا اور بعد میں کرلیا ہو۔

سجدہ تلاوت کے حوالے سے چند فقہی مسائل

سجدہ تلاوت واجب ہے۔ اس حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ آیت سجدہ تلاوت کرنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، پڑھنے کی یہ شرط ہے کہ اتنی آواز میں ہو کہ عذر کے بغیر خود سن سکتا ہو۔ سننے والے کے لیے بالقصد سننا شرط نہیں ہے بلکہ بلاقصد آیت سننے سے بھی سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔

☆ وجوب سجدہ کے لیے پوری آیت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ ریز ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہو، اس سے قبل یا بعد ایک لفظ بڑھانے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ اگر اتنی آواز سے آیت سجدہ تلاوت کی کہ وہ سن سکتا تھا لیکن شور کی وجہ سے سن نہ پایا تو اس پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہوگا، اگر صرف ہونٹوں کو حرکت دی مگر آواز پیدا نہ ہوئی تو سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

☆ اگر کسی شخص نے آیت سجدہ تلاوت کی مگر مجلس میں بیٹھے شخص نے نہ سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ اگر امام نے آیت سجدہ تلاوت کی تو مقتدیوں پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہوگا خواہ انہوں نے آیت سجدہ کی تلاوت نہ سنی ہو۔

☆ مقتدی نے آیت سجدہ تلاوت کی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا، نہ امام پر، نہ دوسرے مقتدیوں پر، نہ نماز کے اندر اور نہ نماز کے باہر۔ البتہ جو شخص اس کے ساتھ نماز میں شامل نہیں تھا خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو تو ان پر نماز کے بعد سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

☆ ایک رکعت میں ایک آیت سجدہ بار بار تلاوت کی تو ایک سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

☆ سجدہ تلاوت کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت رفع یدین، قعدہ، تشہد اور سلام نہیں ہے۔

☆ کسی نمازی نے ایسے شخص سے آیت سجدہ سنی جو نماز میں نہیں تھا، اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا، وہ فی الفور سجدہ نہیں کرے گا بلکہ نماز کے بعد سجدہ کرے گا۔

☆ کسی نے آیت سجدہ نماز میں تلاوت کی تو اس کا سجدہ نماز میں کرنا واجب ہے، بیرون نماز نہیں ہوسکتا۔

☆ علالت کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ تلاوت ادا ہوجائے گا اور دوران سفر سواری پر بھی۔

☆ اگر کسی نے آیت سجدہ مکروہ وقت میں تلاوت کی تو فی الفور سجدہ تلاوت نہ کرے بلکہ وقت مکروہ گزر جانے کے بعد کرے۔

☆ سجدہ تلاوت کے لیے شرائط نماز ضروری ہیں۔اس سجدہ کی کیفیت نماز کے سجدہ کی ہے۔

☆ عیدین، سری نمازوں، نماز جمعہ اور جن نمازوں میں لوگوں کا اجتماع عظیم ہوتا ہے، میں آیت سجدہ تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت جلد اوّل' مکتبہ مدینہ' کراچی' از صفحہ ۷۲۸ تا ۷۳۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خُرُوجِ النِّسَآءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

باب 10: خواتین کا مسجد میں جانا

520 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: ائْذَنُوْا لِلنِّسَآءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنُهُ وَاللّٰهِ لَا نَاْذَنُ لَهُنَّ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا فَقَالَ فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَعَلَ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ لَا نَاْذَنُ لَهُنَّ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ مجاہد بیان کرتے ہیں: ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے۔انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: خواتین کو رات کے وقت (مغرب یا عشاء کی نماز کے لیے) مسجد جانے کی اجازت دو (مجاہد بیان کرتے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے بولے: اللہ کی قسم! ہم تو انہیں اس کی اجازت نہیں دیں گے ورنہ وہ اسے فساد کا ذریعہ بنالیں گی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے (یعنی انہیں "دعائے ضرر" دی) میں بتا رہا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اور تم یہ کہتے ہو کہ ہم اجازت نہیں دیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ سیّدہ زینب اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

520- اخرجه البخاری (404/2): كتاب الاذان؛ باب: خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس' حديث (865) و (444/2): كتاب الجمعة' حديث (899) ومسلم (334/2- الابی): كتاب الصلاة؛ باب: خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة وانها لا تخرج مطيبة' حديث (138-442/139) وابو داؤد (211/1): كتاب الصلاة؛ باب: ماجاء فی خروج النساء الى المسجد' حديث (526) واحمد (-98-127-143-145 49-43-36/2) و عبد بن حميد' ص (256) حديث (805) من طريق مجاهد عن ابن عمر فذكره۔

شرح

خروج النساء الی المساجد کا مسئلہ

اس مسئلہ کی تفصیل ''باب خروج النساء الی المساجد'' کے ضمن میں گزر چکی ہے۔حدیث باب خروج النساء الی المساجد کی ترغیب وتلقین ثابت نہیں ہوتی۔اس میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ خواتین اپنے والدین اور شوہروں کی اجازت کے بغیر مساجد کی طرف نہ آئیں بلکہ اگر آنا بھی چاہیں تو وہ ان کی معیت میں آئیں۔اس مفہوم کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے جن میں خواتین کو گھر میں بلکہ اندرخانہ نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں:''صلٰوۃ المرأۃ فی بیتھا افضل من صلٰوتھا فی حجرتھا، وصلٰوتھا فی مخدعھا افضل من صلاتھا فی بیتھا'' (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص۸۴) عورت کا کھلی جگہ میں نماز ادا کرنے کی بجائے گھر کی چاردیواری میں نماز ادا کرنا افضل ہے اور گھر میں نماز ادا کرنے سے اندرخانہ میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: ماصلت امرأۃ من صلٰوۃ احب الی اللہ من اشد مکان فی بیتھا ظلمۃ (مجمع الزوائد جلد۲ص۳۵) اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کی اس نماز سے بہتر کوئی نماز نہیں ہے جو گھر کی تاریکی میں ادا کی گئی ہو۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے: المرأۃ عورۃ وانھا اذا خرجت استشرفھا الشیطان وانھا اقرب ماتکون الی اللہ وھی فی قعر بیتھا (مجمع الزوائد جلد۲ص۳۵) ''عورت سے مراد ستر (چھپانا) ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔وہ عورت اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ باعزت ہے جو اپنے گھر میں چھپ کر رہتی ہے۔''

ان روایات سے ثابت ہوا کہ خواتین کا عیدین کی نماز وغیرہ کے لیے مسجد کی طرف خروج منع ہے۔اس کا باعزت اور افضل مقام گھر ہے۔مسجد کی بجائے اپنے اندرخانہ کی تاریکی میں نماز ادا کرنے والی خاتون اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے اور اس کی نماز بھی محبوب ہے۔اس کی وجہ یہ ہے:''خروج النساء'' ایک فتنہ ہے جسے شیطان تو پسند کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔اظہار فتنہ، اللہ تعالیٰ کے حضور قتل سے بھی زیادہ معیوب وناپسند ہے کیونکہ: الفتنۃ اشد من القتل، کا اصول موجود ہے۔

نوٹ: باب ہذا اور مابعد باب کا تعلق اس مقام کی بحث سے نہیں بلکہ کتاب الصلٰوۃ کے سابقہ ابواب سے ہے جو کاتب کی عدم توجہ یا سہو سے یہ دونوں ابواب وہاں سے چھوٹ گئے، پھر یاد آنے پر کاتب نے یہاں لکھ دیے۔اس طرح ترتیب درست نہ رہ سکی۔ (قصوری)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْبُزَاقِ فِی الْمَسْجِدِ

باب 11: مسجد میں تھوک پھینکنا مکروہ ہے

521 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِذَا كُنْتَ فِي الصَّلٰوةِ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَلٰكِنْ خَلْفَكَ اَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ اَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ الْيُسْرٰى

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ طَارِقٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

توضیح راوی: قَالَ : وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْاِسْلَامِ كَذْبَةً قَالَ وقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ اَثْبَتُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ

◆◆ حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم نماز کی حالت میں ہو' تو اپنے دائیں طرف نہ تھوکو' بلکہ اپنے پیچھے یا اپنے بائیں طرف یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک دو۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عمر، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ربعی بن خراش نے مسلمان ہونے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: منصور بن معتمر اہلِ کوفہ میں سب سے زیادہ مستند ہیں۔

522 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متن حدیث: اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے' اور اس کا

521- اخرجه ابو داؤد (182/1): كتاب الصلاة: باب: في كراهية البزاق في المسجد' حديث (478)' والنسائي (52/2): كتاب المساجد: باب: الرخصة للمصلي ان يبصق خلفه او تلقاء شماله' وابن ماجه (326/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: المصلي يتنخم' حديث (1021)' واحمد : (396/6)' وابن خزيمة (45-44/2) حديث (877-876) من طريق منصور عن ربعي بن حراش عن طارق بن عبدالله المحاربي' فذكره-

522-اخرجه البخاري (609/1): كتاب الصلاة: باب: كفارة البزاق في المسجد' حديث (415)' ومسلم (456/2- الابي): كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: النهي عن البصاق في المسجد' في الصلاة وغيرها' حديث (55-56/552) وابو داؤد (182/1): كتاب الصلاة: باب: في كراهية البزاق في المسجد' حديث (474-475-476) والنسائي (50/2): كتاب المساجد: باب: البصاق في المسجد' واحمد (3/109-173-183-209 -232-234-277-289)' والدارمي (324/1) كتاب الصلاة: باب: كراهية البزق في المسجد' وابن خزيمة (276/2) حديث (1309) من طريق قتادة عن انس بن مالك' فذكره-

کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔

(امام ترمذی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

مسجد تمام روئے زمین سے افضل مقام ہے۔ یہ امن کا گہوارہ، عبادت کا محور اور اسلام کا قلعہ ہے۔ اس میں نماز کے انتظار کے لیے قیام بھی عبادت اور عبادت کا ثواب اس کی برکت سے ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس کا ادب واحترام، نگرانی اور تعمیر و ترقی کی بڑی فضیلت ہے۔ بلاضرورت شرعی اس میں آواز بلند کرنا، آداب کے خلاف ہے۔ وہ نابالغ بچے جو آداب مسجد کو ملحوظ نہ رکھ سکتے ہوں، ان کا مسجد میں آنا یا لانا ممنوع ہے۔ مسجد کو کعبہ کی بیٹیاں کہا جاتا ہے۔ ان کے آئمہ، خادمین، خطباء اور مؤذنین قابل احترام ہیں۔

دوران نماز نمازی کو اچانک تھوک پھینکنے کی ضرورت پیش آجائے مثلاً منہ میں مکھی یا مچھر چلا جائے یا قئی آجائے تو اسے پیچھے یا بائیں پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب تھوکنے کی اجازت ہے۔ البتہ وہ اپنے سامنے نہیں تھوک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہوتا ہے اور دائیں طرف بھی نہیں تھوک سکتا کیونکہ اس طرف محترم فرشتہ موجود ہوتا ہے۔

سوال: دائیں جانب اور سامنے کی جہت کا استثنیٰ درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح دائیں طرف محترم فرشتہ ہوتا ہے اسی طرح بائیں طرف بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ جس طرح سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہوتا ہے اسی طرح ہر جانب اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہوتا ہے کیونکہ ہر جانب اللہ تعالیٰ موجود ہے؟

جواب: بیشک نمازی کی بائیں طرف بھی فرشتہ ہوتا ہے لیکن جب نمازی نماز کا آغاز کرتا ہے تو گناہ لکھنے والا فرشتہ فارغ ہو جاتا ہے اور اپنا رجسٹر اسی طرح بند کر دیتا ہے، جس طرح جمعۃ المبارک کے دن امام کے منبر پر جلوہ افروز ہوتے وقت فرشتے اپنے رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک سامنے والی جہت کا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جانب موجود ہے لیکن سامنے بیت اللہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف مواجہہ ہونے کا قول کیا گیا ہے۔

حالت نماز میں کوئی شخص کسی جانب بھی تھوکنے کا مجاز نہیں ہے اور تھوکنا مسجد کے آداب کے خلاف اور سخت حرام ہے۔ البتہ ضرورت شدیدہ کی نوبت آنے پر تھوک کو اپنے کرتا یا رومال یا چادر یا کسی بھی کپڑے سے صاف کر کے مل دے۔ نماز سے فارغ ہو کر کپڑے کے متعلقہ حصہ کو دھو دیا جائے۔

اگر غلطی سے تھوک وغیرہ مسجد میں گر جائے تو وہ معاف ہے کیونکہ وہ عمداً ایسا نہیں ہوا بلکہ سہواً ہوا ہے۔ البتہ نماز سے فراغت حاصل کر کے اسے کپڑا وغیرہ سے صاف کر دیا جائے۔ اگر کسی شخص نے قصداً تھوک وغیرہ مسجد میں گرا دیا تو یہ سخت گناہ ہے، اس کی تلافی صرف اسے صاف کرنے سے نہیں ہوگی بلکہ توبہ بھی کرنا ہوگی۔ دورِ رسالت میں ایک امام مسجد نے قبلہ رخ تھوک دیا تھا، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حرکت کا علم ہوا تو آپ نے اسے منصب امامت سے معزول کر دیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّجْدَةِ فِيْ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ وَاِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

باب 12: سورہ ''علق'' اور سورہ ''انشقاق'' میں موجود سجدہ

523 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سَجَدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَاِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ السُّجُوْدَ فِيْ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَرْبَعَةٌ مِّنَ التَّابِعِيْنَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سورۂ انشقاق اور سورہ العلق میں سجدہ کیا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک سورہ انشقاق اور سورہ العلق میں سجدہ ہے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: اس (روایت کی سند میں) چار تابعین موجود ہیں' جنہوں نے ایک دوسرے سے روایت کی ہے۔

523- اخرجه مسلم (501/2- الابی): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: سجود التلاوة' حديث (578/108)' وابو داؤد (447/1): كتاب الصلاة: باب السجود في (اذا السمآء انشقت) (الانشقاق:1) و (اقرا) (العلق:1)' حديث (1407)' والنسائي (162/2) كتاب الافتتاح: باب: السجود في (اقرا باسم ربك) (العلق:1) وابن ماجه (336/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب عدد سجود القرآن' حديث (1058)' واحمد (249/2-461) والدارمي (343/1): كتاب الصلاة: باب: السجود في (اقرا بسم ربك)' والحميدي (436/2) حديث (991)' وابن خزيمة (278/1) حديث (554-555) من طريق ايوب بن موسى' عن عطاء بن ميناء' عن ابي هريرة' به- و اخرجه النسائي (161/2): كتاب الافتتاح باب: السجود في (اذا السمآء انشقت) (الانشقاق: 1)' وابن ماجه (336/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: عدد سجود القرآن' حديث (1059)' و"احمد": (247/2)' والدارمي (343/1)' كتاب الصلاة: باب: السجود في (اذا السمآء انشقت) (الانشقاق:1)' والحميدي (436/2) حديث (992) من طريق سفيان بن عيينة' عن يحيى بن سعيد' عن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم' عن عمر بن عبدالعزيز' عن ابي بكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام عن ابي هريرة فذكره-

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّجْدَةِ فِي النَّجْمِ

باب 13: سورہ نجم میں سجدہ

524 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا يَعْنِي النَّجْمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ السُّجُوْدَ فِيْ سُوْرَةِ النَّجْمِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَيْسَ فِي الْمُفَصَّلِ سَجْدَةٌ وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں (راوی کہتے ہیں) یعنی سورہ نجم میں، سجدہ کیا۔ مسلمانوں، مشرکین، جنوں اور انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک سورہ نجم میں سجدہ کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک کسی بھی مفصل سورت میں سجدہ نہیں ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) پہلا قول زیادہ درست ہے۔

امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (بن راہویہ) رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ لَّمْ يَسْجُدْ فِيْهِ

باب 14: سورہ نجم میں سجدہ نہ کرنا

524- اخرجه البخاری (644/2): كتاب سجود القرآن' باب: سجود المسلمين مع المشركين' حديث (1071)' و (480/8): كتاب التفسير: باب: (فاسجدوا لله واعبدوا) (النجم : 62) حديث (4862) من طريق عبدالوارث قال: حدثنا ايوب' عن عكرمة عن ابن عباس' فذكره-

525 سندِحدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَتَاَوَّلَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِنَّمَا تَرَكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ لِاَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حِيْنَ قَرَاَ فَلَمْ يَسْجُدْ لَمْ يَسْجُدِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا السَّجْدَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى مَنْ سَمِعَهَا فَلَمْ يُرَخِّصُوا فِىْ تَرْكِهَا وَقَالُوْا اِنْ سَمِعَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاِذَا تَوَضَّاَ سَجَدَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰى مَنْ اَرَادَ اَنْ يَسْجُدَ فِيْهَا وَالْتَمَسَ فَضْلَهَا وَرَخَّصُوا فِىْ تَرْكِهَا اِنْ اَرَادَ ذٰلِكَ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَيْثُ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا فَقَالُوْا لَوْ كَانَتِ السَّجْدَةُ وَاجِبَةً لَّمْ يَتْرُكِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا حَتّٰى كَانَ يَسْجُدَ وَيَسْجُدَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ عُمَرَ

آثارِ صحابہ: اَنَّهٗ قَرَاَ سَجْدَةً عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَرَاَهَا فِى الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَهَيَّاَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ اِنَّهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا اِلَّا اَنْ نَّشَاءَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَسْجُدُوْا فَذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِىِّ وَاَحْمَدَ

◆◆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورت نجم کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اس لیے ترک کیا تھا' کیونکہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ نہیں کیا۔

یہ اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: سننے والے شخص پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ ان اہلِ علم نے اسے ترک کرنے کی کوئی رخصت نہیں دی ہے۔ یہ اہلِ علم یہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص (سجدے سے متعلق آیت) سن لے اور وہ بے وضو حالت میں ہو' تو جب وہ وضو کرے گا

525–اخرجہ البخاری (645/2): کتاب سجود القرآن: باب: من قرا السجدۃ ولم یسجد' حدیث (1073-1072) و مسلم (500/2- الابی): کتاب: المساجد و مواضع الصلاۃ' باب: سجود التلاوۃ' حدیث (577/106) وابو داؤد (446/1) کتاب الصلاۃ: باب: من لم یر السجود فی المفصل' حدیث (1404) والنسائی (1602): کتاب الافتتاح' باب: ترک السجود فی النجم' واحمد (186-183/5) والدارمی (343/1): کتاب الصلاۃ: باب: فی الذی یسمع السجدۃ ولا یسجد' وعبد بن حمید ص (110) حدیث (251) وابن خزیمۃ (285/1) حدیث (568) من طریق یزید بن عبداللہ بن قسیط' عن عطاء بن یسار عن زید بن ثابت' فذکرہ۔

تو یہ سجدہ بھی کرے گا۔

سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: سجدہ اس شخص پر لازم ہوگا' جو اس میں سجدہ کرنا چاہے اور اس کی فضیلت حاصل کرنا چاہے' ان اہلِ علم نے سجدے کو ترک کرنے کی رخصت دی ہے۔

ان حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول اس ''مرفوع'' حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' جس کے مطابق حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نجم کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہیں کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اگر یہ سجدہ واجب ہوتا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ایسے نہ رہنے دیتے' جب تک وہ سجدہ نہیں کر لیتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سجدہ کرتے۔

ان حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ اس حدیث کو بھی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' جس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر آیت سجدہ تلاوت کی' پھر منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا' لیکن اگلے جمعے انہوں نے' جب وہی آیت تلاوت کی اور لوگ سجدہ کرنے کے لیے تیار ہوئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہم پر لازم نہیں ہے' اگر ہم چاہیں تو کر سکتے ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا' اور ان لوگوں نے بھی سجدہ نہیں کیا۔

بعض اہلِ علم نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّجْدَةِ فِيْ ص

باب 15: ''سورۂ ص'' میں سجدہ

526 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْ ص قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ فَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنْ يَّسْجُدَ فِيْهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ

526– اخرجه البخاری (643/2) كتاب سجود القرآن باب: سجدة (ص) حديث (1069) و (526/6) كتاب احاديث الانبياء' باب: احب الصلاة الى الله صلاة داود' واحب الصيام الى الله صيام داود' حديث (3422) وابو داؤد (447/1): كتاب الصلاة: باب السجود فی (ص) حديث (1409) واحمد (360-279/1) والدارمی (342/1): كتاب الصلاة: باب: السجود فی (ص) والحميدی (224/1) حديث (477) و عبد بن حميد ص (204) حديث (595) وابن خزيمة (277/1) حديث (550) من طريق ايوب السختيانی' قال: سمعت عكرمة عن ابن عباس' فذكره-

بَعْضُهُمْ اِنَّهَا تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَّلَمْ يَرَوُا السُّجُوْدَ فِيْهَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "سورۂ ص" میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ سجدہ لازمی نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس سورت میں سجدہ ہے۔

سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحٰق اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ ایک "نبی" کی توبہ ہے ان حضرات کے نزدیک اس سورت میں سجدہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّجْدَةِ فِي الْحَجِّ

باب 16: سورۂ حج میں سجدہ

527 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ بِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَاْهُمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَوِيِّ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا قَالَا فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ بِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ وَبِهٖ يَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ فِيْهَا سَجْدَةً وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَّاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سورۂ حج کو یہ فضیلت دی گئی ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جو شخص ان دو سجدوں کو نہ کرنا چاہے وہ اس کی تلاوت نہ کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

اس کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے، یہ دونوں حضرات یہ فرماتے ہیں: سورۂ حج کی یہ خصوصیت ہے: اس میں دو سجدے ہیں۔

ابن مبارک، شافعی، احمد، اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق رائے دی ہے۔

527- اخرجه ابو داؤد (402/1): كتاب الصلاة: باب: تفريع ابواب السجود وكم سجدة في القرآن؟ حديث (1402) واحمد (155-151/4) من طريق ابن لهيعة قال: حدثنا مشرح بن هاعان ابو مصعب المعافري عن عقبة بن عامر الجهني فذكره-

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس میں ایک سجدہ ہے۔

سفیان ثوری امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

باب 17: قرآن کے سجدۂ (تلاوت) میں آدمی کیا پڑھے؟

528 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ يَّا حَسَنُ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَاَنَا نَآئِمٌ كَاَنِّيْ اُصَلِّيْ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِيْ فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ الْحَسَنُ قَالَ لِيَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِيْ جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے گزشتہ رات جب میں سو رہا تھا خواب میں خود کو دیکھا' گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں' میں نے سجدہ کیا' تو درخت نے بھی میری طرح سجدہ کیا' میں نے اسے سنا وہ یہ پڑھ رہا تھا۔

''اے اللہ! اس کی وجہ سے اپنی بارگاہ میں (میرے لیے) اجر لکھ دے' اور اس کی وجہ سے میرے گناہوں کو کم کر دے۔
اور اپنی بارگاہ میں (میرے لیے) ذخیرے کے طور پر (اسے محفوظ کر لے) اور اسے میری طرف سے قبول کر لے' جیسا کہ تو نے اسے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول کیا''۔

حسن بن محمد نامی راوی بیان کرتے ہیں' ابن جریج نے مجھ سے کہا: تمہارے دادا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت سجدہ تلاوت کی۔ پھر آپ نے سجدہ کیا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی پڑھتے ہوئے سنا جو اس درخت کے پڑھے ہوئے کے بارے میں اس شخص نے آپ کو بتایا تھا۔

528- اخرجه ابن ماجه (334/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: سجود القرآن حديث (1053) وابن خزيمة (282/1 حديث (562-563) من طريق محمد بن يزيد بن خنيس عن الحسن بن محمد بن عبيد الله بن ابى يزيد قال لى ابن جريج يا حسن اخبرنى جدك عبيد الله بن ابى يزيد عن ابن عباس فذكره-

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہونے کے اعتبار سے ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

529 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت سجدہ تلاوت کرتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے۔

''میرا چہرہ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے' جس نے اپنی قدرت اور قوت کے ذریعے اسے پیدا کیا' اور اسے سماعت و بصارت عطا کی''۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سجدہ تلاوت کا مسئلہ

لفظ ''سجدہ'' واحد ہے اور اس کی جمع ''سجود'' آتی ہے۔ سجدہ کا لغوی معنیٰ ہے پیشانی کو زمین پر رکھ دینا۔ اس کا شرعی واصطلاحی مفہوم ہے کہ جسم کے سات اعضاء کو زمین پر ٹکا دینا: دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور پیشانی۔ (ناک اور پیشانی دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں) ان اعضاء میں سے ایک عضو بھی سہواً یا عمداً زمین پر نہ لگا، تو سجدہ شرعی نہیں ہوگا۔

سجدہ کی دو اقسام ہیں: (۱) سجدہ عبادت (۲) سجدہ تعظیم۔ سجدہ عبادت ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے لیے رہا ہے۔ غیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا، شرک ہے اور شرک ایک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ قطعاً معاف نہیں کرے گا۔ سجدہ تعظیمی گزشتہ شرائع میں غیر اللہ کے لیے مشروع رہا ہے لیکن شریعت محمدیہ میں غیر اللہ کے لیے سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی شرائع میں سجدہ تعظیمی جائز تھا لیکن میری شریعت میں یہ حرام ہے۔ اگر میری شریعت میں سجدہ تعظیمی جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

نوٹ: سجدہ تلاوت کے حوالے سے تفصیلی بحث گزشتہ سے پیوستہ باب کے ضمن میں گزر چکی ہے لہٰذا یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (قصوری)

529- اخرجه ابو داؤد (449/1): كتاب الصلاة باب: ما يقول اذا سجد' حديث (1414)' والنسائي (222/2)' كتاب التطبيق' باب: نوع آخر' واحمد (30/6 -217) من طرق عن ابي العالية عن عائشة فذكره-

بَابُ مَا ذُكِرَ فِيمَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَاهُ بِالنَّهَارِ

باب 18- جس شخص کا رات کا وظیفہ رہ جائے وہ اسے دن میں قضاء کرے

530 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهٗ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهٗ مِنَ اللَّيْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: قَالَ وَاَبُوْ صَفْوَانَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ الْمَكِّيُّ وَرَوٰى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَكِبَارُ النَّاسِ

◆◆ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنا وظیفہ پڑھے بغیر سو جائے یا اس میں سے کچھ حصہ رہ جائے' تو وہ اسے فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے' تو یہ اس کے نامۂ اعمال میں اسی طرح لکھا جائے گا' جیسے اس نے اسے رات کے وقت پڑھا تھا۔

ابوصفوان نامی راوی کا نام عبداللہ بن سعید مکی ہے۔ حمیدی اور اکابر محدثین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

رات کا وظیفہ وغیرہ چھوٹ جانے پر اس کی تلافی اور حصولِ ثواب کا طریقہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک ابواب السجود کی بحث مکمل کی۔ پھر یہاں سے کتاب الصلوٰۃ کے حوالے سے متفرق ابواب لائے ہیں جن میں مختلف مسائل زیرِ بحث لائے ہیں جن میں تسلسل نہیں ہے۔ زیرِ بحث حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی شخص کے روزمرہ معمولات میں رات کے وقت وظائف اور نوافل شامل ہوں جو کسی مجبوری کی وجہ سے چھوٹ گئے ہوں۔ اب وہ ان کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہو تو وظائف طلوعِ فجر کے بعد پڑھے جا سکتے ہیں لیکن نوافل طلوعِ آفتاب کے بعد اور زوال سے قبل پڑھے جا سکتے ہیں۔ یہ نوافل بطور قضاء نہیں ہوں گے بلکہ بطور بدل ہوں گے کیونکہ نوافل کی قضاء نہیں ہوتی۔ البتہ

530- اخرجه مسلم (3/76- الابی): كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: جامع الليل' ومن نام عنه او مرض' حديث (747/142) وابو داؤد (1/419) كتاب الصلاة باب من نام عن حزبه' حديث (1313) والنسائی (3/209): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: متى يقضي من نام عنه حزبه من الليل' وابن ماجه (1/426) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء فيمن نام عن حزبه من الليل' حديث (1343) واحمد (1/32-53) والدارمی (1/346): كتاب الصلاة: باب: اذا نام عن حزبه من الليل من طريق عبدالرحمن بن عبدالقاری عن عمر بن الخطاب' فذكره- واخرجه النسائی (3/260): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: متى يقضي من نام عن حزبه من الليل' من طريق عبدالرحمن بن عبدالقاری' ان عمر بن الخطاب' قال: "من فاته حزبه" فذكره موقوفا-

اسے رات کی برکات اور ثواب ضرور حاصل ہو جائے گا۔

انسان چار امور کو پیش نظر رکھے:

۱- وظائف ونوافل کی قضاء نہیں ہوتی۔ حضرت امام ترمذی نے حدیث باب میں لفظ ''قضاء'' استعمال کیا ہے' جس سے مراد اس کا عرفی معنیٰ ہے نہ کہ لغوی اور وہ قضاء بمعنیٰ ادا ہے۔

۲- انسان کو اپنے روزمرہ معمولات کی تکمیل میں خصوصی اہتمام کرنا چاہیے تا کہ ان کے چھوٹ جانے کے سبب بعد میں ان کے اجر وثواب سے محروم ہونے کا افسوس نہ ہو۔

۳- بروقت کسی وظیفہ کو اپنانے کا جو اجر وثواب ہے وہ بدل کو یقینی بنانے میں حاصل نہیں ہوسکتا۔

۴- حدیث باب میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ اوراد کے بدل کو یقینی بنایا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اخبار، انشاء کے مفہوم کو متضمن ہوتی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِي الَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

باب 19: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر (رکوع یا سجدے سے) اٹھالیتا ہے اس کی شدید مذمت

531 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَّهُوَ اَبُو الْحَارِثِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهُ رَاْسَ حِمَارٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ قَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ وَّاِنَّمَا قَالَ اَمَا يَخْشَى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ وَّيُكْنٰى اَبَا الْحَارِثِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھالیتا ہے' کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا؟ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کردے۔

قتیبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: حماد نے یہ بات بیان کی ہے: محمد بن زیاد نے مجھ سے یہ الفاظ بیان کیے۔

''کیا وہ نہیں ڈرتا''۔

531- اخرجه البخاری (214/2): کتاب الاذان: باب: اثم من رفع راسه قبل الامام' حدیث (691)' و مسلم (320/2- الابی): کتاب الصلاة: باب: تحریم سبق الامام برکوع او سجود و نحوهما' حدیث (114-115-116/427)' وابو داؤد (225/1): کتاب الصلاة: باب: التشدید فیمن یرفع قبل الامام او یضع قبله' حدیث (623)' والنسائی (96/2): کتاب الامامة: باب: مبادرة الامام' وابن ماجه (308/1) : کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها: باب: النهی ان یسبق الامام بالرکوع والسجود' حدیث (961)' واحمد (260/2- 271- 425- 456- 469- 472- 504)' والدارمی (302/1) کتاب الصلاة: باب: النهی عن مبادرة الائمة بالرکوع والسجود' وابن خزیمة (47/3) حدیث (1600) من طریق محمد بن زیاد عن ابی هریرة' فذکره-

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

محمد بن زیاد نامی راوی بصری ہیں اور ثقہ ہیں ان کی کنیت ''ابوالحارث'' ہے۔

شرح

ارکان نماز میں امام سے سبقت کرنے کی وعید اور فساد نماز کے حوالے سے مذاہب آئمہ

تمام ارکان نماز میں امام کی متابعت مقتدی پر واجب ہے۔ کسی ایک بھی رکن میں مقتدی کا اپنے امام سے عمداً سبقت کرنا سخت گناہ اور مکروہ تحریمی ہے لیکن نماز کا اعادہ نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ سبقت کی صورت میں مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کی مختلف آراء ہیں: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سبقت فی الارکان کی صورت میں مقتدی خواہ سخت گناہگار ہوگا مگر اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس روایت میں سبقت فی الارکان کرنے والے مقتدی کی شدید الفاظ میں وعید بیان کی گئی ہے کہ اس کی اس حرکت شنیع کے سبب ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دے مگر اس میں فساد صلوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ پھر سہواً یا عدم توجہ کا شکار ہونے والا مقتدی تو گناہگار بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے سبقت فی الارکان کرنے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ فرماتے ہیں جب مقتدی پر امام کی متابعت فی الارکان واجب تھی تو اس کے سبقت کرنے کی صورت میں اس نے متابعت ختم کر دی تو امام، امام نہ رہا اور مقتدی، مقتدی نہ رہا۔ جب امام و مقتدی کا تعلق ختم ہو گیا تو یقینی طور پر نماز فاسد ہو جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الَّذِيْ يُصَلِّي الْفَرِيضَةَ ثُمَّ يَؤُمُّ النَّاسَ بَعْدَمَا صَلّٰى

باب 20- جو شخص فرض نماز ادا کر لینے کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائے

532 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيَؤُمُّهُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

532- اخرجه البخاری (226/2): كتاب الاذان: باب: اذا طول الامام وكان للرجل حاجة فخرج فصلى' حديث (700-701)' و (234/2): باب: من شكا امامه اذا طوّل' حديث (705)' و (238/2): باب: اذا صلى ثم ام قوما' حديث (711)' و (532/10): كتاب الادب باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال: حديث (6106)' و مسلم (355/2- الابى): كتاب الصلاة: باب القراءة في العشاء' حديث (181/465 -179-180- 178)' وابو داؤد (219/1) كتاب الصلاة: باب: امامة من يصلى بقوم وقد صلى تلك الصلاة' حديث (600)' و (269/1): باب: في تخفيف الصلاة' حديث (790)' والنسائى (102/2): كتاب الامامة: باب: اختلاف نية الامام والماموم' واحمد (308/3 -369)' والحميدى (523/2) حديث (1246)' والدارمى (297/1): كتاب الصلاة باب: قدر القراءة في العشاء' وابن خزيمة (262/1) حديث (521)' و (51/3) حديث (1611) من طريق عمرو بن دينار و ابى الزبير عن جابر بن عبدالله' فذكره-

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوْبَةِ وَقَدْ كَانَ صَلَّاهَا قَبْلَ ذٰلِكَ اَنَّ صَلَاةَ مَنِ ائْتَمَّ بِهٖ جَائِزَةٌ وَّاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ جَابِرٍ فِيْ قِصَّةِ مُعَاذٍ وَّهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

وَرُوِيَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْقَوْمُ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَهُوَ يَحْسِبُ اَنَّهَا صَلَاةُ الظُّهْرِ فَائْتَمَّ بِهِمْ قَالَ صَلَاتُهٗ جَائِزَةٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِذَا ائْتَمَّ قَوْمٌ بِاِمَامٍ وَّهُوَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ اَنَّهَا الظُّهْرُ فَصَلّٰى بِهِمْ وَاقْتَدَوْا بِهٖ فَاِنَّ صَلَاةَ الْمُقْتَدِيْ فَاسِدَةٌ اِذِ اخْتَلَفَ نِيَّةُ الْاِمَامِ وَنِيَّةُ الْمَامُوْمِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مغرب کی نماز ادا کرتے تھے' پھر وہ اپنی قوم میں واپس جا کر انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہمارے اصحاب امام شافعی' امام احمد اور امام اسحٰق رحمہم اللہ کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی قوم کو فرض نماز پڑھائے اور وہ خود اس سے پہلے اسی فرض نماز کو ادا کر چکا ہو' تو جس شخص نے اس کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے اس کی وہ نماز درست ہوگی۔

ان حضرات نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' جس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت کئی حوالوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے' ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو مسجد میں آئے اور لوگ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہے ہوں اور وہ یہ سمجھے کہ شاید یہ ظہر کی نماز ہے وہ ان اقتداء میں شامل ہو جائے' تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی نماز درست ہوگی۔

کوفہ سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ نے یہ بات بیان کی ہے: جب کچھ لوگ ایسے امام کی پیروی کریں' جو عصر کی نماز پڑھ رہا ہو' اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ ظہر کی نماز ہے' اور امام انہیں یہ نماز پڑھا دے' اور یہ اس کی پیروی کر لیں' تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی' کیونکہ امام اور مقتدی کی نیت میں فرق ہے۔

شرح

مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں یا اس کی برعکس صورت میں مذاہب آئمہ

مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں یا متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف

آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام زہری، حضرت امام ربیعۃ الرائے اور ایک روایت حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے مطابق مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں اور متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز نہیں ہے۔ ان کے ہاں امام اور مقتدی کی نماز کے صحت کے لیے نماز کا اتحاد فی القوہ ہونا ضروری ہے یعنی دونوں کی نماز نفلی ہو یا فرض ہو۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اور ایک روایت حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں یا متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پہلے مسجد نبوی شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کرتے پھر اپنے محلّہ کی مسجد میں جا کر لوگوں کو نماز عشاء پڑھاتے تھے اور سورہ بقرہ کی قرأت کرتے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض پڑھتے پھر اپنے محلّہ کے نمازیوں کو نماز فرض پڑھاتے جبکہ ان کی اپنی نفلی ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نماز پڑھنے کے لیے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ کون تجارت کرے گا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متنفل کی حیثیت سے نماز میں شامل ہوئے اور اس صحابی نے امامت کرائی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر امام اقویٰ ہو تو اقتداء درست ہے اور اگر اضعف ہو تو اقتداء درست نہیں ہوگی۔ یعنی متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں جائز ہے مگر مفترض کی نماز متنفل کی اقتداء میں درست نہیں ہے۔

آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: **الامام ضامن والمؤذن مؤتمن** (جامع ترمذی، جلد اوّل ص۵۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن قابل لحاظ ہے۔

۲-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انما جعل الامام لیؤتم بہ** الخ (الصحیح للبخاری، جلد اوّل ص۱۵۰)

امام کا انتخاب اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔

۳-حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مقام بلاط (مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے پاس ایک جگہ کا نام ہے) میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ لوگ نماز میں مصروف تھے، میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کنیت ہے) آپ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: **انی قد صلیت، انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لاتعاد الصلوٰۃ فی یوم مرتین** (سنن نسائی، جلد اوّل ص۱۳۸) بیشک میں نماز پڑھ چکا ہوں، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ایک دن میں ایک ہی نماز دو مرتبہ نہیں پڑھی جا سکتی۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) ممکن ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نوافل کی نیت سے نماز ادا کرتے ہوں پھر اپنے نمازیوں کو فرائض کی امامت کراتے ہوں یعنی آپ کی نماز بھی فرائض تھی اور مقتدی بھی فرائض ادا کرتے تھے۔ (۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس طریقہ کار کا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے ان کی تادیب کرتے ہوئے یوں فرمایا: **یا معاذ! لاتکن فتانا، اما ان تصلی معی و اما ان تخفف علی قومك** (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۷۲) "اے معاذ بن جبل! تم فتنہ پیدا نہ کرو، تم یا تو میرے ساتھ نماز ادا کرو یا اپنی قوم کے لیے آسانی پیدا کرو۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار تبدیل کر دیا گیا تو اس روایت سے استدلال درست نہ رہا۔ (۳) آغاز اسلام میں ایک فرض نماز کئی بار ادا کرنا جائز تھی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تعلق بھی اسی دور سے ہے۔ ممکن ہے کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں بھی فرض کی نیت کرتے ہوں اور اپنی قوم کو امامت کراتے وقت بھی فرائض کی نیت کرتے ہوں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السُّجُوْدِ عَلَى الثَّوْبِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ

باب 21: گرمی یا سردی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کی رخصت

533 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى وَكِيعٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوپہر کے وقت نماز ادا کرتے تھے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

533- اخرجه البخاری (587/1): كتاب الصلاة: باب: السجود على الثوب فی شدة الحر' حديث (385)' و (29/2): كتاب مواقيت الصلاة: باب: وقت الظهر عند الزوال' حديث (542)' و (.96/3): كتاب العمل فی الصلاة: باب: بسط الثوب فی الصلاة للسجود' حديث (1208)' ومسلم (555/2- الابی): كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: استحباب تقديم الظهر فی اول الوقت فی غير شدة الحر' حديث (620/191) وابو داؤد (233/1): كتاب الصلاة: باب: الرجل يسجد على ثوبه' حديث (660)' والنسائی (216/2): كتاب التطبيق: باب: السجود على الثياب' وابن ماجه (329/1)' كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: السجود على الثياب فی الحر والبرد' حديث (1033)' واحمد (100/3)' والدارمی (308/1) كتاب الصلاة: باب: الرخصة فی السجود على الثوب فی الحر والبرد' وابن خزيمة (336/1) حديث (675) من طريق غالب قطان عن بكر بن عبدالله المزنی عن انس بن مالك فذكره۔

(امام ترمذی عِشْلِیْفرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
اس حدیث کو وکیع نے خالد بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

شدید موسم گرما اور موسم سرما میں زیب تن کپڑے پر سجدہ کرنے میں مذاہب آئمہ

شدید موسم گرما یا موسم سرما میں زیب تن کپڑے کے دامن پر سجدہ کرنے کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شدید موسم گرما یا موسم سرما میں زیب تن کپڑا کے فاضل حصہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم شدید موسم گرما میں نماز کا آغاز کرنے سے قبل اپنے ہاتھوں میں کنکریاں لے لیتے تھے اور رکعت بھر انہیں ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی مٹھی بند رکھتے، پھر ان کو بچھا کر ان پر سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو دوبارہ کنکریاں مٹھی میں لے لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ)
وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر زیبِ تن کپڑے کے دامن یا فاضل حصہ پر سجدہ جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کنکریوں کا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شدید موسم گرما یا موسم سرما میں زیب تن کپڑے کے دامن پر سجدہ کرنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم شدید موسم گرما میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوپہر کے وقت نماز (نماز ظہر) ادا کرتے تو حرارت سے بچنے کے لیے ہم اپنے کپڑوں پر سجدہ ریز ہوتے تھے۔ اس روایت میں خواہ موسم گرما کا ذکر ہے جبکہ موسم سرما کا نہیں ہے تو موسم سرما کو موسم گرما پر قیاس کیا جائے گا اور دونوں موسموں کا حکم یکساں ہے، الگ سے اس کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

بَاب ذِكْرِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

باب 22- صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے

534 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ
متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز پر تشریف فرما رہتے تھے' یہاں تک کہ سورج نکل آتا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

535 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ ظِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِىْ ظِلَالٍ فَقَالَ هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاسْمُهٗ هِلَالٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے' پھر وہ وہیں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے' یہاں تک کہ سورج نکل آئے' پھر وہ دو رکعت نفل ادا کرے' تو اس شخص کو حج اور عمرہ کرنے کی طرح اجر ملتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مکمل' مکمل' مکمل

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے امام بخاری سے ابوظلال نامی راوی کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ شخص ''مقارب الحدیث'' ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں: ان کا نام ہلال ہے۔

شرح

نمازِ فجر کے بعد سے تا طلوعِ آفتاب مسجد میں ٹھہرنے کی فضیلت

مسجد مومن کے لیے امن و آشتی کا گہوارہ ہے اور مسلمان مسجد میں داخل ہو کر اسی طرح خوش و خرم ہوتا ہے' جس طرح مچھلی پانی میں داخل ہو کر ہوتی ہے۔ مسجد میں مسلمان سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کو معاف کرواتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بلندی درجات کا پروانہ حاصل کرتا ہے۔ جب مسلمان فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سے لے کر تا طلوعِ آفتاب مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور آفتاب بلند ہونے پر نمازِ اشراق کا دوگانہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک حج کامل اور عمرہ کامل کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ طریقہ معمولاتِ نبوی میں شامل تھا۔ حدیث باب کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

پہلا مفہوم: مسلمان نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد مسجد میں ٹھہرا رہے اور طلوعِ آفتاب کے بعد وہ وہاں نمازِ اشراق ادا کرے تو اسے ایک کامل حج اور ایک عمرہ کا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس مفہوم کے اعتبار سے حدیث میں واظب و دوام کا لحاظ ہو

گا یعنی جو شخص تاحیات اس عمل کو اختیار کیے رکھے گا اسے یہ ثواب ملے گا۔

دوسرا مفہوم: اس روایت میں نماز فجر کی دو سنتوں اور دوگانہ اشراق کے درمیان نسبت کو بیان کیا گیا ہے یعنی جو فجر کی سنتیں ادا کرتا ہے اسے کامل حج اور جو نماز فجر کے بعد مسجد میں ٹھہرا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد دو نوافل اشراق ادا کرے گا تو اسے عمرہ کامل کا ثواب عطا ہوگا۔ اس مفہوم میں دوام و واظب کا لحاظ نہیں ہوگا بلکہ یہ اجر و ثواب اسے عطا ہوگا جو کبھی بھی ان سنتوں اور نوافل کو ادا کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ اعتکاف کی دو اقسام ہیں: (۱) وہ اعتکاف جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے اور اس کا ثواب حج کامل ہے۔ (۲) یہ وہ اعتکاف ہے جو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب کے بعد نماز اشراق ادا کرنے تک مسجد میں ٹھہرنے کی شکل میں ہے۔ اس کا ثواب عمرہ کامل ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 23- نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ کرنا

536 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلٰوةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَا يَلْوِيْ عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ خَالَفَ وَكِيْعٌ الْفَضْلَ بْنَ مُوْسٰى فِيْ رِوَايَتِهٖ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ ابْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ عِكْرِمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلٰوةِ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَائِشَةَ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران دائیں بائیں توجہ کر لیتے تھے لیکن آپ اپنی گردن موڑ کر پشت سے پیچھے نہیں دیکھتے تھے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔

536- اخرجه النسائي (9/3): كتاب السهو: باب: الرخصة في الالتفات في الصلاة يمينا و شمالا: حديث (1201) واحمد في "مسنده": (1/275-306) وابن خزيمة (245/1) حديث (485) و (42/2) حديث (871) من طريق اسحق قال: اخبرنا وقال الآخرون: حدثنا الفضل بن موسى قال: حدثنا عبدالله بن سعيد بن ابي هند قال: حدثني ثور بن زيد عن عكرمة عن ابن عباس فذكره- واخرجه احمد (275/1) من طريق وكيع قال: حدثنا عبدالله بن سعيد بن ابي هند عن رجل من اصحاب عكرمة (وفي رواية محمود بن غيلان: عن بعض اصحاب عكرمة): كان رسول الله صلي الله عليه وسلم يلحظ في صلاته من غير ان يلوى عنقه-

وکیع نے فضل بن موسیٰ سے اس روایت میں کچھ (لفظی) اختلاف کیا ہے۔

عکرمہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران ادھر ادھر توجہ کر لیتے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

537 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ مُّسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

متنِ حدیث: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالِالْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! نماز کے دوران اِدھر اُدھر دیکھنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نماز کے دوران ادھر اُدھر دیکھنا ہلاکت کا باعث ہے' اگر بہت ضروری ہو' تو نفلی نماز میں ایسا کر لو' فرض میں ایسا نہ کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

538 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَّخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے دوران اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: یہ اچکنا ہے' شیطان اس کے ذریعے آدمی کی نماز کو اچک لیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

538- اخرجه البخاری (273/2): کتاب الاذان باب: الالتفات فی الصلاة' حدیث (751) و (390/6): کتاب بدء الخلق' باب: صفة ابلیس وجنوده' حدیث (3291) وابو داؤد (302/1) کتاب الصلاة: باب: الالتفات فی الصلاة' حدیث (910) والنسائی (8/3): کتاب السهو: باب: التشدید فی الالتفات فی الصلاة' واحمد (106/6) وابن خزیمة (244/1) حدیث (484) و (65/2) حدیث (931) من طریق اشعث بن ابی الشعثاء المحاربی' عن ابیه' عن مسروق عن عائشة فذکره-واخرجه احمد (70/6) قال: حدثنا معاویة بن عمرو' قال حدثنا زائدة' عن اشعث بن ابی الشعثاء' عن مسروق عن عائشة' نحوه -(لیس فیه ابو الشعثاء)واخرجه النسائی (8/3): کتاب السهو: باب: التشدید فی الالتفات فی الصلاة من طریق اشعث بن ابی الشعثاء' عن ابی عطیة عن مسروق عن عائشة' فذکر نحوه' وفیه: ابو عطیة بدلا من ابی الشعثاء-واخرجه النسائی (8/3) کتاب السهو: باب التشدید فی الالتفات فی الصلاة من طریق الاعمش عن عمارة عن ابی عطیة' قال: قالت عائشة: ان الالتفات فی الصلاة اختلاس یختلسه الشیطان من الصلاة' موقوفا-

شرح

حالت نماز میں دائیں بائیں نظریں گھمانے کا مسئلہ

حالت نماز میں آدمی کی نظر کہاں ہونی چاہیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حالت قیام میں نمازی کی نظر سجدہ گاہ پر، حالت رکوع میں پاؤں کے چھپروں پر، حالت سجدہ میں ناک کے نتھنوں پر، حالت قعدہ میں اپنی گود میں اور سلام پھیرتے وقت اپنے کندھوں پر ہونی چاہیے۔

حالت نماز میں نظریں گھمانے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں اور ہر صورت کا حکم الگ ہے:

پہلی صورت: نمازی اپنا چہرہ گھمائے بغیر اپنی آنکھوں کی کنکھیوں سے اپنی دائیں یا بائیں جانب یا اپنے سامنے کی سمت دور تک بلاضرورت دیکھے، تو یہ مکروہ ہے۔

دوسری صورت: حالت نماز میں بلاضرورت شدیدہ اپنی گردن گھما کر دائیں طرف یا بائیں طرف دیکھنا شدید مکروہ ہے۔ البتہ ضرورت شدیدہ کی وجہ سے دیکھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ ایک غزوہ سے واپسی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں پہاڑی سلسلہ تھا اور علاقہ بھی دشمن کا تھا۔ پہاڑوں کے درمیان ایک درہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو بطور محافظ درہ میں تعینات فرما دیا۔ صبح صادق ہونے پر اذان ہوئی لیکن وہ صحابی واپس نہ پلٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار درے کی طرف دیکھتے تھے۔ آپ نے نماز شروع فرمائی تو دورانِ نماز بھی مسلسل درہ کی طرف دیکھتے رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے صحابہ کو خوشخبری سنائی کہ ہمارا محافظ واپس آ رہا ہے۔ محافظ فوجی نے دیر سے واپسی کے بارے میں عرض کیا کہ واپس ہونے سے قبل اس نے پہاڑوں کا جائزہ لیا کہ کہیں سے دشمن تو نہیں آ رہا۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۹۱۶) معلوم ہوا ضرورت شدیدہ کے وقت نمازی کا دائیں بائیں دیکھنا جائز ہے اور مکروہ نہیں ہے۔

تیسری صورت: حالت نماز میں کوئی شخص اپنا سینہ گھما کر دائیں بائیں دیکھے تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ استقبال قبلہ شرط نماز ہے اور شرط مفقود ہونے سے مشروط بھی مفقود ہو جاتا ہے۔

سوال: حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گردن مبارک گھما کر دائیں اور بائیں دیکھتے تھے اور گردن گھمائے بغیر پیچھے بھی دیکھتے تھے، تو یہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: چہرہ انور سامنے رکھتے ہوئے سامنے کی طرح پیچھے دیکھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جس میں دو آنکھیں تھیں جن کے ساتھ آپ آگے کی طرح پیچھے کی طرف بھی دیکھتے تھے۔

تیسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت نماز میں نظریں گھما کر دیکھنا مکروہ ہے خواہ آنکھوں کی کنکھیوں ہی سے دیکھا جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل التفات شیطانی اثر کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس سے نماز کی روح ختم ہو جاتی ہے اور ثواب میں غیر یقینی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ كَيْفَ يَصْنَعُ

باب 24- جوآدمی امام کوسجدے کی حالت میں پائے وہ کیا کرے؟

539 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْنُسَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْاِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ اِلَّا مَا رُوِىَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا جَآءَ الرَّجُلُ وَالْاِمَامُ سَاجِدٌ فَلْيَسْجُدْ وَلَا تُجْزِئُهٗ تِلْكَ الرَّكْعَةُ اِذَا فَاتَهُ الرُّكُوْعُ مَعَ الْاِمَامِ وَاخْتَارَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنْ يَّسْجُدَ مَعَ الْاِمَامِ وَذَكَرَ عَنْ بَعْضِهِمْ فَقَالَ لَعَلَّهٗ لَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ فِىْ تِلْكَ السَّجْدَةِ حَتّٰى يُغْفَرَ لَهٗ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز میں شامل ہونے کے لیے آئے' توامام جس حالت میں ہو'وہ شخص وہی کرے جوامام کررہاہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ہمارے علم کے مطابق اس مذکورہ بالاسند کے علاوہ اورکسی نے اس کوسند کے ساتھ بیان نہیں کیا۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پرعمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص آئے اورامام سجدے کی حالت میں ہو'تو وہ شخص بھی سجدے میں چلا جائے' تاہم اس شخص کی وہ رکعت نہیں ہوگی' جبکہ امام کے ساتھ وہ رکوع نہ کرسکا ہو۔

عبداللہ بن مبارک نے اس بات کواختیار کیا ہے: وہ شخص امام کے ساتھ سجدے میں چلا جائے گا' اورانہوں نے بعض اہلِ علم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: یہ ہوسکتا' اس کے سجدے سے سراٹھانے سے پہلے ہی اس شخص کی مغفرت ہوجائے۔

شرح

امام کوحالت سجدہ میں پانے کا مسئلہ

عموماً ہوتا یہ ہے کہ کوئی شخص مسجد میں آئے اورامام کوحالت یا رکوع میں پائے تو جلدی سے جماعت میں شامل ہوجاتا ہے۔ جب امام حالت سجدہ میں ہوتو رکعت فوت ہوجانے کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل نہیں ہوتا بلکہ کھڑا ہوکر انتظار کرتا ہے' گویا حالت سجدہ میں شامل ہونا' رکعت نہ ملنے کی وجہ سے فضول ہے۔ یہ طریقہ غلط ہے بلکہ امام جس حالت میں بھی ہواس کی اقتداء کرتے ہوئے شامل ہوجائے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے اس سجدہ کی برکت سے تمام نمازیوں کی مغفرت ہوجائے اور یہ اس سعادت سے محروم رہ جائے۔ الغرض آنے والا شخص امام کوجس رکن میں بھی پائے انتظار

کیے بغیر جماعت میں شامل ہو جائے اور شمولیت کے رکن سے اس کے لیے ثواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کا درس دیا گیا ہے۔

بَاب كَرَاهِيَةِ اَنْ يَّنْتَظِرَ النَّاسُ الْاِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

باب 25: نماز کے آغاز میں لوگوں کا کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا مکروہ ہے

540 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ خَرَجْتُ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّحَدِيْثُ اَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ قَتَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنْ يَّنْتَظِرَ النَّاسُ الْاِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَ الْاِمَامُ فِى الْمَسْجِدِ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاِنَّمَا يَقُوْمُوْنَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ

◆◆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے' تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو' جب تک مجھے باہر آتا ہوا نہ دیکھ لو۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: لوگ کھڑے کر امام کا انتظار کریں۔

540- اخرجه البخارى (141/2): كتاب الاذان: باب: متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة' حديث (637) و (142/2): باب: لايسعى الى الصلاة مستعجلا' وليقم بالسكينة والوقار' حديث (638) و (453/2): كتاب الجمعة: باب: المشى الى الجمعة' حديث (909) ومسلم (529/2-الابى): كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب: متى يقوم الناس للصلاة' حديث (604/156) وابو داؤد (203/1): كتاب الصلاة: باب: فى الصلاة تقام ولم يات الامام ينتظر ونه قعودا' حديث (539-540) والنسائى (31/2): كتاب الاذان: باب: اقامة المؤذن عند خروج الامام' حديث (687) و (81/2): كتاب الامامة: باب: قيام الناس اذا راوا الامام' واحمد فى "مسنده": (396/5- 303- 304- 305- 307- 308- 309- 311) والدارمى (289/1): كتاب الصلاة: باب: متى يقوم الناس اذا اقيمت الصلاة' والحميدى (205/1) حديث (327) وعبد بن حميد' ص (95) حديث (189) وابن خزيمة (71/3) حديث (1644) من طريق يحيى بن ابى كثير' عن عبدالله ابن ابى قتادة عن ابيه' فذكره۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب امام مسجد میں ہو اور نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو جب مؤذن "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" پڑھے تو لوگ کھڑے ہو جائیں۔ ابن مبارک اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

آغازِ نماز میں کھڑے ہوکر امام کا انتظار کرنے کی ممانعت

امام کے آنے یا اقامت شروع ہونے سے قبل نمازیوں کا کھڑا ہونا ممنوع اور غلط طریقہ ہے۔ اقامت کہنے والا جب: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ یا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے الفاظ کہے تو مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے جبکہ باقی اقامت بیٹھ کر سننا سنت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب اقامت کہنے والا شخص: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے الفاظ کہتا تو آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے اور اسی وقت مقتدی حضرات بھی کھڑے ہوتے تھے۔ امام اور مقتدی دونوں اسی وقت کھڑے ہوں، مقتدی صف میں کھڑا ہو جائے اور امام مصلا کے امامت میں پہنچ جائے۔ امام کا: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے الفاظ سے قبل مصلائے امامت پر جا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ حدیث باب میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اقامت کہی جائے تم لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے حجرہ سے نکلتے ہوئے دیکھ نہ لو۔" اس سے ثابت ہوا کہ اقامت کہنے والا جب: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے الفاظ کہے تو مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے اور اس سے قبل کھڑے ہونا اور اقامت کھڑے ہو کر سننا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ مزید اس مسئلہ کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الدُّعَاءِ

باب 26- دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

541 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اُصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَاْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا الْحَدِيْثُ رَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اٰدَمَ مُخْتَصَرًا

◄► حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے جب میں بیٹھا تو میں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر میں نے اپنے لیے دعا کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مانگو تمہیں دیا جائے گا تم مانگو تمہیں دیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت فضالہ بن عبید سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن آدم کے حوالے سے اس روایت کو مختصر طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

دعا سے قبل حمد وثناء کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرنے کا مسئلہ

حدیث مبارکہ میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں: الدعاء مخ العبادة۔ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ آداب دعا میں سے یہ ہے کہ دعا کرنے والا یکدم اپنا مقصد زبان پر نہ لائے بلکہ گداگر کی طرح سب سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرے اور بعد میں عجز وانکساری کی تصویر بن کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اس اسلوب دعا سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بندے کے شامل حال ہو جاتی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور مانگی گئی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: جس دعا کے آغاز اور اختتام پر درود شریف پڑھا جائے وہ دلہن کی مثل اللہ تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی درس دیا گیا ہے کہ حمد وثناء اور درود بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی دعا کی جاتی ہے وہ قبول کی جاتی ہے۔ حدیث باب کا بغور مطالعہ کرنے اور اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر یا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی وجہ سے یہ اسلوب دعا اختیار فرمایا تھا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي تَطْيِيبِ الْمَسَاجِدِ

باب 27- مسجد کو خوشبو سے آراستہ کرنا

542 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ الْبَغْدَادِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ صَالِحٍ الزُّبَيْرِيُّ هُوَ مِنْ وَّلَدِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

542- اخرجه ابو داؤد (178/1): كتاب الصلاة: باب: اتخاذ المساجد فى الدور' حديث (455) وابن ماجه (250/1) كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: تطهير المساجد و تطييبها' حديث (758- 759) واحمد (279/6) وابن خزيمة (270/2) حديث (1294) من طريق هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة' فذكره' وذكره المصنف فى (595- 596) من طريق هشام بن عروة' عن ابيه' ان النبى صلى الله عليه وسلم' امر فذكر نحوه- ليس فيه (عائشة)

متن حدیث: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

وَقَالَ سُفْيَانُ قَوْلُهُ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ يَعْنِي الْقَبَائِلَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجد بنانے اور انہیں صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کی ہدایت کی ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی ہے اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ مستند ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے ہدایت کی۔

اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

سفیان ثوری بیان کرتے ہیں: محلوں میں مسجد بنانے سے مراد قبائل میں مسجد بنانا ہے۔

شرح

مساجد کو معطر کرنے کا مسئلہ

مساجد کعبۃ اللہ کی بیٹیاں اور روئے زمین کے معزز ترین مقامات ہیں۔ تعمیر مساجد میں حصہ لینے والوں کو جنت میں تعمیر محل کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ان میں ایک نماز باجماعت ادا کرنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ یہی مقدس مقامات ہیں جو نمازیوں کے حق میں قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ حدیث باب میں تین مسائل بیان کیے گئے ہیں:

۱- کثرت تعمیر مساجد: پہلا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر محلہ، ہر بستی اور ہر قصبہ میں مساجد کی کثرت ہو تاکہ لوگوں کو قریب سے قریب تر مقام پر باجماعت نماز ادا کرنے کی سہولت حاصل ہو۔ لوگوں کے اذہان وقلوب ہمہ وقت مرکز اسلام سے وابستہ رہیں۔ کثرت مساجد کے سبب نمازیوں کی کثرت ہوگی، جہالت کا خاتمہ ہوگا، لوگوں کو درس ہدایت ملے گا، مذہبی بیداری پیدا ہوگی، تعلیمات اسلام کے موافق انسان کی ذہن سازی ہوگی، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے مدد ملے گی۔ تعمیر مسجد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عملی طور پر حصہ لے کر یہ پیغام دیا کہ تعمیر مسجد میں حصہ لینا بڑی سعادت کا عمل ہے۔

۲- طہارت مساجد: اس حدیث میں دوسرا مسئلہ طہارت مساجد کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ تعمیر مسجد کی طرح طہارت مسجد بھی ایک مقبول ترین عمل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے

ملاحظہ فرمایا کہ کفار مکہ نے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت سجا رکھے ہیں، آپ نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور اس کی دیواروں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر بنائی گئی تھیں، کو بھی ختم کر کے پاک وصاف کر دیا۔ اسلام نے طہارت وصفائی کا خصوصی حکم دیا ہے۔ ایک حدیث میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ آداب مسجد کی ترغیب وتلقین کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے سے قبل انسان کا جسم، کپڑے اور پاؤں وغیرہ صاف ہونے چاہئیں۔

۳۔ تعطیر مساجد: حدیث باب میں مساجد کی صفائی کے علاوہ انہیں خوشبو وغیرہ سے معطر کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ مسجد کی صفائی وتطہیر کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ مسجد کی صفائی میں حصہ لینے والا نیک خصلت، والدین کا فرمانبردار اور صوم وصلوٰۃ کا عادی بن جاتا ہے۔ صفائی کے علاوہ مسجد کو خوشبو کے ساتھ معطر کرنے کی خصوصی تلقین کی گئی ہے۔ اہل عرب کے ہاں مساجد کی صفائی اور معطر کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی مساجد کی وہی حیثیت ہے جو ان کے ہاں ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اگربتی جلا کر یا انواع واقسام کے عطریات کے ساتھ مساجد کو خوشبودار بنانا چاہیے۔ مسجد کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے قرب وجوار میں اگر گندگی اور بدبو کے ڈھیر ہوں تو انہیں دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کا انتظام کیا جائے۔ علاوہ ازیں طہارت خانے قدرے مسجد سے دور ہونے چاہئیں تاکہ ان کی بدبو سے مسجد محفوظ رہے۔ دروازے پر سگریٹ نوشی، حقہ نوشی، دنیاوی گفتگو جس کی آواز مسجد میں جائے اور گالی گلوچ کا بازار ہرگز ہرگز گرم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ تمام امور آداب مسجد کے خلاف ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى

باب 28- رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے

543 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَلِيٍّ الْاَزْدِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اخْتَلَفَ اَصْحَابُ شُعْبَةَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ فَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَاَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا وَالصَّحِيْحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَرَوَى الثِّقَاتُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ صَلَاةَ النَّهَارِ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَبِالنَّهَارِ اَرْبَعًا

543- اخرجه ابو داؤد (413/1): كتاب الصلاة: باب: في صلاة النهار، حديث (1295)، والنسائي (227/3) كتاب قيام الليل و تطوع النهار: باب: كيف صلاة الليل وابن ماجه (419/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، حديث (1322)، واحمد (2/26-51)، والدارمي (340/1): كتاب الصلاة: باب: صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، وابن خزيمة (214/2) حديث (1210) من طريق عمرو بن مرزوق قال: اخبرنا، وقال الباقون: حدثنا شعبة، عن يعلى بن عطاء، انه سمع عليا الازدي عن ابن عمر فذكره۔

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ فَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَرَاَوْا صَلَاةَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ اَرْبَعًا مِثْلَ الْاَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَغَيْرِهَا مِنْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں' شعبہ کے شاگردوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث میں اختلاف کیا ہے بعض نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے' اور بعض نے اسے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبداللہ عمری کے حوالے سے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند روایت نقل کی گئی ہے۔

تاہم درست روایت وہ ہے' جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: رات کے نفل دو دو کر کے ادا کیے جاتے ہیں۔

ثقہ راویوں نے اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ ان راویوں نے اس روایت میں دن کے نوافل کا تذکرہ نہیں کیا۔

عبیداللہ نامی راوی کے حوالے سے' نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: وہ رات کے نوافل دو دو کر کے ادا کرتے تھے' اور دن کے نوافل چار' چار کر کے ادا کرتے تھے۔

اس بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک رات اور دن کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے۔

امام شافعی' امام احمد رحمۃ اللہ علیہما اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک رات کے نوافل دو دو کر کے ادا کیے جائیں گے ان حضرات کے نزدیک دن کے نوافل چار' چار کر کے ادا کیے جائیں گے' جیسے ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کی جاتی ہیں یا اس کے علاوہ دیگر نفل نمازیں ہیں۔

سفیان ثوری' ابن مبارک اور اسحٰق اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

شب وروز کے نوافل ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ

رات اور دن کے نوافل دو، دو ہیں یا اس سے مختلف ہیں، اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

تاہم اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شب وروز میں دو، دو رکعت نوافل ہیں۔

۲- حضرت امام سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک رات میں نوافل دو، دو رکعت اور دن میں چار رکعت ہیں۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ رات یا دن کی کوئی قید نہیں ہے، دو، دو رکعت نوافل رات میں بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور دن میں بھی۔ اسی طرح رات اور دن میں نوافل چار، چار رکعت بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ چار رکعت نوافل کی صورت میں پہلا قعدہ بھی ضروری ہے، جس میں تشہد، درود اور دعائیں پڑھی جائیں گی۔ بہرحال دو نوافل ادا کرنا افضل ہے۔ احناف کے نزدیک دن کے وقت چار رکعت سے زیادہ نوافل اور رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ نوافل ادا کرنا مکروہ ہے۔

بَاب كَيْفَ كَانَ تَطَوُّعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ

باب 29- نبی اکرم ﷺ دن کے وقت نوافل کس طرح ادا کرتے تھے؟

544 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تُطِيقُوْنَ ذَاكَ فَقُلْنَا مَنْ اَطَاقَ ذَاكَ مِنَّا فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَّصَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

وقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِىَ فِىْ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّهَارِ هٰذَا وَرُوِىْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ كَانَ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاِنَّمَا ضَعَّفَهٗ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِاَنَّهٗ لَا يُرْوٰى مِثْلُ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَاصِمُ بْنُ ضَمْرَةَ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ قَالَ سُفْيَانُ كُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِيْثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلٰى حَدِيْثِ الْحَارِثِ

◄► عاصم بن ضمرہ بیان کرتے ہیں' ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے دن کے نوافل کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے' ہم نے عرض کی: ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ (لیکن آپ ہمیں بتا تو دیں) انہوں نے فرمایا: جب سورج اس طرف (یعنی مشرق میں) اتنا ہوتا' جتنا عصر کے وقت اس طرف (یعنی مغرب

میں) ہوتا ہے (یعنی چاشت کا وقت ہوتا) تو نبی اکرم ﷺ دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور جب سورج اس طرف اتنا ہوتا جتنا ظہر کے وقت ہوتا ہے تو آپ چار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے آپ ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اس کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے جن میں دو رکعت کے بعد آپ مقرب فرشتوں انبیاء و مرسلین اور ان کی پیروی کرنے والے مؤمنوں اور مسلمانوں پر سلام بھیج کر فصل کرتے تھے۔

حضرت عاصم بن ضمرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے دن کے نوافل کے بارے میں سب سے بہترین چیز جو روایت کی گئی ہے۔ وہ (یہی روایت) ہے۔

ابن مبارک سے یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ہمارے خیال میں انہوں نے اسے ضعیف اس لیے قرار دیا ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ اس طرح کی روایت نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اور کسی حوالے سے نقل کی گئی صرف یہی ایک حوالہ ہے جو عاصم بن ضمرہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔

عاصم بن ضمرہ نامی راوی بعض محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: سفیان فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک عاصم بن ضمرہ سے منقول روایت حارث سے منقول روایت پر فضیلت رکھتی ہے۔

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نوافل جو دن میں ادا کرتے

حضرت عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے نوافل کی تعداد اور ان کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: تم لوگ اس پر عمل نہیں کر سکتے لہٰذا یہ سوال مت کریں۔ آپ کے اس ارشاد کے دو مطالب ہو سکتے ہیں: (۱) جب تم اس پر عمل نہیں کر سکتے تو ایسا سوال کرنا فضول ہے۔ (۲) طالب علم کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اسوۂ بنا کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔ طلباء نے ہمت کر کے عرض کیا: حضور! آپ ہمیں اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اس پر عمل کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائے یا ہم یہ روایت دوسرے لوگوں تک پہنچائیں تو ان میں سے کوئی اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائے؟ (یاد رہے اس مقام پر نوافل سے مراد سنن مؤکدہ، سنن غیر مؤکدہ اور نوافل ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سولہ نوافل گنوائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت ادا کرتے تھے۔ دو نوافل اشراق کے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سورج بلند ہونے پر ادا کرتے تھے۔ صبح کے دس ساڑھے دس بجے چار رکعت نماز چاشت ادا فرماتے تھے۔ زوال کا وقت ختم ہونے پر چار رکعت نماز ظہر سے قبل پڑھتے تھے اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد ادا کرتے تھے۔ چار رکعت نماز عصر سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

بَابُ فِیْ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِیْ لُحُفِ النِّسَآءِ

باب 30-خواتین کی چادر میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے

545 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ اَشْعَثَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّی فِیْ لُحُفِ نِسَآئِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةٌ فِیْ ذٰلِكَ

عبداللہ بن شقیق، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کی چادر پر نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ایک روایت کے مطابق اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت بھی منقول ہے۔

شرح

عورتوں کے اوڑھنوں میں نماز ادا کرنے سے احتراز کا مسئلہ

لفظ ''لُحُفٌ'' لحاف کی جمع ہے۔ دو کپڑوں کو ملا کر اس طرح سلائی کی جائے کہ وہ بڑے تھیلے کی شکل اختیار کر جائے پھر اس میں روئی ڈال کر اوپر نیچے سے باہم سلائی کر کے اسے ایک موٹا کپڑا بنا لیا جائے۔ اس موٹے کپڑے کو اردو زبان میں رضائی کہا جاتا ہے جو عموماً موسم سرما میں سردی سے بچاؤ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ رضائی کو خواتین وحضرات سب اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے کپڑوں اور رضائی کو نماز کے وقت استعمال میں نہ لاتے تھے، اس کی وجہ بچوں یا حیض ونفاس کے باعث اس کی طہارت میں تشکیک کی صورت ہے۔ اس موٹے کپڑے سے احتراز کا اصل مقصد قطع وساوس ہے۔ خواہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا لیکن عقل پر وہم کا قبضہ ہونے کی وجہ سے شریعت مطہرہ نے اس کے منفی پہلو کا اعتبار کیا ہے مثلاً عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرنا، غسل خانہ میں پیشاب نہ کرنا اور خواتین کے اوڑھنوں میں نماز نہ پڑھنا۔ اگر خواتین کے

545- اخرجه ابو داؤد (154/1): كتاب الطهارة باب: الصلاة فی شعر النساء حديث (367) و (230/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة فی شعر النساء حديث (645) والنسائی (217/8): كتاب الاشربة: باب: اللحف من طريق اشعث بن عبدالملك عن محمد بن سيرين عن عبدالله بن شقيق عن عائشة فذكره-واخرجه ابو داؤد (154/1): كتاب الطهارة: باب: الصلاة فی شعر النساء حديث (368) قال: حدثنا الحسن بن علی قال: حدثنا سليمان بن حرب قال: حدثنا حماد عن هشام عن ابن سيرين عن عائشة فذكره- ولم يذكر فيه (عبدالله بن شقيق) قال حماد: وسمعت سعيد بن ابی صدقة- قال: سالت محمدا عنه فلم يحدثنی وقال: سمعته منذ زمان ولا ادری ممن سمعته ولا ادری اسمعته من ثبت ام لا فسلوا عنه- واخرجه احمد (101/6) قال: حدثنا عفان قال: حدثنا بشر يعنی ابن مفضل قال: حدثنا سلمةبن علقمة عن محمد بن سيرين قال: نبئت ان عائشةقالت: كان رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يصلی فی شعرنا-

اوڑھنوں میں ناپاکی کا شک نہ ہو تو ان میں نماز ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بایں الفاظ بیان فرمائی ہے: وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ (سورۃ النور:۲۶) یعنی امہات المؤمنین طیب و طاہر ہیں اور عموماً ان کے پاس بچے بھی نہیں تھے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوڑھنوں میں نماز ادا کرنے سے کیوں احتراز کرتے تھے؟

جواب: بلاشبہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن پاک و طاہر اور عظمت و شان والی ہیں لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوڑھنوں میں نماز ادا نہ فرمائی، اس کی وجہ تعلیم امت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شایان شان حاضری ہے، جس طرح سحری کے وقت بیدار ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی سہولت کے لیے فجر کی دو سنت ہلکی پھلکی ادا فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ نے دو یا تین ایام تک نماز تراویح باجماعت ادا فرمائی پھر باجماعت ادا نہ فرمائی کہ اس کا وجوب امت کے لیے باعث مشقت نہ ہو۔ حدیث باب میں اسی مسئلہ کی تصریح مقصود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَاب ذِكْرِ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْمَشْيِ وَالْعَمَلِ فِيْ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ

باب 31- نفل نماز کے دوران کسی حد تک چلنا یا کوئی کام کرنا جائز ہے

546 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: جِئْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الْبَيْتِ وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَمَشٰى حَتّٰى فَتَحَ لِيْ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى مَكَانِهٖ وَوَصَفَتِ الْبَابَ فِي الْقِبْلَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں آئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر میں نماز ادا کر رہے تھے، دروازہ بند تھا آپ چل کر آئے اور آپ نے میرے لیے دروازہ کھول دیا، پھر آپ اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: وہ دروازہ قبلہ کی سمت میں تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

حالت نوافل میں کتنی مقدار چلنا اور کتنا عمل ناقض نماز نہیں؟

فرض نماز ہو یا نفلی زیادہ چلنے اور عمل کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے۔ عمل قلیل اور کم چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حدیث باب میں

546: اخرجه ابو داؤد (305/1): كتاب الصلاة: باب: العمل في الصلاة حديث (922) والنسائي (11/3): كتاب السهو: باب: المشي امام القبلة خطى يسيرة واحمد في "مسنده": (31/6 -183 -234) من طريق برد بن سنان ابي العلاء عن الزهري عن عروة عن عائشة فذكره-

دو مسائل وضاحت طلب ہیں: (۱) عمل قلیل اور کثیر کی تعریف اوران کا حکم۔ (۲) دوران نماز کتنی مقدار چلنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کتنی مقدار چلنا معاف ہے۔

۱۔عمل کثیر وقلیل کی تعریف اور حکم: عمل کثیر وقلیل کی تعریف کے حوالے سے فقہاء کے تین اقوال ہیں: (۱) دوران نماز مصلی جو کام ایک ہاتھ سے کرے وہ عمل قلیل ہے اور جو دو ہاتھوں سے کرے وہ عمل کثیر ہے۔ (۲) نمازی کے جس عمل کو دور سے دیکھنے والا عمل قلیل خیال کرے وہ قلیل ہے اور جسے عمل کثیر قرار دے، وہ کثیر ہے۔ (۳) مصلی حالت نماز میں اپنے جس عمل کو قلیل تصور کرے وہ قلیل ہے اور جس عمل کو کثیر سمجھے وہ کثیر ہے۔ تیسرا قول زیادہ معتبر ہے اور فقہاء احناف کا اس پر عمل ہے۔ حکم: عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن عمل کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے۔

۲۔ چلنے کی مقدار: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حالت نماز میں کتنی مقدار چلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے اور کتنی مقدار چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟ تین قدم سے کم چلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ تین قدم یا اس سے زائد قدم چلنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مصلی تین قدم سے کم یا وقفہ وقفہ سے چار پانچ قدم چلے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ چلنے سے نماز کے فساد وعدم کا حکم فرائض ونوافل سب نمازوں کے لیے یکساں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجرے خود تعمیر کروائے تھے جو بالترتیب مسجد نبوی شریف سے متصل تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی ایک طرف حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا اور دوسری طرف حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تھا۔ ہر حجرے کے دو دروازے رکھے گئے تھے، ایک مسجد نبوی شریف کی طرف کھلتا تھا جو صرف آپ ہی استعمال کرتے تھے جبکہ دوسرا عام راستہ کی طرف کھلتا تھا جو عام طور پر استعمال ہوتا تھا۔ سب حجروں کے بیچ میں ایک کھڑکی رکھی گئی تھی (چھوٹا دروازہ) جس کے ذریعے سب حجروں میں آمد ورفت ممکن تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی کھڑکی بند کر دی گئی تھی۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجروں کے درمیان کی کھڑکی کعبہ رخ تھی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں تشریف لے گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرگاہ کا دروازہ اور درمیانی کھڑکی بند کر کے نماز (نوافل) شروع کر دی۔ اسی اثناء میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو عام دروازہ بند پایا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی کھڑکی کی طرف سے آئیں تو وہ بھی بند پائی، خیال کیا شاید آپ لیٹے ہوں گے تو کھڑکی کا دروازہ ہلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر حالت نماز میں کھڑکی کا دروازہ کھولا پھر اپنی جگہ میں تشریف لا کر نماز میں مصروف ہو گئے۔ یہی مضمون حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ قِرَائَةِ سُوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ

باب 32- ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

547 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ

آثارِ صحابہ: سَاَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ هٰذَا الْحَرْفِ (غَيْرِ اٰسِنٍ) اَوْ (يَاسِنٍ) قَالَ كُلَّ الْقُرْاٰنِ قَرَاْتَ غَيْرَ هٰذَا الْحَرْفِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُوْنَهُ يَنْثُرُوْنَهُ نَثْرَ الدَّقَلِ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ السُّوَرَ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ فَاَمَرْنَا عَلْقَمَةَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَ كُلِّ سُوْرَتَيْنِ فِیْ رَكْعَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اعمش بیان کرتے ہیں: میں نے ابووائل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک شخص نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس حرف کے بارے میں دریافت کیا: ''(غَيْرِ اٰسِنٍ) اور (يَاسِنٍ)'' حضرت عبداللہ نے دریافت کیا: کیا تم نے اس لفظ کے علاوہ باقی سارا قرآن پڑھ لیا ہے اس نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کچھ لوگ قرآن یوں پڑھتے ہیں' جیسے کوئی شخص ردی کھجوریں بکھیر دیتا ہے' اور وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جاتا' مجھے ایک دوسرے جیسی ایسی سورتوں کے بارے میں یاد ہے' جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر تلاوت کیا کرتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں' ہم نے علقمہ سے یہ کہا: وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کریں' تو حضرت عبداللہ نے بتایا: وہ مفصل سورتوں سے تعلق رکھنے والی بیس سورتیں ہیں' جن میں سے کوئی دو سورتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں ایک ساتھ تلاوت کرلیا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

ایک رکعت میں دوسورتیں ملانے کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ فرائض کی پہلی دو رکعات، واجبات، سنن مؤکدہ اور نوافل کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات کے برابر قرآن ملانا واجب ہے۔ آیات کی بجائے دو یا دو سے زائد سورتوں کا ملانا بھی جائز ہے۔ البتہ اس موقع پر دو امور کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ اول: دونوں سورتوں کے درمیان تسمیہ کو پست آواز سے پڑھا جائے، کیونکہ تسمیہ کا نزول دونوں سورتوں کے مابین فصل کے لیے ہوا ہے۔ دوم: دو یا زائد سورتوں کی قرأت کی صورت میں ترتیب قرآن کو پیش نظر رکھا جائے، یہ ترتیب خواہ متصلاً ہو یا متفرقاً ہو، کیونکہ ترتیب قرآن واجب ہے اور عدم ترتیب کی صورت میں نماز ہو

547- اخرجه البخاری (298/2): کتاب الاذان: باب: الجمع بين السورتين فی الركعة' حديث (775)' و (655/8): کتاب فضائل القرآن' باب: تاليف القرآن' حديث (4996)' و (707/8): باب: الترتيل فی القراءة حديث (5043)' و مسلم (171/3- الابی): کتاب صلاة المسافرين و قصرها' باب: ترتيل القراءة واجتناب الهذ' وهو الافراط فی السرعة' واباحة سورتين فاكثر فی ركعة' حديث (275-276-277-278-279/722)' والنسائی (174/2-175): کتاب الافتتاح: باب: قراءة سورتين فی ركعة' واحمد (462- 380/1 -421 -427 -436 -455) وابن خزيمة (269/1) حديث (538) من طريق شقيق بن سلمة ابی وائل عن عبدالله بن مسعود' فذكره-

جائے گی جبکہ سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا لیکن اس بارے میں وعید شدید وارد ہے۔

حدیث باب میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک متعلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا: کیا آپ سورہ محمد کی آیت:۱۵ کی تلاوت کرتے وقت: من ماء غیر آسن (ہمزہ کے ساتھ) یا من غیر یاسن (یاء کے ساتھ) پڑھتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تم نے اس آیت کے علاوہ تمام قرآن پڑھ لیا ہے کہ اتنی باریک بات دریافت کرتے ہو؟ اس پر حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا: حضور! میں تمام قرآن پڑھ چکا ہوں بلکہ زبانی یاد کر چکا ہوں کہ ایک رکعت میں از سورہ ق تا آخر سوا چار پاروں کی قرأت کر لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: ہاں! تم اس طرح پڑھتے ہو گے جس طرح خواتین چاولوں سے کنکریاں چگتی ہیں یا کھجوروں کے ڈھیر سے ناقص کھجوریں چگتی ہیں! پھر آپ نے جواب دیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی ایک رکعت میں دو، دو سورتیں ملایا کرتے تھے اور میں ملائی جانے والی سورتوں سے آگاہ ہوں۔ (گویا تمہارا عمل طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت نہیں کرتا) اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ناراضگی عروج پر تھی تو متعلمین نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مناسب موقع پا کر آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معلوم کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی سورتوں کی قرأت فرمایا کرتے تھے؟ مناسب موقع پر جب آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں بیس سورتیں ملایا کرتے تھے جو فلاں فلاں ہیں۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۱۳۹۶)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا يُكْتَبُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ فِي خُطَاهُ

باب 33- مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت اور قدموں کے اجر کا لکھا جانا

548 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ سَمِعَ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا تَوَضَّاَ الرَّجُلُ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ لَا يُخْرِجُهٗ اَوْ قَالَ لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا اِيَّاهَا لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً اَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب آدمی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کے لیے جائے، وہ صرف نماز کے لیے ہی نکلے تو وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجے کو بلند کرتا ہے، اور اس کی وجہ سے اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نماز کے لیے مسجد کی طرف پیدل جانے کی فضیلت

نماز کا وقت ہونے پر جو شخص گھر سے خوبصورت وضو کر کے صرف نماز ادا کرنے کی نیت سے مسجد کی طرف پیدل روانہ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے، اسے ہر قدم پر ایک نیکی عطا کی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ گھر سے وضو کر کے آنا شرط نہیں ہے بلکہ یہ اتفاقی بات ہے، کیونکہ جو شخص گھر سے وضو کر کے نہیں آتا اور وہ مسجد میں وضو کر کے نماز ادا کرتا ہے تو اسے بھی یہی ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ حدیث میں گھر سے وضو کر کے آنے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اہل عرب کے ہاں قلت ماء کی وجہ سے عموماً مساجد میں وضو کا اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ ہمارے ہاں (پاک و ہند) میں مساجد میں کثرت ماء کی وجہ سے وضو کرنے کا معقول اہتمام ہوتا ہے، لہٰذا کوئی شخص مسجد میں وضو کر کے نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اسے بھی یہ ثواب عطا کیا جائے گا۔

نمازی جتنا فاصلہ زیادہ طے کر کے مسجد کی طرف آتا ہے، اتنا ہی اسے زیادہ ثواب دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کچھ صحابہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں مسجد میں دور سے آنا پڑتا ہے، اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دور سے اپنے مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب تیار کر لیں تا کہ مسجد میں آمد و رفت کی سہولت میسر ہو اور مزید اہتمام کے ساتھ باجماعت نماز میں شمولیت اختیار کر سکیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ لوگ ایسا مت کریں کیونکہ تم لوگ جتنی دور سے زیادہ قدم اٹھا کر مسجد کی طرف آتے ہو، اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب ہے۔ آپ کے فرمانے پر انہوں نے اپنی رہائش گاہوں کو تبدیل نہ کیا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ اَنَّهٗ فِي الْبَيْتِ اَفْضَلُ

باب 34- مغرب کی نماز کے بعد گھر میں نفل پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے

549 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ الْمَغْرِبَ فَقَامَ نَاسٌ يَّتَنَفَّلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فِي الْبُيُوْتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیثِ دیگر: وَالصَّحِيْحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ

549- اخرجه ابو داؤد (415/1): كتاب الصلاة: باب: ركعتي المغرب ابن تصليان حديث (1300) والنسائي (198/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: الحث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك وابن خزيمة (210/2) حديث (1201) من طريق محمد بن موسى الفطري عن سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة عن ابيه عن جده فذكره-

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ فَمَا زَالَ يُصَلِّی فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ

فَفِی الْحَدِيْثِ دِلَالَةٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِی الْمَسْجِدِ

◆◆ سعد بن اسحٰق اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مسجد بنوعبدالاشہل میں مغرب کی نماز ادا کی کچھ لوگ اٹھے اور نفل پڑھنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت کعب بن عجرہ سے منقول یہ حدیث ''غریب'' ہے' ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

درست روایت وہ ہے' جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے: نبی اکرم ﷺ مغرب کی نماز کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر آپ مسجد میں نوافل ادا کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے عشاء کی نماز ادا کی۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے: نبی اکرم ﷺ نے مغرب کے بعد والی دو رکعت مسجد میں بھی ادا کی ہیں۔

شرح

نماز مغرب کے نوافل گھر میں ادا کرنے کی فضیلت

ماقبل ابواب میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سنن ونوافل کو گھر میں ادا کرنے کی زیادہ فضیلت ہے، کیونکہ اس سے افرادِ خانہ کو نماز کی ترغیب و تلقین کا درس ملتا ہے اور گھر میں برکت بھی حاصل ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نوافل کو گھر میں ادا کرنے کا تھا لیکن کبھی کبھار بیانِ جواز کی غرض سے مسجد میں بھی ادا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اشہل کی مسجد میں نماز مغرب ادا فرمائی پھر سنتیں بھی مسجد میں ادا فرمائیں تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مسجد میں سنن ونوافل ادا کرنا شروع کر دیے تو آپ ان سے یوں مخاطب ہوئے: ''اے لوگو! تم نوافل گھروں میں پڑھا کرو۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب کے بعد کی سنن ونوافل گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ یاد رہے نماز مغرب اور دوسری نمازوں کی سنن ونوافل گھر میں ادا کرنے کی فضیلت یکساں ہے۔ گھر میں نوافل ادا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ گھر کی جائے نماز، نمازی کے حق میں قیامت کے دن گواہی پیش کرے گی۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِی الْاِغْتِسَالِ عِنْدَمَا يُسْلِمُ الرَّجُلُ

باب 35- اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا

550 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَغَرِّ بْنِ

الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ

متن حدیث: اَنَّهُ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ لِلرَّجُلِ اِذَا اَسْلَمَ اَنْ يَّغْتَسِلَ وَيَغْسِلَ ثِيَابَهُ

◆◆ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ مسلمان ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل کرنے کا حکم دیا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' ان حضرات کے نزدیک مسلمان ہونے والے شخص کے لیے یہ بات مستحب ہے: وہ غسل کرے اور اپنے کپڑوں کو بھی دھولے۔

شرح

قبول اسلام کے بعد غسل میں مذاہب آئمہ

قبول اسلام کے بعد غسل کرنا فرض ہے یا مستحب ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نومسلم اگر حالت جنابت میں قبول اسلام کرے تو غسل فرض ہے ورنہ مستحب ہے۔ علاوہ ازیں اسے ختنہ کروانا واجب ہے جبکہ کپڑوں کی صفائی اور بال کٹوانا مستحب ہے۔ انہوں نے ناقابل تردید تاریخی حقائق سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک لاکھ سے زائد لوگ اسلام سے وابستہ ہوئے لیکن آپ نے حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو بھی غسل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول اسلام کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے پر انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نومسلم پر غسل فرض ہوتا ہے۔

550: اخرجه ابو داؤد (151/1): كتاب الطهارة: باب: في الرجل يسلم فيومر بالغسل حديث (355) والنسائي (109/1): كتاب الطهارة: باب: ذكر ما يوجب الغسل وما لا يوجبه (غسل الكافر اذا اسلم) وابن خزيمة (126/1) حديث (254-255) من طريق سفيان الثوري عن الاغر بن الصباح عن خليفة بن حصين عن قيس بن عاصم فذكره- واخرجه احمد (6/6) قال: حدثنا وكيع قال: حدثنا سفيان عن الاغر المنقري عن خليفة بن حصين بن عاصم عن ابيه ان جده اسلم على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فامره ان يغتسل بماء و سدر-

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ (۲) اس روایت میں غسل کا حکم جنابت کی وجہ سے دیا گیا ہے ورنہ ایک لاکھ سے زائد اسلام قبول کرنے والے لوگوں کو بھی غسل کا حکم دیا جاتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔ البتہ نومسلم کا غسل کرنا مستحب و افضل ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ

باب 36- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھنا

551 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ الصَّفَّارُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: سَتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْيَاءُ فِيْ هٰذَا

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنات کی آنکھوں اور اولادِ آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے: جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہونے لگے تو "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ لے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی سند بھی مستند نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے۔

شرح

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل کی دعا

اسلام ایک آفاقی، ہمہ گیر، جامع اور قریب الفطرت دین ہے' جس میں انسانی سہولتوں اور فوائد و نوافع کو خصوصیت سے پیش نظر رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں بیت الخلاء جانے اور باہر آنے کے طریقہ کی تعلیم بھی دی گئی ہے جبکہ دیگر ادیان میں یہ بات نہیں ہے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل درج ذیل دعائیں پڑھنا مسنون ہے:

- ۱- بِسْمِ اللّٰهِ۔ اس کی تعلیم حدیث باب میں دی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنات کی آنکھوں اور انسان کی شرم گاہ کے مابین پردہ یہ ہے: جب وہ بیت الخلاء میں جائے تو "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھے۔

551 اخرجه ابن ماجه (109/1): كتاب الطهارة وسننها: باب: مايقول الرجل اذا دخل الخلاء' حديث (297) من طريق محمد بن حميد الرازي' قال: حدثنا الحكم بن بشير بن سليمان' قال: حدثنا خلاد الصفار' عن الحكم بن عبدالله النصيري' عن ابي اسحق' عن ابي جحيفة' عن علي بن ابي طالب' فذكره-

۲-اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

۳-بِسْمِ اللهِ،اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔(دونوں دعاؤں کوجمع کر کے یہ دعابنائی گئی ہے) یہ دعا کرنے سے انسان بیت الخلاء کے جنوں کے مذکرومؤنث کے شر سے محفوظ ومامون رہے گا۔

جب انسان بیت الخلاء سے فارغ ہوکر باہر آئے تو ذیل کی دعا پڑھے:

غُفْرَانَكَ۔اے اللہ تو مجھے بخش دے۔(یہ مفعول ہے جبکہ اس کا فعل اور فاعل محذوف ہیں)

مسئلہ ضروریہ: بیت الخلاء اور غسل خانہ میں کوئی دعا پڑھنے کی اجازت ہے اور نہ کوئی کلمہ پڑھنے کی۔ بیت الخلاء اور غسل خانہ میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کیا جائے پھر دایاں پاؤں جبکہ باہر آتے وقت اس کے برعکس طریقہ اختیار کیا جائے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ سِيمَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اٰثَارِ السُّجُوْدِ وَالطُّهُوْرِ

باب 37- قیامت کے دن سجدوں اور وضو کے آثار اس امت کی مخصوص نشانی ہوں گے

552 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ اَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو اَخْبَرَنِیْ يَزِيْدُ بْنُ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اُمَّتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرٌّ مِّنَ السُّجُوْدِ مُحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن میری امت (کے چہرے) سجدوں کی وجہ سے روشن اور وضو کی وجہ سے چمکدار ہوں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے جو حضرت عبداللہ بن بسر سے منقول ہے۔

شرح

قیامت کے دن اعضاء سجود و وضو کے آثار کا ظہور

قیامت کے دن اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے چالیس صفیں دوسری امتوں کی ہوں گی اور اسی (80) صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ قیامت کے دن اپنے امتیوں کو کیسے پہچان سکیں گے؟ آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: میری امت کے اعضاء وضو چودھویں شب کے چاند کی طرح روشن ہوں گے جس سے میں انہیں پہچان لوں گا''۔

552: اخرجه احمد فی "مسنده": (189/4) من طريق صفوان بن عمرو عن يزيد بن خمير الرحبی عن عبدالله بن بسر المازنی فذكره۔

حدیث باب میں قیامت کے دن علامات امت محمدیہ بیان کی گئی ہیں: (۱) ان کے اعضاء سجود روشن ہوں گے۔ اعضاء سجود یہ ہیں: دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور پیشانی (ناک پیشانی میں شامل ہے) یہ سات اعضاء سجود قیامت کے دن روشن ہوں گے۔ (۲) دوسری علامت پہچان یہ ہے کہ اعضاء وضو قیامت کے دن روشن ہوں گے۔ اعضاء وضو یہ ہیں: دونوں ہاتھ، چہرہ اور دونوں پاؤں۔ یہ پانچ اعضاء بھی بروز قیامت روشن ہوں گے۔

سوال: امم سابقہ پر نماز فرض کی گئی تھی، وہ بھی سجود کرتے تھے اور وضو کرتے تھے، تو کیا ان کے اعضاء سجود واعضاء وضو روشن ہوں گے یا نہیں؟

جواب: ان کے اعضاء سجود اور اعضاء وضو روشن نہیں ہوں گے بلکہ انہیں کسی اور شکل میں اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔ اعضاء سجود واعضاء وضو روشن ہونا خصوصیات امت محمدیہ میں سے ہے؟ اس امت کی خصوصیات کی وجہ سے دوسری کسی امت میں یہ علامات ہرگز نہیں پائی جائیں گی۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُوْرِ

باب 38- وضو میں دائیں طرف سے آغاز کرنا مستحب ہے

553 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ اِذَا تَطَهَّرَ وَفِيْ تَرَجُّلِهٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِيْ انْتِعَالِهٖ اِذَا انْتَعَلَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهٗ سُلَيْمُ بْنُ اَسْوَدَ الْمُحَارِبِيُّ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دائیں طرف سے آغاز کرنا پسند تھا' کنگھی کرتے وقت ہوئے بھی' جوتا پہنتے ہوئے بھی جب آپ (اسے) پہنتے تھے۔ (دائیں طرف سے آغاز کرنا ہی پسند تھا)

ابوشعثاء نامی راوی کا نام سلیمان بن اسود محاربی ہے۔

553: اخرجه البخاری (324/1): كتاب الوضوء: باب: التيمن في الوضوء والغسل' حديث (168)' و (623/1): كتاب الصلاة باب: التيمن في دخول المسجد وغيره' حديث (426)' و (436/9): كتاب الاطعمة: باب: التيمن في الاكل وغيره' حديث (5380)' و (322/10): كتاب اللباس: باب يبدا بالنعل اليمنى' حديث (5854)' و (381/10): باب: الترجيل والتيمن فيه' حديث (5926)' و مسلم (76/2- الابى): كتاب الطهارة: باب: التيمن في الطهور وغيره' حديث (66-67/268) وابو داؤد (468/2): كتاب اللباس: باب: في الانتعال' حديث (4140)' والنسائى (78/1): كتاب الطهارة: باب: باى الرجلين يبدا بالغسل' و (205/1): كتاب الغسل والتيمم: باب: التيمن في الطهور' و (185/8): كتاب الزينة: باب: التيامن في الترجل' وابن ماجه (141/1) كتاب الطهارة و سننها: باب التيمن في الوضوء' حديث (401)' واحمد (94/6 -130-174-187-202-210) وابن خزيمة (91/1) حديث (179) و (122/1) حديث (244) من طريق اشعث بن ابى الشعثاء' عن ابيه عن مسروق عن عائشة' فذكره۔

شرح

حصول طہارت کے وقت دائیں عضو سے شروع کرنا

جسم کے وہ اعضاء جو سجود اور وضو کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں سب کے سب روشن ہوں گے۔ ان کو استعمال میں لاتے وقت اور دھوتے وقت پہلے دایاں عضو اور پھر بایاں اختیار کیا جائے۔ مثلاً دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں میں سے پہلے دائیں کو پھر بائیں کو اختیار کیا جائے' وہ اعضاء جو طاق عدد ہیں انہیں چاہیں تو دائیں طرف سے یا چاہیں تو بائیں جانب سے شروع کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً چہرہ اور سر وغیرہ۔ حدیث باب میں بھی یہی سبق دیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے وقت دائیں جانب کو اختیار کرتے پھر بائیں طرف کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دائیں کو بائیں پر برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ لہٰذا افضل پہلے ہے اور مفضول بعد میں۔

بَاب قَدْرِ مَا يُجْزِئُ مِنَ الْمَآءِ فِي الْوُضُوْءِ

باب 39: کتنے پانی کے ساتھ وضو کرنا کافی ہے؟

554 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يُجْزِئُ فِي الْوُضُوْءِ رِطْلَانِ مِنْ مَاءٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ

حدیثِ دیگر: وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّاُ بِالْمَكُّوْكِ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيَّ

وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّاُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دو رطل پانی سے وضو ہو جاتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف شریک نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جو انہی الفاظ میں منقول ہے۔

شعبہ نامی راوی نے عبداللہ بن عبداللہ جبر کے حوالے سے' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکوک پانی (یعنی ایک صاع پانی) کے ذریعے وضو کر لیتے تھے اور پانچ مکوک (یعنی پانچ صاع پانی) کے ذریعے غسل

554- اخرجه احمد في "مسنده": (179/3) من طريق وكيع' قال: حدثنا شريك' عن عبد الله بن عيسى' عن ابن جبير' عن انس بن مالك' فذكره-

کر لیتے تھے۔

سفیان ثوری نے اپنی سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک "مدّ" (پانی) کے ذریعے وضو کر لیتے تھے اور ایک صاع (پانی) کے ذریعے غسل کر لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت، شریک کی نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

وضو کے لیے پانی کی مقدار کا مسئلہ

وضوء کے لیے کتنی مقدار میں پانی درکار ہے؟ یہ مسئلہ تفصیل سے سابقہ ابواب میں گزر چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وضو کرتے وقت پانی کے استعمال میں میانہ روی واعتدال کو پیش نظر رکھا جائے۔ وہ اس طرح کہ نہ فضول خرچی کو پیش نظر رکھا جائے کیونکہ اسراف کرنے والا شیطان کا بھائی ہے اور نہ بخل سے کام لیا جائے کہ اعضاء وضو پر اچھے طریقہ سے پانی بہا کر دھوئے ہی نہ جائیں۔ خیر الامور اوسطها پر عمل کرتے ہوئے وضو کیا جائے۔ حدیث باب میں وضو کے لیے پانی کی مقدار دو رطل بیان کی گئی ہے۔ (یاد رہے ایک رطل ۴۰۷ گرام کا ہوتا ہے)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ

باب 40: دودھ پینے والے بچے کے پیشاب پر پانی بہانا

555 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِيْ بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ قَالَ قَتَادَةُ وَهٰذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَاِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيْعًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: رَفَعَ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ قَتَادَةَ وَاَوْقَفَهُ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

555- اخرجه ابو داؤد (156/1): كتاب الطهارة: باب: بول الصبى يصيب الثوب' حديث (378)' وابن ماجه (174/1): كتاب الطهارة و سننها: باب: ماجاء فى بول الصبى الذى لم يطعم' حديث (525)' واحمد (137-97-76/1)' وابن خزيمة (143/1) حديث (284)' من طريق هشام الدستوائى' عن قتادة عن ابى حرب بن ابى الاسود' عن ابيه على بن ابى طالب' فذكره- واخرجه ابو داؤد (156/1): كتاب الطهارة: باب: بول الصبى يصيب الثوب' حديث (377) قال: حدثنا مسدد' قال: حدثنا يحيى' عن ابن ابى عروبة' عن قتادة عن ابى حرب بن ابى الاسود' عن ابيه' عن على رضى الله عنه' قال: يغسل بول الجارية' وينضح بول الغلام مالم يطعم- (موقوفاً)

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کے بارے میں یہ فرمایا ہے: لڑکے کے پیشاب پر پانی بہادیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: یہ حکم اس وقت ہے جب وہ دونوں کچھ کھاتے پیتے نہ ہوں لیکن اگر وہ کھاتے پیتے ہوں تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہشام دستوائی نے اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

جبکہ سعید بن ابوعروبہ نے اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

شیرخوار بچے کے پیشاب کو چھینٹے دینے کا مسئلہ

یہ مسئلہ باب الطہارت میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے، لہٰذا یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِىْ مَسْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ

باب 41- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مائدہ نازل ہونے کے بعد بھی (موزوں پر) مسح کیا

556 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقُلْتُ لَهُ اَقَبْلَ الْمَائِدَةِ اَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ قَالَ مَا اَسْلَمْتُ اِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُقَاتِلِ ابْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کیا، میں نے ان سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے فرمایا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کیا۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: یہ سورۂ مائدہ نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے یا بعد کا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے سورۂ مائدہ نازل ہونے کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

یہی روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "غریب" ہے۔ شہر بن حوشب سے اس کے منقول ہونے کو ہم صرف مقاتل بن حیان

کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

نزول سورہ مائدہ کے بعد موزوں پر مسح کرنے کا جواب

اس مسئلہ کی تفصیل بھی کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے، اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْجُنُبِ فِي الْاَكْلِ وَالنَّوْمِ اِذَا تَوَضَّاَ

باب 42- جنبی شخص جب وضو کرلے تو اس کے لیے کھانے اور سونے کی رخصت

557 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَمَّارٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ اَوْ يَنَامَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی شخص کو یہ رخصت دی ہے: جب اس نے کھانا ہو یا پینا ہو یا سونا ہو' تو وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حالت جنابت میں کھانے پینے اور سونے کا مسئلہ

اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنبی شخص کا کوئی چیز کھانے پینے اور سونے سے قبل غسل کرنا افضل ہے۔ صرف وضو پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے۔ یہ درمیانہ درجہ ہے۔ صرف دونوں ہاتھ دھو کر اور کلی کر کے کھانا پینا اور سونا بھی مباح ہے۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

557- اخرجه ابو داؤد (107/1): كتاب الطهارة: باب: من قال: يتوضا الجنب' حديث (225)' و (478/2) كتاب الترجل: باب: في الخلوق للرجال' حديث (4176)' و (609/2): كتاب السنة: باب: ترك السلام على اهل الاهواء' حديث (4601)' واحمد (320/4) من طريق حماد بن سلمة' قال: اخبرنا عطاء الخراساني' عن يحيى بن يعمر عن عمار' فذكره- واخرجه احمد (320/4)' وابو داؤد (479/2) كتاب الترجل: باب: في الخلوق للرجال' حديث (4177) من طريق ابن جريج' قال: اخبرني عمر بن عطاء بن ابي الخوار' انه سمع يحيى بن يعمر يخبر عن رجل اخبره عن عمار بن ياسر' زعم ان يحيى قد سمى ذلك الرجل' ونسيه عمر-

بَابُ مَا ذُكِرَ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ

باب 43- نماز کی فضیلت کا بیان

558 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ الْقَطَوَانِیُّ الْکُوْفِیُّ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا غَالِبٌ اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ الطَّائِیِّ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَۃَ مِنْ اُمَرَاءَ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ غَشِیَ اَبْوَابَہُمْ فَصَدَّقَہُمْ فِیْ کَذِبِہِمْ وَاَعَانَہُمْ عَلٰی ظُلْمِہِمْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْہُ وَلَا یَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِیَ اَبْوَابَہُمْ اَوْ لَمْ یَغْشَ فَلَمْ یُصَدِّقْہُمْ فِیْ کَذِبِہِمْ وَلَمْ یُعِنْہُمْ عَلٰی ظُلْمِہِمْ فَہُوَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَسَیَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَۃَ الصَّلٰوۃُ بُرْہَانٌ وَّالصَّوْمُ جُنَّۃٌ حَصِیْنَۃٌ وَّالصَّدَقَۃُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَۃَ اِنَّہٗ لَا یَرْبُوْ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ اِلَّا کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ہٰذَا الْوَجْہِ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مُوْسٰی

توضیح راوی: وَاَیُّوْبُ بْنُ عَائِذٍ الطَّائِیُّ یُضَعَّفُ وَیُقَالُ کَانَ یَرٰی رَاْیَ الْاِرْجَاءِ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ ہٰذَا الْحَدِیْثِ فَلَمْ یَعْرِفْہُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مُوْسٰی وَاسْتَغْرَبَہٗ جِدًّا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مُوْسٰی عَنْ غَالِبٍ بِہٰذَا

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے کعب بن عجرہ! میں تمہیں ان امراء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں' جو میرے بعد ہوں گے' جو شخص ان کے دروازوں پر جائے گا' اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرے گا' اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں' وہ میرے حوض پر مجھ تک نہیں آسکے گا' اور جو شخص ان کے دروازوں پر جائے یا نہ جائے اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم میں ان کی مدد نہ کرے وہ مجھ سے ہے' اور میں اس سے ہوں' اور عنقریب وہ حوض پر میرے پاس آئے گا' اے کعب بن عجرہ! نماز برہان ہے روزہ ڈھال ہے' صدقہ' گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے' جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اے کعب بن عجرہ! جس گوشت کی پرورش حرام (مال) سے ہوئی ہو' وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: تو وہ اس حدیث کو صرف عبیداللہ بن موسیٰ نامی راوی کے حوالے سے جانتے تھے' انہوں نے اسے بہت زیادہ ''غریب'' قرار دیا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن نمیر نے اس روایت کو عبیداللہ بن موسیٰ کے حوالے سے' غالب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 44: (بلاعنوان)

559 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمُ ابْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيْعُوْا ذَا اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِيْ اُمَامَةَ مُنْذُ كَمْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ سَمِعْتُهُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ سے اپنے پروردگار سے ڈرو! پانچ نمازیں ادا کرو اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' آپ نے کتنا عرصہ پہلے اس حدیث کو سنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اسے اس وقت سنا تھا جب میں تیس سال کا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

نماز کی فضیلت

حدیث باب میں زبان نبوت سے چند مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے' جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- امراء کے کذب وظلم کی تصدیق ومعاونت کی وعید: حکمران طبقہ اگر اسلامی اصولوں کے خلاف سیاست کر رہا ہو تو ان سے اجتناب واحتراز بہتر ہے۔ ان کے کذب وجھوٹ اور ظلم وستم کی تصدیق ومعانت زہر قاتل ہے' جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور یہ عمل جام کوثر سے محرومی کا سبب بنے گا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو حکمران طبقہ کے پاس جا کر یا پاس جائے بغیر کذب اور غلط معاملہ میں ان کی گرفت کرتے ہیں اور ان کے ظلم وستم کی مذمت کرتے ہیں، وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ایمانی تعلق میں اضافہ کر لیتے ہیں اور حوض کوثر سے جام کوثر پینے کے بھی حقدار میں جاتے ہیں۔

559- اخرجہ ابو داؤد (601/1): کتاب المناسک: باب: من قال: خطب یوم النحر' حدیث (1955) واحمد (262-251/5) من طریق سلیم بن عامر عن ابی امامۃ' فذکرہ۔

۲- ظالم حکمرانوں کا قرب باعث لعنت اور دوری باعث رحمت: حکمرانوں کے پاس جانا اور ملاقات کرنا معیوب نہیں ہے بلکہ قابل مذمت ایسی بات یا ایسا عمل ہے، جس سے ان کی غلط پالیسیوں کی تائید وتصدیق اور معاونت ہوتی ہو۔ ان کے پاس جا کر ان کی اصلاح کرنا اور کلمۂ حق کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور حدیث ہے کہ حکمرانوں کے پاس جا کر کلمہ حق کہنا جہاد ہے۔ البتہ وہ حکمران جن کی سیاست وریاست اسلامی اصولوں کے مطابق ہو، تو ان کی پیروی ومعاونت واجب ہے۔ قرآن کریم نے ایسے اولوالامر کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

۳- نماز برہان ہے: اس روایت میں نماز کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ برہان بمعنیٰ دلیل ہے اور دلیل کسی دعویٰ پر ہوتی ہے۔ انسان نے نماز کی شکل میں عملی عبادت کا مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تو نماز اس کے اس عظیم دعویٰ کی دلیل اعظم بن گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا رأیتم الرجل یلازم المسجد فاشهدوا له بالایمان (جامع ترمذی) ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتے ہوئے (نماز ادا کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔'' جائے نماز (سجدہ گاہ) بھی قیامت کے دن اس کے ایمان اور نماز ادا کرنے کی شہادت دے گی۔ یہی نماز قیامت کے دن نور اور بخشش کا باعث بنے گی۔

۴- فضیلت روزہ: نماز کی طرح اس روایت میں روزہ کی بھی عظمت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے: ''روزہ عظیم الشان ڈھال ہے۔'' ڈھال وہ آلہ ہے، جس کے ذریعے دشمن کے حملہ کو روکا جاتا ہے اور دشمن کو شکست دینے کی جدوجہد کی جاتی ہے۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے، روزہ رکھ کر مسلمان اس کے تمام حربوں، فتنوں اور جالوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے۔ روزہ سے مراد اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین خصوصی تعلق وعلاقہ ہے، جس کا دوسرے شخص کو بتائے بغیر علم نہیں ہو سکتا۔ اس طرح روزہ ایک مخفی اور ریاء سے پاک ریاضت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کو اختیار کرنے والے کے لیے خصوصی انعامات و اکرامات اور نوازشات کی خوشخبریاں سنائی ہیں۔ زبان نبوت سے اس حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ روزہ ایک عظیم ڈھال ہے، جس کے ذریعے شیطان کے حملوں سے بآسانی بچا جا سکتا ہے۔

۵- فضیلت صدقہ: لفظ ''صدقہ'' وسیع ترین مفہوم کو شامل ہے۔ اس سے مراد زکوٰۃ، صدقہ فطر اور خیرات وغیرہ ہیں۔ صدقہ وخیرات اور ہدیہ پیش کرنے سے انسان کے دل سے دنیا کی محبت کم جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے صدقہ کرنے سے مصیبت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بات مشاہدہ میں بھی آئی ہے کہ علالت و مرض کی حالت میں صدقہ وخیرات کرنے سے شفاء وصحت حاصل ہوتی ہے۔ خواہ دوائی کا استعمال کرنا سنت ہے لیکن اس کے اثرات کا ظہور بتاخیر ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں صدقہ، خیرات اور ہدیہ وغیرہ کے اثرات عجلت سے سامنے آجاتے ہیں۔

۶- دخول جنت کا آسان نسخہ: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے، جس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے اور اسی طرح رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ تمام امت جنت میں داخل ہو جائے۔ آپ اپنی امت کی اصلاح اور دارین میں کامیابی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ دوسری حدیث باب میں دخول جنت کا آسان ترین نسخہ بیان کر کے آپ نے امت کو ترغیب جنت دی ہے۔ چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوں ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اپنے اللہ سے ڈرو، پانچ نمازیں ادا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کر کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

